

دے۔ اب میرا کوئی ارادہ نہیں ہے جہاں پیر صاحب بٹھائیں گے بیٹھ جائیں گے، جہاں بھیجیں گے وہیں چلے جائیں گے۔ جو وہ کہیں گے وہی کریں گے۔ اگر اس طرح کا عمل ہے تو وہ مرید ہے پھر شیخ کامل فیض بھی دے گا۔ حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضور داتا صاحب میں نے چلہ کاٹا ہے۔ وہیں بیٹھ گئے۔ شیخ کامل نے کہا کہ وہاں جا کر بیٹھ جاؤ۔ ان کی نظر میں یہ تھا کہ سارے یہاں سے آ کر فیض لیتے ہیں اور جو کچھ آپ کو اس چلہ کشی میں حاصل ہوا وہ ایک شعر میں لکھ کر چلے گئے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کلاماں را راہنما

آج بھی یہ ہے کہ اگر کوئی ناقص بھی اپنے شیخ کامل کے پاس آتا ہے تو کامل بن جاتا ہے۔ اگر کوئی کامل آئے تو کاملوں کا بھی کامل بن جاتا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے سائیں بابا کا سایہ اپنے مریدوں کے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور اس گھر میں ہر ماہ ذکر خیر ہوتا رہے۔ اللہ تعالیٰ اس گھر کو آباد و شاد رکھے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب حضرت علامہ فتح محمد صاحب

برہانش محمد حمید شاد صاحب

## شفاعت اولیاء اللہ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ آغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ  
الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا  
عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ  
اللَّهِ وَعَلَى الْإِلَهِ وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
ربخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے  
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں  
گر ہو آپ کی مرضی تو بات بنتی ہے  
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے  
ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے  
جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! اولیاء اللہ کی صحبت اور محبت دین و دنیا میں سعادت مندی اور  
نجات کا ذریعہ ہے ان کی خوشنودی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور مغفرت کا باعث



ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے روز دوزخیوں کو دورویہ کھڑے کر دیا جائے گا اور ان میں سے جنتیوں کو گزار کر جنت میں داخل کرنے کے لئے لے جایا جائے گا تا کہ دوزخیوں کو عبرت حاصل ہو۔ ایک دوزخی بھاگ کر ایک جنتی سے لپٹ جائے گا اور کہے گا کہ حضرت صاحب آپ نے مجھے پہچانا میں وہ ہوں کہ جس نے آپ کو ایک دفعہ پانی کا گلاس پلایا تھا، آج آپ جنت میں جا رہے ہیں میری بھی شفاعت فرما کر مجھے بھی اپنے ساتھ لے جائیں وہ جنتی آدمی اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا کہ یا اللہ اس نے میری خدمت کی تھی مہربانی فرما اس کو بھی بخش دے، اللہ تعالیٰ اس جنتی کی سفارش کو قبول فرمائے گا اور اس دوزخی کو بھی اس کے ساتھ جنت میں جانے کی اجازت عطا فرمادے گا۔ اسی طرح ایک اور دوزخی بھی جنتی سے لپٹ جائے گا اور عرض کرے گا کہ حضرت صاحب آپ نے مجھے پہچانا، میں نے آپ کو وضو کرایا تھا۔ آپ جنت میں جا رہے ہیں تو میرے لئے بھی شفاعت فرمادیں وہ جنتی بھی اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا کہ یا اللہ اس نے دنیا میں میری خدمت کی تھی اب مہربانی فرما اس کو بھی بخش دے۔ اللہ تعالیٰ اس جنتی کی سفارش کو شرف قبولیت بخش دے گا اور اس دوزخی کو بھی جنتی آدمی کے ساتھ جنت میں جانے کی اجازت دے دے گا۔ اولیاء اللہ کی شفاعت اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔ کسی گناہ گار اور فاسق آدمی نے دنیا میں کسی ولی کی کوئی خدمت کی ہوگی تو وہ اس خدمت کے صلہ میں بخش دیا جائے گا اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ کسی نے اگر ولی اللہ کی ہم نشینی اختیار کی ہوگی۔ ولی کی صحبت میں رہا ہو گا تو یہ صحبت بھی اس کو فائدہ دے

گی۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم

بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان گناہ گاروں کی بخشش فرما دے گا کہ جنہوں نے اس دنیا میں نیکیوں کی صحبت اختیار کی ہوگی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن کسی مفلس کو بلا کر اللہ تعالیٰ ایسی طرح معذرت فرماوے گا۔ جیسے آدمی ایک دوسرے سے آپس میں عذر کرتے ہیں۔ ارشاد فرماوے گا۔ کہ قسم ہے اپنی عزت و جلال کی۔ میں نے دنیا تجھ سے اس لئے علیحدہ نہیں رکھی کہ تو میرے نزدیک ذلیل تھا۔ بلکہ اس لئے کہ تیرے لئے یہاں عزت و فضیلت موجود کر رکھی تھی۔ میرے بندے اب تو ان صفوں میں جا اور پہچان کہ جس نے تجھ کو دنیا میں میرے واسطے کھلایا ہو، یا پہنایا ہو اور اس کی غرض سوائے میری رضا کے اور کچھ نہ ہو تو اس کا ہاتھ پکڑ لے۔ اس کام میں نے تجھ کو اختیار دیا۔ اور اس وقت لوگوں کا یہ حال ہوگا۔ کہ پینہ مہنہ تک آیا ہوگا۔ یہ شخص صفوں کو حیرے گا اور دیکھے گا۔ کہ کس نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا تھا۔ جس کو ایسا دیکھے گا۔ اس کا ہاتھ پکڑ کے جنت میں لے جاوے گا۔ اور فرمایا کہ فقیروں، غریبوں کی خدمت بہت کیا کرو۔ اور ان سے نعمت حاصل کیا کرو اس لئے کہ ان کے پاس دولت ہے۔ صحابہ نے عرض کیا ان کے پاس کیا دولت ہے؟ فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو ان سے یہ کہا جاوے گا کہ دیکھو جس نے تم کو ایک ٹکڑا کھلایا ہو یا ایک گھونٹ پانی دیا ہو۔ یا کوئی کپڑا پہنایا ہو تو اس کا ہاتھ پکڑو اور

جنت میں پہنچا دو۔“ حدیث قدسی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی قسم قیامت کے دن اپنے بھائیوں کو دوزخ سے نکالنے کے لئے تم سے زیادہ خدا تعالیٰ سے جھگڑنے والا کوئی نہیں ہے۔ مومن اپنے حسب مراتب خود پہل صراط سے گزرنے کے بعد اپنے دوسرے بھائیوں کے لئے جو ابھی دوزخ سے نہیں نکلے ہوں گے۔ ان کی شفاعت کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے عرض کریں گے۔ کہ اے رب ہمارے یہ لوگ ہمارے ساتھ روزہ رکھتے نماز پڑھتے اور حج کرتے تھے۔ ارشاد الہی ہوگا۔ کہ ان میں سے تم جن کو پہچانتے ہو، پہچان کر دوزخ سے نکال لو۔ اور وہ ان کی صورتیں پہچان کر بہت سی خلقت نکال لیں گے۔ پھر حکم ہوگا، کہ جاؤ جس کے دل میں ایک دینار کے برابر نیکی ہے اس کو بھی دوزخ کی آگ سے نکال لاؤ چنانچہ وہ پھر نکال لائیں گے۔ پھر ارشاد ہوگا۔ کہ جاؤ جس کے دل میں نصف دینار بھلائی ہے۔ اس کو بھی دوزخ سے نکال لاؤ۔ وہ نکال لاویں گے۔ پھر ارشاد ہوگا کہ جاؤ جس کے دل میں ایک ذرہ بھی نیکی موجود ہے اس کو بھی دوزخ سے نکال لاؤ۔ وہ ان لوگوں کو بھی آگ سے نکال لائیں گے۔ قیامت کے دن نیکوں کے سوا کسی کی دوستی قائم نہیں رہے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **الْأَخِلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ يَمْبَادِ لَا خَوْفَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ** (سورۃ زخرف آیت: ۶۷-۶۸)

اس دن کفر اور معصیت کے تمام دوست آپس میں دشمن ہو جائیں گے مگر پرہیزگار لوگ (ان سے کہا جائے گا) اے میرے بندو آج کے دن نہ تم کو کوئی خوف ہے اور نہ تم رنج کرو گے۔“ اس دن ماں باپ اور اپنے عزیز و اقارب بھی کام نہ

آئیں گے۔ نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔ ماں بیٹے سے نیکی مانگے گی۔ بیٹا ماں سے نیکی مانگے گا۔ ماں جو اس دنیا میں اپنے بیٹے کو اپنا خون دودھ پلا کر پرورش کرتی ہے اس سے محبت اور پیار کرتی ہے ماں کی اپنے بیٹے سے محبت فطری ہے اور اس کا کوئی جواب نہیں ہے یہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی اس کا معیار راتنا بلند ہے اس دنیا میں ماں بیٹے کی کوئی تکلیف برداشت نہیں کرتی لیکن قیامت کے روز وہی ماں اپنے بیٹے سے کہے گی کہ بیٹا اپنی نیکیاں مجھے دیدے میں جنت میں چلی جاؤں اور تو خواہ دوزخ میں ہی چلا جائے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنی صفت منقسم کے ساتھ جلوہ افروز ہوگا۔ اتنی ہیبت ہوگی کہ کوئی بول بھی نہیں سکے گا قرآن مجید میں ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ سوره البقرہ آیت: ۲۵۵) کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس کے حکم کے بغیر شفاعت کرے۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام دیگر انبیاء علیہم السلام اور مومنین کاملین کو اپنے فضل سے شفاعت کی اجازت فرمائے گا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ میرے تبرکات اولیں قرنی کے پاس لے جانا اور اس کو میرا پیغام دینا کہ میری امت کی بخشش کے لئے دعا کرے اس کی دعا سے بنی تمیم کی بکریوں کے بالوں کے برابر تعداد میں گناہ گار بخش دیئے جائیں گے اگر حضرت اولیں قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے اتنے گناہ گاروں کی بخشش ہو رہی ہے تو امت محمدیہ کے اولیاء اللہ اور صالحین کی شفاعت سے کتنی امت بخش دی جائے گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا سے ستر ہزار گناہ گاروں کی بخشش ہو جائے گی۔ حضرت ابو سعید خدری



رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ میری اُمت میں سے بعض شخص جماعتوں کی اور بعض شخص قبیلہ اور بعض عصبہ (دس سے چالیس تک) اور بعض صرف ایک مرد کی ہی شفاعت کرے گا۔ حتیٰ کہ اس طرح میری تمام اُمت جنت میں داخل ہو جائے گی۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (یونس: ۶۲) سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم۔ ولی اللہ کو نہ کوئی اپنا خوف ہوتا ہے اور نہ ہی اپنے دوستوں متعلقین سے متعلق کوئی حزن یا غم ہوتا ہے ولی اپنے متعلقین سے متعلق بھی بے خوف ہوتا ہے جہاں ولی ہوگا اس سے محبت کرنے والا بھی اس کے ساتھ ہی ہوگا۔ ولی جنتی ہے اور اپنے دوستوں کو ساتھ لے کر جنت میں جائے گا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت کے آٹھوں دروازوں سے اندر داخل ہونے کی اجازت ہے آپ ایک دروازہ پر جا کر رک جائیں گے اور فرشتوں سے فرمائیں گے کہ میں جنت میں نہیں جاؤں گا میرا ایک سوال ہے کہ جو بھی میرا نام لیا ہے جو میرا مدح خوان ہے میرے گیت گاتا ہے ان سب کو ساتھ لے کر جنت میں جاؤں گا۔ آپ جا کر اللہ تعالیٰ سے میرے اس سوال کا جواب لے کر آئیں فرشتے بارگاہ عالیہ میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ان کو اجازت ہے وہ جس کو چاہیں ساتھ لے کر جنت میں چلے جائیں اب دیکھئے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی نہیں ہیں وہ ولی ہیں آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل سے لے کر آج تک اور آج سے لے کر قیامت تک حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مداح خواں آپ کے نام لیا

جتنے بھی ہوں گے آپ ان سب کو لے کر جنت میں جائیں گے کیا ان کی گنتی اور شمار کیا جاسکتا ہے کہ کتنے افراد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے جنت میں جائیں گے۔ شفاعت عظمیٰ صرف نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہی مخصوص ہے فرمایا کہ میں کبیرہ گناہ کرنے والوں کی شفاعت کروں گا فرمایا کہ نیک میرے لئے ہیں اور میں گناہ گاروں کے لئے ہوں۔ پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا محتاج نہ ہو انبیاء علیہم السلام جو معصوم ہیں جو گناہ کرتے ہی نہیں ہیں وہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ہی جنت میں جائیں گے۔  
 اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

اس کے بعد حضور نبی کریم کی اجازت سے قرآن، بیت اللہ شریف، حجر اسود اور وہ مساجد اور صغیر کہ جہاں نمازی نے نماز پڑھی ہوگی وہ بھی شفاعت کریں گے۔ پیر و مرشد شیخ کامل بھی شفاعت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ سے نسبت قائم

رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وَمَا عَلَيْنَا الْاِبْلَاحِ الْمِیْنِ

اقتباسات از ”برکات صحبت صالحین“

مولفہ فقیر محمد علم الدین رحمۃ اللہ علیہ



## شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ آغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى الْكَوَاعِبِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے  
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں  
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے  
درجیب کی زیارت بڑی سعادت ہے  
ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے  
رخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے  
ہو آپ کی اک عنایت تو جہات بنتی ہے  
اسی دید سے بنتے ہیں اولیاء بھی اصفیاء بھی  
اسی صورت سے صورت نجات بنتی ہے

معزز حاضرین! نعت پڑھی گئی ہے جس میں آیا ہے کہ بخشش کا آخری فیصلہ  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ پوری نعت شریف یوں ہے کہ  
 محفوظ ہے اج تا کیں قیامت دا فیصلہ  
 خبرے کی ہوناں ایں امت دا فیصلہ  
 کعبے نوں چم کے خود نوں جنتی نہ سمجھ لیں  
 ہونا اے کوئے یار تے جنت دا فیصلہ  
 کسے دا وی فیصلہ حشر نوں غیاں نہیں جاونا  
 مناں ایں رب نے حضور دی عدالت دا فیصلہ  
 حشر دے روز یار نوں کہنا اے خدا  
 خود ہی چا کرو اپنی امت دا فیصلہ  
 گردن کٹا کے چڑھ گیا نیزے دی ٹوک تے  
 بدلن نہیں دتا کسے نوں شریعت دا فیصلہ  
 حاکم اوہدوں توں ہور کوئی گلیا نہیں گیت میں  
 جد توں میں کیتا اے آپ دی مدحت دا فیصلہ

معزز حاضرین کیا یہ خوش فہمی ہے یا کہ عقیدت ہے۔ اس کا کوئی جواز کوئی  
 ثبوت کوئی دلیل ہونی چاہئے دوسرے فرقے ہمیں گلے سے پکڑ لیں گے کہ اعمال  
 کہاں گئے۔ نماز کہاں گئی روزے کہاں گئے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی  
 فیصلہ کرنا ہے تو پھر اعمال کیوں نماز کیوں، روزے کیوں، حج کیوں تو قربانی کیوں۔  
 زکوٰۃ کیوں، صدقہ خیرات کیوں جہاد کیوں تو شہادت کیوں۔ وہ کہتے ہیں کہ

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

یہ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے اسی عقیدہ کو لئے ہوئے بہت سارے دوسرے لوگ یہی کہہ رہے ہیں کہ جنت یا دوزخ اعمال سے ہی بنے گی لیکن سنی کہتے ہیں کہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات بنے گی۔ ان دونوں میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے اس کا کوئی ثبوت ہونا ضروری ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ولادت باسعادت ہوتے ہی دعا فرمائی سجدہ کیا جو عورتیں موجود تھیں اور انہوں نے جو کچھ سنا وہ فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں یہ دعا کر رہے تھے کہ رَبِّ هَبْ لِيْ اُمَّتِيْ اللّٰہ میری اُمت میرے حوالے کر دے میں خود ہی اسے جنت میں لے جاؤں گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام جو ستر ہزار فرشتوں کی جماعت کے ساتھ موجود تھے۔ درود و سلام پڑھ رہے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرائیل کو اہ ہو جا کہ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آج اپنی اُمت کو نہیں بھولا وہ حشر میں بھی نہیں بھولے گا۔ یہ امت محمدی کے لئے پہلی خوشخبری ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اُمت کی ذمہ داری خود اپنے سر لے لی۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول بھی فرمایا۔ یہ صرف دعائی نہیں بلکہ قبولیت بھی ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ حوصلہ افزا آیت مبارک جو قرآن مجید میں آئی ہے وہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی (یعنی جی) اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے

حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تمہیں اپنی مرضی ہی عطا کر دی ہے میں نے تمہیں راضی کرنا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لے کر راضی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلی چھٹی دے دی ہے ہمیں بھی پتہ چل جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لے کر راضی ہوں گے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلیٹک چیک دے دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لیں گے۔ فرمایا کہ میں تو صرف ایک ہی چیز لے کر راضی ہوں گا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ایک چیز کون سی ہے فرمایا کہ میں تمہاری بخشش لے کر ہی راضی ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا عطا کی ہے تو حضور نبی کریم الصلوٰۃ والسلام صرف اس پر راضی ہو رہے ہیں کہ وہ اپنی اُمت کی بخشش لے رہے ہیں فرمایا کہ میں اس وقت تک راضی ہی نہیں ہوں گا جب تک کہ میرا ایک اُمتی بھی جہنم میں رہے گا۔ اس لئے ہماری بخشش رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے اس لئے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیت گاتے ہیں۔

بجدے بھی روزے بھی بجا ہیں زاہد

لیکن جنت میں ہمیں آقا کی دعا لے جائے

میں کہوں گا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا لے جائے۔ حضرات یہ بالکل صحیح عقیدہ ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی علیہ السلام کو ایک ایک دعا عطا کی ہے کہ وہ جو بھی دعائیں گے وہ قبول ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے اجازت عطا فرمائی ہے کہ جو چاہو مانگ لو وہ عطا کر دیا جائے گا



عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دعا مانگ لی ہے۔ فرمایا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اس دنیا میں ہی رہتے ہوئے دعا مانگ گئے ہیں لیکن میں نے ابھی دعا نہیں مانگی ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کب مانگیں گے فرمایا کہ میں حشر کے دن مانگوں گا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا دعا مانگیں گے فرمایا کہ میری تو صرف ایک ہی دعا ہے کہ میں اپنی امت کی بخشش مانگوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری دعا کو قبول فرمائے گا۔ میں نے یہ دعا صرف اس لئے ہی رکھ چھوڑی ہے کہ میری امت کی بخشش ہو جائے۔ ایک اور بھی بڑی حوصلہ افزا حدیث شریف ہے بڑی عظمت والی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک کاپی آگئی ہے جس میں ستر ہزار افراد کے نام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی حساب کے بخش دیا ہے۔ ایک صحابی نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بھی نام اس میں لکھ دیں۔ حالانکہ وہ نام بارگاہ عالیہ سے آئے ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس صحابی کی عرض کو قبول فرماتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ تیرا بھی نام لکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو صرف ستر ہزار کے نام بھیجے ہیں لیکن اس میں اضافہ کون کر رہا ہے یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اضافہ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رضا عطا کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا ہے۔ ستر ہزار نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے اور ایک نام کا اضافہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کر دیا تو یہ ستر ہزار ایک ہو گئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ بہت تھوڑے ہیں جنتی اور بنائیں ستر ہزار تو صرف محمود آباد کالونی میں ہی آجائیں گے باقی فیصل آباد ہے پاکستان ہے عالم اسلام ہے کتنے مسلمان ہو چکے ہیں اور کتنے قیامت تک ابھی آئیں گے یہ اللہ ہی جانتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بھی جنتی بنائیں آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جو بھی کرتے ہیں وہ اللہ کی رضا سے کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی عمل کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی رضا سے ہی کرتے ہیں جو بھی بات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کریں گے وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے کریں گے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنتی اور بنائیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت عطا کرتے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو ستر ہزار ایک ہیں ان میں سے ہر بندہ ستر ستر ہزار کو لے کر جنت میں چلا جائے گا۔ اب آپ ضرب دے لیں کہ کتنے بن گئے یہ کوئی پانچ ارب بنتے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے پانچ ارب کی بخشش ہو گئی۔ اس وقت دنیا کی آبادی پانچ ارب ہے اور اس میں مسلمانوں کی تعداد سو ارب ہے اور ان سے پہلے جو ہو چکے ہیں وہ کتنے تھے اور آنے والے کتنے ہوں گے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کو جنت عطا کر دی ہے۔ ابھی وہ پیدا بھی نہیں ہوئے کہ جنتی بنا دیئے گئے۔ سنیو تمہارے عقیدے پر مبارک ہو کہ تمہاری پیدائش سے قبل ہی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہاری بخشش کروا گئے ہیں۔ جب پانچ ارب بخشے گئے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ



علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں جنتی اور بتائیں کہ قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی امت ہوگی اس کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ جو پانچ ارب ہیں ان میں سے ہر بندہ اپنے ساتھ ستر ستر ہزار کو جنت میں لے جائے گا۔ یہ تین سو پچاس سنگھ بنتے ہیں اور سنگھ سے آگے کوئی ہندسہ نہیں ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس سے کہیں زیادہ ہوگی۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اب ہندسے تو ختم ہو گئے ہیں اس سے آگے کوئی ہندسہ نہیں بن سکا کہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہندسوں کو ختم کر دیا ہے۔ Full Stop لگا دیا ہے۔ ٹریلین سے آگے کوئی ہندسہ نہیں بن سکا ہے۔ سنگھ سے آگے کوئی ہندسہ نہیں بن سکا کیونکہ اس سے آگے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے اس لئے مزید آگے ہندسہ بتا ہی نہیں ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنتی بتائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گنتی کو چھوڑو میں بک بھر کر بندوں کو جنت میں ڈال دیتا ہوں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور ڈال دیں ایک بک اور ڈال دیں پانچ بک بھر کر ڈال دیئے پھر عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور ڈال دیں تو حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بس کریں بہت ہو گیا ہے اب کوئی بھی جنت کے باہر نہیں رہے گا۔ سب جنتی بن جائیں گے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خفا ہوتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا اظہار ہو رہا ہے آپ کیوں روک رہے ہیں اس کو چلنے دو تا کہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اختیار کتنا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں روکتا نہیں ہوں میرا عقیدہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بک میں ساری کائنات آ جاتی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھیک کہتے ہیں پوری کائنات میری ہتھیلی پر رائی کے دانہ کے برابر ہے اب آپ دیکھیں کہ کتنے بک زائد ہیں کتنے ہند سے زائد ہیں یہ بخشش کس نے کرائی ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عطاء رب سے کرائی ہے اللہ دیتا ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں دیتا ہے۔ اَللّٰهُ مُعْطٰی وَاَنَا قَاسِمٌ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صرف مجھے ہی دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں اور کوئی تقسیم کرنے والا نہیں ہے۔ میں کہوں کہ سرور بھی نعت پڑھتا ہے گڈو بھی نعت پڑھتا ہے۔ یہ بھی پڑھتا ہے، وہ بھی پڑھتا ہے۔ اس بھی میں کوئی فرد واحد نہیں ہوتا بلکہ اور بھی شامل ہوتے ہیں لیکن اگر یہ کہا جائے کہ صرف گڈو ہی نعت پڑھتا ہے تو اس میں فرد واحد ہی ہے اور اس میں کوئی شامل نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ صرف میں ہی تقسیم کرتا ہوں تو اس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کوئی تقسیم کرنے والا شامل نہیں ہے۔ جنت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی دیتے ہیں کسی اور کے اختیار میں نہیں ہے ایک چھوٹی سی مثال ہے کہ یہ خالد مجید صاحب کا گھر ہے اس میں آپ ان کی اجازت سے آتے ہیں یا اپنے زور سے آتے ہیں۔ ان کی اجازت سے آتے ہیں اگر سینہ زوری سے آؤ گے تو

پھر پروفیسر صاحب کون سی دفعہ لگ جائے گی سرکار دفعہ 452 لگے گی جس کی سزا سات سال قید یا مشقت ہے۔ اب دیکھیں کہ جنت کس کی ہے جنت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک سے بنی ہے یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محتاج ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر کون اس میں داخل ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں گے تو جنت میں جائیں گے یہاں تو آپ خالد مجید صاحب کی اجازت کے بغیر اگر داخل ہوں گے تو آپ مجرم ہوں گے اور سزا مل جائے گی لیکن حشر کے دن کس کی طاقت ہے کہ وہ جرم کرے ہر ظالم سے ظالم کی بھی بس ہو جائے گی وہاں اگر اختیار ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ ایک بندے کو جہنم کا حکم ہو جائے گا تھکڑی لگ جائے گی بیڑیاں پہنا دی جائیں گی فرشتے اس کو جہنم کی طرف گھسیٹنا شروع کر دیں گے۔ اسے جہنم کی طرف لے کر چلیں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہیں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کو جہنم کی طرف لے جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیز تیز قدموں کے ساتھ جا کر فرمائیں گے کہ فرشتہ رک جاؤ۔ اس کو واپس میزان پر لے چلو۔ اس کا تول دوبارہ کرو۔ فرشتے عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حساب کتاب ہو چکا ہے۔ اس کی بدیاں زیادہ ہیں اس کو جہنم کا حکم ہو چکا ہے۔ ہمیں اس کو جہنم میں ڈالنے کے لئے جانے دیں یا پھر اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر دیں کہ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق واپس لے چلیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ



فرشتو آج جہاں میری حکومت ہے وہاں میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی حکومت ہے جو یہ فرمادیں گے اس کے مطابق عمل کرو۔ فرشتے اس کو واپس میزان پر لے آئیں گے۔ اس کا ناپ تول پہلے والا ہی ٹھیک نکلے گا۔ بدیاں زیادہ نیکیاں کم ہوں گی۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جیب مبارک سے ایک کاغذ کی چٹ نکال کر نیکیوں والے پڑے میں رکھ دیں گے وہ پڑا بھاری ہو جائے گا۔ مبارک مبارک کے نعرے لگنے شروع ہو جائیں گے۔ فرشتے اس چٹ کو دیکھیں گے کہ اس میں کیا ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ میں بتاتا ہوں اس چٹ میں کیا ہے۔ اس نے مجھ پر درود شریف پڑھا تھا میں نے اس کا ثواب علیحدہ اپنے پاس رکھ لیا تھا وہ میں نے آج اس کے نامہ اعمال میں نیکیوں کے پڑا میں رکھا ہے تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ بخشش درود شریف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونی ہے۔ بخشش کا بہانہ درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ دعا میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بڑا کرم ہے اور شکر ادا کریں کہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کتنی مہربانی اور شفقت فرمائی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بیٹی تیرا نکاح اللہ تعالیٰ نے حضرت علی شیر خدا سے کر دیا ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ حق مہر کتنا لینا چاہتی ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نکاح منظور ہے لیکن حق مہر رہنے دیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا چار سو تولے چاندی ٹھیک ہے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نکاح منظور ہے۔ چاندی رہنے دیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے خیال فرمایا کہ شاید چاندی تھوڑی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹی کیا چار سو تولے سونا ٹھیک رہے گا۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نکاح قبول ہے سونا وغیرہ رہنے دیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آگئے کہ یہ کچھ بھی نہیں مان رہی ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جنت کی ساری نعمتیں حق مہر میں دیتا ہوں یہ قبول کر لیں۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ جنت کی نعمتیں بھی رہنے دیں بس مجھے نکاح قبول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے نہ تو چاندی قبول کی نہ سونا قبول کیا نہ ہی جنت کی بہاریں لیں اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ہی پوچھیں کہ یہ حق مہر میں آخر کیا لینا چاہتی ہیں۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے جو بجدے کئے ہیں وہ بارگاہ الہی میں قبول ہو جائیں اور ان کے عوض میں ساری اُمت محمدیہ بخش دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے قبول ہے۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یا اللہ یہ مجھے چٹ پر لکھ کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے چٹ پر لکھ کر آ گیا۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بجدوں کی وجہ سے اُمت محمدیہ بخشی جا رہی ہے۔ سیدہ نے یہ وصیت فرمائی کہ جب میں مروتوں تو یہ چٹ میرے سینے پر رکھ دی جائے تاکہ حشر کے دن میں اس کو دکھا کر ساری اُمت محمدیہ کی بخشش کرا لوں کیا یہ کوئی کم احسان ہے یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی کی عظمت ہے تو سردار کا عالم کیا ہوگا۔ یہ کرم ہیں سارے بخشش کے جنت کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے اور اہل بیت

کے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احسان بھی ماننا ضروری ہے۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسی ہستی ہیں کہ ان کو ہر دروازے سے جنت میں داخل ہونے کی اجازت ہے۔ کوئی نمازی ہے تو باب صلوٰۃ سے داخل ہوگا۔ کوئی روزہ دار ہے تو وہ باب صوم سے داخل ہوگا۔ کوئی مجاہد ہے تو باب الجہاد سے داخل ہوگا۔ کوئی صدقہ خیرات کرنے والا ہے تو وہ باب الصدقۃ سے داخل ہوگا کوئی شہید ہے تو وہ اپنے مخصوص دروازہ سے داخل ہوگا کوئی زکوٰۃ دینے والا ہے تو وہ اپنے دروازے سے جا رہا ہے لیکن صرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسی ہستی ہیں کہ جن کو آٹھوں دروازوں سے داخل ہونے کی اجازت ہوگی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جنت کی چابیاں عطا ہوئی تھیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر دی تھیں آپ کو جنت کا مالک بنا دیا تھا۔ آپ ایک دروازہ پر جا کر رک جائیں گے اور کہیں گے کہ میں نے جنت میں داخل نہیں ہونا ہے فرشتے عرض کریں گے کہ حضرت صاحب اگر ہم سے کوئی غلطی ہوئی ہے معاف فرمائیں ساری دنیا جنت میں جانے کے لئے مر رہی ہے اور آپ یہاں رک گئے ہیں اور جنت میں جانے سے انکاری ہیں آپ بے نیاز ہو رہے ہیں فرمایا کہ میرا ایک سوال ہے پہلے اس کا جواب مجھے لا کر دو پھر میں جنت میں جاؤں گا۔ جی بتائیے کہ کیا سوال ہے۔ آپ فرمائیں گے کہ جس جس نے مجھ سے محبت کی ہے میرے گیت گائے ہیں میرے نعرے لگائے ہیں میں ان سب کو بھی اپنے ساتھ جنت میں لے جانا چاہتا ہوں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے



نعرے لگانے والے آپ کی منقبت پڑھنے والے یکے جنتی ہیں وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنت میں جائیں گے جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنتی نہیں مانتا وہ بے ایمان ہے عشرہ مبشرہ میں اول نمبر پر کون ہے یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو لازمی طور سے جنتی ہیں اور جنت میں جائیں گے۔ آپ ان کے نعرے لگائیں ان کی تعریف کر لیں ان کی منقبت پڑھ لیں ان سے محبت کر لیں تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رب سے یہ منوالیا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر جنت میں جائیں گے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کو چاہے اپنے ساتھ جنت میں لے جائے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرنے والے کا کوئی حساب کتاب نہیں۔ محبت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے جنت میں لے جائے گی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا سے وہ ستر ہزار جہنمی بندے جن پر جہنم واجب ہو چکی تھی جنت میں جائیں گے۔ یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا۔ سردار کا عالم کیا ہوگا۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا بھی احسان ہے کہ ان کا یہ اعلان ہے کہ جو اپنے کو کہے میرا مریدوں میں وہ شامل ہے۔ بغداد جانے کی ضرورت نہیں کوئی تحفہ کوئی شیرینی کی ضرورت نہیں نہ کوئی دست بوسی نہ کوئی قدم بوسی۔ کتنا آسان اور ہلکا کام ہے کہ کوئی یہ کہے کہ میں سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں تو وہ فرماتے ہیں کہ مجھے قبول ہے۔ اب جو مرید ہوتا ہے پھر اس کے لئے کیا خوشخبری ہے۔

مریدی لا تحف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو

حشر تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا

اے میرے مرید تو جہنم کا خوف نہ رکھ۔ تو میرا مرید ہو گیا ہے میں تجھے جنت میں لے جاؤں گا یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ یہ عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ عقیدے کی اہمیت اور جنت کا حصول مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے اپنے پمفلٹ میں تحریر فرمائی ہیں ان میں لکھا ہوا ہے کہ جو کبے عمل سے جنت ملے گی وہ خارجی ہے اور وہ منافق ہے۔ اور مومن کی بولی یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جنت شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم آدمی امت بخشوا لیں یا شفاعت کا اذن لے لیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شفاعت کو پسند فرمایا عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ فرمایا کہ اس سے میں ساری امت کو بخشوا لوں گا۔ شفاعت کے بغیر تو آدمی امت کی بخشش کا پروانہ مل رہا ہے لیکن شفاعت کے ساتھ ساری امت کی بخشش ہو رہی ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت کے بہتر فرقتے ہوں گے ان میں سے بہتر جہنمی ہوں گے۔ یہ اعمال پر بھروسہ کرنے والے ہوں گے، عمل ضرور کرو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اچھے عمل جمع کرو۔ لیکن بخشش کے لئے رحمت رب اور فضل رب پر انحصار کرو اور اللہ کی رحمت میں ہوں۔ یہ سارے شواہد دلائل یہی ظاہر کرتے ہیں کہ

بجدے بھی سچ ہیں زاہد روزے بھی بجا ہیں  
لیکن جنت میں تو مجھے آقا کی دعا لے جائے

جنت کا وسیلہ صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حشر کے بیان کو اگر  
پڑھا جائے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت نکھر کر باہر آ جاتی ہے۔ کہ ساری  
کائنات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محتاج ہے۔ جو آج شفاعت کے انکاری ہیں اللہ تعالیٰ  
سے براہ راست مانگنے والے ہیں اس دن وہ بھی شفیع ڈھونڈیں گے سارے نبی علیہم  
السلام چپ ہو جائیں گے بول نہیں سکیں گے میں ان کا خطیب ہوں گا۔ سارے نبی  
علیہم السلام رک جائیں گے میں ان کا راہبر ہوں گا سب کا میں ہی شفیع ہوں گا اور مجھے  
اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی پر کہا ہے

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا  
ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے میری شفاعت کو نہ  
مانا میں نے حشر میں اس کی شفاعت کرنی بھی نہیں ہے اور جس کی شفاعت نہ ہوئی  
وہ جنت میں بھی نہیں جائے گا۔ جنت میں جانے کے لئے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ  
علیہ وسلم ضروری ہے۔

آج لے انکی پناہ آج مدد مانگ ان سے  
پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانس شیخ خالد مجید صاحب 27-12-09

## نشست دوم

معزز حاضرین! ایک شخص ہے جو دس بارہ سال مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر رہا ہے اور سات آٹھ سال تبلیغی جماعت میں شامل رہا ہے وہ میرے پاس آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کے اس تمام عرصہ کی تعلیمات کا نچوڑ کیا ہے آپ نے مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے کیا علم حاصل کیا ہے اور تبلیغی جماعت میں ہوتے ہوئے کیا سیکھا ہے اس نے کہا کہ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے اعمال درست کرنے کے لئے تشریف لائے ہمارے اعمال کی اصلاح کے لئے تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق جس کے اعمال صحیح ہو گئے، نماز، روزہ، حج وغیرہ درست طریقہ سے ادا کرنے آ گئے اس کا بیڑہ پار ہو جائے گا۔ اور جس کے اعمال درست نہ ہوئے اس کے اعمال کی تصحیح نہ ہوئی اس کا بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ اس لئے نعت شریف پڑھنے سننے کی ضرورت نہیں ہے جس غرض کے لئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تھے صرف وہی کرو۔ سرشام سے بیٹھے ہوئے صرف نعت خوانی ہی کر رہے ہو دو تین گھنٹے ہو گئے ہیں خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہو نعت خوانی کوئی معنی نہیں رکھتی اصل کام جو ہے وہ اپنے اعمال کی اصلاح کرنا ہے۔ اگر اعمال صحیح ہیں تو پھر بخشش اور نجات ہے اگر اعمال غلط ہیں تو پھر جہنم میں ٹھکانہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ بخشش کا سبب اور ذریعہ اعمال نہیں ہیں بلکہ اس کا ذریعہ کچھ اور ہی ہے۔ اعمال اپنی جگہ بہت اچھے ہیں کلمہ پڑھو، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ضرور کرو لیکن بخشش کے لئے یہ کام نہیں آئیں گے۔ بخشش کیلئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت ہے۔ کلمہ ضرور پڑھو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی، حفظ، تفسیر،



حدیث، جہاد ضرور کرو لیکن یہ بخشش کے لئے نہیں ہیں جنت میں جانے کے لئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت لازمی ہے اور جنت میں داخل ہونے کے بعد جنت میں جو درجہ ملے گا وہ تیرے اعمال کی بنیاد پر ہوگا۔ اعمال ضائع نہیں ہوں گے۔ آپ کہیں گے کہ اگر جنت میں داخلہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا تو پھر اعمال کی کیا ضرورت ہے۔ کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جو کیا اس کا کیا بتا۔ میں نے اتنی رقم زکوٰۃ میں ادا کی تھی۔ میں نے اتنی رقم حج پر صرف کی وہ کہاں گئی۔ تیرے یہ پیسے ضائع نہیں جائیں گے جب جنت میں داخل ہو جائے گا پھر تیرے اعمال پوچھے جائیں گے اور ان اعمال کی بنیاد پر جنت میں تیرا مقام متعین ہوگا۔ لیکن جنت میں داخل ہونے کیلئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کام آئے گی۔ یہ حدیث شریف ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے جنت اعمال سے نہیں دینی ہے۔ بلکہ میں نے جنت اپنے فضل اور رحمت سے دینی ہے عرض کیا کہ یا اللہ تیرا فضل اور تیری رحمت کیا ہے فرمایا کہ میرا فضل اور رحمت میرا حبیب رحمۃ اللعالمین ہے جس کی وجہ سے میں نے جنت دینی ہے میرے ساتھ کہنے کے باوجود اس شخص کی کوئی تسلی نہ ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ سب سے اچھے اعمال کس کے ہیں۔ وہ انبیاء علیہم السلام کے ہیں۔ ہم گناہ گار ہیں، گناہ کرتے ہیں، نماز میں سستی کرتے ہیں، روزہ کے لئے بیماری یا سفر کا بہانہ بنا لیتے ہیں۔ استطاعت ہونے کے باوجود حج کے لئے نہیں جائیں گے۔ عمر نہیں کریں گے۔ زکوٰۃ کیلئے کوئی بہانہ بنالیں گے۔ اور بے شمار غلطیاں کوتاہیاں ہیں۔ ہم تو گنہگار ہیں۔ ہمارے پلے تو صرف کلمہ شریف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ہم میں سے بیشتر تو کلمہ شریف بھی صحیح نہیں پڑھتے اس کی زیر زبرد کا بھی خیال نہیں رکھتے۔

لیکن انبیاء علیہم السلام تو معصوم ہیں ان کے اعمال بالکل صحیح ہیں انہوں نے کبھی اللہ تعالیٰ کے کسی حکم میں کوتاہی نہیں کی۔ ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا وہ ہر خطا سے پاک اور معصوم ہیں۔ جس طرح سے یہ دیوار چوری نہیں کر سکتی اسی طرح نبی علیہ السلام بھی گناہ نہیں کر سکتے وہ اللہ کے حکم کے پابند ہوتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ ان کو حکم دیتے ہیں ان تمام انبیاء علیہم السلام میں سے بھی سب سے زیادہ اعمال کرنے والی ہستی کہ جس کے اعمال ریکارڈ شدہ ہیں کتب تاریخ میں درج ہیں قرآن مجید میں بھی ہیں وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور وہ بھی حشر کے دن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھولی پھیلائے کھڑے ہوں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت فرمائیں گے تو میری بخشش ہو گی۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بات پر یہ فرمایا ہے کہ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ساری کورنمنٹ کے بت توڑے آگ میں چھلانگ لگائی۔ ملک بدر ہو گئے، بچے کو جنگل میں چھوڑ آئے۔ بچے کے گلے پر چھری چلائی اگر وہ ذبح نہیں ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی مرضی۔ اللہ کے راہ میں بھیڑ بکریاں گائیں اونٹ ذبح کئے اور پھر دعا کی کہ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (ابراہیم ۴۱) ”اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر ہر نماز میں درود



شریف پڑھو۔ اور ہم ہر نماز میں ان پر اور ان کی آل پر مسلسل درود شریف بھیج رہے ہیں ہر قربانی جو ہم کرتے ہیں اس کا جتنا ثواب ہمیں مل رہا ہے اتنا ہی حضرت امیر اہم علیہ السلام کو بھی جا رہا ہے۔ اب تک جو قربانیاں ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں اور قیامت تک ہوتی رہیں گی ان کا ثواب حضرت امیر اہم علیہ السلام کی روح کو پہنچ رہا ہے۔ اتنے ثواب والا بندہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھولی پھیلائے کھڑا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے تو میری بخشش ہوگی۔ فرمایا تمام انبیاء علیہم السلام میرے در پر جھولی پھیلا لیں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں گے تو ہماری بخشش ہوگی۔ پھر تیری بخشش اور نجات شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کس طرح سے ہو جائے گی۔ حضرت امیر اہم علیہ السلام اور دوسرے انبیاء علیہم السلام سے راہنمائی حاصل کر لو ان سے سبق سیکھ لو ان کی تعلیم پر عمل کر لو کہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر بخشش نہیں ہے۔ اور پھر اپنے آپ کی طرف دیکھ لو کہ تمہارے اعمال کہاں جائیں گے۔ اعمال کی جزا جنت میں داخل ہونے کے بعد ملتی ہے اور جنت میں داخلہ اعمال سے نہیں بلکہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جس کو شفاعت مل گئی اس کا بیڑہ پار ہو گیا جسے شفاعت نہ ملی وہ غرق ہو گیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں یہ کہہ دیا کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی ضرورت نہیں ہے میرے اعمال ہی کافی ہیں حشر کے روز میں نے اس کی شفاعت کرنی بھی نہیں ہے سنیوں کے علاوہ باقی جتنے بھی فرقے ہیں وہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل نہیں ہیں۔ وہ تو یہاں تک کہہ رہے ہیں کہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھی پتہ نہیں ہے کہ وہ جنت میں جائیں گے کہ نہیں۔ وہ تمہیں کیا گرنی دے سکتے ہیں کہ تم جنتی ہو کہ جن کو اپنے متعلق ہی علم نہیں ہے کہ ان کا انجام کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے دوزخ اور جنت کی چابیاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمادی ہیں کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تو مالک ہے جس کو چاہیں جنت میں داخل کر دیں جس کو چاہیں دوزخ میں پھینک دیں اور یہ کہتے ہیں کہ ان کو علم ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تو مالک ہے جس کو چاہیں جنت کے بھی مالک ہیں اور دوزخ کے بھی مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے علم اور عقیدے سے اپنی پناہ میں رکھے۔ یہ جنت، یہ جوریں، یہ چاند ستارے یہ سب بہاریں، سورج اور کائنات عرش فرش، فرشتے یہ تمام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک سے بنے ہیں جنت تو خود میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محتاج ہے۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کی ضرورت نہیں ہے بلکہ خود جنت کو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت ہے۔ کیا ہم نے نماز نہیں پڑھی ہے ابھی نماز پڑھ کر محفل شروع کی ہے۔ داڑھی ٹوپی بھی ہے ہم جو اعمال کرتے ہیں وہ جنت کے حصول کے لئے نہیں کرتے بلکہ ہم تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اعمال کرتے ہیں۔ آپ جب بھی کوئی اعمال کریں تو یہ سمجھ کر کریں کہ اس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا زندہ رہنا اور میرا وصال کر جانا دونوں ہی تمہارے لئے بہتر ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ رہنا تو ہمارے لئے بہتر ہے اس کی سمجھ تو آتی ہے

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے صحابی بن رہے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہمارے لئے کیسے بہتر ہو گا فرمایا کہ ہر شام تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوں گے میں تمہاری نیکیاں دیکھ کر خوش ہوں گا۔ نماز پڑھو، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر خوش ہوں گے۔

شوق تیرا گر نہ ہو میری نماز کا امام

میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

نماز پڑھو۔ روزہ رکھو، حج کرو، زکوٰۃ ادا کرو لیکن تیری مرضی ان اعمال کرنے کی یہ ہو کہ اسی سے میرا نبی پاک علیہ السلام راضی ہوں گے میرا اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو گا۔ ان کی رضا کے لئے اعمال کرو لیکن اعمال کا سہارا نہ لو کہ بخشش میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت دوزخ کا مالک بنا دیا لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چابیاں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کر دیں اور انہیں جنت و دوزخ کا مالک بنا دیا۔ جنت و دوزخ کی چابیاں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہیں۔ حضرات اعمال کرنے سے کوئی نہیں روکتا اعمال کرو اور ضرور کرو لیکن فرق صرف یہ ہے کہ اعمال پر سہارا کرنے والے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے پاس اعمال ہیں اور ہمارا حق ہے کہ ان اعمال کی بنا پر جنت ملنی ہے لیکن ہم سنی یہ کہتے ہیں کہ ان سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں گے اور ہمیں ان کی شفاعت نصیب ہو جائے گی۔ ہمیں شفاعت مل جاتی ہے لیکن وہ دوسرے شفاعت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اس نقطہ پر آ کر وہ مارے جاتے ہیں۔ ورنہ ان کے



اعمال ہم سے بہتر ہیں ان کی طہارت ہم سے بہتر ہے ان کی قرأت ہم سے بہتر ہے۔  
خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کے امام کی تلاوت سن لیں تو وہ اتنی اچھی اور محسوس کن ہے کہ اس  
سے بہتر تلاوت تمہیں کہیں اور سننا نصیب نہیں ہوگی۔ پھر کیا ہوا کہاں گئی یہ اتنی  
سریلی اور میٹھی زبان میں کی گئی تلاوت قرآن مجید، اعمال کرو ضرور کرو اور بے حد  
کرو۔ لیکن ان کا مدعا یہ ہونا چاہئے کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو  
جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر  
اسے راضی کرنے کے لئے بلند کیا ہے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اللہ تعالیٰ اپنے  
حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرتا ہے تو پھر ہم ان کو راضی کیوں نہ کریں۔ یہ  
سنت اللہ تعالیٰ ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرز ہے۔ یا اللہ تو نے حضرت آدم علیہ السلام کو  
کیوں بنایا فرمایا کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بنایا ہے یا اللہ تو  
نے یہ کائنات کیوں بنائی ہے فرمایا کہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بنائی  
ہے۔ یا اللہ تو نے اپنا رب ہونا ظاہر کیوں کیا۔ فرمایا کہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کیلئے کیا۔ اس لئے تو نے بھی جو اعمال کرنے ہیں وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو  
راضی کرنے کیلئے کر فرمایا کہ جب تمہاری نیکیاں میرے سامنے پیش ہوتی ہیں تو میں  
خوش ہوتا ہوں اور جب تمہارے گناہ میرے سامنے پیش ہوتے ہیں تو میں تمہاری  
بخشش کے لئے دعا کرتا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں بھی ہماری بخشش کے  
لئے دعا فرماتے رہے اور اب اپنی قبر انور میں بھی ہماری بخشش کیلئے دعا کر رہے  
ہیں۔ کیا آپ میں سے کوئی اپنے گناہوں پر رویا ہے۔ ہمیں اپنے گناہوں پر رونا  
نہیں آتا اتنے پتھر دل ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ہستی ہیں کہ جو اُمت



کے گناہوں پر روئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجتے ہیں کہ جاؤ پتہ کرو میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کیوں رو رہے ہیں گریہ زاری کر رہے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کا پیغام دیتے ہیں تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی اُمت کے گناہوں پر رونا آتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہہ دو کہ میں ان کے ایک آنسو کے بدلے ان کی ساری اُمت کو بخش دوں گا مجھے ان کا اُمت کیلئے رونا برداشت نہیں ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنسو کا صدقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے آنسو بہا رہے ہیں کیا کوئی کسی کے لئے روتا ہے ہم اپنے گناہوں کیلئے نہیں روتے تو دوسروں کیلئے کیا روئیں گے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سجدے کس لئے کئے ہیں اور حشر کے روز کس کیلئے کریں گے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا سر مبارک اٹھائیے جو مانگو گے عطا ہو گا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے کہ یا اللہ میری اُمت کو بخش دے کچھ حصہ اُمت کا بخش دیا جائے گا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر سجدہ میں پڑ جائیں گے تو اُمت کا کچھ حصہ اور بھی بخش دیا جائے گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پھر سجدہ میں ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ایک معیار بنا لو کہ جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر ایمان ہے اسے جنت میں لے جائیں۔ عمل کی بات نہیں ہے ایمان کی بات ہے، یہ نہیں ہے کہ جس کے پاس اعمال ہیں وہ بخش دیئے گئے ہیں۔ حضور پھر سجدہ میں ہوں گے پھر حکم ہو گا کہ جس کے دل میں آدھے جو کے

وانے کے برابر ایمان ہے وہ بھی جنت میں چلے جائیں پھر رائی کے دانے پر بات آجائے گی آخر میں حکم یہ ہوگا کہ جس نے ایک مرتبہ بھی پڑھ لیا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کو بھی جنت میں لے جائیں لیکن یہ دیکھو کہ ہمارا کام کس چیز سے بنا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سجدے سے بنا ہے کسی کے اعمال سے نہیں بنا۔ یہی شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی سے ہی امت کی بخشش ہے۔ ہماری بخشش نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسوؤں سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا سے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیاروں کی دعاؤں سے ہے۔ اعمال کرو ضرور کرو یہ لوگ ہمیں طعنہ دیتے ہیں کہ ہم بے عمل ہیں ایسی بات نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے لیکن اعمال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے کرو لوگ تمہیں اعمال کی طرف کھینچیں گے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کریں گے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ لکھ کر اپنے گھروں میں سجاؤ۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

وہ میں ہر کوئی داخل ہے یہ نہیں کہ کوئی نمازی ہے کوئی روزہ رکھے والا ہے کوئی حاجی ہے۔ وہ میں ہر کوئی داخل ہے اعمال والا بھی اور بے عمل بھی۔ نیک اور بد بھی اس میں داخل ہیں۔ وہ جہنم میں گیا جو یہ کہے کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں ہے مجھے انکی شفاعت کی ضرورت نہیں ہے میرے اعمال ہی کافی ہیں حضرت علامہ غلام حسن قادری صاحب نے اس شعر کی بنیاد کے لئے اس کی تصدیق

کے لئے ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:  
 يَرْغَبُ اِلَى فِتْنَةِ الْخَلْقِ حَتَّى اَبْرَ (امیٹم شریف) قیامت کے دن ساری  
 مخلوق میری بارگاہ میں آئے گی حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی۔ وَ اِنْ اَبْرَاهِيْمَ  
 يَرْغَبُ فِیْ دُعَاءِ ذٰلِكَ الْیَوْمِ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اس دن میری دعا  
 کے ہی خواہش مند ہوں گے۔ اب دیکھو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو جھولی پھیلائے  
 کھڑے ہیں اور پھر تم کس طرح سے بے نیاز ہو جاؤ گے پھر حضرات یہی ہے کہ

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

اللہ تعالیٰ یہ عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پھر ہماری بخشش کس طرح  
 سے ہوگی۔ یہ شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی ہوگی۔ جو صرف یہ عقیدہ  
 رکھے کہ میری بخشش نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ہی ہوگی تو سمجھ لو کہ اس  
 کی بخشش ہوگئی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر کسی کی بخشش میری  
 شفاعت سے ہی ہوگی۔ اس عقیدہ کو پکا کر لو اور ہر اس جماعت سے بچو جو یہ کہے کہ  
 ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی ضرورت نہیں ہے۔ میری یہ بات سن کر  
 وہ بندہ جس کا ذکر شروع میں ہوا ہے وہ تائب ہو گیا اور سنی عقیدہ ہو گیا اور اسے سلسلہ  
 نقشبندیہ میں داخل ہونے کی توفیق عطا ہوگئی۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ

22-10-10

## قبر جنت کا باغ یا جہنم کا گڑھا (دوم)

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
 الْعَالَمِينَ آغُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ صَلِّ وَسَلِّمْ  
 وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ  
 وَعَلَىٰ اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
 ربخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
 آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے  
 ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں  
 اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے  
 در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے  
 ہو آپ کا بلاوہ تو رات بنتی ہے  
 جسے وسیلہ بتایا تمام نبیوں نے  
 اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! میں اوپر پروفیسر صاحب ٹیچر ہیں شاید اور بھی کوئی تشریف  
 فرما ہوں سوال امتحان، مارکنگ، پاس فیل کرنا ہمارا کام ہے۔ آئیں ذرا غور کریں قبر



کے سوال جواب دیکھیں کہ وہاں کیا ہوگا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قبر یا تو جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے یا پھر جہنم کا گڑھا ہے ان دونوں میں سے ایک چیز ضرور بنے گی۔ قبر اپنی صورت میں قبر نہیں رہے گی یہ جنت کی باغ بن جائے گی یا پھر جہنم کا گڑھا بن جائے گی جنت کا باغ کس کے نصیب میں ہے یا گڑھا کس کے لئے بن جائے گی اس کے تین سوال ہیں ان کے جواب دینے پر یہ جنت کا باغ بھی بن سکتی ہے اور جہنم کا گڑھا بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سوال پیش ہی بتائے ہیں اور ان کے جوابات بھی سکھا دیئے ہیں ہم ان کی روشنی میں ابھی سے دیکھ لیتے ہیں بلکہ سمجھ لیتے ہیں اور یاد کر لیتے ہیں کہ قبر کس طرح سے جنت کا باغ بنے گی اور کس طرح سے جہنم کا گڑھا بھی ہو سکتی ہے پہلا سوال ہوگا مَنْ رَبُّكَ تَعَالٰی کون ہے یہ سوال پاس یا فیل کرنے کے لئے نہیں ہوگا یہ بندوں کی چھانٹی کرنے کے لئے ہوگا۔ دہریے کمیونسٹ سامراجی ہندو، سکھ یہ کہتے ہیں کہ رب کا کوئی وجود نہیں ہے۔ رب نام کی کوئی ہستی نہیں ہے یہ کائنات از خود ہی معرض وجود میں آئی ہے اس کا بنانے والا کوئی نہیں ہے مَنْ رَبُّكَ تَعَالٰی کون ہے اس سوال کے جواب یہ کہیں گے کہ میرا رب کوئی نہیں تو ان کو باقی تمام مخلوق سے الگ کر دیا جائے گا۔ ان کی قبور جس رنگ میں بھی ہیں وہ جہنم کا گڑھا بن جائیں گی۔ اس پہلے سوال پر کہ مَنْ رَبُّكَ تَعَالٰی کون ہے اس کے جواب پر ان کی قبور جہنم کا گڑھا بن جائیں گی۔ آج اس دنیا میں یہ رب کے قائل نہیں ہیں یہ چینی ہیں روسی ہیں اور بھی کئی لوگ Aetheist ہیں۔ دہریے ہیں دنیا کی آبادی میں نصف سے زائد یہ لوگ ہیں جن کی قبور جہنم کا گڑھا بن جائیں گی۔

دوسرا سوال ہوگا کہ مَا دَعَمْتُکَ تیرا دین کیا ہے تیرا مذہب کون سا ہے۔ جو لوگ کوئی دین رکھتے ہیں مذہب والے ہیں وہ تین ہیں ایک مسلمان دوسرے عیسائی اور تیسرے یہودی یہ اپنے مذہب سے متعلق جواب دیں گے۔ عیسائی کہیں گے کہ ہمارا دین عیسائیت ہے تو یہ بھی الگ کر دیئے جائیں گے اور ان کی قبور بھی جہنم کا گڑھا بن جائیں گی۔ یہودی کہیں گے کہ میرا دین یہودیت ہے میرا مذہب یہودیت ہے تو ان کو بھی الگ کر دیا جائے گا۔ اور ان کی قبور بھی جہنم کا گڑھا بن جائیں گی کیونکہ اعلان نبوت کے بعد اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہ تو عیسائیت ہی کوئی مذہب ہے اور نہ ہی یہودیت۔ اللہ تعالیٰ کو جو دین پسند ہے وہ دین اسلام ہے۔ مسلمان اس دوسرے سوال کے جواب میں کہیں گے کہ میرا دین میرا مذہب اسلام ہے تو اس مذہب اسلام والوں کو ایک طرف الگ کر دیا جائے گا۔ دین اسلام اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اس کو ماننے والا بڑی عزت و عظمت والا ہوتا ہے۔ جو دین اسلام کو نہیں مانتے ان کی قبور تو جہنم کا گڑھا بن ہی جائیں گی لیکن ان کو اس دنیا میں رہتے ہوئے ہی جہنم ملتی شروع ہو جاتی ہے جس کی جہنم اس دنیا سے ہی شروع ہوگی پھر آگے قبر حشر تمام اس کے لئے جہنم ہی جہنم ہے اب مسلمان باقی بچیں گے تو ان کے تہتر فرقے ہیں اب ان میں سے جنتی اور جہنمی علیحدہ کئے جائیں گے ان میں کس طرح سے تفریق پیدا کی جائے گی کہ یہ پاس ہے اور یہ فیل ہے۔ یہ جنت کے باغ والے ہیں اور یہ جہنم کے گڑھے والے ہیں اس کیلئے ایک تیسرا سوال ہوگا مَا تَقُولُ فِیْ حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ جو ہستی تیری قبر میں جلوہ افروز ہے۔ ان سے متعلق تو دنیا میں کیا کہتا تھا۔ ان سے

متعلق تو دنیا میں کون سی نعت پڑھتا تھا ہم جو سر شام سے نعت خوانی کر رہے ہیں یہ اس امتحان کی تیاری کر رہے ہیں اس سوال کا جواب وہاں دینا پڑے گا اس کے لئے ہی ہم تیاری کر رہے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام مرتبہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں چوہڑے چمار سے بھی کم تر ہے یہ اپنی قبور کو جہنم کا گڑھا بنا رہے ہیں۔ توحید کی ایسی تعریف جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہو وہ کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کو اس طرح سے بیان کرنا کہ جس سے انبیاء علیہم السلام اور خصوصی طور سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہو وہ کفر ہے۔ اگر کسی کو یہ کہا جائے کہ تیرا باپ چوہڑے چمار سے بھی کم تر ہے تو اسے کتنی تکلیف پہنچے گی اس کو کتنا دکھ ہوگا اور وہ کتنا ناراض ہوگا۔ کسی کو کہا جائے کہ تیری ماں چوہڑی ہے تو اسے اتنی تکلیف اور غصہ آئے گا کہ وہ کہنے والے کو قتل کرنے کے درپے ہو جائے گا۔ اگر کوئی یہ کہہ دے کہ تمہارا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام چوہڑے چمار سے بھی کم تر ہے تو پھر آپ کیا کریں گے اور کیا کہیں گے۔ ایسا کون کہتے ہیں یہ اہل حدیث وہابی اور دیوبندی کہتے ہیں اور پھر بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دنیا آخرت کی کھتی ہے جو یہاں بوؤ گے وہی وہاں کاٹو گے۔ یہ اہل حدیث وہابی ہیں جو کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں چوہڑے چمار سے بھی کم تر ہے ان کو ایسا کہنے پر آخرت میں کیا ملے گا۔ اور جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کرتے ہیں ان کو کیا ملے گا آج بس اتنی ہی بات کرنی ہے۔ قبر میں تین سوال ہوں گے اور ان کے جواب پر پتہ چل جائے گا کہ آدمی جنتی ہے تو وہ جنتی ہی رہے گا اور جو جہنمی

ہے وہ جہنمی ہی رہے گا پہلا اور آخری امتحان یہی قبر والا ہی ہے۔ اگر اس میں پاس ہے تو آئندہ کے لئے پاس ہے اور اگر اس میں فیل ہے تو پھر آئندہ کے لئے بھی فیل ہے۔ قبر میں اعمال سے متعلق کوئی سوال نہیں ہوگا۔ وہاں صرف عقیدے کی بات ہے وہاں پوچھا جا رہا ہے مَنْ رَبُّكَ تبارک و تعالیٰ کون ہے۔ مَا دِیْنُکَ کیا دین کیا ہے۔ مَا تَقُولُ فِی حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اس بستی کے بارے میں کیا کہتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی اور دوزخی میں تفریق کرنے والی میری ذات ہے جو کہے کہ چوہڑے چمار سے کم تر ہے تو اس کی قبر جہنم کا گڑھا بن گئی اور جو کہے گا کہ یہ وہ بستی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جن کی نعلین مبارک کے نشان والی مٹی کی بھی قسم اٹھاتا ہے تو اس کی قبر جنت کا باغ بن جائے گی۔ جو کچھ ہم یہاں کر رہے ہیں نعت شریف پڑھ رہے ہیں کہ ۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

واہ کیا جود و کرم ہے شاہ بطحا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

انشاء اللہ قبر میں بھی ہمارے منہ سے یہی باتیں نکلیں گی تو ہماری قبور

جنت کا باغ بن جائیں گی۔

تیرے جوڑیاں دے ذرے توں شالا

میں فلک دے شمس و قمر وار دیواں

میری نگاہ فلک کے شمس و قمر سے بہت کرنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے



جوڑے مبارکہ کے نیچے لگی ہوئی مٹی پر آ جاتی ہے یہ قبر کو جنت کا باغ بنانے والی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو شرح صدر سے مانتے کی توفیق عطا فرمائے۔ مسلمانوں کے بہتر فرقے ایسے ہیں کہ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں چوہڑے چمار سے بھی کم تر ہے تو ان کی قبور جہنم کا گڑھا بن گئیں۔ وہ جو کہتے ہیں جو علی ہے جو نبی ہے اس کو تو کوئی اختیار ہی نہیں ہے یہ بھی اپنی قبر کو جہنم کا گڑھا بنانے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سراج المنیر ہے اور یہ کہتے ہیں کہ وہ نور نہیں ہیں۔ ان کی لڑائی براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہے ان کی قبور بھی جہنم کا گڑھا بن جائیں گی وہ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ ان سے اپنی پناہ میں رکھے یہ جن کی بولیاں ہیں اور ایسے لوگوں سے بچائے جن کی یہ تعلیمات ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اپنا بھی پتہ نہیں ہے کہ کہاں جانا ہے یہ بھی اپنی قبر کو جہنم کا گڑھا بنانے والی بات ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ فوت ہو گئے ہیں مٹی میں مل گئے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی پر حرام کر دیا ہے کہ وہ کسی نبی علیہ السلام کے جسم کو کھائے۔ کہتے ہیں کہ مدینہ شریف جانا حرام ہے۔ یہ وہ عقیدہ ہے جو قبر کو جہنم کا گڑھا بناتا ہے اور جس کی قبر نے جنت کا باغ بن جانا ہے اس کا کیا عقیدہ ہے آؤ ذرا ان کی طرف بھی دیکھیں۔ وہ لوگ تو کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں چوہڑے چمار سے بھی کم ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میرا حبیب ہے۔ اب دیکھیں حبیب کون ہوتا ہے۔ کلیم کون ہوتا ہے۔

خلیل کون ہوتا ہے۔ خود آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریح فرمائی ہے۔ صفی  
 نجی، کلیم اور خلیل اور ایسے ہی دوسرے انبیاء علیہم السلام وہ ہیں کہ جو اعمال اس لئے  
 کرتے ہیں کہ ان سے ان کا رب راضی ہو جائے اور حبیب وہ ہے کہ جس کو اس کا  
 رب خود راضی کرے۔ آپ اپنے محبوب کی تعریف کس طرح سے کریں گے کہ آپ  
 اپنے محبوب کے بالوں کی تعریف کریں گے اس کی زلفوں کی تعریف کریں گے اس  
 کے چہرے کے خدو خال کی تعریف کریں گے اس کی گردن کی تعریف کریں گے اس  
 کی کمر کی تعریف کریں گے آپ کمر سے نیچے اعضاء کی تعریف نہیں کریں گے۔ اس  
 کی ٹانگوں کی اس کے پاؤں کی تعریف نہیں کریں گے لیکن میرا رب وہ ہے جو اپنے  
 حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک کے نشان کی بھی قسم اٹھاتا ہے یہ کتنی بڑی  
 تعریف ہے لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ جَلُّ بِهَذَا الْبَلَدِ (البلد ۱-۲) ”مجھے  
 اس شہر مکہ کی نہیں قسم صرف اس لئے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شہر میں رہتے  
 ہیں“ کسی عاشق نے کسی محبت نے اپنے محبوب کی ایسی تعریف نہیں کی۔ جو میرا  
 رب اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کر رہا ہے کسی کو یہ توفیق ہی نہیں ہوئی کہ وہ  
 اپنے محبوب کے پاؤں کے نقش قدم کو دیکھے اگر یہ ہے تو یہ صرف میرے اللہ تعالیٰ کو  
 ہے اور وہ ہمیں تعلیم دے رہا ہے کہ اے کلمہ کو۔ اے نمازیو۔ اے روزہ رکھنے  
 والو۔ اے حج کرنے والو جب تک تم نقش پائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معترف  
 نہیں ہوتے اس کا اعتراف نہیں کرتے تمہاری کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہے۔ نہ  
 تیرا کلمہ قبول ہے نہ نماز قبول ہے نہ روزہ قبول ہے۔ نہ حج قبول ہے نہ جہاد نہ  
 شہادت قبول ہے مجھے تو صرف اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت مقصود

ہے اگر یہ تیرے دل میں نہیں ہے تو مجھے تیری کوئی پرواہ نہیں مجھے تجھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے تیری قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی۔ قرآن مجید میں سینکڑوں بار نماز پڑھنے کا حکم ہے روزہ رکھنے کا حکم ہے۔ تو حید کا بیان ہے پھر اس میں یہ بیان کرنے کی آخر کیا ضرورت ہے کہ لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ مجھے اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے راہ گزر کی قسم۔ یہ ہمیں سبق سکھایا جا رہا ہے ہمیں تعلیم دی جا رہی ہے کہ اے لوگوں میں بے نیاز رب ہو کر یہ قسم اٹھا رہا ہوں اور اگر تم مخلوق ہو کر بھی یہ نہیں مانو گے تو مجھے تمہاری کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہے اگر تیرے عمل کی قبولیت ہے تو صرف اس لئے ہے کہ تو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ کلام دیکھیں فرماتے ہیں فَلَاكَ أَبِي وَ أُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ علیہ وسلم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان۔ وہ کیوں یہ کہہ رہے ہیں کیا ماں باپ سے بڑھ کر کوئی رشتہ ہے ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اسے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان کر رہے ہیں ذرا اس طرز کو تو دیکھیں۔

میں عربی توں دل تے جگر وار دیواں

میں اکھیاں وچھا کے تے نظر وار دیواں

میں نے ذرا اس میں ترمیم کی ہے کہ

میں عربی توں جند تے ماں تے پدر وار دیواں

یہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کافراں ہے۔ ان کا طرز کلام ہی یہی

تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ مجھے تمہارے نقش قدم کی قسم۔ تیرے راہ گزر کی قسم۔ ان قدمین شریفین کے نشان نے کیا کیا ہے آپ ذرا غور کریں اگر بیت اللہ شریف کو کوئی عزت و عظمت ملی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمین شریفین سے ملی ہے اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مطاف میں قدم مبارک نہ لگاتے تو کسی کا طواف قبول ہی نہ ہوتا۔ اگر یثرب مدینہ بنا ہے تو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمین شریفین کے لگنے سے بنا ہے۔ یثرب بیماری کا گھر تھا۔ الرجی تھی پیٹ کی بیماریاں تھیں۔ واری کا بخار تھا۔ یثرب کے معنی ہی بیماری کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام بیماریوں کا کیا علاج کیا۔ کہ وہاں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمین شریفین لگوا دئے تو دارالامراض یثرب جو تھا وہ دارالتفاء مدینہ منورہ بن گیا۔ مدینہ منورہ دارالتفاء کس سے بنا ہے یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمین شریفین سے بنا ہے۔ عرش بڑی اعلیٰ چیز ہے اس کی بہت عظمت ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج عرش کے قریب ہوئے تو خیال فرمایا کہ یہ بہت اعلیٰ مقام ہے میں اپنے نعلین مبارک اتار دوں۔ عرش رونے لگا اور عرض کی کہ یا اللہ یہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اپنے جوڑے مبارک اتار رہے ہیں لیکن یا اللہ آپ نے فرمایا تھا کہ میں تجھے عزت ہی تب دوں گا جب میرا حبیب صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جوڑے سمیت مجھ پر آئیں گے اور مجھے عرش سے عرش معلیٰ بنا دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نعلین مبارک پہنے ہی رکھیں



اور ان کے سمیت عرش پر آ جائیں تاکہ میں عرش کو عرش معلیٰ بنا دوں۔ عرش کو عرش معلیٰ بنانے والی چیز فطین مبارکہ ہوں تو جس کے قدموں میں یہ فطین ہے اس کی عظمت کیا ہوگی۔ سب سے بڑے فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں وہ فرشتوں کے سردار ہیں لیکن دیکھو کہ معراج کی رات وہ کیا کر رہا ہے وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمین شریفین کی تلیوں پر بوسہ دے رہا ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ عظمت سمجھے گا اس کی قبر جنت کا باغ بن جائے گی اور اس کے بعد جتنے بھی مراحل ہیں وہ ان میں بھی کامیاب ہو جائے گا۔ ہر مرحلہ پر جنت اس کا استقبال کرے گی اور اس کے ساتھ ساتھ رہے گی۔ پس صراط ہے میزان ہے۔ ہر جگہ پر وہ اس نظر یہ اور عقیدہ کی وجہ سے کہ جس سے اس کی قبر جنت کا باغ بنی ہے وہ پاس ہوتا جائے گا اور سیدھا جنت میں داخل ہو جائے گا۔ حشر میں اندھیرا ہے کھائیاں ہیں کھڈے ہیں ٹھو کریں ہیں گرتے ہیں لیکن یہ جس کی قبر جنت بن چکی ہے اس کے صرف ایک درود شریف کے طفیل اللہ تعالیٰ اتنی روشنی عطا فرمائے گا کہ اگر وہ روشنی پوری مخلوق میں بانٹ دی جائے تو وہ سب کو روشن کر دے گی۔ جنتی قبر والا روشنی میں چل رہا ہے اور جہنمی قبر والا اندھیرے میں ٹھو کریں کھا رہا ہے۔ یہ قبر کو روشن اور جنتی باغ بنانے والی چیز ہے اور یہ شان مصطفیٰ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے سے حاصل ہوتی ہے اگر تو صرف ان کے خاک پائے کی عظمت کو دل میں سمایتا ہے تو قبر بھی تیرے لئے روشن ہے حشر بھی تیرے لئے روشن ہے۔ پس صراط پر تمہارے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنا پر بچھا دیں گے اور تو ان کے پر مبارک سے گزر کر پل صراط کو پار کر لے گا۔ نبی پاک صلی اللہ

علیہ وسلم کی شان ماننے سے قبر جنت کا باغ بن جاتی ہے اور اس کے انکار سے قبر دوزخ کا گڑھا بن جاتی ہے۔ وقت بہت زیادہ ہو گیا ہے لیکن ایک بات اور بھی ہے کہ لوگ ایسے بھی ہیں جو شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکاری ہیں وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اپنا ہی پتہ نہیں ہے کہ ان کا انجام کیا ہوگا تو شفاعت انہوں نے کیا کرنی ہے یہ ان لوگوں کی بولی ہے جن کی قبر جہنم کا گڑھا ہے یہ منافق کی بولی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت نہیں کر سکتے۔ ان کو علم غیب نہیں ہے۔ ان کی کوئی عظمت نہیں ہے ہم عزت والے مدینہ شریف پہنچ کر ان بے عزتوں کو مدینہ شریف سے نکال دیں گے یہ ہمارا جوٹھا کھا کھا کر موٹے تازے ہو گئے ہیں یہ رئیس المنافقین کی بولی ہے یہ لوگ اپنی قبور کو جہنم کا گڑھا بنانے والے ہیں۔ شعر پڑھا گیا ہے۔

لوگ تو حسن عمل لے کر چلے یوم حساب

سرورائ ہم تو فقط تیرے سہارے ہوں

ہم میں سے زیادہ تر تو گنہگار ہیں اور کچھ نیک لوگ بھی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کی شفاعت فرمائیں گے۔ سب سے زیادہ نیک اعمال کرنے والی ہستیاں انبیاء علیہم السلام ہیں ان میں سے جس کا ذکر تاریخ نے محفوظ کیا ہے وہ حضرت امیرائیم علیہ السلام ہیں ان کا ہر زمانہ ریکارڈ ہے، تاریخ نے اپنے اندر سمویا ہوا ہے کہ یہ کہیں لوگوں کے ذہنوں سے مٹ نہ جائے۔ آپ نے بت توڑے ہیں تو یہ کارنامہ تاریخ میں محفوظ ہے آپ نے کورنمنٹ کے سارے بت توڑ دیئے آپ پر مقدمہ چلا فیصلہ ہوا کہ ان کو زندہ آگ میں جلا دیا

جائے۔ آگ کو اللہ تعالیٰ نے گل و گلزار بنا دیا۔ آپ کو ملک بدر کر دیا گیا اسی نوے سال کی عمر میں بیٹا پیدا ہوا تو حکم ہوا کہ اسے جنگل میں چھوڑ آؤ۔ آج جہاں آب زم زم کا کنواں ہے وہاں چھوڑ گئے ان دنوں یہ آج والی رونق اور آبادی نہیں تھی یہ جنگل بیابان تھا قرآن نے اس کو غیر ذی زرعہ فرمایا ہے نہ کوئی پانی کا نشان نہ کوئی چرند پرند تھا۔ جب بیٹا ذرا بڑا ہوا تو حکم ہوا کہ اے ابراہیم اپنی پیاری چیز کی قربانی پیش کرو آپ نے بھیڑ بکریاں ذبح کر دیں۔ پھر حکم ہوا کہ کوئی پیاری چیز قربان کرو آپ نے گائیں ذبح کر دیں۔ پھر حکم ہوا کہ کوئی پیاری چیز ذبح کرو آپ نے اونٹ ذبح کر دیئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جانوروں کے بڑے بڑے ریوڑ رتھے۔ پھر حکم آ گیا اپنی پیاری چیز کی قربانی پیش کرو آپ نے سوچا کہ اب تو بیٹا ہی باقی رہ گیا ہے اس کو جنگل میں لے گئے۔ نیچے لٹا دیا۔ ہاتھ پاؤں باندھ دیئے آنکھوں پر پٹی باندھ لی چھری تیز کر لی اور بیٹے کے گلے پر چلا دی اگر بیٹا ذبح نہیں ہوا تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلوص میں کوئی کمی نہیں تھی یہ قربانیاں ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کو راضی کرنے کیلئے کی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کیا ہے فرمایا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جب آپ قربانی کریں گے تو جتنا ثواب تمہیں ملے گا اتنا ہی ثواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی جائے گا اور قیامت تک جاتا رہے گا۔ اب دیکھیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پلے میں کتنا ثواب ہے اور کتنا ان کا اپنا عمل ہے۔ پھر ان کی دعا ہے کہ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿۳۱﴾

اے ہمارے رب مجھے بخش دے میرے والدین کو بخش دے اور تمام مومنوں کو بخش دے جس دن حساب کتاب پیش ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ نماز میں درود ابراہیمی پڑھ کر ان کی روح کو ایصالِ ثواب کرو۔ اب آپ اندازہ کر لو کہ کتنا ثواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نامہ اعمال میں ہے۔ حشر کے دن یہ اپنے اعمال اور ثواب والے حضرت ابراہیم علیہ السلام، میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کھڑے ہو کر جھولی پھیلا رہے ہیں اور عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت فرمائیں تو میری بخشش ہو گی۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی پر فرمایا ہے۔

وہ جہنم میں گیا جوان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

جنت میں داخلہ کے لئے حسن عمل نہیں چاہئے۔ نہیں چاہئے۔ نہیں چاہئے۔ تو پھر کیا چاہئے صرف شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چاہئے۔ کوئی کہے کہ پھر میری نماز کیا ہوئی۔ روزے کہاں گئے میرے اعمال کہاں گئے۔ تین لاکھ روپے حج پر خرچہ کیا ہے وہ کہاں گیا۔ میں نے حفظ کیا۔ دو تین سال لگائے وہ میری محنت کہاں گئی۔ جہاد کیا اس کا ثواب کہاں گیا۔ یا اللہ کیا ان اعمال کا کوئی ثواب نہیں ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے عمل سے جنت نہیں دینی ہے میں نے جنت اپنے فضل اور رحمت سے دینی ہے۔ یا اللہ تیرا فضل اور رحمت کیا ہے۔ فرمایا کہ وہ میرا نبی رحمۃ للعالمین ہے۔ فرمایا کہ جنت میں داخلہ ان کی شفاعت سے ہوگا اور جنت میں جانے کے بعد تیرے



اعمال کام آئیں گے ہر عمل کا پھل جنت میں ملے گا۔ جنت میں تیرا کیا درجہ ہوگا یہ تیرے اعمال کی بنا پر ہوگا۔ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت صرف ہم عام انسانوں کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی ہے۔ وہ بھی شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی جنت میں جائیں گے حشر کے روز اللہ تعالیٰ اسم فہتم کے ساتھ جلوہ گر ہوگا۔ جو آج کہتے پھرتے ہیں کہ صرف اللہ سے ہی مانگو وہ بھی حشر کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کریں گے وہ بھی شفاعت کے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی ڈھونڈیں گے۔ انبیاء علیہم السلام بھی اس طرف نہیں جائیں گے۔ کسی کے پلے کوئی ایسا عمل نہیں ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کر سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام چپ ہو جائیں گے بول نہیں سکیں گے۔ میں ان کا خطیب ہوں گا۔ ان کی طرف سے بات کروں گا، ان کی وکالت کروں گا۔ وہ رک جائیں گے کوئی قدم نہیں اٹھا سکیں گے اور میں ان کا راہبر ہوں گا اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر کیوں نہیں ہے، فرمایا کہ فخر وہ کریں جن کا میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔ یہ میاں مقبول حسن صاحب کا گھر ہے ان کی اجازت کے بغیر کوئی اندر نہیں آ سکتا اگر کوئی زبردستی داخل ہوگا تو دفعہ 452 کا مجرم ہوگا جس کی سزاسات سال قید بامشقت ہے لیکن اگر اجازت سے اندر آئیں گے تو مجھے کرسی پر بٹھادیں گے آپ خواہ نیچے دری پر ہی بیٹھ جائیں گے۔ جنت کس کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت دوزخ کی چابیاں میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی ہیں۔ دنیا و جہاں کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائی ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے کریم ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چاہیاں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمادی ہیں۔ ان کو جنت کا مالک بنا دیا ہے اور جنت کا ٹکٹ جاری کرنے کے لئے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرما دیا ہے۔ یہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اللہ تعالیٰ اس کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اعمال ضرور کرو۔ لیکن صرف اس لئے کرو کہ ہم سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ یا اللہ کیا آپ بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرتے ہیں۔ فرمایا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الم نشرح: ۴) اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم نے تیرا ذکر تیرے لئے بلند کر دیا ہے۔ میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کے لئے اس کا ذکر بلند کرتا ہوں۔ یا اللہ تو نے کائنات کیوں بنائی فرمایا کہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بنائی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا کہ یا اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں فرمایا کہ اگر یہ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔ اگر یہ نہ ہوتے تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔ حضرات اعمال ضرور کرو لیکن وہ اس شکرانے میں کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا عظمت والا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں عطا فرمایا ہے۔ اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نعمت نہیں ہے۔ اور ایسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی ہونا دنیا و کائنات میں سب سے بڑی نعمت ہے اور جو اس کے بعد نعمت مل سکتی ہے وہ یہ ہے کہ بندہ اہل سنت و جماعت میں سے ہو۔ حضرت مفتی امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ، اللہ تعالیٰ انہیں شفاءِ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے آپ نے نصیحت لکھی ہے جو

اپنی اولاد کے لئے لکھی ہے اور اس کی ایک نقل مجھے بھی بھیج دی ہے۔ یہ ان کی مہربانی ہے ان کا کرم ہے۔ نصیحت نامہ کافی طویل ہے لیکن اس میں جو نمایاں طور پر ہیں وہ یہ ہیں فرمایا کہ بیٹے مانا کہ تم حافظہ ہو۔ تم نمازی ہو تم باعمل ہو شریعت کے پابند ہو لیکن اگر تم سنی عقیدہ نہیں ہو تو پھر کچھ بھی نہیں ہو۔ بڑی خوش قسمتی ہے کہ بندہ سنی ہوتے ہوئے ہی فوت ہو جائے۔ دوسری بات انہوں نے فرمائی ہے کہ اگر اپنے ساتھ کچھ لے جانا ہی چاہتے ہو تو درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی لے جاؤ اور یہ بھی نصیحت فرمائی کہ زبانی نہ پڑھنا گنتی کے بغیر نہ پڑھنا، گن کر پڑھنا تسبیح پر پڑھنا۔ کم از کم روزانہ ایک ہزار مرتبہ کی نیت کر کے پڑھنا تو پھر پڑھا جائے گا اگر دو ہزار کی نیت سے پڑھو گے تو وہ بھی پڑھا جائے گا اگر اس سے بھی زیادہ کی نیت کر کے روزانہ پڑھو گے تو وہ بھی پڑھ سکے گا اگر ایک لاکھ مرتبہ روزانہ کی نیت سے پڑھو گے تو وہ بھی پڑھ لو گے اگر ایک کڑوڑ مرتبہ روزانہ کی نیت کرو گے تو وہ بھی پڑھ لو گے۔ یہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، یہ انسپکٹر پولیس ہیں، یہ آج اس شخص کی زیارت کر کے آئے ہیں کہ جس کے پاس بیٹھنے والے دو۔ دو ارب مرتبہ روزانہ پڑھ رہے ہیں۔ اگر آپ بھی شوق رکھتے ہیں تو اسی ہستی کا پتہ مجھ سے پوچھ لیں اور اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ تم بھی روزانہ دو ارب دفعہ پڑھنے والے بن جاؤ گے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حشر میں اور جنت میں میرے قریب ترین وہ بندہ ہوگا جس نے مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف پڑھا ہوگا۔ کسی بھی اور عمل کو اتنی پزیرائی نہیں ہے جتنی کہ درود شریف کو ہے۔ حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ برصغیر میں حدیث کا علم لائے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حفظ بھی کیا ہے میں نے تفسیر بھی پڑھی ہے مسجد نبوی میں



بھی رہا ہوں بیت اللہ شریف خانہ کعبہ میں بھی رہا ہوں۔ درس بھی دیئے ہیں نمازیں بھی پڑھی ہیں روزے بھی رکھے ہیں۔ حج بھی کئے ہیں قربانی زکوٰۃ سب کچھ کیا ہے لیکن مجھے میرے کسی عمل پر بھروسہ نہیں ہے لیکن میں نے جو درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا ہے اور کھڑے ہو کر جو میں نے سلام پڑھا ہے مجھے امید ہے کہ وہ میری بخشش کا بہانہ بنے گا۔ حضرت داتا گنج بخش چویری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک پیغام ہے فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم و عطا سے روحانی طور پر معراج ہوئی جب آپ بارگاہ عالیہ میں پہنچے تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا یہ سب سے اعلیٰ مقام ہے کہ جہاں میں پہنچ گیا ہوں۔ فرمایا کہ نہیں یہ اعلیٰ مقام نہیں ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ تیرے قرب میں بیٹھا ہوا ہوں کیا یہ بھی اعلیٰ اور آخری مقام نہیں ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ اس سے بھی اعلیٰ و ارفع مقام کون سا ہے فرمایا کہ مدینہ شریف چلے جاؤ اور اس کی گلیوں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناؤ یہ سب سے بڑی بات ہے۔ یہ بات حضرت داتا چویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف کشف المحجوب میں دو جگہ پر لکھی ہے۔ اس لئے حضرات معراج اور کمال میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں ہے۔

کو کہ سدرہ ہے دو قدم لیکن

میری منزل تو پاؤں تیرے ہیں

اللہ تعالیٰ ان قدمین شریفین تک پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تیرے لکھوں کا دھوون ہے آب حیات

ہے جان مسیحا ہمارا نبی م



یہ بولی ان لوگوں کی ہے جن کی قبر جنت کا باغ بن جائے گی۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُ مُعْطٰی وَاَنَا قَلْبُ اللّٰهِ

صرف مجھے ہی دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے عطا کرنے کے لئے دو

دروازے نہیں کھولے ہیں کہ آپ خود بھی دے رہا ہو اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے بھی دلوں پر ہوں۔ ایسی بات ہرگز نہیں ہے۔

دیتا خدا ہے اس میں ذرا بھی شک نہیں

دیتا ہے مگر وہ نعمتیں محمد پہ وار کے

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو مبارک کا پانی

زمین پر نہیں گرنے دیتے اپنے ہاتھوں پر لے لیتے ہیں اور اپنے چہروں پر مل لیتے ہیں

جس کو نہیں ملتا وہ دوسرے کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ ملا کر گیا کر لیتا ہے اور اپنے چہرے پر مل

لیتا ہے۔ اس وضو کے پانی میں کیا نعمت پوشیدہ ہے اس میں میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ

وسلم کے قدمین شریفین کی مثل ہے۔ یہ وہ مثل ہے کہ جس سے دنیا کا ہر حسن بنتا ہے۔ یہ

ادب ہے جو آپ کر لیں اللہ تعالیٰ ان میں رکھے جو باادب ہیں۔ وہ خوش نصیب ہیں جو

باادب ہیں اور ادب والوں کے ساتھی ہیں۔ یہ چند چیزیں ہیں جو قبر کو جنت کا باغ بناتی

ہیں اور دوسرے وہ ہیں کہ جن سے جب پوچھا جائے گا کہ اس ہستی کے بارے میں تو دنیا

میں کیا کہتا تھا تو وہ کہے گا ہائے لا اذری۔ لا اذری میں تو ان کو نہیں جانتا میں تو

ان کو نہیں جانتا تو ان کی قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی۔ یہ نہ جاننے والے نہ پہچاننے والے

آپ کے پاس بہت آئیں گے بس عمل کرو۔ بس عمل سے جنت یا جہنم ملے گی۔ اعمال کرنے والوں میں سرفہرست حضرت سرکا رغوٹ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں بڑے مجاہد ۷۷۷ کئے ہیں چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے ہر رات ایک قرآن مجید ختم کیا ہے۔ یا رغوٹ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کیا یہ اعمال آپ کو جنت میں لے جانے کے لئے کافی رہیں گے فرمایا کہ بالکل نہیں میں تو دعا کرتا ہوں۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ ظَرَحْنَا  
يَا حَبِيبَ اللَّهِ مَعَ قَالَنَا  
إِنِّي قَى بِحَرِّ غَيَمٍ مُّغَرَّقٍ  
خُلَيْلِي مَهْلًا لَّنَا قَالَنَا

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ کر فرمائیں گے تو میرا بیڑہ پار ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری دنگیری فرمائیں گے تو میں غم کے سمندر سے باہر نکلوں گا۔ یہ ان کی دعا ہے جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جانتے ہیں سمجھتے ہیں اور یہ سارے ادب والے ہیں اور جو نہیں جانتے سمجھتے وہ بے ادب ہیں۔ بھیرہ شریف والوں کا ایک خلیفہ صاحب ہیں یہاں موڑوے کوٹ مومن کے قریب ان کا آستانہ ہے میں نے ان سے سوال کیا کہ شاہ صاحب بخشش کے کیا یہاں ہیں فرمایا کہ اگر میں مخالفین سے جواب لے کر دوں تو کیسا رہے گا میں نے کہا کہ پھر تو کیا بات ہے۔ فرمایا کہ تبلیغی جماعت کا جو پرانا نصاب تھا اس میں ایک واقعہ لکھا ہوا تھا کہ ایک ماجھا گاما قسم کالڑ کا تھا وہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آگیا۔ لوگوں نے پڑھا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَىٰ الْكَوَاكِبِ وَأَصْحَابِكَ

يَا مَسِيحِي يَا حَيِّبَ الْمَلِكِ نوجوان نے نہایت بلند آواز سے یہ درود شریف پڑھا کہ درود شریف کی کونج پڑ گئی۔ وہ نوجوان فوت ہو گیا کسی صاحب نظر نے دیکھا کہ وہ جنت میں پھر رہا ہے پوچھا کہ تُو یہاں کیسے پہنچا ہے کہنے لگا کہ میں تھا تُو بہت گنہگار لیکن جو میں نے درود شریف کی کونج ڈالی تھی وہ میرے کام آ گئی اللہ تعالیٰ نے اس کے صدقے مجھے بخش دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ درود شریف کی کونج ڈالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ جو دو چار گنہ گنہ نعت خوانی ہوئی ہے یہ دراصل قبر کے سوال کے جواب کی ریہرسل ہوئی ہے اللہ تعالیٰ یہ سبق یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کب چھڑ لیا نہیں ہم کو غم سے کب مصیبت کو ڈالا نہیں ہے  
کڑی دھوپ میں مصطفیٰ نے کیا سایہ کملی کا ڈالا نہیں ہے

قبر میں یہی جواب دے دے گا تو بیڑہ پار ہو جائے گا۔

ہے یہ حقیقت کتنی درخشاں

نیک و بد پہ ہے رحمت یکساں

ہر اک کو میرے نبی نے

کیا جنت میں ڈالا نہیں

انبیاء علیہم السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سہارے ہی جنت میں جائیں گے اور جو گنہ گار ہیں وہ تو لازمی طور سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سہارے سے ہی جنت میں جائیں گے ان کا تو اس کے علاوہ کوئی اور نہ سہارا ہے نہ گزارہ ہے جس کا کوئی Merit ہی نہیں ہے وہ سفارش کے بغیر تو چل ہی نہیں سکتا۔ خود چلنے والے انبیاء علیہم السلام میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سہارے چل رہے ہیں

گنہگاروں کیلئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنسو بہائے ہیں بجدے کئے ہیں جو بھی جنت میں جائے گا وہ صرف میرے نبی پاک الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے ہی جائے گا۔ قادیانیوں سے کیا غلطی ہوئی ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں مانا تو ان کی قبر بھی جہنم کا گڑھا بن بنے گی۔ سنیوں میں اور جنتیوں میں سب سے زیادہ علم والا حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جب آپ فوت ہونے لگے تو وصیت فرمائی کہ جب میرا جنازہ پڑھا چکے تو مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ عرض کرنے والے ہیں وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر خدا ہیں آپ نے جب عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ تالا از خود کھل گیا کنڈی کھل گئی۔ دروازہ کھل گیا اور اندر سے آواز آئی کہ دوست کو دوست کے ساتھ ملا دو۔ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگتا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں سو رہا ہے اور جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنے کو شرک کہتے ہیں ان کی قبر جہنم کا گڑھا بن رہی ہے۔ یہ فرق ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی قبور کو جنت کا باغ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو بد نصیب ہیں وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کر کے جہنم میں جا رہے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ وسیلہ نہ ہو۔ پھر بندہ مر جائے جہنم میں چلا جائے لیکن قرآن بھی ہے احادیث مبارکہ بھی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وسیلہ بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تم گناہ کر لو تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہو جاؤ اور معافی مانگ کر عرض کرو کہ یا رسول اللہ صلی اللہ



علیہ وسلم شفاعت فرمائیں پھر جب وہ تیری شفاعت فرمائیں گے تو میں تمہارے سارے گناہ معاف کر دوں گا اور تیری بخشش کر دوں گا۔ کیا یہ قرآن نہیں ہے یہ ان کو نظر کیوں نہیں آتا۔ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں آجائے اسے قرآن بھی نظر نہیں آتا۔ سورت حجرات میں ہے کہ اگر کسی کی آواز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہو جائے تو اس کے سارے اعمال اکارت ہو جاتے ہیں اور اس کا شعور ختم ہو جاتا ہے۔ اگر اعمال اکارت چلے جائیں لیکن شعور ہی باقی رہ جائے تو پھر بھی کبھی ہدایت پا جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ اس کا شعور ہی ختم کر دیتے ہیں اسے عقل ہی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مودب خدمتگار رہنے کی توفیق عطا فرمائے آپ کی شفاعت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

جسے وسیلہ بتایا تمام نبیوں نے

اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

کیا آج کی بات چیت تمہیں اچھی لگی ہے جسے اچھی لگی ہو وہ ہاتھ کھڑا کرے (تمام ہاتھ کھڑے ہو جاتے ہیں) یہ میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ محدث اعظم حضرت مولانا سر دار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کے سایہ میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے فرمایا کہ جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اچھی لگے وہ مومن ہے اس کی قبر جنت کا باغ ہے اور جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت اچھی نہ لگے اس کا دل مرجھا جائے وہ جل سڑ جائے تو وہ منافق ہے اس کی قبر جہنم کا گڑھا ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش میاں مقبول حسن صاحب 28-10-10

## جنتی فرقہ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
 الْعَالَمِينَ آعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ  
 اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا  
 تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ  
 وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہیں  
 ربخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
 آپ کی زلفوں کے سایے سے رات بنتی ہے  
 ملے جو اذن ثنا کا تو لفظ ملتے ہیں  
 اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے  
 درِ حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے  
 ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے  
 جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
 اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین ایک نصیحت ہے جو مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ  
 نے بھی لکھی ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کی ہے حضرت

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کی ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کی ہے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی کی ہے کہ اے لوگو! اگر بننا ہی ہے تو تم سنی بن جاؤ لیکن اگر کوئی کہے کہ میں نے سنی نہیں بننا ہے بلکہ کوئی اور فرقہ اور مسلک اختیار کرنا ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان سنو فرمایا کہ جو سنی نہیں ہے وہ جنتی ہی نہیں ہے اللہ کرے کہ بندہ سنی ہی بنے۔ سنی ہی مرے اور جنت میں بھی سنیوں کے ساتھ ہی رہے۔ یہ سب سے بڑھ کر نصیحت ہے کہ جو کوئی کر سکتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری اُمت کے بہتر فرقے ہو جائیں گے ان میں سے بہتر جہنمی ہوں گے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بہتر فرقے ہوں گے وہ کلمہ کو بھی ہوں گے فرمایا کہ ہاں وہ کلمہ بھی پڑھتے ہوں گے، وہ نمازی بھی ہوں گے، وہ روزے بھی رکھیں گے، وہ حج بھی کریں گے، قربانی بھی دیں گے، زکوٰۃ بھی ادا کریں گے، وہ حدیث تفسیر بھی پڑھیں گے، جہاد بھی کریں گے شہید بھی ہو جائیں گے لیکن وہ جہنمی ہوں گے۔ عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو جنتی فرقہ ہوگا اس کا کیا نام ہے فرمایا کہ وہ فرقہ اہل سنت و جماعت ہوگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس فرقے کی کیا نشانی ہے۔ فرمایا کہ اس پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی سنی عقیدہ کے شارع ہیں اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی سنی عقیدہ ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سنی عقیدہ ہیں اور جو بھی جنتی ہے وہ بھی سنی عقیدہ ہی والے ہیں اللہ کرے کہ نصیحت مجھے قبول ہو جائے اور آپ سب کو بھی

قبول ہو جائے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین سردار حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ان سے بڑا کوئی سنیوں کا سردار نہیں ہے اگر آپ کو کوئی دوسرے راہ پر ڈالتا ہے تو وہ غلط کرتا ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عشرہ مبشرہ میں اول نمبر پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ان کے ہوتے ہوئے کوئی امامت نہیں کرا سکتا کوئی خلافت نہیں لے سکتا۔ ان کی تین چار نشانیاں ہیں۔ دعائیں ہیں التجائیں ہیں وہ آپ سن لیں اور خود ہی اندازہ کر لیں کہ آپ کو کیا کرنا چاہئے اور کیا مانگنا چاہئے آپ کی سب سے بڑی اور آخری دعا یہ ہے کہ میری آنکھیں ہوں اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ ہو۔ اس سے آپ اندازہ کر لیں کہ تمہیں کہ مانگنا چاہئے اگر آپ یہ مانگو گے کہ کتے دیکھن توں پہلاں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ٹولے میں شامل ہو جائیں گے۔ اگر آپ کہو کہ میں نے تو خاتمہ بالخیر لینا ہے میں نے جنت لینی ہے میں نے پی صراط پر سے سلامتی سے گزرنا ہے میں نے دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لینا ہے اللہ تعالیٰ معافی دے ایسے لوگ بھی ہیں جو زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مانگتے بلکہ جنت مانگتے ہیں خاتمہ بالخیر مانگتے ہیں قبر میں حساب کتاب ٹھیک ہونا مانگتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان عالی شان سن لیں فرمایا کہ جس نے میرے دیکھنے کی تمنا نہیں کرنی وہ بے ایمان ہے وہ جہنمی ہے وہ ہلاک، ہلاک، ہلاک۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہلاک ہو گیا فرمایا کہ جو مجھے دیکھنے کی تمنا نہیں کرتا۔ اس لئے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا بن گئی کہ میری آنکھیں ہوں



اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ انور ہو۔ آؤ ہم بھی یہی مانگ لیں کہ کتے  
 دیکھیں توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ کرے کہ ہماری یہ دعا  
 ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہو کر خالق مالک رازق اور قادر ہو کر کسی کی کوئی پرواہ  
 نہیں کرتا اور وہ دو کام کرتا ہے ایک تو یہ ہے کہ ہر لمحہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کے چہرہ انور کو دیکھتا رہتا ہے اور دوسرے یہ کہ ہر لمحہ فرشتوں کو سامنے بٹھا  
 کر نت نئی نعت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پڑھتا رہتا ہے یہ دو کام اللہ تعالیٰ  
 نے اپنے کرم سے اپنے ذمہ لئے ہوئے ہیں۔ اس سے کوئی پوچھ نہیں سکتا کہ یا اللہ  
 تو یہ کیوں کرتا ہے وہ وہی کرتا ہے جو حق ہوتا ہے۔

بڑی حسرت اے دیکھن دی بڑا چا اے دیکھن دا

کتے دیکھن توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ

شاعر کس سے زیارت مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے یا نبی کریم  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگ رہا ہے۔ آج کئی فرقے ہیں جو کہتے ہیں کہ صرف  
 اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے مانگنا شرک ہے پھر تو حکیم صاحب  
 سے دوائی لینا وہ بھی شرک ہے حکیم صاحب کو نبض دکھانا وہ بھی شرک ہے۔ حکیم  
 صاحب سے کہنا کہ مجھے ایسی دوائی دے دیں کہ جس سے مجھے شفا ہو جائے یہ بھی  
 شرک ہے شرک کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کی جائے۔ حضرت  
 ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور باقی تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی طرز  
 دیکھو کہ وہ کس سے مانگ رہے ہیں وہ لوگ ہمیں شرک کہتے ہیں ڈاکٹر صاحب  
 سے مانگنا حکیم صاحب سے مانگنا کسی پروفیسر سے مانگنا حاکم سے مانگنا یہ ان کی نظر

میں سب شرک ہے کسی سے مدد مانگنا بھی شرک ہے لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھو کہ وہ کس سے مانگتے ہیں۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال لے لیں وہ سنی ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں بڑے غور سے سنتا ہوں لیکن جو نبی مسجد کے دروازہ سے باہر نکلتا ہوں مجھے سب بھول جاتا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حافظہ عطا فرمائیں حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس سے مانگا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگا ہے کیا مانگا ہے حافظہ مانگا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ تم اللہ سے مانگو مجھ سے کیوں مانگتے ہو۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا نہ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شرک فرمایا ہے اور نہ ہی حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے شرک سمجھا ہے وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حافظہ عطا فرمائیں میں نے کسی ڈاکٹر صاحب سے پوچھا کہ یہ حافظہ کہاں ہوتا ہے فرمایا کہ دماغ کے فلاں حصہ میں ہوتا ہے میں نے پوچھا کہ کیا اس میں کچھ اضافہ ہو سکتا ہے فرمایا کہ بالکل نہیں ہو سکتا۔ جتنا قدرت کی طرف سے عطا ہو گیا اس میں کوئی تبدیلی نہیں آ سکتی۔ میری فیملی میں پانچ ڈاکٹر ہیں میں نے ان سب سے پوچھا ہے کہ کیا حافظہ بڑھ سکتا ہے انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ بالکل نہیں بڑھ سکتا۔ اب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھیں کہ حافظہ بڑھ سکتا ہے کہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ نہیں فرمایا کہ میں حافظہ نہیں دے سکتا۔ نہ ہی یہ فرمایا کہ

کوئی ٹانگ کھا لو متوی ذہن چیز کھا لو بلکہ فرمایا جاؤ کھیں لے آؤ۔ وہ کھیں لے  
آئے فرمایا کہ اس کو بچھا دو۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچھا دیا حضور نبی  
کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں ہی ہوا سے تین بک ڈال دیئے۔

مالک کونین ہیں کو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

فرمایا کہ اس کو لیٹ کر سینے سے لگا لو۔ جونہی اس نے لیٹ کر سینے سے

لگایا تو پھر اتنا حافظہ تیز ہو گیا کہ بعد میں کوئی حدیث نہیں بھولے آپ نے نواکھ

احادیث مبارکہ روایت کی ہیں یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا شرک

ہے اگر مانگنا ہی ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگو اگر کچھ بنا چاہتے ہو تو

میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگو۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا۔

مَسْلُ مَا شِئْتَ يَا رِبِيعَ بْنَ كَعْبٍ۔ اے ربیعہ جو تیرا دل چاہتا ہے مجھ سے مانگ لو یہ

میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت ہے ملکیت ہے یہ اختیار نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام ہے۔ جو چاہے مانگ لو یہ کوئی نہیں کہہ سکتا ہاں یہ صرف میرے نبی پاک

علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو یہ فرما سکتے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ کہنے پر

قادر ہیں کہ جو کچھ بھی کوئی مانگے میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ دینے کے مختار

ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت ہے۔

لَا وَزْبُ الْعَرْشِ حَسَّ كَوْ جَوَلا ان سے ملا

بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

اب دیکھیں کہ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنی ہیں۔ انہوں نے

کیا مانگا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح اس دنیا میں آپ کا غلام ہوں جنت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں رہنا چاہتا ہوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ جنت تو اعمال کی بنیاد پر ملے گی جیسے تیرے اعمال ہوں گے ویسی ہی جنت ملے گی۔ یہ مانا کہ تو میری شفاعت سے جنت میں چلا جائے گا لیکن تیرا جنت میں مقام تیرے اعمال کی بنا پر ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ یہ تو ہو گیا جنت میں بھی تو میرے ساتھ ہوگا میری غلامی میں ہوگا۔ اس کے علاوہ بھی کچھ اور مانگ لے عرض کیا۔

سب کچھ خدا سے مانگ لیا ایک تجھ کو مانگ کر  
 اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد  
 نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگنے والا جنت میں بھی نبی کریم علیہ  
 الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوگا اور جو روکنے والے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 سے مانگنا شرک ہے ان کو پھر کیا ملے گا۔ آپ خود ہی اس کا جواب دے لیں۔ میں تو  
 اس کا جواب نہیں دیتا۔ آپ خود ہی سمجھ لیں کہ یہ روکنے والے کیا لیں گے اور کہاں  
 ہوں گے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی لوگوں میں اول نمبر پر ہیں۔  
 جب فوت ہونے لگے تو وصیت کی کہ جب میرا جنازہ پڑھ چکو تو مجھے در نبی علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام پر لے جانا۔ صدیق سنی ہے اور وہ مر کر بھی در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جاتا  
 ہے۔ ساری زندگی بھی در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی گزاری اور فوت ہونے کے بعد بھی  
 در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جانا چاہتا ہے ان کی منزل ہی در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔



اللہ کرے کہ ہم سب کی بھی منزل در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہو۔ وصیت فرمائی کہ مجھے در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے قبر کی جگہ چاہتا ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر کی جگہ کس سے مانگی ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگی اور وصال شریف کے بعد مانگی ہے پھر دیکھو کہ قبر کی جگہ ملی ہے کہ نہیں ملی ہے۔ حجرے شریف کا دروازہ بند تھا کنڈی لگی ہوئی تھی تالا لگا ہوا تھا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ تالا از خود ہی کھل گیا کنڈی کھل گئی دروازہ کھل گیا اور قبر اقدس سے آواز آئی کہ دوست کو دوست سے ملا دو۔ جس نے میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی لیا ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دوست ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست نہیں بنتا وہ پھر کسی اور کا دوست ہے اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس نے جو بھی لیا ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی لیا ہے۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقرر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

حضرات یہ نصیحت ہے کہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت مانگو اور میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی مانگو۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیارات کیا ہیں قرآن وحدیث میں کیا آیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک میں ہوں اور ایک

کائنات ہے میں نے ساری کائنات بھی اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے اور میں نے اپنی مرضی بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔ نہ تو کائنات سے باہر کوئی چیز ہے اور نہ ہی مرضی کے بعد کوئی چیز ہے اس لئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کل کے مالک ہیں۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (۱۰) ”اے محبوب ہم نے آپ کو بے شمار خوبیاں عطا کی ہیں۔“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کثیر عطا کر کے بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں بعد میں تشریف لائے اور کثیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پہلے عطا کر دی گئی ہے۔ کثیر کیا ہے اور کثی ہے ہر خیر کثیر میں ہے ہر فائدہ دینے والی چیز کثیر میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کثیر کی کوئی حد نہیں ہے اس لئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیارات کی بھی کوئی حد نہیں ہے جو بھی مانگو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَ (الضحیٰ: ۱۰) ”اور منگتا کو نہ جھڑکو۔“ فرمایا کہ اے لوگو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در کے سوالی بن جاؤ۔ ہم سب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در کے سوالی ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرما رہا ہے کہ ان سوالیوں کو نہ جھڑکو۔ ان کو جھولیاں بھر بھر کر دے دو۔ حضرات یہاں سمجھ نہیں آتی ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ میرے پاس شفا ہے حکیم صاحب کہتے ہیں کہ میرے پاس شفا ہے۔ حاکم یہ کہتا ہے کہ میرے پاس اختیار ہے۔ ڈی سی کہتا ہے کہ میرا یہ اختیار ہے پولیس کہتی ہے کہ میرا یہ اختیار ہے ہر کوئی اپنا اپنا اختیار جتلا رہا ہے۔ حشر کے دن پتہ چلے گا کہ یہ کیسا اختیار ہے۔ حشر کے دن تمام اختیارات ختم کر دیئے جائیں

گے اس روز اگر کسی کے پاس کوئی اختیار ہے تو وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور کسی کے پاس کوئی اختیار نہیں ہوگا اس روز نہ کوئی کسی کی مشکل حل کر سکتا ہے نہ ہی کوئی شفاعت کر سکتا ہے اگر اس روز کوئی ہستی مشکل حل کرنے والی ہے تو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ تمام مخلوق حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہر نبی کے در پر حاضر ہوگی کہ ہماری شفاعت فرمائیں ہر نبی علیہ السلام جواب دے گا کہ اِذْ هَبُوا إِلَيَّ غَيْرَ مُخْرَعٍ علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ آج میں شفاعت نہیں کر سکتا۔ جو آج شفاعت کے انکاری ہیں وہ بھی ان میں شامل ہوں گے۔ آخر کار سب میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو کر جھولی پھیلا لیں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں گے تو ہماری بخشش ہوگی۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ ہاں آج صرف میں ہی شفاعت کر سکتا ہوں اَنَا لَهٗمُّ تَوَهُوْنَ ہوں ہی تمہارے لئے۔ ہم تو کوئی چیز ہی نہیں ہیں۔ ہماری کوئی ہستی نہیں ہے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کوئی خطا نہیں کرتے وہ معصوم ہوتے ہیں وہ کوئی گناہ نہیں کرتے۔ تمام انبیاء علیہم السلام جھولی پھیلا کر میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جائیں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں۔ یہ انبیاء علیہم السلام کی بات ہے ہماری تو کوئی وقعت ہی نہیں ہے۔ حضرات سنی عقیدہ یہ ہے کہ

نال شفاعت سرور عالم چھٹی عالم سارا ہو

تیری سفارش تیری شفاعت اگر کوئی کر سکتا ہے تو وہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام ہے فرمایا کہ میں صرف نیکوکاروں کی ہی شفاعت نہیں کروں گا میں گناہ گاروں کا بھی شفیع ہوں۔ اللہ تعالیٰ سنی بننے کی، سنی عقیدہ رکھنے کی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنے کی۔ چہرہ انور کی زیارت کی تمنا رکھنے کی، شفاعت ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ فرمایا کہ جو کوئی اس دنیا میں میری شفاعت کے قائل نہیں ہیں میں نے حشر کے روز ان کی شفاعت کرنی بھی نہیں ہے ہم خوش بخت ہیں کہ ہم سنی ہیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے قائل ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے بلکہ ان کا بہت بڑا فتویٰ ہے ہمیشہ یاد رکھو اور جلی حروف میں لکھ کر اپنے گھروں میں لگا لو کہ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ

فرمایا جو بندہ یہ کہے کہ مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی ضرورت نہیں ہے میرے پاس اعمال بہت ہیں وہ پکا جہنمی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے بندے سے اپنی پناہ میں رکھے ان سے اور ان کے عقیدے سے اپنی پناہ میں رکھے۔ سب سے زیادہ اٹنے راستے پر ڈالنے والا وہ شخص ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کا منکر ہے پھر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے اگر قیامت کو مان گیا

آج وقت ہے کہ آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کو مان جائیں۔ اچھا یہ بتائیں کہ کوئی بات اچھی بھی لگی ہے کہ میں نے یوں ہی سمجھ کر اشیاء ہی



کی ہے جس کو میری بات اچھی لگی ہو وہ ہاتھ کھڑا کرے (تمام ہاتھ کھڑے ہو جاتے ہیں) اچھا جی مہربانی اب وہ ہاتھ کھڑا کریں جن کو میری بات اچھی نہ لگی ہو (کوئی ہاتھ کھڑا نہیں ہوتا) محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سر دار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اچھی نہ لگے وہ بے ایمان ہوتے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان و عظمت سن کر جن کے دل مرجھا جائیں اور پیٹ میں درد اٹھے چہرے مرجھائیں اور وہ کہیں کہ اگر شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی جنت میں جانا ہے تو ہمارے اعمال کیا ہوئے ایسے بندے بے ایمان ہوتے ہیں اور جن لوگوں کے دل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت سن کر خوش ہو جائیں وہ ایمان والے ہیں۔ یہ میرا فتویٰ نہیں ہے اور نہ ہی میں مفتی ہوں اور نہ ہی فتویٰ دے سکتا ہوں لیکن یہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سر دار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام ہے فرمایا کہ نبی کی بات ہو اور وہ دل کو اچھی لگے تو وہ مومن ہے اور اگر دل گھٹ جائے مرجھا جائے دل بجھ جائے دل جل سڑ جائے تو وہ بے ایمان ہے آپ نے ہاتھ کھڑے کر کے اپنے ایمان دار ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ سنیوں آپ کو مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کا بننے کی توفیق عطا فرمائے ان سے رحمتیں اور برکتیں لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء ۱۰۷) ”اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر رحمت سارے جہان کیلئے رحمۃ اللعالمین کی جو تفسیر علماء نے بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے۔ رحمت کے لئے چار صفات کا ہونا ضروری ہے پہلی تو یہ ہے کہ وہ زندہ ہو۔ رحمت کرنے والا مردہ نہیں ہو سکتا۔ جو مر ہی گیا ہے وہ ہمارا کیا بھلا کرے گا۔ الحمد للہ سنیوں کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ

والسلام حیات ہیں رحمت کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ پاس بھی موجود ہو اگر وہ پاس نہیں ہے امریکہ بیٹھا ہوا ہے وہ میری کیا مدد کر سکتا ہے۔ رحمت کرنے والا میرے پاس ہو تو مجھے کوئی تکلیف پہنچنے سے بھی قبل اس کو علم ہو جائے کہ مجھے کیا تکلیف ہے۔ وہ یہ تشخیص بھی کر سکے کہ مجھے کیا مرض ہے اور میری ضرورت کیا ہے۔ اگر اسے مرض کا علم ہی نہ ہو سکے وہ تشخیص ہی نہ کر سکے تو وہ کیا دوا دے گا۔ اسے پتہ ہونا چاہئے کہ اس کو پتہ کیا ہے اس کے سر درد ہے اس کے پیٹ میں درد ہے پھر ہی وہ اسے دوا دے گا۔ مرض کا علم نہ ہو تو کیا دوا دے گا۔ رحمت کو پتہ ہے کہ تیری ضرورت کیا ہے اور جو آخری صفت ہے وہ یہ ہے کہ اس کے پاس علاج بھی ہو اور علاج بھی ایسا ہو کہ جو مریض کو شفا دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا ہے وہ زندہ ہے وہ تیرے پاس ہے وہ تیری مرض کو جانتا ہے اس کی دوا جانتا ہے اس کا علاج جانتا ہے اسے دوا دینے کی ضرورت نہیں وہ اپنی نگاہ عنایت سے ہی تیرا بیڑہ پار کر دیتا ہے۔

فقط نگاہ سے رنگین ہے بزم جانا ناں

یہ سنی عقیدہ ہے۔ نگاہ سے کیسے کام بن جاتا ہے حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک چوراہا گیا۔ چھپ کر بیٹھ گیا کہ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ آرام فرمائیں گے تو میں اپنا کام کر لوں گا۔ ادھر حضرت خضر علیہ السلام آگئے عرض کیا کہ یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فلاں علاقے کا قطب فوت ہو گیا ہے آپ قطب عطا فرمائیں۔ فرمایا کہ صبح دیں گے اس وقت آدھی رات قطب کہاں سے دیں گے۔ عرض کیا کہ صبح تک تو وہ علاقہ ہی شاید غرق ہو جائے۔ فرمایا کہ اور تو پھر کوئی ہے نہیں یہ ایک

چور بیٹھا ہوا ہے اسے ہی لے جاؤ۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نگاہ ڈالی تو چور کو قطب بنا کر رکھ دیا یہ تصرفات اولیاء اللہ ہیں اور سنی ان کے قائل ہیں۔ یہ تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام کر رہے ہیں تو پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا شان ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ عنایت فرمائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فاروق اعظم بنا دیا۔ دفعہ 307 کا مجرم بندہ فاروق اعظم بنا کر رکھ دیا۔ اللہ کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم ہم پر رہے جب کوئی بندہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نعت شریف پڑھتا ہے۔ درود شریف پڑھتا ہے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ تم تو ہوتے ہی میرے روضہ اقدس میں ہو۔ میری قبر انور میں ہوتے ہو۔ میں تمہیں دیکھتا ہوں تمہاری بات سنتا ہوں۔ پوری کی پوری محفل نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ میں ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کو پہچان رہے ہوتے ہیں اور یہ دیکھو کہ نگاہ عنایت اگر پڑ جائے تو اس کی کیا عظمت ہے۔

اٹھ گئی جس طرف دم میں دم آگیا

اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

آؤ ہم اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے لئے ان کی خدمت اقدس میں سلام

پیش کرتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش رانا شاہد علی صاحب

24-07-10

## اُسوۂ رسول کردار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
 الْعَالَمِينَ آغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
 وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى  
 آلِكَ وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
 معزز حاضرین! سجاد گڈونے نعت شریف پڑھی ہے کہ

یوں ذہن میں جمال رسالت سا گیا  
 میرا جہان فکر و نظر جگمگا گیا  
 خلق عظیم اسوۂ کامل حضور کا  
 آداب زبیت سارے جہاں کو سیکھا گیا  
 ان کے قدم سے پھوٹ پڑا چشم بہار  
 وہ دشت زندگی کو گلستان بنا گیا  
 رہ جائے گا بھرم تیرے حرف نیاز کا  
 اس بارگاہ ناز میں اگر جا پا گیا  
 رہ جائے گا بھرم مجھ سے بندہ بے کار کا



اس بارگاہ ناز میں اگر راہ پا گیا  
کتنا بڑا کرم ہے کہ نائب سا بے ہنر  
توصیف مصطفیٰ کے لئے چن لیا گیا  
خلق عظیم اسوۂ کامل حضور نے  
آداب زینت سارے جہاں کو سکھا دیا

اس شعر کا کیا مطلب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کلمہ ہے، اسلام ہے، دین ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ثبوت کیا ہے۔ کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ہے۔ یہ کیوں سچ ہے اسلام کیوں سچ ہے قرآن کیوں سچ ہے فرمایا کہ میرا کردار دیکھ لو۔ میں کیسا ہوں۔ عرض کیا کہ آپ صادق و امین ہیں صادق وہ ہے جو سچ بولے اور امین وہ ہوتا ہے جو امانت میں خیانت نہ کرے۔ فرمایا کہ اگر میں سچ ہوں تو پھر میرا یہ کہنا بھی سچ ہے کہ کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اسلام کا جو پودا لگایا ہے وہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کردار نے لگایا ہے۔ کوئی خدا کو نہیں جانتا تھا۔ نہ جانے ان کے کتنے رب تھے۔ لات عزیٰ اور دوسرے بے شمار رب تھے جن کی پوجا کی جاتی تھی۔ پھر لکڑی سے بتائے ہوئے بت ان کے رب تھے ہر کسی کا ایک علیحدہ ہی رب تھا وہ اپنے اپنے رب کو پوجتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو کس نے منوایا لوگ کہتے ہیں کہ تلوار نے منوایا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں تلوار ہے ہی نہیں تھی۔ شروعات میں تلوار نہیں تھی بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار ہے اس کردار کو دیکھ کر لوگوں نے تسلیم

کر لیا کہ ہاں اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ کو لوگوں نے ایک مانا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کو دیکھ کر۔ اسی کردار سے لوگوں نے اسلام کو بھی مانا۔ دین کو بھی مانا۔ جنت بھی مانی۔ فرشتوں کا وجود بھی مانا۔ موت اور موت کے بعد حیات۔ قبر اور قبر کا حال جنت دوزخ۔ ثواب عذاب ہر چیز کو لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کی بنا پر مانا ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلا وہ حق ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں فرق کرنے والی میری ذات مبارکہ ہے۔ جس طرف میں ہوں اسی طرف ہی حق ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ساتھ چلنا حق ہے۔ ابو جہل نے حبیب یمنی کو بلایا کہ آپ آؤ اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مقابلہ کرو مباحثہ کرو اس کو شکست دے دو اور نعوذ باللہ اسے جھوٹا ثابت کر دو۔ حبیب یمنی عالم تھا، مناظر تھا اس نے آکر بیت اللہ شریف کے پاس اسٹج لگالی۔ لوگوں کو بلالیا اور کہنے لگا کہ اس شخص کو لے آؤ جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے حبیب یمنی نے پوچھا کہ آپ اپنے آپ کو نبی کہتے ہیں فرمایا کہ ہاں میں اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ہوں۔ کہنے لگا کہ اس کا کیا ثبوت ہے فرمایا کہ تو جو چاہے میں وہی ثبوت دیتا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس فلاں ثبوت ہے کہ میں نبی ہوں نہیں بلکہ تو جو ثبوت مانگے میں وہ دیتا ہوں۔ کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ جادوگر ہیں۔ جادو زمین پر چلتا ہے آسمانوں پر نہیں چلتا۔ سورج ابھی غروب ہو جائے چاند نکل آئے۔ پورا چاند جسے بدر کہتے ہیں چودھویں رات کا چاند نکل آئے اس کے دو

کھڑے ہو جائیں ایک کھڑا کوہ ابو قیس کے ایک طرف اور دوسرا دوسری طرف ہو جائے۔ پھر وہ دونوں کھڑے جڑ جائیں چاند غروب ہو جائے اور سورج اپنی اصلی جگہ پر لوٹ آئے تو پھر دوسری بات کریں گے بات تو ہو رہی تھی رب کی اور پوچھا جا رہا ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا کس طرح سے سچ ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ تصرف عطا فرمایا ہے کہ میں سورج کو غروب کر سکتا ہوں اور چاند کو طلوع کر سکتا ہوں۔ آپ نے اشارہ فرمایا سورج غروب ہو گیا اور چاند نکل آیا اور دو کھڑے ہو کر پہاڑ کے دونوں طرف ایک ایک کھڑا ہو گیا اور پھر وہ جڑ بھی گیا۔ یہ کاغذ کا کھڑا ہے میں اسے توڑ دیتا ہوں۔ توڑنا آسان ہے لیکن اس کا دوبارہ جڑ جانا اور پہلی حالت میں آ جانا ممکن نہیں ہے آپ سب مل کر بھی اسے اپنی پہلی حالت میں جوڑ نہیں سکتے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اشارے سے ہی توڑتے بھی ہیں اور جوڑتے بھی ہیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہے۔ حبیب یمنی نے جب یہ دیکھا تو بالکل خاموش ہو گیا اس کے منہ سے بات نہیں نکل رہی تھی وہ قائل ہو گیا کہ یہ واقعی سچے نبی ہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تو کہتا تھا کہ میں دوسری بات بعد میں کروں گا اب وہ دوسری بات بھی کرو۔ لیکن حبیب یمنی پر ایسا سکوت طاری ہوا کہ وہ بول ہی نہ سکتا تھا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا میں خود ہی بتاؤں کہ تیرے دل میں کیا ہے۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ تیری جو بیٹی فالج شدہ ہے اور گھر میں بستر پر ہی لیٹی ہوئی ہے وہ ٹھیک ہو جائے اس نے پھر اثبات میں سر ہلایا۔ فرمایا کہ جاؤ تمہاری وہ بیٹی ٹھیک ہو گئی ہے۔ حبیب یمنی نے

کلمہ پڑھ لیا۔ اس نے کلمہ کیوں پڑھ لیا اس نے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طاقت کو دیکھا۔ تصرف کو دیکھا اور کردار کو دیکھا۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کو دیکھا۔ وہ انکاری تھا کہ رب نہیں ہے لیکن جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو مان گیا کہ ہاں رب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی موجودگی کا اقرار کرانے والی اس کا نشان بتانے والی کون ذات ہے۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کردار ہے۔ حبیبِ یمنی صاحبِ بڑے جلدی جلدی اپنے گھر گئے دروازہ پر دستک دی تو وہی بیٹی جو قالج زدہ تھی اسی نے آ کر دروازہ کھولا اور ساتھ ہی کلمہ پڑھا۔ پوچھا کہ بیٹی تجھے کس نے کلمہ پڑھایا ہے کہنے لگی کہ جس نے تجھے کلمہ پڑھا دیا وہ مجھے بھی یہاں آ کر کلمہ پڑھا گیا ہے۔ اور اس نے اپنا دستِ شفقت میرے سر پر پھیرا جس سے میرا قالج بھی ٹھیک ہو گیا ہے اور میں تندرست ہو گئی ہوں۔ یہ سب کچھ کس طرح سے ہوا ہے۔ یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت اور کردار نے کیا ہے۔ جس کسی نے بھی کوئی ثبوت مانگا ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا بھی ثبوت دیا ہے۔ قرآن مجید کے حق ہونے کا بھی ثبوت دیا ہے۔ کائنات کی ہر حقیقت کا ثبوت دیا ہے کہ یہ زبانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور کردارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہی ہوتا ہے کہ جس کی ہر چیز ہی حق ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ میں نقص ڈھونڈے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مانتے اگر وہ صرف لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی غور کر لیں تو سارے انکار اور سارے نقائص



اور عیوب جو نعوذ باللہ انہیں نظر آتے ہیں وہ سب از خود ہی ختم ہو جائیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک آدمی کو اسلام پیش کیا کہ آپ مسلمان ہو جائیں مجھ پر ایمان لے آئیں میں اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ہوں اس نے کہا کہ کیا ثبوت ہے کہ آپ سچے نبی ہیں اور اسلام سچا مذہب ہے فرمایا کہ جو ثبوت تو چاہے میں وہی دیتا ہوں۔ اس نے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا کہ وہ جو درخت ہے وہ اپنے قدموں پر چل کر آئے اور آپ کے سچا نبی ہونے کی کواہی دے تو میں مان جاؤں گا فرمایا تو خود ہی جا کر اس درخت کو پیغام دے دے کہ تجھے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں۔ درخت نے جب سنا تو وہ خوشی سے جھوم گیا اور زمین سے باہر نکل آیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں حاضر ہو کر کواہی دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ وہ شخص کہنے لگا کہ درخت اب واپس جا کر اپنی جگہ میں گڑھ جائے تو میں مان لوں گا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے پاس آنے والے واپس تو نہیں جاتے لیکن میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تو واپس چلا جاتا کہ اس شخص کی شرط پوری ہو جائے۔ درخت واپس اپنی جگہ پر چلا گیا تو اس شخص نے کلمہ شریف پڑھ لیا۔ اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت دیکھی کر دار دیکھا معجزہ دیکھا۔ حضرت عکرمہ ابو جہل کے بیٹے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ عکرمہ ایسی خوبصورت شکل دوزخ میں جاتی اچھی نہیں لگتی تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جا اور مجھ پر ایمان لے آ۔ حضرت عکرمہ نے کہا کہ کیا ثبوت ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں فرمایا تو جو بھی ثبوت چاہے میں دیتا ہوں۔ حضرت عکرمہ نے عرض کیا کہ وہ

پتھر جو پانی کے دوسری طرف ہے وہ چل کر پانی پر تیرتا ہوا آئے اور آپ کی کواہی دے تو میں مان لوں گا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جاؤ اس سے جا کر کہو کہ تجھے نبی آخری زمان بلا تے ہیں جب پتھر نے سنا تو وہ اپنی جگہ سے چل کر پانی پر تیرتا ہوا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں حاضر ہو گیا اور کواہی دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔ یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کردار ہے عظمت ہے۔ ایک عورت تھی جس کے پاس ایک وزنی گٹھری تھی جو اس سے اٹھائی نہیں جا رہی تھی اور وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محاذ اللہ گالیاں دے رہی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس سے گزر رہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے اور فرمایا کہ کیا بات ہے۔ کہنے لگی کہ نعوذ باللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہت خراب ہے ہمارے بچوں کو گالیاں دیتا ہے ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتا ہے میں اس شہر میں رہنا پسند نہیں کرتی کہیں دور چلی جانا چاہتی ہوں لیکن مجھ سے یہ میری گٹھری اٹھائی نہیں جاتی۔ میرا کوئی بیٹا نہیں ہے کوئی ساجھی کوئی رشتہ دار نہیں جو میری مدد کرے۔ میں اب مکہ میں نہیں رہنا چاہتی یہاں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رہتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آپ کی گٹھری اٹھا لیتا ہوں اور تو جہاں جانا چاہتی ہے میں وہیں چھوڑ آتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گٹھری اٹھالی اور چل دئے۔ وہ مائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعائیں دیتی ہوئی پیچھے پیچھے جا رہی ہے۔ اس عورت کو اس کی منزل پر پہنچا دیا۔ اس عورت نے بڑی دعائیں دیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں لمبی عمر عطا فرمائے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بچ کر رہنا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہوں اس عورت نے سنا تو کلمہ پڑھ لیا کہ اتنا بڑا کردار میں انہیں گالیاں نکالتی  
 آئی ہوں اور یہ میرا وزن اٹھائے ہوئے آئے ہیں۔ یہ کردار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ  
 وسلم ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے۔ یہ تلوار سے نہیں بلکہ میرے  
 نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کردار سے پھیلا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار  
 سے متاثر ہو کر لوگ مسلمان ہوئے اور ایمان لائے۔ ہر چیز میرے نبی پاک  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے بنتی ہے۔

با خدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مقرر مقرر  
 جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں  
 کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے  
 دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا  
 بنتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

حضرات یہ کردار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ  
 وسلم ہے اللہ تعالیٰ اس کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ ہم اس مسئلہ میں  
 نہ اڑے ہوئے ہوں ہم ماننے والوں میں سے ہوں۔ تکرار یہ ہے کہ کیا حضرت  
 امام حسین صحیح تھے یا کہ یزید صحیح تھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ یزید صدر مملکت تھا اس کا حکم  
 ماننا رعایا پر فرض تھا لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے بغاوت کر دی۔  
 ایسے لوگ یزید کو یزید علیہ السلام اور یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کہتے ہیں۔ نقل کفر  
 کفر نہ باشد دوسرے لوگ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سچا کہتے ہیں لیکن

دیکھیں کہ حضرت حسینؑ سچے کیوں ہیں۔ اس کا کیا ثبوت ہے کیا یہ قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لئے سچے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں شہید فرمایا ہے۔ اور شہید وہ ہوتا ہے جو سچا ہو اور قتل وہ ہوتا ہے جو جھوٹا ہو۔ اگر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سچا ماننا ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان اقدس سے مانو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اسے شہید کریں گے۔ مخالفین کہتے ہیں کہ جی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار دیکھو ان کا عمل دیکھو کہ ان کو جو خط لکھے گئے تو آپ وہاں چلے گئے بیوی بچوں کو بھی ساتھ لے گئے اس کی کیا ضرورت تھی۔ آپ واقعات کی طرف نہ جائیں آپ صرف یہ دیکھیں کہ زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا نکلا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شہید ہے تو پھر وہ شہید ہیں اگر یزید کو لوگ پلید کہتے ہیں تو یہ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا کہ پلید لڑکے میرے بیٹے کو شہید کریں گے۔ نام بتا دیا جگہ بتا دی دن بتا دیا وقت بتا دیا۔ شہید کرنے والے کا حلیہ بتا دیا۔ اللہ تعالیٰ معافی دے جب شمر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے مبارک پر سوار ہو گیا کہ آپ کو شہید کرے تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اپنے بٹن تو کھولو اور اپنا سینہ بنگا کرو۔ جب اس نے اپنا سینہ کھولا تو اس کے سینے پر برص کا نشان تھا۔ فرمایا کہ میرے نانا جان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی نشان بتائی تھی کہ برص کا نشان رکھنے والا بندہ میرا قاتل ہوگا اس لئے تو ہی میرا قاتل ہے اور تیرا نام شمر ہے۔ اس نے تصدیق کی کہ اس کا نام شمر ہی ہے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شہادت نبی



پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عطا فرمائی۔ اور ثابت کیا کہ حضرت امام حسین سچے ہیں آپ واقعہ شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ میں الجھ جائیں تو الجھ بھی سکتے ہیں۔ صدر مملکت کے خلاف جو کوئی بھی آواز اٹھائے وہ کورنمنٹ کا غدار ہی ہے خواہ صدر صاحب کیسے ہی ہوں کیسے ہی کردار کے مالک ہوں۔ لوڈ شیڈنگ ہے مہنگائی ہے رشوت ہے سفارش ہے جو کچھ بھی خرابی ہے وہ اپنی جگہ لیکن صدر صاحب کو آپ اس کا ذمہ دار نہیں ٹھہرا سکتے۔ اس نے ووٹ لئے ہیں صدارت کا حلف اٹھایا ہے آپ اسے یہ نہیں کہہ سکتے کہ کرسی خالی کر دو۔ یزید بھی ایسے ہی تھا۔ لیکن یہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فیصلہ کیا ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہے جس کیلئے جو کچھ بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمادیں وہ حق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس کو جھوٹا فرمادیں وہ جھوٹا ہی ہے دنیا کی کوئی طاقت اسے سچا نہیں کہہ سکتی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان فرمان الہی ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام وہی فرماتے ہیں جو انہیں ان کا رب کہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہی کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ انہیں کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہی فرماتے ہیں جو حق ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت امام حسین شہید ہیں تو وہ شہید ہی ہیں۔ حسنین کریمین نو جوانان جنت کے سردار ہیں تو وہ نو جوانان جنت کے سردار ہیں۔ یہی بات حضرت امام حسین نے فرمائی کہ کیا میرے نانا جان نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نو جوانان جنت کا سردار ہوں۔ کیا میرے نانا جان نے یہ نہیں کہا کہ جنت کی روشنی مجھ سے ہے، کیا میرے نانا جان نے یہ نہیں

فرمایا کہ جنت کی خوشبو حسین کریمین سے ہے۔ کیا میرے مانا جان نے یہ نہیں فرمایا کہ تم مجھے شہید کرو گے فرمایا کہ بولوان باتوں کا جواب دو۔ یزید یوں نے کہا کہ ہم یزید کے بچوں میں جھکڑے ہوئے ہیں ہم نے اس کا حکم ہی ماننا ہے لیکن یہ بات حتمی ہے کہ آپ سچے ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سچا کس نے کہا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ امام حسین سچے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عظمت ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو نہ مانے خواہ اس کے سجدے بھی ہوں خواہ اس کا کردار بھی ہو خواہ اس کی گفتار بھی ہو۔ خواہ جیبہ بھی ہو۔ دائرہ بھی ہو ٹوپی ہو جو مرضی ہو جائے لیکن اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں ماننا تو وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا الْإِلْبَاحَ الْمِينِ

خطاب برہانش ٹکیل احمد صاحب

04-01-10

## HAPPY BIRTH DAY

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ آغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى الْيَوْمِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! پروفیسر صاحب یہ فقرہ بڑا پرانا ہے اور ثقہ بند ہے کہ  
Happy Birth Day اس کا کیا مطلب ہے کہ تیری پیدائش تمہیں مبارک ہو۔  
جب میں آپ کو کہوں کہ تمہاری پیدائش تمہیں مبارک ہو تو اس کا مجھے کوئی فائدہ نہیں  
ہوا۔ جب Happy Birth Day کہا جائے تو اس کا فائدہ کس کو ہوتا ہے۔  
میں نے ایک چھوٹی بچی سے اس کا مطلب پوچھا تو وہ کہنے لگی کہ میری سالگرہ مناؤ۔  
میں نے پوچھا کہ تمہیں اس سے کیا فائدہ ہوگا کہنے لگی کہ مجھے تحائف ملیں گے۔ جس کی  
سالگرہ منائی جائے گی اس کو فائدہ ہوگا کہ اس کو تحائف ملیں گے لیکن جو نبی پاک علیہ  
الصلوة والسلام کی Happy Birth Day ہے اس کا مجھے فائدہ ہے اس کا آپ  
سب کو فائدہ ہے یہ فرق ہے۔ ہماری پیدائش اور ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام

کی پیدائش مبارک اور ہے جس کی Happy Birth Day ہوتی ہے اسے اس کا فائدہ ہوتا ہے کسی دوسرے کو اس کا کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو۔ لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا To you Happy Birth Day To You وہ نہیں بلکہ Happy Birth Day For us ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت ان کیلئے مبارک ہے لیکن اس کا کرم ہمارے لئے ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت با سعادت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آتے ہی سجدہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ خود کر رہے ہیں لیکن کام ہمارا بن رہا ہے۔ آپ سجدہ کریں تو کس کا کام بنے گا۔ یقیناً تمہارا کام بنے گا۔ جب انسان سجدہ کرتا ہے تو وہ اس وقت خدا کے قریب ترین ہوتا ہے آپ جب سجدہ کرتے ہیں تو آپ کو قرب الہی مل جاتا ہے لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب سجدہ فرماتے ہیں تو یہ ہماری بخشش کا بہانہ بن جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں تشریف لاتے ہی سجدہ کیا اور اس میں جو پڑھا وہ سننے والوں نے سنا اور لوگوں کو بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا رَبِّ هَبْ لِيْ اَمْلًا مِّنْ عَمَلِيْ رَبِّ مِیْرَی اُمّت میرے حوالے کر دے میں اس کو خود ہی جنت میں لے جاؤں گا۔ اس پہلے ہی سجدہ نے میرا کام بھی بنا دیا اور تیرا کام بھی بنا دیا۔ ہر اُمّت کا کام بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام کو اہو جاؤ کہ جو نبی اپنی اُمّت کو اب نہیں بھولا وہ حشر کو بھی نہیں بھولے گا اور انشاء اللہ ان کی شفاعت مانی جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا تو قرب الہی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا اور یقیناً قرب الہی بالکل نصیب ہوا۔ تیرے سجدے سے شاید مجھے فائدہ نہ ہوا اور میرے سجدے سے تجھے فائدہ نہ ہو لیکن نبی پاک علیہ



الصلوة والسلام کے سجدہ کرنے سے ہم سب کو فائدہ ہوا۔ قرآن مجید میں ہے  
وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (۵) اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب  
تمہیں اتادے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتادے گا کہ  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں گے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ  
حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جو بھی عرض کر دیں اللہ تعالیٰ اسے پورا فرما دیتے ہیں  
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتادو امر تہ ملا ہے۔ رضائے الہی  
حاصل ہو گئی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لے کر راضی ہوں گے۔ فرمایا کہ میں نے تو  
صرف ایک ہی چیز لیتی ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ایک چیز کیا ہے۔ فرمایا کہ  
اپنی امت کی بخشش لے کر راضی ہوں گا۔ رضائے الہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہے  
لیکن اس سے میری اور تیری بخشش ہو گئی ہے۔ قرآن مجید میں سب سے زیادہ حوصلہ  
افزا جو آیت مبارک ہے وہ یہی ہے کہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (۵)  
اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتادے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔  
حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم اہل بیت کے نزدیک سب سے  
زیادہ حوصلہ افزا بات قرآن مجید میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو ملی ہے وہ  
رضائے الہی ہے جس کا استعمال ساری امت محمدیہ کی بخشش کے لئے ہوگا۔ ہر نبی علیہ  
السلام کو ایک ایک دعا ایسی ملی کہ وہ جو بھی مانگے گا وہ پوری ہو جائے گی۔ نبی پاک  
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر نبی علیہ السلام نے اس دنیا میں ہی دعا مانگ لی  
ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہ دعا

مانگ لی ہے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے دعا نہیں مانگی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ دعا کب مانگیں گے۔ فرمایا کہ میں وہ دعا حشر میں مانگوں گا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا مانگیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں صرف یہ مانگوں گا کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ دعا تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملی ہے کہ وہ جو مانگیں گے انہیں عطا کر دیا جائے گا۔ تو کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لئے کچھ مانگا ہے یا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری میری بخشش مانگی ہے اس لئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام والا جو Happy Birth Day To you وہ ان کے لئے بلکہ میرے اور تیرے کام آیا ہے۔ جو یہ منائے گا اس کے بھی کام آ جائے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر کوئی مجھے آ کر یہ بتائے کہ ماہِ مفر ختم ہو گیا ہے اور ربیع الاول کا چاند نکل آیا ہے اور میں وہ دیکھ کر آ رہا ہوں تو اس خبر دینے والے کو میں جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ ربیع الاول یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت با سعادت کے مہینہ کی خبر جو بھی دیدے۔ آپ نے چاند دیکھا ہے تو آپ مجھے خبر دے دیں میں نے چاند دیکھ لیا ہے تو میں تمہیں خبر دیدوں تو اس پر تمہیں بھی بخشش مل جائے گی اور مجھے بھی بخشش مل جائے گی اس لئے جب ربیع الاول شریف کا چاند نکلتا ہے تو لوگ ایک دوسرے کو بہت مبارک دیتے ہیں اس مبارک دینے کی اصل وجہ اور بنیاد یہ حدیث شریف ہے کہ اس کی خوشخبری دینے والا جنتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ Happy Birth Day To you اتنا عظیم ہے کہ اس کی اطلاع دینے والا بھی بخشا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

بہت عظیم مقام عطا ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا کہ یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آدمی امت بخشوا لیں یا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کا اذن لے لیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ میں نے شفاعت کا اذن قبول کیا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ فرمایا کہ اس سے میں اپنی ساری امت کو بخشوا لوں گا۔ مجھے چونکہ شفاعت کرنے کی اجازت مل گئی ہے تو میں سب کی شفاعت کروں گا۔ یہ نہ سمجھنا کہ میں چھوٹے چھوٹے گناہ کرنے والوں کی یا نیکوکاروں کی ہی شفاعت کروں گا بلکہ میں کبیرہ گناہ کرنے والوں کی بھی شفاعت کروں گا۔ آوہم حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی پوچھتے ہیں۔ خلفاء راشدین سے پوچھتے ہیں۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی ولادت با سعادت کی خوشی میں ایک درہم بھی خرچ کر لے گا تو اس کا گھر جنت میں میرے گھر کے ساتھ ہوگا۔ ہم خرچہ تو روزانہ ہی کرتے ہیں لیکن اگر یہی خرچ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت با سعادت کی خوشی میں کریں تو یہ ہماری بخشش کا بہانہ بن جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اسلام کو بچانا ہو اسے بلند کرنا ہو آپ کا یہ مقصد ہو تو آپ کو چاہیے کہ آپ میلاد شریف منایا کریں تو اس سے اسلام بچ جائے گا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی بدر کی جنگ میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ بدری بننا چاہتا ہے، غازی بننا چاہتا ہے تو وہ میلاد مصطفیٰ منایا کرے تو بدری بن جائے گا حنین کے جنگ میں شامل ہو جائے گا۔ بدر اور حنین کی جنگ میں شامل ہونے والا ہر مجاہد بخشا ہوا ہے فرمایا کہ وہ



جنتی ہیں خواہ وہ کیسے ہی عمل کریں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم اپنا خاتمہ بالآخر چاہتے ہو تو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو تمہارا خاتمہ بالآخر ہو جائے گا۔ یہ سارا کرم ہی کرم ہے۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسے بھی کوئی منائے اور جہاں بھی منائے۔ اکیلا منائے۔ دو چار مل بیٹھ کر مناؤ۔ گھر والوں کو ملا کر مناؤ۔ پڑوسیوں کو بلا لو اپنے دوست احباب کو بلا کر مناؤ یہ آپ کی مرضی ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام یہ ہے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے والے سارے بخش دئے جاتے ہیں۔ جو کوئی بھی محفل میلاد میں آ جاتا ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر مبارک کی برکت سے اس کی بخشش ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے اور اس میں آنے کی توفیق عطا فرمائے یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ میں نے آج ایک عالم دین سے پوچھا کہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا فرض ہے کہ واجب ہے سنت مؤکدہ ہے کہ مستحب ہے کہ نفل کی طرح ہے انہوں نے طاہر القادری کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ واجب ہے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ قَبِذْ لَكَ فَلْيَفْرَحُوا (س ۵۸) تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما دیجئے کہ جب تمہیں اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت ملے تو خوشی مناؤ یہ اس ہر چیز سے بہتر ہے جو تم جمع کرتے ہو اب چونکہ یہ حکم الہی ہے اس لئے یہ واجب ہو گیا۔ دیوبندی یا اہل حدیث کا ایک مولوی صاحب صدیق الحسن بھوپالی ہے جس کا یہ فتویٰ ہے کہ جو میلاد شریف نہ منائے اور میلاد شریف کی خوشی محسوس نہ کرے وہ بے ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے اور اس کے



انعامات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرض ہے واجب ہے جو کچھ بھی ہے یہ بخشش کا بہانہ ضرور ہے۔ اگر یہ فرض ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین پوری جماعت مل کر اس کو مناتی صحابہ کرام کا باجماعت ہو کر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا میرے علم میں نہیں ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے میلاد منایا ہے اور اپنی اپنی طرز پر منایا ہے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوانت قربان کئے لیکن یہ عمل کسی دوسرے صحابی سے ثابت نہیں ہے۔ صحابہ کرام نے اپنی اپنی بساط کے مطابق بہت خرچ کیا ہے لیکن جس طرح آپ سب مل کر محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منا رہے ہیں اس طرح سے نہیں کیا لیکن انفرادی طور کسی نہ کسی رنگ میں میلاد منایا ضرور ہے یہ علماء کرام کا مسئلہ ہے ان کا حق ہے کہ وہ تحقیق کریں لیکن ہمیں تو اس سے صرف یہ غرض ہے کہ اس سے ہماری بخشش ہو جاتی ہے اور ہمیں کیا چاہئے اللہ تعالیٰ یہ انعام لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوانت قربان کئے ہیں تو ہر ایک کی استطاعت میں تو نہیں ہے کہ وہ سوانت قربان کرے ہمارے پاس تو سو مرغی قربان کرنے کی بھی استطاعت نہیں ہے لیکن اپنی بساط کے مطابق اپنی ہمت اور جیب کے مطابق جتنا بھی زیادہ سے زیادہ خرچ کر سکے وہ کرے۔ کوئی جتنا بھی خرچ کرے وہ قبول ہے۔ سید عبدالرحیم شاہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرتے تھے۔ ایک سال ایسا آیا کہ ان کے پاس کوئی پیسہ نہیں تھا۔ آپ نے اپنی ٹوپی ہی بیچ دی وہ ایک آنے یا دو آنے کی بکی۔ اس رقم سے آپ نے بھنے ہوئے چنے خریدے اور ان پر میلاد شریف کا ختم پڑھ کر بانٹ دئے۔ آپ نے خود بھی کھائے

لوگوں کو بھی کھلا دئے رات سوئے تو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زیارت سے نوازا اور دیکھا کہ وہی چنے موجود ہیں۔ ان میں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی تناول فرما رہے ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو بھی کھلا رہے ہیں جو سوانث قربان ہوئے وہ بھی قبول اور ایک آنے کے چنے وہ بھی قبول ہیں۔ اور شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دکھا رہے ہیں کہ یہ جو تیرا عمل ہے وہ میرے پاس پہنچ گیا ہے اور قبول بھی ہو گیا ہے۔ میں بھی کھا رہا ہوں اور صحابہ بھی کھا رہے ہیں۔ اس لئے تھوڑا کریں، زیادہ کریں لیکن ضرور کریں۔ اللہ تعالیٰ نے خود بھی اس کا بڑا اہتمام کیا ہے۔ ستارے اتار دئے۔ نور نکل دیا۔ خانہ کعبہ کو مولد شریف کی طرف سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ بت اوندھے منہ زمین پر گر گئے۔ آتشکدے بجھ گئے۔ بصرہ کی گلیاں روشن ہو گئیں۔ قیصر و کسریٰ کے محلات کے کنگرے گر گئے۔ جنت سے حوریں آ گئیں حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تشریف لے آئیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کی جماعت لے کر آ گئے اور درود سلام پڑھا جا رہا ہے۔ جھنڈے لگا دئے گئے۔ یہ ساری چیزیں اس لئے ہوئیں تاکہ ہمیں پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ ولادت با سعادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی اہمیت دیتا ہے۔ تخلقو باخلاق اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ تعلیم دیتے ہیں ہمیں اسی طرح سے ہی کرنا چاہئے۔ جہاں تک ہو سکے اس کی تقلید کرنی چاہئے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْعَبِيدِ

خطاب آستانہ عالیہ 10-03-19

## اُمت کی وکالت

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
 الْعَالَمِينَ آغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
 وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى  
 آلِكَ وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
 ربخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
 آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے  
 ملے جو اذن ثنا کا تو لفظ ملتے ہیں  
 اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے  
 در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے  
 ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے  
 جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
 اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے  
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین نعت شریف پڑھی گئی ہے۔

اساں چھڈنا تیرا در نہ تیرے قدماں دے وچہ مرنا  
سانوں روز حشر دا ڈر نہ ساڈا توں اے وکیل نے جج وے  
تساں بھلیاں دے ہتھ لج وے

حضرات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری کتنی سی وکالت کریں گے اور کتنی  
JUDGEMENT وہ ہمارے حق میں فرمائیں گے۔ یہ شعر بڑا عظیم ہے۔ قرآن  
وحدیث سے یہ علم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کہہ دیا  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ جنتی ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواہ وہ زانی بھی ہو اور چور بھی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
کہ ہاں خواہ وہ زانی بھی ہو اور چور بھی ہو اور وہ کہہ دے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
جنتی ہے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر پوچھ لیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواہ وہ  
زانی بھی ہو اور چور بھی ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمادیا کہ ہاں وہ زانی بھی ہو  
اور وہ چور بھی ہو وہ کہہ دے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ جنتی ہے۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے  
تیسری مرتبہ پھر عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ خواہ زانی بھی ہو اور چور  
بھی ہو پھر بھی جنتی ہے فرمایا کہ ہاں وہ جنتی ہے۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض  
کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواہ وہ زانی ہو اور چور بھی ہو تو کیا وہ پھر بھی جنتی  
ہے فرمایا کہ اگر تو ساری عمر اپنی ناک رگڑتا رہے وہ پھر بھی جنتی ہے۔ یہ میرے نبی  
پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے میں نے کل (10-06-24) ہی یہ حدیث  
شریف پڑھی ہے اور آج تک اس کے نشہ میں اس کے سرور میں موجزن ہوں۔ جو  
کچھ بھی زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکل گیا وہ حق ہے اس کو مان جاؤ تو جنت بھی



مل جاتی ہے اور اگر انکار کرو گے کہ ہم نے جنت اعمال کی بنا پر لیتی ہے تو پھر دیکھ لینا کہ تمہیں جنت کیسے ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے جنت اعمال کی بنا پر نہیں دی ہے میں نے جنت اپنے فضل اور رحمت سے دی ہے یا اللہ تیرا فضل اور رحمت کیا ہے؟ کہاں ہے۔ فرمایا کہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی میرا فضل بھی ہے اور میری رحمت بھی ہے۔ ان سے جنت لے لو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وکالت کو دیکھیں فرمایا کہ حشر کے روز کرسیاں لگ جائیں گی اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی کرسی پر بیٹھ جائیں گے لیکن میں نہیں بیٹھوں گا۔ میں مسلسل کھڑا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے فرمائیں گے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف رکھیں میں عرض کروں گا کہ یا اللہ مجھے اپنی اُمت کا فکر ہے اس لئے میں نہیں بیٹھ رہا ہوں۔ جس طرح سے دنیاوی عدالتوں میں وکیل اپنے موکل کا مقدمہ پیش کرتے ہیں اپنے مقدمہ کی پیروی کرتے ہیں تو وہاں بیٹھتے نہیں ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کھڑے ہیں تو کیوں کھڑے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس کیلئے کھڑے ہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی فکر ہے۔ خدا کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کوئی فکر نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمت کی فکر ہے۔

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو

جس کو ہے میری لاج وہ لچال بڑا ہے

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھیں۔ میں عرض کروں گا کہ یا اللہ جب تک میری اُمت کی بخشش نہیں ہو جاتی میں نہیں بیٹھوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے تیری وجہ سے تیری

امت کے اتنے افراد بخش دئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب بیٹھ جائیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے کہ یا اللہ ابھی بہت باقی ہیں جن کی بخشش ہونی ہے۔ اللہ تعالیٰ پھر فرمائیں گے کہ میں تمہاری امت کے اتنے افراد اور بخش دیتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ جائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے کہ اب بھی بہت باقی ہیں یا اللہ ان کی بھی بخشش فرمادیں۔ اسی طرح سے ہوتا رہے گا کہ آخر میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت جہنم سے بری ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کی وکالت فرما رہے ہیں۔ ہم گناہ گاروں کی وکالت فرما رہے ہیں۔ نیکوں کی وکالت نہیں فرما رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک میرے لئے ہیں اور میں گناہ گاروں کیلئے ہوں۔ یہ کوئی گناہ کرنے کا لائسنس نہیں ہے۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت ہے اگر گناہ گار ایسے ہی بخش دئے جائیں گے تو پھر آپ کم از کم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق ہی پیدا کر لیں۔ آپ اپنے چہروں پر ہاتھ پھیر کر دیکھیں کہ کیا یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق اور نسبت والا چہرہ ہے اگر نہیں ہے تو اس پر سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنی رضا اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔ آپ بھی دیکھیں کہ کیا آپ نے اپنی رضائی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔ کیا یہ کوئی بڑا مشکل کام ہے۔ اگر چہرے پر سنت رسول سجالو گے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا میں آ جاؤ گے پھر اور بھی زیادہ کرم ہو جائے گا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے بغیر بھی کرم کر دیا ہے اب تیری مہربانی ہے تو تو داڑھی بھی رکھ لے۔ یہ کوئی معاوضہ نہیں ہے کہ داڑھی

رکھو گے تو پھر بخشش ہوگی۔ ایک مثال ہے کہ یہ ایک بچہ بیٹھا ہوا ہے۔ تمہاری عمر کتنی ہے جی میں سال ہے اگر تمیں سال کا ہو جائے گا تو یہ ملازمت میں آ جائے گا۔ سروس میں آ جائے گا اور ساٹھ سال کی عمر میں ریٹائر ہو جائے گا۔ سروس کے تیس سال کی اس کو تنخواہ یک مشرت مل جائے اس کو بونس مل جائے اس کو پنشن مل جائے اس کو گریجویٹ مل جائے۔ اس کو L.P.R بھی مل جائے یعنی اس کی سروس کے تمام واجبات اس کو مل جائیں پھر اسے کام زیادہ کرنا چاہئے کہ تھوڑا کرنا چاہئے اسے تمام Payment پہلے ہی دن ہوگئی ہے پھر کیا یہ کام کرے گا یا چھوڑ دے گا اگر احسان مند ہے شکر گزار ہے تو کام زیادہ کرے گا اور محنت سے کرے گا۔ ساری Payment وصول کر کے گھر نہیں بیٹھے گا اگر فرض شناس ہے تو کام زیادہ لگن سے کرے گا اگر Over Time بھی دینا پڑے گا تو اسی تنخواہ میں ہی کام کرے گا۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجھے پیدا ہوتے ہی بخشوا دیا ہے۔ تو پیدا بعد میں ہوا ہے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجھے تیری پیدائش سے بھی پہلے بخشوا دیا ہے اب بتاؤ کہ نماز زیادہ پڑھیں گے کہ تھوڑی پڑھیں گے یا بالکل ہی نہیں پڑھیں گے داڑھی پوری سنت کے مطابق رکھے گا کہ چھوٹی رکھے گا، روزے قضا کرے گا کہ ادا کرے گا ساری شریعت پر عمل پیرا ہوگا کہ اس میں سستی کا ملی اور لا پرواہی کرے گا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بخشوا دیا ہے اب اگر احسان مند ہیں تو پوری شریعت کے مطابق زندگی بسر کریں گے۔ تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کرسی پر نہیں بیٹھیں گے۔ ایک اور حدیث پاک ہے کہ حشر کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں پڑ جائیں گے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا



سراٹھائیے اور جو آپ مانگیں گے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دیا جائے گا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ یا اللہ میری اُمت کو بخش دے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ایک معیار قائم کر لو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے کہ یا اللہ آپ معیار بنالیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر ایمان ہے اس کو بخش دیتا ہوں اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں لے جائیں۔ ایسے افراد الگ کر دئے جائیں گے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پھر سجدہ میں پڑ جائیں گے فرمایا جائے گا کہ جن کے دل میں نصف جو کے برابر بھی ایمان ہے ان کو بھی جنت میں لے جائیں۔ وہ بھی الگ ہو جائیں گے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر سجدہ میں پڑ جائیں گے۔ فرمایا جائے گا کہ جن کے دلوں میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے ان کو بھی جنت میں لے جائیں۔ بات تو رائی کی تھی لیکن آجکل کے لوگ تو رائی جانتے ہی نہیں ہیں۔ کیا کسی نے رائی دیکھی ہوئی ہے جس نے رائی دیکھی ہے وہ ہاتھ کھڑا کریں (دو تین ہاتھ کھڑے ہوتے ہیں) فرمایا کہ رائی کے دانے کے برابر بھی اگر دل میں ایمان ہے تو ان کو جنت میں لے جائیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پھر سجدہ میں چلے جائیں گے آخر کار اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس نے کہہ دیا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ جنت میں لے جائیں آپ دیکھیں کہ کیسی وکالت ہے۔ یہ کیسی Judgement ہے۔ یہ صرف تیرے میرے لئے ہے یہ صرف سنی کیلئے ہے اللہ تعالیٰ اس Judgement سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کرسی پر نہیں بیٹھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سے سر نہیں اٹھایا۔ اپنی اُمت کی بخشش کیلئے مسلسل عرض کرتے ہی رہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے



صحابہ بارگاہ الہی سے ایک لسٹ آگئی ہے جس میں ستر ہزار بندوں کے نام ہیں کہ جن کو بغیر حساب کتاب کے بخش دیا جائے گا۔ ایک صحابی عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ میرا بھی نام لکھ دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ تیرا بھی نام لکھ دیا ہے وہ لسٹ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے اس میں اضافہ فرما رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار ہے اجازت ہے کہ وہ اپنی طرف سے جو چاہیں اس لسٹ میں اضافہ فرمادیں۔ یہ وکالت ہے یہ Judgement ہے۔ یہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى (اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔) کا اظہار ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ طاقت اور قوت عطا فرمائی ہے کہ وہ جس کو چاہیں جنت میں لے جائیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بہت تھوڑے ہیں اتنے تو ماڈل ٹاؤن میں ہی آجائیں گے باقی لاہور میں ساٹھ ستر لاکھ افراد ہوں گے۔ لاہور پاکستان کا دوسرا بڑا شہر ہے ہمیں اس کی آبادی کا ہی علم نہیں ہے تاہم کوئی ستر اسی لاکھ تو ہوگی۔ ستر ہزار اور ایک تو بغیر حساب کتاب بخشے جائیں گے باقی کہاں جائیں گے۔ فرمایا کہ جو ستر ہزار ایک ہیں ان میں سے ہر ایک بندہ اپنے ساتھ ستر ستر ہزار کو لے کر جنت میں چلا جائے گا۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہے اللہ تعالیٰ نے صرف ستر ہزار ایک ضرب ستر ہزار یہ پانچ ارب بن گئے ہیں جن کی بخشش ہوگئی ہے۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وکالت ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں اور جنتی بنائیں۔ فرمایا کہ

اچھا ایسا کر لیتے ہیں کہ یہ جو پانچ ارب ہیں ان میں سے ہر بندہ ستر ہزار کو لے کر جنت میں چلا جائے گا۔ 350 سکھ بن جاتے ہیں یہ ایک بہت بڑا ہندسہ بن جاتا ہے اور سکھ سے زیادہ گنتی ہی نہیں ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنتی بنائیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا پتہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کا علم ہے۔ فرمایا کہ سکھ سے بڑا ہندسہ تو ہے نہیں اس لئے نہ تو سکھ سے بڑا ہندسہ بن سکا ہے اور نہ ٹریلین سے بڑا ہندسہ بن سکا ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے Full stop لگا دیا ہے تو ہندسوں کو بھی Full stop لگ گیا ہے آپ بے شک انگریزی میں اردو میں پنجابی میں گنتی کو دیکھ لیں اس سے آگے ہندسہ بنا ہی نہیں ہے۔ فرمایا کہ ہندسے ختم ہیں میں بندوں کو بک بھر کر جنت میں ڈال دیتا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور بھی ڈال دیں۔ ایک بک اور بھی ڈال دیں ایک بک اور بھی ڈال دیں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے گئے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بک ڈالتے رہے کہ پانچ بک ڈال دئے گئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بس کافی ہو گئے ہیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا ہوتے ہیں کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کیوں روک رہے ہیں میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہو رہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وکالت اور Judgement کا پتہ چل رہا ہے آپ کیوں روک رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں روک نہیں رہا ہوں میرا ایمان یہ کہتا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بک میں ساری

کائنات آ جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچ کہہ رہے ہیں۔ میرے ایک بک میں نہیں بلکہ میرے ایک چلو میں ساری کائنات آ جاتی ہے۔ ساری کائنات میری ہتھیلی پر ایک رائی کے دانے کے برابر ہے۔ جو اس بک اور چلو کی عظمت کو مان جائے گا وہ جنتی ہے۔

فضل تیرے تھیں لوہے تر دے پھٹیاں دے سنگ جڑ کے  
کتے وی جنت جان محمد چنگیاں دے سنگ لگ گے  
لکڑی کی پھٹیاں دے نال لگ کے لوہے کے کیل بھی تیر جاتے ہیں اور کتے اولیاء کرام کے در پر بیٹھ کر بخشے جاتے ہیں۔ اور اگر میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر بیٹھ جائیں تو کیا ہوگا یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت ہے اللہ تعالیٰ اسے ماننے کی توفیق عطا فرمائے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے لوگو سنو وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (طہ ص ۵) ”اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔“ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی رضا عطا فرمادی ہے۔ فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جس طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں گے تیرا رب تمہیں اسی طرح سے ہی راضی کرے گا۔ یہ اس آیت مبارکہ کا ترجمہ ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رضا تو مل گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا چیز لے کر راضی ہوں گے تاکہ ہمیں بھی پتہ چل جائے۔ فرمایا کہ میں اپنی امت کی بخشش لے کر راضی ہوں گا۔ ورنہ میں نے راضی ہی نہیں ہونا ہے یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وکالت ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم



نے فرمایا کہ ہر نبی علیہ السلام کو ایک ایک دعا ملی ہے کہ اس میں وہ جو بھی مانگ لیں گے وہ ان کو عطا کر دیا جائے گا جس طرح سے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ یا اللہ یہ کافر ہیں یہ مسلمان نہیں ہوں گے یہ ایمان نہیں لائیں گے ان کو غرق کر دو تو ساری دنیا پر پانی کا سیلاب آ گیا۔ تمام غرق ہو گئے ڈوب کر مر گئے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہ دعا مانگ لی ہے فرمایا کہ نہیں دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام نے مانگ لی ہے میں نے نہیں مانگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کب مانگیں گے۔ فرمایا کہ حشر کے دن مانگوں گا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا مانگیں گے فرمایا کہ میں صرف یہ مانگوں گا کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وکالت ہے۔

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو

جس کو ہے میری لاج وہ لچال بڑا ہے

حدیث شریف میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت یوں بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تمہیں جنت اور دوزخ کی چابیاں دے رہا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی مختار ہیں جس کو چاہیں جنت میں ڈال دیں یہ حدیث شریف ہے کہ جنت کی دوزخ کی اور اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی چابیاں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوئی ہیں۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُلَّ (۱) اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا کی ہیں۔ اس کوڑ میں سب کچھ ہے۔ جنت کی چابیاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی ہیں جس کیلئے ہم سب مر رہے ہیں دوزخ کی بھی چابیاں عطا ہوئی



ہیں۔ ایک پر ہم لالچ سے مر رہے ہیں اور دوسری پر ڈر اور خوف کی وجہ سے کانپ رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چائیاں اٹھا کر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیدیں کہ جاؤ تم جنت دوزخ کے مالک ہو جس کو چاہو جنت میں داخل کرو جس کو چاہو دوزخ میں پھینک دو۔ یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہستی ہیں کہ جس کو اجازت ہے کہ جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہیں داخل ہو جائیں۔ جنت کے دروازے مختلف اعمال والوں کیلئے مختص ہیں کوئی نمازیوں کیلئے کوئی روزہ داروں کیلئے، کوئی جہاد والوں کیلئے، کوئی صدقہ خیرات والوں کیلئے، کوئی حج زکوٰۃ والوں کیلئے ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دروازے پر جا کر رک جائیں گے فرشتوں سے فرمائیں گے کہ میں نے اندر داخل نہیں ہونا ہے۔ فرشتے عرض کریں گے کہ کیا ہم سے کوئی غلطی ہو گئی ہے دنیا جنت کیلئے مر رہی ہے اور آپ جنت میں جانے سے انکاری ہیں آپ فرمائیں گے کہ میرا ایک مطالبہ ہے وہ پہلے پورا کرو۔ فرشتے پوچھیں گے کہ آپ کا کیا مطالبہ ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمائیں گے کہ جو بھی بندہ مجھ سے محبت کرتا ہے میں اس کو اپنے ساتھ لے کر جنت میں جانا چاہتا ہوں اب آپ کی مرضی ہے کہ آپ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کر لو اور ان کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے نعرہ صداقت۔ یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی لگا لٹو ان سے محبت ابھی ہو جائیگی۔ (نعرہ صداقت بلند ہوتا ہے) پہلے نعرہ تکبیر۔ اللہ اکبر، پھر نعرہ رسالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر نعرہ صداقت یا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر

نعرہ عدالت۔ یا حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر نعرہ سخاوت۔ یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر نعرہ شجاعت۔ یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعرہ کی یہ ترتیب ہے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ میں اپنے مداح خوانوں کو اپنے ساتھ جنت میں لے جانا چاہتا ہوں۔ فرشتے آپ کا مطالبہ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاہتے ہیں کہ جو بھی مجھ سے محبت کرتا ہے جو بھی میری چاہت رکھتا ہے جو بھی میری عظمت کو مانتا ہے میں ان کو ساتھ لے کر جنت میں جانا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اسے اجازت ہے وہ جس کو چاہے اپنے ساتھ جنت میں لے جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسان طریقہ یہ ہے جب آذان میں یا کہیں بھی میرا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگالینا یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے جو ایسا کرے گا اس کا گھر جنت میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے ساتھ ہوگا۔ کیا یہ کوئی مشکل کام ہے دوسری ہستی ہمارے امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کی وجہ سے ہم حنفی ہیں اور ہم سنی ہیں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام حنبلی رحمۃ اللہ علیہ سب سنی ہیں لیکن یہ جو دعا ہے یہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے آپ بیت اللہ شریف کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے اور اس کی کنجی بردار سے فرمایا کہ مجھے ایک رات بیت اللہ شریف کے اندر عبادت کرنے کی اجازت دی جائے اس کنجی بردار نے کہا کہ ایسی اجازت کسی کو نہیں ملتی کہ وہ رات بھر خانہ کعبہ کے اندر بیٹھ کر عبادت کرے لیکن آپ چونکہ امام ہیں اس لئے آپ

کو اجازت ہے۔ آپ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے ساری رات عبادت میں مصروف رہے اور جب صبح آنے کو ہوئی تو عرض کیا کہ یا اللہ میں تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو آواز آئی یا الہام ہوا وہ یہ تھا کہ اے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں نے تیری ساری عبادت قبول کر لی ہے جو بھی تیرا پیروکار ہوگا جو بھی تیری نسبت سے حنفی ہوگا میں اسے بخش دوں گا۔

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو  
جس کو ہے میری لاج وہ لجال بڑا ہے  
حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد جو ہستی ہے وہ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جب تک کسی کی گردن پر سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قدم مبارک نہیں آتا وہ ولی نہیں بن سکتا۔ وہ فرماتے ہیں۔

مریدی لاتخف کہہ کے تسلی دی غلاموں کو  
حشر تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا  
فرمایا کہ جو میرا مرید ہو گیا خواہ وہ کالا ہے کہ کورا ہے خواہ وہ بڑا کوہنجا ہے وہ میرا مرید ہے تو وہ جنتی ہے یہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ فرماتے ہیں کہ ایک ریل گاڑی بے ہے۔ ٹوٹا ہوا ہے اس کی سیٹیں پھٹی ہوئی ہیں کھڑکیاں ٹوٹی ہوئی ہیں شیشے ٹوٹے ہوئے ہیں اس کا فرش ٹوٹا ہوا ہے اس کی وائرنگ ختم ہو چکی ہے اس کا پانی ختم ہے لیکن اس کا کنڈ انجن کے ساتھ مضبوطی سے جڑا ہوا ہو تو انشاء اللہ جہاں انجن جائے گا وہ ڈبہ بھی اس کے ساتھ ہی جائے گا۔ یہ نسبت ہے اگر تم بھی نسبت قائم کر لو تو پھر تم بھی حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے



ساتھ ہی جنت میں جاؤ گے۔ اگر ریل کا ڈبہ بہت اچھا ہے خوبصورتی سے آراستہ کیا گیا ہے اس کی سیٹیں فرش کھڑکیاں بالکل اعلیٰ درجہ کی ہیں ڈبہ انٹر کنڈیشن بھی ہے اس کی وارننگ پتھر بالکل صحیح طریقہ سے فٹ کی گئی ہیں۔ فرانس یا چائینہ کا بنا ہوا ہے۔ دیکھنے میں بہت خوبصورت ہے۔ رنگ کیا ہوا بھی ہے اس پر مطلوبہ نمبر اور درجہ بھی لکھا ہوا ہے لیکن اس کا کنڈائنجن کے ساتھ جڑا ہوا نہیں ہے تو انجن روانہ ہو جائے گا لیکن وہ ڈبہ جہاں کھڑا ہے وہیں کھڑا رہ جائے گا بلکہ اس کے پچھلے والے ڈبے بھی کھڑے رہ جائیں گے وہ ان کیلئے بھی رکاوٹ بن جائے گا لوگ اسے اٹھا کر دور پھینک دیں گے تاکہ وہ تو اپنی منزل پر روانہ ہو سکیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بعد جو ہستی ہیں جن کا ہم پر کرم ہے وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان پر جو الہام ہوا وہ یہ ہے کہ اے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جو بھی تیرا مرید ہے اور جو تیرے مرید کا مرید ہے اور پھر جو اس کا بھی مرید ہے وہ سب جنتی ہیں۔ یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا۔ قرآن وحدیث سے قاری صاحب نے حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے ہمیں بتایا ہے کہ اگر کتابھی ولی کے در پر بیٹھ جائے تو وہ ہندے کی شکل میں جنت میں جائے گا۔ یہ نسبت ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نسبت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

راہ دے راہ دے ہر کوئی آکھے      تے میں وی آکھاں راہ دے  
 بنا مرشداں راہ نہیں لبھنا      رل مرسیں وچہ راہ دے  
 نہ تھا پاس میرے کچھ روز محشر      نبی کا وسیلہ ہی کام آگیا ہے  
 ہمارے پاس تو کچھ نہیں بس لئے ہمیں تو سفارش کی ضرورت ہے ہمارا کوئی Merit ہی  
 نہیں ہے تو پھر سفارش ہی کام کرے گی اس کے بغیر ہمارا کام نہیں بنے گا۔ انبیاء علیہم



السلام کے پلے میں تو سب کچھ ہے ساری عمر اللہ تعالیٰ کی ذرا بھی نافرمانی نہیں کی  
ساری زندگی گناہوں سے پاک اور منزہ ہے کیا ان کی بخشش ہو جائے گی کیا میرے نبی  
پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے بغیر ان کی بخشش ہو جائے گی۔ فرمایا کہ:

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

قیامت کے دن سارے نبی علیہم السلام اور ان میں حضرت ابراہیم علیہ  
السلام بھی ہوں گے جھولی پھیلا کے میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر  
ہو جائیں گے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت  
فرمائیں گے تو ہماری بخشش ہوگی ورنہ نہیں ہوگی۔ نیکو کار بھی میرے نبی پاک علیہ  
الصلوٰۃ والسلام کے محتاج ہیں اور گناہ گاروں کو بھی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ  
والسلام نے چھوڑا نہیں ہے فرمایا کہ نیک میرے لئے ہیں اور میں گناہ گاروں کے  
لئے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے نیک بھی جنت میں جا رہے ہیں اور  
گناہ گاروں کی بھی بخشش ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ بخشش لینے کی توفیق عطا فرمائے۔  
بڑی سے بڑی بات اچھی سے اچھی بات یہ ہے کہ آپ ایک دفعہ کہیں یا غوث اعظم  
رحمۃ اللہ علیہ، میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کھڑی شریف والے فرماتے ہیں۔

آل نبی اولاد علی دی تے سیرت شکل انہاں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی

جو حضرت سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام لے لے گا اس کے سارے گناہ معاف  
ہو جائیں گے۔ حضرت سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام لینے سے بخشش ہو رہی ہے  
پھر سردارا انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی لینے سے کیا ہوگا۔ ہمیں نسبت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کیا کوئی اس کے علاوہ بھی نسبت ہے۔ حضرت سرکارِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں جو بھی کچھ ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم اور ان کی عطا ہے۔ ہر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بھی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی کرم ہے۔ ہر بندے میں نورِ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی ہے۔ جب حضرت سرکارِ غوثِ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام لینے سے بخشش ہوتی ہے۔ گناہ معاف ہوتے ہیں پھر سردارِ الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسمِ گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لینے سے کیا ہوگا۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے

نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گی

یہ جو ساری بات ہوئی ہے یہ حضرت علامہ ریاض الدین ریاض جو فیض الدین سہروردی کے والد محترم ہیں نے اپنی نعت کے چند اشعار میں سارا کچھ سمودیا ہے اور بڑے ہی اچھے طریقے سے بیان فرمایا ہے۔

ثنائے محمد جو کرتے رہیں گے

وہ دامنِ مرادوں سے بھرتے رہیں گے

وہ لحاظِ بخشش کا سامان ہوں گے

جو ذکرِ نبی میں گزرتے رہیں گے

حیاتِ ان پر قربان ہوتی رہے گی

جو عشقِ نبی میں مرتے رہیں گے

انہیں دیکھ کر جہاں کے نظارے

نگاہوں سے میری اترتے رہیں گے

ہر ایک گام پر ہم کو معراج ہو گی  
جو سران کے قدموں میں دھرتے رہیں گے  
ریاض ان کے دامن سے وابستہ رہنا  
تیرے کام بگڑے سنورتے رہیں گے

اللہ تعالیٰ یہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو بخشش دینے کے لئے تیار ہیں آپ یہ مان جاؤ کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مالک و مختار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوثر کے مالک ہیں۔ اگر آپ یہ مانتے ہیں تو بخشش ابھی مل جاتی ہے اب آپ بتائیں کہ یہ آج کی گفتگو اچھی لگی ہے کہ نہیں۔ اگر اچھی لگی ہے تو ہاتھ کھڑا کریں (تمام ہاتھ کھڑے ہو جاتے ہیں) اب وہ ہاتھ کھڑا کریں جن کو بات اچھی نہ لگی ہو (کوئی ہاتھ کھڑا نہیں ہوتا) یہ کوئی میری عظمت نہیں یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کی عظمت ہے۔ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد صاحب فیصل آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان عالی شان ہے کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی جائے صحابہ کرام کی تعریف کی جائے اولیاء اللہ کی تعریف کی جائے اور بندے کو اچھی لگے تو وہ مومن ہے آپ نے اپنے ہاتھ کھڑے کر کے اپنے مومن ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہاتھ کھڑے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری بخشش اور نجات فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانس وقار احمد صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور 25-06-10



ارشاداتِ عالیہ مظہرِ نورِ خدا مظہرِ نورِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عاشقِ رسولِ محبتِ الِ رسول  
حضرت پیرِ پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

# وسیلہ نجات



حصہ

30

پیش کش:۔ پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	نعت شریف	۲
۲	پیش لفظ	۳
۳	عظمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۴
۴	میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی مناؤ	۱۴
۵	متنازعہ مسائل اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۹
۶	ولی کامل کی نگاہ	۴۷
۷	بتوں کی مذمت میں نازل ہونے والی آیات کا غلط مفہوم	۶۹
۹	نعت کا تصدق	۹۹
۱۰	آ مینڈا ڈھولا	۱۱۳
۱۱	بتوں کے لئے نازل ہونے والی آیات کا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ پر نفاذ	۱۲۵
۱۲	میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی ترغیب	۱۷۴
۱۳	وکھری شے	۱۸۹

## نعت شریف

خوشی کے بادل اُڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے  
 وہ نغمہ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آ رہے تھے  
 اتار کر ان کے رخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا بارِا  
 کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے  
 وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جو بن ٹپک رہا ہے  
 نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لئے تھے  
 نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اول آخر  
 کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آ کے کر گئے تھے  
 سنا یہ اتنے میں عرش حق نے کہا مبارک ہوں تاج والے  
 وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاج شرف ترے تھے  
 یہ سن کے بیخود پکار اٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا  
 پھر ان کے تلوؤں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے  
 بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رکتے!  
 جو قرب انہیں کی رڈش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے  
 حجاب اٹھتے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے  
 عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے پھڑے گلے ملے تھے  
 وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر  
 اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے  
 نبی رحمت شفیع اُمت رضا پہ للہ ہو عنایت  
 اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے دان بٹے تھے

## پیش لفظ

شہرہ آفاق کتاب وسیلہ نجات اب کسی تعارف کی محتاج نہیں رہی۔  
سادہ عام فہم زبان میں یہ ہر دینی مسئلہ کا حل بتاتی ہے۔ بیعت کی اہمیت کو اجاگر  
کرتی ہے۔ لوگ بیعت کی ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں اور مشائخ عظام اور  
کاملین کے دامن سے وابستگی اختیار کر رہے ہیں۔ درود شریف اور نعت شریف کا  
پرچار اور ترغیب دینا اس کے بنیادی اوصاف ہیں کہ جن سے عوام الناس کے  
قلوب میں ادب، محبت اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوتا ہے۔  
عقائد کی اصلاح اور بدعتیہ کی نشان دہی کر کے ان سے بچنے کی راہ  
پر گامزن کرتی ہے۔ قارئین اس سے بھرپور مستفید ہو رہے ہیں۔  
وسیلہ نجات کا تیسواں (۳۰) حصہ حاضر خدمت ہے۔ کتاب کی بہتر  
اشاعت کے لئے قارئین کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

فون نمبر 0302-7125492

## عظمت نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ  
الْعَلَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى الْكَوَاعِبِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین سرور نے نعت شریف پڑھی ہے کہ

نام لیتے ہی ان کا بری ہو گئے  
ہم گناہ گار بھی جنتی ہو گئے  
نسبت مصطفیٰ کا کرم دیکھئے  
سرخرو آپ کے امتی ہو گئے  
ان کی الفت کو دل میں بسانا ہی تھا  
میرے سارے گناہ بندگی ہو گئے  
میرے آقا کے پیارے غلاموں کے گھر



چور بن کے جو آئے ولی ہو گئے  
 آپ کے دربار میں فیض ہی فیض ہے  
 مانگنا جن کو آیا غنی ہو گئے  
 ہاں یقیناً یہاں پہ ان کا ہے کرم  
 کیونکہ محفل میں میرے نبی آگئے

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی لیا تو سارے گناہ  
 معاف ہو گئے، اور گناہ گار جنتی ہو گئے۔ صرف ایک ہی نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ  
 وسلم ہے اور کوئی ایسا نام نہیں ہے اگر تیرے منہ سے نکل جائے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ  
 پھر تو بری ہے۔ ساری کائنات میں جو کچھ بھی ہے آپ ہیں اور میں بھی ہوں اور  
 تمام بنی نوع انسان ہیں۔ کیا اگر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق نہ ہوتی انہیں بنایا نہ  
 جاتا تو پھر کیا ہم ہوتے۔ اگر نوح علیہ السلام جن کو آدم ثانی کہا جاتا ہے نہ ہوتے تو  
 کیا ہم ہوتے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہو گئی تو وہ حضرت حواری اللہ  
 تعالیٰ عنہا سے جدا کر دیئے گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو سری لنکا میں اور حضرت  
 حواری اللہ تعالیٰ عنہا کو جدہ میں اتار دیا گیا۔ اگر ان دونوں کی ملاقات نہ ہوتی تو  
 کیا ہم ہوتے۔ اب دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح سے سبب پیدا فرماتے ہیں کہ  
 جس سے ساری مخلوق پیدا ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام مکہ شریف میں جبلِ رحمت  
 پر پہنچ گئے اللہ تعالیٰ کو رحم آ گیا فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام تمہیں روتے ہوئے تین  
 سو سال ہو چکے ہیں۔ دعائیں کرتے ہوئے آنسو بہاتے ہوئے سجدے کرتے  
 ہوئے۔ طواف کرتے ہوئے لیکن کچھ بھی نہیں بنا۔ آپ ایک نام کا واسطہ لے لو

تو میں ابھی تمہاری بخشش کرتا ہوں۔ عرض کیا کہ یا اللہ کون سا نام لوں۔ فرمایا کہ تم یہ کہو کہ یا اللہ مجھے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں بخش دے۔ الہی بحرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بخش دے تو میں تمہیں ابھی بخش دوں گا۔ جونہی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے یہ فقرہ بولا تو آپ کی بخشش ہو گئی۔ فرشتوں نے حضرت حواری اللہ تعالیٰ عنہا کو اٹھا کر حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے کھڑا کر دیا۔ دونوں کی ملاقات ہو گئی۔ واپس جنت میں چلے گئے ملاقات کس نے کرائی اور پھر جنت میں کس نے پہنچایا۔ یہ نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواری اللہ تعالیٰ عنہا کی ملاقات کرائی اور واپس جنت میں پہنچایا۔ آپ کی اور میری بخشش کا بہانہ میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم فرمایا۔ کشتی تیار ہو گئی پانی کا طوفان آ گیا وہ کشتی ہچکولے کھانے لگی۔ اس میں جو سوار تھے انہوں نے سوچا کہ باقی تو ڈوب کر ہلاک ہو گئے ہماری بھی کشتی ڈوبنے کو ہے۔ ہم بھی ڈوب جانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ آپ کا وعدہ تھا کہ میں اور جو میرے ساتھ کشتی میں سوار ہوں گے وہ بچ جائیں گے لیکن کشتی اتنے ہچکولے کھا رہی ہے کہ اس کے بچ جانے کی امید بھی نہیں ہے۔ میں اور میرے ساتھ چھیا سی نفوس بھی اس میں سوار ہیں ان سب کا بھی ڈوب جانے کا اندیشہ ہے فرمایا کہ کشتی کی پیشانی پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دو جیسے ہی حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی کی پیشانی پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا تو کشتی کو قرار آ گیا اور وہ بڑے سکون کے

ساتھ تیرنے لگی۔ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ جو چھپاسی نفوس تھے ان میں سے کسی کے بھی اولاد نہ ہوئی صرف حضرت نوح علیہ السلام کے ہی اولاد ہوئی جس سے سارے بنی نوع انسان پیدا ہوئے۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام کشتی کی پیشانی پر نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ لکھتے تو کشتی والے بھی نہ بچتے اور نہ ہی ہم پیدا ہوتے۔ اگر کشتی والے بچے ہیں تو وہ نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہی بچے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو شوکت، عظمت اور حکومت کہاں سے ملتی ہے وہ توقید میں تھے انہوں نے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بادشاہ بنا دیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام بہت سخت بیمار ہو گئے یہاں تک کہ ان کی ازواج بھی ان کے پاس آنے سے کتراتیں تھیں۔ آپ کی سو بیویاں تھیں۔ سب فوت ہو گئیں صرف ایک باقی بچی تھی۔ آپ کے جسم میں کیڑے پڑ گئے تھے سارا جسم زخمی ہو گیا تھا اور انکے جسم سے اتنی بدبو آتی تھی کہ کوئی بھی ان کے پاس نہیں آتا تھا ان کے مال مویشی بھی آپ سے دور چلے گئے تھے۔ انہوں نے بھی عرض کی کہ یا اللہ نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مجھے شفا عطا فرما دے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا دے دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضا ملا تو وہ نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہی ملا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو جو دم ملا تھا جس سے وہ مردوں کو زندہ کر دیتے تھے وہ بھی میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہی ملا۔ حضرت عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت میں ہے۔

اگر نام محمد رانیا وردے شفیع آدم  
 نہ آم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نچینا  
 نہ ایوب از بلا راحت نہ یوسف حشمت وجاہت  
 نہ عیسیٰ آں مسیحا دم نہ موسیٰ آں ید بیضا

حضرات کام بنانے والی چیز نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔  
 آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ کو یہ چیز حاصل ہے اور آپ اس کی قدر کرتے ہیں۔  
 ایک کافر تھا ضعیف عمر تھا جو مرنے کے قریب ہوا تو اسے خیال آیا کہ میں مسلمان  
 ہو جاؤں اس نے اپنے بیٹوں یا عزیزوں سے کہا کہ میری چار پائی اٹھا کر نبی پاک  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر لے چلو۔ جب وہاں پہنچا تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔  
 نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے کلمہ شریف پڑھا دیا وہ اس کے فوری بعد ہی  
 مر گیا۔ اس نے صرف یہی کہا کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اور فوت ہو  
 گیا۔ ساری زندگی کفر میں گزار دی۔ مسلمان ہوا تو کوئی عمل کرنے سے پہلے مر  
 گیا۔ کوئی نماز نہیں پڑھی کوئی روزہ نہیں رکھا کوئی حج زکوٰۃ قربانی صدقہ  
 خیرات وغیرہ نہیں کیا اس کے فوت ہو جانے کے بعد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام نے فرمایا کہ اگر کسی نے جنتی کو دیکھنا ہو تو اس کو دیکھ لو۔ اس کی ساری  
 زندگی اس کا سارا نامہ اعمال ساری اوقات صرف یہ ہے کہ اس کی زبان سے نکل گیا  
 مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وہ جنتی ہے اگر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی زبان سے نہ بھی  
 نکلتا صرف مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ہوتا تو وہ پھر بھی جنتی ہے کیونکہ کام آنے



والی چیز کام بنانے والی چیز نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

ایک شعر ہے ناکہ

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا

بگڑے بھی تو بنا دیتا ہے نام محمد ﷺ

دنیا و کائنات میں اگر کسی کی بگڑی بنتی ہے تو وہ نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی بنتی ہے اور کوئی ذریعہ ہی نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ ایک شخص جس کی پانچ سو سال عمر تھی وہ بہت ظالم قسم کا بندہ تھا۔ اسے نہ اپنے کا لحاظ نہ پرانے کا خیال۔ ظلم ہی اس کا شیوہ تھا۔ وہ مر گیا تو لوگوں کو بہت غصہ کہ ہم پر ظلم کرتا تھا ہر شخص اس سے ناراض اور ہر کسی کو اس کے خلاف شکایت۔ لوگوں نے کہا کہ اسے دفن ہی نہیں کرنا ہے اس کی ٹانگ میں رسی باندھ کر اسے گلیوں میں گھسیٹے ہوئے لے جا کر باہر روڑی پر پھینک دینا ہے کہ اس کو کتے کھا جائیں، پرندے نوچ لیں تاکہ یہ عبرت کا نشان بن جائے کہ ظالم کا یہ انجام ہوتا ہے لوگوں نے ایسے ہی کر دیا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی آئی کہ اے موسیٰ علیہ السلام میرا بخشا ہوا بندہ روڑی پر پڑا ہوا ہے اس کو اٹھاؤ غسل دو کفن دو۔ اس کا جنازہ پڑھاؤ۔ جو اس کا جنازہ پڑھے گا اس کی بھی بخشش ہو جائے گی۔ اس کو دفن کرو۔ چونکہ بحکم الہی تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے اٹھایا غسل دیا کفن دیا۔ اور لوگوں سے کہا کہ جو اس کا جنازہ پڑھے گا اس کی بھی بخشش ہو جائے گی۔ جنازے میں کثیر تعداد نے شرکت کی۔ پھر اسے دفن کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ کس طرح سے بخش دیا گیا یہ تو بہت ظالم اور گنہگار تھا۔ فرمایا کہ

ہاں اے موسیٰ یہ تیری شریعت کے مطابق ظالم تھا اور اسی سلوک کے قابل تھا جو لوگوں نے اس کے ساتھ کیا ہے لیکن مجھے ایک لحاظ ہے کہ ایک روز اس نے توریت کھولی اس میں نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا اس نے اس نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دے دیا۔ اس وجہ سے میں نے اس کو بخش دیا ہے۔

تعظیم جس نے بھی کی محمد کے نام کی

اللہ نے اس پر آتش دوزخ حرام کی

آپ کو بھی اگر کہیں نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا مل جائے تو آپ بھی اس کو بوسہ دے دیں اور درود شریف بھی پڑھ دیں تو جس طرح سے اس یہودی کا بیڑہ پار ہوا ہے اسی طرح سے آپ کا بھی ہو جائے گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی شخص جس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اور وہ اس کا نام محمد رکھے یا احمد رکھے جو نبی یہ نام رکھا جائے گا دونوں باپ اور بیٹا بخش دیئے جائیں گے۔ لیکن ہم نام رکھتے ہیں، قیصر۔ پرویز مشرف کا دوسرا نام کیا تھا یہ پرویز تھا اور آپ کیا جانتے ہیں کہ پرویز کون تھا۔ یہ ایران کا بادشاہ تھا جس نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خط مبارک پھاڑ دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفیر واپس گیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایران کے بادشاہ نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک پھاڑ دیا تھا۔ فرمایا کہ گھبراؤ نہیں اس نے میرے خط کے جتنے ٹکڑے کئے تھے اتنے ہی ٹکڑے اس کے جسم کے ہوں گے۔ چند روز بعد اس کے بیٹے نے ہی اسے قتل کر دیا اور اس کے جسم کے اتنے ہی ٹکڑے ہوئے تھے۔ کہ جتنے اس نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خط کے کئے

تھے۔ اگر تم اس کی نسبت سے نام پرویز رکھو گے تو پھر حشر بھی اسی جیسا ہوگا۔ لیکن اگر بیٹا پیدا ہو تو اس کا نام۔ نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے محمد احمد رکھ لو گے تو یہ نام رکھنے والا باپ اور بیٹا دونوں بخش دیئے جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر کسی گھر میں محمد نامی اور احمد نامی بندہ رہتا ہے تو فرشتے اس گھر کا طواف کرتے رہتے ہیں اور پہرہ دیتے ہیں۔ حشر کے دن یہ منادی کرائی جائے گی اور تمام نبی نوع انسان سنیں گے کہ تم میں سے جس کا نام محمد یا احمد ہے وہ ابھی سے ہی جنت میں چلا جائے ان کا حساب کتاب نہیں ہوگا یا اللہ ایسا کیوں ہے فرمایا کہ میں نے تو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت دیکھنی ہے مجھے ان کے گناہوں سے کوئی غرض نہیں ہے مجھے یہ گوارا نہیں ہے کہ کوئی یہ کہے کہ اس نے محمد یا احمد نامی بندے کو جہنم میں دیکھا ہے۔ حضرات آپ بھی اپنے بچوں کے نام محمد یا احمد رکھ لیا کریں۔ اگر ہو سکے تو اب بھی اپنے بچوں نام تبدیل کر کے محمد یا احمد رکھ لیں یہ بخشش کا بہانہ ہے جس نے بھی اپنے بچے کا نام محمد احمد رکھا اس کا بیڑہ پار ہے۔ پاکستان کی فصلیں باغ باغیچے سبز لہلہاتے کھیت ساری بہاریں کس وجہ سے ہیں یہ دریائے سندھ اور اس کے معاون دریاؤں کی وجہ سے ہیں۔ یہ سندھ طاس کہلاتا ہے طاس اس علاقے کو کہتے ہیں جس میں دریا بہتے ہوں۔ پنجاب سندھ اور سرحد کا بھی کچھ حصہ اور بلوچستان کا غیر آباد علاقہ ایسا علاقہ ہے کہ جس کو دریائے سندھ سیراب کرتا ہے۔ اگر خدا نخواستہ دریائے سندھ خشک ہو جائے تو سارا پاکستان ہی سوکھ سڑ جائے گا بنجر ہو جائے گا یہ سارا سبزہ، اناج، مویشی، دودھ سب دریائے سندھ کی وجہ سے

ہے یہ تو ایک مثال دی ہے ورنہ جنت کی تمام بہاریں کوثر کی وجہ سے ہیں وہ بھی ایک دریا ہے جو جنت میں بہتا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج شریف پر تشریف لے گئے تو جنت کا معائنہ فرمایا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اے جبرائیل علیہ السلام یہ کوثر کہاں سے نکلتی ہے اس کا منبع کا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے صرف اتنا علم ہے کہ ایک کمرے سے ایک فوارہ سا نکلتا ہے اس سے کوثر بنتی ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ دریاۓ سندھ کا منبع کہاں ہے۔ یہ کشمیر کی پہاڑیوں میں سے نکلتا ہے بلکہ پہاڑوں کے اوپر اوپر سے نیپال کی طرف سے آنے والا دریا اس کا منبع ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اس کمرے میں کیا ہے کہ جہاں سے فوارہ نکلتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمرہ بند ہے اسے تالا لگا ہوا ہے میں نے اس کو کھولا نہیں ہے اور نہ ہی میں نے کبھی یہ دیکھا سوچا ہے کہ یہ فوارہ کہاں سے نکل رہا ہے۔ آپ کے ذہن میں بھی یہ آ رہا ہوگا کہ شاید کمرے میں کوئی ٹیوب ویل یا ٹربائین وغیرہ کام کر رہی ہوگی شاید کوئی چشمہ ہو یا کاریز ہو جو پانی دے رہی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھول دیا تو دیکھا کہ اس کے سامنے والی دیوار پر لفظ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ہے۔ عربی میں جو میم لکھی جاتی ہے اس میں خلاء یعنی سوراخ ہوتا ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وسلم کی میم میں سے کوثر نکل رہی ہے۔ جو کوئی کوثر کا پانی پی لے گا پھر اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ یہ



کوثر کی عظمت ہے لیکن دیکھو کہ یہ کہاں سے نکلتی ہے اس کا منبع کیا ہے یہ لفظ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم کی میم سے نکل رہی ہے۔ جنت کی ساری پھل پھلواڑی درخت ہریالی تمام بہاریں اس کوثر کے پانی کی وجہ سے ہیں اور وہ پانی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم کی میم سے نکل رہا ہے۔ گنہگاروں کی جو بخشش ہونی ہے وہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہوگی۔ ہم گنہگار ہیں ہم سے گناہ ہوتے ہیں لیکن جو بھی آپ گناہ کر لیں اللہ تعالیٰ معافی دے یہ گناہ کرنے کا کوئی لائنس نہیں ہے اللہ تعالیٰ نام نامی اسم گرامی مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں معاف فرما دیتا ہے گناہوں کی معافی کا اور کوئی وسیلہ نہیں ہے۔ اگر کوئی وسیلہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو قبول ہے تو وہ یہ ہے کہ تو کہہ دے یا اللہ بحرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بخش دے تو اسی لمحہ بخشش ہو جاتی ہے۔ حضرت عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر ہمیشہ یاد رکھو کہ ۔

اگر نام محمد رانیا وردے شفیع آدم

نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نچینا

کوئی نہ چٹنا نہ حضرت آدم علیہ السلام ہوتے نہ ہی حضرت نوح علیہ السلام ہوتے۔ نہ ہی ان کی اولاد ہوتی۔ نہ ہی آنے والی ہستیاں ہوتیں۔ نہ ہم ہوتے۔ یہ سب نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے۔ جس ہستی کے نام میں اتنی عظمت ہے اس کی ذات میں کتنی عظمت ہوگی۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب برآستانہ عالیہ نقشبندیہ 10-07-23

## میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی مناؤ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ  
الْعَلَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى الْكَوَاعِبِ يَا صَحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

احباب ذی وقار اور حضرت ڈاکٹر صاحب قبلہ دامت برکاتہ العالیہ! قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے کہ اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نعمت ملے کوئی خوشی ملے تو کیا کرنا ہے۔ جب ہم قرآن و سنت کا مطالعہ کرتے ہیں اس کی آیات کو پڑھ کر دیکھتے ہیں تو قرآن مجید میں ہمیں ایک ضابطہ حیات ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر کوئی نعمت عطا کرے تو اس نعمت کو بھول نہیں جانا چاہئے بلکہ یاد رکھنا ہے اور اگر احسان کرے اپنا فضل عطا کرے تو قرآن مجید فرماتا ہے کہ اس کا شکر یہ ادا کرنا ہے اور خوشی کا بھی اظہار کرنا ہے۔ یہ ایک ضابطہ حیات ہے قانون ہے۔ جو قرآن مجید بیان فرماتا ہے آج اسی پر ہی ساری بات ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کافی سارے مقامات پر اس بات کو بڑے ہی فصیح و بلیغ انداز سے واضح کیا ہے کہ جب تمہیں کوئی نعمت ملے تو اس نعمت کو بھول نہیں جانا ہے بلکہ اسے یاد رکھنا ہے بنی اسرائیل کے واقعہ کو جو ہم دیکھتے ہیں کہ فرعون بنی اسرائیل پر مسلط ہے اور بنی اسرائیل کو طرح طرح کے مظالم کے اندر مبتلا کئے ہوئے ہے۔ اور طرح طرح کی تکالیف قوم بنی اسرائیل کو دے رہا ہے۔ ان کے

مردوں کو اپنا غلام بنالیتا ہے اور ان کی عورتوں کو اپنی لونڈیاں اور نوکرانیاں بنالیتا ہے۔ جو لوگ خوابوں کی تعبیر بتانے والے تھے اور اس کے وزیر تھے ان کی طرف سے اسے پتہ چلا کہ اے فرعون تیری سلطنت میں ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے جو تیری بادشاہت کے زوال کا باعث بنے گا۔ فرعون نے حکم دیا کہ آج کے بعد جو بھی بچہ پیدا ہو اس بچے کو قتل کر دیا جائے۔ اب ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بچے قتل ہوئے کئی ماؤں کی گودیں اجڑتی رہیں کئی بہنوں کے پیار چھنتے رہے کئی بیٹیوں کا سہاگ لنتا رہا۔ لیکن جو بات خالق کائنات کو منظور ہوتی ہے وہ ہو کے رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر لیا تھا اور فیصلہ یہ تھا کہ خالق کائنات نے بنی اسرائیل میں اپنا پیارا محبوب پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ تشریف لے آئے یہ ایک طویل واقعہ ہے لیکن مختصر کر کے بیان کروں گا کہ جب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لے آئے آپ کی والدہ ماجدہ جن کا نام یوحانس ہے ان کو بھی خطرہ لاحق ہوا کہ میرے اس بیٹے کو بھی قتل کر دیا جائے گا والدہ کا دل بڑا نازک ہوتا ہے ان کو ایک سوچ آئی فکر آئی تو اپنی بیٹی کو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن تھی فرمایا کہ اے میری بیٹی ایک صندوق لے آؤ اس صندوق میں میرے اس لعل کو بند کر کے دریا کی لہروں کے حوالے کر دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بڑے جلالی پیغمبر تھے وہ ایک صندوق کے اندر لٹا دیئے گئے اور آپ کی ہمشیرہ نے وہ صندوق دریا میں بہا دیا وہ بہن تھی اسے بھائی سے محبت تھی پیار تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے حسن و جمال کے مالک تھے۔ آپ صندوق میں بند ہیں اور وہ صندوق دریا میں بہتا ہوا جا رہا ہے اور آپ کی بہن بھی دریا کے کنارے کنارے اس صندوق کے ساتھ چل رہی ہے اس

دریا سے ایک نہر نکل کر فرعون کے محل کی طرف جاتی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صندوق اسی نہر میں چلا گیا۔ فرعون اور اس کی بیوی آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والی تھی اور فطرت پر ایمان رکھتی تھی وہ سیر کر رہی تھی اس نے جب صندوق کو دیکھا تو فرعون سے کہا کہ صندوق بڑا پیارا ہے اس کو پکڑ لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس کے اندر کیا ہے۔ جب صندوق پکڑا اور اسے کھولا تو حیران ہوئے کہ ایک نہایت حسین و جمیل نومولود بچہ اس میں لیٹا ہوا ہے، اس بچے کو اٹھایا اور اس کا نام موسیٰ رکھ دیا۔ موسیٰ کا معنی ہے پانی سے نکالا ہوا۔ اس بچے کو اپنے محل میں لے آئے اور حضرت آسیہ فرعون سے کہتی ہیں کہ ہمارا کوئی بچہ نہیں ہے ہم اس کو ہی پال لیتے ہیں۔ یہ ہمارے گھر کی رونق بنے گا جو ان ہو کر ہمارا سہارا بنے گا۔ تیری بادشاہت کا وارث بنے گا۔ فرعون نے یہ بات مان لی اب مسئلہ یہ ہوا کہ اس بچے کو دودھ کون پلائے۔ یہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ السلام کا میلاد بیان فرما رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے میلاد کو بیان کر رہا ہے۔ بچے کو دودھ پلانے کے لئے بڑی بڑی نامور خواتین کو بلایا گیا۔ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی چھاتی سے لگایا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر عورت کا دودھ پینے سے انکار کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر شریف ابھی چند روز ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے اس نبی علیہ السلام کا کمال دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام کا علم دیکھئے کہ وہ کسی بھی عورت کا دودھ نہیں پی رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ (القصص ۱۲) ”اور ہم نے پہلے ہی سب دائیاں اس پر حرام کر دی تھیں“۔ فرمایا کہ اے موسیٰ جب تک تیری حقیقی ماں نہ آئے اپنی ماں کے علاوہ دوسری عورتوں کا دودھ تم پر حرام کر دیا



گیا ہے۔ آپ نے صرف اپنی ماں کا ہی دودھ پینا ہے کسی غیر عورت کا دودھ نہیں پینا ہے۔ وہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے آج لوگ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چند دن کی عمر میں یہ علم ہے کہ اپنا کون ہے اور بیگانہ کون ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آج کا معترض مولوی اگر چند دن کی عمر میں ہوتا تو اگر اس کے منہ میں ایک کتیا کا پستان بھی دے دیا جاتا وہ اسے ہی چوستا رہتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی غیر عورت کے پستان کو منہ نہیں لگایا۔ پھر آخر آپ کی والدہ ماجدہ یوحانس کو بلایا گیا۔ وہ تشریف لے آئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی چھاتی سے لگایا تو آپ نے دودھ پینا شروع کر دیا۔ آپ اپنی والدہ ماجدہ کا ہی دودھ پی کر پلے اور جب دودھ پینے کی عمر سے بڑھ گئے تو روایات میں آتا ہے کہ فرعون نے سونے سے لدے ہوئے خچر حضرت یوحانس کے گھر بھجوائے کہ آپ نے ہمارے بیٹے کو دودھ پلا کر جوان کیا ہے۔ اس کو پالا ہے۔ فرعون کو یہ علم نہیں تھا کہ دراصل حضرت یوحانس نے اپنا ہی بیٹا پالا ہے اس طرح سے حضرت موسیٰ علیہ السلام جوان ہوئے۔ فرعون بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کروا دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل میں بھیج کر بنی اسرائیل پر انعام فرمایا اور بنی اسرائیل کو حکم فرمایا کہ میری اس نعمت کو بھولنا نہیں ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔ یٰبَنِی إِسْرَآئِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاِنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَی الْاٰلَمِیْنَ (۴)

”اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ اس سارے زمانے پر تمہیں بڑائی دی“ اے بنی اسرائیل میں نے تم پر جو نعمت بھیجی ہے اس کو

یاد رکھنا اور اس کو بھول نہیں جانا وہ نعمت کون سی ہے۔ فرمایا: **وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ**  
**إِذْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الذِّكْرُ وَإِذْ أَنْجَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ**  
**الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ**  
**عَظِيمٌ** (ہریم-۶) ”اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا یاد  
 کرو اپنے اوپر اللہ کا احسان جب اس نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی جو تم  
 کو بری مار دیتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیاں زندہ  
 رکھتے اور اس میں تمہارے رب کا بڑا فضل ہوا“۔ فرمایا کہ اللہ کی نعمت یہ ہے کہ تم  
 فرعون کے شکنجے میں پھنس چکے تھے اللہ تعالیٰ نے تمہیں فرعون سے نجات عطا فرمائی  
 وہ تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتا تھا اور بیٹوں کو قتل کر دیا کرتا تھا۔ ہم نے اپنے  
 پیارے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو بھیج کر بنی اسرائیل کے بیٹوں کو زندگی  
 عطا کی ہے۔ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیج کر بنی اسرائیل کی بیٹیوں کو  
 عزت عطا کی ہے، پوری قوم بنی اسرائیل کو عزت عطا فرمائی ہے۔ حضرت موسیٰ  
 علیہ السلام کے ذریعہ سے بنی اسرائیل کی ایک قوم کو زندگی عطا ہوئی ہے اور حضور  
 نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تشریف لائے تو پوری کائنات کو زندگی عطا ہوئی  
 ہے اور عزت بھی ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ **وَإِذْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ**  
**الذِّكْرُ وَإِذْ أَنْجَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ**  
**أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ**  
 (ال عمران ۱۰۳) ”اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم میں پیر تھا اس نے  
 تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔“  
 حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان نبوت سے قبل آپس میں لڑتے تھے۔

بھائی بھائی کا دشمن بن چکا تھا۔ عرب کی تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھو کہ اگر ایک معمولی بات پر لڑائی شروع ہو جایا کرتی تھی تو کئی کئی سالوں تک اس لڑائی کا سلسلہ جاری رہتا تھا نسلیں ختم ہو جاتی تھیں جو انیاں لٹ جاتی تھیں خون کی ندیاں بہہ جاتی تھیں۔ قرآن فرماتا ہے کہ ذرا میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تمہارے درمیان بھیجی ہے۔ اِذْ كُنْتُمْ اَعْتَمِلُكُمُ دُوسرے کے دشمن بن چکے تھے ایک دوسرے کا خون پی رہے تھے، فَالْفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت بھیج کر تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دی، فَاصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ اِخْوَانًا یہ نعمت آئی ہے تو تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے ہو۔ تمہاری دشمنیاں محبتوں میں تبدیل ہو گئی ہیں تمہاری عداوتیں مروتوں میں تبدیل ہو گئی ہیں۔ یہ ایسا کیوں ہوا صرف اس لئے کہ ہم نے اپنی نعمت تم میں بھیج دی ہے۔ ہم نے اپنا محبوب بھیج دیا ہے۔ بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیج کر تمہارے بیٹوں کو زندگی عطا کی ہے میری اس نعمت کو بھولنا نہیں ہے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت کو حکم فرمایا کہ تم ایک دوسرے کے دشمن بن چکے تھے میں نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیج کر تم سب میں بھائی چارہ پیدا کر دیا ہے۔ عرب کے بدو جو ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہیں سکتے تھے اب وہ ایک دوسرے کے گلے ملتے تھے۔ ایک آتا تھا تو دوسرا اس کی تعظیم میں اٹھ کھڑا ہو جایا کرتا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت پچیس لاکھ مربع میل پر محیط تھی اور جب دعا کیا کرتے تو اس میں عرض کرتے۔ اَللّٰهُمَّ رَزُقْنِيْ شَہَادَةً فِیْ سَبِيْلِكَ وَجْعَلْ مَوْتِيْ فِیْ بَلَدٍ حَبِيْبِكَ یا اللہ مجھے شہادت کی موت عطا فرما اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہر میں میری موت واقع کرنا۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہوتے تھے اور اگر

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوتے تو آپ ان کے استقبال میں کھڑے ہو جاتے اور لوگوں سے فرماتے کہ دیکھو ہذا سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ہمارے سردار حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کوئی جش سے آ رہا ہے کوئی روم سے آ رہا ہے کوئی فارس سے آ رہا ہے۔ وہ کہ جن کی نسل ایک جیسی نہیں تھی جن کی قوم ایک جیسی نہیں تھی جن کا زمانہ ایک جیسا نہیں تھا جن کے ملک، علاقے اور زبانیں مختلف تھیں ان کے وطن الگ الگ تھے لیکن جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کی نسبت ہوتی گئی پھر ان میں ایسا رشتہ جڑتا گیا کہ وہ تمام کے تمام محبتوں عقیدتوں کے پیکر بن گئے۔ اس پر خالق کائنات فرما رہا ہے کہ اے لوگو تم اس نعمت کو یاد رکھو تم اس نعمت کو بھول نہ جانا کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن بن چکے تھے تو میں نے تم میں اپنا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھیج کر تمہیں بھائی بھائی بنا دیا۔ اس سے ہمیں قرآن مجید کا پہلا ضابطہ سمجھ آیا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی نعمت عطا کرے تو اس کو بھول نہیں جانا ہے بلکہ اس نعمت کو یاد رکھنا ہے جب کوئی نعمت یاد رہتی ہے تو بندہ اس کو بیان بھی کرتا ہے وہ ضرور زبان پر آتی ہے مثال کے طور سے ہمارا ایک دوست ہے اس کے گھر بیٹا پیدا ہوا ہے بیٹا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جن کی اولاد نہیں ہے یا اللہ تعالیٰ نے جن کو بیٹے عطا نہیں فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اولاد دینے سے نوازے اولاد صالحہ کی نعمت سے نوازے۔ جس کے گھر میں اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا ہے وہ پیرومرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کو بتائیں گے کہ جی اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیٹا عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو نعمت عطا فرمائی تو یہ اس نعمت کو بیان کر رہے ہیں اس کا چرچا کر رہے ہیں۔ یہ چرچا کیوں کر رہے ہیں کہ خالق کائنات نے حکم فرمایا ہے کہ جب تمہیں میری نعمت مل جائے میرا فضل اور احسان مل جائے تو اسے چھپا کر نہ رکھیں بلکہ اس کا



چرچا کریں فرمایا وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (۱۱) ”اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو“۔ میری نعمت کا چرچا کرو۔ اس کو بیان کرو۔ اشرف علی تھانوی نے اپنی خطبات والی کتاب میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق لکھا ہے کہ ہمیں اس بات سے کوئی انکار نہیں ہے ہم اس کو ماننے کے لئے تیار ہیں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ سب سے بڑا فضل محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی ہے اور سب سے بڑی نعمت بھی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات گرامی ہے۔ جب سب سے بڑا فضل اور نعمت پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ ہے تو خالق کائنات فرمایا ہے۔ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ تمہیں میری نعمت مل جائے تو اس کے چرچے کیا کرو اس کو بیان کرو ہمیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک نعمت عظمیٰ ملی ہے ہم ان کا چرچا کرتے ہیں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں عوام کو سناتے ہیں۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سناتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن سناتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لڑکپن سناتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نوعمری اور جوانی کا حال سناتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شباب سناتے ہیں تاکہ دنیا والوں کو پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ نے بے حساب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیسی کیسی شانیں عطا فرمائی ہے۔ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کہ جب تمہیں میری نعمت مل جائے تو اس کے چرچے کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ جن پر اپنی نعمت عطا کرتا ہے وہ نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک احسان ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُولًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (ال عمران ۱۶۴) ”بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔“ میں نے مومنوں پر بہت بڑا احسان فرمایا کہ ان کو لاتعداد نعمتیں عطا فرمائیں کہ وہ ان کو شمار بھی نہیں کر سکتے کمپیوٹر بھی اس کو شمار

نہیں کر سکتا۔ اتنی زیادہ ان گنت نعمتیں عطا کر کے پھر فرمایا کہ میں اپنی ان نعمتوں پر احسان نہیں جتلاتا۔ لیکن اے مومنو! میں نے تم پر ایک بہت بڑا احسان کیا ہے کہ تمہیں تم ہی سے ایک رسول اپنا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا کر دیا ہے قرآن میں سے پہلا ضابطہ یہ ملا کہ اگر اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا کرے تو اس نعمت کو بھولنا نہیں ہے بلکہ اسے یاد رکھنا ہے اور قرآن میں سے دوسرا ضابطہ یہ سمجھ آیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا کرے تو اس کا چرچا کرنا ہے۔ اس ضابطہ کو سامنے رکھ کر ہم اپنے پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد شریف مناتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے تذکرے کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان بیان کرتے ہیں۔ **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** (تلاش کر ۴) ”اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔“ جس کے ذکر کو اللہ تعالیٰ بلند کر رہا ہے ہم اس ذکر کے تذکرے کرتے ہیں تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ خالق کائنات نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کو کس طرح بلند کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو کتنا بلند کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو کیسے بلند کیا ہے۔ اب ایک تیسرا ضابطہ قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے کہ جب تمہیں میرا فضل ملے میری نعمت ملے تو اس پر خوشی کا اظہار کیا کرو، **قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ** (یونس ۵۸) ”تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ ان سب دھن دولت سے بہتر ہے۔“ فرمایا کہ جب تمہیں اللہ تعالیٰ کا فضل ملے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ملے تو فلیفرحوا اللہ تعالیٰ حکم فرما رہا ہے کہ پھر تم اس کی خوشی کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا فضل اس کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ہے اور سب سے بڑی رحمت بھی

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء ۱۰۷) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کیلئے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام جہانوں کیلئے رحمت ہے تو جو اس فضل اور رحمت کے ملنے پر خوشی کا اظہار کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کر رہا ہے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کر رہا ہے وہ کوئی بدعت یا شرک نہیں کر رہا ہے۔ بارہ ربیع الاول کو جھنڈے لہراتے ہوئے نعرے لگا کر جلوس نکالے جاتے ہیں یہ خوشی کا اظہار ہوتا ہے یہ کسی میت کا سوگ نہیں منایا جاتا۔ آہ وزاری رونا پیٹنا نہیں ہوتا بلکہ یہ تو محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کی خوشی منائی جاتی ہے نعرے لگائے جاتے ہیں آمد مصطفیٰ مرحبا مرحبا۔ یہ وہ کام ہے جو مدینہ منورہ کے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم نے کیا تھا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لے گئے تھے تو مدینہ والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کس طرح سے کیا تھا۔ بچیاں چھتوں پر چڑھ گئیں وہ پھولوں کی پیتیاں نچھاور کر رہی تھیں۔ اور طلوع البدر علیہ کے ترانے پڑھ رہی تھیں۔ کچھ ایسے بھی لوگ تھے جن کے گھر نہیں تھے جن کی چھتیں نہیں تھیں وہ غلام تھے وہ باہر مدینہ منورہ کی گلیوں میں نکل آئے ہاتھوں میں دو دو نیزے پکڑے ہوتے تھے۔ ایک نیزہ دوسرے پر مارتے تھے یوں خوشی کا اظہار کرتے ہوئے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری کے آگے آگے چل رہے تھے۔ وہ نعرے لگا رہے تھے قَدْ جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ، قَدْ جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مدارج النبوت میں لکھا ہے کہ وہ قَدْ جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ، قَدْ جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ لگا رہے تھے۔ مومنو خوشیاں مناؤ کملی والا آگیا۔ اس نعرہ کا مطلب یہی تھا کہ اے مومنو خوشیاں مناؤ کملی والا آگیا وہ خوشی

کا اظہار کیوں کر رہے تھے اور اس بات پر خوش کیوں ہو رہے تھے اور آئندہ آنے والے لوگوں کو یہ انداز کیوں سکھا رہے تھے وہ سمجھا رہے تھے کہ ہمارا یہ کام تمہارے لئے مشعل راہ ہے۔ جو کام ہم کر رہے ہیں آپ بھی اس طرح سے ہی یہ کام کرتے رہنا۔ اگر اسی طرح کام کرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل ہو جائے گا اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری ہو جائے گی۔ قرآن سے یہ تیسرا ضابطہ کیا سمجھ آیا۔ یہ تیسرا قانون کیا سمجھ آیا کہ جب اللہ تعالیٰ کا فضل ملے اس کی رحمت ملے تو اس پر خوشی کا اظہار کرنا ہے کہ سب سے بڑا فضل اور رحمت مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی ہے اس لئے ہم محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد پر خوشیاں منا رہے ہیں اور خرچہ کر رہے ہیں جو خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کرنا اس سے بہتر ہے کہ جو تم جمع کر کے رکھتے ہو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا تھا کہ مَنْ اَنْتَ يَا رَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا تعارف بیان فرمائیں۔ ترمذی میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی مقامات پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم عرض کرتے تھے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَرَسُولُ اللہ جلتا ہے یا اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں۔ کیا صحابہ کرام اپنی زندگی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نہیں گزار رہے تھے کیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جانتے تھے۔ بچپن، جوانی، سفر، حضر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ شریف بھی پڑھا ہے۔ آپ کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مان رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور غلام بن چکے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم یہ سب کچھ جانتے تھے پھر جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پوچھتے ہیں کہ مَنْ اَنَا



میں کون ہوں تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بتا دیتے کہ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ لیکن نہیں بتایا بلکہ عرض کرتے تھے کہ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَرَسُوْلُهُ اللّٰهُ جانتا ہے یا اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کیا بنا کر بھیجا ہے فرمایا کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔ اَنَا دَعَوْتُ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ وَبَشَارْتُ عِيْسٰى ابْنَ مَرْيَمَ وَرَوِيَّةُ اُمِّي الْتَمِيْ رَاْتُ فِيْ مَنَا مَهْدَا اے میرے پیارے صحابہ میں اپنے جدا مجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا ہوں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب کعبہ شریف کی تعمیر مکمل کر لی تو پھر دعا کی کہ يَا اللّٰهُ تَوَدُّ الْعٰلَمِيْنَ ہے اور تیرا یہ گھر ہَذَا لِلْعٰلَمِيْنَ ہے اب تو ایسا نبی بھیج دے جو رَحْمَةً لِلْعٰلَمِيْنَ ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی رَبَّنَا وَاَبْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰیٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۱۲۹) ”اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیات تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور نختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرما دے۔ بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔ پھر فرمایا: اَنَا بَشَارْتُ عِيْسٰى ابْنَ مَرْيَمَ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں، وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّا تٰی بَعْدَ اسْمٰہٗ اَحْمَدُ (القصف ۶) ”اور اس رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام نامی اسم گرامی احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ فرمایا کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ بشارت ہوں کہ جو وہ اپنی قوم کو خوش خبری سنا گئے کہ اے میری قوم میرے بعد جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آنے والے ہیں ان کا نام نامی اسم گرامی احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔

پھر فرمایا کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کی خواب ہوں وَرُؤْيَةُ أُمِّي الْتِي رَأَتْ فِي مَنَامِہَا سَنَدِ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی ہے اور اسی بات کو اشرف علی تھانوی نے بھی نشر الطین میں بھی نقل کیا ہے۔ شیخ عبدالحق محدیث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف مدارج النبوت میں بھی نقل کیا ہے فرمایا کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کا وہ خواب ہوں جو انہیں نے اپنی نیند کی حالت میں دیکھا۔ خصائص الکبریٰ میں حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس خواب کو نقل کیا ہے کہ حضرت سیدہ آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں خَرَجَ مِنِّي نُورٌ أَضَاءَتْ لِي قُصُورُ الشَّامِ فرمایا کہ میں مکہ مکرمہ میں تھی لیکن جو نور مجھ سے ظاہر ہوا میں نے اس نور کی روشنی میں شام کے محلات جگمگاتے دیکھے۔ یہی وہ نور تھا کہ جس نے پوری کائنات میں روشنی پھیلانا تھی۔ یہ وہ نور تھا کہ جس نے میدان محشر میں روشنی پھیلانا تھا۔ جب یہ نور سیدہ آمنہ طیبہ طاہرہ زاہدہ سے ظاہر ہو رہا تھا تو آپ مکہ مکرمہ میں ہوتے ہوئے شام کے محلات دیکھ رہی تھیں۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ خود اپنا میلاد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو بتا رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد بیان کرنا یہ خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے کیا یہ اپنا میلاد نہیں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرما رہے ہیں کہ اے میرے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم میں اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا بن کر آیا ہوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں میں اپنی امی جان کا خواب ہوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ولادت باسعادت کو خود بیان فرما رہے ہیں۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا تذکرہ اس لئے کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ یا اللہ تیرا شکر ہے کہ جس کے امتی ہونے کی دعائیں تمام انبیاء علیہم السلام کرتے گئے

ہمیں تو نے بن مانگے اپنا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا کر دیا۔ یا اللہ ہمیں اس پر فخر ہے اور اس شکرانے کے طور پر ہم خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں کرتے گئے۔ یا اللہ ہم بھی دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا رکھتے ہیں یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے اپنا فضل رحمت اور احسان بھی ہمیں عطا فرمایا یہ حدیث شریف، احادیث شریف کی کتب میں موجود ہے، لیکن میں نسائی شریف کے الفاظ عرض کر رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء پڑھائی اور اپنے کا شانہ نبوت میں تشریف لے گئے۔ کافی دیر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر مسجد میں تشریف لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مسجد میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم حلقہ بنائے بیٹھے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ اے میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ رات کا کافی حصہ گزر گیا ہے آپ ابھی تک مسجد میں کیوں بیٹھے ہو یہاں بیٹھنے کا کیا مقصد ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کوئی دنیاوی گفتگو نہیں کر رہے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام عطا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف بلایا ہے۔ ہمیں جنت الفردوس عطا کی ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تو ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں دوسری بات کہ اس نے ہمیں اسلام عطا کیا ہے اور تیسری بات کہ اس نے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا کیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کا اس پر شکر ادا کر رہے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ مجھے تم پر کوئی بدگمانی نہیں ہے کہ تم دنیاوی باتوں میں مصروف تھے بلکہ میں اپنے کا شانہ نبوت میں تھا کہ حضرت جبرائیل

علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے جو غلام مسجد میں بیٹھے ہیں ان کا اس طرح بیٹھنے پر آپ صلی اللہ علیہ کا ذکر کرنے پر اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کر رہا ہے۔ رات کا کافی حصہ گزرنے کے باوجود صحابہ کرام مسجد میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ذکر کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر کر رہا تھا اس سے پتہ چلا کہ جو بندہ مسجد میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ یہ سن کر اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ رات کا اتنا وقت گزرنے کے باوجود تم میرا ذکر کر رہے ہو یہ بدعت ہے یہ شرک ہے۔ بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ تم پر فخر کر رہا ہے۔ اس وجہ سے ہم کہتے ہیں

فضل رب العلی اور کیا چاہئے

مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہئے

اللہ تعالیٰ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت، فضل اور احسان ہیں۔ یہ قرآن مجید کے حکم کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطاب حضرت علامہ عزیز جہاں صاحب

برآستانہ عالیہ نقشبندیہ

22-01-11



## متنازعہ مسائل اور

### حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ  
الْعَلَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى الْكَوَاعِبِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! پروفیسر صاحب جانتے ہیں کہ بہت سے مسائل ہر زمانہ میں درپیش  
رہے ہیں اور فی زمانہ تو بہت ہی زیادہ ہو گئے ہیں۔ کیا میلاد منانا چاہئے؟ دوسرے  
فرقے والے کہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے، شرک ہے، ناجائز ہے۔ میلاد کی کوئی حقیقت  
نہیں ہے۔ یا رسول اللہ کہنا بھی جائز نہیں ہے۔ یہ بھی بدعت ہے حرام ہے۔ نبی پاک  
صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مانگو وہی دینے والا ہے اس کے  
علاوہ کوئی نہیں دے سکتا۔ معراج ہوئی ہی نہیں ہے۔ یہ ایک خواب کی کیفیت تھی۔

صلح نامہ حدیبیہ کی شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف نظر آتی تھیں۔ تمام صحابہ کرام ان شرائط کو ماننے کے لئے تیار نظر نہیں آتے تھے۔ ان میں ایسی شرائط تھیں کہ مثال کے طور سے ایک شرط یہ تھی کہ اگر کوئی کافر مسلمان ہو کر آتا ہے تو اسے واپس کر دیا جائے گا۔ اور اگر کوئی مسلمان نعوذ باللہ کفر اختیار کر کے مکہ شریف جاتا ہے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ اس سے بڑی کڑی شرط اور کیا ہو سکتی تھی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو عرض ہی کر دیا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی توہین آمیز شرائط پر صلح کرنے کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی عرض کر دیا کہ ایسی شرائط پر صلح نہیں ہونی چاہئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ شرائط کس نے قبول کی ہیں۔ عرض کیا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبول فرمائی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں علم غیب رکھتے ہیں ان شرائط میں جو حکمت پوشیدہ ہے وہ ان سے متعلق پورا علم جانتے ہیں لہذا جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شرائط قبول ہیں تو پھر یہ بالکل ٹھیک ہیں آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ ایک طرف تو ان کو نبی مانتے ہو اور دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو نہیں مانتے ہو۔ انہی شرائط سے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا (فتح۔ ۱) ”اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں ایک کھلی فتح دے دی۔“ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم نے آج سے تمہیں فتوحات عطا کر دی ہیں۔ یہی شرائط صلح حدیبیہ ہی فتح مکہ کی سبب بن گئی تھیں۔ مذہب اسلام کے پھیلنے کا بھی سبب یہی شرائط ہی بنیاد بنیں۔ ان فتوحات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے اور ان کی عطا سے حضرت سیدنا صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ رہے تھے۔ بظاہر وہ شرائط ایسی تھیں کہ عقل تسلیم ہی نہیں کرتی کہ ان کو مان لیا جائے جو بندہ شکست کھا جائے تو مجبوری سے ان شرائط کو قبول کرے یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل عقیدہ اور علم غیب ہے۔

قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے کہ لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ الْفَائِزُونَ (الحشر ۲۰) ”اہل دوزخ اور اہل جنت برابر نہیں ہیں۔ اہل جنت ہی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔“ پھر آپ کسی جنتی کو ڈھونڈیں اور اس سے پتہ کریں کہ اس کا ان مسائل سے متعلق کیا عمل ہے۔ جو عمل وہ کرتا ہے تو آپ بھی اس کی پیروی میں وہی عمل کر لیں وہ اگر جنتی ہے تو آپ بھی اس کی اقتداء میں جنتی ہوں گے جو عمل وہ نہیں کرتا وہ اعمال آپ بھی چھوڑ دیں۔ سب سے بڑا جنتی کون ہے۔ پروفیسر صاحب آپ سرٹیفکیٹ دیں کہ اس محفل میں کون کون جنتی ہے۔ سرکار یہ تو سارے ہی جنتی ہیں۔ یہ تو آپ کا سرٹیفکیٹ ہے ایسا Certified جنتی کون ہے جس کو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنتی فرمایا ہو یہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جو انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین یکے جنتی ہیں۔ جن دس خوش نصیبوں کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنتی فرما دیا ہے ان عشرہ مبشرہ میں اول نمبر پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے جنتی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنتی نہیں مانتا وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منکر ہے وہ اللہ تعالیٰ کا بھی منکر ہے اور کافر ہے جہنمی ہے۔ آؤ ہم ان کے طریقہ کار ان کے اعمال ان کے عقائد کو دیکھیں کہ وہ ان مسائل سے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے جو بھی عمل کیا ہے۔ وہ جنتیوں والا ہی عمل کیا

ہے۔ وہی اعمال آپ بھی کر لیں۔ جو عمل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہیں کیا وہ آپ بھی نہ کریں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کرو۔ اگر ایسا ہوگا تو آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ٹولے میں شامل ہو جائیں گے۔ آپ بھی ان کی جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کو جس سے مشابہت ہوگی اس کا حشر نشر اس کے ساتھ ہوگا۔ آپ ان جیسی شکل و صورت اپنالو۔ ان جیسے اعمال اپنالو۔ ان جیسا عقیدہ بنالو۔ لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ (الحشر ۲۰)

”اہل دوزخ اور اہل جنت برابر نہیں ہیں۔ اہل جنت ہی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔“ صرف جنتی ہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ اب پہلی بات یہ کہ کیا میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانا جائز ہے؟ میلاد منانا چاہئے کہ نہیں چاہئے اس سے متعلق بڑی بڑی ضخیم کتب موجود ہیں۔ بڑے بڑے مناظرے ہو چکے اور ہو رہے ہیں لیکن ان سب کا نتیجہ صرف لڑائی جھگڑا ہی رہا۔ فیصلہ کوئی نہیں ہوا ہے۔ آپ دیکھیں کہ کیا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میلاد منایا ہے۔ آپ نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا ہے اور سوانح قربان کئے ہیں۔ آپ نے مہر ثبت کر دی ہے کہ صدیقین اور جنتی لوگوں کا کام میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا ہے اگر سبق ملنا ہے تو اسی سے ہی مل جانا ہے۔ آپ نے نہ صرف میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا ہے بلکہ یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ جو کوئی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک درہم بھی خرچ کرے گا اس کا گھر جنت میں میرے گھر کے ساتھ ہوگا۔ آج کے اہل حدیث جو میلاد منانے کو بدعت شرک اور ناجائز بلکہ حرام قرار دیتے ہیں ان کا ہی بڑا مولوی



صدیق حسن بھوپالی یہ فتویٰ دے گیا ہے کہ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی نہ کرے وہ کافر ہے۔ اب دوسرا مسئلہ ہے کہ کیا جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پردہ فرما جائیں تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکارنا جائز ہے کہ نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ حیات میں صحابہ کرام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے بعض تو یہاں تک کہتے ہیں کہ وہ بھی شرک تھا اور خاص طور سے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری وصال فرما جائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر اقدس میں ہوں تو پھر بھی کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا جائز ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی مسئلہ حل کر دیا ہے۔ فرمایا میرا جنازہ پڑھانے کے بعد میری میت کو در اقدس پر لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ اس وصیت پر عمل کرنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم میں نو عشرہ مبشرہ میں سے بھی ہیں اور عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے۔ قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل یہ ظاہر کر رہا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر زمانے میں کہنا جنتیوں کا کام ہے۔ دیوبندی فرقہ کے دو گروپ بنے ہوئے ہیں ایک حیاتی اور ایک مماتی ہیں۔ حیاتی کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر انور میں زندہ ہیں لیکن قبر سے باہر آنے کی قدرت نہیں رکھتے اس لئے مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر کھڑے ہو کر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا جائز ہے۔ قبر انور سے باہر کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لا سکتے۔ لہذا ”یا“ کہنا بھی جائز نہیں کیونکہ ”یا“ ندا ہے اور صرف حاضر کے لئے ہی بولا جاسکتا ہے۔ نبی

پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں حاضر ہیں۔ دیکھتے بھی ہیں سنتے بھی ہیں۔ دوسرا گروہ جو مماتی کہلاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے ہیں۔ اب نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں۔ نہ اپنی قبر سے باہر آ سکتے ہیں نہ ہی کوئی تصرف یا قدرت رکھتے ہیں اس لئے اب انہیں ”یا“ نہیں کہہ سکتے۔ ان کے نظریہ کے مطابق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے ہیں مٹی میں مل گئے ہیں۔ ہم نعوذ باللہ ان کی بات مان بھی لیں تو قرآن مجید تو زندہ ہے قیامت تک کیلئے زندہ ہے وہ تو نعوذ باللہ مر نہیں گیا ہے نہ ہی مٹ گیا ہے۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے **يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ الْمُرْسَلُونَ** (۴۱) ”اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم“ **يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ الْمُرْسَلُونَ** (المائدہ: ۴۷) ”اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم“ **يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ الْمُرْسَلُونَ** (المؤمنون ۵۱) ”اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“۔ ”یا اور یا“ دونوں ندائیں ہیں اور حاضر کے لئے بولے جاتے ہیں۔ قرآن مجید تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو **يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ الْمُرْسَلُونَ** رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر مخاطب ہو رہا ہے۔ اب جو حیات ہیں، مماتی ہیں یا دوسرے فرقوں والے ہیں جو ”یا“ اور اُٹھ کے انکاری ہیں بلکہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کو شرک قرار دیتے ہیں وہ بتائیں کہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے وہ سورۃ مائدہ یا سورۃ المؤمنون میں جہاں **يَا أَيُّهَا** کا لفظ آتا ہے وہ اس کی بھی تلاوت کرتے ہیں یا اس تلاوت کو حذف کر جاتے ہیں اگر وہ تلاوت کرتے ہیں تو اپنے عقیدہ کی نفی کرتے ہیں اور اگر نہیں کرتے ہیں تو قرآن مجید میں تحریف کرتے ہیں اور قرآن مجید میں تحریف کرنا اس میں رد و بدل کرنا اس کے کسی ایک زبر، زیر، شد، مد میں انحراف کرنا قرآن مجید کا انکار ہے اور قرآن مجید کا انکار کفر ہے۔ ان کو اعتراض تو صرف یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہنے

پر ہے۔ ورنہ یَا یُّهَا النَّبِیُّ یَا یُّهَا الْمُذَنَّبُ، یَا یُّهَا الْمُزْمَلُ لیسین اور بے شمار جگہ پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حرف ندا یَا یُّهَا سے اللہ تعالیٰ نے مخاطب فرمایا ہے اور اسی طرح سے ہی وہ حروف ندائیہ تلاوت کئے جاتے ہیں اور کئے جاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ عقل و شعور عطا فرمائے۔ تیسری بات یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا شرک ہے۔ کیا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر کی جگہ اللہ تعالیٰ سے مانگی ہے۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ پڑھانے کے بعد مجھے در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لے جانا تو کیا در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جانا صدیقین کا عمل ہے کہ نہیں ہے۔ پھر لوگ کس طرح کہتے ہیں کہ در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جانا شرک ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں کہ میرا جنازہ پڑھا کر مجھے جنت البقیع میں نہ لے جانا بلکہ در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لے جانا۔ اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے۔ برابری کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی اختیار کرنا صدیقین کا کام ہے اور جنتیوں کا کام ہے۔ جب عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے تو تالا بھی کھل گیا کنڈی بھی کھل گئی۔ دروازہ کھل گیا اور اندر سے آواز آئی دوست کو دوست کے پاس آنے دو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست وہی ہے جو در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جا کر سوال کرتا ہے۔ اس لئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در کے سوالی بن جاؤ یہیں سے مانگو پھر بھی ٹھیک ہے اگر مدینہ منورہ در نبی پر حاضر ہو کر مانگو پھر بھی ٹھیک ہے دونوں طرح سے جائز ہے۔ یہ ایک جنتی کا عمل ہے جنتی کا عقیدہ ہے۔ پھر اعتراض ہے کہ معراج نبی نہیں ہوئی کہ یہ ایک

خواب تھا۔ قرآن مجید شاہد ہے احادیث مبارکہ میں ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت والی شان معراج نبی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ معراج ہوئی ہی نہیں۔ معراج ایک چٹکی بجانے سے بھی کم وقت میں ہوئی۔ اتنے وقت میں کوئی بندہ کمرے سے باہر نہیں نکل سکتا۔ لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ کنڈی ہلتی رہی وضو کا پانی چلتا رہا۔ بستر مبارک گرم رہا اور میں لامکان سے ہو کر واپس بھی آ گیا۔ معراج In no time میں ہوئی۔ وقت لگا ہی نہیں۔ قرآن مجید اعلان فرما رہا ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ (بنی اسرائیل۔ ا) ”پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی۔“ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى (بنی اسرائیل۔ ا) ”رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک“ پھر احادیث مبارکہ میں اس سفر مقدس کی پوری تشریح اور تفصیل ملتی ہے۔ لیکن یہ لوگ قرآن مجید کو سن کر پڑھ کر پھر بھی نہیں مانتے۔ تفاسیر میں اس معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال موجود ہے بڑے عربی جاننے والے بھی ہیں لیکن نہیں مانتے۔ اب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل اور عقیدہ دیکھیں۔ جب عمر بن ہشام جو بعد میں ابو جہل بن گیا تھا اس نے جب یہ سنا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ میں رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد اقصیٰ گیا ہوں اور واپس آ گیا ہوں تو عمر بن ہشام نے سوچا کہ اب مسلمانوں کو ورغلا نا بہت آسان ہو گیا ہے کوئی بھی یہ نہیں مانے گا کہ کوئی مکہ مکرمہ سے بیت المقدس جائے اور پھر واپس بھی آ جائے یہ مہینوں کا سفر ہے ایک رات میں کیسے طے ہو گیا۔ سوچا کہ سب سے پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار مخلص و فادار ساتھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی



ورغلا یا جائے ان کو اپنا ہم نوا ہم خیال بنایا جائے تو پھر باقی مسلمان بھی اس واقعہ کے انکاری ہو جائیں گے۔ وہ گیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ رات کے تھوڑے سے حصہ میں معراج کر کے آ گیا ہوں۔ فرمایا کہ نہیں جا سکتا۔ پھر کہا کہ وہ کہتا ہے کہ میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ گیا ہوں فرمایا کہ نہیں جا سکتا۔ دو تین مرتبہ یہ بات دہرائی لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر بار انکار کیا۔ پھر عمر بن ہشام نے کہا کہ یہ بات تیرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہہ رہا ہے۔ فرمایا کہ کیا میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تیرے سامنے کہا ہے۔ ہاں ہاں میرے سامنے کہا ہے۔ فرمایا کہ یہ تو ایک بہت چھوٹی اور معمولی بات ہے میں اس سے بھی کوئی بڑی بات ہو تو میں اسے بھی مانتا ہوں افضل الصدیقین جو کتاب چھپی ہے اس میں بھی درج کیا گیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی تصدیق کرنے سے آج سے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق سے صدیق اکبر بن گئے اور عمر بن ہشام جو ابوالحکمت تھا وہ انکار کرنے سے ابو جہل بن گیا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واقعہ معراج کس کی زبان سے سن کر مانا ہے۔ آپ نے دشمن سے ایک کافر کے منہ سے سن کر مانا ہے آپ نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت والی بات کہیں سے بھی مل جائے اسے قبول کر لو۔ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ ہے۔ پھر جو اعتراض والی بات ہے وہ یہ کہ کیا وسیلہ بھی کوئی چیز ہے۔ وسیلہ ماننا چاہئے کہ نہیں اس کے جواب میں دو مثالیں ہیں ایک تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے اور دوسرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ

والسلام ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ ایک قبرستان سے گزر رہے ہیں۔ فرمایا کہ ان قبرستان والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ دوسرے ہی لمحہ فرمایا کہ ان اہل قبر سے عذاب اٹھالیا گیا ہے۔ ان کو بخش دیا گیا ہے اور یہ سارے جنتی ہو گئے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کس طرح سے جنتی ہو گئے۔ فرمایا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارک کا ایک بال اڑ کر قبرستان میں گر گیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس بال کے صدقہ وسیلہ سے تمام اہل قبور کو بخش دیا ہے یہ تو ان کے ایک بال کی عظمت ہے۔ اگر وہ خود تشریف لے آئیں اور ہماری اس محفل میں آجائیں تو پھر کیا ہوگا کیا ہماری بخشش نہیں ہو جائے گی۔ جہاں بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہوتا ہے آپ وہیں تشریف لے آتے ہیں۔ میں نے ایک محفل میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا۔ اسی محفل میں ایک نابینا شخص بھی بیٹھا تھا۔ مجھے کہنے لگا کہ آپ مدینہ شریف جا رہے ہیں اور ایک ہفتہ کے اندر اندر جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کو کس طرح سے علم ہوا۔ کہنے لگا کہ آپ جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کر رہے تھے تو وہ بھی محفل میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں اس کو مدینہ شریف لے جا رہا ہوں اور کسی خرچہ وغیرہ کے بغیر لے جاؤں گا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو بڑی خوش خبری ہے میں تیار ہوں لیکن خرچہ وغیرہ میں خود کر لوں گا۔ فرمایا کہ نہیں خرچہ وغیرہ کا انتظام ہو گیا ہے۔ ایک بندہ جو آج اس محفل میں بھی بیٹھا ہوا ہے وہ تیسرے روز میرے پاس آ گیا۔ کیا آپ اسے جانتے ہیں جی ہاں وہ رانا علی محمد صاحب ہیں۔ یہ آ گئے میں ان کو جانتا نہیں تھا

کہنے لگے کہ اپنا پاسپورٹ شناختی کارڈ اور No objection سرٹیفکیٹ مجھے دے دیں۔ مدینہ شریف جانا ہے۔ میں نے ان سے نہیں پوچھا کہ آپ کون ہیں آپ کا کیا تعارف ہے کہاں سے آپ آئے ہیں۔ حالانکہ اپنا پاسپورٹ اور شناختی کارڈ بلاوجہ کسی کو دینا جرم ہے۔ یہ بالکل کسی کو شناخت کے بغیر نہ دیں ان کا بہت غیر قانونی استعمال ہو جاتا ہے۔ لیکن مجھے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بشارت کا سہارا تھا میں نے مطلوبہ کاغذات ان کو دے دیئے۔ یہ ویزا لے کر آ گئے اور ہم در صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پہنچ گئے۔ وہاں باد صرصر ایک نہایت ہی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے جس کو بھی لگ جائے وہ نمونیہ کا شکار ہو جاتا ہے۔ دسمبر جنوری کا سرد موسم تھا وہ ہوا چل رہی تھی رانا صاحب تو شکاری بندے تھے لیکن میں کمزور لاغر جسم والا بندہ تھا۔ مجھے تو ویسے بھی سردی بہت زیادہ محسوس ہوتی ہے یہ آپ دیکھ ہی رہے ہوتے ہیں۔ مسجد نبوی تہجد کی آذان سے کھلتی ہے۔ پھر آذان فجر ہوتی ہے اور نماز باجماعت ادا ہوتی ہے یہ کوئی ایک ڈیڑھ گھنٹہ کا وقفہ ہوتا ہے ہم دونوں اس تیز ہوا میں روضہ رسول کے سامنے کھڑے رہے ہمیں ذرا بھی سردی محسوس نہیں ہوئی۔ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کرم ہے۔ ان سے متعلق ہی دوسری بات ہے کہ ایک نابینا آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف رکھتے ہیں فرمایا کہ ہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ عرض کیا کہ میرا ہاتھ ان کی داڑھی مبارک پر لگوا دیں۔ اس نے اپنا ہاتھ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارک کو لگایا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اس داڑھی کا وسیلہ پکڑوں۔ فرمایا کہ ہاں پکڑ لو۔ اس نے عرض کیا کہ یا اللہ اس داڑھی کے صدقے

میری آنکھوں میں روشنی آجائے۔ اسی لمحہ اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے کچھ بھی نہیں مانگا اگر یہ کہتا کہ یا اللہ اس داڑھی کا صدقہ اور وسیلہ ساری دنیا کے اندھے پینا ہو جائیں تو یہ بھی ہو جاتا۔ کیا وسیلہ ہے کہ نہیں۔ آپ بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ پکڑ لیں تمہارے بگڑے کام بھی بن جائیں گے اور تمہارا بیڑہ پار ہو جائے گا۔ جتنے بھی متنازعہ مسائل ہیں سب کا حل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ پھر ایک اور بھی مسئلہ ہے متنازعہ ہے کہ انگوٹھے چومنا شرک ہے۔ نہ جانے کہ یہ مسئلہ کب سے شروع ہوا ہے شرک ہے تو کس پایہ کا شرک ہے۔ اس کی کوئی سند نہیں ہے کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ایک دیوبندی مولوی جو چینوٹ بازار اور کچہری بازار کے مابین جامع مسجد ہے اس کے خطیب تھے غالباً مفتی زین العابدین تھے یا ان کے کوئی شاگرد تھے ان سے ایک شخص نے پوچھا کہ اسم گرامی نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سننے پڑھنے پر اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا کیسا ہے۔ فرمایا کہ قطعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ کسی حدیث شریف میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے وہ حضرت مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ساری بات بتائی۔ مفتی صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے اس عمل کے ثبوت میں چھ احادیث مبارکہ بیان فرمائیں۔ جن میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دیکھو جب میرا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آتا ہے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتا ہے۔ جو کوئی بھی اس طرح عمل کرے گا اس کا گھر

جنت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے ساتھ ہوگا۔ میں نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیتا ہوں۔ آپ اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاؤ تا کہ ہم بھی جنت میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محلہ میں پہنچ جائیں۔ ہمیں کس نے وہاں پہنچایا ہے یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ ہے ان کا عقیدہ ہے ان کا عمل ہے ہم اس کو مانتے ہیں ان کی سنت پر عمل کرتے ہیں تو یہ ہمیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنت میں پڑوسی بنا دیتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کو جس سے بھی محبت ہے وہ اسی کے ساتھ ہوگا۔ تجھے جس سے بھی محبت ہے تیرا حشر نشر اس کے ساتھ ہے۔ اگر وہ جنتی ہے تو پھر تو بھی اس کے ساتھ جنت میں ہوگا۔ آپ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرلو۔ اور بھی ایسے خوش نصیب ہوں گے لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سب کے سردار ہیں کہ جن کو جنت کے آٹھوں دروازوں سے داخل ہونے کی اجازت ہوگی۔ آپ ایک دروازے پر جا کر رک جائیں گے فرشتے سمجھیں گے کہ شاید ان سے کوئی غلطی ہوگئی ہے وہ عرض کریں گے کہ حضرت صاحب آپ جنت میں داخل ہو جائیں۔ آپ فرمائیں گے کہ میرا ایک سوال ہے پہلے اللہ تعالیٰ سے اس کا جواب لے کر آؤ۔ جی آپ کا کیا سوال ہے۔ آپ فرمائیں گے کہ ہر وہ بندہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ میرا نام لیوا ہے میرا مداح خوان ہے میرے گیت گاتا ہے۔ میری منقبت پڑھتا ہے میں اسے اپنے ساتھ لے کر جنت میں جاؤں گا۔ فرشتے آپ کا سوال لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ مجھے قبول ہے وہ جس کو بھی چاہے اپنے ساتھ جنت میں لے جائے۔ کیا آپ جنت میں جانا چاہتے ہیں تو پھر



حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرلو۔ ایک شخص آج رحیم یار خاں سے میری ملاقات کے لئے آیا۔ کہنے لگا کہ میں نے آپ کی لکھی ہوئی کتاب افضل الصدیقین پڑھی ہے تو مجھے آپ کی ملاقات کا شوق پیدا ہوا۔ میں نے کہا اس کو لکھنے والے تو ابھی آئے نہیں ہیں آپ مجھ سے مل لیں۔ کہنے لگا کہ کتاب پڑھ کر ایمان تازہ ہو گیا ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ہو گئی ہے اب انشاء اللہ میرا حشر نشر ان کے ساتھ ہوگا۔ اور میں بھی ان کے ساتھ جنت میں جاؤں گا۔ وہ مجھے ساتھ لے کر جنت میں جائیں گے۔ آپ بھی اس کتاب کو ضرور پڑھیں۔ یہ بڑی مقبولیت والی کتاب ہے یہ نہیں یہاں آستانہ عالیہ سے لکھی گئی ہے یہ جس ہستی کا ذکر ہے۔ یہ اسی کا کمال ہے کہ جب آپ ان کا ذکر کرتے ہیں۔ پڑھتے ہیں۔ سنتے ہیں تو وہ آپ کا بازو پکڑ لیتے ہیں۔ آپ کسی بھی رنگ میں ان سے محبت کر لیں۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ جب پیر صاحب فوت ہو جائیں تو پھر اور کسی کی بیعت نہیں کرنی چاہئے۔ اس پہلی بیعت کو ہی لے کر بیٹھے رہنا ہے۔ سب سے بڑے پیر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیعت فرمایا کرتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری وصال شریف ہوا تو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اور اہل بیت اطہار نے حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی۔ کوئی بھی فرد ایسا نہیں بچ رہا تھا کہ جس نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہ کی ہو۔ یہ بھی مسئلہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی حل فرمایا کہ جب کسی کا پیر و مرشد وصال کر جائے تو وہ دوسرے پیر و مرشد کی بیعت کر سکتا ہے۔ اب سوچیں کہ ہم رب کو رب کیوں مانتے ہیں حضرت سیدنا صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں رب کو اس لئے رب مانتا ہوں کہ وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رب ہے۔ یہ سوال پہلے بھی کیا گیا ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت ہے یا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ فرمایا کہ مجھے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ محبت ہے۔ لوگ آج تک یہ اعتراض کر رہے ہیں کہ مومن کو تو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ مومن کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے لیکن مومن بننے کے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ضروری ہے۔ یہ راستہ، یہ راہبری، یہ طریقہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا ہے، ان کے علاوہ کسی نے یہ نہیں سیکھایا۔ ایمان کے حصول کے لئے محبت کرنا ضروری ہے اور محبت کے لئے ادب ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرنا کس نے سکھایا ہے، ادب کی انتہا ہے کہ سانپ ڈس رہا ہے، زندگی خطرہ میں ہے لیکن ایڑھی کو ہلایا تک نہیں کہہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل نہ آجائے۔ موت قبول کی ہے لیکن ادب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ زہر کے اثر سے پسینہ آ گیا تو قطرہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر گر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے فرمایا کہ کیا رو رہے ہو، عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو نہیں رہا ہوں کسی موذی جانور نے کاٹ لیا ہے جس سے پسینہ آ گیا ہے اور جان کو خطرہ ہے کہ جس طرح سے شاید موت واقع ہو جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایڑھی پر لعاب دہن لگایا تو اسی لمحہ شفا ہو گئی۔ حضرت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس زہر کے اثر سے شدید پیاس محسوس ہوئی۔ اب دیکھیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی کس سے مانگ رہے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگتے ہیں کہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیاس لگ رہی ہے۔ پانی عطا فرمائیں۔ فرمایا کہ غار کے دروازے پر نہر چل رہی ہے وہاں سے پانی پی آؤ۔ آپ نے یہ نہیں کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تو باہر سے آئے ہیں وہاں نہر کہاں تھی۔ غار ٹوڑ چار پانچ سو فٹ بلند ہے اور وہاں تک پہنچنے کے لئے دو اڑھائی گھنٹے لگتے ہیں۔ جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمادیں کہ وہاں نہر ہے تو صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعتراض نہیں کرتے کوئی چوں چراں نہیں ہے۔ یقین ہے ہمیں تذبذب ہے، ہم بے یقین ہیں۔ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي۔ تو مولوی صاحب کہتے ہیں کہ شفاعت سے چھوٹے گناہ معاف ہو جائیں گے گناہ کبیرہ معاف نہیں ہوں گے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے تو یقین کر لو کہ سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ صغیرہ کبیرہ کی تخصیص نہیں فرمائی۔ جب فرمایا کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہر چل رہی ہے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل دیئے اور دیکھا کہ واقعی نہر چل رہی ہے۔ آپ نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ وہ پانی نہایت ہی ٹھنڈا بیٹھا مزیدار تھا۔ واپس آئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا شیریں اور ٹھنڈا پانی یہ نہر کہاں سے آگئی۔ یہ تو پوچھ سکتے ہیں۔ فرمایا کہ جب تجھے پیاس لگی تو اللہ تعالیٰ نے جنت کے فرشتے کو حکم دیا کہ جنت کے نیچے سے بہنے والی نہر کا رخ غار ٹوڑ کی طرف کر دے کہ

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی پینا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے ہاں میرا یہ مقام ہے۔ فرمایا کہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے نبی برحق مبعوث فرمایا۔ تیرے ساتھ بغض رکھنے والا ہرگز جنت میں داخل نہ ہوگا اگرچہ اس کے اعمال ستر انبیاء علیہم السلام کے اعمال کے برابر ہوں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کیا ہے۔ دعا سے پہچان ہوتی ہے۔ آپ کی ساری عبادت، ریاضت، سوچ، فکر کا مغز دعا ہے۔ دعا عبادت کی کریم اور ایسنس ہوتی ہے۔ تیرے عقیدے، علم، سوچ، عبادت کا مغز تیری دعا ہے، تیری دعا سے پتہ چلتا ہے کہ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہے تو کس کا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہے کہ میری آنکھیں ہوں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ انور ہو۔ کائنات میں سب سے بڑی نعمت جو آئی ہے۔ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار ہے جو ہمیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھا رہے ہیں اور ایسی دعا سوائے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور کسی کو مانگنے کی توفیق بھی عطا نہیں ہوئی۔ ہماری دعائیں محض یہ ہیں کہ جنت مل جائے، خاتمہ بالخیر ہو جائے۔ قبر روشن ہو جائے، قبر وسیع ہو جائے۔ میزان پر حساب کتاب صحیح ہو جائے لیکن صدیق چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کچھ نہیں مانگتے۔ یہ ایک مجازی عشق کی پہچان ہے کہ وہ محبوب کا وصل چاہتا ہے۔ رانجھا ہیر سے ہی ملنا چاہے گا۔ اس سے ناراض تو نہیں ہوگا، لیلیٰ مجنوں، سوہنی مہیوال، شیریں فرہاد اپنے اپنے محبوب سے ہی وصل چاہتے ہیں، کوئی ڈوب کر مر گیا، کوئی تھل ریگستان میں کسی کی تلاش میں

سرگرداں مرگیا۔ یہ محبوب کی ملاقات کے لئے ہی مرے ہیں، عشق حقیقی میں  
سب سے بڑا محبوب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، اس لئے حضرت سیدنا  
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! تم جنت کے طلبگار ہو میں  
نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور کا طلبگار ہوں۔ ے

فضل رب اعلیٰ اور کیا چاہیے  
مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقیدے اور اعمال کی یہ  
تعلیمات ہیں اللہ تعالیٰ ان سے روشنی لینے ان جیسے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِين

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 10-12-31

یا رسول اللہ ﷺ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
یا اللہ ﷻ

صَلَّى اللَّهُ عَلَىٰ حَبِيبِهِم مَّيِّدِنَا مُصَنِّبِ وَالِهِم وَأَصْحَابِهِم وَبَارَكْ وَسَلَّم ۝

عشق سرکار کی اک شمع جلا لودل میں
بعد مرنے کے لحد میں اُجالا ہوگا

بفیضانِ نظر

پیر طریقت راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ  
حضرت پیر **پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری** دامت برکاتہ العالیہ

نیر محفل میلاد شریف قمری لحاظ سے ہر ماہ تیسرے ہفتے بروز ہفتہ بعد از نماز مغرب منعقد ہوتی ہے

برائے ایصالِ ثواب
**وسیلہ نجات فری لائبریری**

طالبینِ محبت و امت محمدیہ میاں شاہد تنویر مکان نمبر B-380/5

گلی نمبر 10 محمود آباد فیصل آباد فون 8862351 موبائل 0301-7169263



## ولی کامل کی نگاہ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ  
الْعَلَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى الْكَوَاصِبِ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! ایک ریلوے اسٹیشن جنکشن ہوتے ہیں وہاں سے مختلف سمتوں میں  
گاڑیاں روانہ ہوتی ہیں گاڑی کو ایک پٹری سے دوسری پٹری پر بدلنے کے لئے اس کا  
رخ اس کی اصل منزل کی طرف کرنے کے لئے ایک کانٹا استعمال ہوتا ہے۔ ایک یہ  
نہایت ہی باریک قلم کی طرح نوک دار ہوتا ہے لیکن وہ گاڑی کی سمت اس طرح سے  
بدل دیتا ہے کہ خواہ وہ مشرق کی سمت دیدے خواہ وہ مغرب کی سمت دیدے۔ گاڑی  
اسی طرف چل جاتی ہے۔ یہ کانٹا اتنی اہم چیز ہے۔ آپ بتائیں کہ دین میں کانٹا کون  
سا ہے۔ جو تمہیں صحیح سمت میں رکھتا ہے۔ تمہاری دین کی ابتداء کیا ہے۔ شروع کیا ہے  
تمہیں جاگ کون لگاتا ہے۔ یہ تیرا پیر ہے۔ جس کو پیر و مرشد مل گئے اس کا کانٹا بدل گیا  
اس کا بیڑہ پار ہو جاتا ہے۔ اور جس کو پیر و مرشد نہیں ملے اس کا کانٹا بھی نہیں بدلتا پھر  
بے مہار بے لگام ہی رہتا ہے۔ اپنی منزل نہیں پاتا۔ اپنی صحیح سمت میں گامزن نہیں

ہوتا۔ دادو شریف میں ایک شخص حضرت سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ہندو تھا اس نے عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ کا رب تو نظر نہیں آتا آپ اس کو کس طرح سے راضی کر لیتے ہیں۔ ہمارا خدا ہمارا بت ہمارے سامنے ہوتا ہے ہم اس کی پوجا کرتے ہیں تو وہ ہم سے راضی ہو جاتا ہے آپ کا رب تو آپ کے سامنے موجود نہیں ہوتا آپ اس غائب کو کس طرح سے راضی کرتے ہیں ہم اپنے خداؤں کو پرشاد اکلالتے ہیں ان کو ہار پہناتے ہیں ان کو حلوہ اور مٹھائیاں کھلا کر راضی کرتے ہیں۔ حالانکہ بت یہ چیزیں کھاتے نہیں ہیں لیکن ہندو اس کے سامنے یہ کھانے رکھتے رہتے ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ بت ہمارے رکھے ہوئے کھانے وغیرہ کھا لیتے ہیں اور ہم سے راضی ہو جاتے ہیں۔ لیکن آپ اپنے رب کو کس طرح راضی کرتے ہیں۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بہت آسان ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر لیتے ہیں تو ہمارا رب راضی ہو جاتا ہے۔ یہ کوئی جمع تفریق نہیں ہے بلکہ حدیث شریف ہے۔ وہ ہندو کہنے لگا کہ آپ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تو فوت ہو گئے ہیں آپ کے پاس موجود نہیں ہیں پھر آپ ان کو کس طرح سے راضی کرتے ہیں فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی راضی کرنا بہت آسان ہے ہم اپنے پیر و مرشد کو راضی کر لیتے ہیں تو ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہو جاتے ہیں۔ اگر پیر صاحب راضی ہو گئے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہو گئے۔ اب آپ بتائیں کہ کاٹا بدلا ہے کہ نہیں وہ ہندو کہنے لگا کہ آپ اپنے پیر و مرشد کو کس طرح سے راضی کر لیتے ہیں فرمایا کہ یہ ذرا مشکل ہے لیکن آسان بھی ہے۔ اگر مرید آتا جاتا رہے اپنے پیر و مرشد کی حاضری

دیتا رہے پیر و مرشد کی زیارت کرتا رہے ان کے بتائے ہوئے سبق اسباق پڑھتا رہے۔ ورد و وظائف کرتا رہے تو پیر صاحب راضی ہو جاتے ہیں۔ دوسرا آستانہ عالیہ شریف حضرت پیر کرمانوالی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ کی بات ہے۔ حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرفیور شریف کے دربار کی بات ہے۔ حضرت نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیلیاں والی سرکار کی بات ہے۔ حضرت میاں شیر محمد شرفیوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید اور خلیفہ صاحب حضرت خواجہ نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت عطا فرمائی اور حکم دیا کہ آپ جا کر یہ اعلان کر دو کہ جو بھی آپ کی گلی سے گزر جائے گا وہ جنتی ہے۔ اب بتائیے کہ کاٹا بدلا ہے کہ نہیں۔ جو بھی گلی میں سے گزر جائے وہ سیدھا جنت میں چلا جائے گا۔ حضرت کرمانوالی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا مرید سیٹھ شفیع آپ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا کہ حضرت صاحب میں تو آپ کا مرید ہوں اب میں بھی جنتی ہونے کے لئے کیلیاں والی کی گلی سے گزروں یا آپ کے ہاں بھی ایسا کوئی اعلان ہے فرمایا کہ کیلیاں والی کی گلی سے کتنے گزر جائیں گے آپ میں سے کتنے ہیں جو کیلیاں والی گئے ہیں۔ میں نے بھی ساری عمر یہ بات کہی ہے کہ کیلیاں والی سرکار کی گلی سے گزر جاؤ تو جنتی بن جاؤ گئے لیکن مجھے بھی ابھی تک وہاں جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ فرمایا کہ کیلیاں والی کتنے چلے جائیں گے تو میرا مرید ہے اپنے گھر بیٹھ کر میرا ذکر کر لیا کرو تو بھی جنتی ہو جائے گا۔ پھر ذرا جوش میں آ گئے فرمایا سیٹھ شفیع اگر کوئی تیرا ذکر بھی کر لے گا تو وہ بھی جنتی بن جائے گا۔ یہ ذکر صالحین کے ساتھ جنت مل رہی ہے۔ یہ پیر خانے کا اعزاز ہے اللہ تعالیٰ یہاں آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو بھی یہاں آ گیا اس کا بیڑہ پار ہو گیا۔ جب آپ پیر خانے آتے ہیں تو

آپ کو کیا کچھ حاصل ہو جاتا ہے۔ ایک آدمی خواہ سو بندوں کا قاتل بھی ہو وہ بھی اگر پیرخانے آ جاتا ہے تو اس کی بھی بخشش ہو جاتی ہے یہ بھی حدیث شریف ہے یہ جو بھی عرض کیا گیا ہے یہ بظاہر کوئی بنی بنائی باتیں معلوم ہوتی ہیں یا پھر کوئی واقعات ہیں لیکن ایسا نہیں ہے کسی بھی ولی اللہ کی بات ہو رہی ہو اس کے پس پردہ کوئی نہ کوئی حدیث شریف ہوتی ہے۔ گلی سے گزرنا کیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ جس نے میری قبر کی زیارت کر لی مجھ پر واجب ہو گیا کہ اس کی شفاعت کروں فرمایا کہ ذکر صالحین پر نزول رحمت شروع ہو جاتی ہے جس پر اس رحمت کا ایک قطرہ بھی پڑ جاتا ہے اس کی بخشش ہو جاتی ہے فرمایا کہ بزرگوں کی زیارت کفارہ گناہ ہوتی ہے تو کسی بھی ولی اللہ کی زیارت کرے تیرے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں انہی احادیث کی روشنی میں درج بالا تمام باتیں عرض کی ہیں اللہ تعالیٰ ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے سو افراد کا قاتل ہونا کوئی معمولی بات نہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا (المائدہ-۳۲) جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا۔ ایک فرد کو قتل کرنا ساری مخلوق کو ناحق قتل کرنے کے برابر ہے۔ ایک آدمی سے ننانوے افراد قتل ہو گئے۔ اسے فکر ہوئی کہ اس نے اتنے سارے بندے قتل کر دئے ہیں اب کوئی بخشش ہونے کی بھی فکر ہونی چاہئے وہ ایک عالم دین کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا کہ کیا میری بخشش کا کوئی بہانہ بن سکتا ہے اس نے کہا کہ توبہ کرو تمہاری بخشش بالکل نہیں ہوگی تو اتنا بڑا ظالم ہے۔ ایک آدمی کو ناحق قتل کرنا گویا کہ تمام

انسانوں کو قتل کرنا ہے اور تو نے ننانوے قتل کئے ہیں تیری بخشش کسی طرح سے بھی ممکن نہیں ہے تو لازمی طور سے جہنم میں جائے گا۔ اس نے کہا کہ میں نے تو جہنم میں جانا ہی ہے اب ساتھ تجھے بھی لے کر جاؤں گا۔ اس نے اس عالم دین مولوی صاحب کو بھی قتل کر دیا اب وہ پورے سو آدمیوں کا قاتل ہے لیکن اسے یہ فکر ہے کہ کسی طرح سے اس کو معافی مل جائے اس کی بخشش ہو جائے وہ کسی فقیر کے پاس گیا ان سے پوچھا تو اس اللہ کے بندے نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ تیری بخشش ہونے کا نسخہ میں بتا دیتا ہوں اور عمل کرنا تیرا کام ہے فرمایا کہ اگر تو کسی ولی اللہ کے در پر پہنچ جائے تو تیری بخشش یقینی ہے اور تو جنتی ہے اگر اپنے گھر میں بیٹھا رہ گیا تو جہنمی۔ لیکن اسے تو اپنی بخشش کی فکر تھی کہ وہ سوکا قاتل ہے۔ وہ اولیاء اللہ کے در کی طرف چل پڑا لیکن ابھی تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا کہ مر گیا ابھی زیادہ فاصلہ طے کرنا باقی تھا۔ دونوں قسم کے فرشتے آ گئے ایک کہیں کہ یہ ہمارا مال ہے یہ سوکا قاتل ہے یہ جہنمی ہے اور حقوق العباد اس نے پا مال کر دئے ہیں اس کی بخشش کا کوئی ذریعہ نہیں ہے جن کے قتل ہوئے ہیں وہ اس کو کس طرح سے معاف کریں گے مقتولین کے لواحقین اس کو بالکل معاف نہیں کریں گے۔ دوسرے فرشتوں نے کہا کہ یہ اب توبہ کر کے جا رہا تھا اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا، معاف کرنے والا ہے یہ اب بخشا گیا ہے یہ جنتی ہے ان دونوں کے فرشتوں میں کوئی فیصلہ نہیں ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں فیصلہ کرنے کے لئے ایک فرشتہ کو بھیج دیا یہ بھی حدیث شریف ہے حکم ہوا کہ فاصلہ ناپ لو اگر یہ گھر کے قریب فوت ہوا ہے تو جہنمی ہے اور اگر ولی اللہ کے در کے قریب مرا ہے تو یہ



جنتی ہے۔ جہنم والے فرشتے کہنے لگے کہ یہ گھر کے قریب مر گیا ہے اس لئے ہم جیت گئے ہیں ہم اس کو لے جائیں گے۔ جنت والے فرشتے کہنے لگے کہ فاصلہ ناپنے کا حکم ہے لہذا فاصلہ ناپا جائے گا پھر فیصلہ ہوگا اللہ تعالیٰ نے ازراہ کرم اولیاء اللہ کی شان ظاہر کرنے کے لئے تھوڑے فاصلہ کو حکم دیا کہ پھیل جا اور جو زیادہ فاصلہ ابھی طے کرنا باقی تھا اسے حکم دیا کہ سکڑ جا۔ جب فاصلہ ناپا گیا تو ایک روایت کے مطابق ایک بالشت اور ایک روایت کے مطابق ایک پوٹا (تقریباً ایک انچ) فاصلہ اولیاء اللہ کے در کے قریب نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرما دی اس میں نہ تو کسی توبہ کا دخل ہے نہ ہی حقوق العباد ادا کرنے کا دخل ہے۔ اس میں صرف قرب ولی کا دخل ہے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی

بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

لیکن اولیاء اللہ کی نگاہ تو اس پر پڑی ہی نہیں ہے۔ غائبانہ ہو سکتا ہے کہ ولی کی نگاہ اس پر پڑی ہو لیکن بظاہر تو اس پر نگاہ ولی نہیں پڑی ہے۔ کاش کہ میں بھی شاعر ہوتا لیکن میں نے اس کو ذرا اس طرح سے بدلا ہے کہ

راہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی

بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

کیوں کہ ابھی تو وہ اولیاء اللہ کی راہ میں ہی تھا ان کے در تک پہنچا نہیں تھا۔ اس سے سبق ملتا ہے کہ کسی بھی آستانے کی طرف صرف ایک قدم ہی اٹھالے اور تو وہیں فوت ہو جائے تو جنتی ہے۔ بیت اللہ شریف کی طرف جانے کا ارادہ

کر کے گھر سے نکلے اور نکلتے ہی فوت ہو جائے تو جنتی اور حاجی ہے۔ مدینہ شریف کا قصد کر کے گھر سے نکلے اور راستے میں ہی مر جائے تجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کا ثواب مل گیا۔ تو حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت کرمانوالی سرکار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلطان العارفین حق باہور رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے کی طرف جانے کا ارادہ کرے لیکن ایک قدم اٹھاتے ہی مر جائے تو اس آستانہ عالیہ کی حاضری کا ثواب تجھے مل گیا۔ یہ اس حدیث شریف سے سبق ملتا ہے کہ اگر کوئی ایک قدم بھی ولی اللہ کے در کی طرف اٹھاتا ہے تو اس درگاہ کی نسبت سے اے اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے اور بندہ جنتی بن جاتا ہے ولی اللہ کی نگاہ کا تم پر پڑ جانا تو بڑی بات ہے۔ ہم بڑے عرصے سے یہ سن رہے ہیں اور روز ہی سنتے ہیں۔

پڑ گئی جب تیری جانب ان کی نظر کرم

اس گھڑی قطب تیرے وارے نیارے ہوں گے

یہ قطب شاعر ہیں اور نعت گو ہیں وہ عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم مجھ پر پڑ گئی تو میرے وارے نیارے ہو جائیں گے۔ آخر کتنے وارے نیارے ہو جائیں گے اس کا کوئی تو اندازہ ہونا چاہئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ عنایت کا یہ کرم ہے۔

اٹھ گئی جس طرف دم میں دم آ گیا

اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس کی طرف بھی اپنی نگاہ کرم اٹھا دیں وہ خواہ کیسا بھی ہو اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ سو کا قاتل کتنا گناہ گار ہوگا لیکن اگر کوئی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے کے ارادہ سے آجائے۔ دو پہر کا وقت ہے۔ ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے ہے لکار رہا ہے کہ میں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنا ہے پروفیسر صاحب بتاتے ہیں کہ یہ 307 کا مقدمہ ہے جس کی سزاسات سال قید بامشقت ہے اگر کوئی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کا ارادہ کرے تو پھر کون سی دفعہ لگے گی لیکن اگر اس مجرم (نعوذ باللہ) پر بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ پڑ جائے تو وہ اسی لمحہ فاروق اعظم بن جاتا ہے۔ جب گھر سے چلا تو قاتل کے روپ میں ہے اس کے پاس آلہ قتل بھی ہے اور ارادہ قتل بھی ہے کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے اپنے مقتول کو نامزد کر رہا ہے گواہی کی بھی ضرورت نہیں۔ اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دینا اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے۔ اگر کوئی ولی اللہ کو تکلیف پہنچائے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا ایسے شخص کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ میں نے تیرا بیڑہ غرق کرنا ہے۔ اور اگر کوئی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گستاخ ہو تو پھر اس کا کیا حشر ہوگا۔ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (التوبہ ۶۱) ”جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں انکے لئے دردناک عذاب ہے۔“ ایک طرف نعوذ باللہ یہ گستاخیاں اور دوسری طرف دیکھیں کہ جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ عنایت پڑی تو یہی بندہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں بیٹھا ہوا کلمہ شریف پڑھ رہا ہے۔ کائنات بدلا ہے کہ نہیں بدلا ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ فرمایا کہ ہر امت کا ایک محدث ہوتا ہے۔ اور میری امت کا محدث حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن پر مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ عنایت پڑ گئی ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اٹھ گئی جس طرف دم میں دم آ گیا  
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام  
اللہ کرے کہ یہ نگاہ ہم سب پر بھی پڑ جائے۔

نہ مے نہ صراحی نہ دور پیانہ  
فقط نگاہ سے رنگین ہے بزم جاناناں

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں نہ شراب نہ پیا لے اور نہ ہی صراحی چلتی ہے نہ ہی یہ چیزیں اولیاء اللہ کے درباروں میں چلتی ہیں وہاں صرف نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چلتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے نگاہ ولایت چلتی ہے جس پر یہ پڑ جاتی ہے اس کا بیڑہ پار ہو جاتا ہے۔ ابو جہل کے بیٹے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل بھی کر دیا تھا۔ آپ بہت حسین تھے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بچ کر رہتے تھے کوشش میں رہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں آنا سامنا نہ ہو جائے کیونکہ ان کے والد صاحب ابو جہل نے ان کو سختی سے منع کر رکھا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کبھی نہ ہونا۔ وہ اپنے والد صاحب کے حکم کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نظر بچا کر رکھتے تھے اتفاق یہ ہوا کہ ایک گلی سے حضرت

عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ رہے تھے اور دوسری گلی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور گلی کی ٹکر پر ایک دوسرے کے سامنے آ گئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ اس پر پڑ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کندھے پر دست مبارک رکھ کر فرمایا عکرمہ تیرے جیسا حسین و جمیل دوزخ میں جاتا اچھا نہیں لگتا وہ کہنے لگا کہ نہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے اور نہ ہی مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت کی ضرورت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جنت اپنے پاس ہی رکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر میری نگاہ پڑ چکی ہے یہ اپنا اثر دکھا کے رہے گی تو جو کچھ بھی مرضی میں آئے وہ کرے انہوں نے سوچا کہ میں نے یہ شہر مکہ ہی چھوڑ دینا ہے۔ یہ ملک ہی چھوڑ جانا ہے۔ وہ اونٹنی پر سوار ہوئے کہ ہجرت کر جائیں لیکن اونٹنی نے آپ کو نیچے گرا دیا۔ اونٹنی کو بھی علم ہے کہ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں آ چکے ہیں۔ آپ کشتی میں سوار ہوئے تو کشتی بھی ہچکولے کھانے لگی۔ دوسرے مسافروں نے آپ کو کشتی سے نیچے اتار دیا۔ کشتی نے بھی آپ کو سہارا نہ دیا بلکہ سمندر میں پھینک دیا۔ انہوں نے سوچا نہ مجھے اونٹنی لے جاتی ہے نہ ہی کشتی مجھے سہارتی ہے آخر تھک ہار کر اپنی بیوی سے کہا کہ مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لے چلو۔ آپ یہ ذہن میں رکھیں کہ وہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل ہے۔ آپ کی بیوی گئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عکرمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے ایک صحابی کو قتل کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایک



صحابی کے قاتل کی بات کرتے ہو میں تو اس مقتول اور قاتل عکرمہ کو جنت میں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ٹہلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہو گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتا ہوں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پہلے یہ بتائیں کہ کیا میرے سابقہ سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ یہ وہی تھے جو کہتے تھے کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ عنایت کی کوئی ضرورت نہیں مجھے کسی جنت وغیرہ کی حاجت نہیں ہے لیکن اب اسے اپنے گناہوں کی فکر پڑ گئی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تو میرے ہاتھوں میں ہاتھ دے تیرے پچھلے اور اگلے سب گناہ معاف ہیں۔ حضرت عکرمہ کس طرح سے بدلے ہیں ان کا کائنات کس طرح سے بدلا ہے کیا انہوں نے کوئی تفسیر پڑھ لی ہے کوئی وعظ سن لی ہے اس نے کیا عمل کر لیا ہے کچھ بھی نہیں کیا ہے اگر کچھ کیا ہے تو وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ عنایت نے کیا ہے۔

پڑ گئی جب میری جانب ان کی نظر کرم  
اس گھڑی قطب تیرے وارے نیارے ہوں گے  
نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر ادھر رکتی ہی نہیں ہے یہ بندے کو سیدھا  
جنت میں لے جاتی ہے۔

علم کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں  
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں  
چشتیاں والی سرکار حضرت فخر جہاں رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں سالانہ

جلسہ دستار فضیلت ہو رہا ہے۔ طلباء نے اپنے اپنے نصاب کو رس مکمل کر لئے ہیں اب وہ فارغ التحصیل ہیں کسی نے حفظ کیا ہے کسی نے درس نظامی پڑھا ہے اور عالم بن گیا ہے کسی نے ناظرہ پڑھا ہے کسی نے حدیث کا علم حاصل کیا ہے اور محدث بن گیا ہے، کسی نے تفسیر کا علم پڑھا ہے اور مفسر بن گیا ہے کوئی مفتی بن گیا ہے آج ان کو دستار فضیلت عطا کی جانے والی ہے۔ بڑی رونق ہے بڑی چہل پہل ہے طلباء خوش ہیں اور ان کے والدین بھی آئے ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ نور محمد کھل رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد کے مولیٰ چرایا کرتے تھے وہ بھی اپنے کام سے فارغ ہو کر ایک کونہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ پیر صاحب کی نظر ان پر پڑ گئی فرمایا کہ نور محمد تم نے بھی کچھ لینا ہے عرض کرتے ہیں کہ سرکار بچوں نے پڑھا ہے علم حاصل کیا ہے بڑی محنت کی ہے آج ان کا پھل ملنے والا ہے۔ میں نے تو کچھ نہیں پڑھا ہے بس آپ کی بھیڑ بکریاں چرائی ہیں۔ فرمایا نور محمد میں تمہیں قبلہ عالم بناتا ہوں۔ ایک نگاہ کی تو ان پڑھ چر واپے کو قبلہ عالم بنا کر رکھ دیا ہے۔ آج پورے پاکستان میں 360 گدیاں حضرت خواجہ نور محمد کھل قبلہ عالم کے مریدوں کی چل رہی ہیں۔ گولڑہ شریف سیال شریف تو نسہ شریف والے سب آپ کے مرید ہیں۔ یہ نگاہ ولی کا اعزاز ہے۔ حضرت خواجہ نور محمد کھل رحمۃ اللہ علیہ کا کائنات کس طرح سے بدلا ہے۔ یہ نگاہ ولی سے بدلا ہے۔ آپ نے کوئی علم حاصل نہیں کیا تھا۔

مجو دین اندر کتب اے بے خبر

علم و حکمت در کتب دین اندر نظر

اے بے وقوف نادان جاہل انسان کتب میں دین کو تلاش نہ کر کتب میں

صرف کہانیاں ہیں علم و حکمت ہے لیکن دین کسی ولی اللہ کی نگاہ میں ہے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر عنایت میں ہے۔ دین کا علم اور چیز ہے لیکن فہم دین کچھ اور چیز ہے۔ کئی ایسے بھی ہیں جو ساری عمر علم حاصل نہ کرنے کے باوجود بڑے عالم ہوتے ہیں۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ے

یہ فیضانِ نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی  
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندِ

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے والد گرامی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہت زیادہ فرمانبردار ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب فرمایا کہ اے بیٹے میں نے تجھے ذبح کرنا ہے۔ عرض کیا کہ ابا جان اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو میں حاضر ہوں۔ قَالَ يٰۤاِبْنٰى اِنِّىۡ اَرٰى فِىۡ الْمَنَامِ اَنِّىۡ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِىۡ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِقِ۟نَ (۱۰۲) ”کہا اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ کہ تیری کیا رائے ہے۔ کہا کہ اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے۔ خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ آج کوئی اپنے بیٹے سے یہ کہہ کر تو دیکھے کہ اس کو کیا جواب ملتا ہے۔ باپ اگر بیٹے سے کہتا ہے کہ یہ کام کر دو تو وہ جواب دیتا ہے کہ آپ خود ہی کر لیں گے مجھے کیوں کہتے ہیں آج ہمارا یہ معاشرہ ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کون سے کالج یا یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی کون سے دینی مدرسہ میں تعلیم حاصل کی تھی کہ ان کو ادب کرنا آ گیا اتنے مودب اور فرمانبردار ہو گئے کہ باپ نے کہا کہ میں تجھے ذبح کرنا

چاہتا ہوں تو وہ بلا پس و پیش قربان ہونے کے لئے تیار ہو گئے۔ ہاتھ پاؤں بھی باندھ دیئے گئے۔ زمین پر لٹا بھی دیا گیا قربانی کے لئے بالکل تیار ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یہ آداب فرزند کی کس نے سکھائے۔

یہ فیضان نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی

سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزند کی

یہ کسی مکتب کا کمال نہیں تھا بلکہ نگاہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فیضان تھا۔ نگاہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کا کائنات بدل دیا تھا۔ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں چور آ گیا۔ وہ چوری کی نیت سے آیا تھا لیکن وہ کوئی شرم و حیا رکھنے والا چور تھا۔ وہ چھپ کر بیٹھ گیا کہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ذرا کمرے سے باہر نکلیں گے یا آرام فرمائیں گے تو میں اپنا کام کر لوں گا۔ آپ کا جبہ مبارک بڑا قیمتی ہوا کرتا تھا اس زمانے میں ستر ہزار درہم کا ہوا کرتا تھا۔ آپ قیمتی لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے ان دنوں ایک آنے کی بکری مل جاتی تھی اور آج (2010) یہ حال ہے کہ قربانی پر ایک لاکھ روپے کا بکرا فروخت ہوا ہے اس سے آپ جبہ مبارک کی قیمت کا اندازہ لگالیں۔ چور جبہ مبارک کو چوری کرنے کی غرض سے آیا تھا یا پھر جوتی مبارک چرانے کی غرض تھی۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی جوتی مبارک بھی بہت قیمتی ہوتی تھی پوچھا کہ حضرت صاحب آپ اتنی مہنگی جوتی کیوں پہنتے ہیں۔ فرمایا کہ میں دنیا کو اپنے پاؤں کی نوک پہ رکھتا ہوں اور اسے گلیوں میں گھسیٹتا ہوں تاکہ یہ پتہ چل جائے کہ میری نظر میں دنیاوی دولت کی کوئی قدر نہیں ہے۔ چور اب اس انتظار میں ہے کہ اسے کب موقع ملتا ہے اور وہ اپنا کام کرتا ہے اتنے میں حضرت خضر علیہ

السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ قطب عطا فرمائیں۔  
 فرمایا کہ صبح دیں گے۔ عرض کیا کہ صبح تک تو وہ علاقہ ہی غرق ہو جائے گا فرمایا کہ پھر  
 اس وقت تو یہ چور ہی ہے۔ اس چور پر نگاہ ڈالی تو اسے قطب بنا کر رکھ دیا۔ چور نے  
 کون سا علم حاصل کیا تھا۔ کچھ بھی نہیں پڑھا بس صرف حضرت سرکار غوث الاعظم  
 رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ اس پر ایسی پڑی کہ ان پڑھ چور کو عالم فاضل قطب بنا کر رکھ دیا نگاہ  
 سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس چور کا کائنات بدل دیا۔ اگر کوئی مولوی صاحب  
 یا عالم دین قطب بن جاتا تو کوئی حیرانگی نہ ہوتی لیکن جب ایک چور قطب بن جاتا  
 ہے تو پھر یہ ایک عجوبہ اور حیران کرنے والی بات بن جاتی ہے سیال شریف میں ایک  
 نوجوان حاضر ہوا اس کی حال ہی میں شادی ہوئی تھی اس نے عرض کیا کہ حضرت  
 صاحب میری بیوی حافظہ ہے لیکن مجھے حفظ نہیں ہے۔ میری بیوی نے کہا ہے کہ میں  
 تیری بیوی ضرور ہوں لیکن جب تک تو حفظ نہ کرے گا تیرے ساتھ میں نے حقوق  
 زوجیت ادا نہیں کرنے ہیں۔ اب میرے لئے یہ ایک بڑا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ بیوی کو  
 طلاق نہیں دینا چاہتا کہ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے اس کا مطالبہ جائز ہے کہ نہیں  
 ہے۔ یہ آپ بہتر جانتے ہیں اور میں اب اس جوان عمری میں حفظ نہیں کر سکتا۔ آپ  
 خود ہی اس مسئلہ کا حل بتائیں۔ فرمایا کہ یہاں بیٹھے رہو ابھی نماز کا وقت ہوتا ہے تو  
 میرے پیچھے نماز پڑھنا۔ مغرب کی نماز ہوئی آپ نے امامت فرمائی اور سلام پھیرنے  
 کے بعد اس نوجوان کو حکم دیا کہ اٹھو اور قرآن سناؤ وہ نوجوان کھڑا ہوا اَلَمْ سے والناس  
 تک سارا قرآن مجید سنا دیا۔ وہ پاؤں لے نامی گاؤں کا رہنے والا تھا اس گاؤں کو یہ اعزاز  
 حاصل ہو گیا کہ اس میں ہر بچہ بچی حافظ قرآن ہیں اور اس کے ساتھ والے گاؤں کے



رہائشی بالکل جاہل بے علم ہیں۔ پاؤں لے گاؤں کے تمام رہائشی حافظ قرآن ہیں اس میں ایسا کیوں ہے کہ وہاں کے ایک فرد پر ولی کامل کی نگاہ پڑ گئی وہ حافظ ہو گیا اور آئندہ کے لئے جس پر اس کی نگاہ پڑتی گئی وہ حافظ یا حافظہ بنتی گئی۔ آج بھی وہاں یہ اثر چل رہا ہے۔ اگر کسی نے حفظ کرنا ہو تو وہاں چلا جائے انشاء اللہ وہ بھی حافظ بن جائے گا۔ چند دنوں میں حفظ ہو جائے گا۔ یہ نگاہ ولایت کا اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدُوَّةِ وَالْعَشیِّ ۚ یُرِیدُونَ وَجْہَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنُکَ عَنْهُمْ**۔

(الکہف ۲۸) ”اور اپنی جان اس سے مانوس رکھو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں۔“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں پر ہمیشہ نگاہ رکھیں ان کو اپنے تصور میں رکھیں۔ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ان کی نعت پڑھتے ہیں۔ خوشی سے جھومتے ہیں۔ نعت خوانان کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں ان کی خدمت کر رہے ہیں تو کیوں ایسا کر رہے ہیں کہ اس میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ عنایت ہے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور میں ہیں۔ ہم پر نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کام کر رہی ہے۔ اگر نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کام نہ کر رہی ہو تو ہم نعت خوانان حضرات کی خدمت کرنے کی بجائے الٹا ان سے چھین لیں۔ نعت خوانان پر بھی نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ہم پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ہے۔ جب تک یہ نگاہ قائم ہے تب تک ہم ایماندار ہیں۔ جب نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اٹھ جائے گی تو ہم باغی ہو جائیں گے۔ پہلے ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

سے ہی باغی ہو جائیں گے پھر اولیاء اللہ سے بھی باغی ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ یہ نگاہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ نگاہ آستانہ عالیہ پر حاضری دینے سے آستانہ عالیہ پر آنے جانے سے ملتی ہے۔ پہلے ہی دن یہ نصیب ہو جاتی ہے جب یہ نگاہ پڑ جاتی ہے تو بیڑہ پار ہو جاتا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جب اپنی محفل میں تشریف فرما ہوتے اور آپ کے مریدین آپ کے ارشادات سنتے اور آپ کی حاضری میں بیٹھے ہوتے تو ایک کتاب بھی دور آ کر بیٹھ جاتا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ اس کتے پر پڑ گئی۔ پھر جہاں وہ کتاب جاتا دوسرے کتے اس کے ساتھ چلتے اور جہاں وہ بیٹھ جاتا دوسرے کتے اس کے گرد حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوتے تھے۔ بس یہی نقشہ بن جاتا کہ جیسے وہ پیر ہو اور دوسرے اس کے مرید ہوں۔ ایک کتے پر ولی اللہ کی نگاہ پڑ گئی تو اس کتے کو دوسرے کتوں پر افضلیت مل گئی انفرادیت اور مرتبہ عطا ہو گیا تو جب کسی بندے پر ولی اللہ کی نگاہ پڑ جائے تو اس کا مقام بھی بلند ہو جاتا ہے۔ ۷

نہ مے نہ صراحی نہ دور پیانہ

فقط نگاہ سے ہے رنگین بزم جاناناں

اگر ایمان کی حرارت ہے اگر مستی ہے اگر کچھ کیف ہے تو یہ کسی کی نظر سے ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نظر لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بہت علم حاصل کیا۔ چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی یہ آپ کی عبادت ریاضت اور مجاہدہ کا حال ہے۔ آپ ایک رات ہی جاگ کر دیکھ لیں تو پتہ چل جائے گا کہ چالیس سال کیا معنی رکھتے ہیں۔ اتنے عرصہ کے بعد پھر علم ہوا کہ کام بنانے والی چیز عبادت نہیں ہے پھر آپ نے یہ عرض کیا کہ

يَا رَسُولَ اللَّهِ اُنْظُرْ حَالَنَا يَا حَبِيبَ اللَّهِ اِسْمَعْ قَالَنَا  
 اِنْنِي فِي بَحْرِ غَمٍّ مُغْرَقٌ خُذِيْدِي سَهْلَنَا اَثْقَالَنَا  
 اور آپ نے یہ سمجھ لیا کہ عبارت ریاضت میں کچھ نہیں ہے۔ اگر کچھ ہے تو وہ نگاہ  
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نگاہ کرم فرمائیں گے تو بیڑا پار ہوگا۔ آپ نے اپنی عبادت کا سہارا نہیں لیا  
 ہے۔ بلکہ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سہارا لیا ہے اپنی عبادت ریاضت نوافل اور ہر  
 رات ایک قرآن مجید ختم کرنے کو سہارا نہیں سمجھا۔ بلکہ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہارا  
 سمجھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ وہی نگاہ ہر ایک پر پڑے۔ اگر آپ پر وہ نگاہ نہ ہوتی تو  
 آپ کبھی بھی یہاں نہ آتے کیونکہ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں۔ آپ نبی کریم  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلائے ہوئے آئے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی  
 نگاہ عنایت میں آنے کا آسان طریقہ درود مصطفیٰ اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔  
 حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث شریف آستانہ عالیہ کی دیوار پر  
 بڑے جلی حروف میں لکھ کر آویزاں کی گئی ہے۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ  
 العالیہ نے اپنی تصنیف آب کوثر میں 71 نمبر پر درج کی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ  
 الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ درود شریف پڑھتا ہے نعت شریف پڑھتا  
 ہے تو وہ میرے سامنے ہوتا ہے۔ میں اس کی بات سنتا ہوں اور اس پر نگاہ ڈالتا ہوں۔  
 عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ صلی اللہ علی وسلم وصال فرما جائیں  
 گے تو پھر بھی ایسا ہی ہوگا فرمایا کہ ہاں میں وصال فرما جاؤں گا میری قبر اقدس مدینہ  
 منورہ میں ہوگی میری اُمت مشرق مغرب میں ہوگی لیکن جب درود شریف اور نعت

شریف پڑھیں گے تو میری قبر اقدس میں آجائیں گے۔ پڑھنے والے بھی سننے والے بھی تمام میری قبر میں ہوں گے اور میری نگاہ عنایت میں ہوں گے۔ میں ان کو پہچان بھی رہا ہوں گا۔ یہی پہچان اور نگاہ ہمارے کام آجائے گی۔

اُٹھ گئی جس طرف دم میں دم آ گیا

اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

یہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے۔ اکثر نعت خواناں اور نعت گو حضرات دین کی وہ بصارت اور بصیرت نہیں رکھتے جو اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ رکھتے ہیں۔ ایک زبردست طاقتور چور اور ڈاکو سراقہ نامی تھا۔ ہجرت کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن تین رات غار ثور میں آرام فرمایا اور جب کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں مایوس ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سفر ہجرت شروع فرمایا اور ایسا راستہ اختیار فرمایا کہ جو غیر معروف تھا۔ قافلوں کی آمد و رفت اس راستے سے نہیں ہوتی تھی۔ آج اس کو شاہراہ ہجرت کہا جاتا ہے۔ اب تو یہ بہترین سڑک بنادی گئی ہے۔ جس راہ پر قدیم شریفین نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم لگے وہاں سڑک بنادی گئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے جا رہے ہیں کہ سراقہ نامی ڈاکو تعاقب میں پہنچ گیا اور لاکارنے لگا کہ اب ٹھہر جاؤ تم میرے ہاتھ سے بچ کر نکل نہیں سکتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زندہ یا دوسری حالت میں پکڑنے والے کو سو سرخ اونٹ انعام میں ملیں گے۔ سراقہ اس انعام کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نظر دیکھا تو سراقہ کی گھوڑی پتھر بلی زمین کے اندر دھنس گئی۔ سراقہ خود گر گیا اور نبی

پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معافی مانگنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی دشمن کو بھی نہ نہیں فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف فرمادیا۔ اس کی گھوڑی زمین سے باہر نکل آئی اس نے پھر لکارا۔ اسے تو سوسرخ اونٹ انعام نظر آ رہا تھا۔ جب اس نے پھر لکارا تو اس کی گھوڑی پھر زمین میں دھنس گئی۔ پھر معافی مانگی تو گھوڑی زمین سے نکل آئی۔ پھر تیسری مرتبہ اس نے لکارا تو پھر گھوڑی زمین میں دھنس گئی۔ اب وہ مایوس ہو گیا اور سمجھ گیا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے ساتھیوں کو پکڑنا اس کے بس کی بات نہیں۔ اس نے معافی مانگی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو کچھ بھی کوئی مانگتا ہے وہ عطا کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معاف کر دیا۔ ہم سے اگر کوئی ہمارا قاتل معافی مانگے تو کیا ہم معاف کر دیتے ہیں کبھی نہیں کرتے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ کو معاف کر دیا اور یہ بھی فرمایا کہ سراقہ میں تیرے ہاتھوں میں قیصر بادشاہ کے سونے کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔ قیصر بادشاہ اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنتا تھا جو اس کے تکبر کی نشانی ہوتے تھے اس وقت کا قیصر یوں ہی سمجھ لو کہ دور حاضر (2010) کا اوباما صدر امریکہ۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ وہ خواہ کتنا ہی طاقتور ہوگا اسے مسلمان مجاہدین شکست دے دیں گے ایران فتح ہو جائے گا اور ان مسلمان مجاہدوں میں تو بھی غازی ہوگا۔ ایمان کی حالت میں ہوگا۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ سراقہ جو آج کافر ہے ڈاکو ہے چور ہے بدنام زمانہ ہے وہ ایمان لے آئے گا۔ مسلمان فوج میں شامل ہوگا۔ ایران کو فتح کرے گا۔ غازی بن کر واپس لوٹے گا۔ مال غنیمت میں ایران کے بادشاہ کے سونے کے کنگن



آئیں گے وہ سراقہ کے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں یہ جنگ ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بیس پچیس سال بعد ایران فتح ہوا۔ مجاہدین میں سراقہ بھی شامل ہوا۔ ایران کے خزانے پر قبضہ ہوا۔ وہ خزانہ مال غنیمت میں آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ مال غنیمت میں سے بادشاہ کے سونے کے کنگن نکالو تا کہ وہ سراقہ کے ہاتھوں میں پہنائے جائیں۔ خزانے کی تلاش کی گئی ایک کنگن مل گیا۔ مجاہدین نے عرض کیا یا امیر المؤمنین صرف ایک ہی کنگن ملا ہے۔ فرمایا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ دو کنگن لہذا دوسرا بھی لازمی مال غنیمت میں ہی ہوگا۔ اس کو ڈنڈھو۔ کچھ تلاش بسیار کے بعد دوسرا کنگن بھی مل گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور وہ کنگن اس کو پہنائے گئے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان اور یقین دیکھو کہ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ کائنات ادھر سے ادھر ہو سکتی ہے سورج چاند ستارے زمین ادھر ادھر ہو سکتے ہیں لیکن جو زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکل جائے وہ ادھر ادھر نہیں ہو سکتا ہیں۔ حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نگاہ مصطفیٰ پڑی ہے۔ اس لئے وہ ایمان والا بنا ہوا ہے۔ مجاہد اسلام بنا ہوا ہے۔ وہ ایران کے محاذ کا غازی ہے۔ مرد کے لئے سونا پہننا حرام ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سراقہ کیلئے جائز قرار دیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شارع شریعت ہیں۔ جو مرضی کریں کسی کو چوں چراں کرنے کی کوئی ہمت نہیں ہے۔ کوئی اور مرد سونا پہنے تو حرام ہے لیکن سراقہ پہنے تو جائز ہے۔ یہ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ہمیشہ اس کے انتظار میں رہو۔ اور یہ وظیفہ بنا لو۔

## بتوں کی مذمت میں نازل ہونے والی

### آیات کا غلط مفہوم

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَوْلِيِّ لِلَّهِ  
الْعَلَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى الْكَوَاعِبِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

انتہائی عزت و تکریم کے لائق صاحب عرفان و ایقان حضرت قبلہ ڈاکٹر علی محمد صاحب  
دامت برکاتہ العالیہ حضرت صاحبزادہ سید محمد ابراہیم حسن شاہ صاحب اور دیگر تکریم و  
تعظیم کے لائق سامعین و حاضرین۔ آج میرے ذمہ جس عنوان پر لب کشائی کرنے کا  
موقعہ عنایت فرمایا گیا ہے وہ عنوان آپ نے سماعت فرمایا قرآن مجید فرقان حمید  
برہان الرشید کی وہ آیات کہ جن آیات کو رب کائنات نے بتوں کی مذمت میں نازل  
فرمایا کہ یہ نہ تو کسی کی اعانت کر سکتے ہیں نہ ہی کسی کی مدد کی طاقت رکھتے ہیں نہ ہی کسی  
کی گزارش کسی کی عرض کسی کی پکار سننے کی ان کے اندر کوئی قدرت ہے نہ یہ کسی کی  
اعانت کو پہنچ سکتے ہیں۔ نہ ہی یہ کسی کے رزق میں برکت کا سبب بن سکتے ہیں۔ نہ ہی  
اچھے برے وقت میں کسی کے کام آ سکتے ہیں۔ قرآن مجید فرقان حمید کی یہ آیات جو اس  
عنوان پر نازل ہوئیں تو ایک بدترین مخلوق ایسی بھی ہے جو قرآن مجید فرقان حمید میں

فکری ڈاکہ ڈالتی ہے۔ فکری واردات کرتی ہے اور اس دہشت گردی سے وہ لوگ قرآن مجید کی یہ آیات جو بتوں اور کفار و مشرکین کی مذمت میں اللہ کریم نے نازل فرمائیں ان کو اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے فرزند اُمتیوں پر لگا کر ان کو بھی انہی بتوں کافروں اور مشرکوں کی صف میں لاکھڑا کر دیتے ہیں۔ ان لوگوں کی نشاندہی آنے والے وقت میں جو انہوں نے انتہائی ڈراؤنا اور خوف ناک کام کرنا تھا کہ مسلمانوں کو اسلام کی صفوں سے نکال کر مشرکین کے اس ریوڑ میں جا کھڑا کرنا تھا۔ اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے ہی علم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ بیان فرما دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لخت جگر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان صحیح بخاری کی دوسری جلد میں موجود ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں میری نظر میں تمام مخلوقات میں سے جو انتہائی گندی مخلوق ہے جن کی سوچ گندی ہے جن کی فکر نجاست آمیز ہے۔ جو فکری دہشت گرد ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی یہ علامت ہے کہ جو آیات اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین اور بتوں کی مذمت میں نازل کی ہیں۔ ان آیات کو اٹھا کر مسلمانوں پر چسپاں کر کے ان کو بھی کفار و مشرکین اور بتوں کی صفوں میں کھڑا کر دیتے ہیں۔ معلوم یہ ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ وضاحت سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی معلوم تھا کہ ایک فرقہ ایسا آئے گا جو آیات کفار اور بتوں کے حق میں نازل ہوئیں ان کے ذریعہ سے وہ مسلمانوں کو بھی کفار اور بتوں کی صفوں میں کھڑا کرے گا۔ اور دوسری بات یہ کہ ان کو بدترین مخلوق کہہ کر ان کو بری اور

گندی مخلوق کہہ کر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ پیغام بھی دے دیا کہ وہ لوگ جو یہ کام کریں گے یہ کام حق پر مبنی نہیں ہوگا۔ یہ کام ایسا گندہ ہوگا کہ اس گندے کام کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی نظروں میں وہ سب سے بری مخلوق کہلانے کا انہیں تمنہ مل جائے گا۔ میرے دوستو قرآن مجید فرقان حمید ایک ایسی کتاب ہے۔ جس سے لوگ ہدایت بھی لے لیتے ہیں لیکن جن کا باطن گندہ ہو جس کے سینے کی زمین گندی ہو ہزاروں بارشیں برسیں وہاں کچھ پیداوار نہیں ہوتی۔ یہ ان لوگوں کا حال ہے کہ جب حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خارجیوں کے ساتھ معاملہ ہوا جب آپ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان ثالثی کیلئے اتفاق ہوا تو خارجیوں نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ الزام لگایا اور آپ کو نعوذ باللہ کا فرقرار دیا وہ کہنے لگے۔ اِنَّ الْحُكْمَ اِلَّا لِلّٰہ (یوسف: ۶۷) ”حکم تو سب اللہ ہی کا ہے“ حاکمیت کا منصب تو صرف اللہ تعالیٰ کا ہے حکم کرنے کا حق تو صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ تم لوگ کسی تیسرے کو کیسے حاکم مقرر کر سکتے ہو۔ لہذا اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بھی نعوذ باللہ کافر ہیں۔ اور جتنے بھی مسلمان تمہارے ہم خیال ہیں وہ بھی کافر ہیں۔ انہوں نے جب قرآن پاک کی آیت سے یہ استدلال کیا تو ان کے جواب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا تھا۔ کَلِمَةً حَقٌّ اُرِيْدُ بِهَا الْبُفْرَطِلُ کہ قرآن کی آیت تو سچی ہے لیکن جو اس سے مفہوم اخذ کیا گیا ہے جو اس سے استدلال کیا گیا ہے۔ وہ باطل ہے وہ جھوٹ ہے وہ غلط ہے اور وہ غلط فکر کا نتیجہ ہے۔ وہ غلط سوچ کا نتیجہ ہے۔ معلوم ہوا کہ ایسا ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی آیت اپنی جگہ درست ہوتی ہے۔ لیکن

اس کو پڑھے والا اس کا غلط مطلب لے کر غلط مفہوم لے کر اس سے غلط نتیجہ نکال لیتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ نہ صرف دردِ دل کی ٹھوکریں کھاتا ہے۔ بلکہ ہمیشہ کی گمراہی اور عذاب والی دلدل اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ قرآن مجید فرقانِ حمید میں کیا ڈاکہ ڈالا گیا۔ اس کے مفہوم کو بدلنے کی کون سی واردات کی گئی اگر آج ہم نے اس بات کو سمجھ لیا تو ہم اپنے سنی ہونے کا حق ادا کریں گے۔ کیونکہ ہم اپنے نظریے کو اپنے ایمان کی بنیاد اور عقیدے کو سمجھ لیں گے اور اس پر جو گرد و غبار چڑھ آیا ہے اس کو ہٹا کر اسے پاک اور پاکیزہ بنالیں گے۔ سب سے پہلے قرآن مجید کی تمام آیات کا خلاصہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ صرف دو باتوں کے مفہوم کے اندر یہ سمجھ لیا تو پھر بعد والے مفہوم کو بھی سمجھنے میں آسانی ہوگی قرآن مجید میں دو قسم کی چیزوں کا بیان ہے۔ ایک عبادت ہے اور دوسری تعظیم ہے۔ ان دونوں کی کیا تعریف ہے۔ شرح عقائد میں حضرت امام تہجد الدین رحمۃ اللہ علیہ عبادت کی یہ تعریف بیان فرماتے ہیں۔ عبادت اس کو کہتے ہیں کہ کسی کی انتہا درجہ تعظیم اور توقیر کر لی جائے آسان الفاظ میں اس کو ادب کہہ لیجئے۔ عاجزی اور انکساری کے ساتھ کسی کا انتہا درجے کا ادب کر لیا جائے تو اس کو عبادت کہتے ہیں اور کسی کا ادب کرنا یہ تعظیم ہے اب دونوں کی تعریف تو ایک ہی ہے لیکن اس میں فرق یہ ہے کہ اگر ادب کرنے والا جس کا ادب کر رہا ہے۔ اس کو اپنے ذہن میں اپنے تصور میں معبود سمجھتا ہے تو یہ عبادت کہلائے گی لیکن اگر کسی کا ادب کرتے ہوئے اپنے ذہن میں معبود والا تصور نہیں رکھتا بلکہ اپنے آپ کو اس کا مودب سمجھتا ہے تو اب یہ عبادت نہیں کہلائے گی۔ بلکہ اس نیت سے کہ یہ اللہ کا بندہ ہے تو یہ ادب عبادت



سے نچلا درجہ ادب کہلائے گا تعظیم کہلائے گا۔ احترام کہلائے گا۔ جیسا کہ بخاری شریف کی وہ مشہور حدیث شریف جسے حدیث جبرائیل کہا جاتا ہے۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حدیث شریف بتاتی ہے کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس طرح سے بیٹھے کہ جس طرح سے ہم نماز میں التحیات کی شکل میں بیٹھتے ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ ہم نماز میں التحیات کی شکل میں بیٹھے ہیں تو اس وقت ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں۔ اگر اسی طرح غیر اللہ کے سامنے بیٹھا جائے تو کیا یہ شرک ہو جائے گا نہیں بلکہ ادب ہوگا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے عمل سے بتا دیا کہ اس طرح سے دوزانو ہو کر بیٹھنے والے کی نیت پر منصر ہوگا اگر وہ عبادت کی نیت سے بیٹھا ہے تو پھر عبادت ہوگی اگر وہ ادب کی نیت سے بیٹھا ہے تو یہ عبادت نہیں بلکہ ادب کہلائے گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ کر باطل نظریات کی جڑوں کو اکھاڑ کر ساری امت کو یہ سبق دے رہے ہیں کہ میں جبرائیل پہلے آ کر تمہیں یہ درس دیتا ہوں کہ کسی کی تعظیم کی نیت سے اس کے سامنے نماز والی صورت میں بیٹھنا یہ عبادت نہیں ہوتی۔ کیونکہ تم اس وقت اپنے مخاطب کو معبود نہیں سمجھ رہے ہو۔ اسے اللہ نہیں سمجھ رہے ہو بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کا بندہ سمجھ رہے ہو لہذا یہ اس کی عبادت نہیں ہے بلکہ اس کی تعظیم اور ادب ہے۔ عبادت اور تعظیم میں جو فرق ہے وہ متکلم کی نیت کا ہے۔ وہ مودب کی نیت کا ہے۔ وہ احترام کرنے والے کی نیت کا ہے۔ اگر وہ عبادت کی نیت سے مخاطب کو معبود سمجھ کر کام کر رہا ہے تو اس کا یہ عمل عبادت کہلائے گا اور اگر اللہ کا

بندہ اور مخلوق سمجھ کر یہ کام کر رہا ہے تو پھر یہ عبادت نہیں یہ تعظیم کہلائے گی۔ آپ نے عبادت اور تعظیم کا فرق سمجھ لیا تو پھر بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ قرآن مجید میں جہاں ذُوْنَ اللّٰہِ فرمایا گیا ہے۔ وہاں پر مِّنْ غَيْرِہِ فرمایا گیا اس سے مراد کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو اللہ کے سوا کسی سے مدد نہ مانگو۔ اللہ کے سوا کسی کے پاس نہ جاؤ تو اس کا مطلب وہی ہے کہ اگر تم اس کی عبادت کی نیت سے جاؤ گے تو تمہارا یہ جانا شرک ہو جائے گا اور اگر تم عبادت کی نیت سے نہیں جاتے بلکہ ادب اور احترام کی نیت سے جاتے ہو تو یہ عبادت نہیں بلکہ تعظیم کہلائے گا۔ اب دیکھیں گے کہ شرک کیا چیز ہے۔ شرک کی تعریف کیا ہے۔ آج بات بات پر شرک کا فتویٰ لگانے والے ذرا شرک کی تعریف کر کے تو دکھائیں سارا معاملہ ہی کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔ سارے ہی اہل سنت کے عقیدے والے ہو جاتے ہیں۔ اور ہمارے عقیدے پر کیچڑ اچھالنے والوں کی چادریں گھس جاتی ہیں۔ علماء کرام نے جو شرک کی تعریف کی ہے وہ شرح عقائد میں موجود ہے۔ فرماتے ہیں کہ شرک یہ ہوتا ہے کہ کسی شخص کے لئے الوہیت کو ثابت کر دینا یعنی خدا کی طرح سے ہی کسی اور کو بھی خدا مان لینا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود ہے اسی طرح کسی اور کو بھی واجب الوجود مان لینا۔ جو مجوسی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو بھی واجب الوجود مانتے ہیں اور اللہ کے سوا دوسروں کو بھی واجب الوجود مانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ دو خالق ہیں ایک خیر کا خالق ہے اور ایک شر یعنی برائی کا خالق ہے۔ وہ بھی واجب الوجود ہیں اس عقیدے کی وجہ سے وہ مشرک ہو گئے۔ شرک کی دوسری تعریف کا حصہ یہ ہے کہ ایک تو کسی کو خدا مان لینا دوسرا یہ کہ کسی کو عبادت کے

لائق سمجھنا یہ بھی شرک ہے۔ لہذا اگر کسی مسلمان نے خدا کے علاوہ کسی کو خدا سمجھا تو پھر بھی یہ شرک ہوگا۔ اگر اللہ کے سوا کسی کو عبادت کے لائق سمجھا تو یہ بھی شرک ہوگا اب آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا کوئی ہلکا سا بھی اعتقاد رکھنے والا تھوڑا سا علم رکھنے والا مسلمان بھی کیا کسی ولی کو خدا سمجھتا ہے یا وہ کسی ولی کو عبادت کے لائق سمجھتا ہے۔ وہ کسی ولی کو خدا بھی نہیں سمجھتا اور عبادت کے لائق بھی نہیں سمجھتا مستقل بالذات بھی نہیں سمجھتا۔ جب شرک کی تعریف اس پر صادق ہی نہیں آ رہی ہے تو پھر وہ سنی مسلمان مشرک کس طرح سے ہو سکتا ہے۔ شرک تو تب لازم آتا کہ جب اللہ تعالیٰ کے کسی ولی کو وہ خدا مانتا اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے اس کو عبادت کے لائق سمجھتا یا اس کو پکارتے ہوئے عبادت کے لائق سمجھتا۔ نہ تو وہ اس کو خدا سمجھتا ہے اور نہ ہی عبادت کے لائق سمجھتا ہے نہ ہی مستقل بالذات سمجھتا ہے۔ تو معلوم ہو گیا کہ کوئی ہلکا سا علم بھی رکھنے والا مسلمان جو اولیاء کرام کا نام لے کر اپنے دل کو ٹھنڈا کرتا ہے وہ مشرک نہیں ہو سکتا بلکہ وہ اپنے ایمان کے تقاضوں کو پورا کر رہا ہے۔ قرآن مجید نے وہ لوگ جو بتوں کی پوجا کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کو خدا کہتے تھے ان کے خداؤں کے بھانڈے پھوڑے ہیں۔

قرآن مجید فرماتا ہے۔ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ أَمْوَاتٌ غَيْرَ أَحْيَاءِ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ (النحل ۱۲-۲۰)

”اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں۔ خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔“ یہ لوگ جن کی عبادت کرتے ہیں یہ لوگ جن کو اپنا خدا سمجھتے ہیں اپنے ہاتھوں سے چھوٹی چھوٹی مورتیاں بنائی ہوئی ہیں مشرک

لوگوں نے بت بنائے ہیں۔ کعبے کے اندر 360 بت رکھے ہوئے ہیں ہر ایک کی عبادت کی جارہی ہے۔ عیسائی ہے تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مان کر پھر ان کے آسمان پر چلے جانے کے بعد ان کی شکل و صورت کی مورتیاں بنا کر ان کی عبادت میں مصروف ہیں۔ آج بھی ان کے کلیساؤں کے اندر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تصاویر لگی ہوئی ہیں جن کی وہ عبادت کرتے ہیں۔ ہندو مذہب کو دیکھئے وہ خود ہی اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کی عبادت میں مصروف ہیں۔ ان بتوں کی حیثیت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں گے۔ یہ ہماری مشکل کو آسان کر دیں گے اللہ تعالیٰ نے ان معبودوں کی حیثیت کو واضح کیا۔ ارشاد فرمایا۔ اَمْوَاطٌ غَيْرُ اَحْيَاءِ لوگو جن کو تم اپنا معبود سمجھتے ہو ان کی حالت تو یہ ہے کہ ان کے اندر زندگی نام کی کوئی چیز نہیں ہے ان میں کوئی حیات بھی نہیں ہے۔ تم نے خود اپنے ہاتھوں سے ان کو تراشا ہے۔ جب ان کے اندر کوئی زندگی ہے ہی نہیں یہ ہیں ہی مردے تو یہ تمہارے کیا کام آسکتے ہیں۔ پہلی بات خالق کائنات نے یہ بیان فرمائی کہ یہ مردے ہیں۔ وَمَا يَشْعُرُونَ اَيَّانَ يَبْعَثُ (النحل ۲۱) ”اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ جب یہ ہیں ہی مردے تو یہ تمہاری کیا بات سنیں گے۔ یہ مردے ہیں تو ان کے اندر خبر رکھنے کی کوئی قوت نہیں ان کو کوئی احساس نہیں ہے۔ کوئی شعور نہیں ہے۔ ان کو علم اور آگہی نہیں ہے۔ انہیں کسی قسم کی کوئی طاقت نہیں لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ (السا ۲۲) ”وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔“ وہ نہ تو آسمانوں کے اندر اور

نہ ہی زمین کے اندر وہ کسی ذرے کے مالک ہیں۔ جب ان کے اندر حیات ہی نہیں احساس بھی نہیں شعور بھی نہیں علم و آگہی بھی نہیں ہے۔ تو پھر ان کو کس بنا پر پوجتے ہو۔ خالق کائنات نے ان کی حیثیت کو واضح کر دیا اب جو شخص ان آیات مبارکہ کو اٹھا کر کہ جو اللہ تعالیٰ نے بتوں کی مذمت میں نازل کی ہیں مسلمانوں پر لگاتا ہے۔ مسلمانوں کو مشرک کہتا ہے اولیاء اللہ کو ہمارا معبود کہتا ہے اور انبیاء علیہم السلام کو بھی ہمارا خدا کہتا ہے کہ یہ لوگ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو معبود سمجھ کر پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ نے باطل معبودوں کے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں کہ ان میں زندگی نہیں علم آگہی نہیں ہے ان میں شعور نہیں ہے۔ ان میں احساس نہیں ہے ان میں کوئی ملکیت اور قدرت نہیں ہے وہ لوگ یہ تمام اوصاف بھی اولیاء اللہ پر چسپاں کر دیتے ہیں۔ جب خدا یہ فرما رہا ہے کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ مردے ہیں ان میں زندگی نہیں ہے تو بتاؤ کہ تم اولیاء اللہ کو زندہ کیوں سمجھتے ہو وہ بھی اپنی قبور میں مردے ہیں ان کے اندر حیات نہیں ہے۔ ان کی اندر علم و آگہی بھی نہیں ہے ان کے اندر احساس اور شعور بھی نہیں ہے۔ وہ یہ ساری باتیں کر کے ہمیں مشرک ٹھہراتے ہیں اولیاء اللہ کو ہمارا معبود بناتے ہیں اور باطل معبودوں کے سارے اوصاف ان پر چسپاں کر کے ان کو مردہ ثابت کر دیتے ہیں۔ اس طرح قرآن مجید کی آیات میں واردات کرنے سے اور مفہوم بدلنے کی دہشت گردی سے یہ نقصان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصْبُ جَهَنَّمَ۔ (الانبیاء ۹۸) ”بے شک تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہو۔“ تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو دونوں کو اٹھا کر ہم جہنم کے



ایندھن میں پھینکیں گے۔ یہ جہنم کے اندر جلیں گے اور بڑی کڑی سزا ان کو دی جائے گی اگر تمہارا قول سچا ہے کہ ہم اولیاء اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور وہ ہمارے معبود ہیں تو قرآن فرماتا ہے کہ عبادت کرنے والے اور ان کے معبود تمام ہی جہنم میں جائیں گے اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ تمام مسلمان بھی جہنمی تمام اولیاء کرام بھی جہنمی اور نعوذ باللہ تمام انبیاء علیہم السلام بھی جہنمی ہو گئے۔ حالانکہ قرآن مجید ہی فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ (۱۰۱)

”بے شک وہ جن کیلئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے جن سے اچھائی کا وعدہ کر لیا ہے ان کو جنت کے سرسبز و شاداب باغ عطا فرمائے گا۔ جب وہ اپنے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو سرسبز باغات اور اپنی ابدی آسائشیں عطا فرمائے گا۔ ہمارے وہم و خیال سے بھی بالا زندگی عطا فرمائے گا لیکن تمہارے قانون کے مطابق سارے کے سارے جہنمی بن جاتے ہیں۔ پتہ چلا کہ تمہارا یہ قانون غلط ہے خدا کا قانون صحیح ہے۔ تمہاری اخذ کردہ رائے غلط ہے۔ خدا کا بیان کردہ فرمان صحیح ہے کیونکہ نہ تو ہم اولیاء اللہ کی عبادت کرتے ہیں نہ ہی اولیاء کرام ہمارے معبود ہیں۔ اولیاء اللہ بھی جنتی ہیں اور ہم بھی ان کی تعظیم و تکریم کر کے جنت کی تیاری کر رہے ہیں۔ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نجران کے عیسائیوں سے فرمایا کہ اے عیسائیو آؤ اسلام قبول کر لو۔ ایک اللہ کو مان لو۔ میرا کلمہ پڑھ لو تو ان عیسائیوں نے کیا جواب دیا کہ اسلمنا ہم تو پہلے ہی اسلام قبول کر چکے ہیں تم کس اسلام کی بات کرتے ہو۔ دنیا کے تمام مذاہب جن کے پیروکاروں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے معبود بنائے ہوئے ہیں

ان سب کا بھی کہنا یہی ہے کہ حقیقی طور سے جو ہمارا خدا ہے وہ خالق کائنات ہی ہے۔ لیکن جو ہم نے اپنے معبود بنائے ہیں یہ خدا تک پہنچنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ جب انہوں نے یہ کہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس باطل نظریے کے رد میں آیت مبارک نازل فرمادی۔ آپ ایک فرق ذہن میں رکھیں کہ وہ لوگ جو بتوں کو خدا کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ مانتے تھے یہ لوگ آج کی فکری دہشت گردی کرنے والے ہمیں بھی یہ کہتے ہیں کہ تم اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ بناتے ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ تم یہ فرق تو دیکھو کہ وہ ان بتوں کو خدا مانتے ہیں ان کی عبادت کرتے ہیں اور ان کی عبادت کر کے وہ خدا کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نہ تو اولیاء اللہ کو خدا مانتے ہیں اور نہ ہی ان کی عبادت کرتے اور نہ ہی ان کی عبادت کر کے خدا کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے اور ان کے درمیان خط امتیاز ہے۔ وہ بتوں کو خدا بھی مانتے ہیں۔ ان کی عبادت بھی کرتے ہیں ہم اولیاء اللہ تعالیٰ کا بندہ مانتے ہیں۔ انبیاء اور رسل کو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے مانتے ہیں اور ان کی تعظیم اور ادب کرتے ہیں اور ان کی تعظیم اور ادب کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے رد میں آیت مبارکہ نازل فرمائی قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ وَبَيْنَكُمْ (آل عمران ۶۴) ”تم فرماؤ اے کتابیو ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے۔“ اے لوگو آؤ ایک نقطہ پر اتفاق کر لیتے ہیں۔ تم بھی خدا کو مانتے ہو ہم بھی خدا کو مانتے ہیں۔ ہم ایک خدا پر اتفاق کر لیتے ہیں۔ جب ہم نے خدا کی ذات کو مان لیا ہے تو پھر اس کے تقاضوں کو بھی پورا کرو۔ تم بھی مواحد ہو گئے اور ہم بھی مواحد ہو

گئے۔ تم بھی توحید کو ماننے والے ہو گئے اور ہم بھی توحید کو ماننے والے ہو گئے۔  
اب اس توحید کا تقاضا کیا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کی اس  
آیت کا اگلا حصہ پڑھا فرمایا۔ اَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ  
بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (آل عمران ۶۴) ”یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی  
اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنالے  
اللہ کے سوا۔“ فرمایا کہ پھر اس طرح کرتے ہیں ایک اللہ تعالیٰ کی ذات پر اتفاق  
کر لیتے ہیں۔ وہ خدا ایک ہے وہی ہمارا معبود ہے جب اس خدا کو ایک مان لیا  
اس کو معبود مان لیا پھر اسے ایک ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ اب کسی اور کو خدا کا شریک  
نہ بنائیں اب کسی اور کی عبادت نہ کریں ایک اللہ کے سوا کسی اور کو رب نہ بنائیں  
خدا کو ایک ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا نہ  
سمجھیں اللہ تعالیٰ تو شریک سے پاک ہے کسی اور کو عبادت کا مستحق نہ بنائیں اب  
یہ آیت مبارکہ جو اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے اس باطل نظریہ کے رد میں نازل فرمائی  
جو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے ان کو خدا کا بیٹا مانتے تھے اور  
ان کو خدا کا بیٹا کہہ کر ان کی عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتے تھے  
اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ بَعْضُنَا بَعْضٍ اَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ  
ایک دوسرے کو رب نہیں بنانا ہے اب انہوں نے یہ آیت اٹھا کر ہم مسلمانوں پر  
لگا دی اور کہنے لگے کہ رب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو رب نہ بنانا دیکھو کہ  
عیسائیوں نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو رب بنایا تھا تم اولیاء کو رب بنا دیتے  
ہو۔ اس طرح سے جب عیسائی مشرک ہیں تو تم بھی مشرک ہو وہ بھی دائرہ اسلام

سے خارج ہیں تم بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو حالانکہ واضح فرق موجود ہے عیسائی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ ان کی عبادت بھی کرتے ہیں ہم مسلمان نہ تو انبیاء علیہم السلام اور رسل کو خدا بیٹا مانتے ہیں اور نہ ہی ان کی عبادت کرتے ہیں نہ ہی اولیاء اللہ کو خدا کے بیٹے اور لائق عبادت مانتے ہیں اس لئے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان فرق موجود ہے۔ ہم اس آیت مبارکہ کے مصداق نہیں بن سکتے۔ اس لئے تمہارا اس آیت مبارکہ کو مسلمانوں پر چپا کرنا خارجی ہونے کی علامت ہے حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے مطابق ہم دائرہ اسلام سے خارج نہیں بلکہ تم خارجی ہو چکے ہو۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے مطابق قرآن مجید کی آیت **إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ** (۵: ۵) ”حکم نہیں مگر اللہ تعالیٰ کا“ سچی ہے لیکن تمہارا استدلال کیا ہوا مفہوم اور ہم پر تمہارا فتویٰ قرآنی آیت کے خلاف ہے۔ معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی آیت سے غلط استدلال کر کے مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ لگانا غیر اسلامی فعل اور غیر اسلامی کام ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو تم کسی دوسرے کو رب نہ بناؤ لیکن یہ یاد رکھو کہ میں نے ابتدا میں عرض کر دیا کہ اولیاء اللہ کے پاس حاضر ہونا ان کی تعظیم و توقیر کرنا ان کے وسیلہ سے طلب کرنا ان کو رب بنانا نہیں ہے رب تب بنایا جائے گا جب ہم ان کو لائق عبادت سمجھیں گے یا ان کو خدا سمجھیں گے۔ ہم نہ ان کو خدا سمجھتے ہیں اور نہ ہی لائق عبادت سمجھتے ہیں ہم ان کو رب نہیں بناتے بلکہ ہم صرف ان کی تعظیم کرتے ہیں کہ خالق کائنات نے ان کی تعظیم کا حکم دیا ہے فرمایا۔ **لَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ** (فتح ۹) ”تاکہ

اے لوگو تم اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔“ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ ان پر ایمان لانے کے بعد تم نے نمازیں بھی پڑھنی ہیں روزے بھی رکھنے ہیں، حج بھی کرنا ہے زکوٰۃ بھی دینی ہے اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ بھی کرنی ہے لیکن ان اعمال سے پہلے ایک کام کرنا ہے اور وہ کیا ہے فرمایا۔ وَنُحِزُّوْهُ وَتُوقِّرُوْهُ اس سے پہلے تم نے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم اور توقیر کرنی ہے اگر تعظیم اور توقیر کرنا شرک ہوتا تو کیا قرآن مجید شرک کرنے کی تعلیم دے رہا ہے کہ خدا شرک سکھا رہا ہے اللہ تعالیٰ شرک سکھانے سے پاک ہے قرآن مجید تو شرک مٹانے کے لئے آیا ہے یہ شرک کی تعلیم نہیں دینے آیا۔ معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرنا اور چیز ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا ادب کرنا اور چیز ہے ورنہ دین کا سارا نظام بگڑ کر رہ جاتا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا طرز عمل کیا تھا۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم جھپٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو مبارک کے پانی کو لینے کے لئے ایسے نظر آتے کہ ایک دوسرے کو قتل ہی کر دیں گے جس کو پانی مل جاتا ہے وہ اسے اپنے چہرے پر لگا رہا ہے کوئی اپنے جسم پر لگا رہا ہے۔ برکت حاصل کرنے کی نیت سے وہ یہ فعل کر رہے ہیں اگر یہ تعظیم شرک تھی اور جس کو تم عبادت کہہ کر تعظیم کا مفہوم بدلنا چاہتے ہو تو پھر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم مشرک ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان کو شرک سے نہ روکا تو وہ بھی نعوذ باللہ مشرک ہو گئے تو کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ایک مشرک نعوذ باللہ کو نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام بنایا تو پھر یہ بات کہاں تک پہنچتی ہے۔ یہ ساری باتیں کیوں لازم آئیں اس لئے کہ قانون غلط بنا دیا گیا۔ عبادت اور تعظیم کے فرق پر پردہ ڈال دیا گیا۔ اگر ایسا کام نہ کیا جاتا تو عبادت اپنی جگہ رہتی اور تعظیم اپنی جگہ رہتی صحابہ کا ایمان اپنی جگہ سلامت رہتا اور ہم غلاموں کا ایمان اپنی جگہ سلامت رہتا۔ صحیح بخاری شریف میں اسی حدیث شریف کے تحت حضرت امام بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ایک پانی تو وہ تھا کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی کو لے کر اپنے چہروں پر لگاتے اور اپنے جسم پر لگاتے لیکن کچھ پانی ایسا بھی تھا جو لوٹے کے اندر بیچ رہتا تھا۔ یہ جو پانی لوٹے میں بچا رہتا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو دیتے وہ اس میں سے پی بھی لیتے اور اپنے چہروں پر بھی لگاتے۔ حضرت بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے مس ہوا وہ تو برکت والا ہے لیکن جو پانی لوٹے میں رہا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال نہیں فرمایا لیکن استعمال ہونے والے پانی کی نسبت سے وہ پانی بھی برکت والا ہو گیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ عمل اور پھر حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ عمل جو حضرت امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور حکومت ہے جنگ یمامہ ہو رہی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی نیچے گر گئی۔ جنگ جاری ہے، تلواریں ٹکرا رہی ہیں، گردنیں کٹ کٹ کر گر رہی ہیں۔ ایسے حواس باختہ عالم میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ



سارے کام چھوڑ کر اپنی ٹوپی کو تلاش کر رہے ہیں اس اثنا میں کئی جانیں چلی جاتی ہیں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام شہید ہو جاتے ہیں۔ ٹوپی تو بالآخر مل جاتی ہے لیکن سوال ہوتا ہے کہ اے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ نے اس ٹوپی کی تلاش میں کئی جانیں شہید کرا دیں حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس ٹوپی کو صرف اس لئے تلاش کر رہا تھا کہ میں تمام جنگوں میں اسی ٹوپی کی نسبت سے ہی فتح حاصل کرتا ہوں کہ اس ٹوپی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک موجود ہے۔ یہاں حضرت امام ختاجی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ارشاد فرمایا حضرت شہاب الدین ختاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے یہ پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو بڑی عظمت ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب جو چیزیں ہیں مثال کے طور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار مبارک ہیں ان کی بھی اتنی ہی تعظیم ہونی ضروری ہے کہ اگر ان آثار کی خاطر جانیں قربان ہوتی ہیں تو ہونے دو لیکن آثار کی تعظیم میں کوئی حرف نہیں آنا چاہئے۔ اگر یہ تعظیم شرک ہوتی تو بتائیے جو اس کو قبر پرستی کہتے ہیں جو اس کو پوجا پاٹ کہتے ہیں اور جو اس کو عبادت اور بندگی کہتے ہیں وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی مشرک کہیں کیونکہ وہ بھی موئے مبارک کی تعظیم کر رہے ہیں پھر حضرت شہاب الدین ختاجی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مشرک کہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار مبارک کی تعظیم پر جانیں قربان کرنے کو ہلکا ہونے کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ ساری امت کا یہ عقیدہ ہے کہ عبادت اور ہے تعظیم اور ہے جس کی تعظیم کی جارہی ہے اگر اس کو معبود سمجھتا ہے تو یہ عبادت ہوگی لیکن اگر جس کی تعظیم کر رہا ہے

اس کو معبود نہیں سمجھتا اس کو خدا نہیں بلکہ خدا کا بندہ سمجھتا ہے تو پھر یہ تعظیم عبادت نہیں ہے بلکہ ایمان کا تقاضا ہے اور جنت کی تیاری ہے۔ قبر پرستی کا الزام دینے والے یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ”مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي“ جس بھی مومن کو اللہ تعالیٰ اس شہادت سے نوازے اس کو چاہئے کہ وہ میرے روضے پر حاضر ہو جائے کیونکہ جو میرے روضے پر حاضر ہوگا اسے قیامت کے روز پریشانی نہیں ہوگی جہاں بڑے بڑوں کی پگڑیاں اچھل جائیں گی میرے روضے پر حاضر ہونے والے کو میں خود شفاعت کر کے جنت میں لے جاؤں گا۔ دوسرے مقام پر کچھ الفاظ اس طرح سے بیان ہوتے ہیں۔ ”مَنْ زَارَ قَبْرِي بِالْمَدِينَةِ كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا لَهُ وَشَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ اے اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میری قبر انور کی مدینہ طیبہ میں آ کر حاضری دے گا میں اس کیلئے شفاعت کروں گا اور قیامت کے روز اس کے حق میں گواہی دوں گا۔ آج بت پرستی کہنے والے قبر پرستی کا نام دے کر مشرک کہنے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے روشن اور کیا پیغام مل سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے دربار میں حاضر ہونے کی ترغیب دے رہے ہیں اور ترغیب بھی کیسی کہ فرمایا جو ایک دفعہ آجائے گا وہ حشر کی مصیبتوں سے بچ جائے گا۔ تم یہ کہتے ہو کہ اولیاء اللہ ایک چھوٹی سی مصیبت کو بھی دور نہیں کر سکتے وہ اپنے اوپر سے مکھی نہیں اڑا سکتے وہ کسی نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ ان کی تو بڑی عظمتیں ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو صرف میرے روضے کی زیارت کرے گا قیامت کے میدان میں ہم اس کی شفاعت بھی کریں گے اور اس کے ایمان کی گواہی بھی اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش

کریں گے۔ اب بتائیے کہ اگر قبور پر حاضری شرک ہوتا اگر اولیاء اللہ کے دربادوں میں حاضری کفری عمل ہوتا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے درانور پر حاضری کا یہ عظیم ترغیبی عمل کیوں بتاتے نہ صرف یہ کہ بتاتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ بھی فرما رہے ہیں کہ یہ ایک ایسا مومن ہے کہ اس کے ایمان کی گواہی بھی ہم خود ہی دیں گے۔ لوگ دراصل اپنے غصہ کو نکالنے کیلئے جب ان کی خارجیت کی رگ پھڑکتی ہے پھر ان کے منہ سے جو گندے الفاظ نکلتے ہیں وہ بڑے بھیانک نکلتے ہیں وہ مسلمانوں کو مشرک کہنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو اس قدر نیچا کر دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خالق کائنات نے یہ فرمایا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّحْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوْ اِجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاَنْ یُّسَلِّبُوْهُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَا یَسْتَفِیْذُوْهُ وَاِنَّ اَحْسَنَ مَا کَانَ لَیْسَ بِاَیْمَانٍ سَوَآءٍ مِّمَّنْ یُّکْفَرُوْنَ (الحج ۷۳) اور جنہیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہو وہ ایک مکھی نہ بنا سکیں گے اگرچہ سب اس پر اکٹھے ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو اس سے چھڑا نہ سکیں۔ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تو اپنے اوپر سے ایک مکھی بھی نہیں اڑا سکتے اور نہ ہی یہ مکھی پیدا کر سکتے ہیں جب یہ مکھی پیدا بھی نہیں کر سکتے مکھی اڑا بھی نہیں سکتے تو تم انہیں کیوں پکارتے ہو تم اللہ کو پکارا کرو۔ انہوں نے اب یہ آیت اٹھائی اور مسلمانوں پر لگادی۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآن تو کہتا ہے۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَسْتَعُوْنَ اِلَیْ رَبِّہُمْ اِلٰوْ سِیْلًا (بنی اسرائیل ۷۵) ”وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔“ وہ لوگ جو اپنی مصیبت میں اپنی پریشانی میں ان لوگوں کو پکارتے ہیں ان معبودوں کو پکارتے ہیں جن کو وہ رب کے دربار کا وسیلہ سمجھتے ہیں یہ تو کچھ بھی طاقت نہیں رکھتے ان کو تو خود رب کے دربار کا قرب چاہئے۔ یہ آیات پڑھ کر

مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے یہ کہتے ہیں کہ وہ معبود جن کی خدائی کر رہا ہے کہ وہ ایک مکھی کو بھی نہیں ہلا سکتے یہ لوگ کسی کے نفع نقصان میں کیا مدد کریں گے یہ تو خود اپنا نفع نہیں کر سکتے آپ تمام تفاسیر کا مطالعہ کریں میں دعوت عام دیتا ہوں کہ تمام تفاسیر میں ان آیات مبارکہ کے شان نزول میں یہی ملے گا کہ یہ ساری آیات خالق کائنات نے بتوں کی مذمت میں نازل کی ہیں کہ وہ اپنے اوپر سے مکھی نہیں اڑا سکتے وہ کسی کے نفع نقصان میں کیا مدد کریں گے وہ تو اپنے نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں یہ ساری آیات مِنْ ذُوْنِ السَّعٰی خَالِقِ کَآئِنٰتِ نے ان کا بتوں کے حق میں نازل فرمائی ہیں انہوں نے ان آیات کو اٹھا کر بڑا کمال کیا کہ ان کو مسلمانوں پر چپا کر دیا۔ ان کو مشرک بنایا اور اولیاء اللہ کو معبودان باطل بنایا اور ہماری ان کے درباروں میں حاضری کے تعظیمی عمل کو شرک سے تعبیر کر دیا۔ قرآن مجید میں یہ تحریف کر کے بڑا کمال کر دیا لیکن حقیقت میں ان کا چہرہ اس وقت مرجھا جاتا ہے جب کوئی صاحب علم عقیدے کو سمجھنے کیلئے قرآن مجید کو پڑھتا ہے قرآن مجید اس باطل نظریے کو خود رد کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ لوگ جن کو اولیاء اللہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اگر یہ ان کے معبود ہوتے تو قرآن کہتا ہے کہ جو عبادت کرنے والے ہیں اور جو معبود ہیں ان سب کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو پھر تو یہ اولیاء اللہ بھی جہنم میں ڈالے جائیں گے انبیاء اور رسول کو بھی جہنم میں داخل ہونا ہوگا ساری امتیں جہنم میں چلی جائیں گی اس سے یہ معلوم ہوا کہ ان آیات سے یہ مراد نہیں ہو سکتی۔ قرآن مجید خود وضاحت کرتا ہے کہ وہ اور ہیں جو اپنے نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں اور جو نفع نقصان کے مالک ہوتے ہیں دوسروں کی مدد کرتے ہیں مصیبتوں میں دستگیری کرتے ہیں پریشانیوں میں مدد کرتے ہیں دعائیں کرتے ہیں وہ

کون ہیں قرآن کہتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا. (المائدہ: ۵۵)  
 ”تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔“ وہ اللہ تعالیٰ  
 بھی مدد کرتا ہے اور اس کے رسول بھی مدد کرتے ہیں جو ایمان اختیار کر کے تقویٰ  
 اختیار کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی طاقت دیتا ہے کہ وہ دوسروں کی مدد کرتا رہتا  
 ہے اگر یہ عمل کرنا شرک ہوتا تو خالق کائنات یقیناً خود قرآن مجید میں یہ آیت  
 نازل کر کے مدد کرنے کو ثابت نہ کرتا وہ اللہ تعالیٰ تو یہ بھی فرماتا ہے۔ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ  
 مَوْْلُوْهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظٰهِيْلُوْا (التحریم: ۴)  
 بے شک اللہ تعالیٰ ان کا مددگار ہے اور جبرائیل اور میکائیل ایمان والے اور اس کے بعد  
 فرشتے مدد پر ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی مدد نہیں کرتا صرف رسول ہی  
 مدد نہیں کرتے بلکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی بھی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے وہ بھی مدد  
 کرتے ہیں۔ ایمان والے بھی مدد کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دوسرے فرشتے بھی مدد  
 کرنے والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مدد کرتے ہیں اگر  
 کوئی مسلمان یہ عقیدہ رکھے کہ جو لوگ ہماری مدد کرتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی اجازت  
 سے نہیں کرتے اس کی عطا سے نہیں کرتے بلکہ وہ اپنی طرف سے کرتے ہیں پھر ہم بھی  
 یہ کہتے ہیں کہ یہ شرک ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر ایک ذرہ بھی اپنی  
 جگہ سے نہیں ہل سکتا لہذا اگر آج ڈاکٹر کسی کی مدد کرتا ہے اگر آج کوئی پولیس والا مدد  
 کرتا ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا  
 ہے۔ اَللّٰهُ فِیْ عَوْنِ الْاَرْضِ مَا كَانَ عَوْنُ الْاٰخِرِی۔ جب تک ایک مسلمان دوسرے  
 مسلمان کی مدد کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مسلمان کی مدد کرتا رہتا ہے لہذا مدد کرنا

شرکیہ عمل نہیں ہے۔ ایک دوسرے کی مدد کرنا ایمان کا تقاضا ہے۔ مدد کرنا قرآن مجید کا درس ہے۔ مدد کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ہے مدد کرنا اولیاء کرام کی شان ولایت ہے یہ شان رسالت ہے خالق کائنات اپنے بندوں کی شان بیان کرتا ہے۔ تم تو کہتے ہو کہ ایک ایک مکھی کو ہٹانے کی طاقت نہیں رکھتے یہ آیت تو بتوں کے حق میں نازل ہوئی اس کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام پر کس طرح لگا دیا۔ تم کہتے ہو کہ یہ ایک مکھی نہیں بنا سکتے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تو پورے پورے پرندے بنا دیتے تھے اگر یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتا اور اس سے مراد نبی اور ولی ہے تو پھر یہ دیکھو کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اِنِّیْ اَخْلَقْتُ لَکُمْ مِّنَ الطَّیْنِ کَهِیْئَۃَ الطَّیْرِ فَاَنْفُخْ فِیْہِ فِیْکُوْنُ طَیْرًا (آل عمران: ۴۹) میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے۔ مکھی تو ایک بہت چھوٹی چیز رہ گئی۔ قرآن مجید نے دعویٰ کیا کہ کوئی مکھی نہیں بنا سکتا۔ تم ان سے نبی اور ولی مراد لیتے ہو لیکن تم صرف مکھی کی بات کرتے ہو نبی علیہ السلام تو پورے پورے پرندے پیدا کر رہے ہیں۔ تمہارے قانون کے مطابق قرآن مجید کے فرامین میں بہت نقائص، تضاد اور دیواریں کھڑی نظر آتی ہیں لیکن خالق کائنات نے جو ایمان اہل سنت کو بخشا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ جو مکھی نہیں اڑا سکتے وہ اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے خود ساختہ بت ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عطا سے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے پورے پورے پرندے بنا دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام اور رسول پاک ہیں وہ اور تھے یہ اور ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاک بندے ہیں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے کرتے ہیں اور وہ بت ہیں جو اپنے



ہاتھوں سے تراشے ہوئے ہیں ان کے اندر کسی قسم کا احساس علم شعور آگہی اور حیات نہیں ہے اور جن کے اندر حیات بھی ہے علم بھی ہے اور اتنی طاقت بھی ہے کہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ حضرت آصف بن برخہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی اُمت کے ولی ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ کون ہے جو وہ تخت لے کر آئے گا جو ملکہ بلقیس کا ہے۔ ایک جن کھڑا ہوا۔ اَنَا اَتِيكَ (نملہ ۳۹) ”میں آپ کے پاس تخت لے آتا ہوں۔“ فرمایا کہ کتنی دیر میں لے کر آئے گا۔ کہنے لگا کہ جب تک آپ کی مجلس درخواست ہوتی ہے اتنی دیر میں لے آتا ہوں۔ فرمایا کہ مجھے اس سے بھی جلدی چاہئے حضرت آصف بن برخہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے عرض کیا کہ پلک جھپکنے سے پہلے میں وہ تخت آپ کے پاس حاضر کر دوں گا۔ حضرت آصف بن برخہ کیسے گئے، کیسے وہاں پہنچے اور کیسے وہ تخت لے کر آئے ذرا سمجھئے کہ ایک آدمی موٹر سائیکل چلا رہا ہے کچھلی سیٹ خالی ہے اس پر کوئی بیٹھا ہوا نہیں ہے اور نہ ہی کوئی سامان وغیرہ رکھا ہوا ہے وہ اکیلا ہی جا رہا ہے ہوا چل رہی ہے تو پھر بھی موٹر سائیکل کا چلانا مشکل ہوتا ہے لیکن اگر پیچھے کوئی سامان رکھا ہوا ہے یا کوئی بندہ بیٹھا ہوا ہے تو پھر موٹر سائیکل چلانے میں ذرا اور بھی مشکل ہوگی وقت زیادہ لگے گا اگر سامنے سے ہوا بھی چل رہی ہو پھر اور بھی زیادہ مشکل ہوگا حضرت آصف بن برخہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے قرآن فرماتا ہے اَنَا اَتِيكَ بِبُيُوتٍ اَتِّصَالُ كَيْلَيْهِ اَتَا ہے مطلب یہ ہوا کہ حضور میں جاتا ہوں اور جا کر لے آتا ہوں۔ حضرت آصف بن برخہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے بھی اور تخت لے کر بھی آئے۔ آپ گئے تو خالی ہاتھ تھے لیکن جب لے کر آ رہے ہیں تو وہ تخت کوئی چھوٹا موٹا ڈبہ سا نہیں ہے آپ کی اس بلڈنگ

سے بڑا تخت ہے جہاں پر ہزاروں لوگ کھڑے ہو سکتے ہیں اس میں ہیرے جواہرات لگے ہوئے ہیں اور وہ تخت تین ماہ کی مسافت پر پڑا ہوا ہے اتنا وزنی تخت ہے جو آپ لے کر آتے ہیں علماء فرماتے ہیں کہ وہ تخت کس طرح سے لے کر آئے فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنی ولایت کے زور سے فضاؤں میں سے لے کر نہیں آئے بلکہ زمین کے اندر سے ہی اس تخت کو کھینچا تھا۔ زمین کے اندر سے کھینچنا تو بہت ہی مشکل کام ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے شان ولایت قیامت تک کیلئے آنے والے مومنین کے سامنے رکھنی تھی۔ دنیا کو بتانا تھا کہ یہ عقیدہ گندہ ہے کہ ولی بے جان ہے اولیاء اللہ کو کوئی علم نہیں ہے۔ اولیاء اللہ کو کوئی خبر نہیں ہے۔ اولیاء اللہ میں کوئی طاقت نہیں ہے۔ مجھے بتائیے کہ قرآن مجید کی یہ آیت کیسی ولایت بتاتی ہے۔ یہ مدد کا درس دیتی ہے۔ حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم دیکھئے کہ ان کو یہ بھی علم ہے کہ تخت کہاں پڑا ہے۔ اور کتنی دور پڑا ہے۔ ان کو یہ بھی علم ہے کہ میں نے وہ تخت لے کر آنا ہے تین ماہ کی مسافت ہے۔ اس کام کے لئے قدرت اور طاقت کی بھی ضرورت ہے۔ اختیار کی بھی ضرورت ہے۔ وہ تخت لے کر بھی آتے ہیں۔ زمین کے اندر سے ہی کھینچتے ہیں اور کتنی دیر میں تخت لے کر آتے ہیں۔ قَبْلَ أَنْ يُرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرُفُكَ (۴) ”میں آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے حاضر کر دیتا ہوں۔“ حضور میں آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے لے آتا ہوں۔ آنکھ جھپکنے سے بھی کتنا پہلے لے کر آئے اس کا ذکر نہیں ہے لیکن وہ آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے لے کر آ گئے۔ اب بتائیے کہ ایک اتنا چھوٹا سا لمحہ کہ جسے لمحہ کہنا بھی مجاز ہے۔ کیونکہ لمحے سے بھی پہلے آنکھ جھپک جاتی ہے لیکن یہ دیکھو کہ ایک لمحہ سے پہلے حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا علم بھی بتا دیا۔ ایک لمحہ سے

پہلے اپنی قدرت اور طاقت کا منظر بھی دیکھا دیا اور اسی ایک لمحہ میں تخت حاضر کر کے شان ولایت بھی دکھا دی۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء اللہ کو مدد کرنے کا کیسا انداز بخشا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام مدد طلب کرتے ہیں کہ تخت لے کر آؤ اور حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدد کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ علم بھی رکھتے ہیں مدد بھی کرتے ہیں وہ قدرت اور طاقت بھی رکھتے ہیں اور سارے تصرفات اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء اللہ کو ان کی شان ولایت کے ساتھ ہی عطا فرمائے ہیں۔ اگر کسی کی مدد کرنا شرک ہوتا تو جو حضرت سلیمان علیہ السلام دنیا سے شرک کو مٹانے کیلئے آئے تھے کیا وہ حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدد مانگ کر شرک کر رہے تھے۔ اور اگر مدد کرنا شرک ہوتا تو کیا حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرک کر رہے تھے۔ پھر تو معاذ اللہ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی مشرک ہو گئے اور حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مشرک ہو گئے۔ نبی علیہ السلام بھی مشرک اور امتی بھی مشرک۔ ایک نبی بھی مشرک اور ایک ولی بھی مشرک پھر تو مسلمان کہاں سے پیدا ہو گیا۔ تیرے مبتداء ہی مشرک ہو گئے تو پھر تو کس کو نے سے مسلمان باہر نکل کر آ گیا۔ اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہ السلام سے زیادہ تو دین کو نہیں سمجھتا۔ قرآن مجید کو نازل کرنے والے خدا سے زیادہ تو قرآن کو نہیں سمجھتا اولیاء اللہ سے زیادہ تو شان ولایت کو نہیں سمجھتا۔ جب قرآن مدد کرنے کی اجازت دے رہا ہے اور اس کی مثالیں بھی بیان فرما رہا ہے۔ اولیاء اللہ کی شان ولایت کو ظاہر بھی فرما رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی کی مدد کرنا یہ اولیاء اللہ کا طریقہ ہے اور مدد طلب کرنا یہ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید ایک ایسی روشن کتاب ہے جو ہر قدم قدم

پر ہماری راہنمائی کرتی ہے۔ قرآن مجید کا غلط درس دینے والے لوگ یہ آیت مبارکہ بڑے زور شور سے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو اپنا حمایتی مانتے ہو قرآن مجید تو فرماتا ہے۔ اَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا اَنْ يَّتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُوْنِي اَوْلِيَاءَ اِنَّا اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِيْنَ نَزْلًا لَّهِمْ (۱۰۲) ”تو کافر یہ سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی بنالیں گے بے شک ہم نے کافروں کی مہمانی کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے۔“ اے لوگو تم میرے علاوہ کسی اور کو میرے بندوں میں سے حمایتی بناتے ہو یہ تمہارے حمایتی نہیں ہیں یہ تمہاری کوئی حمایت نہیں کر سکتے۔ قیامت کے میدان میں یہ تمہاری کوئی سفارش نہیں کر سکتے۔ یہ آیت بھی مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ان باطل معبودوں کی مذمت میں نازل ہوئی لیکن ان لوگوں نے چونکہ ہم پر اپنا غصہ نکالنا تھا اور اپنے دل کے گند کو باہر نکالنا تھا لہذا انہیں کوئی اور نہ ملا تو یہ آیت بھی بھولے بھالے سنیوں پر لگا دی اور کہنے لگے کہ تم انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو اپنا سفارشی مانتے ہو اور ان کو اپنا حمایتی مان کر تم نے بھی یہ شرک کر لیا ہے۔ کیا وہ قرآن نہیں پڑھتے قرآن مجید نے تو سفارش اور شفاعت کا کیسا خوبصورت انداز دیا ہے فرمایا وَلَوْ اَنْتُمْ اِذْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ جَاءُوكَ .

(النساء ۶۴) ”اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ تمہارے حضور حاضر ہوں۔“ یہ لوگ کہتے ہیں کہ کوئی حمایت نہیں کر سکتا کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔ قرآن کہتا ہے کہ اگر تم گناہ کر لو گناہ گندہ کام ہے جب کوئی گندہ کام کرو گے تو ظلم ہو جائے گا لہذا جب تم ظلم کر لو تو پھر میرے بندو تم گھبرانائیں ہے میں رحمن بھی ہوں رحیم بھی ہوں۔ تم سے اگر ظلم ہو جائے تو ظلم معاف کرانے کا میں تمہیں

طریقہ بتا دیتا ہوں وہ طریقہ یہ ہے کہ ظلم کرنے کے بعد کہیں اور بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو جاؤ۔ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ انور پر حاضر ہو جانا اور وہاں کیا کرنا فَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ (النساء ۶۴) ”پس اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا۔“ تو کیا اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دے گا۔ نہیں نہیں وہ معاف نہیں کرے گا۔ وَاسْتَغْفِرَ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ (التکوٰۃ ۶۴) ”اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت فرمائیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سفارش کر دیں گے اگر ان کے لب ہل گئے تو تمہارے لئے جنت کا دروازہ کھل جائے گا۔ تمہیں جنت کا راستہ مل جائے گا۔ قرآن مجید تو خود کہتا ہے کہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سفارش سے تمہارا بیڑہ پار ہوگا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ صرف بخشش ہی نہیں بلکہ دنیا کے کام بھی محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سفارش سے ہی چلتے ہیں ہمیں جو کچھ بھی ملتا ہے وہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سفارش سے ہی ملتا ہے۔ مدینہ شریف میں پانی نہیں تھا۔ بارش نہیں ہو رہی تھی لوگ جمع ہو گئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی نہیں ہے اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے ہماری روح کھینچ رہی ہے۔ موت سر پر کھڑی نظر آ رہی ہے۔ بہت پریشانی ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرم فرمائیں۔ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی عرض لے کر آ رہے ہیں ذرا ایک لمحہ کیلئے سوچو تو سہی کہ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے زیادہ آج کے دور کا کوئی مولوی مسلمان کہلوانے والا دین کو سمجھتا ہے کیا ان سے زیادہ قرآن مجید کو سمجھتا ہے کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو علم نہیں ہے کہ مِنْ دُونِ اللّٰہِ کیا مراد ہے کیا انہیں یہ علم نہیں ہے کہ باطل معبودوں سے کیا مراد

ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھتے ہیں تو کیا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا بھی نہیں سیکھا کہ اگر بارش نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں نماز استسقاء پڑھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہئے انہیں ان تمام باتوں کا علم ہیں لیکن وہ جانتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں تو سب سے بڑا وسیلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ خدا کے دامن کرم میں قرب پانا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو پکڑ لینا ہوگا۔ ایک بات اور عرض کرتا ہوں قرآن مجید میں سب سے پہلے آپ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہتے ہیں۔ اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے لیکن جب آپ عربی کے الفاظ بولتے ہیں تو بِسْمِ اللّٰهِ پہلے ”ب“ بولتے ہیں پھر اسم بولتے ہیں اور پھر اَللّٰہ کہتے ہیں حالانکہ پہلے اَللّٰہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے آپ نے رحمن کہا تو اللہ تعالیٰ کی ایک صفت بیان کی۔ آپ نے رحیم کہا تو اللہ تعالیٰ کی ایک صفت بیان کی آپ نے اسمع کہا تو خدا کی ایک شان بیان کی۔ آپ نے البصیر کہا تو اللہ تعالیٰ کی ایک شان بیان کی لیکن جب آپ اَللّٰہ کہتے ہیں تو اس ایک لفظ سے آپ اللہ تعالیٰ کی کڑوڑ ہاشائیں بیان کر دیتے ہیں۔ اگر اس طرح سے ہوتا کہ اللہ الرحمن الرحیم پھر بھی ٹھیک تھا لیکن خالق کائنات نے اپنے نام سے پہلے ”ب“ لگائی پھر اسم لگایا۔ یہ ایسا کیوں کیا آپ سنیں تاجدار اہل سنت حضرت امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی فکر کیا کہتی ہیں۔ آپ یہ نقطہ بیان کرتے ہیں کہ خالق کائنات نے پہلے ”ب“ لگائی پھر اسم لگایا۔ ”ب“ سے



متعلق کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ ”ب“ محتاج ہے یہ پہلے کسی سے اپنا تعلق قائم کرے گی پھر یہ اپنا معنی اور مفہوم بتائے گی ”ب“ کے ذریعے سے کسی سے تعلق قائم کرنا ہوگا اور اسم کا معنی ہے علامت، نشانی کسی چیز کی علامت یا نشانی جو ہے وہ منزل تک پہنچا دیتی ہے۔ اگر راستہ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہاں سے چنیوٹ دس کلومیٹر ہے تو اس نشانی سے ہمیں چنیوٹ کی منزل مل جاتی ہے۔ لہذا علامت یا نشانی منزل تک پہنچانے کا وسیلہ ہوتی ہے۔ خالق کائنات نے پہلے ”ب“ اور پھر اسم لگایا پھر اپنے نام کا ذکر کیا اپنے نام سے پہلے اسم کیوں لگایا۔ اسم کے معنی علامت یا نشانی ہے۔ خدا یہ بتا رہا ہے کہ اگر ہم تک پہنچنا ہے تو ہماری علامت اور ہماری نشانی تک آؤ۔ فرمایا کہ ہماری علامت اور نشانی کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ہمارے محبوب کی ذات گرامی ہے۔ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (النساء: ۸۰) ”جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا۔“ جو ہمارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن کرم میں آ گیا وہ اللہ تعالیٰ کے کرم کے سائے میں آ جاتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب پاتا ہے وہ خدا کا ہی قرب پاتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم یہ بات سمجھتے تھے۔ یہ فکر بریلی میں گھڑی نہیں گئی تھی بلکہ وہاں پڑھی گئی تھی اور یہ فکر جو چلی ہے تو یہ مدینہ شریف سے چلی ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اس کا درس دے رہے ہیں۔ اگر پانی نہیں مل رہا تھا تو خدا کے دربار میں جاتے لیکن وہ جانتے تھے کہ خدا کا دربار دراصل اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دربار ہے۔ خدا کا کہیں ٹھکانہ تو ہے نہیں کہ جہاں ہم جا کر اس سے مل آئیں۔ دراصل ہمارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملنا ہی خدا کو ملنا ہے۔ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگنا خدا سے

ہی مانگنا ہے۔ محبوب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب پانا ہی خدا کا قرب پانا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیاس نے ہمیں مار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے کچھ کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ اے میرے صحابہ تم نے غیر اللہ سے مانگا ہے۔ یہ شرک ہو گیا ہے۔ لہذا تم مشرک ہو چکے ہو۔ توبہ کرو۔ دوبارہ کلمہ شریف پڑھو۔ نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا بلکہ ان صحابہ کے اس عقیدے پر ان کو حوصلہ دیا فرمایا کہ اے میرے صحابہ اگر تم پانی کی وجہ سے پریشان ہو تو پریشانی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔ میری موجودگی میں پریشان نہ ہوں پانی ابھی مل جاتا ہے تو پھر کیسی بارش نازل ہوئی کہ پورا ہفتہ ہی بارش ہوتی رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مفہوم واضح کر دیا ہے دراصل قرآن مجید میں مِنْ ذُوْنِ اللّٰہِ سے مراد وہ باطل معبود ہیں۔ جو خدا کے غیر ہیں وہ اور ہیں اور جو خدا والے ہیں وہ اور ہیں۔ جب کوئی بندہ خدا والوں کو اللہ کا بندہ سمجھتا ہے تو وہ مشرک نہیں ہوتا۔ وہ اصل مومن کہلاتا ہے اور جو بتوں کو خدا سمجھتا ہے ان کی عبادت کرتا ہے۔ وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام تمام رسول اور تمام اولیاء اللہ ہزار ہا شان رکھنے کے باوجود کڑوڑ ہا عظمتوں کے باوجود اللہ کے بندے ہیں۔ وہ جو بھی مدد کرتے ہیں۔ جو ہماری پکار سنتے ہیں وہ دراصل اللہ تعالیٰ کی اجازت اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے اذن سے سنتے ہیں اور اپنے غلاموں کی مدد بھی فرمایا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ جو مفہوم آج میں نے آپ حضرات کے سامنے پیش کیا ہے اس کو یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اپنے عقیدے اور نظریے پر

ہمیشہ ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(سوال آپ نے دو بڑی حوصلہ افزا باتیں بیان کیں ہیں کہ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي عَت كَالْيَقِينِ كَرَلُو تُو پھر ان کے پاس جاؤ لیکن جو وہاں جا نہیں سکتا

اس کے پاس زادراہ نہیں ہے اس کے پاس وسائل نہیں ہیں اس کا کیا حل ہے۔)

حکیم الامت مفتی اعظم مفتی محمد احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر نعیمی میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ کیا جو بندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے پر حاضر ہوگا تو اسے شفاعت مل جائے گی لیکن کوئی ایسا بندہ جو روضے پر حاضر نہیں ہو سکتا وہ اس حاضری کی چاشنی کیسے پائے گا۔ جو حاضری کی عظمتیں اور بخششیں ہیں حاضری کے جو فیوض و برکات ہیں وہ کیسے پائے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایسے بندے کو نہ کوئی رقم لگانے کی ضرورت ہے نہ ہی کسی ویزا یا پاسپورٹ حاصل کرنے کی ضرورت ہے نہ ہی تصاویر کھچوانے کی ضرورت ہے وہ اپنے گھر بیٹھے ہوئے ہی حاضری دے سکتا ہے اس کو صرف اتنا کرنا پڑے گا کہ دل میں محبت ہو آنکھیں بند ہوں اور تصور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر بیٹھا ہو۔ خالق کائنات کے خزانوں میں کمی نہیں ہے۔ وہ مالک ہے وہ وہاں پہنچنے والوں کو اجر دے سکتا ہے تو گھر بیٹھے والوں کو بھی اجر دے سکتا ہے۔ بات صرف محبت اور عقیدت کی ہے خلوص کی ہے اگر وہ خلوص کے ساتھ ایک مرتبہ اس طرح حاضری دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی وہی اجر و ثواب اور فیوض و برکات عطا فرمائے گا۔ وَمَا عَلَيْنَا الْاِالْبَلَاغِ الْمُبِينِ۔

خطاب حضرت علامہ مفتی محمد فاروق القادری دامت برکاتہ العالیہ

برآستانہ عالیہ نقشبندیہ 11-01-21

## نعت کا تصدق

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ  
الْعَلَمِينَ آغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى الْكَوَاصِحِ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے  
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں  
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے  
درِ حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے  
ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے  
جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! شعر پڑھا گیا ہے کہ ۔

خالد یہ تصدق ہے فقط نعت کا ورنہ  
محشر میں تیرے وارے نیارے نہیں ہوتے

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت شریف پڑھنے سے کتنے وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی بتا سکتا ہے یا پھر میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بتا سکتے ہیں، ان کے علاوہ کوئی نہیں بتا سکتا۔ نعت پڑھنے سے کیا ملتا ہے۔ کیا عطا ہوتا ہے اور کیا اس کا انعام ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ایک محفل نعت میں آنے سے بیس لاکھ بُری محفلوں کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ ہمیں ایک ڈیڑھ گھنٹہ ہو گیا ہے کہ ہم نعت خوانی ہی کر رہے ہیں اگر صرف ایک نعت شریف ہی ہوتی پھر بھی بیس لاکھ بُری محفلوں میں جانے کے گناہ مٹ جاتے۔ کسی اور عمل پر اتنا کرم نہیں ہوتا جتنا کہ نعت مصطفیٰ اور درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے سے ہوتا ہے۔ یہ وارے نیارے ہیں۔ ہم بے شمار گناہ کرتے ہیں ہر بُری جگہ جانا ہمارا شعار ہے لیکن محفل نعت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بلاتے ہیں۔ ”آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں“۔ محفل میں بلا کر اس میں بٹھا کر سارے گناہ معاف کر دیں تو یہ ان کی مرضی ہے۔ یہی ہماری نجات کا سبب ہے اور کوئی سبب نہیں ہے۔ آپ اپنا کردار دیکھ لیں میں اپنا کردار دیکھ لیتا ہوں۔ ہمارے کردار میں کچھ نہیں ہے اگر ہے تو صرف نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ پھر فرمایا کہ جب ہم آتے ہیں تو گناہ لے کر آتے ہیں۔ بے شمار گناہ لے کر آتے ہیں لیکن جب محفل نعت میں آتے ہیں تو وہ سارے گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔ جھوٹ بولا وہ سچ ہو گیا۔ کسی کی جیب کاٹ لی وہ بھی نیکی لکھی گئی۔ یہ گناہ کا بدل جانا ہے۔ پروفیسر صاحب نے حساب کتاب لگایا ہے کہ جنت بہت دور ہے۔ اگر کوئی اٹھارہ لاکھ ساٹھ ہزار میل فی سیکنڈ

کی رفتار سے ایک ہی خطِ مستقیم میں تیس لاکھ سال متواتر پرواز کرے تو وہ جنت کے کنارے پہنچ جائے گا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ لیکن جب نعتِ مصطفیٰ اور درودِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا جاتا ہے تو جنت خود چل کر تیرے گھر میں آ جاتی ہے۔ آپ اس وقت کہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ جنت میں بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کو جنت میں کس نے بٹھایا ہے۔ نعتِ مصطفیٰ اور درود شریف نے بٹھایا ہے۔

خالد یہ تصدق ہے فقط نعت کا ورنہ

محشر میں تیرے وارے نیارے نہیں ہوتے

محشر تو ابھی بہت دور ہے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ اس کا انعقاد کب ہوگا لیکن جنت تو ابھی سے ہی چل کر تیرے پاس آ گئی ہے اب محشر کس کے لئے ہوگا۔

نشر کا دل ہے اپنے گناہوں پہ مطمئن

وہ اور ہوں گے جن کو امید کرم نہیں

نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جنت عطا فرماتی ہے۔ جنت کے علاوہ اور

اس سے بڑی چیز بھی ہے وہ ہے مدینہ منورہ

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ

کہ سب جنتیں ہیں ثارِ مدینہ

جیسے ہی نعتِ خوانی شروع ہوتی ہے درود شریف الصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ

يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبِي ﷺ

جاتا ہے محفل میں خواہ ایک ہی بندہ ہو۔ دو ہوں، سو ہوں ہزار ہوں کہ کڑوڑ ہوں

کہ اس سے بھی زائد ہوں تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ



پوری محفل کو اٹھا کر میری قبر اقدس میں رکھ دیا جاتا ہے۔ پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اتنے افراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور میں آجائیں گے، قبر اقدس تو زیادہ سے زیادہ 3x7x4 ہوگی۔ فرمایا کہ میری امت مشرق میں ہو گی۔ میری امت مغرب میں ہوگی میں اپنی قبر اقدس مدینہ منورہ میں ہوں گا لیکن وہ جب میری نعت پڑھیں گے مجھ پر درود شریف پڑھیں گے تو وہ میری قبر اقدس میں ہوں گے۔ میں ان کو دیکھتا ہوں گا میں ان کی آواز سنتا ہوں گا تیری نعت کی آواز نے تجھے تیرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر اقدس میں پہنچا دیا ہے۔ یہ نعت کا تصدیق ہے اور نعت شریف صرف سنی عقیدہ ہی پڑھتے ہیں دوسرے کسی فرقہ والے نعت نہیں پڑھتے۔ وہ پڑھ سکتے ہی نہیں ہیں ان کے گلے سے نعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نکل سکتی ہی نہیں ہے۔ وہ نعت پڑھنے کو شرک اور بدعت کہتے ہیں۔ کیا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری زمانہ حیات میں نعت شریف پڑھی گئی ہے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعت شریف سنی ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نعت عطا ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں تو میں وہ نعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کا شرف حاصل کروں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ مسجد نبوی کا ممبر شریف باہر صحن میں رکھیں اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ ممبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر چڑھ جاؤ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود نیچے فرش پر تشریف فرما ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار حضرت ابو بکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے کبار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نیچے ہی تشریف فرما ہیں اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممبر شریف کے اوپر بیٹھ کر نعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھ رہے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نعت سن کر جھوم رہے ہیں اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی چادر مبارک تحفے میں دے رہے ہیں جس طرح سے کہ آپ نعت خوانان کو پیسے دے رہے ہیں۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی میں بیٹھ کر نعت شریف پڑھی اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنی ہے پھر یہ بدعت کس طرح سے ہو گئی، جو نعت شریف کو بدعت کہے وہ خود بدعتی ہے ہم بدعتی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر روز ہر لمحہ فرشتوں کو سامنے بٹھا کر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت نئی نعت پڑھتا ہے یہ بخاری شریف کی حدیث پاک ہے۔ درود اللہ تعالیٰ کیا ہے فرمایا کہ یہ ثنائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے پوچھتے ہیں کہ یا اللہ کیا ہم غلطی پر تو نہیں ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جہاں میرا ذکر ہو وہاں میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بھی ساتھ ہی ہو۔ اَگر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھتے ہو تو اس کے ساتھ ہی مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھو۔ آذان میں اگر أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہتے ہو تو اس میں أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کہتے ہو۔ يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (طہ) اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔“ زمین اور آسمان میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے کوئی ایسا ذرہ

نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح نہ کر رہا ہو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کر رہا ہو اور اس تسبیح کے ساتھ وہ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا ذکر تو ہو لیکن میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ ہو۔ میرا ذکر تو یا حی یا قیوم یا حی یا قیوم ہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ بھی ہو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی بھی ہو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ بھی ہو اور بھی کئی ورد و وظائف ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس ذکر کا، اس بندے کا اور اس جماعت کا جنت میں حصہ ہی نہیں ہے، جو صرف میرا ہی ذکر کرے اور میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہ کرے پھر فرمایا کہ اگر میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرے لیکن میرا ذکر نہ کرے جس طرح سے کہ ہم کر رہے ہیں۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پڑھ رہے ہیں۔ فرمایا کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بھی میرا ہی ذکر ہے۔ یہ بھی حدیث شریف ہے، ہم نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی حمد باری تعالیٰ ہی کر رہے ہیں یہ اللہ کی مرضی ہے کہ اسے اپنا ذکر سمجھ کر قبول کرے یا اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر تصور کر کے اسے قبول فرمالے۔ یہ خاص کرم صرف سینوں پر ہے۔ روضہ اقدس پر ستر ہزار فرشتے صبح آتے ہیں تو سارا دن کیا کرتے ہیں۔ وہ درود شریف اور نعت شریف ہی پڑھتے ہیں۔ شام کو صبح سے آئے ہوئے فرشتے واپس چلے جاتے ہیں اور ان کی جگہ شام والے ستر ہزار فرشتے آ جاتے ہیں اور وہ صبح تک روضہ اقدس پر حاضر رہ کر درود شریف اور نعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھتے ہیں۔ ہم بھی یہی کچھ کر رہے ہیں۔ اب دیکھیں کہ مدینہ منورہ میں کیا ہے۔ مدینہ منورہ کی عظمتیں شمار کر لیں۔ وہاں نور نکلتا ہے، خوشبو نکلتی ہے۔ خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

وہاں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنی قدرت کے ساتھ وہاں موجود ہے۔ ے

چھت پہ چڑھ سکتا نہیں زینے کے بغیر

رب مل سکتا نہیں مدینے کے بغیر

وہاں فرشتے اترتے ہیں۔ وہاں ریاض الجنت ہے، جنت کی کیاری ہے جو دس بارہ مرلہ کی جگہ ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ دنیا میں جنت کا ٹکڑا ہے۔ وہاں بخشش ہے۔ حضور نبی کریم الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت ہے۔ مدینہ شریف کی بے شمار عظمتیں ہیں لیکن یہ جو میں نے عرض کی ہیں یہ بطور خاص وہاں موجود ہیں۔ اس محفل میں کیا ہے یہاں بھی نور نکلتا ہے۔ خوشبو نکلتی ہے، مجھے ان لوگوں کی زیارت ہے جو اس نور کو دیکھنے والے ہیں اور اس خوشبو کو سونگھنے والے ہیں۔ یہ سارا ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی کمال ہے کیونکہ حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث شریف کے مطابق ہم اس وقت قبر انور میں ہیں۔ جو وہاں مل رہا ہے وہی یہاں بھی مل رہا ہے۔ مدینہ شریف حاضر ناظر ہے اور ہم بھی حاضر ناظر ہیں کیونکہ یا تو مدینہ منورہ یہاں آیا ہوا ہے اور یا ہم مدینہ منورہ میں پہنچے ہوئے ہیں ہمیں دونوں طریقے منظور ہیں کہ ہم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے حاضر ہیں۔ نور اور خوشبو وہاں بھی ہے وہی نور اور خوشبو یہاں بھی ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں بھی ہیں اور یہاں بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہاں بھی ہے اور اللہ تعالیٰ یہاں بھی ہے۔ فرشتے وہاں بھی ہیں اور فرشتے یہاں بھی ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث شریف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے کہ جہاں بھی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل ہو

رہی ہو اس کو ڈھونڈ کر اس میں شامل ہو جاؤ۔ فرشتے گردش کرتے رہتے ہیں اور جہاں کہیں کسی ایک فرشتے کو محفل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مل جاتی ہے وہ دوسروں کو بھی بلا لیتا ہے۔ شرق، غرب، شمال، جنوب کے فرشتے آ جاتے ہیں اور محفل کی جگہ کو پہلے آسمان تک گھیر لیتے ہیں۔ جب محفل ختم ہوتی ہے تو فرشتے بارگاہ عالیہ میں جا کر رپورٹ پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ اے میرے فرشتو کہاں سے آئے ہو۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم ڈاکٹر اشتیاق الحسن کے گھر سے آ رہے ہیں۔ وہاں محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہی تھی۔ طویل حدیث شریف ہے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے اس محفل میں شریک تمام لوگوں کو بخشش دیا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ کوئی روٹی کھانے آ گیا تھا، کوئی کرسی پر بیٹھنے آ گیا تھا، کوئی پیسے لینے آ گیا تھا، کوئی اپنی کسی غرض سے آ گیا تھا۔ کوئی سی آئی ڈی کا بھی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ کوئی کیوں آیا۔ محفل میں بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھنے والا شقی نہیں رہتا وہ جنتی بن کر اپنے گھر جاتا ہے۔ حدیث پاک کی رو سے محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محفل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بخشش ہی بخشش نکلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی محافل منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ شعر پڑھا گیا ہے۔ ۷

لوگ تو حسن عمل لے کے چلے روز حساب

سروراں ہم کو فقط تیرے سہارے ہوں گے

اعمال کی کیا وقعت ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی کیا عظمت ہے

حضرات ہم جیسے بندوں کو تو چھوڑیں ہمارے تو اعمال بارگاہ عالیہ میں پیش ہونے کے لائق ہی نہیں ہیں آپ انبیاء علیہم السلام کو لے لیں اور ان میں سے بھی بڑے بڑے اعمال جس نے کئے، قرآن و احادیث مبارکہ میں جس کے اعمال کا تذکرہ ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ گورنمنٹ کے سارے بت توڑ دیئے۔ مقدمہ چلا اور فیصلہ ہوا کہ اس کو آگ میں جلا دیا جائے۔ آگ میں ڈالے گئے لیکن نہیں جلے تو یہ اللہ کی مرضی۔ ملک بدر کر دیئے گئے۔ ذرا گھر سے چند دن نکل کر دیکھو۔ جو حالیہ سیلاب (2010ء) میں گھروں سے نکلے ہیں ان سے پوچھ کر دیکھو کہ گھر سے نکلنے کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ اسی نوے سال کی عمر میں بیٹا عطا ہوا تو حکم ملا کہ اس کو جا کر جنگل میں چھوڑ آؤ۔ بیت اللہ شریف کے قریب چھوڑ گئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ایڑیاں مارنے سے پانی نکل آیا۔ آپ بھی بچ گئے اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی بچ گئیں۔ وہ جگہ پانی کے باعث آباد ہو گئی۔ آپ ذرا بڑے ہوئے تو حکم ہوا کہ اپنی پیاری چیز کی قربانی پیش کر دو، آپ نے بھیڑیں قربان کر دیں۔ پھر قربانی کرنے کا حکم ہوا تو آپ نے بکریاں قربان کر دیں۔ پھر حکم ہوا کہ قربانی پیش کر دو تو آپ نے گائے ذبح کر دیں۔ پھر حکم ہوا تو اونٹ ذبح کر دیئے۔ پھر حکم ہوا کہ اے ابراہیم کوئی پیاری چیز قربان کر دو۔ آپ نے سوچا کہ پھر پیاری چیز تو بیٹا ہی ہے۔ فرمایا کہ اس کو ہی ذبح کر دو۔ آپ نے بیٹے کو لٹا دیا۔ ہاتھ پاؤں باندھ دیئے۔ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لی۔ چھری تیز کر لی۔ بیٹے کے گلے پر چھری چلا دی۔ اگر چھری نہیں چلی تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نیت میں کوئی کمی نہیں ہے۔ پوری خلوص نیت



سے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں۔ پھر یہ کہ ان کی دعا ہے۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ  
وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (ابراہیم: ۴۱) اے ہمارے رب مجھے بخش دے  
اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔“ حضور نبی  
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ہر نماز میں حضرت ابراہیم علیہ  
السلام اور ان کی آل پر درود شریف پڑھیں ان پر برکت کی دعا بھی کریں۔ آپ جو  
بھی قربانی کرتے ہیں اس کا ثواب بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جا رہا ہے۔  
آپ ذرا حساب لگائیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پلے میں کتنا ثواب ہے۔  
بے حد و بے شمار ہے لیکن حشر کے دن وہ جھولی پھیلانے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کے در پر کھڑے ہوں گے اور عرض کریں گے کہ۔

سرور! ہم کو فقط تیرے سہارے ہوں گے

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنا کوئی حسن عمل لے کر نہیں جا رہے ہیں۔ پورا شعر ہے۔

لوگ تو حسن عمل لے کے چلے یوم حساب

سرور! ہم کو فقط تیرے سہارے ہوں گے

پہلا مصرعہ درست نہیں ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام تو اپنے تمام تر اعمال کو چھوڑ کر

ایک طرف رکھ کر میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر جھولی پھیلانے کھڑے

ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے تو میری

بخشش ہوگی۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی پر فرمایا ہے کہ۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کسی کی بخشش ممکن ہی نہیں ہے۔ آپ کہیں ہماری نمازیں ہیں، ہمارے روزے ہیں، ہم بڑی دور سے آئے ہیں۔ ہم نے بہت خرچہ کیا ہے۔ ان سب کا کیا ہوا۔ میری تفسیر، میرا حفظ کہاں گیا، میرا جہاد اور میری شہادت کس کام آئی۔ دو مختلف چیزیں ہیں، دو مختلف مقام ہیں۔ ایک جنت میں داخلہ ہے اور دوسرا جنت میں تیرا مقام ہے۔ جنت میں داخلہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ہے اور جنت میں تیرا مقام، تیری جگہ، تیرے اعمال کی بنا پر ہے۔ جتنے اعلیٰ اور اچھے اعمال اتنا ہی اعلیٰ درجہ۔ لیکن جنت میں داخل ہونے کے لئے انبیاء علیہم السلام کو بھی شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی سہارا ہوگا۔ نیکوں کو بھی شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنے والے ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت کے مطابق پینتالیس سال اور ایک روایت کے مطابق ستر سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنے والے ہیں۔ آخر جب غور فرمایا کہ جنت میں داخلہ کس طرح سے ہوگا تو ان دونوں ہستیوں نے عرض کیا کہ

يَا رَسُولَ اللَّهِ اُنْظُرْ حَالَنَا      يَا حَبِيبَ اللَّهِ اِسْمَعْ قَالَنَا  
اِنْنِي فِي بَحْرِ غَمٍّ مِنْ مُغْرَقٍ      خُذِيْدِي سَيْلَنَا اَنْقَالَنَا

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ کرم فرمائیں گے تو میرا بیڑہ پار ہو گا ورنہ میرے پلے میں کچھ نہیں ہے۔ اپنے تمام اعمال کو ایک طرف رکھ دیا۔ اپنے اعمال کا سہارا نہیں لیا ہے۔ سہارا اگر لیا ہے تو ماہِ مکلی والے کا لیا ہے۔

سہاروں کی جب بھی ضرورت پڑی بے سہاروں کو  
سہارا صرف ماہ کملی والے کا نظر آیا

یہ یاد رکھنا اور بڑے غور سے سن لو اور یاد رکھو کہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
صرف اسے ہی ملے گی۔ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اسے ہی ملے گی۔  
شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اسے ہی ملے گی جو اس دنیا میں شفاعت  
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہوگا۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ اس کے اعمال ہی کافی ہیں  
اسے شفاعت کی ضرورت نہیں ہے تو پھر جنت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اس  
کو یاد کر لیں یہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا نچوڑ ہے کہ ۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے اپنی تصنیف عقیدے کی اہمیت میں یہ  
تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اعمال سے جنت نہیں دینی ہے۔ میں  
نے جنت اپنی رحمت اور فضل سے دینی ہے۔ یا اللہ تیری رحمت اور فضل کون ہے فرمایا  
کہ میری رحمت بھی میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور میرا فضل بھی میرا حبیب  
علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے پھر پیغام یہی ہے۔ آپ بھی یاد رکھیں میں بھی یاد رکھتا ہوں یہی  
بات کرتے کرتے میں بھی بوڑھا ہو رہا ہوں اور پروفیسر صاحب اس کو لکھتے لکھتے  
بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہمارا عقیدہ اسی پر پختہ ہو جائے کہ ۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

کوئی عمل کام نہیں آئے گا۔ جنت میں داخلہ اعمال کی بنیاد پر نہیں ہوگا اور پھر جنت میں درجہ اعمال کی بنا پر ملے گا لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی ہے کہ جس کو چاہیں جس درجہ میں چاہیں رکھ دیں۔ اعمال کی بنیاد پر سمجھ لیں کہ کوئی چوہڑا جرا میں ہو گا، کوئی بولے دی جھگی میں ہو گا، کوئی مسلم ٹاؤن میں ہو گا، کوئی پیپلز کالونی میں ہو گا۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کو چاہیں اپنے پاس اپنے محلہ میں رکھ لیں یہ ان کی اپنی مرضی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکمل اختیار دیا ہے کہ وہ جس کو چاہیں اپنے قدمین شریفین میں جگہ عطا فرما دیں یہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے۔ آخر حشر میں جو کچھ ہونا ہے وہ ہم بھی آج ہی اس کی ریہرسل کر لیں۔ حشر کا آخری پروگرام نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام ہونا ہے اس سے پہلے اللہ تعالیٰ سب کو بٹھا کر نعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھے گا جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے لائق ہوگی۔ لوگ کہتے ہیں نعت پڑھنا بدعت ہے، شرک ہے لیکن دیکھو کہ اللہ تعالیٰ خود اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت پڑھ رہا ہے اور لوگوں کو بتائے گا کہ تم تو غیر معیاری اور Sub-Standard نعتیں پڑھتے آئے ہو جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے لائق نہیں تھیں۔ آج میں تمہیں سناتا ہوں کہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے لائق کون سی نعت ہے۔ اس کا بیان نہ قرآن میں آیا ہے نہ کسی حدیث میں آیا ہے وہ صرف اللہ ہی جانتا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کیا ہے۔ دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شان و عظمت کا کسی کو علم نہیں ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ نعت شریف پڑھنے کے بعد حکم

دے گا کہ اب کھڑے ہو کر میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام پڑھو۔ جو اس دنیا میں کھڑے ہو کر سلام نہیں پڑھتے وہ وہاں بھی اٹھ نہیں سکیں گے اور ہم جیسے غلام کھڑے ہو جائیں گے۔ درود و سلام شروع ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت برسنا شروع ہو جائے گی۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ جو اٹھ نہیں سکیں گے وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ ہمیں بھی اٹھنے کی طاقت عطا فرما اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ صرف ان کا حصہ ہے جو دنیا میں کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتے تھے۔ آؤ آج ہم اس کی ریہرسل کرتے ہیں اور سرور صاحب وہ خاص سلام پیش کرتے ہیں جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسند والا ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین  
خطاب دوسری سالانہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
برآستانہ عالیہ صاحبزادہ والا نشان  
حضرت اشتیاق الحسن صاحب دامت برکاتہ العالیہ

16-02-2011

## آمینڈا ڈھولا

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ  
الْعَلَمِينَ آعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى الْكَوَاصِبِ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

معزز حاضرین! قاری غلام رسول صاحب نے نعت شریف پڑھی ہے کہ:

آمینڈا ڈھولا کراں بیٹھی زاری

میں مک دی مکاواں تو جتوں میں ہاری

توں لُج پال سوہنا توں لُج پال ڈھولا

مینڈی زندگی ہے تینڈے نال ڈھولا

تو چنگیاں توں چنگا میں سب توں نکاری

میں مک دی مکاواں توں جتوں میں ہاری

حکیماں طپیاں دے وں دی ایہہ گل نہیں

مینڈی مرض دا ہور کوئی وی حل نہیں

وکھا جا ذرا اپنی صورت پیاری

آمینڈا ڈھولا کراں بیٹھی زاری

نکاں پئی راہواں میں اڈیاں نوں چا کے



بیٹھی ہن میں دا زندگی دا لا کے  
 کڈھاں آسی تینڈی سوئی سواری  
 آمینڈا ڈھولا کراں بیٹھی زاری  
 ہنجو مینڈے چل دے نیں بن بن قطاراں  
 تینڈا ناں گھن گھن کے زندگی گزاراں  
 جدائیاں دے اندر لنگی عمر ساری  
 آمینڈا ڈھولا کراں بیٹھی زاری  
 میں لکھ لکھ کے چٹھیاں ہزاراں نیں پائیاں  
 تینڈے دیں وچوں خبراں نہ آئیاں  
 نہ دسیا ٹھکانہ میں کوں جاندی واری  
 آ مینڈا ڈھولا کراں بیٹھی زاری

فرمایا کہ میں مکی مکاواں توں جتوں میں ہاری۔ عجب کیفیت یہ ہے کہ  
 حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے سامنے بھی تشریف فرما ہیں۔ جب ہم یہ  
 کہیں کہ ”توں جتوں“ تو جو حاضر ہوا اسی کے لئے ہی کہا جائے گا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیت گئے۔ تو کیا وہ اس وقت سامنے نہیں ہوں گے  
 کیا وہ ہمارے پاس نہیں ہیں۔ کیا وہ حاضر نہیں ہیں پھر یہ بھی کہا جائے  
 کہ ”کڈھاں آسی تینڈی سوئی سواری“ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ  
 وسلم ہم سے دور بھی ہیں۔ یہ کیا بات ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے بھی  
 ہیں اور پوشیدہ بھی ہیں یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے۔ میرا نبی

علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم شاہد بھی ہیں۔ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاحِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا (فتح ۸) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سنانا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری روحوں سے بھی قریب ہیں۔ النَّبِيُّ اَوَّلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (آب ۶) یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔“ آپ ذرا اپنی روح کو تلاش تو کریں کہ کیا یہ تمہیں مل سکتی ہے۔ یہ تمہارے اندر ہے اور اتنی اندر ہے کہ اس سے زیادہ اور کوئی چیز تمہارے قریب نہیں ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری روحوں سے بھی زیادہ ہمارے قریب ہیں حضرت خواجہ فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سیال شریف کے ایک بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی ہیں۔ یہ جو نعت شریف پڑھی گئی ہے یہ ان کا کلام ہے اور بھی بہت سے لوگوں نے نعت گو حضرات نے یہ خیال پیش فرمایا ہے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے  
عقل و غیاب جستجو عشق حضور اضطراب

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں فیض یاب ہوئے ہیں۔ عقل غیب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو نظر نہیں آتے۔ لیکن ہر کوئی جستجو کر رہا ہے عقل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کر رہی ہے۔ اور عشق سامنے ہے لیکن پھر بھی بے قرار ہے۔ حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی عشق والی کیفیت ہے۔ حضور بھی ہیں حضور بمعنی ظاہر ہونا لیکن پھر بھی اضطراب ہے۔ اضطراب کے معنی بے قرار۔ یہ جو فرماتے ہیں کہ ”کراں بیٹھی زاری“ زاری کے معنی رونا۔ اب آپ دیکھیں کہ

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ مبارک ہے یہ تو نظر آ رہا ہے لیکن اس کی طاقت نظر نہیں آ رہی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ مبارک صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو نظر آ رہا ہے لیکن اس ہاتھ مبارک کی طاقت مخفی ہے۔ وہ پوشیدہ ہے وہ نظر نہیں آ رہی ہے۔ سورج کو واپس کرنے والی طاقت نظر نہیں آ رہی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک تو نظر آ رہا ہے لیکن اس میں جو طاقت پوشیدہ ہے وہ بھی مجھے دکھا دیں۔ یہ چیز مجھے عطا ہو جائے کہ میں دیکھ سکوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں طاقت کتنی ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ

حکیمایاں طپیاں دے دے دی ایہہ گل نہیں  
میری مرض دا ہور کوئی وی حل نہیں  
دکھا جا اپنی صورت پیاری

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث مبارکہ ہے فرمایا وہ ہلاک، وہ ہلاک، وہ ہلاک عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہلاک ہے فرمایا کہ جس نے میرے دیکھنے کی تمنا نہیں کرنی ہے کوئی کہے کہ میں نمازی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تو ہلاک ہے کوئی کہے کہ میں نے روزے رکھے ہیں۔ فرمایا تو بھی ہلاک ہے۔ کوئی کہے کہ میں نے حج کیا ہے فرمایا کہ کر لو لیکن جب تک تمہیں میرے دیدار کی تمنا نہیں ہے تو بے ایمان ہے۔ حکیمایاں طپیاں سے مراد نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ قربانی، جہاد وغیرہ ہیں یہ ان اعمال کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس مرض کا کوئی اور حل ہے ہی نہیں اگر کوئی حل ہے تو یہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دل میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تمنا ہو۔ پھر فرمایا:

میں لکھ لکھ کے چٹھیاں ہزاراں میں پائیاں

تینڈے دیس وچوں خبراں نہ آئیاں

نہ دسیا ٹھکانہ میں کوں جاندی واری

شب معراج جبرائیل علیہ السلام سدرہ پر رک گئے ان کی بس ہو گئی آگے نہیں جاسکتے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے گئے تو وہ کیا کسی کو بتا کر گئے ہیں کہ میں کہاں جا رہا ہوں لامکان میں کوئی مکان نہیں ہوتا یہ اس کی طرف اشارہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرواز کہاں تک ہے اس کی مجھے خبر نہیں ہے یہ کیفیات وہ بیان فرما رہے ہیں۔ ان کو حضوری بھی حاصل ہے جس کی یہ تعریف ہے وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ بھی رہے ہیں ان کو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار حاصل ہے لیکن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت اور اصلیت کو نہیں جانتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ جو قریب بندہ ہے وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ سے زیادہ اور کسی کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتنا قرب نصیب نہیں ہوا ہے یا پھر ان کی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یہ دو ہستیاں ہیں کہ جن کو سب سے زیادہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب نصیب ہوا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا تو مجھے جانتا ہے اور کتنا جانتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہلا مسلمان ہوں ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں جنگ میں امن میں سفر و حضر میں ہر جگہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں اور مجھے اس پر فخر ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت جانتا ہوں۔ فرمایا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو میری حقیقت کو بالکل نہیں جانتا میں تو اللہ تعالیٰ کا راز ہوں تو حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ ہمیں بتاتا رہے ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ضرور رہی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر بھی اللہ تعالیٰ کا راز ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت اور اصلیت کو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنا قرب ہونے کے باوجود بھی نہ پاسکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مقام ہے اس کا کسی کو پتہ نہ چل سکا یہ کیفیت حضرت خواجہ فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرما رہے ہیں پھر اگر زیارت سے راز افشا نہ ہو سکا تو چٹھیاں بھیجنے سے راز کیسے افشا ہو جائے گا۔ آپ جو بھی مرضی کر لیں آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے راز ہونے کا پتہ نہیں چلا سکتے۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کا راز ہیں اور صرف اللہ ہی اس راز کو جانتا ہے اور کسی کے علم میں نہیں ہے اور نہ ہی آسکتا ہے آپ ہزار اس کو تلاش کرتے رہو۔ زاری کرتے رہو آپ جتنی زیادہ زاری کرتے رہو گے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو اپنی زیارت سے ضرور نوازیں گے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلیت کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جان سکتا۔ حتیٰ کہ قرآن مجید احادیث مبارکہ اور تمام نعتیں بھی میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان نہیں کر سکتیں۔

مَا إِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدٍ بِمَقَاتِي  
وَلَكِنْ مَدَحْتُ مَقَاتِي بِمُحَمَّدٍ

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں یہ شعر پڑھا گیا ہے  
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی اپنے اشعار سے کوئی اپنی باتوں سے کوئی اپنے کلام  
سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان نہیں کر سکتا صرف یہ ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ  
علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے لے کر ہم اپنی قسمت کو سنوار لیتے  
ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو یوں بیان فرمایا ہے۔

وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں

وہ کرم کہ سب کے قریب ہیں

کوئی کہہ دو یاس و امید سے

وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اتنا  
بلند ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم سے کیا رابطہ واسطہ مقابلہ ہو سکتا ہے۔ آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم محبوب خدا ہیں۔ لامکان میں جانے والے ہیں ہم گناہ گاروں کا  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مقابلہ ہو سکتا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب  
کسی پر کرم کرتے ہیں تو اس کے دل میں آ کر جلوہ گر ہو جاتے ہیں آپ یاس یعنی  
ناامیدی سے کہہ دو کہ وہ کہیں نہیں ملیں گے لیکن کرم اتنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ  
وسلم ہر جگہ موجود ہیں ہر کسی کے پاس ہیں۔ یہ بڑی خوبصورت نعت ہے صرف  
ظاہری الفاظ کہ آمینڈا ڈھولا وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر رہا ہے  
عرض کر رہا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے  
آئیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ سی رہی تھی اندھیرا ہو گیا تھا



آپ کے ہاتھ سے سوئی گر گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اتنی روشنی ہو گئی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش ہو گئیں۔ جب ہوش آیا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسی کیفیت تھی فرمایا کہ اے عائشہ مجھ پر ستر ہزار حجاب ہیں نور کے پردے ہیں میں نے صرف ایک پردہ کھسکایا ہے تو میرے نور کی تاب نہیں لاسکی اور بے ہوش ہو گئی۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو نہ پاسکیں تو ہم کس پانی میں ہیں پھر یہی کہہ سکتے ہیں:

آ مینڈا ڈھولا کراں بیٹھی زاری

میں مک دی مکاواں تو جتوں میں ہاری

ہم صرف یہ زبانی طور سے کہہ دیتے ہیں لیکن اپنی ہار نہیں مانتے۔ سچ بتاؤ کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مانتے ہیں کہ اپنی منواتے ہیں اپنے ایمان کی بات کرنا ایمان سے بتانا کہ کیا ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کو مانتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ داڑھی رکھو آپ اپنے چہروں پر ہاتھ پھیر کے دیکھو کہ کتنے ہیں جنہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کیا ہوا ہے کتنے ہیں جو سر پر کپڑا رکھتے ہیں۔ کتنے ہیں جو نماز پابندی سے پڑھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حیا کرو لیکن تم نہیں کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ والدین کی خدمت کرو ہم وہ بھی نہیں کرتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے احکامات ہیں جو ہم نہیں مانتے آپ میں سے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مانتا ہو وہ ہاتھ کھڑا کرے (کوئی بھی ہاتھ کھڑا نہیں ہوتا)

کیوں جی ہم فیل ہو گئے ہیں کہ نہیں۔ یا اللہ ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننے کی توفیق عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ اسے کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ وہ سب کا خالق ہے، مالک ہے۔ اس نے اپنی مرضی سے اپنی رضا میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دی ہے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جو آپ کہیں گے میں وہی کروں گا۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (الضحیٰ ۵) اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ کیا ہم نے بھی اپنی مرضی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے اللہ کرے کہ یہ کیفیت ہو جائے کہ توں جتنیوں میں ہاری۔

توں چنگیاں توں چنگا میں سب توں نکاری

میں مک دی مکاواں توں جتنیوں میں ہاری

ہم ہمیشہ اچھا بننے کی کوشش کرتے ہیں ہم نکارے نہیں بنتے نہ ہی بننے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے نکارے بننے کی توفیق عطا فرمائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مقابل ہر بندہ ہی نکارہ ہے جو کچھ کسی میں ہے تو کہے کہ تجھ میں علم ہے تو کہے کہ تجھ میں حسن ہے۔ مجھ میں طاقت ہے مجھ میں عقل ہے مجھ میں روح ہے تو پھر تیرا اس میں کیا ہے آپ تو ہارے ہی ہارے ہوئے ہیں اگر اپنی ہار مان جاؤ گے تو اچھے رہو گے۔ تجھے بجلی کا کام آتا ہے تو یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہے۔ قاری صاحب کو قرأت آتی ہے تو یہ بھی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے۔ سب

سے زیادہ حسن کس میں ہے۔ یہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ سارے حسن کا 9/10 حصہ اکیلے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس ہے۔ جتنا بھی حسن اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا ہے اس میں 9/10 حصہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حصہ میں آتا ہے باقی 1/10 حصہ میں سے ساری مخلوق حصہ لے رہی ہے یہ بات نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے کر دی تو انہوں نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس 1/10 میں سے ہیں مجھے یہ گوارا نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم 1/10 میں ہوں۔ عرض کیا کہ 9/10 حصہ حضرت یوسف علیہ السلام لے جائیں اور میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق کے ساتھ 1/10 میں ہوں فرمایا کہ اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو دل برداشتہ نہ ہو میں نہ تو 1/10 میں سے ہوں اور نہ ہی 9/10 میں سے ہوں جب میرے حسن کا صدقہ اترتا ہے تو حسن یوسفی بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ ماننے کی توفیق عطا فرمائے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ہارنے کی توفیق عطا فرمائے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے انتظار میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنا کے بھیجا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہوتا ہے کہ جس کی بے حد تعریف کی جائے۔ آپ جتنی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کریں جہاں تمہاری عقل سمجھ سوچ فکر ختم ہو جائے گی وہاں سے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام شروع ہوگا۔ اب آپ تعریف کریں کہ کتنی کر لو گے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا علم عطا فرمایا جو وہ

نہیں جانتے تھے۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (۱۱۳) ”اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔“ اب بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا علم عطا فرمایا یہ دینے والا جانے یا لینے والا جانے۔ ہم اس کی کوئی حد بندی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوثر عطا فرمائی۔ فرمایا: اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (۱) اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائی ہیں۔“ کوثر کی آج تک کسی سے حد بندی نہیں ہو سکی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا دیا ہے۔ اور کیا نہیں دیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دی، یہ وہ چیزیں ہیں جن کا ہمیں کوئی علم نہیں ہے۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس کی کوئی حد بندی نہیں ہے جو بھی فرما دیا وہ ہو گیا۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں  
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام  
بندہ دیکھتا ہی رہ جاتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان  
اقدس میں کتنی طاقت ہے۔

اٹھ گنی جس طرف دم میں دم آ گیا  
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام  
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر رحمت کی ایک نظر کر دیں تو سب کی بخشش  
ہو جائے سب جنتی بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو سمجھنے کی  
توفیق عطا فرمائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اے میرے صحابہ بتاؤ کہ مجھ سے سب سے زیادہ پیار کرنے والا کون ہے (حاضرین کی طرف اشارہ کر کے آپ ہی بتا دیں کہ وہ کون خوش نصیب ہیں۔) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہم ہی ہیں۔ فرمایا کہ نہیں آپ نہیں ہیں۔ عرض کیا کہ یہ فرشتے ہوں گے فرمایا کہ فرشتے بھی نہیں ہیں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بتا دیں فرمایا کہ وہ تمہارے بہت بعد میں آئیں گے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا کیا عقیدہ ہوگا ان کی کیا صفات ہوں گی فرمایا ان کا عقیدہ یہ ہوگا کہ یا اللہ ہم سے ہماری جان لے لے، ہماری اولاد لے لے، ہمارا مال لے لے ہماری دنیا لے لے، اور ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دیدار کرادے۔ یہی دیدار کی تمنا حضرت خواجہ فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کر رہے ہیں۔

وکھا دے ذرا اپنی صورت پیاری  
آمینڈا ڈھولا کراں بیٹھی زاری

پیر صاحب کی یہ دعا ہے آپ بھی یہ دعا کر کے اپنی بخشش کا ذریعہ بنالیں۔  
دیدار ہو جائے تو کیا بات اور اگر نہ بھی ہو پھر بھی اس دعا کے صدقے بخشش ہو جائے گی۔ ہمیں اللہ اس نعت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش شاہد تنویر صاحب

بتوں کے لئے نازل ہونے والی

## آیات کا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ پر نفاذ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَوْلِيِّ لِلَّهِ  
الْعَلَمِينَ آعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى الْكَوَاصِبِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

معزز حاضرین قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ یا ایہا الناس ضرب مثل

فَا سَمِعُوا لَكَ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا  
وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَفِيدُوا مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ  
وَالْمَطْلُوبُ (الحج ۷۳) صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ  
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

خدا ہے جن کو عظیم کہتا مقام ان کا بڑھا بڑھا کر  
انہی کی عظمت بتا رہے ہیں انہی کے نعرے لگا لگا کر  
خدا نے ان کو علوم بخشے قرب میں اپنے بلا بلا کر  
عیاں ہے ان پر وہ ذرہ ذرہ جسے رکھو تم چھپا چھپا کر  
سمٹ کے ساری زمین ہے آئی بنی ہتھیلی پہ مثل رائی  
صحابہ نے بھی دی ہے گواہی جہاں میں ڈنکے بجا بجا کر

انہی کی الفت سے آج تک یہ دلوں کی مسجد میں روشنی ہے  
نکھر کے آتا ہے ماہِ نو بھی غبارِ طیبہ لگا لگا کر

احبابِ ذی وقار حضرت محترم قبلہ ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے  
مجھے ایک موضوع دیا تھا جس سے متعلق کچھ عرض کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔  
موضوع بہت پیارا ہے کہ قرآن مجید کی وہ آیات کریمہ جو کفار و مشرکین کے لئے  
آئی ہیں یا بتوں کے رد میں آئی ہیں اور آج کے نام نہاد مسلمان جن کو میرا اپنا  
وجدان کہتا ہے کہ ان کو مسلمان کہتے ہوئے بھی مسلمان کو شرم آئے گی وہ ان  
بتوں والی آیات کو انبیاء علیہم السلام کی ذاتِ مبارکہ پر تھونپ دیتے ہیں اور اولیاء  
کرام کی ذاتِ قدسیہ پر تھونپ کر لوگوں کو بتاتے ہیں کہ خالق کائنات نے ان کو  
کچھ نہیں دیا ہے۔ یہ پڑھتے پڑھاتے اور سناتے قرآن مجید ہیں لیکن عام فہم بندہ  
اس قرآن کو سن کر سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ہم تو اپنے علماء سے سنتے رہے کہ  
انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی طاقت سے سب کچھ کر  
سکتے ہیں اور یہ لوگ ہمیں قرآن ہی پڑھ کر بتا رہے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اولیاء  
کرام کو کوئی طاقت نہیں ہے ان کو کچھ تصرف نہیں ہے وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے اب  
ہم کن کی بات کو مانیں قرآن کو مانیں یا اپنے علماء کی بات کو مانیں۔ وہ قرآن  
ضرور سنار ہے ہیں لیکن ہر قرآن سنانے والا سچا نہیں ہو سکتا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ  
نے ارشاد فرمایا۔ یُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا۔ (البقرة ۲۶) ”بہتوں کو  
گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو ہدایت بخشتا ہے۔“ فرمایا کہ یہی ایک قرآن مجید ہوگا  
لوگ ہاتھ میں لئے پھر رہے ہوں گے لیکن اسی قرآن کو پڑھ کر کچھ لوگ گمراہ ہو



جائیں گے اور کچھ لوگ اس کو پڑھ کر ہدایت پا جائیں گے۔ میرے دوستو اور بزرگو آج کی اس محفل پاک میں جو آیت کریمہ میں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ ہے کہ ”اے لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے غور سے سنو کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی نہیں بنا سکتے اگرچہ اس کے لئے وہ سب اکٹھے ہو جائیں اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین کر لے جائے تو اسے اس سے چھڑا نہیں سکتے طالب اور مطلوب دونوں گئے گزر رہے ہیں“ فرمایا کہ ان کو پکارنے والوں کا مدعا بھی کمزور ہے ان کا نظریہ بھی کمزور ہے اور وہ جن کو پکار رہے ہیں ان کا نظریہ بھی کمزور ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں وہ پکارنے والا بھی کمزور ہے اور جس کو پکارا جا رہا ہے وہ بھی کمزور ہے۔ میرے دوستو اس بات کو بڑے غور سے سمجھیں کہ اس آیت کریمہ میں خالق کائنات نے فرمایا کہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر اڑ جائے تو وہ اس مکھی سے وہ چیز واپس چھین بھی نہیں سکتے۔ اب آپ ان لوگوں کی کتب دیکھ لیں کہ انہوں نے اس جیسی آیات کو دیکھ کر کہا ہے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے کہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تو کچھ بھی نہیں دے سکتے۔ انبیاء علیہم السلام کو تم یا کہہ کر پکارتے ہو۔ اولیاء اللہ کے پاس تم جاتے ہو ان کے مزارات پر تم جاتے ہو اور یہ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کے وسیلہ سے ہمیں سب کچھ عطا فرماتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے کہ یہ تو ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اور مکھی ان سے کچھ لے کر اڑ جائے تو یہ اس سے چھین بھی نہیں سکتے۔ ظاہر ہے کہ یہ ہے تو قرآن مجید لیکن وہ یہی قرآن سنا کر لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں کہ دیکھو جی اللہ کے سوا کوئی کچھ نہیں دے سکتا۔

قرآن مجید میں ہے کہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے کراڑ جائے تو یہ اس سے چھین نہیں سکتے اور اگر یہ مکھی کو بنانا چاہیں تو یہ مکھی بنا بھی نہیں سکتے۔ آپ اس آیت مبارکہ کا شان نزول دیکھیں قرآن پاک میں اس آیت مبارکہ کا پس منظر دیکھ لیں اللہ تعالیٰ بتوں کا ذکر کر رہا ہے اور کفار و مشرکین کو خطاب فرما رہا ہے کہ تم میری ذات پاک کو چھوڑ کر بتوں کے پاس جاتے ہو ان کو پکارتے ہو ان سے مدد طلب کرتے ہو۔ ان کے آگے کھانے پیش کرتے ہو یہ بت تمہاری مدد نہیں کر سکتے یہ تو تمہیں ایک مکھی بھی نہیں بنا کر دے سکتے بے شک کہ یہ سارے ہی اکٹھے ہو جائیں۔ ان کے سامنے جو تم کھانا رکھ کر جاتے ہو اگر اس میں سے کوئی مکھی اٹھا کر اڑ جائے تو یہ اس مکھی سے اپنا کھانا واپس چھین بھی نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ بتوں کیلئے نازل فرمائی کہ بت جامد چیز ہے اور تم ان کے سامنے جھک رہے ہو وہ تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔ ان لوگوں نے یہ مفہوم انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے لئے تھونپ دی کہ اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے کہ اللہ کے سوا وہ تمہیں کچھ نہیں دے سکتے اللہ کے سوا کے الفاظ آئے ہیں۔ اب دیکھنا ہے کہ اللہ کے سوا وہ بت ہیں یا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے غیر وہ بت ہیں یا کہ اولیاء کریم ہیں یہ اب ہم اللہ کی کتاب قرآن مجید فرقان حمید سے دیکھتے ہیں۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ پڑھیں آپ نے اپنی قوم کو خطاب فرمایا اپنی شان و عظمت بیان فرمائی۔ اِنِّیْ اَخْلَقْتُ لَکُمْ مِّنَ الطَّیْنِ کَھَیْئَۃَ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فِیْکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ (عمران ۴۹) میں تمہارے سامنے مٹی کی صورت بہ شکل پرندہ بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے سچ مچ پرندہ بن جاتا

ہے۔ فرمایا کہ اے میری قوم میں تمہارے آنکھوں کے سامنے مٹی کا ایک پرندہ بناؤ گا اس میں اپنی روح پھونکوں گا۔ میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے یہ سب کچھ کروں گا تو وہ سچ مچ کا پرندہ بن کر اڑ جائے گا۔ اب مولوی صاحب بتائیے کہ آپ تو کہہ رہے تھے کہ مکھی بھی بنا نہیں سکتے۔ مکھی تو کہاں رہ گئی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے تو پورا پرندہ بنا کر اڑا بھی دیا ہے یہ بھی قرآن ہی بتا رہا ہے۔ صرف یہی نہیں ہے بلکہ فرمایا۔ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ (آل عمران ۴۹) ”اور اندھے اور برص کو تندرست کر دیتا ہوں۔“ تم ایک اکْمَکُو لے کر آؤ گے یا اَبْرَصُ کو لے کر آؤ گے تو میں اپنا دست شفا پھیرتا جاؤں گا تو ان کو شفا ہوتی جائے گی۔ لغت کی کتب میں دیکھ لیں کہ اکْمَۃ اس کو کہتے ہیں کہ جس کی آنکھیں سرے سے بنی ہی نہ ہوں۔ آنکھیں بھی نہیں ڈیلے بھی نہیں پلکیں بھی نہیں یعنی اس کا دیکھنے والا نظام بنا ہی نہیں ہے اور اَعْمٰی وہ نابینا ہوتا ہے کہ اس کی آنکھیں بنی ہوتی ہیں ڈیلے بنے ہوتے ہیں لیکن اسے نظر نہ آتا ہو۔ آنکھوں میں بینائی نہ ہو۔ اکْمَۃ وہ ہوتا ہے کہ خالق کائنات نے اس کی آنکھیں اس کے چہرے پر لگائی ہی نہ ہوں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اعلان فرما رہے ہیں کہ اے میری قوم میرے اللہ نے مجھے یہ شان عطا فرمائی ہے کہ اگر تم کسی اکْمَکُو لے آؤ گے تو میں اپنا ہاتھ پھیرتا جاؤں گا اللہ تعالیٰ اسے آنکھیں عطا فرما دے گا۔ اور اگر کوئی برص والا اور کوڑھ کی مرض والا لے کر آؤ گے میں اپنا ہاتھ پھیر دوں گا اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرما دے گا اللہ تعالیٰ معافی دے کوڑھ کے مرض کا علاج سائنس دان آج تک دریافت نہیں کر سکے یہ ایسی موذی بیماری ہے اور پھر فرمایا۔ وَأُخِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ (آل عمران ۴۹) ”اور اللہ کے حکم سے مردے

کو زندہ کر دیتا ہوں۔“ تم ایک مردہ کو لے آؤ میں اس کے جسم پر ہاتھ پھیر دوں گا اللہ تعالیٰ اسے زندگی عطا کر دے گا تفاسیر کی کتب بتا رہی ہیں تو ریت بتا رہی ہے انجیل بتا رہی ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس روزانہ ستر ستر ہزار مریض آتے تھے آپ اپنا ہاتھ پھیرتے جاتے تھے اللہ تعالیٰ ان مریضوں کو شفا عطا فرمادیتا تھا پھر فرمایا۔  
وَأَنِیُّکُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدْخِرُونَ فِی بُیُوتِکُمْ اَلْاَمْرَانِ (۴۹) ”اور جو کچھ تم کھا کر آتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو میں سب تم کو بتا دیتا ہوں۔“ فرمایا کہ اے میری قوم جو کچھ تم کھا کے آتے ہو اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں چھپا کر آتے ہو میں یہیں کھڑے ہوئے تمہیں بتا سکتا ہوں کہ تم کیا کھا کر آئے ہو اور کیا کچھ تم اپنے گھروں میں رکھ کے آئے ہو۔ اب یہ بڑی غور طلب بات ہے کہ جو کچھ آپ اپنے گھروں سے کھا کے آئے ہو یا میں اپنے گھر سے کھا کر آ رہا ہوں کیا میں بتا سکتا ہوں کہ آپ کیا کھا کے آئے ہو یا کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ میں کیا کھا کر آیا ہوں۔ آپ نے مجھے کھاتے ہوئے دیکھا نہیں ہے تو کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ میں کیا کھا کر آیا ہوں۔ جس چیز کو نہ دیکھا ہو جو کوئی چیز چھپی ہوئی ہو پوشیدہ ہو اس کو ہی غیب کہتے ہیں جو عام انسانوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو وہی غائب کا معاملہ ہے جو تمہارے پیٹ میں ہے وہ تمہیں بتلا سکتا ہوں اور جو گھروں میں چھپا آئے ہو وہ بھی بتا سکتا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب خطاب فرما رہے تھے تو ان کی قوم کے کتنے افراد موجود ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر کسی سے متعلق جانتے تھے کہ یہ کیا کھا کر آیا ہے اور کیا گھر میں کہاں چھپا کے آیا ہے اب دیکھیں کہ جو کچھ چھپایا گیا ہو گا وہ کتنی دیواروں کے پیچھے ہوگا۔ ہر

گھر میں کتنی دیواریں ہوتی ہیں اور آخری گھر کے سامنے کتنی دیواریں حائل ہوں گی یہ مولوی صاحب تو ایک دیوار کو روکتے پھر رہے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں لیکن حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ چاہے درمیان میں ہزاروں دیواریں آجائیں گی میں تمہیں بتا دوں گا کہ تم گھروں میں کیا اور کہاں چھپا کے آئے ہو۔ میں جو اصل میں بات بتانے والا ہوں جس سے ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ جب حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے یہ معجزات اور کمالات اپنی قوم کو سنائے تو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی تھے حضرت یحییٰ علیہ السلام دریائے اردن کے ایک کنارے حضرت یحییٰ علیہ السلام رہتے تھے اور اس کے دوسرے کنارے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام رہتے تھے جب حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے یہ کمالات بیان فرمائے تو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ان کی طرف اپنا قاصد بھیجا کہ جاؤ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھ کر آؤ کہ آپ اتنے بڑے بڑے کمالات کا اظہار فرما رہے ہیں آپ کہیں نبی آخر زمان تو بن کر نہیں آگئے ہو کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو آخری نبی تو بنا کر نہیں بھیج دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے قاصد جاؤ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کہہ دو کہ میں آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ہوں میں تو اپنی قوم کو بتا رہا ہوں کہ اے میری قوم میرا مقام یہ ہے اور نبی آخر زمان وہ ہے جس کا میں کلمہ پڑھنے والا ہوں اللہ تعالیٰ مجھ سے کہیں زیادہ شان ان کو عطا فرما دے گا۔ جب وہ قاصد واپس حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے پاس گیا اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا پیغام دیا تو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس

کو دوبارہ بھیجا اور فرمایا کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کرو کہ یا تو وہ اپنے اتنے بڑے بڑے کمالات دکھانا بند کر دیں یا پھر نبی آخر زمان ہونے کا دعویٰ کر دیں کیونکہ انجیل میں ہے کہ یہ کمالات صرف اس میں ہوں گے جس کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام بنا کر بھیجیں گے اور وہ آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں گے جب حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے یہ سنا تو قاصد سے فرمایا کہ جاؤ جا کر حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کہہ دو کہ میں نبی آخر زمان ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ میری زندگی میں آجائیں اور مجھے ان کے نعلین پاک کے تسمے کھولنے کا موقع مل جائے تو میں اپنے آپ کو اولو العزم پیغمبر خیال کروں گا۔

تیری نظر خار زار شب میں گلاب تحریر کر چکی تھی  
اجاڑ نیندوں کے خواب میں انقلاب تحریر کر چکی تھی  
میرے ذہن کے فلک پر جو سوال چمکے تو میں نے دیکھا  
تیرے زمانے کی خاک ان کے جواب تحریر کر چکی تھی  
میرے دوستو اور بزرگو بات کرنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مکھی بھی نہیں بنا سکتے اور اگر مکھی ان سے کچھ لے کر اڑ جائے تو وہ اس سے چھین بھی نہیں سکتے یہ بات قرآن مجید بتوں کے بارے میں فرما رہا ہے اور یہ انبیاء علیہم السلام پر تھوپ رہے ہیں اگر مکھی بھی نہیں بنا سکتے تھے تو پرندہ کیوں بنا دیا۔ قرآن کہتا ہے کہ یہ مردے زندہ کر رہے ہیں جن کی آنکھیں نہیں ہیں ان کو بینائی عطا کر رہے ہیں کوڑھ کی مرض سے شفا عطا کر رہے ہیں جو کچھ لوگ کھا کے آتے ہیں وہ بھی بتا رہے ہیں اور جو کچھ گھروں میں چھپا کے آتے ہیں وہ بھی بتا رہے ہیں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ بھی

قرآن مجید میں ہے آپ کی چند دن کی عمر ہے آپ پنگھوڑے میں پڑے ہوئے ہیں۔ آپ کی قوم کے لوگ آئے اور حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ تم نے ہماری سفید چادر کو داغدار کر دیا ہے تو نے بغیر شادی کے ایک بیٹے کو جنم دیا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اے میری قوم والو مجھ سے نہ پوچھو وہ پنگھوڑے میں پڑا ہے اسی سے ہی جا کر پوچھ لو۔ قوم نے کہا کہ مریم ہم نے آج تک بچوں کو پنگھوڑے میں باتیں کرتے سنا نہیں ہے یہ پنگھوڑے میں پڑا ہوا کیسے بتائے گا قوم کے لوگ یہ الزام لگا کر جا رہے تھے تو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ایک ہاتھ نیچے رکھا اس کا سہارا لیا اور دوسرے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ میری ماں پر الزام تراشی کرنے والو آؤ میں اپنی ماں کی برأت تمہیں ثابت کر کے دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کیا بنا کر بھیجا ہے۔ قوم کے لوگ یہ سن کر واپس آئے تو آپ نے فرمایا۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ الْاِنِّیْ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا (مریم ۳۰) ”میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔“ وَجَعَلَنِیْ مُبْرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَ اَوْصَنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ مَا ذُمْتُ حَیًّا وَ بَرًّا بِوَلَدَتِیْ وَ لَمْ یَجْعَلَنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا السَّلَامُ عَلٰی یَوْمٍ وُلِدْتُ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا۔ (مریم ۳۳-۳۱) ”اور میں جہاں ہوں مجھے صاحب برکت کیا ہے اور جب تک زندہ ہوں مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا ارشاد فرمایا ہے۔ اور اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا بنایا ہے اور سرکش اور بد بخت نہیں بنایا اور جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مردوں گا اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا مجھ پر سلام اور رحمت ہے۔“ اے میری قوم میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب بھی دی ہے۔ مجھے نبی علیہ



السلام بھی بنایا ہے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی نصیحت بھی فرمائی ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میرا پیدا ہونا بھی سلامتی ہے۔ میرا اس دنیا سے چلا جانا بھی سلامتی ہے اور قیامت کے روز میرا اٹھنا بھی سلامتی ہے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پنگھوڑے میں پڑے پڑے یہ باتیں فرما رہے ہیں اور ادھر مولوی حضرات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق کہہ رہے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو اپنی آخرت کا بھی علم نہیں ہے کہ معاذ اللہ ان کے ساتھ کیا ہوگا میرا حشر کیا ہوگا۔ پھر کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر تک یہ بھی علم نہیں تھا کہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پنگھوڑے میں پڑے ہوئے بتا رہے ہیں کہ میں نبی علیہ السلام ہوں اب آپ قرآن مجید کی اس آیت کو مد نظر رکھیں اور دیکھیں کہ اگر کوئی عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھنے والا ان کی محفل میں کھڑا ہو جائے اور کہے کہ اے مسلمانیت کے دعویدار ہمارے نبی علیہ السلام وہ ہیں کہ جن کو پنگھوڑے میں ہر بات کا علم ہے کہ میرا اس دنیا میں آنا سلامتی ہے۔ یہاں سے چلے جانا سلامتی اور پھر قیامت کے روز اٹھنا سلامتی ہے اور آپ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال بعد نبوت ملنے پر بھی کسی چیز کا علم نہیں ہے تو پھر ایسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ کیوں پڑھتے ہو ان کو چھوڑ دو اور ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھو تو پھر اس مسلمانیت کے دعویدار سے کوئی جواب نہیں بن سکے گا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام وہ ہیں کہ جو ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی اور کلمہ گو ہیں۔ صحیح بخاری شریف میں حدیث موجود ہے کہ معراج کی رات تمام انبیاء علیہم السلام نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی۔ شریعتوں میں اگر تضاد

ہو تو پھر ایک دوسرے کی اقتداء میں نماز نہیں ہوگی۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی شریعت اور ہے اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت اور ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت آدم علیہ السلام صلی اللہ ان سب کی شریعتیں الگ الگ ہیں لیکن حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء والمرسلین علیہ السلام حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء میں نماز ادا فرما رہے ہیں جب کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت ان سب سے الگ ہے۔ اگر کوئی عیسائی کسی مسلمان امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو جائے تو کیا اس کے عقیدہ کے مطابق اس کی نماز ہو جائے گی۔ یا یوں کہہ لیں کہ اگر کوئی مسلمان کسی عیسائی پادری کی اقتداء میں نماز ادا کرے تو کیا اس مسلمان کی نماز ہو جائے گی۔ نہیں ہوگی کیونکہ عیسائی اور مسلمان کی شریعت الگ الگ ہے۔ ہماری شریعتوں میں تضاد ہے جب شریعتوں میں تضاد ہو تو ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی لیکن معراج کی رات تمام انبیاء علیہم السلام نے ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا فرمائی وہ اپنی اپنی امت اور تمام دنیا والوں کے لئے اعلان فرما رہے تھے کہ ہماری شریعتیں اب منسوخ ہو گئی ہیں اب اگر کسی شریعت کا راج ہے تو وہ شریعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

نماز اسرئ میں تھا یہی سر  
عیاں ہو معنی اوّل و آخر

وہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر  
جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

فرماتے ہیں کہ معراج کی رات جو نماز ادا کی جا رہی تھی اس میں یہ راز تھا کہ اللہ تعالیٰ یہ بتلانا چاہتے تھے کہ اوّل کون ہے اور آخر کون ہے۔ وہ تمام جو اپنی اپنی نبوتیں چمکا کے اس دنیا سے جا چکے تھے وہ سب ہی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے۔ میرے دوستوبات کہیں موضوع سے ہٹ کر دور نکل گئی۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے معراج کی رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا فرما کر یہ بتلادیا کہ مجھے بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُمتی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ پھر جس اُمتی کو اللہ تعالیٰ نے اتنے مقام سے نوازا ہے اس کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کیا ہوگی۔ مشکوٰۃ شریف میں حدیث شریف موجود ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ سے اجازت طلب کرتے ہیں کہ میں آج مغرب کی نماز حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے پڑھنا چاہتا ہوں میں اپنی بخشش کی بھی دعا کراؤں گا اور تیری بخشش کی بھی دعا کراؤں گا۔ اگر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا فرما دیں گے تو میری بھی بخشش ہو جائے گی اور تیری بھی بخشش ہو جائے گی۔ ماں نے اجازت دے دی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مغرب کی نماز حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے پڑھی۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نماز سے فارغ ہو کر چلے گئے لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں ہی تشریف فرما رہے۔ میں بھی ایک ستون کے ساتھ بیٹھ گیا اور انتظار میں تھا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے عرض کروں حتیٰ کہ نماز عشاء کا وقت ہو گیا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عشاء کی نماز پڑھائی میں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم تشریف لے گئے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر بھی مسجد میں تشریف فرما رہے اور میں بھی بیٹھا رہا۔ کچھ دیر بعد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اٹھے اور چل دئے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے مڑ کر میری طرف دیکھا نہیں صرف میرے قدموں کی آہٹ سنی اور فرمایا مَنْ هَذَا مَنْ هَذَا کون ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ابھی بتایا نہیں تھا کہ میں حدیفہ ہوں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ہی فرمادیا۔ أُحْدِثُہُ کیا تو حدیفہ ہے قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے عرض کیا کہ جی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَا حَاجْتُکَ تیری کیا حاجت ہے۔ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ وَاللَّهُ تَعَالٰی نے تیری بھی بخشش کر دی اور تیری ماں کی بھی بخشش فرمادی۔ حضرت حدیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دل میں یہی ارادہ لے کر آیا تھا اور اپنی ماں سے بتا کر آیا تھا کہ میں اپنی اور تیری بخشش کی دعا کرانے جا رہا ہوں۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنا مدعا بھی عرض نہیں کیا تھا میں نے ابھی اپنی حاجت بیان نہیں کی تھی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اور تیری والدہ کو بخش دیا ہے۔

تیری نظر خار زار شب میں گلاب تحریر کر چکی تھی

اجاڑ نیندوں کے خواب میں انقلاب تحریر کر چکی تھی

میرے ذہن کے فلک پر جو سوال چمکے تو میں نے دیکھا  
تیرے زمانے کی خاک ان کے جواب تحریر کر چکی تھی

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذہن پر جو سوال چمک رہے تھے کہ میں  
اپنی اور اپنی والدہ کی بخشش کی دعا کروں گا میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے  
کی خاک ان کے جواب تحریر کر چکی تھی۔ کہ حذیفہ جاؤ اللہ تعالیٰ نے تجھے اور تیری ماں  
کو بھی بخش دیا ہے میں یہ پوری حدیث بیان کر دیتا ہوں تاکہ ایمان تازہ ہو جائے۔  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حذیفہ میں آج جب مسجد میں بیٹھا تھا تو میرے  
پاس ایک فرشتہ آیا جو اس سے قبل وہ کبھی بھی زمین پر نہیں اتر تھا۔ آج اس نے  
اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی کہ یا اللہ مجھے اجازت دے کہ میں تیرے محبوب علیہ  
الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کروں اور ان پر درود شریف پڑھوں۔

یہ تو طیبہ کی محبت کا اثر ہے ورنہ  
کون روتا ہے لپٹ کے در و دیوار کے ساتھ

آج دنیا جس کے لئے ترستی ہے اور اس کائنات کے کونہ کونہ میں رہنے والا  
ہر دل دھڑکتا ہے اور جس دل میں ایمان کا ایک ذرہ بھی موجود ہے وہ نبی پاک علیہ  
الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے ترستا ہے صرف انسان ہی نہیں ترس رہے ہیں بلکہ  
جو فرشتے اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات میں رہتے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض  
کرتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں اجازت دے کہ ہم تیرے محبوب کی زیارت کرنا چاہتے ہیں  
کیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بڑی ہے یا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ بڑی ہے۔  
ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کی ہی بارگاہ بڑی ہے اور جو انوار تجلیات وہاں ہیں ان کا اندازہ

کوئی نہیں کر سکتا۔ فرشتے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات میں رہتے ہیں لیکن ان کے دل میں محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اجازت طلب کر رہے ہیں کہ یا اللہ ہمیں اجازت دے کر ہم جا کر تیرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے فرشتے جا میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت بھی کر کے آؤ اور میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خوشخبری بھی دے دو۔ وَيُشِيرُنِيْ اُوْر مِرْعٰی مَحْبُوْبِ عَلِيْهِ الصَّلٰوٰۃُ وَالسَّلَامُ کُوْبَشَارَتِ دَعَا کِهْ اِنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مَحْبُوْبِ عَلِيْهِ الصَّلٰوٰۃُ وَالسَّلَامُ تِیْرِیْ بِنْتِیْ حَضْرَتِ فَاطِمَہ الزَّهْرَاءُ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ساری جنتی عورتوں کی سردار ہے اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ بات یہ کرنے والی تھی کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیچھے مڑ کر دیکھا نہیں اور نہ دیکھنے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو حذیفہ ہے۔ پھر یہ کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی سوال پیش نہیں کیا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرما دیا کہ اے حذیفہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اور تیری ماں کو بخش دیا ہے۔ جو بات حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں پوشیدہ تھی وہ خالق کائنات نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتلا دی کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ حذیفہ اس لئے آیا ہے۔ اگر ان تمام آیات کریمہ کو دیکھا جائے اور احادیث مبارکہ کو بھی دیکھا جائے اور ان لوگوں کی عبارات کو دیکھا جائے کہ یہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک قبرستان سے گزر رہے ہیں فرمایا کہ اے

میرے صحابہ ان دو قبور والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ ایک کو اس لئے ہو رہا ہے کہ چغلی کیا کرتا تھا چغل خور تھا اور دوسرے کو اس لئے ہو رہا ہے کہ یہ پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ آپ نے یہ حدیث شریف ضرور سنی ہوگی میں تو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ دیوار زیادہ موٹی ہوتی ہے یا کہ قبر کی گہرائی زیادہ ہوتی ہے۔ قبر پر زیادہ مٹی ہوتی ہے کہ دیوار پر زیادہ مٹی لگی ہوتی ہے۔ دیوار تو زیادہ سے زیادہ تیرہ انچ کی بناتے ہیں اور قبر کی گہرائی کم از کم پانچ چھ فٹ تو ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی گہرائی پر یہ دیکھ لیا کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ بھی دیکھ لیا کہ عذاب کیوں ہو رہا ہے۔ جو اپنی زندگی میں چغلی کرتا رہا نگاہ نبوت اس کی زندگی کا مشاہدہ کر رہی ہے جو اپنی زندگی میں پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچتا رہا نگاہ نبوت اس کا بھی مشاہدہ کر رہی ہے۔ لہذا پتہ چلا کہ وہ لوگ جو قرآن سے غلط مفہوم نکال کر لوگوں کو بتا رہے ہیں وہ صرف اور صرف بتوں اور مشرکین و کفار والی آیات مبارکہ کو لے کر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام پر تھونپ رہے ہیں ان لوگوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمیں ان کی سازشوں سے بچنا پڑے گا اور یہ صرف تب ہی ہو سکتا ہے کہ ہم قرآن و احادیث کا مطالعہ کریں ان کو سمجھیں اور سیکھیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اولیاء کرام کے پاس کیوں جاتے ہو ہم ان کے پاس اس لئے جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت عطا فرمائی۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی تشریف فرما ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے صحابہ قیامت کے دن کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ جن کو دیکھ کر انبیاء علیہم السلام اور شہداء بھی رشک کریں گے کہ یا اللہ یہ تیرے بندے نبی بھی نہیں ہیں شہید بھی نہیں ہیں



صدق بھی نہیں ہیں لیکن یا اللہ تو نے ان کو ایسی شان عطا فرمائی ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہوں گے ہمیں ان کی کوئی نشانی بتائیں تاکہ ہم بھی ان سے پیار کریں یہ لوگ جن کو کہہ رہے ہیں کہ ان کے پاس کچھ نہیں ہے ان کے پاس تم کیوں جاتے ہو۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جس نے مجھے دیکھ لیا وہ صحابی بن گیا جس نے میرے صحابی کو دیکھ لیا وہ تابعی بن گیا۔ دوزخ کی آگ نہ میرے صحابی کو چھو سکتی ہے نہ ہی میرے تابعی کو چھو سکتی ہے۔ صحابی کی ایسی شان ہے اور وہ یہ عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ان لوگوں کی کوئی نشانی بتادیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان کی پہلی نشانی یہ ہوگی کہ وہ بغیر کسی لالچ سے اللہ تعالیٰ سے محبت و پیار کرتے ہوں گے انہیں دنیا کا لالچ نہیں ہوگا انہیں روپیہ پیسہ کا لالچ نہیں ہوگا۔ قیامت کے دن ان کے چہروں پر نور ہوگا اور وہ نور کے ممبروں پر بیٹھے ہوں گے دوسری نشانی یہ ہے کہ جس دن ساری دنیا خوف میں مبتلا ہوگی انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا۔ یہ فرمانے کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس ۶۲) ”بے شک جو اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غم ناک ہوں گے۔“ خبردار میرے جو دوست ہیں جو میرے ولی ہیں ان کو میں نے اتنی شان عطا فرمائی ہے کہ انہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی کوئی غم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنی شان عطا فرمائی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء ان کو دیکھ کر رشک کریں گے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کا مقام انبیاء علیہم السلام اور شہداء سے بڑھ گیا۔ انبیاء علیہم

السلام کا مقام پہلے ہے پھر صدیقین کا ہے پھر شہداء کا ہے اور ان کے بعد صالحین کا ہے لیکن انبیاء علیہم السلام اور شہداء ان کو دیکھ کر کہیں گے کہ یہ انبیاء علیہم السلام بھی نہیں ہیں۔ صدیقین بھی نہیں ہیں شہداء بھی نہیں ہیں پھر یہ کون لوگ ہیں اور یہ کیا عمل کر کے آرہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنی شان عطا فرمائی ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بس ان کا عمل یہ ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بغیر کسی لالچ کے محبت اور پیار کرنے والے ہوں گے۔ حضرت ملا علی قاری نے بڑا حتمی فیصلہ کر دیا کہ ولی کی نگاہ اگر کسی کافر پر پڑ جائے تو وہ کافر نہیں رہتا فاسق اور گنہگار پر پڑ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے نیک بنا دیتا ہے اگر کسی جاہل پر پڑ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے عالم بنا دیتا ہے اگر کتے پر پڑ جائے تو وہ کتا انسان کی شکل میں جنت میں جائے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا ایک نبی کا بیٹا تھا لیکن بروں کی سنگت میں بیٹھنا شروع کر دیا اگر بروں کی سنگت میں بیٹھو گے تو برائی ہی ملے گی۔ اصحاب کا کتا تھا تو کتا لیکن چند روز اس نے نیکیوں کی سنگت اختیار کر لی تو اللہ تعالیٰ اسے بھی انسانی شکل میں جنت میں داخل کر دے گا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نگاہ ولایت اٹھتی ہے تو ننانوے لاکھ کفار کو کلمہ پڑھا دیتی ہے۔ حضرت داتا گنجوری رحمۃ اللہ علیہ کی کشف المحجوب کو دیکھیں کہ آپ نے کتنوں کو کلمہ پڑھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان لوگوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے جو قرآنی آیات کا غلط مفہوم نکال کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

خطاب علامہ عزیز جہاں صاحب

برہانش حاجی فضل محمد صاحب 02-01-11

## نشست دوم:

احباب ذی وقار ہمارا یہ سلسلہ گفتگو چل رہا ہے کہ رب کائنات نے اپنے قرآن مجید میں کفار و مشرکین اور بتوں کے بارے میں جو آیات نازل فرمائی ہیں ہمارے اس دور کے کچھ لوگ توحید کے نام پر اور حضرات انبیاء علیہم السلام کی شان اقدس میں نقص نکالنے کی خاطر اور اولیاء کرام کی محبت عوام کے دلوں سے نکالنے کی خاطر اور بتوں اور کفار و مشرکین کے بارے میں آئی ہوئی آیات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام پر چسپاں کر رہے ہیں اگر قرآن مجید میں غور و فکر اور تدبر کیا جائے بلکہ قرآن مجید میں تدبر کرنے کا حکم خود اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ اَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰی قُلُوبٍ اَفْغَالُهَا (محمد ۲۴) ”تو کیا وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا بعضے دلوں پر ان کے تالے لگے ہوئے ہیں۔“ فرمایا کہ قرآن میں تدبر کرو۔ قرآن میں غور و فکر کرو تو جب ہم نے قرآن میں غور و فکر کیا تدبر کیا تو جو آیات وہ لوگ پڑھ کر اس امت مسلمہ کو گمراہ کر رہے ہیں یا اس امت مسلمہ کو اولیاء کرام سے دور کرنا چاہتے ہیں انبیاء علیہم السلام کی محبت کو ان کے دلوں سے چھیننا چاہتے ہیں ہم نے جب ان آیات کے پس منظر کو دیکھا ان کی شان نزول کو دیکھا تو ہمیں پتہ چلا کہ یہ لوگ سازش کر رہے ہیں اور یہ سراسر غلط کر رہے ہیں جو آیات یہ پڑھ رہے ہیں ان کا معنی تو وہی ہے جو یہ کر رہے ہیں الفاظ وہی ہیں جو وہ پڑھ رہے ہیں لیکن ان آیات کے مفہوم کو انہوں نے بدل دیا جب انہوں نے ان آیات کے مفہوم کو بدلا تو وہ اصل بات نہ رہی جو خالق کائنات فرما رہا ہے۔ پچھلی نشست میں ہم نے سورت الحج کی آیت نمبر 73 سے متعلق عرض کیا تھا اس میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی مثال بیان کی تھی۔ اب اسی قرآن میں سے حضرت

سلیمان علیہ السلام کے دور کی مثال بھی سنیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورت نمل میں حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ رَبِّ غَفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ (ص: ۳۵) ”اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو بے شک تو ہی بڑی دین والا“..... یا اللہ مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما کہ جو پھر میرے بعد کسی اور کو نصیب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے وہ بادشاہت حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا فرمائی کہ انسان، جن، پرندے، چرندے، حیوانات، بادل ہوا سب پر آپ کی حکومت تھی۔ ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام دور دراز کے سفر سے اپنے لشکر کے ساتھ واپس آئے اور آپ نے اپنے لشکر کا مشاہدہ کیا کیونکہ جو ایک ریوڑ کا چرواہا ہوتا ہے اسے اپنی ہر ہڈی کا پتہ ہوتا ہے اپنی ہر ہڈی کا پتہ ہوتا ہے اگر جانور کسی دوسرے کے جانوروں میں شامل ہو جائے تو وہ اسے نکھیرنا جانتا ہے اسے پتہ چل جاتا ہے کہ اس کا فلاں جانور اس کے ریوڑ میں سے غائب ہے جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے لشکر کا مشاہدہ کیا تو فرمایا۔ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهَٰذِهِدَا أَمْ كَانَ الْغَائِبِينَ (نمل ۲۰) ”انہوں نے جانوروں کا جائزہ لیا تو کہنے لگے کہ کیا وجہ ہے ہد ہد نظر نہیں آتا وہ کہیں غائب ہو گیا ہے۔“ فرمایا کہ اے لشکر والو میرے لشکر میں ہد ہد پرندہ نظر نہیں آ رہا ہے وہ کہاں گیا ہے۔ لَا عَذَابَ لَّهٗ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَا اذْبَحْنَهَا أَوْ لِيَا تَنِي بَسُلْطَنٍ مُّبِينٍ (نمل ۲۱) میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا یا یہ کہ وہ میرے سامنے اپنی بے قصوری کی کھلی دلیل پیش کرے۔“ اب دیکھیں کہ ایک پیغمبر علیہ السلام کا جلال تھا۔

آپ اپنے لشکر کے سامنے یہ بات کر رہے تھے اور تمام لشکری سن رہے تھے اور سوچ رہے تھے کہ آج جب ہمدان آتا ہے تو اس کے ساتھ کیا بنتا ہے۔ پھر فَمَلْتَ غَيْرَ بَعِيدٍ۔ (نمل ۲۲) ”ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ہمدان پرندہ آگیا“ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ نَحِطُ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَأٍ يَقِينٍ (نمل ۲۲) ”وہ کہنے لگا مجھے ایک ایسی چیز معلوم ہوئی ہے جس کی آپ کو خبر نہیں اور میں آپ کے پاس سب سے ایک سچی خبر لے کر آیا ہوں۔“ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہمدان سے پوچھا کہ تو آج کہاں غائب ہو گیا تھا میں تجھے سخت سزا دوں گا تو ہمدان نے عرض کیا کہ جب ہم شہر سب سے گزر رہے تھے تو میں نے دیکھا ایک یقینی بات جو میں نے دیکھی اس کی خبر آپ تک لایا ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ وہ کون سی بات ہے جو تو دیکھ آیا ہے تو ہمدان نے جواب دیا۔ اِنِّیْ وَجَدْتُ امْرَاةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ (نمل ۲۳) ”میں نے ایک عورت دیکھی جو ان لوگوں پر بادشاہت کرتی ہے اور ہر چیز اسے میسر ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے۔“ وہ عورت حکمرانی کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے سب کچھ عطا کر رکھا ہے اور اس کا تخت بہت بڑا ہے جس پر وہ بیٹھی ہے اور وَجَدْتُهَا وَ قَوْمَهَا یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ (نمل ۲۴) ”میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔“ قربان جائیں اب اس پرندے ہمدان کی فراست پر اس کی عقل پر اس کی سمجھداری پر کہ جس کو ایک نبی علیہ السلام کی نسبت میں کچھ لمحے گزارنے کا موقع ملا۔ ایک نبی علیہ السلام کے ساتھ کچھ وقت گزارنے کا موقع ملا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا شعور عطا فرمادیا کہ وہ یہ دیکھ لیتا ہے کہ لوگ غیر اللہ کو سجدہ کرتے ہیں جو ان کا عمل صحیح نہیں ہے۔ پتہ چلا کہ ایک

نبی علیہ السلام کی رفاقت میں رہنا اتنا بڑا کمال پیدا کر دیتا ہے اس کے اندر اتنا شعور پیدا کر دیتا ہے خواہ وہ ایک پرندہ ہی کیوں نہ ہو اسے بھی پتہ چل جاتا ہے کہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے۔ کسی غیر اللہ کو سجدہ جائز نہیں ہے۔ یہ ایک طویل بات ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنا قاصد بھیجا اور پھر اس عورت کی طرف سے قاصد آیا۔ سورت نمل میں اس کا پورا ذکر ہے۔ مختصر طور سے عرض کرتا ہوں۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے لشکریوں سے پوچھا۔ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوْا أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ نمل (۳۸) ”حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ اے دربار والو کوئی تم میں سے ایسا ہے کہ قبل اس کے کہ وہ لوگ فرمانبردار ہو کر ہمارے پاس آئیں ملکہ کا تخت میرے پاس لے آئے۔“ وہ عورت جس کا نام بلقیس ہے اس کے میرے پاس فرمانبردار بن کر آنے سے پہلے پہلے وہ کون ہے جو اس کا تخت اٹھا کر میرے پاس لے آئے۔ اور ہدایتارہا ہے کہ اس کا تخت بہت بڑا ہے۔ وہ تخت اسی (80) گز لمبا اور چالیس (40) گز چوڑا تھا اور نیچے تہہ خانہ کے اندر تالا لگا کر رکھا گیا تھا۔ قَالَ عَفَرْتُ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا الْبَيْتُكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَّقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ (نمل: ۳۹) ”جنات میں سے ایک قوی ہیکل جن نے کہا کہ قبل اس کے آپ اپنی جگہ سے اٹھیں میں اس تخت کو آپ کے پاس لے آتا ہوں اور میں اس کی طاقت رکھتا ہوں اور امانت دار ہوں۔“ اس جن نے کہا کہ میں آپ کی اس محفل کے برخواست ہونے سے پہلے تخت لے آتا ہوں اور میں اس کی پوری طاقت رکھتا ہوں۔ مجھے یہ قدرت حاصل ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس سے بھی پہلے تخت یہاں چاہئے۔ تو پھر قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ

مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ (۴۸) ”ایک شخص جس کو کتاب الہی کا علم تھا کہنے لگا کہ میں آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے پہلے اسے آپ کے پاس حاضر کئے دیتا ہوں۔“ وہ بندہ کھڑا ہوا کہ جس کو کتاب کا علم تھا۔ کچھ انبیاء علیہم السلام پر کتب نازل ہوئی ہیں اور کچھ انبیاء علیہم السلام پر صحائف اترے ہیں وہ شخص حضرت سلیمان علیہ السلام پر نازل کئے ہوئے صحائف کا عالم تھا وہ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ آپ حکم دیں تو میں وہ تخت آپ کی آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے لے آتا ہوں۔ ایک ہے کہ آنکھ کا جھپکنا اور ایک ہے آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے ان دونوں میں فرق ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ابھی آنکھ جھپکے گی بھی نہیں کہ تخت آ جائے گا۔ قرآن فرماتا ہے۔

فَلَمَّا رَأَاهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِي (یٰسٰی ۴۰) ”پس سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے۔“ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ابھی آنکھ جھپکی بھی نہیں تھی کہ دیکھا کہ وہ تخت آپ کے سامنے پڑا تھا۔ اتنا بڑا تخت جو ملکہ بلقیس تہہ خانے میں مقفل کر کے آئی تھی وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک اُمتی نے آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے لا کر آپ کی خدمت میں رکھ دیا۔ اب بتائیے کہ مولوی صاحب آپ کہتے ہیں کہ وہ مکھی نہیں بتا سکتے اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز اٹھا کر لے جائے تو وہ اس سے واپس چھین نہیں سکتے لیکن قرآن بتا رہا ہے کہ انہوں نے اتنا بڑا تخت شہر سب سے اٹھا کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا۔ اگر تمہاری بات صحیح ہوتی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کا صحابی وہ تخت نہ اٹھا کر لا سکتا۔ تم کہتے ہو کہ مِّنْ ذُوْنِ اللّٰہِ کے غیر ہیں وہ مکھی نہیں بتا سکتے اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز اٹھا لے جائے تو وہ ان سے واپس



نہیں لاسکتے۔ تم ٹھیک کہتے ہو لیکن مِنْ دُونِ اللّٰہ کے غیر سے مراد بت ہیں اور یہ جو اتنا بڑا تخت اٹھا کر لارہے ہیں یہ مِنْ دُونِ اللّٰہ کے غیر نہیں ہیں بلکہ اللہ والے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا انعام عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنی طاقت عطا فرمائی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طاقت کے مظہر بن گئے ہیں تو پھر آپ اس حدیث مبارک کی طرف آجائیں جو صحیح بخاری میں موجود ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا بندہ نوافل پڑھ پڑھ کر میرے اتنے قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں کہ جن سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کی آنکھوں میں آ جاتا ہے۔ جس سے وہ دیکھتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ اس کی اپنی آنکھیں ہیں لیکن اس کی آنکھوں میں اللہ تعالیٰ کی طاقت آ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور آ جاتا ہے تو پھر وہ قریب اور بعید کی چیزوں کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ جس طرح سے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممبر رسول پر تشریف فرما ہیں۔ مسجد نبوی مدینہ شریف میں تشریف فرما ہیں لیکن ایران کے محاذ پر جو جنگ ہو رہی ہے اسے دیکھ رہے ہیں۔ پہاڑی کے پیچھے سے دشمن حملہ کرنے والا ہے تو آپ آواز دیتے ہیں کہ یَا سَارِیۃَ الْجَبَلِ اِیہ پہاڑ کے پیچھے دیکھو۔ صحابہ کرام جو حاضر تھے وہ حیران ہوتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما

رہے ہیں اور دوران خطبہ فرما رہے ہیں کہ **يَا سَائِرِيَّةُ الْجَبَلِ** یہ پہاڑ کے پیچھے دیکھو کہ دشمن حملہ کرنے والا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی نہیں ہیں بلکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے غلام ہیں اور آپ کی نظر سینکڑوں میل دور لڑائی کے محاذ پر جا رہی ہے۔ یہ وہ نگاہ ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کے نور کا جلال آ جاتا ہے۔ تو وہ قریب اور دور ہر چیز کو دیکھ لیتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھ رہے تھے۔ اسی طرح سے سینکڑوں میل دور مجاہدین اسلام کو محاذ جنگ پر لڑتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ قلعہ خیبر کے دروازے کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ویسے تو ہی نہیں اکھاڑ کر دور پھینک دیا تھا۔ اتنا وزنی دروازہ تھا کہ اس کو بند کرنے یا کھولنے میں ستر ستر آدمی زور لگاتے تھے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہاتھ سے اکھاڑ کر دور پھینک دیا تھا۔ اس وقت حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ تعالیٰ کی طاقت کے مظہر تھے۔ قدرت کی طاقت حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں میں آ گئی تھی۔ وہ ہاتھ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تھے لیکن ان میں طاقت اللہ تعالیٰ کی تھی۔ پتہ چلا کہ جب کوئی بندہ نوافل پڑھ کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں ایسی شان عطا فرما دیتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر بن جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے ساتھ متصف ہو جاؤ۔ پتہ چلا کہ آج کے مولوی صاحب جن کو اللہ کے غیر سمجھے ہوئے ہیں وہ اللہ کے غیر نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اپنے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ان کا رابطہ اور تعلق ہے اللہ تعالیٰ ہر وقت ان کی محبت کا

اعلان کر رہا ہے۔ کوئی بندہ جو کسی ولی کامل سے محبت اور پیار کر رہا ہے۔ یہ اس کا اپنا فعل نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ولی کامل کی محبت ڈال دی ہے کہ یہ میرا بندہ ہے میں بھی اس سے پیار کرتا ہوں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے پیار کرتے ہیں۔ آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں۔ زمین والے بھی اس سے پیار کرتے ہیں تو اے بندے تو بھی اس سے محبت اور پیار کر۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی محفل میں بیٹھنے والے حضرت آصف بن برخہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب کے عالم ہیں ایک ولی کامل ہیں وہ نبی نہیں ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نبی ہیں اور حضرت آصف بن برخہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے اُمتی ہیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُمتی اور غلام ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء سردار الانبیاء علیہم السلام ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تمام امتوں سے افضل ہے اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی اُمت میں ایسا ولی ہو سکتا ہے تو پھر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں ایسے اولیاء کرام کیوں نہیں ہوں گے۔ اب ہم قرآن مجید کی ایک اور آیت مبارکہ کو لیتے ہیں۔ اِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا (البقرة: ۱۶۶) ”اس دن کفر کے پیشوا اپنے پیروں سے بیزاری ظاہر کریں گے اور دونوں عذاب الہی دیکھ لیں گے۔“ قرآن فرماتا ہے کہ تم اللہ کے سوا جن کی اتباع کر رہے ہو جن کی پیروی کر رہے ہو جن کے پیچھے چل رہے ہو جن کے تم پیروکار بنے ہوئے ہو یہ قیامت کے دن تمہارا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ یہ قیامت کے دن تمہیں نہیں پوچھیں گے تمہیں دور بھگائیں گے کہ تم ہم سے دور ہو جاؤ۔ یہ بھی

قرآن مجید ہی ہے اس آیت مبارکہ کا معنی ہے کہ جن کی تم پیروی کر رہے ہو قیامت کے دن یہ تمہارا ساتھ نہیں دیں گے۔ تمہیں کوئی فائدہ نہیں دیں گے۔ آج کے مولوی حضرات نے اس آیت مبارکہ کو اولیاء کرام پر چسپاں کر دیا کہ تم جن کی پیروی کر رہے ہو جن کو تم اپنا پیر مان رہے ہو جن کے مرید بن رہے ہو وہ قیامت کے روز تمہیں پوچھیں گے بھی نہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو کوئی اختیار نہیں دیا ہے۔ ایک عام فہم انسان نے جب اس آیت کو سنا اور اس کے ترجمہ کو سنا تو وہ اپنا ایمان کھو بیٹھا کہ یہ واقعی سچ کہہ رہا ہے قرآن پڑھ کر مجھے بتلا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ **الْأَخِلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ**۔ (الزخرف: ۶۷) ”جو آپس میں دوست ہیں اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار۔“ فرمایا کہ قیامت کے روز جو متقی اور پرہیزگار ہوں گے وہ ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ چلیں گے۔ ایک دوسرے کو دوست بناتے پھر رہے ہوں گے جو پہلے آیت مبارکہ نمبر 166 سورت البقرہ میں سے پڑھی ہے وہ بھی قرآن ہے اور یہ آیت مبارکہ نمبر 67 سورت الزخرف بھی قرآن ہے۔ قرآن کی پہلی آیت کو لیا تو پتہ چلا کہ جن کی پیروی کرتے ہیں جن سے دوستی لگاتے ہیں قیامت کے روز وہ ان کو دھتکارتے پھرتے ہیں اور قرآن مجید کی اس دوسری آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو متقی پرہیزگار اللہ والے لوگ ہیں وہ ایک دوسرے کو سینے سے لگاتے پھر رہے ہوں گے۔ جو جس سے محبت کرتا ہو گا وہ اس کو سینے سے لگاتا پھر رہا ہو گا۔ قرآن مجید کی پہلی آیت مبارکہ کو دیکھیں اس کا شان نزول دیکھیں تو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ تم جس ابو جہل کی پیروی کر رہے ہو جس ابو الہب کی پیروی کر کے اس کے پیچھے چل رہے ہو قیامت کے

دن یہ تم سے کہیں گے کہ ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے اللہ تعالیٰ کفار و مشرکین کو یہ بات بتا رہا ہے لیکن آج کے مولوی صاحب نے اس آیت مبارکہ کو اولیاء کا ملین پر چسپاں کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت مبارکہ بھی بیان فرمادی کہ جو متقی و پرہیزگار ہیں وہ آپس میں دوست ہوں گے۔ کچھ لوگ اللہ کے دشمن ہیں اور کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں وہ ایک دوسرے سے دور بھاگ رہے ہوں گے اور جو اللہ تعالیٰ کے دوست لوگ ہیں متقی پرہیزگار ہیں وہ ایک دوسرے کے ساتھ ملتے نظر آئیں گے۔ ایک دوسرے کے دوست بن جائیں گے ایک دوسرے کی شفاعت کرتے نظر آئیں گے میں نے شفاعت کا لفظ بول دیا ہے میں حدیث شریف سے اس کو ثابت کرتا ہوں سنن بیہقی کے اندر حدیث پاک ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ دو بندے جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں پیار کرتے ہیں کہ یا اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں میں نے اس کے ساتھ اپنی نسبت ملا رکھی ہے اس کے ساتھ اپنا تعلق جوڑ رکھا ہے صرف اس لئے کہ تو ہم سے راضی ہو جا۔ وہ دو بندے خواہ ان میں سے ایک مشرق میں رہتا ہے اور دوسرا مغرب میں رہتا ہے تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے روز نفسی نفسی کا عالم ہوگا دنیا ایک دوسرے سے دور بھاگتی پھر رہی ہوگی۔ جب ماں بیٹے سے دور بھاگ رہی ہوگی بیٹا باپ سے دور بھاگتا پھر رہا ہوگا دوست ایک دوسرے سے دور بھاگتے پھر رہے ہوں گے لیکن وہ دو بندے جو ایک مشرق میں رہتا تھا دوسرا مغرب میں رہتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آپس میں محبت کرتے تھے قیامت کے روز وہ ایک

دوسرے کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ میرے وہ بندے ہیں جو صرف میری رضا کیلئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے پیار کرتے تھے۔ ہم اولیاء اللہ کے پاس جاتے ہیں ان سے محبت و پیار کرتے ہیں تو کیا ہمیں اس میں کوئی دنیاوی لالچ ہوتا ہے کہ وہ ہمیں کوئی روپیہ پیسہ دیتے ہیں مال و دولت دیتے ہیں۔ نہیں بلکہ ہم ان کے پاس صرف اس لئے جاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں پیارے ہیں ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہتے ہیں جو ان کا مقام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہے وہ مقام ہمارا نہیں ہے ہم ان کے پاس اس لئے جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس طرح ان سے راضی ہے وہ ہمارے ساتھ بھی راضی ہو جائے۔ بس صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جاتے ہیں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے بندے یہ میرا وہ بندہ ہے کہ جس کے ساتھ تو صرف میری رضا کے لئے محبت کرتا تھا اب تو اس کی انگلی پکڑ کر چل۔ آج کے مولوی کہہ رہے ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے بھاگتے پھرتے ہوں گے تو جس کی پیروی کر رہا ہے جس کو تو اپنا پیر کہہ رہا ہے جس کو ولی اللہ سمجھ رہا ہے وہ تو تمہیں پوچھیں گے بھی نہیں۔ لیکن حدیث فرما رہی ہے کہ خواہ ان سے ایک مشرق میں رہتا ہوگا۔ دوسرا مغرب میں رہتا ہوگا لیکن اللہ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت و پیار کرتے ہوں گے وہ قیامت کے روز اکٹھے ہوں گے۔ قرآن مجید کی آیت مبارکہ اور حدیث شریف سے پتہ چلا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کے اس فرد کی عظمت کو بیان فرما رہے ہیں کہ میری امت کا وہ فرد جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے پیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو یہ مقام عطا فرمائے گا۔ ایک اور

بھی حدیث مبارک ہے جو صحیح بخاری میں ہے، مسلم شریف اور مشکوٰۃ شریف میں بھی ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے روز کوئی سایہ نہیں ملے گا لیکن سات بندے ایسے ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اپنا سایہ نصیب کرے گا۔ حدیث شریف میں ان سات بندوں کی تفصیل موجود ہے لیکن میں صرف وہ حصہ حدیث بیان کرتا ہوں جو میرے موضوع کے مطابق ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ دو بندے جو ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جدا ہوتے ہیں اور اگر ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر پیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان دو بندوں کو اپنے عرش کا سایہ نصیب کرے گا اپنا سایہ عطا فرمائے گا۔ میرے دوستو اگر کوئی دو عام بندے ایک دوسرے سے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر پیار کریں تو ان کا یہ مقام ہوگا۔ لیکن اگر کوئی ایک عام بندہ کسی ولی کامل کے ساتھ محبت و پیار کرے گا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام واضح طور سے بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو اکیلا نہیں چھوڑے گا۔ اسے اللہ تعالیٰ اس ولی کامل کا ساتھ عطا فرمائے گا۔ اے مولوی صاحبان تم بتوں کی آیات مبارکہ کو اولیاء کرام پر چسپاں کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمہیں بتوں کی معیت عطا فرمائے گا۔ ہم اولیاء کاملین کے ساتھ محبت اور پیار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے روز انشاء اللہ اولیاء کرام کی معیت میں اٹھائے گا۔ ان کا ساتھ نصیب کرے گا ان کی سنگت عطا فرمائے گا۔ ہمیں اپنے محبوبین کی سنگت اور صحبت عطا فرمائے گا اب بات یہ ہے کہ کیا اولیاء اللہ کے پاس جانے سے کوئی



فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک بندہ سو کا قاتل تھا حدیث شریف طویل ہے میں اس کا صرف نچوڑ عرض کرنا چاہتا ہوں وہ سو کا قاتل تھا اسے خیال آیا کہ بہت گناہ کئے ہیں کسی طرح سے بخشش کی کوئی راہ مل جائے کسی پیار والے بندے ولی اللہ نے اسے بتایا کہ فلاں جگہ اولیاء اللہ کی بستی ہے اللہ کے پیارے لوگ رہتے ہیں وہاں چلا جا۔ وہ تیرے لئے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ تجھے معاف کر دیں گے۔ اب یہ دیکھیں کہ ہم ان کے پاس جا کر دعا کیوں کراتے ہیں اس میں کیا نقطہ ہے۔ سمجھنے والی بات یہ ہے کہ مثال کے طور سے آپ کا کوئی کام حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ہے آپ کی ان سے کوئی ملاقات نہیں ہے یا یہ کہ آپ کا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ پھر آپ کیا کریں گے آپ ان سے تعلق رکھنے والا بندہ تلاش کریں گے۔ کوئی ایسا بندہ ہو جن کے ساتھ ان کا کوئی گہرہ تعلق ہو یہ میری بات نہیں مانیں گے لیکن ان کی بات مان لیں گے اب آپ میرے پاس آتے ہیں کہ میرا ان کے ساتھ تعلق ہے تو آپ مجھے کہیں گے کہ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب سے آپ کا تعلق ایسا ہے کہ وہ آپ کی بات مان لیں گے لہذا میرا یہ کام ہے آپ ان سے کہہ کر وادیں میں ان کے پاس جاؤں گا اور عرض کروں گا تو یہ مجھے فرمائیں گے کہ میں اس بندے کو تو نہیں جانتا لیکن آپ میرے پاس آگئے ہیں مجھے آپ کی حیا آتی ہے اس لئے میں آپ کی بات مان لیتا ہوں یہ ایک مثال ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو ہر بندے کو جانتا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے محبوبین کے پاس چلے جائیں کیونکہ ہمارا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اتنا رابطہ اور تعلق نہیں ہوتا ہم اس مقام تک نہیں پہنچے ہم گھٹیا اور کمزور ہیں ہم ان کے پاس جاتے

ہیں جو اس مقام تک پہنچ چکے ہیں ان سے دعا کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری سفارش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی بات مان جاتا ہے اور فرماتا ہے کہ مجھے تمہاری حیا آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اور نیک بندے کا حیا کر کے وہ جو کچھ مانگے عطا کر دیتا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَ** (المائدہ: ۳۵) ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔“ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** (۱۱۹) ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔“ اب حدیث شریف دیکھیں کہ ایک سو کے قاتل کو کسی نے بتا دیا کہ اولیاء اللہ کے پاس چلے جاؤ وہ تمہارے لئے دعا کر دیں گے تو تیری بخشش ہو جائے گی جب وہ ان اللہ کے پیاروں کے پاس جا رہا تھا کہ اس کی موت واقعہ ہو گئی پھر کیا ہوا کہ جہاں جانا تھا وہ سفر زیادہ تھا اور جو اس نے طے کر لیا تھا وہ تھوڑا تھا اللہ تعالیٰ نے اس زیادہ سفر کو سکیڑ دیا اور جو تھوڑا فاصلہ تھا اسے پھیلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کے فرشتوں سے فرمایا کہ اس کو لے جاؤ۔ دوزخ والے فرشتوں نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ سو کا قاتل ہے فرمایا کہ بے شک سو کا قاتل ہے لیکن یہ دیکھو کہ کدھر جا رہا تھا۔ قرآن مجید یہ فرماتا ہے کہ جس نے ایک شخص کو قتل کیا گویا کہ اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا لیکن یہ تو سو کا قاتل ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کے سو کے قتل کو دیکھو یا یہ دیکھو کہ یہ کدھر جا رہا ہے۔ جو قتل ہو گئے ہیں وہ تو مر گئے لیکن یہ جن کے پاس جا رہا ہے ان کو میں نے زندہ رہنے کی سند عطا کر رکھی ہے وہ زندہ ہیں کہ جن کے پاس یہ جا رہا ہے۔ مجھے حیا آتی ہے کہ یہ میرے پیاروں کے پاس جا رہا ہے اور میں اپنے

پیاروں کے پاس جانے والے کو محروم کر دوں۔ اللہ تعالیٰ نے جنت والے فرشتوں سے فرمایا کہ اس کو جنت میں لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کو حیا آئی کہ اگر وہ ان کے پاس پہنچ جاتا تو وہ ایسے لچپال تھے کہ وہ اس کو خالی نہ موڑتے وہ ان کی طرف جا رہا تھا لیکن اس کا زندگی کا وقت ختم ہو گیا۔ ملک الموت نے اس کی روح نکال لی لیکن میں اس کو جنت میں بھیج کر امت مسلمہ کو ایک مسئلہ بتانا چاہتا ہوں اور ایک عقیدہ دینا چاہتا ہوں کہ تم کتنے ہی گناہ گار ہو گے۔ تمہارے گناہوں کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ اللہ والوں کے ساتھ تمہاری کوئی نسبت ہے کہ نہیں ہے۔ تمہارا اللہ والوں کے ساتھ کوئی رابطہ ہے کہ نہیں ہے۔ یہ سو کا قاتل تھا لیکن میرے پیاروں کے پاس جا رہا تھا میں اس کے قتل نہیں دیکھوں گا بلکہ اپنے پیاروں کے پاس جانا دیکھوں گا۔ وہ بنی اسرائیل کا بندہ تھا اور بنی اسرائیل کے اولیاء کے پاس جا رہا تھا اگر بنی اسرائیل کے اولیاء اللہ میں اتنی طاقت ہے کہ ان کے پاس سو کا قاتل بھی چلا جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس سے متعلق عرض کر دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی بات مان لیتا ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کو تو تمام امتوں سے بہتر کا خطاب ملا ہوا ہے۔ بہتر امت کا ولی بھی بہتر ہوگا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تمام امتوں سے بہتر ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ولی بھی سابقہ امتوں کے اولیاء سے بہتر ہوگا جب کوئی ان کے در پر جائے گا تو اللہ تعالیٰ کیسے ان کی بات کو نہیں مانے گا۔ معلوم ہوا کہ جو اللہ والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے اپنے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے غیر نہیں ہیں جن کو تم مِنْ دُونِ اللہ کہتے ہو ہم بھی ان کو اللہ کے غیر مانتے ہیں وہ اللہ والے نہیں ہیں لیکن خدا را قرآن مجید

کی آیت مبارکہ کا صحیح مفہوم سمجھ آیات کے مفہوم کو بدلنے کی واردات کو ختم کرو۔ جو کام تم کر رہے ہو یہی کام تم سے پہلے مشرکین مکہ کیا کرتے تھے۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث پاک ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم میں تمہیں ایک واقعہ بتاتا ہوں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور سنائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک بندہ تھا جس کا نام حضرت جرج رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ بنی اسرائیل کے دور میں لوگ رہبانیت اختیار کر لیتے تھے اپنے اہل و عیال کو چھوڑا گھربار چھوڑا اور جنگلوں میں جا کر ڈیرے لگائے اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگے رہتے تھے قرآن مجید نے ان کے اس فعل کو رہبانیت کا نام دیا ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔ وَرَهْبَانِيَّةٍ نِ يَتَدْعُوَهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَارَعَهَا هَاقٌّ رِعَايَتِهَا فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَسِقُونَ (الحديد: ۲۷) ”اور راہب بننا۔ تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی۔ ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اسے نہ نبھایا جیسا اس کو نبھانے کا حق تھا تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں سے بہترے فاسق ہیں۔“ فرمایا کہ وہ رہبانیت اختیار کر لیتے تھے لیکن ان پر یہ کام فرض نہیں کیا گیا تھا کہ تم اپنا گھربار چھوڑ دو سب کچھ چھوڑ کر جنگلوں میں جا کر ڈیرے لگا لو اور وہاں اللہ اللہ کرو۔ لیکن چونکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے تھے اس لئے ان میں سے کچھ کو ہم نے اجر عطا فرما دیا اور جو رہبانیت کے تقاضوں کو پورا نہ کر سکے وہ فاسق ہو گئے۔ حضرت جرج رحمۃ اللہ علیہ نے بھی رہبانیت اختیار کی۔

اپنے اہل و عیال کو چھوڑا گھر بار چھوڑا اور جنگل میں جا کر ڈیرہ لگا لیا اور اللہ اللہ کرنا شروع کر دیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ ایک روز اس کی ماں اس سے ملنے کو آگئی۔ آپ نے جو اپنا جھونپڑا بنایا ہوا تھا اس کی چھت پر بیٹھ کر آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے تھے۔ اس کی والدہ نیچے کھڑی رہی۔ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پیشانی مبارک پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اے میرے صحابہ اس کی والدہ یوں اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر نیچے کھڑی اس کو آواز دے رہی تھی اے جرتج۔ اے جرتج بنی اسرائیل کی وہ عورت اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اپنے بیٹے کو بلا رہی تھی تو میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ نبوت اس کو دیکھ رہی تھی اور اپنے صحابہ کو بتا رہی تھی فرمایا کہ اے میرے صحابہ وہ اس طرح اپنے بیٹے کو پکار رہی تھی۔ حضرت جرتج رحمۃ اللہ علیہ عبادت میں مصروف تھے آپ نے سوچا کہ **يَا اَللّٰهُ اَمْنِيْ وَصَلِّ عَلٰى** میرے اللہ ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف تیری عبادت ہے اب کیا کروں ماں بھی بلا رہی ہے اور عبادت بھی ہے عقل نے فیصلہ کیا کہ عبادت جاری رکھو۔ آپ نے عبادت جاری رکھی ماں نے تین دفعہ پکارا۔ اے جرتج جب آپ نے اس کے بعد بھی اس کی آواز پر دھیان نہ دیا تو وہ بددعا دے کر چلی گئی لیکن اس کی بددعا میں بھی ماں کی ممتا موجود تھی ماں کا پیار موجود تھا۔ نو جوان بیٹھے ہوئے ہیں یہ اپنے ماں باپ کا ادب کیا کریں ان کا احترام کیا کریں۔ ماں جب بھی بددعا دے گی تو وہ مجبور ہو کر ہی بددعا دے گی لیکن اس کی بددعا میں بھی ماں کا پیار ہوتا ہے یہ قدرتی اثر ہے یہ فطری چیز ہے۔ ماں نے بددعا دے دی کہ یا اللہ یہ جرتج اس وقت تک نہ مرے

جب تک یہ بدکار عورت کا چہرہ نہ دیکھ لے۔ یہ صحیح مسلم کی حدیث شریف ہے جو میں عرض کر رہا ہوں دو چار روز گزرے کہ جو وقت کا بادشاہ تھا اس کے پاس ایک مقدمہ آگیا ہر دور میں کچھ لوگ اللہ والوں کے مخالف رہے ہیں اور رہیں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے ولی کے ساتھ دشمنی کرتا ہے میرا اس کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ جو دشمن کا لفظ فرما رہا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ والوں کے دشمن ضرور ہوتے ہیں وہ لوگ ایک حاملہ عورت کو بادشاہ کے دربار میں لے آئے اس عورت نے آکر بیان دیا کہ جنگل میں فلاں جگہ پر جو صوفی رہتا ہے اور عبادت خانہ بنا کر بیٹھا ہوا ہے عبادت میں مصروف رہتا ہے اس نے میری عزت لوٹ لی ہے جس سے مجھے یہ حمل ٹھہرا ہے۔ بادشاہ نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ جاؤ اس کو پکڑ کر لے آؤ۔ سپاہی گئے اور آپ کے عبادت خانہ کو گرا دیا اور آپ کو گھسیٹتے ہوئے بادشاہ کے دربار میں لے جا رہے تھے تو حضرت جرتج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے درباریوں مجھے بے شک آپ بادشاہ کے دربار میں لے جاؤ لیکن اس سے پہلے مجھے ایک مرتبہ اپنی ماں کے قدموں میں حاضری لے دینے دو۔ سپاہی ان کو لے گئے آپ جا کر اپنی ماں کے قدموں میں گر گئے اور عرض کیا کہ اے ماں میرا کوئی قصور نہیں ہے میں بے گناہ ہوں اگر مجھے کوئی سزا مل رہی ہے تو صرف اور صرف اس لئے کہ تو مجھے بددعا دے کر چلی آئی تھی ماں مجھے معاف کر دے اور تو مجھ سے راضی ہو جا پھر بادشاہ جانے یا میرا رب جانے۔ ماں نے معاف کر دیا اور کہا کہ بیٹا اگر میری بددعا کی وجہ سے تجھے سزا مل رہی ہے تو میں تجھے معاف کرتی ہوں۔ حضرت جرتج رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کیا دو نفل ادا کئے

اور سپاہیوں کے ساتھ چل دئے۔ بادشاہ کے دربار میں پہنچے وہ بدکار عورت موجود تھی اس نے کہا کہ یہی وہ صوفی ہے کہ جس نے میری عزت پر حملہ کیا ہے۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں کہ حضرت جبرئیل رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ سے فرمایا کہ اے بادشاہ میں بتاؤں کہ یہ بچہ کس کا ہے یا پیٹ کے اندر موجود بچہ خود بتائے کہ وہ کس کا بچہ ہے ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں اور دوسری روایت کے مطابق یہ ہے کہ اس عورت نے کہا تھا کہ اس نے میرے ساتھ زیادتی فلاں درخت کے نیچے کی تھی اس پر حضرت جبرئیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے بادشاہ میں بتاؤں یا اس درخت کے پتے بتائیں کہ یہ بچہ کس کا ہے میں اس پہلی روایت کو لے رہا ہوں دیکھو کہ ولی اللہ اشارہ کر دے تو پیٹ کے اندر بھی بچے بولتے ہیں۔ حضرت جبرئیل رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا اور کہا کہ مَنْ أَبْلَوْكَ نَجِّ تِیرا باپ کون ہے تو میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ماں کے پیٹ سے آواز آئی کہ اے جبرئیل تو پاک دامن ہے تیرا کوئی قصور نہیں ہے میرا باپ ایک چرواہا ہے جس نے میری ماں کے ساتھ بدکاری کی ہے اور جو میری ماں کو لے کر یہاں آئے ہیں وہ حضرت جبرئیل کے دشمن ہیں وہ اسے بدنام کرنا چاہتے تھے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کہ اس نے تجھے بچا لیا ہے۔ دوستو ماں نے بددعا دی تھی کہ جبرئیل اس وقت تک نہ مرے جب تک ایک بدکار عورت کا چہرہ نہ دیکھ لے آپ بادشاہ کے دربار میں لائے گئے وہاں بدکار عورت کھڑی تھی اس کے چہرے پر نظر پڑی تو ماں کی بددعا پوری ہوئی میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایک بنی اسرائیل کا ولی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنی طاقت عطا فرمائی ہے کہ وہ پیٹ کے اندر موجود



بچے کو بلا سکتا ہے تو جو امت تمام امتوں سے بہتر ہونے کا خطاب حاصل کر رہی ہے اس کے ولی کی کیا شان ہوگی۔ حضرت خواجہ حسن سواگ رحمۃ اللہ علیہ معراج کے موضوع پر تقریر کر رہے تھے کہ ایک بندہ کھڑا ہو گیا کہ جناب یہ بتائیں کہ آسمانوں کو کس طرح سے پھاڑ کر اوپر نکلا جاسکتا ہے۔ آپ ممبر نے نیچے اترے اور مسجد کے محراب میں سے ادھر سے گزر گئے اور پھر واپس بھی گزر آئے فرمایا کہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس طرح سے گزر گئے اور اسی طرح سے واپس بھی تشریف لے آئے۔ یہ خواجہ حسن سواگ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ بہر حال ان قرآنی آیات سے احادیث مبارکہ کی رو سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں اور واضح ہوتی ہے کہ مَنْ دُونَ اللَّهِ کے غیر اور ہیں اور اللہ والے اور ہیں اللہ کے غیر بت ہیں کہ جن سے کوئی چھین کر لے جائے تو واپس نہیں لے سکتے۔ اللہ تعالیٰ والے وہ ہیں جو دے بھی سکتے ہیں اور ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ واپس لے بھی سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

خطاب حضرت علامہ عزیز جہاں صاحب

برہائش پروفیسر مختار احمد صاحب 08-01-11

### نشست سوم:

احباب ذی وقار اور حضرت قبلہ پیر ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہ العالیہ اور حضرت علامہ محمد عرفان سعیدی صاحب آج کی یہ بزم پاک حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر شریف کی محفل ہے۔ ہمارا ایک موضوع تسلسل کے ساتھ چل رہا ہے

جو پچھلی کئی محافل میں بیان ہو چکا ہے۔ قبلہ پیر صاحب نے جو حکم فرمایا کہ وہ کون سی آیات ہیں کہ لوگ جن کا غلط مفہوم لے کر لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں اسی سلسلہ میں پچھلی محفل میں آپ نے ایک موضوع دیا تھا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ (التوبة ۱۲۹) ”پھر اگر وہ منہ پھریں تو تم فرما دو کہ مجھے اللہ ہی کافی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔“ آج ہم قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کو دیکھیں گے کہ یہ کب نازل ہوئی کس کے بارے میں نازل ہوئی اس کا شان نزول کیا ہے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے صرف اور صرف اللہ ہی کافی ہے۔ انبیاء علیہم السلام اولیاء کرام سے مدد مانگنا شرک اور بدعت ہے اس سے متعلق کافی کچھ عرض کر دیا گیا ہے۔ آج وقت کا لحاظ کرتے ہوئے تھوڑی سی گفتگو ہوگی خالق کائنات کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ مجھے حق و صداقت کے ساتھ بات کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مجھے سنا کر اور آپ کو سن کر اس پر عمل کر کے اور اس پر اعتقاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اللہ تعالیٰ نے سورت توبہ کی اس آخری آیت کریمہ میں فرمایا کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام جب یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر جائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے لگ جائیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرمادیں کہ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ وہی میرا معبود ہے اور میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۔ اس آیت کریمہ کے جب ایک حصہ کو دیکھیں۔ فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ۔ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ

وسلم فرمادیں کہ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے اب جن لوگوں نے قرآن مجید کے اس حصہ آیت کے مفہوم کو بدلنے کی کوشش اور واردات کی تو انہوں نے اس آیت کریمہ کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں پر ٹھونسنے کی کوشش کی۔ حالانکہ جب ہم نے اس آیت کریمہ کے شان نزول کو دیکھا تو پتہ چلا کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کفار و مشرکین کو تبلیغ فرماتے تھے اپنی طرف بلاتے تھے لیکن کفار و مشرکین آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات سننے کو تیار نہ تھے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا کہ اے میرے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سن کر اپنے سروں سے نفی کا اشارہ کر دیتے ہیں اپنے سروں کو ہلا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا انکار کر دیتے ہیں کیونکہ قرآن مجید میں ایسی آیات ملتی ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے پوچھا کہ تمہیں پیدا کس نے کیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ یہ زمین اور آسمانوں کو پیدا کرنے والا کون ہے پھر وہ کہتے ہیں کہ ان کو بنانے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے فرمایا کہ آسمانوں سے پانی کون اتارتا ہے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی پانی اتارتا ہے فرمایا کہ بارش کون برساتا ہے تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بارش نازل کرتا ہے لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رسالت کا اقرار ان سے کرانا چاہیں گے تو پھر یہ اپنے سروں کو ہلا کر انکار کر دیں گے۔ جب کفار و مشرکین حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ نبوت کو جھٹلا رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا انکار کر رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی بات ماننے کو تیار نہ تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اپنے رخ دوسری طرف موڑ رہے ہیں اپنے چہروں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھیر رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننے کو تیار نہیں ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیں کہ اگر تم میرے ساتھ ملنا نہیں چاہتے تو نہ ملو تم میرا کلمہ نہیں پڑھنا چاہتے تو نہ پڑھو تم یہ نہ سمجھو کہ تم اگر میرا کلمہ نہیں پڑھو گے تو میں اکیلا رہ جاؤں گا بلکہ حَسْبِيَ اللّٰهُ میرا اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے مجھے اللہ تعالیٰ کا سہارا حاصل ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے تنہا نہیں چھوڑا ہے۔ میرا اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اس کے۔ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ اسی پر بھروسہ کرتا ہوں وہ ساری کائنات کا خالق ہے مالک ہے۔ قرآن مجید کی آیت پاک کا مفہوم تو یہ تھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کفار و مشرکین کو فرما رہے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے لیکن ان لوگوں نے قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کے صرف دو الفاظ کو لیا کہ حَسْبِيَ اللّٰهُ میرے لئے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور اس کے سطر بنا کر مساجد اور اپنے در و دیوار پر لگا دئے اپنی دکانوں پر لگا دیئے، ہر فرد کو دے دیئے۔ بچے کو دے دیئے کہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے تو پھر اولیاء اللہ کے پاس کیا لینے جاتے ہو۔ انبیاء علیہم السلام کا وسیلہ کیوں لیتے ہو حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا وسیلہ کیوں پکڑتے ہو۔ اولیاء اللہ کا ملین کا وسیلہ پیش کر کے اللہ تعالیٰ سے کیوں دعا کرتے ہو۔ جب کہ اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ اس پر جو عام فہم انسان تھے جو کم عقل

رکھنے والے انسان تھے کم سمجھ والے تھے جن کو اس آیت کریمہ کے شان نزول کا علم نہیں تھا جن کو ان کے مفہوم قرآن کو بدلنے کی واردات کا علم نہیں تھا وہ اس بات پر آ کر پھنس گئے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا قرآن سنار ہے ہیں کہ اللہ ہی کافی ہے اور جب اللہ ہی کافی ہے تو پھر کسی اور کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے یہ ان کا طریقہ واردات ہے اب ذرا حدیث شریف میں دیکھتے ہیں کہ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ آیت مبارکہ نہیں پڑھی تھی کیا ان کو یہ علم نہیں تھا کہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ ان کو یقیناً علم تھا تو حید کے سب سے بڑے علم بردار تو وہ لوگ تھے کائنات میں زمین کے چپہ چپہ پر تو حید کے ڈنکے بجانے والے وہ لوگ تھے۔ پوری کائنات کے ہر کونہ میں تو حید کا درس انہوں نے ہی پہنچایا ہے یہ سب ان کے علم میں تھا۔ وہ قرآن مجید کو بہت بہتر سمجھتے تھے ان کو سید المفسرین کا لقب عطا کیا گیا ہے وہ قرآن مجید کے مفہیم کو سمجھتے تھے قرآن پاک کے اسرار و رموز سمجھتے تھے اس آیت کریمہ کے مفہوم کو سمجھنے کے باوجود ان کا طریقہ اور وطیرہ تھا کہ جب ان کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی تھی تو وہ در مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حاضر ہو کر عرض کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا کرتے تھے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ ہی پیش نہیں کرتے تھے حدیث شریف میں آتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے ان چیزوں کا بھی وسیلہ پیش کیا جن کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اقدس سے لگ جانا بھی نصیب ہوا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْلُ (۴) ”ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں“ لوگوں کو یہ سنایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صرف میری ہی عبادت کرو اور مجھ سے ہی مدد طلب کرو جب اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے

کہ تم صرف مجھ سے ہی مدد طلب کرو تو پھر تم انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام سے مدد کیوں طلب کرتے ہو اس آیت کریمہ کے ترجمہ کو دیکھا جائے جو کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے اور ان تراجم کو دیکھا جائے جو دہابی عقیدہ اور دوسرے عقائد باطلہ رکھنے والے مولوی حضرات نے کیا ہے۔ اس آیت کریمہ کی جو تشریح کی گئی ہے اور حاشیہ میں جو تفسیر بیان کی گئی ہے تفاسیر لکھنے والے جو ان کے علماء ہیں انہوں نے صراحت کی ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت اور اس کی مدد مراد ہے۔ مدد تو اللہ تعالیٰ کی ہی طلب کرتے ہیں لیکن اگر انبیاء علیہم السلام کا وسیلہ پیش کر کے مدد طلب کی جاتی ہے انکے وسیلہ جیلہ سے اللہ تعالیٰ سے جو مانگا جاتا ہے وہ بھی اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ غُل ہے۔ ایک حدیث شریف ہے کہ جس کو حضرت امام ترمذی نے نقل فرمایا ہے مشکوٰۃ شریف میں بھی یہ حدیث شریف موجود ہے، حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث شریف کے راوی ہیں اور اس پر عمل بھی ان کا ہی ہے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا صحابی رسول تھے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عطا فرمادے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابی اگر تو چاہے تو اپنی حالت پر صبر کر اور اگر چاہے تو میں تیرے لئے دعا کر دیتا ہوں۔ اگر تیری یہ خواہش ہے کہ میں تیرے لئے دعا کروں تو میں تیرے لئے دعا کرنے کو تیار ہوں لیکن اگر تو صبر کرے تو یہ تیرے لئے بہتر ہے۔ نابینا ہونا انسان کے لئے نہایت مشکل اور مصیبت کا باعث ہے آنکھ کتنی بڑی نعمت ہے یہ کسی نابینے

شخص سے ہی پوچھیں جو کسی سہارے کے بغیر چل نہیں سکتا۔ اپنی اس مشکل کو حل کرانے کیلئے وہ صحابی رسول حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے آنکھیں عطا کر دے۔ وہ صحابی تھے وہابی نہیں تھے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے جنت تھے۔ اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ تجھے آنکھیں عطا کر دے گا۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مل ہی جائے گی۔

جنت تو مقدر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّتٌ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ (البقرہ ۸) ”ان کا صلہ ان کے رب کے پاس بسنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں۔ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی، یہ اس کیلئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے“۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے جنت تو ہمیں عطا کر دینی ہے لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ناپسند نہیں رہنا چاہتا۔ اب دیکھو کہ آنکھیں کون عطا کرتا ہے۔ بینائی کون دیتا ہے۔ مشکل اور تکلیف بھی اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور اسے دور بھی اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے۔ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم یہ نہیں جانتے تھے کہ تکلیف دینے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور تکلیف کو دور کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی علم تھا لیکن کیا ان کو یہ آیت نظر نہ آئی کیا



ان کو اس آیت کے مفہوم کا علم نہ تھا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں وہ اس آیت کو جانتے تھے اسکے مفہوم کا بھی علم تھا وہ جانتے تھے کہ یہ آیت حق ہے۔ حقیقت میں شفا تو اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے لیکن اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنے رب کی عطا سے شفا بھی دیتے ہیں اور مشکل بھی حل کرتے ہیں۔ لیکن یہ آیت مبارکہ ان کیلئے نازل نہیں ہوئی بلکہ یہ آیت مبارکہ تو کفار و مشرکین کو دھتکارنے کیلئے نازل ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دے رہا ہے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانتے تو نہ مانیں میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں تمہیں میرا ہی سہارا کافی ہے تمہیں کسی اور سہارے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر جب اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے پینائی عطا کر دے پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وضو کرو اور اچھے طریقہ سے وضو کرو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرو اور دعا کرنے کا طریقہ میں تمہیں بتاتا ہوں یوں دعا کرو کہ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتُوْجِّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمٰنِ اللّٰہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کر رہا ہوں کہ جس کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور تو نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رحمت اللعالمین بنایا ہے۔ اس رحمت اللعالمین نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ یا اللہ مجھے آنکھیں عطا فرما دے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ تھا کہ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے۔

ان کو ایک مشکل درپیش ہے آنکھوں کی بینائی کا مسئلہ ہے وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتے بلکہ در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر سوال کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی نہیں فرمایا کہ میں آنکھیں نہیں دے سکتا۔ ہمیں آنکھیں اللہ تعالیٰ عطا کر سکتا ہے جاؤ اور مسجد میں جا کر اس کی بارگاہ میں سجدے کرو، نوافل ادا کرو اور پھر اس رب سے دعا مانگو تو وہ تمہیں اگر چاہے تو آنکھیں عطا کر دے گا۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کرو اور میرے وسیلے سے دعا مانگو۔ تاکہ میری ساری امت کو دعا مانگنے کا طریقہ آجائے جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے وہ میرا وسیلہ پیش کرے تو جو کچھ بھی اس کی طلب ہوگی وہ پوری ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ میرے وسیلہ سے اس کو عطا فرما دے گا۔ حضرت امام طبرانی فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور وسیلے سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اسے بینائی عطا فرمادی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مشکل حل اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے سب کیلئے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پوری کائنات کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ سے دور نہیں ہیں اللہ تعالیٰ سے جدا نہیں ہیں اس لئے ہمیں جو کچھ بھی ملتا ہے وہ در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ملتا ہے۔ یہ حدیث شریف حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے متعلق ہے۔ ایک حدیث شریف بخاری شریف جلد نمبر 2 میں بھی حضرت عثمان بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق ان کے عمل سے متعلق موجود ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے گھر والوں نے حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک پانی کا پیالہ دے کر بھیجا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا

یہ طریقہ تھا کہ اگر کسی کو نظر لگ جاتی تھی یا کوئی بیماری لاحق ہو جاتی تو وہ حضرت اُم سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ محترمہ تھیں اور تمام امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد 73 ہجری میں ان کا وصال ہوا ہے حضرت عثمان بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں پانی کا پیالہ لے کر حضرت اُم سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا کہ یا ام المؤمنین میرے گھر والوں نے یہ پانی کا پیالہ دے کر بھیجا ہے۔ آپ نے ایک ڈبیہ نکالی جس میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک تھے۔ آپ نے وہ موئے مبارک پانی میں ڈبوئے ان کو غسل دیا اور مجھے فرمایا کہ اے عثمان بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاؤ یہ پانی پیو، اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کے صدقے میں تمہیں شفا عطا فرما دے گا۔ اب دیکھیں کہ حضرت عثمان بن عبد اللہ صحابی رسول تھے کیا ان کے علم میں یہ بات نہیں تھی کہ ہمارے لئے تو اللہ ہی کافی ہے صرف اللہ تعالیٰ ہی مشکل کشا ہے وہی بیماریاں بھی دور فرماتا ہے۔ اتنا علم ہونے کے باوجود آپ حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوئے وہ جانتے تھے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان تو بہت بلند ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے پاس بھی ایسے ایسے نسخے ہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تبرکات ہیں جب وہ ان تبرکات کو استعمال کریں گی تو اللہ تعالیٰ ہمیں ان تبرکات کے توسل سے بھی شفا عطا فرما دے گا صحیح مسلم شریف میں بھی ایک واقعہ ہے یہ بھی حضرت اُم سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی متعلق ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میرے پاس حضور نبی کریم علیہ

الصلوة والسلام کا ایک جبہ مبارک تھا۔ پہلے وہ جبہ مبارک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہا۔ ان کے وصال کے بعد وہ جبہ میرے پاس آیا۔ آپ فرماتی ہیں کہ ہم میں سے جب بھی کبھی کوئی بیمار ہو جاتا تھا تو ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جبہ مبارک کو غسل دیتے تھے اور اس پانی کو پی لیتے تھے اور اس جبہ مبارک سے شفا طلب کرتے تھے۔ بیماری سے شفا کی دعا کرنا اور ہے لیکن موئے مبارک یا جبہ شریف کو پانی میں غسل دینا اور ہے اور جبہ شریف سے ہی شفا طلب کرنا اور ہے۔ جب جبہ شریف کو غسل دے کر اس پانی کو کوئی بھی بیمار پی لیتا تھا تو اسے شفا مل جاتی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے جو جبہ مبارک لگ گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اس سے شفا طلب کر رہے ہیں حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو قرآن کی اس آیت مبارکہ کے مفہوم کا علم تھا کہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ جب ان کیلئے اللہ ہی کافی تھا تو پھر وہ بیمار ہو کر حضرت اُم سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کیوں حاضر ہوتے تھے۔ حضرت اُم سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی یہ نہیں فرماتی تھیں کہ اے میرے بیٹو تم نے یہ کیا شرک روا رکھا ہے یہ کون سی بدعت چلا رکھی ہے۔ جب تم بیمار ہوتے ہو تو بھاگ کر ہمارے پاس آ جاتے ہو۔ ایسا نہیں تھا بلکہ جب کبھی بھی امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا کوئی بیٹا آتا تھا۔ کوئی سائل آتا تھا تو آپ اسے مایوس نہیں لوٹاتی تھیں کیونکہ یہ استیاء کا گھر نہ تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آستانہ تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سخاوت کو جاری اور تقسیم کرنے والی امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن تھیں۔ اگر تم یہ کہو کہ تمہارے لئے اللہ ہی کافی ہے تو جب تمہارے

پیٹ میں درد اٹھتا ہے تو ڈاکٹر کے پاس کیوں جاتے ہو تم مسجد میں جا کر دو نفل ادا کر کے اللہ تعالیٰ سے شفا کیوں نہیں مانگتے قرآن میں ہے کہ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ شفا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ ہی شفا دیتا ہے تو ڈاکٹر کے پاس کیا لینے جاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ وسائل بنا رکھے ہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کیلئے سب سے بڑا وسیلہ ہے۔ پتہ چلتا ہے کہ اس آیت مبارکہ کا مفہوم کچھ اور تھا اور وہ یہ تھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ تسلی دے رہا تھا۔ لیکن ان مولویوں نے اس کے مفہوم کو بدل کر بدیانتی کر کے اولیاء اللہ کی استمداد سے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کی استمداد سے لوگوں کو روک دیا۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث شریف کو دیکھ کر دیوبندیوں کے عالم انور شاہ کشمیری اور وہابیوں کے مولوی وحید الزمان نے یہ بات لکھی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی قدر کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سب سے بڑی دلیل صحابی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل ہے اور انہوں نے یہ وضاحت کی ہے کہ یہ حدیث شریف صحیح اسناد کے ساتھ اس بات پر دلیل ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو کوئی بھی امتی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ پیش کر کے اللہ تعالیٰ سے جو دعائیں مانگے گا وہ شرک اور بدعت نہیں ہوگی بلکہ یہ وہی طریقہ ہوگا کہ جو آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے مطابق عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ **وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔**

خطاب حضرت علامہ عزیز جہاں صاحب برہانش شاہد تنویر صاحب 11-01-23

## میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی ترغیب

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ  
الْعَلَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى الْكَوَاعِبِ يَا صَحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
ان کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے  
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں  
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے  
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے  
ہو آپ کا بلاوہ تو برات بنتی ہے  
رخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے  
ہو آپ کی عنایت تو اک جہات بنتی ہے  
اسی دید سے بنتے ہیں اولیاء بھی اصفیاء بھی  
اسی صورت سے صورت نجات بنتی ہے

جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ مشکل سوال نہیں ہے کہ آپ کے لئے وہ کون سی بات اچھی ہے جو آپ کے دشمن کو بُری معلوم ہو۔ آپ کے دشمن کو جو بات اچھی لگے وہ آپ کے لئے بُری ہے اور جو چیز آپ کے دشمن کو بُری لگے وہ آپ کے لئے اچھی ہے۔ وہ ایسی بات کون سی ہو سکتی ہے۔ آپ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی لے لیں۔ یہ کس کو اچھا لگتا ہے اور کون اس پر جل سڑ جاتا ہے کہ اس کو یہ اچھا نہیں لگتا ہے۔ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے اچھا ہے کہ نہیں ہے۔ چودہ سو سال سے مناظرے ہو رہے ہیں۔ مباحثے ہو رہے ہیں لیکن کوئی فیصلہ نہیں ہو رہا ہے۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ اس کا کوئی فیصلہ ہو ہی جائے کہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانا اچھا ہے کہ نہیں اچھا ہے۔ یہ کس طرح سے پتہ چلے گا۔ اس کا پتہ اس طرح سے چلتا ہے کہ جس روز حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں تشریف لائے اس روز ہر چیز خوش تھی۔ اللہ تعالیٰ خود بھی خوش ہیں۔ بیت اللہ شریف بھی خوش ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور تمام فرشتے بھی خوش ہیں۔ حوریں بھی خوش ہیں اور جنتی عورتیں بھی خوش ہیں۔ چرند، پرند، حیوانات، نباتات، فلکیات کی ہر چیز خوش ہے:

محمد مصطفیٰ آئے زمین و آسمان چمکے  
حجر چمکے شجر چمکے مکان و لامکان چمکے  
قدم جتھے جناب آمنہ دے لعل نے رکھے  
اوہ ذرے ریگ زاراں دے مثال کہکشاں چمکے



رخ والفجر توں گیسو ہٹائے جد نبی سرور  
 معطر ہو گئے دونوں جہاں، دونوں جہاں چمکے  
 توں اوس دے نور ہوں دا کریں انکار اے داعظ  
 غلاماں اوہدیاں جتھے قدم رکھے اوہ تھاں چمکے  
 جو قائل ہووندا اے مصطفیٰ دے نور دا صائم  
 مقدر اوس بندے دا پھر ہر ہر تھاں چمکے

لیکن ایک بدنصیب ایسا بھی ہے جو اس روز خوش نہیں ہے رو رہا ہے۔ اپنے بال نوج رہا ہے۔ اپنے سر میں مٹی ڈال رہا ہے۔ ارے تجھے کیا ہو گیا ہے۔ تم کون ہو اور اپنی حالت ایسی کیوں بنا رکھی ہے۔ کہنے لگا کہ میں شیطان ہوں اور میں سخت غم زدہ ہوں کہ آج نبی آخری زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت ہو چکی ہے۔ لہذا یہ فیصلہ ہو گیا کہ جس کو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اچھا نہیں لگتا وہ شیطان ہے۔ اللہ تعالیٰ بیت اللہ شریف کو جائے ولادت کی طرف جھکنے کا حکم دے رہا ہے۔ ستاروں کو زمین پر اتار رہا ہے۔ فرشتوں کو سدرة المنتہی بیت المعمور اور عرش اور آسمانوں سے بھیج رہا ہے۔ جنت سے جنتی عورتیں اور حوریں آ رہی ہیں۔ مولد شریف پر درود و سلام ہو رہا ہے لیکن شیطان رو رہا ہے۔ اس کے چھوٹے شیاطین نے کہا کہ جو آج ولادت باسعادت ہوئی ہے یہ کوئی علیحدہ یا انوکھی قسم کی ولادت تو نہیں ہوئی اس سے پہلے بھی نبی اور رسل آتے رہے ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام تشریف لائے لیکن تو نے اتنا واویلہ نہیں کیا تو کبھی کسی نبی علیہ السلام کی آمد پر رویا نہیں ہے۔ آج تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ شیطان نے کہا کہ آج سے پہلے جتنے بھی انبیاء علیہم السلام آئے ہیں۔ اپنی کتب

بھی لے کر آئے ہیں اپنی شریعت بھی لے کر آئے ہیں۔ اپنی اُمت بھی بنائی ہے۔ میں نے سب مٹا دی۔ اُمتوں سے گناہ کروا کر انہیں عذاب میں مبتلا کرادیا۔ کتے بلے بنادے ہیں۔ عذابِ عظیم سے ان کو دنیا سے ختم کرادیا۔ سب شریعتیں اور کتب ختم کر دی ہیں۔ کوئی بھی آسمانی کتاب اس کی اصلی حالت میں نہیں رہنے دی۔ تمام آسمانی کتب اور صحائف میں ترمیم و تحریف کرا کے ان کے احکامات اور پیغامات میں اپنی مرضی کی تبدیلیاں پیدا کرادیں کہ اصل احکامات اور پیغامات کی شکل و صورت ختم کر کے رکھ دی۔ ان کے معنی اور تشریحات کچھ سے کچھ ہو کر رہ گئے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری سے پہلے ایک یہودی تھے نصرانی تھے اور دوسرے عیسائی تھے۔ یہودیوں کو میں نے ایسا ورغلا یا کہ وہ اپنے آپ کو اللہ کے بیٹے اور محبوب سمجھنے لگے۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ لَمَّا نَدَاهُ (۱۸) ”اور یہودی اور نصرانی بولے کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے پیارے ہیں۔“ وہ ہمیں قطعاً عذاب نہیں دے گا اور کہنے لگے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ تو پھر توحید کیا ہوئی۔ میں نے یہود و نصاریٰ کو ایسا ورغلا یا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے بن کر بیٹھ گئے۔ اور عیسائیوں کو میں نے یوں ورغلا یا کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہی اللہ تعالیٰ ہے۔ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ لَمَّا نَدَاهُ (۱۷) ”وہ بولے کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے۔“ میں نے عیسائیوں کے تین خدا بنادے ایک اللہ تعالیٰ God father۔ ایک حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام God son اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور ایک God mother حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ یوں میں نے عیسائیوں سے اللہ تعالیٰ کی توحید ختم کر دی ایک خدا کی بجائے ان کے لئے تین خدا بنا

دئے۔ لیکن جو آج نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے ہیں۔ ان کی کتاب ان کا قرآن قیامت تک بلکہ اس کے بعد تک بھی اپنی اصلی حالت میں قائم رہے گا۔ اس میں زیرِ برکی بھی کوئی تبدیلی نہ آ سکے گی۔ میں اس لئے رو رہا ہوں کہ یہ مجھ سے مٹ نہیں سکے گا۔ نہ مجھ سے اس میں کوئی تبدیلی آئے گی۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ لیا ہوا ہے کہ میں تیرے بندوں کو ورغلاؤں گا۔ میں ان کے آگے سے آؤں گا۔ ان کے پیچھے سے آؤں گا۔ ان کے دائیں سے آؤں گا۔ ان کے بائیں سے آؤں گا۔ میں لوگوں کو لئے رستے پر ڈالوں گا لیکن اگر قرآن ہی نہ بدل سکا تو پھر میں یہ سارا پروگرام کس طرح سے پورا کروں گا۔ ان کی شریعت مٹ نہیں سکے گی۔ حدیث شریف کا علم نہیں مٹے گا۔ اور یہ پیغام لے کر آئے ہیں کہ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔ (الاخلاص ۴-۱) ”تم فرماؤ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ ہی وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ ہی اس کے جوڑ کا کوئی۔“ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت میں مجدد آتے رہیں گے اور جو کوئی کہیں دین میں سقم آئے گا وہ اسے درست کرتے رہیں گے۔ یہ دین قیامت تک کے لئے ایسے ہی رہے گا۔ جس طرح سے کہ یہ آغاز میں ہوگا۔ اس لئے مجھے رونا آ رہا ہے۔ اس لئے حضرات جو چیز تمہارے دشمن کو رلا دے۔ اس کو رونے پر مجبور کر دے وہ تمہارے لئے کتنی اچھی ہوگی اسی سے آپ اندازہ کر لیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم از خود اپنا میلاد منا رہے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سوار کو روزہ کیوں رکھتے ہیں۔ فرمایا کہ میں سوموار کو پیدا ہوا تھا۔ یہ میری ولادت کا دن ہے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ ولادت باسعادت کی خوشی میں سوانٹ ذبح فرما رہے ہیں۔ یا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ یہ کیوں کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اعلان کر رہا ہے کہ جب تمہیں میری رحمت اور فضل ملے تو خوشی مناؤ۔ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (یونس ۵۸) ”تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔“ کون ہے فضل اور کون ہے رحمت۔ فرمایا کہ میرا فضل اور میری رحمت میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترغیب دی کہ اگر کوئی ایک درہم فی زمانہ پچیس روپے سمجھ لیں۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کرے گا۔ تو اس کا گھر جنت میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے ساتھ ہوگا۔ کچھ بھی نہیں کیا صرف پچیس روپے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خرچ کر دیئے تو جنت ابھی سے ہی مل گئی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر ہر حال میں جنت میں ہے۔ وہ عشرہ مبشرہ میں اول نمبر پر ہیں۔ شیطان رو رہا ہے کہ صرف پچیس روپے خرچ کر کے جنت میں گھر بن رہے ہیں۔ اگر اتنی ہمت اور طاقت نہیں ہے کہ کوئی پچیس روپے بھی خرچ نہ کر سکتا ہو وہ محفل میں آجائے تو بخشش پھر بھی مل جائے گی۔ یہ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ محفل ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اس میں آنے سے کیا ملتا ہے۔ بخشش مل جاتی ہے پھر شیطان کیوں نہ روئے۔ ہمیں محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے سے اتنی ساری چیزیں عطا ہو رہی ہیں۔ شیطان کا سارا پروگرام تباہ ہو رہا ہے۔ Up-set ہو رہا ہے تو پھر وہ اگر

نہ روئے تو اور کیا کرے ہم بے شمار گناہ کرتے ہیں۔ کنجر خانے جاتے ہیں۔ نو سربازی کرتے ہیں۔ ہیر وئن پیتے ہیں نشہ کرتے ہیں جو اکھلتے ہیں۔ بلیک مارکنگ کرتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں۔ کم تولتے ہیں لیکن جب ہم محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آ جاتے ہیں تو ہمارے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ ہمارے بیس لاکھ بری محفلوں میں جانے کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ شیطان کہتا ہے کہ میں نے ساری عمر اس کو ورغلا یا۔ اس کو اُلٹے رستے پر ڈالا۔ اس سے گناہ کرائے لیکن جب وہ آخر پر ایک محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آ گیا تو اس کا بیڑہ ہی پار ہو گیا۔ اس لئے شیطان ہماری مخالفت کر کے ہمیں دراصل سیدھا راستہ بتا رہا ہے کہ سیدھا راستہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانا اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنا ہے۔ کہتے ہیں ناکہ آپ نے عقل کہاں سے سیکھی۔ فرمایا کہ بے وقوفوں سے سیکھی ہے۔ پوچھا کہ وہ کس طرح سے۔ فرمایا کہ جو بے وقوف کرتے ہیں میں وہ نہیں کرتا اور جو وہ نہیں کرتے میں وہ کرتا ہوں۔ ایسے ہی ہماری فلاح اس میں ہے۔ ہماری بقا اس میں ہے اور ہماری نجات اس میں ہے کہ جس چیز سے شیطان روکے وہی کرو۔ شیطان میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روکتا ہے۔ وہ روتا ہے آنسو بہاتا ہے۔ سر میں مٹی ڈال رہا ہے اور اس کے علاوہ کائنات کی ہر چیز خوشی منا رہی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھ سے یہ دین مٹ نہیں سکے گا۔ ہم جب محفل میں آتے ہیں تو گناہ لے کر آتے ہیں اور جب محفل میں شرکت کرتے ہیں تو ہمارے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ شیطان کا سارا کاروبار تباہ ہو جاتا ہے۔ پروفیسر صاحب نے حساب کتاب لگایا ہے کہ جنت بہت دور ہے۔ اگر کوئی اٹھارہ لاکھ ساٹھ ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ایک ہی خط مستقیم میں تیس لاکھ

سال متواتر پرواز کرے تو جنت کے دروازے پر پہنچ جائے گا جنت میں داخل نہیں ہوگا لیکن جب میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل ہوتی ہے تو جنت چل کر تیرے گھر میں آ جاتی ہے۔ اس وقت ہم کہاں بیٹھے ہیں۔ ہم جنت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ٹھیک صاحب کا گھر جنت بنا ہوا ہے۔ ہمیں جنت میں بٹھایا کس نے ہے۔ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جنت میں بٹھایا ہے۔ کسی نے نعت خوانان کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ کسی نے نہیں کی ہے۔ اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ وہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آ تو گیا ہے۔ جب آ گیا ہے پھر بیڑہ پار ہو گیا ہے۔ شیطان رو رہا ہے کہ یہ بابا اتنی سال کا ہو گیا ہے میں نے ساری عمر اس کو ورغلا یا ہے۔ اس سے گناہ کرائے ہیں۔ اس کو اُلٹے رستہ پر ڈالتا رہا ہوں لیکن یہ آج محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آ گیا ہے اور اس کی بخشش ہو گئی ہے۔ میرا ساری عمر کا کیا کرایا دھرا رہ گیا ہے۔ باقی لوگوں کا حساب کتاب ہوگا۔ میزان ہوگا لیکن میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے اور اس میں آنے والے تو ابھی سے ہی بخشے گئے ہیں ان کا حساب کتاب بھی نہیں ہوگا۔ اس سے بھی ایک بڑی بات ہے۔ جو ہمیشہ سے ہی عرض کرتے آئے ہیں۔ پروفیسر صاحب ذرا Repetition سے درگزر فرمائیں۔ جنت تو ایک بہت چھوٹی چیز ہے۔ جنت سے کہیں بڑی ایک چیز ہے اور وہ مدینہ منورہ ہے۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ  
کہ سب جنتیں ہیں ثار مدینہ

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم میرا میلاد مناتے

ہو۔ درود شریف پڑھتے ہو نعت شریف پڑھتے ہو تو تم اس وقت فیصل آباد کے اس محلہ میں نہیں ہوتے ہو بلکہ میری قبر اقدس میں ہوتے ہو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور تو 4x7x3 کی ہے۔ اس میں کتنے افراد سما جائیں گے فرمایا کہ میری اُمت مشرق میں ہوگی۔ مغرب میں ہوگی لیکن جب مجھ پر درود شریف پڑھیں گے تو وہ میرے سامنے میری قبر میں ہوں گے۔ میں ان کو دیکھتا ہوں گا۔ ان کی بات سنتا ہوں گا۔ شیطان رو رہا ہے کہ ایک محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آگئے ہیں تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور میں بیٹھے ہوئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ عنایت ان پر پڑ رہی ہے۔

اٹھ گئی جس طرف دم میں دم آ گیا

اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

حدیث پاک کی رو سے ہم تو قبر اقدس میں ہیں لیکن اگر کوئی باہر سے ہی روضہ اقدس کی زیارت کر لے تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي جس نے میری قبر انور کی زیارت کر لی مجھ پر واجب ہو گیا کہ میں اس کی شفاعت کروں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے حق دار کس نے کیا ہے۔ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ اس لئے شیطان رو رہا ہے کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ اتنا بڑا انعام ان کو مل رہا ہے۔ جب یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں گھر میں منالیں۔ گلی میں منالیں۔ مسجد میں منالیں ایک ہی فرد بیٹھ کر منالے۔ دو افراد منالیں یا اس سے زیادہ مل کر منالیں ہر ایک کو اتنا ہی انعام مل جاتا ہے۔ حضرت عامر انصاری رضی اللہ

تعالیٰ عنہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منارہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی باتیں کر رہے تھے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ستارے اتر آئے حوریں آگئیں نور نکل آیا۔ شام کے محلات اور بصرہ کی گلیاں روشن ہو گئیں۔ اس کے گھر سے بھی نور نکل رہا تھا اور خوشبو آ رہی تھی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت عامر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرائے ہوئے باہر نکلے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بلالیا ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی تکلیف اٹھائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے آئے۔ فرمایا کہ اندر کون ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوں اور میرے بیوی بچے ہیں۔ فرمایا کہ کیا کر رہے ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی باتیں کر رہے ہیں۔ فرمایا اور کیا کر رہے ہو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی ہی باتیں کر رہے ہیں اور کچھ نہیں کر رہے ہیں فرمایا کہ میں تو دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سارے دروازے تیرے گھر کی طرف کھلے ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی انعام فرمایا کہ جو تیری طرح عمل کرے گا اس کے گھر کی طرف بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سارے دروازے کھلے رہیں گے۔ شیطان رو رہا ہے کہ ان کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اور یہ دروازے کیوں کھل رہے ہیں۔ یہ میلاد مصطفیٰ اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کی وجہ سے کھل رہے ہیں۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانا مومن کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں کہ جب تمہیں میری رحمت اور فضل ملے تو خوشی



مناؤ۔ خوشی منانے کی طرز نہیں بتائی کہ یہ کرو اور وہ نہ کرو۔ صرف خوشی کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ خوشی میں جلوس نکالنا چاہتا ہے تو جلوس نکال لو۔ اگر اس خوشی میں روزہ رکھنا ہے تو روزہ رکھ کر خوشی مناؤ۔ اگر سوانٹ قربان کرنا چاہتے ہو تو کر لو۔ اگر اندر بند کمرے میں بیٹھ کر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتا ہے تو خوشی ہوگئی۔ بہت برا تقاضا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کھلی چھٹی دے دی ہے کہ خوشی کرو جس طرح سے بھی کرو تو تمہارا بیڑا پار ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات ہر محفل میں ضرور کرنی چاہئے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ اپنی محافل کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر سے سجایا کرو لیکن ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام تک نہیں لیتے۔ دوسرے نعرے لگاتے رہتے ہیں۔ ہم بھی ان کی ایک بات کر کے اپنی محفل کو سجا لیتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا تو مسلمان ہوتا چاہتا ہے۔ اپنے اسلام کو بچانا چاہتے ہو۔ اسلام کو زندہ کرنا چاہتے ہو تو پھر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو۔ اسلام زندہ ہو جائے گا۔ صدیق حسن بھوپالی اہل حدیث کا فتویٰ ہے کہ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناتا ہے۔ اس پر خوشی محسوس نہیں کرتا وہ بے ایمان ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں کہ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کرے وہ مومن ہے۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتا ہی وہ ہے کہ جس کے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت ہوتی ہے۔ کوئی دوسرا میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منا سکتا ہی نہیں ہے۔ ان کو یہ توفیق ہی نہیں ملتی وہ بس شرک اور بدعت کے فتویٰ لگائیں گے۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فرمایا ہے۔ وہ بھی بہت عظیم

بات ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجاہد بدر اور حنین کی جنگ میں شامل ہو گیا وہ بخش دیا گیا۔ بدر کی جنگ میں تین سو تیرہ اور حنین کی جنگ میں زیادہ افراد شامل تھے لیکن دونوں جنگوں میں جس نے بھی شرکت کی اس کی بخشش ہو گئی۔

اب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں ترغیب دے رہے ہیں کہ کیا تو بدری بننا چاہتا ہے کیا تو حنینی بننا چاہتا ہے۔ کیا تم ان جنگوں کے غازیوں میں شامل ہونا چاہتے ہو۔ کیا تم ان جنگوں کے شہداء میں شامل ہونا چاہتے ہو تو پھر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو۔ تم ان جنگوں کے غازیوں اور شہداء میں شامل ہو جاؤ گے۔ حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم اپنا خاتمہ بالآخر چاہتے ہو۔ ایمان کے ساتھ مرنا چاہتے ہو تو پھر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو کہ اس کی برکت سے تم مسلمان یا ایمان مرو گے اور اسی حالت میں ہی دوبارہ اٹھو گے۔ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ زیادہ پیسے خرچ کرنے کی زیادہ لمبا چوڑا پروگرام کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اگر ایسا انتظام کر لیں تو بہت ہی اچھا ہے۔ اگر نہیں ہو سکتا تو گھر میں اکیلے بیٹھ کر ہی کر لو گے تو وہ بھی کافی ہے۔ جتنا زیادہ کرو گے اتنے ہی تم زیادہ بلند مرتبت ہو جاؤ گے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تو پہلے سے ہی بلند ہیں۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ (الانشراح ۴) ”اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔“ اتنا ضرور ہے کہ تم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جتنا ذکر بلند کرو گے تم خود اتنے ہی بلند ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند کر دیا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ سرور کرے گدو کرے یا حاجی رشید صاحب ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کریں تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند ہوگا فرمایا کہ ایسا نہیں ہے۔ تمہارے ذکر نبی بلند کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند کر دیا ہے اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند کرنے کے لئے میں اکیلا ہی کافی ہوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہماری ضرورت نہیں ہے کہ ہم ان کے گیت گائیں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف پڑھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھیں تو ان کی شان زیادہ بلند ہوگی ایسا نہیں ہے کیونکہ جتنے بھی الفاظ ہیں جو بھی عبارتیں ہیں جو اشعار ہیں جو خیالات ہیں جو تصورات ہیں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق نہیں ہیں۔

مَا اِنْ مَّدَحْتُ مُحَمَّدٍ بِمَقَالَتِي

وَلَكِنْ مَّدَحْتُ مَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں یہ شعر پڑھا گیا کہ کوئی بندہ اپنے اشعار سے اپنے کلام سے اپنی عبارت اور تقریر سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند نہیں کر سکتا صرف یہ کرتا ہے کہ ان کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے لے کر اپنی قسمت کو سنوار لیتا ہے لہذا ہم حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ نہیں دے رہے ہیں بلکہ ہم تو اپنی قسمت سنوار رہے ہیں یہ بھی ان کی توفیق سے ہی ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک سے ہی کرتے ہیں۔

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی اپنا ذکر ہم سے کرواتے ہیں پھر خوش ہو کر ہماری

بخشش کا بھی پروانہ لکھ دیتے ہیں۔ کرم کی بات تو یہ ہے کہ خود ہی اپنا ذکر کروایا اور خود ہی ہمیں انعام بھی عطا فرما دیا۔ اپنے نور مبارک سے ہم سے کام کر رہے ہیں۔ دنیا و کائنات میں کوئی عمل کوئی بات نہیں بنتی سوائے اس کے کہ وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنتی ہے خود ہی اپنا ذکر ہم سے کروا لیتے ہیں اور خود اس کا انعام جنت عطا فرما دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں بھی اور اللہ تعالیٰ بھی تم پہ خوش ہے۔ حضرات میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانا وہ کام ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی خوش ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایسے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں کہ جن کا کام صرف یہ ہے وہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل کو تلاش کریں۔ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا نور نکلتا ہے ایسی خوشبو نکلتی ہے کہ فرشتے اس نور اور خوشبو کو ڈھونڈ کر پتہ چلا لیتے ہیں کہ شکیل صاحب کے گھر میں محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہی ہے۔ جن کو پتہ چل جاتا ہے وہ باقی فرشتوں کو بھی بلا لیتے ہیں مشرق و مغرب شمال و جنوب کے فرشتے آ کر محفل کی جگہ کو پہلے آسمان تک گھیر لیتے ہیں جب محفل ختم ہوتی ہے تو فرشتے بارگاہ عالیہ میں پہنچ جاتے ہیں اور محفل کی کاروائی کی رپورٹ پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے محفل میں شریک ہونے والے تمام افراد کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ کوئی کرسی پر بیٹھنے آ گیا تو روٹی کھانے کے لئے آ گیا کوئی پیسے لینے آ گیا وہ تمام محفل کی غرض سے نہیں آئے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان باتوں کو چھوڑ دو جہاں میرا اور میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا ہے وہاں آئے ہوئے تمام ہی بخش دئے جاتے ہیں اور ان کے پاس بیٹھنے والا کوئی شقی نہیں رہتا ہر کوئی

سعید بن کر گھر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنا خوش ہوتا ہے کہ گناہ گار سے بھی گناہ گار محفلِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آتا ہے تو جنتی بن کر گھر جاتا ہے۔ اس سے بڑا انعام اور کیا ہو سکتا ہے۔ کیا آپ کو میری کوئی بات اچھی بھی لگی ہے کہ نہیں۔ یہ میں ہمیشہ اس لئے پوچھتا ہوں کہ محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سر دار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ذکر ہو جائے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ عظمت بیان کرے تو جس کو وہ اچھی لگ جائے اس کا دل کھل جائے تو وہ مومن ہے آپ نے اپنے ہاتھ بلند کر کے اپنے مومن ہونے کا ثبوت دیا ہے اللہ تعالیٰ اس پر قائم رکھے لیکن اگر کسی کو عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر اچھا نہ لگے اس کا دل جڑ سڑ جائے مر جھا جائے اور کہے کہ یہ سارا کیا ہو رہا ہے۔ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے سے گناہ کس طرح مٹ سکتے ہیں۔ اس کا پہلے حساب کتاب ہوگا اس نے پہلے پھانسی لگنا تھا اس نے پہلے جیل میں جانا تھا اس کو ڈنڈے لگنے تھے وہ اب اس چکر میں ہے کہ اس کو مفت میں جنت کس طرح سے مل گئی یہ بے ایمان کی نشانی ہے۔ بے ایمان وہ ہوتا ہے کہ جس کو میلادِ مصطفیٰ، ذکرِ مصطفیٰ اور عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اچھا نہیں لگتا۔ اللہ تعالیٰ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم ہیں غلام ان کے ان کی غلامی پہ ناز ہے  
پچائیں جائیں گے اسی نام و نشان سے ہم  
آ و سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب برہانش شکیل احمد صاحب 11-02-21

## وکھری شے

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ  
الْعَلَمِينَ آعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى الْكَوَاصِبِ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
ان کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے  
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں  
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے  
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے  
ہو آپ کا بلاوہ تو برات بنتی ہے  
رخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے  
ہو آپ کی عنایت تو اک جہات بنتی ہے  
اسی دید سے بنتے ہیں اولیاء بھی اصفیاء بھی  
اسی صورت سے صورت نجات بنتی ہے

معزز حاضرین! میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیوں منانا ضروری ہے۔ کوئی میلاد منانے سے روکتے ہیں اور کوئی میلاد منائے بغیر رہتے نہیں ہیں۔ بزرگوں کا بڑی عظیم ہستیوں کا میلاد اسی لئے منایا جاتا ہے کہ ان کی عظمت شان و شوکت اور ان کی کرامات ان کے معجزات ایسے محیر العقول ہوتے ہیں کہ عام انسان انہیں اللہ تعالیٰ کے برابر ہی درجہ دے دیتے ہیں اس لئے میلاد منا کر یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ وہ پیدا ہوئے ہیں اور جو پیدا ہوا وہ اللہ تعالیٰ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ تو لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ (الاخلاص ۳) ”نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ ہی وہ کسی سے پیدا ہوا“ اللہ تعالیٰ کا نہ تو کوئی باپ ہے اور نہ ہی وہ کسی کا بیٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو پیدا نہیں ہوئے اس لئے اللہ تعالیٰ سے کسی کو الگ جاننے کیلئے اس کا میلاد منایا جاتا ہے۔ کئی لوگ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں کہ مدینہ پاک کی گلیوں میں اللہ تعالیٰ چلتے پھرتے رہے۔ ایسے عقیدے سے بچنے کیلئے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو تا کہ آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخلوق سمجھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خالق نہ سمجھیں۔ لہذا میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا جانا از حد ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ہستی میں کہ جس سے ہدایت کا کام لیا جانا مقصود ہوتا ہے ایسی عظمت پیدا فرما دیتا ہے کہ تمام لوگوں کی توجہ اس کی طرف مرکوز ہو جائے۔ کوئی اس ہستی کو خدا بھی نہ سمجھے اور یہ بھی اقرار کرے کہ اس کے بغیر میرا کوئی گزارہ نہیں ہے۔ چند واقعات ایسے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ہماری پیدائش کچھ اور ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مبارک اور ہستی کچھ ان کی اپنی انفرادی ہے۔ ہماری پیدائش اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش بالکل الگ اور جدا جدا ہے۔ کوئی یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے ہی ہیں میں کچھ عرض کرتا ہوں وہ

سنیں اور سمجھیں اور فیصلہ کریں کہ کیا وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے ہیں۔ حضرت  
 حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گود میں لئے ہوئے  
 واپس چلیں تو دستور کے مطابق طواف کعبہ کرنا ضروری تھا۔ جب آپ نے طواف  
 شروع کیا تو انہیں ہاتف کی طرف سے آواز آئی کہ اے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
 آپ رک جائیں اب آپ کعبہ کا طواف نہیں کریں گی بلکہ کعبہ شریف خود تیرا طواف  
 کرے گا۔ کیونکہ تیری گود میں اس وقت وہ موجود ہے جو کعبے کا بھی کعبہ ہے۔ یہ ایک  
 دکھری شے ہے یہ انفرادیت ہے۔ ہم طواف کعبہ کرتے ہیں بھاگ بھاگ کر تھک  
 جاتے ہیں۔ کچھ نیچے گر کر پاؤں تلے روندے جاتے ہیں۔ کوئی کچھ کر رہا ہے کوئی کچھ  
 کر رہا ہے۔ اپنی ہمت اور سکت کے مطابق طواف کرنے میں مشغول نظر آتے ہیں  
 لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ہستی ہیں کہ جن کا طواف خود خانہ کعبہ کرتا ہے کیوں  
 یہ ایک الگ بات نظر آئی کہ نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا ہے۔ یہ دیوار ہے یہ اپنے  
 آپ ہلتی نہیں ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ اس کو ہلنے کا حکم فرما دیں تو یہ ہلنے لگے گی کیا  
 تمہیں کوئی فرق محسوس ہوا ہے کہ نہیں کسی تقریر کی ضرورت نہیں رہی کسی اشتہار بازی  
 کی ضرورت نہیں رہی۔ کوئی کس قسم کی Advertisement کی ضرورت نہیں  
 کوئی اعلان کرنے کی ضرورت نہیں رہی یہ بتانے کے لئے کہ لوگوں کو یہ ایک علیحدہ اور  
 الگ ہستی ہیں۔ یہ رب تو نہیں ہیں لیکن ہمارے جیسا بھی نہیں ہے۔ یہ مخلوق ہیں لیکن  
 ہم جیسی مخلوق نہیں ہیں۔ یہ کوئی دکھری شے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ  
 وسلم نعوذ باللہ رب ہی ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ وہ ہمارے جیسے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام نہ تو رب ہیں اور نہ ہی ہمارے جیسے ہیں۔ بلکہ اصل جو حقیقت ہے وہ ان



دونوں نظریات کے بین بین ہے۔ نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم، رب ہیں نہ ہی ہمارے جیسے یہ ان دونوں میں بالکل وکھری شے ہیں۔ جب کعبہ طواف کر چکا تو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ آپ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منہ مبارک بھی حجر اسود کے قریب کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بوسہ لے لیں تو حجر اسود از خود ہی باہر آ گیا اور اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ مبارک کو بوسہ دیا۔ حجر اسود کا بوسہ لینے کیلئے آج کل جو ہجوم ہوتا ہے اس میں کسی کمزور آدمی کی طاقت میں نہیں ہے کہ وہ حجر اسود کا بوسہ لے سکے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ابھی تک اعلان نبوت بھی نہیں فرمایا۔ حجر اسود خود باہر نکل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ لے رہا ہے تو حضرت حلیمہ سعدیہ کو اسی وقت سے ہی پتہ چل گیا کہ یہ کوئی وکھری شے ہیں۔ یہ ایسا بچہ نہیں ہے کہ جیسا میں پہلے لے جاتی رہی ہوں اور نہ ہی ان بچوں کی طرح ہے جو دوسری دایاں لے گئی ہیں۔ یہ کوئی ہستی ہی اور ہے حجر اسود کے بوسہ لینے کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ بیت اللہ شریف کے احاطہ سے باہر تشریف لائیں۔ آپ ڈاچی پر سوار ہوئیں۔ جب ڈاچی مکہ مکرمہ کی طرف آئی تھی تو نہایت لاغر کمزور اور سست رفتار سارے قافلے سے پیچھے اور سارے قافلے کی گردوغبار اس پر پڑ رہی تھی لیکن اب واپسی پر یہ سب سے آگے دوڑی جا رہی ہے۔ دوسری دایاں پوچھتی ہیں کہ اے حلیمہ سعدیہ تو نے یہ کوئی نئی ڈاچی لے لی ہے کیا بات ہوئی ہے کہ پہلے تو یہ چلتی نہیں تھی اور اب یہ رکنے کا نام نہیں لیتی۔ حضرت حلیمہ سعدیہ نے ابھی کوئی جواب دیا نہیں تھا کہ آپ کی ڈاچی فصیح عربی زبان میں بولی کہ میں بتاتی ہوں کہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ میری پشت پر سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سوار ہو گئے

ہیں ان کی برکت سے مجھ میں تبدیلی پیدا ہو گئی ہے اس پر تمام لوگوں کو علم ہو گیا کہ ان کے قافلہ میں کون ہستی موجود ہے کسی تبلیغ کی ضرورت نہیں۔ کسی اعلان یا اشتہار کی ضرورت نہیں کوئی ڈھول بجانے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی شان بڑھا رہا ہے کہ جو خود ہی ظاہر ہو رہی ہے اور پتہ چل رہا ہے کہ یہ کوئی وکھری چیز ہے۔ وادیاں جو سوکھی ہوئیں تھیں کئی سال سے خشک سالی تھی۔ گھاس کا نام و نشان باقی نہ بچا تھا لیکن جہاں جہاں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ڈاچی قدم رکھتی تھی وہاں گھاس اگ آتی تھی جن وادیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا وہ سرسبز ہو گئیں۔ سب لوگ حیران ہیں کہ نہ کوئی بارش نہ کوئی پانی اور گھاس ہر ابھرا ہو رہا ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر پہنچیں تو آپ کی سات بکریاں تھیں وہ سب نہایت لاغر۔ ہڈیوں کے ڈھانچے بھوکی پیاسی اور ان کے سوکھے ہوئے تھن دودھ کا نام و نشان نہیں تھا حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سمجھ گئی تھیں کہ یہ بچہ بڑا عظیم ہے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک بکریوں کی پشت پر پھیرا تو بکریوں کے تھن حوانے دودھ سے بھر گئے۔ آپ نے دودھ دوہنا شروع کر دیا۔ ایک دو چار گھر کے سارے برتن دودھ سے بھر گئے۔ آپ نے اپنی ہمسائیوں کو پکارا کہ اپنے اپنے برتن لے آؤ اور دودھ لے جاؤ۔ چالیس گھر ایک طرف اور چالیس گھر دوسری طرف تمام اپنے اپنے برتن لے آئے اور دودھ سے بھر کر لے گئے اور دودھ ابھی باقی ہے۔ یہ دودھ کہاں سے آ گیا۔ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ہو رہا ہے تاکہ تمہیں پتہ چل جائے کہ تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کیا ہے۔ اگر تو یہ کہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تیرے جیسے ہیں تو پھر تو بھی ذرا کسی بکری کی پشت پر ہاتھ پھیر کر دیکھ کہ کیا بنتا

ہے۔ کسی ڈاچی پر سوار ہو کر دیکھ اس کی رفتار میں کیا فرق پڑتا ہے اس کے جسمانی ڈھانچے میں کیا تبدیلی آتی ہے۔ خانہ کعبہ میں جا کر دیکھ کون تیرا طواف کرتا ہے۔ حجر اسود کی طرف دیکھ کر کہ وہ کس طرح تیری طرف باہر نکل آتا ہے اور تیرا بوسہ لیتا ہے۔ اگر کچھ بھی تبدیلی نہ آئے تو پھر نبی جیسا ہونے کا دعویٰ نہ کر۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قبیلہ کے تمام لوگوں کو علم ہو گیا کہ یہ بچہ کوئی وکھری ہی شے ہیں۔ وہ بھی اپنی بکریاں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر لے آئے تاکہ بچے کا ہاتھ مبارک ان بکریوں کی پشت پر بھی پھیرا جائے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ان سینکڑوں بکریوں کی پشت پر بچے کا ہاتھ پھیرنا ممکن نہیں اس طرح سے تو وہ نرم و نازک ہاتھ زخمی ہو جائے گا۔ آپ نے ایک پیالہ میں پانی لیا اس میں بچے کا ہاتھ ڈبویا اور وہ پانی جا کر تالاب وغیرہ میں ڈال دیا۔ اور لوگوں سے فرمایا کہ آپ اپنی تمام بکریوں کو اس تالاب سے پانی پلائیں۔ بکریوں نے جب تالاب کا پانی پیا تو ان کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ یہ برکت ہوئی۔ ہر ایک قدم پر پتہ چلتا ہے کہ یہ میلاد والی ہستی کوئی اور ہے اور تم کچھ اور ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ نہیں ہیں جب ہم میلاد کہتے ہیں تو لفظ میلاد سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہونے کی نفی ہو جاتی ہے جس کا میلاد ہوتا ہے وہ رب نہیں ہوتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رب ماننا بہت بڑا شرک اور کفر ہے اور یہ کبھی معاف نہیں ہوتا۔ رب رب ہے اور نبی نبی ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام الگ ہے خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہی میری رضا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی کریں جیسی بھی تمنا کریں وہ

مجھے قبول ہے میں تیری رضا کے مطابق ہی کام کر دوں گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے سامنے سجدہ کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان پر درود پڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سجدہ نہیں کرتا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ پر درود نہیں پڑھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی عظمت عطا فرمائی جو انسانی عقل، فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت دیکھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبرائیل تیری عمر کتنی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی لمبی عمر ہے کسی حساب و کتاب سے شمار نہیں ہوتی۔ مجھے صرف اتنا علم ہے کہ ایک ستارہ ستر ہزار سال بعد طلوع ہوتا ہے اور میں نے اسے بہتر ہزار دفعہ دیکھا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اب میں تمہیں ستارہ دکھاؤں تو کیا آپ اس کو پہچان لیں گے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے بہتر ہزار مرتبہ اسے دیکھا ہے میں ضرور پہچان لوں گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دستار مبارک ذرا اوپر کی تو پیشانی مبارک میں وہی ستارہ چمک رہا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام پکار اٹھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل یہی وہ ستارہ ہے۔ فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام وہ ستارہ میں ہی ہوں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بھی تسلیم کر لیا کہ یہ کوئی ہستی اور ہی ہے۔ وہ ستارہ کب طلوع ہوتا تھا اور کب غروب ہوتا تھا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت میں ہوتے تھے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پیشانی مبارک نظر نہیں آتی تھی تو وہ سمجھتے تھے کہ ستارہ غروب ہو گیا ہے پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام کی حالت میں آتے تو

حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پیشانی مبارک نظر آ جاتی تو ستارہ بھی طلوع ہو جاتا تھا۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری حیات طیبہ سراپا معجزہ ہے۔ ہجرت کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمّ معبد کے خیمے کے پاس سے گزرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ معبد سے پوچھا کہ اگر اس کے پاس کوئی کھانے پینے کی چیز ہو۔ کھجور ہو یا ستو ہوں یا دودھ ہو تو ہم خرید لیتے ہیں ہم مسافر ہیں اس نے کہا کہ جی خشک سالی ہے ہمارے پاس اس وقت کوئی چیز آپ کی مطلوبہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آپ کے خیمے میں ایک بکری بندھی ہوئی ہے اس کا کیا حال ہے۔ کہنے لگی کہ یہ بیمار ہے ریوڑ کے ساتھ نہیں جاسکتی تھی اس لئے یہ گھر پر ہی ہے۔ فرمایا آپ اجازت دو تو میں اس کا دودھ نکال لوں۔ کہنے لگی کہ اس میں تو خون بھی نہیں دودھ کہاں سے دے گی۔ فرمایا آپ اجازت دے دو تو میں دودھ لے لوں گا۔ کہنے لگی کہ جی اگر اس سے دودھ لے سکتے ہیں تو اجازت ہے آپ دیکھ لیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دست شفقت اس بکری کی پشت پر پھیر دیا حالانکہ وہ بکری بن بہا ہی ہوئی تھی ابھی شیردار نہیں ہوئی تھی لیکن جو نبی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دست رحمت اس کی پشت پر پھیرا تو اس کے تھن نمودار ہو گئے دودھ سے بھر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا دودھ نکالا اور اُمّ معبد کے گھر سارے برتن دودھ سے بھر دئے۔ اُمّ معبد سخت حیران کہ یہ کونسی ہستی ہیں۔ شام کو اس کا خاوند گھر آیا تو اسے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ اُمّ معبد نے جس انداز میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل و صورت کا نقشہ بیان کیا ہے کوئی شاعر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکا۔ کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل مبارک کیسی ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کا انداز کیسا حسین ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال کیسی دلکش ہے۔ پھر اُمّ معبد اور اس کا خاوند مدینہ شریف حاضر ہو کر ایمان لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک شان اتنی عظیم ہے کہ جس کو احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں ہے۔ جو کوئی بھی ایمان کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لیتا تھا وہ صحابی بن جاتا تھا۔ دنیا کی کوئی اور چیز صحابی نہیں بناتی۔ آپ کڑوڑا مرتبہ نماز پڑھ لیں نماز تمہیں صحابی نہیں بنا سکتی۔ حفظ کرلو، تفسیر پڑھ لو، حج کرلو، طواف کرلو، قربانیاں کرلو، زکوٰۃ دے لو، جہاد کرلو، غازی بن جاؤ لیکن کوئی عمل آپ کو صحابی نہیں بنا سکتا۔ ایک صحابی کا مرتبہ اتنا ہے کہ کسی بھی زمانے کے ستر ہزار غوثوں کی عظمت جمع کرلو۔ صحابی گھوڑے پر سوار ہو اس گھوڑے کے پاؤں سے جو مٹی اڑے تو اس مٹی کا زیادہ درجہ ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کی عظمت ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی اقتداء کرو گے فلاح پا جاؤ گے جو کسی بھی صحابی کے پیچھے لگ گیا اس کا بیڑہ پار ہو گیا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا وہ جنتی ہے اور جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا وہ بھی جنتی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو لوگ آئیں گے وہ کیا کریں گے فرمایا کہ جو مجھے خواب میں دیکھ لے گا وہ بھی جنتی ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا تمام لوگ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھ لیں گے فرمایا کہ نہیں لیکن جو مجھے خواب میں دیکھ لے گا جو بھی اس کو دیکھ لے گا وہ بھی جنتی ہے۔

اٹھ فریدا ستیا تے خلقت دیکھن جا

جے کوئی بخشیا مل پوی تے توں بھی بخشیا جا

محض زیارت سے جنت مل رہی ہے اس سے بڑھ کر اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔ جنت کی اگر قیمت دینا چاہو تو نہیں دے سکتے ایک کافر نے حشر والے دن یہ عرض کرنی ہے کہ یا اللہ جنت مجھے قیمت ادا کرنے پر دے دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ آؤ جنت کی قیمت ادا کرو۔ وہ کہے گا کہ یا اللہ ایک من سونا لے لے اور مجھے جنت عطا کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ایک من سونا تو کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا۔ وہ کافر قیمت بڑھاتا جائے گا، دمن، چارمن، کڑوڑمن، دنیا کے برابر، فرما دیا جائے گا کہ بہت تھوڑا ہے۔ وہ کہے گا کہ اگر میں پوری کائنات کو سونے سے بھر دوں فرمایا کہ اگر تو اتنا بھی دے سکے تب بھی میں نے جنت کی خوشبو تم سے پانچ سو میل دور رکھنی ہے۔ لیکن زہے نصیب اگر کسی کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے تو جنت خود چل کر اس کے پاس آ جاتی ہے۔ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ اقدس کی ہی زیارت کر لے اس کیلئے شفاعت لازم ہو جاتی ہے اور وہ جنتی ہو جاتا ہے اور جو مدینہ منورہ سے واپس آئے خواہ دنیا کے کسی بھی خطہ میں آئے تو جو اس کو دیکھ لے گا وہ بھی جنتی ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے۔ آپ میلا دمناء اور خوب زور و شور سے مناء اس میں ہم سب کی بقاء ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تمہیں میرا فضل اور میری رحمت ملے تو خوشیاں مناء۔ اب اگر کوئی کہے کہ ہم نے تو خوشی نہیں منائی تو سمجھ لو کہ نہ ان کو اللہ تعالیٰ کا فضل ملے گا اور نہ ہی رحمت ملے گی۔ یا اللہ تیرا فضل اور تیری رحمت کیا ہے۔ فرمایا کہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی میرا فضل اور رحمت ہے کیا اس سے بڑا کوئی انعام دنیا و کائنات میں ہے۔ نہیں ہے۔ تمام نظام میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی دم قدم سے چل رہے ہیں۔ حدیث شریف سنو۔

میلاد شریف کی بات ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی انتہا دیکھو۔ فضل صاحب آپ بتا سکتے ہیں کہ محمود آبا کالونی میں سب سے پہلے کون سا مکان تعمیر ہوا تھا۔ حالانکہ یہ آپ کا شعبہ ہے لیکن آپ یہ نہیں جانتے۔ اس کالونی میں سب سے پہلے کون پیدا ہوا۔ یہ بھی علم میں نہیں ہے۔ اس کالونی میں سب سے پہلے کون فوت ہوا۔ اس کا بھی کوئی علم نہیں ہے۔ یہ سب کچھ ہمارے سامنے ہو رہا ہے لیکن ہمارے علم کی یہ اوقات ہے کہ ہمیں کچھ خبر نہیں ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا گیا ہے۔ فرمایا اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو پیدا فرمایا۔ پھر اس نور کے پرتو سے اس کے جلوؤں سے آسمان بنا۔ جنت بنی، حوریں بن گئیں۔ فرشتے بن گئے۔ سمندر بن گئے۔ دریا بن گئے، دنیا بن گئی، ہستیاں بن گئیں، کردار اور اعمال بن گئے۔ ایمان کی کیفیت بن گئی، بخشش کا بہانہ بن گیا۔ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر کسی نے بننا ہے تو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بننا ہے۔ لیکن اگر تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور ہی نہیں مانتا بلکہ اپنے جیسا کہتا ہے تو پھر تو نے کیا بننا ہے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

یا ز نور مصطفیٰ او را بہا است

یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مل گیا وہ کوئی چیز بن گئی اور جس نے ابھی بننا ہے اس کو جب نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مل جائے گا تو وہ بھی بن جائے گی۔



اگر نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ملا تو وہ نہیں بنے گی۔

ایس صورت نوں میں جان آکھاں  
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں  
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں  
جس شان تھیں بنیاں سب شاناں

یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ہے کہ جس سے سب شاناں بنتی  
ہیں بخشش بنتی ہے۔ نعتیں لکھی جاتی ہیں۔

اس دیاں اچیاں نے ذاتاں لکھے شہزاد کی نعتاں

اوہ ہتھ پھڑ پھڑ کے لکھاؤندا مدینے والا سوہنا

اگر وہ نعت شریف لکھا سکتے ہیں تو پھر عمل بھی کرا سکتے ہیں۔ یہ جو بجلی کا علم ہے یہ بھی  
میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی عطا ہے جس میں جو کچھ بھی کوئی خوبی ہے وہ  
میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی عطا ہے۔ مثال سے زیادہ جلدی سمجھ آتی ہے۔  
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان کہاں سے آیا اس کا کیا ذریعہ ہے کیا Source  
ہے۔ وہ تو نگلی تلوار ہاتھ میں لئے لگا رہا ہے کہ میں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو  
قتل کرنا ہے یہ کوئی چھوٹا جرم نہیں ہے ارادہ قتل ہے اور اس کا برملا اظہار بھی کر رہے  
ہیں۔ دفعہ 307 کا مقدمہ ہے اس سے بھی کوئی بڑھ کر بدبختی ہو سکتی ہے لیکن ایمان  
کس طرح سے مل گیا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ یا اللہ دو عمروں میں  
سے ایک کو ایمان عطا فرما دے اور ایسا ایمان عطا فرما دے کہ جس سے اسلام کو بھی  
عظمت ملے۔ وہی جو قاتل کے روپ میں آ رہا تھا اب وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے

قدموں میں بیٹھ کر کلمہ پڑھ رہا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آتا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ عظمت کس نے عطا کی ہے۔ ایک ہی دیگ میں ایک دانہ تو پلاؤ کا ہو اور باقی زردہ ہو یہ تو نہیں ہو سکتا۔ جہاں سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عظمت ملی ہے وہیں سے سب کو عطا ہوتا ہے۔ اگر پلاؤ کی دیگ ہے تو اس میں سے پلاؤ ہی نکلے گا۔ اس میں سے دال نہیں نکل آئے گی۔ اس میں سے روٹیاں تو نہیں نکلیں گی۔ دیگ کے ایک دانہ سے پوری دیگ کی پہچان ہو جاتی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کو دیکھ لو تو تمہیں پتہ چل جائے گا کہ تمہارا ایمان کہاں سے آیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا حافظ بہت کمزور ہے میں بڑے غور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنتا ہوں لیکن جو نبی باہر نکلتا ہوں تو سب کچھ بھول جاتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات یاد رہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جاؤ کھیس لے آؤ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی اعتراض نہیں کیا کہ کھیس کیا کرنا ہے بلکہ وہ کھیس لے آئے۔ فرمایا کہ بچھا دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوا میں سے ہی بک بھر کر کھیس میں ڈال دیئے۔ فرمایا کہ اس کو سینے سے لگا لو اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی حدیث شریف بھولی نہیں۔ نولاکھ احادیث مبارکہ کے راوی ہیں۔ جہاں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حافظہ ملا ہے وہیں سے ہی تمہیں بھی ملے گا۔ جو کہتا ہے کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہوں وہ بھی کسی کو حافظہ دے کر دیکھے کہ کیا بنتا ہے۔ حافظ قدرت کی طرف سے

جول جائے وہی رہتا ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی کسی ڈاکٹر حکیم وغیرہ یا کوئی ٹانک وغیرہ کھانے سے نہیں آتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہے جس کو چاہیں جتنا چاہیں حافظہ عطا فرمادیں کہ وہ ہم جیسے نہیں ہیں ہم سے کوئی دکھری شے ہی ہیں۔ پروفیسر حضرات بیٹھے ہوئے ہیں یہ بتائیں کہ ان کی فزکس کہاں سے بنی ہے ان کی پیتھالوجی کہاں سے بنے گی۔ ان کا ایٹم بم کہاں سے بنے گا۔ تمہاری فتح کہاں سے آئے گی۔ فتح نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مٹھی میں ہے۔ جنگ بدر میں فتح عطا کی ہے کہ نہیں۔ مسلمانوں کے پاس صرف چھ تلواریں اور دوسری طرف ایک ہزار تلوار، خنجر، بھالے، نیزے ہر قسم کا سامان حرب پھر وہ چھ تلواریں کیا کر لیتیں۔ تلواروں نے کام نہیں کیا بلکہ کام تو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹھی نے کیا ہے۔ کنکریاں پھینک دیں تو فتح ہو گئی۔ تو اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہے تو پھر دشمن کی فوج کی طرف تو بھی کنکریاں پھینک کر فتح حاصل کر لے ورنہ اپنے عقیدے سے باز آ جا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بن جا ہم سری چھوڑ دے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ سے ایک روز پہلے ہی ستر کفار کے مرنے کی جگہ پر نام لے لے کر فرمایا کہ یہاں فلاں مرے گا، یہاں فلاں مرے گا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ جو کچھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اسی طرح سے ہوا۔ ستر ہی مرے اور جہاں جہاں جس کیلئے نشان لگایا گیا تھا وہ وہیں مرا پڑا تھا۔ یہ کون کر رہا ہے یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس کر رہی ہے۔ ہم جیسا ہی کہنے والے کیا تو بھی کسی کی موت کی پیش گوئی کر سکتا ہے۔ یہ بچے نعت پڑھتے ہیں میں ان سے کہتا ہوں کہ یہ طرز نہیں ہے۔ یہ رات کو عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم اس نعت کی طرز عطا فرمائیں ان کو طرز مل جاتی ہے۔ اکثر نعت شریف کی طرزیں انہوں نے اسی طرح سے ہی حاصل کی ہیں۔ یہ سرور بیٹھا ہے نعت لکھتا بھی ہے پڑھتا بھی ہے۔ اپنی لکھی نعت کی طرز بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے لیتا ہے۔

کون ہے جس کے دامن میں اس در کی خیرات نہیں

لا ورب العرش جس کو ملا ان سے ملا

بُقی ہے کونین میں نعت رسول اللہ کی

کئی لوگ ایسے عقیدے والے ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ جنت اعمال کی بنیاد پر ملنی ہے تو وہ اعمال کر کے دیکھ لیں آخر کتنے اعمال کر لیں گے۔ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی زیادہ کر لو گے۔ انہوں نے ساری گورنمنٹ سے ٹکڑے لے لی۔ آپ مجھے اپنا ایک ہی تھانہ ٹھیک کر کے دکھا دیں۔ ایک چوکی ہی توڑ کر دکھا دیں۔ اپنا ڈرائی پورٹ ہی ٹھیک کر کے دکھا دیں۔ اتنی زیادہ بدعنوانی وہاں ہوتی ہے کہ جس کا شمار نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ٹکڑی تمام بت توڑ دے۔ اس کو آگ میں پھینک دو۔ آگ میں پھینک دیئے گئے۔ وہ نہیں جلے کہ اس وقت ان کی پیشانی میں میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا۔ ملک بدر کر دیئے گئے۔ بچے کو جنگل میں چھوڑ آئے بچے کے گلے پر چھری چلا دی۔ یہ اعمال کون کر سکتا ہے۔ اپنے جیسا سمجھنے والے ذرا سوچ حضرت ابراہیم علیہ السلام اولوالعزم نبی حشر کے دن میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے جھولی پھیلا لے گا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے تو میری بخشش ہوگی۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی ہستی کو بھی میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی ضرورت ہے تو پھر ہم کس پانی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے جنت اپنے فضل و رحمت سے دینی ہے میں نے جنت اعمال کی بنا پر نہیں دینی ہے۔ اور میرا فضل اور رحمت میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہے اس سے جنت لے لو۔ وہ جنت کے مالک ہیں اور جنت عطا کرنے والے ہیں۔ یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہے ان جیسا تو انبیاء علیہم السلام میں بھی کوئی نہیں ہے دوسرے لوگوں کا تو کیا کہنا ہے۔ وہ ہر طرح سے وکھری ہی شے ہیں ہم اس لئے ان کا میلاد مناتے ہیں کہ کوئی ان کو ان کے معجزات دیکھ کر ان کے فضائل و مراتب دیکھ کر انہیں ہی رب نہ سمجھ بیٹھے جب یہ واضح ہو جائے کہ ہم ان جیسے نہیں ہیں ہم تو ان کے غلام ہیں ہم ان کے پروردہ ہیں ہم ان سے لینے والے ہیں ہم ان کے محتاج ہیں تو پھر ہمارا ایمان بن جائے گا ہم مومن ہو جائیں گے ہم ایمان والے بن جائیں گے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے جیسا ہی ہے تو سمجھ لو کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا مارا گیا۔ وہ میں میں کرتا ہوا ویسے ہی مر جائے گا اور جہنم میں چلا جائے گا۔ با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب، ادب بہت ضروری ہے۔ اب دیکھیں کہ دو ہستیاں ایسی ہیں کہ جنہوں نے ادب کر کے دکھایا ہے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سانپ ڈس رہا ہے لیکن آپ نے اپنی ایڑھی نہیں ہٹائی کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے زانو پر آرام فرما رہے ہیں اگر ایڑھی ہٹاتا ہوں تو یہ بیدار ہو جائیں گے ان کے آرام میں خلل پڑ جائے گا۔ ایڑھی ہٹانی گوارا نہیں کی اور اپنی جان بچھاؤ کرنی گوارا کر لی۔ یہ ادب ہے۔ حالانکہ جان بچانی فرض ہے۔ نماز کی حالت میں بھی اگر سانپ نظر

آجائے یا کوئی ایسا حادثہ ہو جائے کہ جس سے جان جاتی نظر آتی ہو تو نماز وہیں چھوڑ دو اور اپنی جان بچالو۔ آپ نماز پڑھ رہے ہیں ایک نابینا آدمی چلتے ہوئے کنویں میں گر رہا ہے تو فوراً نماز چھوڑ کر اس کو بچاؤ۔ اپنی جان بچانی فرض ہے تو اس اندھے آدمی کی جان بچانی بھی فرض ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سارا علم رکھتے ہوئے بھی اپنی جان نہیں بچا رہے ہیں۔ جسم میں زہر بھی پھیل رہا ہے اس کے اثر سے پسینہ بھی آ رہا ہے۔ اور پسینہ کے قطرے گرے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بیدار ہوئے پوچھا کیا ہوا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سانپ ڈس رہا ہے۔ فرمایا کوئی بات نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایڑھی پر لعاب دہن لگایا اور شفا عطا فرمادی۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادب کیا اور ادب کرنے کا سلیقہ سکھایا۔ پروفیسر صاحب بہتر جانتے ہیں کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ درس حدیث دے رہے تھے کہ ایک موٹا تازہ بچھو آپ کی قمیض مبارک میں گھس گیا اور جسم پر ڈنگ مارنے شروع کر دیئے۔ اللہ معافی دے بچھو کے ڈنگ سے جو درد ہوتا ہے وہ ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ لیکن حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کر رہا ہوں موت آئے تو آجائے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ادھوری چھوڑ کر بے ادب کیوں ہو جاؤں۔ ہائے وائے کیوں کروں اپنی جگہ سے کیوں ہل جاؤں اپنے کپڑے کیوں جھاڑنے شروع کر دوں۔ بچ گیا تو کپڑے بھی جھاڑ لوں گا اگر مر گیا تو پھر بھی ٹھیک ہے۔ جب بچھو لڑ رہا تھا تو آپ نے ذرا دیکھنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی کہ کیا چیز لڑ رہی ہے۔ درس حدیث ختم ہونے کے بعد پتہ چلا کہ بچھو لڑ رہا تھا۔ حضرت امام مالک

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درس حدیث موقوف نہیں کیا۔ اسی ادب سے درس دیتے رہے کہ جسے کوئی واقعہ ہوا ہی نہ ہو۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کیوں ترک کر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گود میں آرام فرما رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر قضاء کر دی۔ نہ ہی آپ ہلے اور نہ ہی کسی دوسرے کو آواز دی کہ کوئی آ کر ذرا تھوڑی دیر کے لئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تھام لے اور میں نماز پڑھ لوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا آپ نے نماز ادا کر لی ہے۔ عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ اب ادا پڑھنی ہے کہ قضاء پڑھنی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی پر ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غروب شدہ سورج کو واپس کر دیا۔ پتہ چل گیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرنے کی وجہ سے سورج بھی واپس آ جاتا ہے۔ اس لئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب کرنے سے جو مقام حاصل ہوتا ہے اس کا بھی علم ہو گیا۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ یا اللہ سورج کو واپس کر دے کہ یہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیری اور تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت میں تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز تو ترک کر دی جو فرض تھی اس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کہاں سے ہے اس سے معلوم ہوا کہ اطاعت رسول ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا بھی اللہ تعالیٰ کی ہی رضا ہے۔ ہم اس لئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد مناتے ہیں کہ وہ ثابت ہو جائے کہ وہ رب نہیں ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت

اتنی ہے کہ ہم ان کے سامنے صفر بھی نہیں ہیں ہم ان کے محتاج اور محض محتاج ہیں۔ ان کا نام لے لے کر زندہ رہنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی توفیق عطا فرمائے آپ اپنی سالگرہ مناتے ہیں۔ اپنی شادی کی سالگرہ مناتے ہیں اپنے بیٹے کی سالگرہ مناتے ہیں۔ لوگوں کی سالگرہ آپ نہیں مناتے۔ آپ پاکستان کا یوم آزادی مناتے ہیں۔ انڈیا کا یوم آزادی نہیں مناتے اپنے ایٹم بم کا یوم تکبیر مناتے ہو یا انڈیا کے ایٹم بم کی سالگرہ مناتے ہو۔ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے اپنے ہیں تو آپ ان کا یوم ولادت سالگرہ منایا کرو جن کا وہ نبی نہیں ہے وہ نہ منائیں۔ وہ اس کو شرک و بدعت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو خود میلاد منا رہا ہے پھر کیا وہ معاذ اللہ شرک کر رہا ہے۔ ولادت باسعادت پر سب خوش ہیں سوائے شیطان کے۔ وہ رو رہا ہے چیخ و پکار کر رہا ہے۔ اپنے بال نوج رہا ہے سر میں مٹی ڈال رہا ہے۔ ہائے وائے کر رہا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام آئے تو رویا نہیں ہے اب تجھے کیا ہو گیا ہے۔ کہنے لگا کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں میں نے مٹا دی ہیں ان کی کتب مٹا دی ہیں ان کے پیروکاروں سے میں نے گناہ کرا کے ان کو کتے بلے بنا دیئے ان کو عذاب میں مبتلا کرا دیا۔ یہ ایک ایسی ہستی آئی ہے کہ نہ اس کی کتاب مٹے گی اور نہ ہی اس کی شریعت مٹے گی۔ جس طرح سے شیطان تنگ ہے آج کچھ لوگ ایسے ہیں جو ولادت باسعادت سے تنگ نظر آتے ہیں۔ پورا ربیع الاول شریف کا مہینہ اپنی مساجد میں روشنی نہیں ہونے دیتے کہ کہیں شرک نہ ہو جائے، کہیں بدعت نہ ہو جائے۔ اپنے مدارس کی سالگرہ مناتے ہیں۔ یونیورسٹی میں دس سالہ بیس سالہ اور صد سالہ جشن ساگرہ مناتے



ہیں۔ سلور جوہلی اور گولڈن جوہلی مناتے ہیں اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سالگرہ منانا بدعت اور شرک ہے تو پھر تمہارے مدارس کی سالگرہ منانا بدعت اور شرک کیوں نہیں ہے پھر آپ اس کو بند کرو۔ فلم والے سلور اور گولڈن جوہلی مناتے ہیں۔ بیٹے کی سالگرہ مناتے ہو۔ پاکستان کی سالگرہ مناتے ہو۔ ایٹم بم کی سالگرہ مناتے ہو۔ لیلة القدر ہر سال مناتے ہو، شبِ برات مناتے ہو عاشرہ مناتے ہو، عید الفطر اور عید الفصحی مناتے ہو عیسائی ایسٹر مناتے ہیں۔ ہزاروں سالگرہ مناتے ہو۔ کرسمس مناتے ہو کہ اس روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ ایسٹر کے دن من و سلویٰ اتر ا تھا۔ عیسائی جس خوشی کے انداز میں یہ دونوں دن مناتے ہیں اس کا آپ کو اندازہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے امریکہ میں رہتے ہوئے ان کو یہ دن مناتے دیکھا ہے۔ پندرہ دن تک مناتے رہتے ہیں بڑے پروگرام بڑی دعوتیں، بڑی ضیافتیں مہمان نوازیاں ہوتی ہیں۔ سکول کالج دفاتر سب بند ہو جاتے ہیں، چھٹیاں ہو جاتی ہیں۔ جھیلوں سمندروں کے کنارے بڑے جشن ہوتے ہیں۔ اتنے زیادہ تحائف تقسیم کرتے ہیں کہ آدھی قوم تو اس محکمہ میں جا کر ملازمت اختیار کر لیتی ہے جو تحائف تقسیم کر رہا ہوتا ہے، ان کا سال بھر کا خرچہ ایک طرف اور صرف کرسمس کا خرچہ ایک طرف برابر ہو جاتے ہیں وہاں یہ لوگ بدعت اور شرک کا فتویٰ کیوں نہیں لگاتے۔ ہم پر فتویٰ کیوں لگتا ہے۔ یہاں شیطان فتویٰ لگاتا ہے وہاں شیطان فتویٰ نہیں لگاتا۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناؤ اور خوب زور و شور سے مناؤ اللہ تعالیٰ یہ منانے کی توفیق عطا فرمائے۔

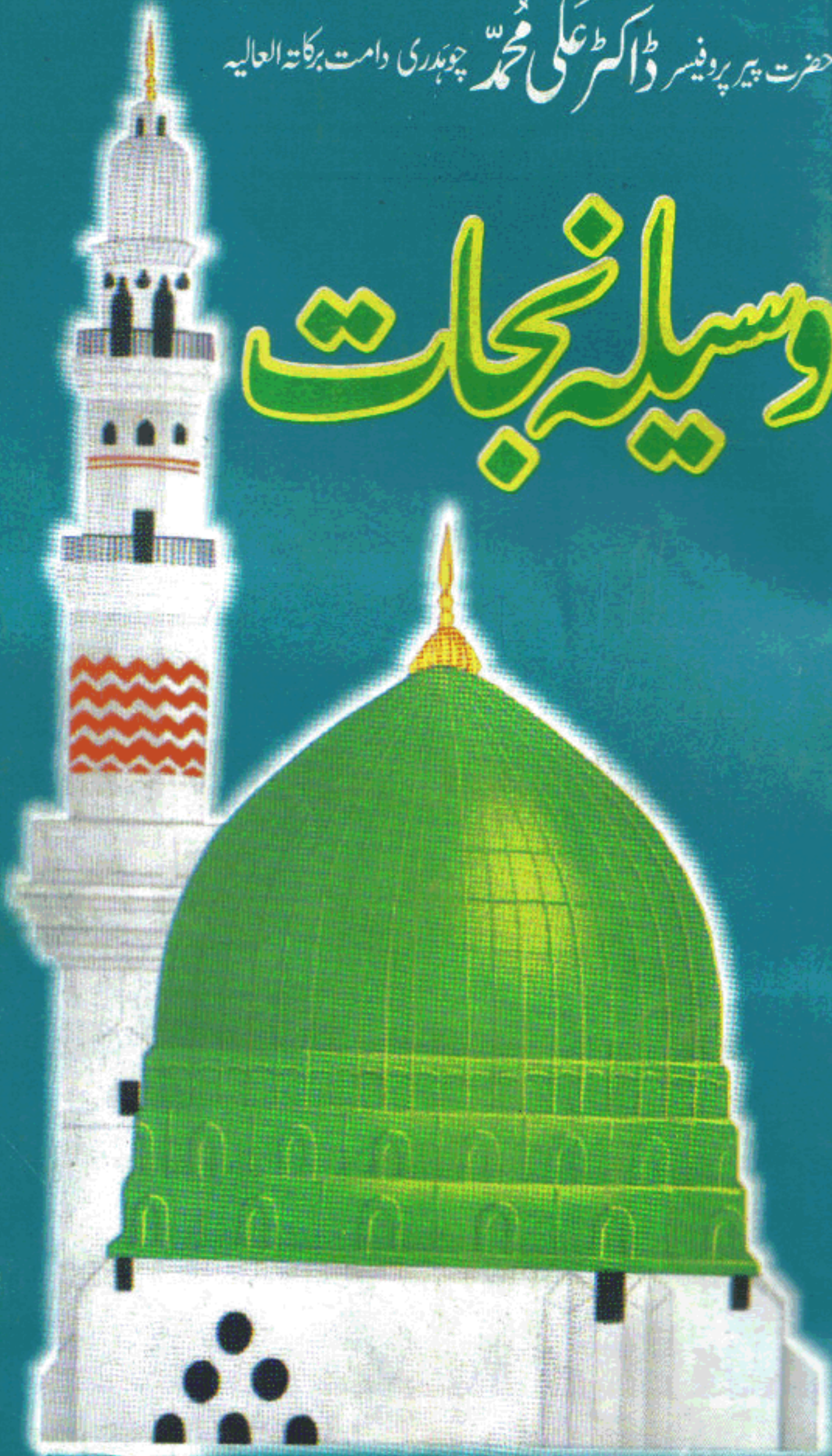
وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہائش حاجی فضل محمد صاحب 22-03-09



ارشاداتِ عالیہ مظہرِ نورِ خدا مظہرِ نورِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عاشقِ رسولِ محبتِ الِ رسول  
حضرت پیرِ پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

# وسیلہ نجات





## فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	نعت شریف	۴
۲	پیش لفظ	۵
۳	محمد احمد محمود صلی اللہ علیہ وسلم	۹
۴	بیعت مرشد کریم	۱۹
۵	فضائل اولیائے کرام	۲۰
۶	بیعت مرشد کا قرآن شریف سے ثبوت	۲۸
۷	عورتوں کی بیعت کا قرآن شریف سے ثبوت	۴۰
۸	حدیث شریف سے بیعت کرنے کا ثبوت	۴۲
۹	بیعت کی تاکید	۴۳
۱۰	عورتوں کی بیعت کا حدیث شریف سے ثبوت	۴۷
۱۱	عورتوں کی بیعت کا طریقہ	۴۸
۱۲	خلفائے راشدین سے بیعت علی التقویٰ کا ثبوت	۴۹
۱۳	اقوال الصالحین سے بیعت کا ثبوت	۵۱
۱۴	دلائل عقلیہ سے بیعت مرشد کا ثبوت	۵۵

۱۵	اوصاف مرشد	۵۹
۱۶	دنیا طلب اور غیر شرع پیروں کا رد	۶۰
۱۷	عرس اور گیارہویں شریف	۶۳
۱۸	گیارہویں شریف کسے کہتے ہیں؟	۶۵
۱۹	گیارہویں شریف کی اصل حقیقت	۶۶
۲۰	عرس کیا ہوتا ہے؟	۶۸
۲۱	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرس کا ثبوت	۷۳
۲۲	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سب سے پہلا عرس مبارک صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا	۷۴
۲۳	حضرت شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے عرس کا ثبوت	۷۵
۲۴	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے عرس کا ثبوت	۷۷
۲۵	مولوی اسماعیل صاحب دہلوی سے عرس کا ثبوت	۷۷
۲۶	گیارہویں شریف کے جواز کا دوسرے طریق سے ثبوت	۷۸
۲۷	گیارہویں شریف کے جواز کا تیسرے طریق سے ثبوت	۸۱
۲۸	گیارہویں شریف کے جواز میں مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار اہل حدیث امرتسری کا فتویٰ	۸۲
۲۹	ایصال ثواب کا ثبوت	۸۳
۳۰	الموسوم بالخیر	۸۷

۹۳	تعمین الیوم	۳۱
۱۰۲	دن مقرر کرنے کے جواز میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا فتویٰ	۳۲
۱۰۳	فاتحہ و ختم بر طعام	۳۳
۱۰۷	مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی سے فاتحہ بر طعام کا ثبوت	۳۴
۱۰۷	مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی سے کھانے پر دعا مانگنے کا ثبوت	۳۵
۱۰۸	مولوی اسماعیل صاحب دہلوی سے فاتحہ بر طعام کا ثبوت	۳۶
۱۱۰	مزارات اولیاء اللہ یا بزرگوں کی درگاہوں میں حاضر ہو کر قربانی کرنے یا مانی ہوئی نذر ادا کرنے کا ثبوت	۳۷
۱۱۲	مزارات اولیاء اللہ یا قبرستان میں وعظ کرنے کا ثبوت	۳۸
۱۱۵	حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کا فتویٰ	۳۹
۱۱۷	دوستی کا معیار	۴۰
۱۲۸	میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہاریں	۴۱
۱۳۱	میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۴۲
۱۵۶	میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیوں منانا ضروری ہے	۴۳
۱۶۹	محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصول	۴۴
۱۹۵	گیارہویں شریف	۴۵
۲۰۲	اتحاد بین المسلمین	۴۶

## نعت شریف

کس کے جلوہ کی جھلک ہے یہ اجالا کیا ہے  
 ہر طرف دیدہ حیرت زدہ نکلتا کیا ہے  
 مانگ من ماننی منہ مانگی مرادیں لے گا  
 نہ یہاں نہ ہے نہ منگتا سے یہ کہتا کیا ہے  
 ہم ہیں ان کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے  
 اس سے بڑھ کر تیری سمت اور وسیلہ کیا ہے  
 ان کی اُمت میں بنایا انہیں رحمت بھیجا  
 یوں نہ فرما کہ ترا رحم میں دھوئی کیا ہے  
 صدق پیارے کی حیا کا کہ نہ لے مجھ سے حساب  
 بخش بے پوچھے تجائے کو تجانا کیا ہے  
 زاہد ان کا میں گنہگار وہ میرے شافع  
 اتنی نسبت مجھے کیا کم ہے تو سمجھا کیا ہے  
 بے بسی ہو مجھے جب پرکش اعمال کے وقت  
 دوستو کیا کہوں اس وقت تمنا کیا ہے  
 کاش فریاد میری سن کے یہ فرمائیں حضور  
 ہاں کوئی دیکھو یہ کیا شور ہے غوغا کیا ہے  
 پھر مجھے دامن اقدس میں چھپائیں سرور  
 اور فرمائیں ہٹو اس پہ قضا کیا ہے  
 بندہ آزاد شدہ ہے یہ ہمارے در کا  
 کیا لیتے ہو حساب اس پر تمہارا کیا ہے  
 اے رضا جان عطا دل ترے نعموں کے ثار  
 بلبل باغ مدینہ تیرا کہتا کیا ہے

## پیش لفظ

محترمہ مسز طاہرہ عاصم صاحبہ کتاب وسیلہ نجات کے ہر شمارے کا باقاعدگی سے اور عمیق نظر سے مطالعہ کرتی ہیں۔ آپ ایم اے اسلامیات اور علم تفسیر وحدیث کی عالمہ ہیں۔ آپ لکھتی ہیں کہ

محترم میاں شاہد تنویر صاحب کی وسیلہ نجات فری لائبریری کے ذریعہ سے مظہر نور خدا، مظہر نور مصطفیٰ عاشق رسول، محبت آل رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ کے ارشادات پر مبنی کتاب وسیلہ نجات کے ستائیس حصے پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ سبحان اللہ وسیلہ نجات کا ہر شمارہ، ہر صفحہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت طیبہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، شان صحابہ کرام اور شان اولیاء کرام، روحوں میں اثر جانے کی خوشبوؤں سے لبریز ہے۔ جس سے ان کی محبت کے انعامات کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری صاحب کو اللہ سبحانہ تعالیٰ اس خوبصورت دینی خدمت پر اجر عظیم عطا فرمائے اور صحت مند درازی عمر عطا فرمائے تاکہ وہ اپنے خوبصورت اور دلنشین انداز سے عاشقانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اذہان کو روشن اور معطر اور قلوب میں محبتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اضافہ کرتے رہیں۔

جناب ڈاکٹر صاحب کا اسلوب بیان انتہائی سادہ، دلنشین اور دل پر اثر انداز ہونے والا ہے۔ وسیلہ نجات کے مطالعہ سے ایمان تازہ اور عقیدہ پختہ ہوتا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ اقدس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ وسیلہ نجات

پڑھنے سے عشق مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں فنا ہونے کو جی چاہئے لگتا ہے خصوصاً  
ڈاکٹر صاحب ہر تقریر سے پہلے خوبصورت نعت پڑھتے ہیں۔

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

اس نعت کو جتنی بار بھی پڑھا جائے ہر بار نیا لطف دیتی ہے اور محبت کے در  
کھولتی ہے۔ اور آپ کی پیاری بات کتے دیکھن توں پہلے مرنہ جائیے یا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم بہت سکون بخشی ہے۔ زیارت مدینہ کا شوق پیدا کرتی ہے۔ دیدار  
مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لگن اور جستجو پیدا کرتی ہے۔

اب میں بھی ہمیشہ یہ نعت محفل میں پڑھتی ہوں۔ اور دل سے دعا مانگتی  
ہوں۔ کتے دیکھن توں پہلے مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وسیلہ نجات  
کے شمارہ پڑھنے سے مجھے دینی فیوض و برکات حاصل ہو رہے ہیں۔

الحمد للہ! اللہ سبحانہ تعالیٰ کے فضل اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم اور  
ڈاکٹر صاحب کی کامل نظر کرم کی بدولت مجھے ماہانہ محفل میلاد منعقد کرنے کی توفیق  
حاصل ہوئی ہے۔ بے اختیار میرے ہونٹوں سے نکلتا ہے۔

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی

بدلتی ہزاروں کی تقریر دیکھی

ڈاکٹر صاحب کی اس دینی خدمت کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ  
ان پر کروڑ ہا رحمتوں اور نعمتوں کا نزول فرمائے اور انہیں صحت مند و رازی عمر عطا  
فرمائے تاکہ وہ اس طرح مسلمانوں کے دلوں میں عشق مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام



بیدار کر کے ان کی تڑپ اور محبت میں اضافہ فرماتے رہیں۔ (آمین)

اللہ سبحانہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرما کر بلند تر درجات عطا فرمائے۔ آمین

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

میں محافل میں درس دیتی ہوں۔ میرے لئے وسیلہ نجات مشعل راہ ہے۔

بہت زیادہ راہنمائی ملتی ہے۔ میرے قلب اور ذہن کو سائنیں بابا سرکار کی تقاریر روشن

اور معطر کر دیتی ہیں۔ روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

وسیلہ نجات ہر لحاظ سے مکمل شمارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے کامیابی عطا فرمائے۔

لیکن چند گزارشات عرض کرنا چاہتی ہوں۔

۱۔۔۔۔۔ وسیلہ نجات میں ہر ماہ نماز کے بارے ایک کالم ہونا چاہیے۔

دو احادیث مبارکہ ایک واقعہ، حدیث عربی میں ہو۔ اردو ترجمہ مع کتاب کا نام، مستند احادیث۔

۲۔۔۔۔۔ پیراں پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے ایک علیحدہ کالم شروع کیا جائے۔ حالات زندگی، کرامات، اشعار، منقبت شامل کی جائے۔

وسیلہ نجات فری لاہیری کے بانی جناب شاہد تنویر صاحب کی دینی خدمات قابل تعریف ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ ان پر ان کے گھر پر کروڑ ہا نعمتوں اور رحمتوں کا نزول فرمائے اور انہیں سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نوار و تجلیات سے مستفید فرمائے۔

وسیلہ نجات شمارہ اور وسیلہ نجات لاہیری عاشقانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے مشعل راہ ہیں۔ ڈاکٹر حضرت علی محمد چوہدری صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی نظر رحمت سے شاہد تنویر صاحب کی وسیلہ نجات فری لاہیری سے عوام مستفید ہو

رہے ہیں۔ سائیں بابا سرکار کی نظر رحمت سے اللہ تعالیٰ مجھے روحانیت میں ترقی عطا فرمائے۔ میری ان سے نسبت کو مضبوط بنائے۔

محترمہ طاہرہ عاصم صاحبہ کے وسیلہ نجات کے اس تعارف کے بعد اب اس کے مزید تعارف کی ضرورت نہیں رہتی۔ وسیلہ نجات کا اکتیسواں (۳۱) حصہ حاضر خدمت ہے۔ کتاب کی بہتر سے بہتر اشاعت کے لئے قارئین کی قیمتی آراء کا شکریہ رکھوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

فون نمبر 0302-7125492

30-04-2011

یا رسول اللہ ﷺ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یا اللہ ﷻ

صَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَتَسْلِمُ ۝

بعد مرنے کے جہنم میں اُجالا ہوگا

عشق سرکار کی اک شمع جلا لودل میں

بِقِسْمَانِ نَظَرِ

بہر طریقت را بہر شریعت واقف اسرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ  
حضرت سید محمد فیض الرحمن صاحب دامت برکاتہ العالیہ

یہ مختصر میلاد شریف قمری لحاظ سے ہر ماہ چوتھے ہفتے بروز جمعہ بعد از نماز مغرب منعقد ہوتی ہے

وسیلہ نجات فری لائبریری

برائے ایصالِ ثواب

دالین جیمز روڈ، میاں شاہد تنویر مکان نمبر B-380/5

گلی نمبر 10 محمود آباد لیل آباد فون 8862351 موبائل 0301-7169263

## محمد، احمد، محمود صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَقِّقَةَ لِلَّهِ  
الْعَلَمِينَ آغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اللہ تعالیٰ جل شانہ کی حمد و ثنا اور حضور نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی

بارگاہ اقدس میں ہر یہ درود و سلام عرض کرنے کے بعد معزز و محترم سامعین ناظرین

حضرات خائف کائنات جل جلالہ کے مقدس منہ میرا اور لاریب کلام میں سے چار

جگہوں سے آیات مبارکہ کو تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا

رَسُولٌ (ال عمران ۱۴۴) ”اور محمد تو ایک رسول ہیں۔“ وَأَمِنُوا بِمَا نَزَلَ عَلَى

مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ (۲) ”اور اس پر ایمان لائے جو محمد صلی اللہ علیہ

وسلم پر اتارا گیا اور وہی ان کے رب کے پاس سے حق ہے۔“ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا

أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ (الحزاب ۴۰) ”محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ

نہیں۔ ”مَحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ (۲۴)“ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ ان چار مقامات پر خالق کائنات نے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پکارا ہے۔ آج تھوڑی سی گفتگو اسی نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوگی۔ سب سے پہلے جو بات سمجھنے والی ہے وہ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس کو کہتے ہیں۔ اَلَّذِي يُحْمَدُ حَمْدًا بَعْدَ حَمْدٍ۔ اگر لغت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معنی دیکھیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہوتا ہے کہ جس کی ہر وقت ہر لمحہ ہر گھڑی تعریف، توصیف اور صفت و ثنا کی جائے جس کی صفت و ثنا جس کی تعریف اور جس کے ذکر کے بغیر کوئی لمحہ بھر بھی نہ گزرے جس کی صفت و ثنا ختم ہی نہ ہو۔ کوئی لمحہ ایسا نہ آئے کہ جس میں اس کی صفت و ثنا ختم ہو جائے۔ اس ذات کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ یہی مفہوم صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔ حضرت زبیر بن معتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث پاک روایت ہے۔ حضور نبی کریم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے اپنے نام اور اپنی صفات بیان فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنْ لِّىْ اَسْمَاءٌ تَعَالٰی تَعَالٰی نے میرے کئی ایک نام رکھے ہیں لیکن میرا ایک نام اَنَا مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یہ میرا سب سے پیارا نام ہے۔ وَ اَنَا اَحْمَدُ میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ وَ اَنَا مَا هِيَ اَلَّذِيْ يَمْحُ اللّٰهُ بِى الْكُفْبِ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اپنا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ذکر فرمایا اور پھر فرمایا میرا دوسرا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور میرا ایک نام مَا هِيَ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَا هِيَ کا معنی بھی ارشاد فرمایا کہ مَا هِيَ سے کہتے ہیں جو آئے تو کفر کی بنیادوں کو



اکھاڑ دے۔ کفر کو ختم کر دے۔ خالق کائنات نے مجھے بھیج کر اس کائنات سے کفر کی  
 دھجیاں اڑادیں اور کفر کو جڑ سے ختم کر کے رکھ دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرا نام نامی  
 اسم گرامی مابھی رکھا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا حاشر میرا نام حاشر  
 بھی ہے اور حاشر وہ ہوتا ہے۔ اَلَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰی قَلْبِهِ۔  
 فرمایا کہ حاشر اسے کہتے ہیں کہ قیامت کے روز تمام لوگ میرے قدموں میں جمع ہوں  
 گے میرے نعلین مبارک پر سب کا حشر ہوگا۔ سب میرے قدمین شریفین میں جمع ہوں  
 گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے حاشر بنا کر بھیجا ہے۔ ایک لفظ ہے حمد اسی حمد سے محمود  
 بھی بنا ہے۔ اسی حمد سے احمد بھی بنا ہے اور اسی حمد سے محمد بھی بنا ہے۔ صرف ایک لفظ  
 ہے حمد جس کے معنی ہوتے ہیں تعریف۔ محمود کے معنی ہیں کہ جس کی سب سے زیادہ  
 تعریف کی جائے۔ احمد کے معنی ہیں جو سب سے زیادہ تعریف کرنے والا ہو اور محمد  
 اسے کہتے ہیں کہ جس کی بار بار تعریف کی جائے۔ جس کی ہر لمحہ تعریف کی جائے جس  
 کی ہر وقت تعریف ہی کی جائے اور جو ہر لمحہ ہر وقت ہر گھڑی تعریف کر رہا ہو وہ احمد  
 کہلاتا ہے اور جس کی ہر گھڑی تعریف کی جا رہی ہو اسے محمود کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے  
 ایک لفظ حمد سے محمود بھی بنا دیا۔ احمد بھی بنا دیا اور محمد بھی بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے محمود اپنا نام  
 رکھ دیا اور احمد اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام رکھ دیا اور محمد صلی اللہ علیہ  
 وسلم بھی اس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی رکھ دیا اللہ تعالیٰ  
 نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا وَ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ  
 يَأْتِي مِنْ بَعْدِ اسْمُهُ اَحْمَدُ لِقَف ۙ) ”اور اس رسول کی بشارت سناتا ہوا جو  
 میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام نامی اسم گرامی احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔“ اللہ

تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کیوں رکھا۔ اس لئے کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ تعریف کرنے والا ہو۔ اب آپ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھیں فرشتوں کو دیکھیں انبیاء علیہم السلام کو دیکھیں رسل عظام کی جماعت قدسیہ کو دیکھیں۔ غوث قطب ابدال کو بھی دیکھ لیں اور آپ یہ دیکھ لیں کہ ان سب میں سے وہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ تعریف کر رہا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کی تعریف کی حد کر دی ہو۔ کیا وہ انبیاء علیہم السلام ہیں۔ کیا وہ فرشتے ہیں۔ کیا وہ غوث قطب ابدال ہیں۔ نہیں ہیں۔ فرمایا کہ میں نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی احمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا ہے کہ وہ میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تو ہے جو ہر وقت میری حمد و ثنا کرتا رہتا ہے وہ ہر وقت مجھے یاد کرتا رہتا ہے۔ فرمایا کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میری اتنی حمد و ثنا میرے ملائکہ بھی نہ کر سکے۔ میری اتنی حمد و ثنا سارے انبیاء علیہم السلام اور رسل علیہم السلام بھی نہ کر سکے اور میری اتنی حمد و ثنا غوث قطب ابدال بھی نہ کر سکے۔ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا مقام حمد عطا کیا ہے کہ تو نے بھی میری حمد اور صفت و ثنا کرنے کی حد ہی کر دی ہے اور جب تو نے میری حمد کرنے کی حد اور انتہا کر دی ہے تو میں تیرا نام بھی ایسا رکھوں گا اور تیرے نام کی ایسی تعریف ہوگی کہ جو کوئی بھی تیرا نام لیتا رہے گا تو تیری تعریف کی بھی حد ہو جائے گی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی محمد رکھا۔ احمد اسم تفصیل ہے جو زیادتی کے معنی میں پایا جاتا ہے۔ تو اس کا معنی سب سے زیادہ حمد کرنے والا بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب علیہ

الصلوة والسلام تو نے سب سے زیادہ میری حمد کی ہے۔ میری تعریف کی ہے اس لئے تیرا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھتا ہوں جب تیرا یہ نام کسی کے لبوں پر آئے گا زبان پر آئے گا تو اس کے بھی معنی ہوں گے۔ اَلَّذِي يُحْمَلُ حَمْلًا بَعْدَ حَمْلٍ جس کی ہر لمحہ ہر گھڑی ہر وقت تعریف کی جائے اور ذکر کیا جائے۔ ہر چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہی ہے ہر زبان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کر رہی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کوئی بھی بندہ جب کہیں سے بھی مجھ پر درود شریف بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے میں اس کے درود شریف کو سنتا ہوں۔ اب اس حدیث شریف کو ہی لے لیں کہ کوئی کہیں سے بھی درود شریف پڑھ رہا ہے جو بھی جس جگہ پر جہاں پر بھی درود شریف پڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے کہ فلاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیج رہا ہے۔ پوری کائنات میں خدا کی قسم کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرتا ہوگا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ پر درود شریف نہ پڑھا جا رہا ہوگا کوئی کہیں پڑھ رہا ہے تو کوئی کہیں پڑھ رہا ہے۔ ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گنبد خضراء پر حاضر ہو کر درود شریف پڑھتے ہیں جو صبح آتے ہیں وہ شام تک حاضر رہتے ہیں اور درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ وہ شام کو واپس چلے جاتے ہیں اور شام کو ستر ہزار آتے ہیں وہ صبح تک حاضر رہتے ہیں اور درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ صبح کو وہ واپس چلے جاتے ہیں ان کی جگہ دوسرے ستر ہزار آ جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ اسی طرح سے جاری ہے۔ جو فرشتہ ایک دفعہ آ جاتا ہے پھر قیامت تک اس کی



باری دوبارہ نہیں آئے گی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف اور صفت و ثنائی کیوں ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا ہے۔ حضرت حسان بن ثابت نعت شریف پڑھتے پڑھتے جب اس مصرعہ پر پہنچے اور عرض کیا کہ:

ضَمَّ الْإِلَٰهَ اسْمَ النَّبِيِّ إِلَىٰ مِمْه

إِذَا قَالَ فِي الْخَمْسِ مُوَذِّنٌ أَشْهَدُ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ایسے ملا کر رکھا ہے کہ اگر کوئی موذن آذان پڑھتا ہے تو اس کی آذان اس وقت تک مکمل نہیں ہتی جب تک وہ اللہ کے نام کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں لیتا۔ پھر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرا مصرعہ پڑھا۔

وَشَقَّ لَهُ مِنْ اسْمِهِ لِجَلَّةِ

وَذُو الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَهَذَا مُحَمَّدُ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اخذ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اس لئے اخذ کیا تا کہ دنیا والوں کو پتہ چل جائے کہ عرش پر رہنے والا محمود ہے اور جس کو فرش والوں کا آقا بتایا ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ خود محمود ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتادیا ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف بیان کر رہے تھے اور عرض کر رہے تھے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی اللہ تعالیٰ نے ایسا رکھا ہے کہ وہ اپنے نام سے آپ



صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی جدائی برداشت نہیں کرتا ہے۔ آپ جہاں بھی دیکھیں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی آتا ہے۔

آذانیں وچہ نمازاں وچہ دروداں وچہ سلاماں وچہ  
جو کوئجن ہر طرف کوئجاں ترانے سارے تیرے نہیں

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت سے پہلے کسی کا نام محمد نہیں تھا۔ جب ولادت باسعادت کا وقت قریب آیا تو کچھ لوگوں نے نام محمد کی شہرت سنی اور انہوں نے سابقہ ساوی کتب میں یہ پڑھا کہ جو نبی آخر الزمان آئیں گے ان کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ تو چھ (6) ایسے بندے تھے کہ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے قبل اپنے بیٹوں کے نام محمد رکھے لیکن اللہ تعالیٰ نے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا پہرہ دیا کہ ان چھ (6) بندوں میں سے جن کے نام محمد تھے کوئی بھی نبی ہونے کا دعویٰ نہ کر سکا۔ نبوت کا دعویٰ اس وقت ہوا جب حقیقتاً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے قبل حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ آپ کی پشت سے ایک چاندی کی زنجیر نمودار ہوئی اور وہ اتنی لمبی تھی کہ لَهَا طَرَفٌ فِي السَّمَاءِ وَ طَرَفٌ فِي الْأَرْضِ وَ طَرَفٌ فِي الْمَشْرِقِ وَ طَرَفٌ فِي الْمَغْرِبِ بَلَا کہ اس کا ایک سر اشرق تک جاتا تھا ایک سر مغرب تک جاتا تھا ایک سر آسمان تک جاتا تھا اور ایک سر ارض تک جاتا تھا۔ فرماتے ہیں کہ یہ زنجیر ظاہر ہو کر پھر سمٹ گئی۔ فرماتے ہیں کہ صبح جا کر میں نے ایک معبر تعبیر بتانے والے کو اپنی خواب بیان کی تو اس نے بتایا کہ اے عبدالمطلب تیری پشت سے ایک ایسا

بچہ پیدا ہونے والا ہے کہ جس کی اطاعت اور اتباع آسمان والے بھی کریں گے۔  
 زمین والے بھی کریں گے اور اس کا چہرہ مشرق سے لے کر مغرب تک ہوگا۔  
 آسمانوں پر بھی اس کا چہرہ ہوگا اور زمین پر بھی اس کا چہرہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک  
 ایسا بیٹا عطا کرنے والا ہے۔ لوگوں نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
 پوچھا کہ عرب میں یہ رواج ہے کہ لوگ اپنے بچوں کے نام اپنے خاندان کی نسبت  
 سے رکھتے ہیں لیکن آپ نے اس روایت کو تو ذکر اپنے اس بچے کا نام محمد کیوں رکھا  
 ہے۔ آپ کے خاندان میں کوئی ایسا نام پہلے سے نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں  
 نے یہ نام اس لئے رکھا ہے کہ میں اُمید کرتا ہوں کہ اس کا ذکر اور اس کی تعریف زمین  
 والے بھی کریں گے آسمان والے بھی کریں گے اور مشرق سے لے کر مغرب تک اس  
 کی تعریف کرنے والے لوگ ہوں گے اس لئے میں نے اپنے بیٹے کا نام نامی اسم  
 گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا ہے۔ حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علیہ السلام کا جب  
 آخری وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا  
 کہ اے میرے بیٹے جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اس ذکر کے ساتھ نام نامی اسم گرامی محمد  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر لازمی کرنا۔ حضرت شیث علیہ السلام نے عرض کیا کہ ابا جان  
 اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیوں کروں۔ اس کی  
 وجہ کیا ہے۔ حضرت آدم صلی اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمیں تو چھٹکارا اور نجات اسی  
 نام کے صدقہ میں ملی ہے۔ ہمارا جو نسیان تھا اسے اللہ تعالیٰ نے اسی پیارے نام نامی  
 اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں معاف فرمایا اس لئے میرے بیٹے میں  
 تجھے وصیت کرتا ہوں کہ جب بھی اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اس کے ساتھ

ساتھ نام نام اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ذکر ضرور کرنا۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ کا دور تھا۔ تفسیر درمنصور میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا آپ کا ایک امتی تھا۔ وہ دو سو سال سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہا تھا۔ وہ اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ وصال کر گیا تو لوگوں نے تھسٹ کر ایک گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ یہ بڑی مشہور سی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اے موسیٰ علیہ السلام جاؤ گندگی کے ڈھیر پر میرا ایک یار پڑا ہے اس کو اٹھا کے لے آؤ اور اس کی نماز جنازہ پڑھاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ راز مجھ میں نہیں آیا کہ سارے لوگ ان کی نافرمانیوں اور بدکاریوں کی کواہی دے رہے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر چار بندے کسی کے اچھا ہونے کی دلیل دے دیں اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے اور چار بندے کسی کے برا ہونے کی کواہی دے دیں اللہ تعالیٰ اسے معاف نہیں فرماتا۔ اور یا اللہ یہاں تو سارے ہی لوگ کواہی دے رہے ہیں کہ یہ دو سو سال سے تیری نافرمانی کر رہا ہے۔ دو سو سال سے گناہ آلود زندگی گزار رہا تھا۔ یا اللہ اب میں اس کی نماز جنازہ پڑھاؤں گا اسے گندگی کے ڈھیر سے لاؤں گا تو لوگ مجھ سے پوچھیں گے کہ اے موسیٰ علیہ السلام کیا کبھی آپ نے اسے نماز پڑھتے دیکھا تھا۔ کیا کبھی اسے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے دیکھا تھا تو میں ان کو کیا جواب دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام جب بھی یہ تو ریت کھول کر دیکھتا تھا اور اس کی نظر میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑتی تھی تو اسے چوم کر اپنی آنکھوں پر لگا لیتا تھا۔ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کیا

کرتا تھا۔ میری یہ عزت کو ارا نہیں کرتی کہ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام  
 نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنے والا ایک گندگی کے ڈھیر پر پڑا رہنے  
 دوں اس لئے میں نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اس کو اٹھاؤ غسل دو اس کی نماز جنازہ پڑھو  
 اور میں نے اس کی شادی ستر حوروں کے ساتھ کر دی ہے۔ جنت میں ستر حوریں اس  
 کے استقبال کے لئے کھڑی ہیں۔ ے

خدا کی غیرت نے ڈال رکھے ہیں تجھ پہ ستر ہزار پردے  
 جہاں میں لاکھوں ہی طور بننے جو اک بھی اٹھتا حجاب تیرا  
 حضور سرور عالم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ  
 وسلم پر اللہ تعالیٰ نے پردے ڈال رکھے تھے اور وہ ایسے پردے تھے کہ اگر وہ اٹھ جاتے  
 تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہماری آنکھوں میں اتنی طاقت نہیں  
 تھی کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کا دیدار کر سکتے۔ بہر حال نام محمد  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا موضوع تو بڑا طویل ہے۔ ے

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے  
 دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے  
 کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں  
 یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں  
 وَ آخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

خطاب حضرت علامہ عزیز جہاں صاحب

برہائش پروفیسر مختار احمد صاحب



## بیعت مرشد کریم

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا  
تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ  
وَاصِحَائِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نواز دیں تو بات بنتی ہے  
ربخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے  
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں  
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے  
دُر حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے  
ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے  
جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! حضرت فقیر محمد علم الدین چشتی صابری قادری رحمۃ اللہ  
علیہ نے بیعت مرشد کے حوالہ سے ایک بڑی جامع اور مدلل کتاب لکھی ہے جس  
میں آپ نے فرمایا۔

## فضائل اولیائے کرام

خلافت، فقر، بائاج و سریر است  
زہے دولت کہ پائیاں ناپذیر است  
جواں بخلمدہ از دست این فقر  
کہ بے او پادشاهی زود میرا است

(اقبال)

اولیاء اللہ کے فضائل بے شمار ہیں۔ اللہ کریم فرماتے ہیں:

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (یونس ۶۲)

**خبردار!** تحقیق اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو نہ آئندہ کا خوف ہے نہ گزشتہ کا غم! بلکہ وہ حضرات ان دونوں مصیبتوں سے مامون ہیں۔ کیونکہ استغراق اور قرب الہی کی وجہ سے ان کے دلوں میں خوف و حزن کے لئے جگہ ہی باقی نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے قیامت کے دن اولیاء اللہ نورانی تختوں پر جلو فرما ہوں گے اور ان کے چہرے نورانی ہوں گے۔ انبیاء علیہم السلام اور شہداء ان پر رشک فرمائیں گے اور وہ ہر قسم کے حزن و ملال سے محفوظ ہوں گے۔ نیز فرمایا:

رُبَّ أَشْعَثَ أَغْبَرَ مَلْفُوعٍ بِالْأَبْوَابِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّةَ (مسلم)

بہت پر اگندہ بال غبار آلود اور دنیا داروں کے دروازوں سے روندے ہوئے ایسے لوگ ہیں کہ اگر کسی بات پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں تو رب تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دے۔ اولیاء اللہ کے چہروں کو دیکھ کر ذکر الہی دل پر جاری ہو جاتا

ہے۔ اولیاء اللہ یعنی فقراء کی برکت سے اللہ کریم دشمنوں پر فتح دیتا۔ رزق عطا کرتا اور بارانِ رحمت نازل فرماتا ہے۔ (بخاری، ابوداؤد) ارشاد فرمایا۔ فقیر زاہد غنی راغب کی نسبت پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے میری رضا اور خوشنودی کو فقراء کی خدمت میں تلاش کرو حدیث قدسی میں رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ عَادَ لِي وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِي بِالْحَرْبِ.

جس آدمی نے میرے ولی سے دشمنی کی وہ مجھ سے لڑائی کرنے نکلا۔  
(مظاہر الحق) اولیاء اللہ قیامت میں باذن الہی اپنے محبوبوں کی شفاعت فرماویں گے۔  
(مشکوٰۃ) امام غزالی احیاء العلوم میں بروایت ابن حبان مروی ہیں کہ رب تعالیٰ قیامت میں فقیر سے فرمائے گا کہ میرے بندے! تو ان صفوں میں جا اور جس آدمی نے تجھے میری رضا کے لئے دنیا میں کھلایا پلایا پہنایا ہو اس کا ہاتھ پکڑ میں نے تجھے اختیار دیا۔ اس وقت پینہ لوگوں کے منہ تک آیا ہوگا۔ یہ صفوں میں گھس کر اپنے خادموں کو جنت میں لے جائے گا۔

اَللّٰیۤنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْکُمْ فَاِنْ اِلٰہِیۡ کے مطابق اولیاء اللہ ہے  
مومن اور پرہیزگار ہوتے ہیں۔ اس لئے باری تعالیٰ انہیں شر شیطانی سے محفوظ رکھتا  
ہے۔ ہندوستان میں تبلیغ اسلام صرف اولیاء اللہ ہی نے فرمائی ہے مسلمان بادشاہوں  
نے نہیں۔ جیسا کہ قاضی محمد سلیمان صاحب الجہدیت مصنف رحمۃ اللعالمین نے اپنے  
”خطبات الاسلام فی الہند“ کے صفحہ ۷ پر لکھا ہے:

[illegible]

کے ورود کا زمانہ بالضرور سبکدین کے حملے سے پیشتر ہے۔

(۲)۔۔۔۔۔ مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جو عوام کی زبان پر داتا گنج بخش کے نام سے مشہور ہیں۔ لاہور میں پانچویں صدی میں پہنچ گئے تھے۔ اور ان کی تبلیغ سے پنجاب کے مسلمانوں کا سلسلہ دامن کوہ شوالک اور ملتان تک پہنچ گیا تھا۔

(۳)۔۔۔۔۔ سید اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ کے حملہ اول سے پیشتر آئے ہوئے تھے اور انہوں نے لاہور میں ٹھہر کر تبلیغ کو بہت زیادہ وسعت دی تھی۔

(۴)۔۔۔۔۔ شیخ بہاؤ الدین ملتانی جو شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے ہیں بدعات قرامطہ کے زائل کرنے اور اسلام حقہ کے اشاعت میں شہرت رکھتے تھے۔

(۵)۔۔۔۔۔ سید معین الدین حسنی بخاری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 6 رجب 632ھ) وہ بزرگ ہیں۔ جنہوں نے یوپی، راجپوتانہ، دکن، بہار میں تنظیم کے ساتھ سلسلہ تبلیغ کو شروع کیا۔

(۶)۔۔۔۔۔ ان کے مرید و خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ربیع الاول 635ھ)۔۔۔۔۔ دہلی میں اور خواجہ صاحب اجمیر میں اسی تنظیم کی نگرانی کرتے تھے۔

(۷)۔۔۔۔۔ قطب صاحب کے خلیفہ بابا فرید شکر گنج فاروقی (المتوفی: 668ھ) نے پاکپتن شریف کو اپنا مرکز بنایا۔ اور اپنے تین مشہور خلفاء کو تین مشہور مقامات میں ٹھہرا کر خواجہ بزرگ کے طریق کو محکم اور مضبوط کیا۔



(الف).....حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی میں۔

(ب).....مخدوم علی صابر رڑکی میں۔

(ج).....قطب جلال الدین آگرہ میں۔

(۸).....سلسلہ نظامیہ میں سید محمد گیسو دراز وہ بزرگ ہیں۔ جنہوں نے دکن میں ٹھہر کر پونا کو اسلام سے روشناس کرایا۔ اور سید یحییٰ منیر نے اودھ کو صداقت اسلام کا پیر و بتایا۔

ان بزرگوں اور ان کے اشیاء دیگر بزرگان دین کو بعض اوقات مسلمان بادشاہوں کی بدگمانی کا ہدف اور جتلائے مصائب بھی ہونا پڑا۔ مگر اللہ کے بندے للہیت کے ساتھ اس کام میں مشغول رہے۔

(۹).....مخدوم جہان جہانیاں گشت کے کارنامے آج تک سکھر زمین کو یاد ہیں۔

(۱۰).....کاشمیر میں اشاعت اسلام سید علی ہمدانی اور درویش بلبل شاہ کی خدمت کا نتیجہ ہیں۔ اب رہا اسلامی جہاد! جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی مرغوب اور محبوب سنت تھی۔ سونارنچ شاہد ہے کہ جب ہلاکو خاں تاتاری نے بغداد پر یورش کر کے سطوت عباسیہ کو خاک میں ملایا تو ایک باخدا درویش خواجہ نجم الدین کبریٰ نے اپنے منہی بھر مریدوں کو ساتھ لے کر امانت اور پتھر کے ڈھیلوں کے ہتھیاروں سے اس سے جہاد کیا اور خود اگرچہ کفار کے ہڈی دل لشکر کی تاب نہ لا کر اپنے رفقاء سمیت شہید ہو گئے۔ مگر آپ کے اخلاص اور جذبہ ایمانی سے متاثر ہو کر تمام ترک یکے بعد دیگرے حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ (فتحات الانس وغیرہ) علامہ اقبال نے اس اہم واقعہ کو اپنے مخصوص انداز میں یوں بیان فرمایا ہے۔

ہے عیاں فتنہ تار کے افسانے سے پاساں مل گئے گعبے کو صنم خانے سے  
 جب سلطان محمود غزنوی کفرستان ہند میں وارد ہوئے تو عارف باللہ  
 حضرت عثمان علی جویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اس کے ہر کاب تھے  
 اور آپ کے تصرفات باطنی کا نتیجہ تھا کہ حاکم لاہور رائے راجو نائب ہو کر آپ  
 کے دست حق پرست پر مسلمان ہوا اسی طرح سلطان محمود کی سومات کی فتح میں واصل  
 باللہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعائے سحری کا فرما تھی۔ جو مطابق  
 حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا جہاد باللسان تھا۔ سلطان شہاب الدین غوری  
 کا رائے پتھورا والے چتوڑ کو شکست دے کر زندہ گرفتار کرنا۔ سید و مرشدی  
 سلطان العارفین حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی دعا یعنی جہاد باللسان کا  
 اثر تھا۔ آپ نے اس کی شرطوں سے نکل آ کر جب کہ وہ آپ کے امور تبلیغ  
 دین حقہ میں حائل ہوتا تھا فرما دیا تھا کہ ہم نے بحکم الہی تجھے زندہ گرفتار کر کے  
 سلطان شہاب الدین کے حوالے کیا۔ (تذکرۃ الاولیاء چشتیہ)

سلطان علاؤ الدین خلجی کے عہد میں حضرت خواجہ محبوب الہی نظام الدین  
 دہلوی نے بادشاہ اور اہل اسلام کو جس طرح اپنے روحانی فیوضات سے آئین شریعت  
 سے اپنایا، اصحاب بصیرت سے مخفی نہیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت خواجہ شیخ احمد  
 سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی حق کوئی اور جہاد باللسان نے ہی اکبر کے دین الہی کو پاش  
 پاش کر دیا۔ سید احمد صاحب بریلوی نے سکھوں کے خلاف جہاد کیا۔ جب قائد اعظم  
 محمد جناح نے پاکستان کا مطالبہ کیا اور اہل اسلام کو مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع  
 ہونے کی دعوت دی تو صرف حضرات مشائخ کرام کی ہی مخلصانہ نیا اور معاونت کی

برکت تھی کہ ان کا خواب قیام پاکستان شرمندہ تعبیر ہوا۔

جہاد ایک اہم اور ضروری اسلامی رکن اور بوقت ضرورت عین فرض ہے  
خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

جَاهِلُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَالسِّتِغْمِ (مشکوٰۃ)

یعنی مشرکین سے اپنے مالوں، جانوں اور زبانوں سے جہاد کرو۔ ضرورت  
ہے کہ اس وقت مسلمان کا بچہ بچہ مجاہد بنے۔

بفضلہ تعالیٰ حضرات صوفیائے کرام مد فیوضہم اب بھی ہمہ تن تبلیغ اسلام اور  
استحکام پاکستان میں مصروف ہیں۔ اور نہ صرف اپنے روحانی فیوضیات سے ہی  
فرزند ان اسلام کو دولت دین سے مالا مال کر رہے ہیں بلکہ حسب معمول آئندہ  
بھی ملک و ملت کی حفاظت اور بقاء کے لئے اپنا تن، من، دھن نثار کرنے میں قوم  
سے پیش پیش رہیں گے۔

خدا تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (لذریعہ ۵۶)

میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت  
کریں۔ نیز انسان کا وجود جسم اور روح دو چیزوں سے مل کر بنا ہے۔ جسم کی صحت اور  
بقاء کھانے پینے پر منحصر ہے۔ مگر روح کی حیات اور صحت کا دار و مدار خدا تعالیٰ کی  
معرفت اور محبت پر موقوف ہے۔ جو عبادات الہی اور اعمال صالح کا ثمرہ ہے جس طرح  
سے کھانے پینے کی بد اعتدالیوں سے جسمانی بیماریاں لگ جاتی ہیں اسی طرح ترک  
عبادات ارتکاب معصیت اور بری صحبت اختیار کرنے سے روحانی امراض پیدا ہو

جاتی ہیں۔ ارشاد الہی ہے **فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا** (بقرہ ۱۰) ”ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی“ اس کا شاہد ہے۔ یعنی ان کے دلوں میں خفاق کی بیماری ہے۔ دین میں شک اور مومنوں سے عداوت ہے۔ اس لئے جوں جوں فطرت کو درست کرنے اور روح کو صحت بخشنے والی باتیں آیات قرآنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوتی ہیں۔ ان کی مخالفت سے ان کے مرض خفاق میں زیادتی ہوتی جاتی ہے۔ اور جس طرح جسمانی امراض کا نتیجہ موت ہے۔ اسی طرح روحانی امراض جہالت، بدعتیہ گئی اور گناہ گاری سے حیات ابدی اور اس کے کمالات ضائع ہو جاتے ہیں اور روح پر تاریکی پیدا ہو جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:

**مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ**۔ (بخاری و مسلم)  
 مثال اس شخص کی جو اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہو۔ اور اس شخص کی جو یاد حق نہیں کرتا۔ مانند زندہ اور مردہ کے ہے۔ یعنی ذکر الہی موجب حیات قلب ہے۔ اور غفلت موت قلب، کیونکہ جس طرح زندہ اپنی حیات سے بہرہ مند ہوتا ہے۔ ایسے ہی خدا تعالیٰ کا ذکر کرنے والا اپنے اعمال صالحہ سے فائدہ حاصل کرتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی عبادت اور ذکر نہ کرنے والا مردے کی طرح ہے کہ اس کو زندگی سے کچھ فائدہ نہیں۔

زندگانی نتواں گفت حیات کہ مراست

زندہ آنست کہ بادوست وصالے داند

یعنی جو حیات مجھے حاصل ہے وہ زندگی کہلانے کی مستحق نہیں۔ حقیقی زندہ



تو وہ ہے جسے دوست کا وصال نصیب ہو (مظاہر الحق) اے عزیز جس طرح جسمانی بیماریوں کے علاج کے لئے جسمانی حکیم کی ضرورت ہے۔ اسی طرح روحانی امراض سے بچاؤ کے لئے طبیب روحانی یعنی مرشد کامل بھی لازمی ہے اور جو بزرگ سلامتی ایمان اور پیدائش انسان کی غرض و غایت پورا ہونے میں مدد و معاون ہو تمام دنیا وَمَا فِيهَا بھی اس کا نعم البدل نہیں ہو سکتے۔

بقول علامہ اقبال ۔

بندہ یک مرد مومن دل شوی بہ کہ بر فرق شہ شاہاں روی  
اے انسان! اگر تو کسی مومن کامل کا غلام بن جائے تو دنیوی شہنشاہوں کے سر پر سوا ہونے سے بھی بہتر ہے۔ عارف رومی فرماتے ہیں ۔

این طیبان بدن دانشوران بر مقام تو ز تو واقف تراند  
ہم ز نبض و ہم ز رنگ و ہم ز دم بو برداز تو بھد کو نہ سقم  
پس طیبان الہی در جہاں چوں ندا ننداز تو اسرار نہاں  
حال تو داند یک یک موبو زانکہ پر مستند از اسرار ہو  
یہ جسمانی حکیم بہت عقلمند ہیں۔ کیونکہ تیری بدنی بیماریوں پر تجھ سے زیادہ واقف ہیں۔ تیری نبض رنگ اور خون کو دیکھ کر تیری سینکڑوں بیماریوں کو جان لیتے ہیں اور جب حکیم بدنی کی تشخیص کا یہ حال ہے تو پھر حکیم روحانی یعنی اولیاء اللہ تیرے مکائد نفس اور روحانی بیماریوں پر کیونکر مطلع نہ ہوں گے۔ بلکہ عطاء الہی وہ تیرے بال بال کا حال جانتے ہیں اور مطابقت حدیث قَائِلُہٗ یَنْظُرُ بِنُورِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے عطا فرمودہ نور سے دیکھتے ہیں۔ ان کا باطن نور الہی اور اسرار سے پر ہے۔

## بیعت مرشد کا قرآن شریف سے ثبوت

(۱)..... يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِلُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ (پارہ 6 سورہ المائدہ آیت ۳۵)

اے ایماندارو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں مجاہدہ کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔

”قول الجلیل“ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی میں لکھا ہے کہ یہاں وسیلہ سے مراد نہ تو ایمان ہے کیونکہ ایمانداروں سے تو پہلے ہی خطاب ہے اور نہ ہی اعمال صالح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ عبادات بدنی مراد ہیں۔ کیونکہ یہ تقویٰ میں شامل ہیں جہاد بھی مراد نہیں وہ بھی تقویٰ میں شامل ہے۔ پس وسیلے سے مراد ارادت و بیعت مرشد طریقت ہے۔ اسی طرح مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے بھی رسالہ ”امامت“ میں وسیلہ سے ”مرد صالح“ مراد لیا ہے۔ لکھتے ہیں:

”مراد از وسیلہ شخصے است کہ اقرب الی اللہ باشد“

یعنی وسیلے سے مراد وہ شخص ہے جسے بزرگی اور تقرب الی اللہ حاصل ہو۔ صاحب تفسیر حقانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ وسیلہ ہر قسم کے اچھے کام ہیں۔ اور قرآن مجید اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ”بزرگان دین“ بھی خدا کی طرف کا وسیلہ ہیں۔ انہیں کے ارشاد اور فیض سے انسان خیر کی طرف راغب ہوتا ہے اور انہیں کی برکت سے خدا تعالیٰ کا طالب بنتا ہے اور جبکہ حسنات اور سعادت کا عمل میں لانا کوئی آسان بات زبانی جمع خرچ نہ تھا۔ اس لئے اس کے بعد جَاہِلُوا فِي سَبِيلِهِ بھی فرما دیا۔ اور انبیاء علیہم السلام بایں علوم مرتبت راتوں راتوں کر تے اور آنسوؤں کے موتی

اس جمال جہان آرا کی یاد میں پرویا کرتے تھے صحابہ اور بزرگان دین کی جان کا ہیاں مشہور ہیں۔ اس میں طالبان ذات کے بلند مرتبہ کی طرف اور لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ میں طالبان عقبے کی طرف اشارہ ہے۔ اِنَّ الْاٰلِیْنَ کَفَرُوْا ان لوگوں کا انجام بیان ہوتا ہے جو اس عالم قافی کے لہذا اندھیہ پر فریفتہ ہو کر اس عالم جاودانی کو بھول بیٹھے ہیں اور اللہ کے وسیلے چھوڑ کر خدا سے توڑ بیٹھے ہیں۔ اسی طرح صاحب تفسیر معالم لکھتے ہیں کہ ”اولیاء اللہ“ کی محبت اور اعمال اللہ تعالیٰ کے تقرب کا وسیلہ ہیں۔

(۲)..... اِنَّ الْاٰلِیْنَ یَّابِعُوْنَکَ اِنَّمَا یَّابِعُوْنَ اللّٰہَ یَذِ اللّٰہُ فَوْقَ اٰیْلِیْہِمۡ فَمَنْ نَّکَ فَاِنَّمَا یَنْکُ عَلٰی نَفْسِہِ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰہَدَ عَلَیْہِ اللّٰہُ فَسَیُعْطِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا۔ (پ 26 سورہ فتح آیت ۱۰)

اے محبوب! جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ سے ہی بیعت کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پس جو شخص ایسا پکا قول قرار کرنے کے بعد اس کو توڑے گا تو توڑنے کا وبال خود اسی پر پڑے گا۔ اور جو اس عہد کو پورا کرے گا۔ جو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کر لیا ہے تو عنقریب خدا تعالیٰ اس کو بڑا اجر عطا فرمائے گا۔

تفسیر مواہب الرحمن میں اس آیت کی شرح میں لکھا ہے۔ اس آیت میں دلیل ہے کہ بیعت مشروع ہے اور یہ امر مشہور متواتر اور باجماع امت ثابت ہے کہ بیعت امر شرعی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے چند قسم کی بیعتیں لیں۔ کبھی تو کسی فعل کے ترک کرنے پر بیعت لی گئی۔ اور کبھی بعض ممنوعات



کے ترک کرنے پر بیعت لی گئی۔ چنانچہ احادیث میں وارد ہے۔ کہ کبھی آپ نے ہجرت پر بیعت لی اور کبھی جہاد پر اور کبھی نماز روزہ وغیرہ ارکان اسلام ٹھیک ادا کرنے پر اور کبھی کفار کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنے کی بیعت لی اور کبھی ممنوعات و فواحش چھوڑ دینے پر بیعت لی گئی اور کبھی بیعت عام سب کے واسطے ہوئی اور کبھی خاص سبب کے واسطے ہوئی کبھی ایک قوم خاص کی بیعت لی اور کبھی کسی شخص خاص کی بیعت لی مثلاً انصار کی عورتوں نے بیعت دی کہ ہم نوحہ نہ کریں گی اور مہاجرین جو گھربار چھوڑ کر آئے تھے ان سے بیعت لی کہ تم کسی سے سوال مت کرو چنانچہ اخیر وقت تک وہ لوگ اپنی بیعت پر قائم تھے۔ اگرچہ فتوحات سے اللہ تعالیٰ نے انہیں تو نگر کر دیا تھا تب بھی ان کی یہ کیفیت تھی کہ اگر ان میں سے کوئی شخص گھوڑے پر سوار جاتا ہے۔ اتفاق سے اس کا کوڑا گر گیا تو وہ گھوڑا روک کر اتر کر اپنے ہاتھ سے اٹھاتا اور کسی سے سوال نہ کرتا کہ مجھے تم اٹھا دو۔ (رواہ ابن ماجہ)

اول: بیعت خلافت (اپنے لئے خلیفہ منتخب کرنا) دوئم: بیعت اسلام (یعنی کسی شخص کے ہاتھ پر مسلمان ہونا) سوئم: بیعتہ التقویٰ (یعنی ایک مرد صالح کے ہاتھ پر بیعت کی کہ آپ میرے واسطے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے اور مغفرت فرما دے۔ اور جن امور شرعی کو آپ تقویٰ بتلا دیں میں بیعت کرتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہے اس پر عمل کروں گا اور اگر اللہ تعالیٰ آخرت میں آپ کی مغفرت فرما دے تو آپ میرے واسطے بھی شفاعت کریں گے پس اس بزرگ نے منکور کیا اور نہایت ایمان داری اور غور سے اس مرید کے حق میں اپنی رائے دوڑائی کہ اس کے نفس میں کسی قسم کی برائی نظر آئی ہے تا کہ اس کے نفس کو تقویٰ کی

جانب موڑا جاوے پس وہ اس کی صلاحیت کے بارے میں کوشش کرتا ہے،  
بشرطیکہ مرد راغب ہو۔

علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں جو لوگ اہل قرآن و حدیث میں اہل سنت  
والجماعت کے اعتقاد میں راسخ ہیں اور دنیا کو آخرت کے لئے ترک کرتے ہیں۔  
اللہ تعالیٰ کے مطیع و متواضع آداب سنت پر عامل اور خلق خدا کے ساتھ نیکی کرنے  
والے جامع صفات کمالات ہیں۔ ان کی خدمت میں بیٹھنا نوافل پڑھنے سے بہتر  
ہے اور ان کی خدمت میں اطاعت ہے۔۔۔۔۔ (الخ)

اگر کوئی کہے کہ خلفائے راشدین اور بعد کے زمانے میں یہ بیعت عام  
کیوں نہ ہوئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس زمانہ میں صحابہ کرام کثرت سے موجود  
تھے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیض صحبت سے مؤدب اور پر نور ہو رہے تھے۔  
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضیاب ہو جانے کے بعد انہیں از سر نو بیعت کی حاجت  
نہ تھی جب صحابہ کرام کے بعد نیک لوگ مغلوب ہو گئے اور حجاج اور مروانوں نے غلبہ  
پایا تو ان کے وقت میں یہ بیعت خلافت کا ظن غالب ہو کر فتنہ فساد پیدا ہونے کی وجہ  
سے متروک رہی اس وقت صوفیائے کرام میں خرقہ دینے کا رواج تھا۔ جو بیعت  
کے قائم مقام سمجھا جاتا تھا اور جب اس فتنہ و فساد کا خوف جاتا رہا تو صوفیائے کرام  
نے سنت بیعت کو پھر جاری کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مردہ سنت کو زندہ فرما کر  
مَنْ سَنَّا سُنَّةَ فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا جُورِیْ مردہ سنت کو جلاد دے تو  
اس کو اس کا اجر ملے گا اور ان لوگوں کا بھی جو اس پر چلیں“ کے مصداق ہوئے اور  
جب ایک بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جائے تو پھر اور کے ثبوت

کی کیا ضرورت ہے۔ مَا اَتَاكُمْ لِرَسُولٍ فَخُذُوْهُ (بخش ۷) جو کچھ تمہیں حضور علیہ السلام عطا فرمائیں قبول کرو۔ نیز امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی سلاسل صوفیہ میں یہ بیعت ثابت ہے۔

(انتباہی سلاسل اولیاء قول البخیل شاہ ولی اللہ دہلوی تفسیر مواہب الرحمن پارہ 26 سورہ الفتح)  
تفسیر حقانی جلد ششم صفحہ 288 میں اس آیت کی تفسیر میں مرقوم ہے ”بیعت“  
بیعتنا اس قسم کے معاہدے کو اس لئے بیعت کہتے ہیں کہ بیعت کرنے والا اپنے جان و مال کو اللہ کی راہ میں بیعت کرتا ہے۔ بیعت توبہ و انابت کی سنت قائم کرنے کے لئے علماء اور مشائخ کی جماعت قائم ہوئی بیعت اہل طریقت بھی بیعت انابت ہے۔ یہ مسنون ہے۔ مگر جس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے وہ ظاہر شریعت انوار طریقت سے مزین ہونا چاہئے ہاں یہ لوگ جو خاندانی پیشہ سمجھ کر کھانے پکانے کے لئے بیعت کر لیتے ہیں اور شریعت سے علیحدہ رستہ چلتے ہیں محض بے اصل کام ہے۔“

مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی امرتسری الحمد میث اپنی کتاب اثبات الہام والبیعت کے صفحہ 15 پر اس آیت مبارکہ سے بیعت توبہ پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ کل اقسام بیعت بیعت توبہ میں ہی داخل ہیں۔ بیعت توبہ کیا ہے؟ سب گناہوں سے توبہ کرنا اور امر شرعیہ کی تعمیل کا وعدہ کرنا۔ اور یہی ہے بیعت اسلام شرک و کفر اور گناہ سے تائب ہونا اور احکام شرعیہ کے بجالانے کے واسطے عہد کرنا۔ اسی طرح سے بیعت جہاد اثبات اور صبر کا وعدہ دینا اور نافرمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نزع باہمی اور میدان جنگ کے بھاگنے سے بیزار ہونا پس بیعت توبہ، بیعت اسلام، بیعت تقویٰ ایک ہی چیز ہیں اور بیعت جہاد ان کی ایک فروع ہے۔

(۳).....لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ. (پ ۲۶ س ۱۸ آیت ۱۸)

تحقیق اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہو چکا۔ جس وقت تجھ سے درخت کے نیچے بیعت کرتے تھے۔ پس ان کے دل میں جو کچھ تھا جان لیا پس ان پر تسلی نازل کی۔

(۴).....وَاتَّبَعَ سَبِيلَ مَنْ آتَابَ إِلَيْهِ. (پ ۲۱ س لقمان آیت ۱۵)

اے انسان! تو اس شخص کی پیروی کر جس نے اپنا دل میری طرف پھیر رکھا ہے۔ یعنی باغداد لوگوں کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ جس نے انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام و علمائے عظام کی طرف اشارہ ہے کیونکہ یہ لوگ روحانی باپ دادا ہیں۔ اور اپنے اصلی بزرگ بھی ہیں۔ (تفسیر حقانی ص ۵۹ پ ۲۱)

(۵).....فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ. (پ ۷ س انبیاء آیت ۷)

یعنی اگر تمہیں معلوم نہیں تو اہل ذکر سے معلوم کر لیا کرو۔ مطلب یہ کہ اگر مسئلہ فقہی کی تحقیق مطلوب ہے۔ تو علم فقہ کے علماء حضرات مجتہدین کی طرف رجوع کرو۔ اور اگر مسائل طریقت، معرفت، حقیقت دریافت کرنا ہو۔ تو اہل طریقت معرفت اور حقیقت حضرات مشائخ کرام اور اہل اللہ سے دریافت کرو کیونکہ ان کی صحبت سے خدا تعالیٰ کا تقرب نصیب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرْتُمُوهُ اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا۔ جب بہشت کے باغوں سے گزرو، تو میوہ خوری کرو۔ عرض کیا گیا



ریاض جنت کیا ہے۔ فرمایا اہل ذکر کی مجلسیں (ترمذی) ذاکرین پر اللہ تعالیٰ فرشتوں میں فخر کرتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذاکرین صحابہ کو ان الفاظ میں بشارت دی:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمْ الْمَلَائِكَةَ. (رواہ مسلم)

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث میں ذکر الہی کی مجلس کے فضائل اور ذاکرین کی فضیلت میں روایت ہے۔ هُمْ الْقَوْمُ لَا يَشْقَىٰ بِهِمْ جَلِيسُهُمْ لوگ۔ یعنی ذاکر ایسے ہیں کہ جن کا ساتھی بھی عنایت الہی سے بد نصیب نہیں ہوتا۔ اور وہ بھی ان کے ساتھ عطاۂ جنت اور خلاص دوزخ سے سرفراز ہو جاتا ہے۔ ذاکر غازی مجاہد اور شہید سے بھی افضل ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

فَإِنَّ الذَّاكِرَ اللَّهُ أَفْضَلُ مِنْهُ دَرَجَةً. (احمد ترمذی)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

أَنَا مَعَ عَبْدِي إِذَا ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَاتُهُ. (بخاری)

یعنی میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں۔ جس وقت وہ مجھے یاد کرتا ہے اور دونوں ہونٹ میرے ذکر کے لئے ہلاتا ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا او شہید در حضور اولیا

ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی یاد اور ذکر کے لئے حلقوں اور مجلسوں کا خاص انتظام اور اہتمام سوائے حضرات مشائخ کرام اور پیران عظام کے درباروں یا حضرات مریدین کاملین کے کہیں نہیں پایا جاتا۔ اسی واسطے فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ (الاحقاف ۷) کے

مصدق سوائے ان حضرات کے دوسرے لوگ ہرگز نہیں ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں۔  
 ایں جہاں و آں جہاں قافی بود      غیر یادش جملہ نادانی بود  
 یاد او سرمایہ ایمان بود      ہر گدا از یاد او سلطان بود  
 ترجمہ: یہ جہان قافی ہے۔ خدا تعالیٰ کی یاد کے سوا باقی سب نادانی ہے۔ خدا تعالیٰ  
 کی یاد ایمان کا سرمایہ ہے۔ ہر گدا اس کی یاد سے بادشاہ بن جاتا ہے۔  
 (6)..... يٰۤاَيُّهَا النَّيْنِ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُرُّوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔

(پ اس توبہ آیت ۱۱۹)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ  
 رہو۔ تاکہ دنیا اور آخرت میں ان کے فیضِ صحبت سے سعادت نصیب ہو۔ صاحب  
 تفسیر مواہب الرحمن فرماتے ہیں۔ ہر زمانے میں صالح بندگان کا ساتھ دینا ضرور ہے  
 آدمی کو چاہئے کہ موافقت و مطابقت صالحین کو ترک نہ کرے۔ نیز اس میں بیان  
 ہے کہ صادقین کی مخالفت مت کرو۔ چنانچہ صادقین کو جو علوم و اسرار حاصل ہوئے  
 ان میں اتباع کرنے والوں کو بھی فیض ہو۔ اور نیز جو کوئی جس چیز کو محبوب رکھے اور  
 جس شخص کو دل سے چاہے اسی کے ساتھ ہوگا۔ بعض نے کہا ہے صادقین وہ بندے  
 ہیں جنہوں نے عہدالست سے خلاف نہیں کیا۔

محبت آدمی رکھتا ہے جس سے      قیامت میں وہ ہوگا ساتھ اس کے  
 مولانا فرماتے ہیں۔

بچوں بلبل دوستی گل گزین      ناشوی باختر من گل ہم نشین  
 زانچوں مردار راشد ہم نفس      یار او مردار خواہد بود و بس

اے عزیز! تو بلبل کی طرح پھولوں کی دوستی اختیار کر، تاکہ تو پھولوں کے انبار کا ہم نشین ہو، کواچونکہ مرداروں میں پڑا رہتا ہے اس لئے انجام کار اس کے ہم نشین بھی مردار ہی ہوتے ہیں مطلب یہ کہ نیکوں کی دوستی نیک بختی اور بدوں کی محبت بدی اور عقوبت کا موجب ہوتی ہے۔ جیسا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نیک محبت عطار کی مثل ہے۔ اس سے عطر خرید دیا نہ خریدو تمہارا دماغ اس کی خوشبو سے معطر ہو جائے گا۔ اور بری محبت لوہار کی بھٹی یا مشک کی مثل ہے کہ وہاں بیٹھنے سے کلوں کی سیاہی سے کپڑے سیاہ اور دم ناک میں آ جاتا ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

محبت صالح ترا صالح کند محبت طالح ترا طالح کند

سایہ یزداں بود مرد خدا مردہ این عالم و زندہ آن خدا

دامن او گیر زود اے یگماں تاری ہی از آفت آخر زماں

**ترجمہ:** نیکوں کی محبت تجھے نیک، اور بدوں کی محبت بد بنا دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا ولی

خدا کا سایہ رحمت ہوتا ہے۔ یہ جہان فنا ہو جائے گا۔ مگر خدا تعالیٰ زندہ رہے گا۔ اس لئے

تو کسی ولی اللہ کا دامن پکڑ تاکہ قیامت کی مصیبت اور تکلیف سے نجات پائے۔

(۶)..... یَوْمَ نَلْعُوْا كُلُّ اُنَاسٍ بِاَمَانِیْهِمْ۔ (پ ۱۵ اس بنی اسرائیل آیت ۷۱)

”ہم قیامت میں ہر آدمی کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ مطابق

حدیث بخاری شریف ہر آدمی قیامت کے دن اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔“

اس لئے مردان کامل اور صالحین سے قلبی تعلق پیدا کرنا عین سعادت

دارین اور باعث خوشنودی باری تعالیٰ ہے۔ صاحب تفسیر روح البیان فرماتے



ہیں۔ قیامت کے دن اے ہشتیو! اے قادریو! اے نقشبندیو! اے ہروردیو! کے نام سے پکارا جائے گا تفسیر حسینی میں ہے۔ اے خفیو! اے شافیو! اے مالکیو! اے حنبلیو! کے نام سے بلایا جائے گا۔

(۸)..... اِهْلِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ. (الفاتحہ ۶)

یعنی دکھا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے انعام کیا۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی جلد اول صفحہ 10-11 میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ یہ چار گروہ انبیاء، صدیق، شہید، صالحین راہ راست ان چار گروہ کی ہے۔ پس بندے کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ سے مناجات کے وقت ان چار گروہ کو اپنے ذہن میں حاضر رکھے۔ اور راہ ان ہی فرقوں کی طلب کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورہ النساء میں فرماتا ہے:

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ الرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا.

(پارہ ۵۵ النساء آیت ۶۹)

جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرے گا۔ وہ قیامت میں ان کے ساتھ ہوگا۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے اور اسے رسولوں، صدیقیوں، شہیدوں اور صالحین یعنی بزرگوں کی معیت نصیب ہوگی جو بہت اچھے رفیق ہیں اور چونکہ انبیاء علیہم السلام کی رفاقت حاصل کرنے سے پہلے صدیقیوں، صدیقیوں کی رفاقت حاصل کرنے سے پہلے شہیدوں، شہیدوں کی رفاقت حاصل کرنے سے پہلے صالحوں کی رفاقت حاصل کرنا ضروری ہے اس لئے سلسلہ اولیاء اللہ

میں بطریق بیعت داخل ہونا اور ان کے ساتھ وسیلہ ڈھونڈنا اہل اسلام کے نزدیک مستحسن ہوا۔۔۔۔۔ انتہا کلاہہ۔

تفسیر حقانی میں لکھا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ اور رسول کے فرمودہ پر عمل کیا تو وہ سیدھا منزل مقصود عالم قدس تک پہنچ گیا۔ جہاں اہل ایمان، صدیقین، شہداء اور صالحین رہتے ہیں۔ وہاں کچھ غم ہے نہ رنج۔ بلکہ سرور ابدی اور حیات جاودانی ہے اور جب اس عالم میں ارواح ناقصہ کو ارواح صادقہ سے محبت اور اتباع کا تعلق کامل ہو جاتا ہے۔ تو جب اس عالم کو چھوڑ کر دوسرے عالم میں جاتی ہیں تو اس تعلق کی وجہ سے انہیں انوار تجلیات اس طرح منعکس ہوں گے کہ جس طرح آئینے سامنے کے آئینوں کی روشنی صفائی کی وجہ سے ایک دوسرے میں چمکتی ہے۔ سرلطیف یہ ہے کہ ہر چیز اپنی اصلی کی طرف بخود کھینچتی ہے۔ پھر جن کا حیز طبعی عالم قدس اور صحبت انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین ہے وہ از خود اُدھر ہی جاتی ہیں یعنی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا وہی مانتے ہیں جو ان لوگوں کے زمرہ میں ہیں۔ برخلاف بد بخت جہنمیوں کے نیک لوگوں کے بالترتیب چار مرتبے ہیں۔

(۱)۔۔۔۔۔ فیئین

(۲)۔۔۔۔۔ نبی کی قوت نظریہ کا جو اعلیٰ پرتو ہے۔ صدیق ہوتا ہے جس کی صفت اسرار نبوت کی تصدیق کرنا ہے۔

(۳)۔۔۔۔۔ قوت عملیہ کا پرتو شہید ہے۔ جس کا کام عالم غیب کے برحق ہونے کی کواہی دینا ہے۔ خواہ وہ قلم سے خواہ زبان سے، خواہ بیان سے، اس لئے شہید کو مشغول فی سبیل اللہ ہی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منحصر نہیں کیا بلکہ عام کر دیا۔

(۴)۔۔۔۔۔ ان کے بعد وہ ہیں کہ جن میں پہلے درجوں سے کم نبی کی دونوں قوتوں کا پرتو ہے اس کو صالح کہتے ہیں۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ خوش نصیب ہیں جن کو کسی مرشد کامل سے بیعت ہو کر مقبولان بارگاہ الہی کے زمرہ میں شامل ہونے کا شرف نصیب ہوا ہے کیونکہ بفضل الہی ان کی فطرت ہی سعید ہے۔ اسی لئے وہ نیکی اور نیکیوں کی طرف راغب ہوئے ہیں۔ سچ ہے۔

کند ہم جنس باہم جنس پرواز کھڑ با کھڑ باز با باز  
فقیر کہتا ہے! کہ چونکہ نیک بندوں کی معیت اور صحبت شرعا مطلوب اور محبوب ہے اس لئے انبیاء علیہم السلام نے بھی اللہ کریم سے معیت صالحین کی ہی دعائیں فرمائیں۔

(۱)۔۔۔۔۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا فرمائی:

تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَالْحَقِّي بِالصَّالِحِينَ۔ (پ ۱۳ اس یوسف آیت ۱۰۱)  
اے خالق لایزال! اپنے فضل و کرم سے مجھے مسلمان مارا اور پاک بندوں سے ملا دے۔

(۲)۔۔۔۔۔ حضرت سلیمان علیہ السلام دعا فرماتے ہیں:

وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ پ ۱۹ اس نمل آیت ۱۹)  
اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت سے مجھے اپنے صالحین بندوں میں داخل فرما۔  
(۳)۔۔۔۔۔ سیدنا حضرت خلیل اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَالْحَقِّي بِالصَّالِحِينَ۔ (پ ۱۹ شعراء آیت ۸۳)

اے خدائے پاک! مجھے حکم عطا کر اور صالحین سے ملا دے۔

(۴)۔۔۔۔۔ پھر دوسرے مقام پر التجا کرتے ہیں:

رَبِّ هَبْ مِنَ الصَّالِحِينَ۔ (پ ۲۳ و نصف آیت ۱۰۰)

اے مالک الملک! مجھے صالحین میں سے اولاد عطا فرما۔

(۵)۔۔۔۔۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی دعا قرآن پاک میں یوں مذکور ہے

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا۔ (پ ۱۹ اس فرقان آیت ۷۴)

اے پروردگار عالم! اپنے فضل و کرم سے ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا دے۔

اے مولائے کریم! اس ناچیز مولف اور جملہ اہل اسلام کو بھی یہ نعمت نصیب

کر۔ آمین بحق سید المرسلین۔

### عورتوں کی بیعت کا قرآن شریف سے ثبوت

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبِيعُكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكَنَّ

بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقَنَّ وَلَا يَزْنِيَنَّ وَلَا يَقْتُلَنَّ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاتَيْنَّ بِهَتَّانٍ

يَفْتَرِيْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ جِلْهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوفٍ قَبَائِعُهُنَّ

وَأَسْتَغْفِرُ لَهُنَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ (پ ۲۸ متحدہ آیت ۱۲)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کے پاس ایماندار عورتیں اس بات

پر بیعت کرنے کو آئیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گی اور نہ

چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ اپنے ہاتھ

پاؤں کے سامنے (دیدہ دانستہ رو برو) کوئی بہتان باندھیں گی اور نہ کسی نیک

بات میں آپ کی نافرمانی کریں گی تو ان کی بیعت قبول کر اور ان کے لئے اللہ



سے بخشش مانگ تحقیق اللہ تعالیٰ بخشے والا مہربان ہے۔

صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں۔ بیعت کی کئی قسمیں ہیں۔

(1) بیعت اسلام۔ (2) بیعت جہاد۔ (3) بیعت ترک معصیت

والتزام حسنات پر اس آیت میں یہی مراد ہے۔ (4) بیعت خلافت۔

(5) بیعت انابت جو پیران طریقت سے کی جاتی ہے۔ دراصل یہ کوئی نئی قسم نہیں

بلکہ وہی تیسری قسم جو ترک معصیت والتزام حسنات کے لئے ہے یہ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی ہوتی تھی مگر اس میں قدرے تغیر ہو گیا ہے وہ کیا؟

التزام اذکار طریقہ معینہ اور ان کے روش کی پابندی۔ اس قدرے تغیر سے اس کو

بدعت قرار دینا بڑی زیادتی ہے۔ یہ بیعت بھی بیعت خلافت کی ہم عمر ہے اسی عہد

سے یہ بھی جاری ہے اور بڑی مقدس جماعت میں جاری رہی اور اس کے عہدہ

نتائج پیدا ہوئے۔ تہذیب قوائے باطنیہ و تزکیہ روح و کتاب کمالات روحانیہ

اسی کے ثمرات ہیں۔

صاحب تفسیر مواہب الرحمن شریف اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ فتح مکہ

کے دن حضور علیہ السلام کوہ صفا پر تھے اور جو عورتیں اسلام و بیعت کے لئے حاضر ہوئیں

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی نیابت میں نیچے آپ کے حکم

کے مطابق بیعت لیتے جاتے تھے۔

اس سے ثابت ہوا کہ پیران عظام کا بیعت لینے کے لئے خلیفہ بنانا جائز

ہے۔ جیسا کہ حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے حضرت عمر

فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا۔

فتح البیان میں علامہ جوزی سے نقل کیا ہے حضور علیہ السلام نے چار سو ستاون عورتوں سے بیعت کی تھی اور آپ نے کسی کے ہاتھ کو ہاتھ نہیں لگایا۔ ایمیہ بنت رقیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں بھی ان بیعت کرنے والیوں میں موجود تھی۔ آپ نے فرمایا جہاں تک تم سے ممکن ہو سکے اس عہد کی پابندی کرو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم سے آپ مصافحہ نہیں فرماتے آپ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا بلکہ ایک عورت سے میرا قول زبانی وہی ہے جو سو عورتوں سے۔

(رواہ احمد با سند صحیح والترمذی والنسائی وابن ماجہ و مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد)

اور مومنات میں سے سب پر حکم بیعت لازم نہ تھا بلکہ جو عورت اپنے حق میں درجات کی بلندی چاہتی وہ بیعت کرتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے درجات ثواب کا التزام فرماتے تھے۔ بشرطیکہ جہاں تک ہو سکے عہد مذکور پورا کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیعت مرشد طریقت کی طرف وہی اصحاب رغبت کرتے ہیں۔ جن کی فطرت میں نیکی مرکوز ہے اور نصیب میں سعادت مندی اور بلند مراتب ہونا لکھا ہے۔

### حدیث شریف سے بیعت کرنے کا ثبوت

بخاری شریف میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گرد بیٹھے ہوتے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

بَايَعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا  
وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبَهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا  
تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ..... الخ

تم لوگ مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے ساتھ شریک نہ کرنا۔ اور چوری زنا اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا اور نہ ہی اپنی طرف سے بنا کر کسی پر بہتان باندھنا اور کسی اچھی بات میں خدا تعالیٰ اور رسول خدا کی نافرمانی نہ کرنا۔ حضرت عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ ہم سب لوگوں نے اسی شرط پر بیعت کر لی۔ دوسری جگہ بخاری شریف میں اسی عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلا کر بیعت لی اور فرمایا:

كُھُوا اِنَّ بَلِغَنَا عَلٰی السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ..... وَمَكْرِهِنَا وَعُسْرِنَا  
وَيُسْرِنَا..... اِلَیَّ

کہو بیعت کی ہم نے سننے اور فرمانبرداری کرنے پر اپنی خوشی اور رنج اور تنگی اور فراخی میں اور بادشاہوں سے اپنے واسطے عیش و آرام کی چیزیں اختیار کرنے میں اور سلطنت کے بارے میں بادشاہوں سے جھگڑا کرنے میں مگر جب تم کفر کو ظاہر دیکھو جس میں خدا کی طرف سے تمہارے پاس دلیل ہو۔

ابن ماجہ میں روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فقراء مہاجرین سے اس بات پر بیعت کی کہ:

عَلٰی اَنْ لَا یَسْأَلُوا النَّاسَ شَیْئًا فَكَانَ اَحْلَهُمْ یَسْقُطُ سَوْطُهُ یَنْزِلُ  
عَنْ قَرْمِیْہِ قِیَا خُلَّةً وَلَا یَسْأَلُ اَحْلًا.

یعنی وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں۔ تو ان حضرات کا یہ حال تھا اگر اس کے ہاتھ سے کوڑا بھی گر جاتا تو گھوڑے سے اتر کر خود اٹھاتا اور کسی سے اٹھا دینے کا سوال نہ کرتا۔



بخاری شریف میں روایت ہے کہ غزوہ خندق کے دن حضور علیہ السلام نے سب مہاجرین و انصار کے لئے دعائے مغفرت فرمائی تو ہم سب نے عرض کیا کہ:

نَحْنُ الْيَتِيمَ بَايَعُوا مُحَمَّداً لِّلْإِسْلَامِ مَا بَقِيَْنَا أَبَا

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے بیعت کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر، جب تک ہم زندہ رہیں گے اور اس معرکہ میں تمام مہاجرین و انصار حاضر تھے اور ایک خادم اور جاں نثار بھی غیر حاضر نہ تھا۔ جس نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت نہ کی ہو۔

اسی طرح بخاری شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

كَانُوا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةَ الْيَتِيمَ بَايَعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُلَيْيَةِ

یعنی ہم پندرہ سو آدمی تھے۔ جنہوں نے حدیبیہ کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم سے بیعت کی۔

### بیعت کی تاکید

بخاری شریف میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کر کے ایک درخت کے سایہ میں جا بیٹھا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں آدمی کم ہو گئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔ اے اکوع کے بیٹے! تو ہم سے بیعت نہیں کرتا میں نے عرض کیا۔ قَدْ بَايَعْتُ قَالَ وَآيَضًا قَالَ قَبَايَعْتَهُ الثَّانِي عِنِّي

میں بیعت کر چکا ہوں۔ فرمایا دوبارہ بھی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دربارہ بیعت کی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کس اہتمام اور تاکید سے بیعت لیتے تھے۔ جب ایک آدمی پر بیعت نہ کرنے کا گمان ہوا۔ بطور تاکید اس سے پھر بیعت لی۔

مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمُ الْعَبْدَ يُعْطَى زُهْلًا فِي الدُّنْيَا وَقَلَّةَ مُنْطِقٍ فَأَقْتَرِبُوا مِنْهُ فَإِنَّهُ يُلْقَى الْحِكْمَةَ .

یعنی جب تم ایسے آدمی کو دیکھ جسے دنیا سے بے رغبتی عطا کی گئی ہو اور کم کو ہو اور لغو وغیرہ سے پرہیز کرتا ہو تو اس کے پاس جاؤ وہ تمہیں حکمت یعنی معرفت الہی دکھائے گا۔ اس حدیث کی شرح میں نواب قطب الدین دہلوی مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ شریف میں لکھتے ہیں کہ وہ عامل کامل، مرشد مخلص کامل کرنے والا ہے۔ ایسا عارف خلیفہ انبیاء علیہم السلام کا ہے۔

انہیں عارفین کامل کے متعلق بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ لَوْ كَانُوا مِنْ جَنِّ النَّاسِ  
بھی رحمت الہی سے محروم نہیں رہتا۔

ابوداؤد شریف میں حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے:

إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ .

یعنی جب سفر میں تین آدمی ہوں (تو انہیں چاہئے کہ اپنے سے افضل کو) اپنا امیر بنالیں۔ فقیر کہتا ہے جب سفر دنیا میں بلا امیر سفر کرنا مستحسن نہیں ہے تو سفر عاقبت میں اپنا امیر اور پیشوا منتخب کرنا ضروری ہے اور وہی پیر طریقت ہوگا جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہیں۔

پیر را بگریں کہ بے پیرایں سفر ہست پر آفت و باخوف و خطر  
ہر کہ او بے مرشد ہے در راہ شد اوز غولان گمرہ دور چار شد  
خاک شو در پیش شیخ باصفا تا ز خاک تو بروید کیما  
یک زمانہ صحبت با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا  
چشم روشن کن ز خاک اولیا تا بہ بنی ز ابتدا تا انتہا  
چوں شوی دور از حضور اولیا در حقیقت گشتہ دور راز خدا  
یعنی اے انسان! تو پیر کامل سے بیعت کر کیونکہ مرشد کامل کے بغیر سفر عاقبت بہت ہی مشکل اور دشوار ہے جو شخص بغیر راہبر کامل کے سفر اختیار کرتا ہے وہ رستے کی ناواقفیت کی وجہ سے راہزنوں اور قزاقوں یعنی شیطان اور نفس امارہ کا شکار ہو جاتا ہے تو مرشد کامل کے پاؤں کی خاک بن جا۔ یعنی اس کے روبرو اپنے نفس سرکش کو ذلیل کر دے تا کہ تیری خاک بدن سے کیما پیدا ہو اولیاء اللہ کی ایک دم کی صحبت ہزار سالہ بے ریا عبادت سے اچھی ہوتی ہے تو اولیاء اللہ کی خاک پاک سے اپنی آنکھ روشن کر تا کہ اس کی برکت سے ابتداء سے لے کر انتہا تک کا معائنہ کریں۔ جب تو اولیاء اللہ سے بوجہ کبر نفس اور وساوس شیطانی دور ہو جاتا ہے۔ تو درحقیقت خدا تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے کیونکہ وہ تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف





اشاروں سے اظہارِ قبولیت بیعت کیا۔

### عورتوں کی بیعت کا طریقہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ قول الجملہ 25 صفحہ 25 میں لکھتے ہیں کہ عورتوں کی بیعت کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد پکڑے کا ایک کنارہ پکڑے اور بیعت کرنے والی اس کا دوسرا کنارہ پکڑ کر اقرار تو بہ اور اعمال صالح کرے۔ اور بغیر پکڑا پکڑے عورتوں سے زبانی بیعت بھی جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے مگر یاد رہے کہ عورتوں کی بیعت بہر حال پردے میں ہونی چاہئے۔ علانیہ مردوں کی مجلس میں یا کھلم کھلا بلا پردہ جیسا کہ آج کل کے اکثر جاہل اور نا اہل پیر عورتوں کو بیعت کرتے پھرتے ہیں۔ یہ قطعاً ناجائز بہت سی خرابیوں اور قباحتوں کا باعث ہے ہم اس بیعت کے خلاف ہیں۔

صحیحہ چمن است جدائی بہتر

برادران اسلام! اگرچہ بیعت کے مسنون ہونے کا ثبوت قرآن شریف اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کما حقہ دیا جا چکا ہے کہ بیعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوی اور فعلی سنت ہے اور جو قول اور فعل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے ثابت ہو جائے اس میں چون و چرا کرنا مسلمان کے شایان شان نہیں کیونکہ رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

مَاتَكُمْ الرَّسُولُ فُخْذُوهُ وَمَانَهُكُمْ عَنْهُ فَأَتَتْهُوَا. (المشرء)

یعنی جو کچھ تمہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عطا کریں اسے پکڑ لو اور جس بات سے منع فرمادیں رک جاؤ۔ مزید برآں ہم خلفائے راشدین کے زمانہ

خیر القرون میں بھی بیعت علی التقویٰ کا باہتمام کیا جانا بدلائل قاطعہ ثابت کرتے ہیں کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے افعال حسنہ پر عمل کرنے کے متعلق بشارت خداوندی:

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوا هُمْ  
بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (پس اسی آیت ۱۰۰)

یعنی جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب سے آگے بڑھ جانے والے اور اول ہیں اور باقی امت میں سے جتنے لوگ اخلاص و محبت کے ساتھ ان کی پیروی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ بھی سب کے سب اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے) موجود ہے۔

### خلفائے راشدین سے بیعت علی التقویٰ کا ثبوت

تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خلفائے اربعہ سے یکے بعد دیگر بیعت خلافت کی۔ جو بیعت علی التقویٰ ہی کی ایک فرد ہے۔

(تہذیب الامم صفحہ ۱۷ مولانا عبدالباق صاحب غزنوی امرت سری الہمدیہ)  
صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوقت خلافت خلیفہ سوم بمشورت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا اور بیعت کے وقت کہا۔

أَبَايِعُكَ عَلَى سُنَّةِ اللَّهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ وَالْخَلِيفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهِ  
یعنی میں آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ کتاب خدا تعالیٰ و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقہ شیخین پر۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے۔

أَبَايَعُكَ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ وَسِيرَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَوُ  
میں کتاب اللہ تعالیٰ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تیری بیعت کرتا ہوں۔

پس جس بیعت کا ان روایت میں ذکر جمیل ہے۔ یہ بیعت تقویٰ ہے اور  
خلافت وغیرہ امور شرعیہ سب اس میں داخل ہیں۔

بخاری شریف میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن حنظلہ امیر مدینہ منورہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واقعۃً الحرہ میں لوگوں سے مرنے کی بیعت لی اور کی۔  
ناظرین کرام! احادیث شریفہ سے ثابت ہوا کہ:

(۱)..... بیعت سنت ہے جس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ أَخَذَ بِسُنَّتِي فَهُوَ مِنِّي وَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔

(ابن عساکر عن ابن عمر ♦)

یعنی جو میری سنت ادا کرے وہ مجھ سے ہے اور جو میری سنت سے منہ  
پھیرے وہ مجھ سے نہیں۔

(۲)..... بیعت فعل خلفائے راشدین ہے جس کے لئے حکم ہوتا ہے:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ۔

(رواہ احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ عن عریاض بن ساریہ ♦)

یعنی تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت لازمی ہے۔

اب اگر اتنے دلائل و شواہد کے باوجود بھی کوئی شخص محض ہٹ دھرمی اور



تغصب سے سنت بیعت پر عمل کرنے والے صالحین کو پیر پرست، بدعتی، شرک وغیرہ کہتا پھرے تو اس کی مرضی خدا تعالیٰ اسے ہدایت دے۔

### اقوال الصالحین سے بیعت کا ثبوت

(۱)۔۔۔۔۔ غنیۃ الطالبین صفحہ ۹۹۷ میں محبوب سبحانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَلَابِدٌ لِّكُلِّ مُرِيدٍ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ شَيْخٍ عَلَيَّ مَا بَيْنَنَا۔

یعنی ہر مرید کے لئے پیر لازم ہے نیز ارشاد فرماتے ہیں کہ مرید کا اپنے پیر کے متعلق اعتقاد ہونا چاہئے کہ اس زمانہ میں میرے پیر سے زیادہ کوئی بزرگ نہیں تاکہ اس سے نفع اٹھائے۔

(۲)۔۔۔۔۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ دہلوی قول الجلیل شریف صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں۔۔۔۔۔ اِنَّ الْبَيْعَةَ سُنَّةٌ بَيْعَتُ سُنَّتِہِ۔

(۳)۔۔۔۔۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ عوارف المعارف میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں:

مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ اُسْتَاذٌ فَاِمَامَةُ الشَّيْطَانِ۔

یعنی جس شخص کا کوئی پیر نہ ہو اس کا پیر اور امام شیطان ہے۔

(۴)۔۔۔۔۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ عزیز جلد اول صفحہ ۲۸ میں لکھتے ہیں کہ مرید اپنا عقیدت کا ہاتھ مرشد کے ہاتھ کے ساتھ منعقد کرتا ہے اور یہ انعقاد مرشد کے واسطے سے مرشد کے ساتھ ہو جاتا ہے اور علیٰ ہذا التیاس یہ انعقاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ہو جاتا ہے اور یہ بیعت حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

(۵)..... حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ ضیاء القلوب صفحہ 4 میں فرماتے ہیں کہ آیت:

كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ - وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ -

ہر دو آیات میں امر کا صیغہ واقع ہے۔ اور امر مقتضی وجوب ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ بیعت کرنا اور مرشد کی محبت اختیار کرنا طریق مسنون ہے۔

”الشَّيْخُ فِي قَوْمِهِ كَالنَّبِيِّ فِي أُمَّتِهِ“

شیخ اپنی قوم میں اس طرح ہوتا ہے جیسا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت میں، مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

پیر را بگورین کہ بے پیر این سفر ہست بس پر آفت با خوف خطر  
شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ بوستان میں لکھتے ہیں:

تو ہم طفل را ہے بسعی اے فقیر برو دامن نیک مرداں بگیر  
اے انسان! تو راہ طریقت میں بچہ کی مثال ہے جا کسی مرد کامل کا دامن  
پکڑ۔ اور سعادت دارین حاصل کر۔ مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی امرتسری  
الہمدیث اپنی کتاب اثبات الالہام والبیعت کے صفحہ 14 میں مولوی غلام علی  
قصورى الہمدیث کے رسالہ کا رد کرتے ہوئے (جو اس نے بیعت کی تردید میں  
لکھا تھا) لکھتے ہیں کہ:

”بیعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریری اور فعلی سنت ہے۔“

خواجہ حافظ شیرازی فرماتے ہیں:

بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مٹاں کوید  
کہ سالک بے خبر بنودز راہ و رسم منزلہا  
یعنی اگر تجھے مرشد کامل ارشاد فرمادے تو اپنے مصلے کو بھی شراب سے رنگ  
لے۔ کیونکہ مرد کامل طریق حق سے سنا واقف نہیں ہوتا۔

اس شعر میں قرآن شریف کے واقع حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت  
موسیٰ علیہ السلام کی طرف تلخیص ہے نہ کہ ناقص مرشد کے کہنے سے غیر شرع کام  
کرنے کی اجازت ہے۔

ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بندہ یک مرد مومن دل شوی بہ کہ برفرق شہ شاہاں روی  
یعنی اگر تو کسی کامل پیر کا مرید بن جائے تو شہنشاہوں کے سروں پر سوار  
ہونے سے بدرجہا بہتر ہے۔

مولوی غلام قادر بھیروی مدفون مسجد بیگم شاہی لاہور رحمۃ اللہ علیہ اسلام کی  
پہلی کتاب میں صفحہ 12 پر لکھتے ہیں:  
”پیر اور مرشد پکڑنا فرض ہے۔“

اسی طرح اعلیٰ حضرت بریلوی مولانا احمد خان صاحب نور اللہ مرقدہم بھی  
بیعت مرشد طریقت کو واجبات میں سے ارشاد فرماتے ہیں۔

مولوی احمد علی صاحب دیوبندی لاہوری رسالہ ”پیر اور مرید کے فرائض“  
صفحہ 5 میں لکھتے ہیں کہ صوفیائے کرام کی بیعت بدعت نہیں (جیسا کہ) بعض لوگوں کا  
خیال ہے کہ اسلام اور جہاد کی بیعت تو سنت سے ثابت ہے لیکن دوسری قسم کی تمام

بعض بدعات و محدثات میں داخل ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔

ہر آں کارے کہ بے استاد باشد یقین دانی کہ بے بنیاد باشد  
یعنی! جو کام بھی بغیر استاد کے کیا جاوے گا۔ بے بنیاد ہوگا۔

اخبار الہدیٰ امرتسر 26 مارچ 1943ء میں مولوی ابراہیم صاحب الہدیٰ  
سیالکوٹ کا ایک مضمون بعنوان *میراجا مینیٹرا* شائع ہوا جس میں آپ لکھتے ہیں۔  
یہ ذرہ بے مقدار بدنام کنندہ کونائے چہد قبح سنت ہو کر اہل طریقت سے  
بھی عقیدت و محبت رکھتا ہے اور ان دونوں فریقوں کی نزاع کو یوں مٹانا چاہتا ہے  
کہ اس میں تو کوئی شک نہیں۔ کہ ہمارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ  
صرف قرآن اور حدیث کی صورت میں ہے اور ان ہر دو سے باہر ہم کسی چیز کو  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کر سکتے۔ اور اسی طرح ہم  
شریعت اور طریقت کے اختلاف کو بھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جب ہر دو من  
جانب اللہ ہیں اور ہر دو خدا کے پاس پہنچنے کی سیلیں ہیں تو ان میں مخالفت کیوں  
ہوگی اگر کسی کو نظر آتی ہے تو ہر دو اہل شریعت و طریقت میں سے کسی کی طرف غلط  
فہمی ہے اگر ہر دو مقام صحت پر کھڑے ہوں تو دونوں میں مخالفت نہیں ہو سکتی لیکن  
یہ کہنا اور سمجھنا کہ ایک سینہ سے دوسرے سینہ میں بغیر حرفوں کی تعلیم کے کچھ آ ہی  
نہیں سکتا یہ خشکی اور بے ذوقی ہے۔

ذوق اس بادہ ندانی بخدا تا نچھی

اہل ظاہر کی خدمت میں اتماس ہے کہ بے شک آپ کو یہ الفاظ سخت معلوم  
ہوں گے اور آپ ان کو اپنی شان علمی کے خلاف سمجھیں گے لیکن بے ادبی معاف۔

حقیقت یہی ہے۔

ذوقِ ایں بادہِ ندانی بخدا تا نہی

کیونکہ کیفیات اور وجدانیات کا احساس صاحبِ کیفیت اور صاحبِ وجدانی کے سوا کوئی دوسرا نہیں سمجھ سکتا اور یہ وہ حقیقت ہے جو الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو عالمِ عامل اور ولیِ کامل تھے بیانِ توجہ میں فرماتے ہیں۔ وَمَنْ لَمْ يَزُقْ لَمْ يَكُنْ يَعْرِفْ چکھائی نہیں وہ کیا جانے اور کیا سمجھے۔ اسی اصول پر خدا تعالیٰ نے مکرینِ نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں خطاب کیا ہے۔

أَفْهَمُ رُؤْنَهُ عَلَى مَا يَرَى۔ (نجم پ ۲۷ آیت ۱۲)

”کیا تم اس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس امر میں جھگڑا کرتے ہو جسے وہ عیاں سامنے دیکھ رہا ہے۔“

### دلائل عقلیہ سے بیعت مرشد کا ثبوت

(۱)۔۔۔۔۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جملہ دنیاوی معاملات میں ہر قسم کے علم و ہنر کے حاصل کرنے اور سیکھنے کے لئے کسی لائق اور ماہر فن استاد کی ضرورت ہے تو پھر منازلِ سلوک اور شریعتِ حقہ پر عمل پیرا ہونے کے لئے مرشدِ کامل اور استادِ طریقت کی کیوں ضرورت نہ ہوگی۔ جیسا کہ عارف باللہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

یہ چیزے خود بخود چیزے نہ شد      یہ آہن خود بخود تیغے نہ شد  
مولوی برگز نہ شد مولائے روم      تا غلامِ شمس تہریزے نہ شد



یعنی کوئی چیز استاد کامل کی کوشش کے بغیر چیز نہ بنی اور کوئی لوہا خود بخود کسی کے بنائے بغیر تلواریں نہ بن گیا۔ اسی طرح رومی غلامی بھی مولائے روم نہ بنا جب تک عارف حق پیر طریقت حضرت شمس تبریز قدس سرہ العزیز کا صادق الیقین مرید نہ بن گیا۔

(۲)۔۔۔ تمام دنیاوی حکام کے ملنے کے لئے سب سے پہلے ان کے درباریوں اور ماتحت ملازمین کے وسیلے کی ضرورت ہوتی ہے اسی اصول کے مطابق اعظم الحاکمین خداوند قدوس جل جلالہ وعم نوالہ کی رضا جوئی اور حصول عرفان کے لئے کسی مرد کامل، عارف حق آگاہ اور واصل باللہ پیر و مرشد کی بھی ضرورت ہوگی آیت مبارکہ **وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** یعنی رب تعالیٰ سے ملنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔ اسی بات کی ترجمانی کر رہی ہے۔

(۳)۔۔۔ نیکوں کی ہم نشینی سے نیکی اور بدوں کی صحبت سے بدی حاصل ہوتی ہے۔ سعادت ابدی حاصل کرنے کے لئے صالحین کی محبت ضروری ہے۔ ارشاد الہی:

**وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (البقرہ ۱۲۹)**

یعنی ہادی برحق پیروں کے پیر بشیر و نذیر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تمہیں اپنے فیض صحبت سے پاک صاف کرتے اور کتاب و حکمت سکھاتے ہیں۔ میں اسی بات کی توضیح کی گئی ہے۔ کسی اہل حق نے کیا خوب کہا ہے۔

اسپ تازی را دو روزہ گر بہ بندی پیر خر

رنگ او بچوں نہ گردد طبع او، بچوں شود

یعنی اگر عربی گھوڑے کو دو دن گدھے کے پاس باندھ دیں تو اس کا رنگ

گدھے جیسا نہ ہوگا مگر طبیعت میں گدھاپن آجائے گا۔

(۴) کے شود نور خدا بے پیر حاصل بندہ را

آتش خورشید بے شیشہ نہ سوزد پنبہ را

یعنی کسی سیاہ رنگ کپڑے کو آتش خورشید سے جلانے کا یہ طریقہ ہے کہ سورج اور سیاہ کپڑے کے درمیان ایک آتشی شیشہ رکھ دیتے ہیں اور سورج کی کرنیں جب شیشہ شے گزر کر کپڑے پر پڑتی ہیں تو اسے فوراً جلا دیتی ہیں۔ حالانکہ وہی کپڑا بلا وساطت شیشہ خود بخود تمام دن دھوپ میں پڑا رہنے سے بالکل نہیں جلتا۔ بعینہ اسی طریق سے مرید صادق کامل مرشد کے وسیلہ سے آتش عشق الہی میں جل کر بہت جلد واصل باللہ اور ولی ربانی ہو جاتا ہے۔

(۵)۔۔۔۔۔ رسالہ قشیریہ میں امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوعلی وقاق کا قول نقل فرما کر لکھتے ہیں کہ پیڑ یعنی درخت جب خود بخود داگتا ہے تو صرف پتے لاتا ہے اور پھل نہیں لاتا جب تک باغبان یعنی استاد کامل اسے پیوند نہ کرے۔ اسی طرح مرید بھی بلا مرشد فلاح نہیں حاصل کر سکتا۔

(۶) ہے سبک روحان عالم سے گراں جانوں کو فیض

ساتھ لکڑی کے سدا ترنا ہے آہن آب میں

یعنی جس طرح لکڑی کی کشتی وغیرہ کے ساتھ مل کر بھاری لوہا بھی دریائے ناہید اکنار سے پارا تر جاتا ہے۔ اور ڈوب نہیں سکتا۔ اسی طرح سبک روحان عالم یعنی اولیاء اللہ کے ساتھ مل کر گنہگار اور غافل لوگ بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بحر توحید میں شناوری کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔



(۷)۔۔۔ اگر تیرا توپ کے کولے کو ہاتھ سے پھینکا جائے تو اتنی جلدی اور تیزی سے اتنی دور ٹھیک نشانے پر نہیں بیٹھتا۔ جتنا کہ غلیل اور توپ کی نالی کے وسیلے سے جاتا ہے۔ اور ٹھیک نشانے پر پڑتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی خود بخود عبادت کرنے کی بجائے کسی مرد کامل کے وسیلے اور فیض صحبت سے جلد عرفان الہی حاصل کرتا ہے اور واصل باللہ ہو جاتا ہے۔

(۸)۔۔۔ ریل گاڑی کے ڈبے خود بخود چلنے کی اہلیت نہیں رکھتے مگر جب ان کا دامن انجن سے منسلک ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ وہ بھی چلنے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح سے مرید مرشد کامل کے ساتھ بیعت کر کے طریق ہدایت پر چلنے لگ جاتا ہے۔

(۹)۔۔۔ کھٹے کے پیڑ کو سنگترہ بنانے کے لئے استاد کامل اسے پہلی بار میٹھے کے درخت کی پیوند لگاتے ہیں۔ جس کے فیض صحبت سے وہ خوش ذائقہ سنگترہ بن جاتا ہے۔ اسی طرح سے مرید صادق پیر کامل کی بیعت سے نور علی نور ہو جاتا ہے۔

(۱۰)۔۔۔ عطر نکالنے کے واسطے تلوں کو خوشبودار پھولوں کی تہ کے اوپر بچھا دیا جاتا ہے جب پھولوں کی خوشبو ان میں سرایت کر جاتی ہے تو ان کا تیل نکال لیا جاتا ہے۔ حالانکہ پھولوں کی صحبت سے پہلے ان میں کسی قسم کی خوشبو نہ تھی۔

جمال ہم نشین در من اثر کرو      وگرنہ من ہاں خاتم کہ ہستم  
(۱۱)۔۔۔ سمندر کی خالی سپایاں اپنا منہ کھولے باران رحمت کی منتظر رہتی ہیں۔ جب بارش کا یہ قطرہ انہیں نصیب ہو جاتا ہے تو فوراً اپنا منہ بند کر کے سمندر کی تہ میں جا بیٹھتی ہیں جسے ایک وقت کے بعد اللہ تعالیٰ موتی بنا دیتا ہے جو کروڑوں روپوں کفر و خست ہوتا ہے حالانکہ اس سے پہلے دریائی سیپ اور قطرہ آب جدا جدا

کوئی چیز نہ تھی۔

### --- اسی طرح ---

خوشی قسمت مرید جب استاد کامل سے فیضاب ہو جاتا ہے تو سنگ خارا سے  
سنگ مرمر بننے کا مصداق ہو جاتا ہے۔ مولانا رو مفرماتے ہیں۔

گر تو سنگ خارہ مرمر شوی گر صحبت شاں ری کو ہر شوی

### اوصاف مرشد

محال است سعدی کہ راہ صفا تو اں یافت جز در پے مصطفیٰ  
پیر عالم، با عمل، حق کو اور صحیح الاعتقاد اہل السنّت والجماعت ہونا چاہئے۔  
حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد کامل کی خوب جامع مانع تعریف  
فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں کہ ”پیر وہ ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں فنا  
ہو گیا ہو۔ بلکہ اس کی تمام آرزو مثل آئینہ کے ہوں اور اس میں سوائے اخلاق و سنت  
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ نظر نہ آئے۔“

جس طرح صورت میں پیغمبر کی حق دیکھے تراب

اس طرح صورت میں مرشد کی تو پیغمبر کو دیکھ

صاحب تفسیر مواہب الرحمن رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مرشد علم تفسیر  
وحدیث سے واقف ہو۔ اور فقہ میں بقدر ضرورت جانتا ہو۔ تاکہ مرید کو امر  
معروف و نہی منکر فرمادے اور سنت کے مطابق عامل ہو اور دنیا کی رغبت نہ رکھتا ہو  
اور لوگوں سے اپنی تعظیم نہ چاہے۔ اور ان سے مال و زر کی خواہش نہ کرے ثلثہ  
عادل اور متقی ہو۔ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرے اور صغیرہ گناہ ہو جائے تو فوراً

توبہ کرے۔ دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی جانب رکھتا ہو۔

(یعنی ہر وقت ذکر فکر میں مشغول رہے) اپنے مریدوں کو نیک باتوں کی راہ بتائے اور بری باتوں سے منع کرے وہ خود علمائے خیار (مشائخ کمال اور صالحین) کی خدمت میں زمانہ دراز تک ادب سیکھ چکا ہو۔ اور ان سے علم ظاہر اور نور باطن حاصل کر چکا ہو۔

### لیکن

اس سے خرق عادات یعنی کرامت کا ظاہر ہونا شرط نہیں۔

### دنیا طلب اور غیر شرع پیروں کا رد

علامہ اقبال مرحوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مے شود ہر مو دراز سے خرقہ پوش

آہ زیں سوداگر دیں فروش

یعنی ہر لمبے بالوں والے نے خرقہ پوشی اختیار کی۔ ایسے دین فروش

سوداگروں کے ہاتھ سے فریاد ہے۔

جس شخص کے اخلاق و اطوار، افعال و اقوال، سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ

وآلہ و اصحابہ وسلم کے مطابق نہ ہوں وہ کسی صورت میں بھی پیر بننے کے لائق نہیں

ہوتا۔ مولانا روم ایسے ہی پیروں کے متعلق لکھتے ہیں۔

کار شیطان مے کند نامش ولی

گر ولی این است لعنت بر ولی

یعنی کام شیطان کے کرتا ہے اور ولی کہلاتا ہے اگر ولی ایسے ہی لوگ ہوتے

ہیں تو ایسے ولی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

عذابِ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَا تُطِيعُ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا.

(پہاں کھف آیت ۲۸)

اور متتابعہ کاری کر اس شخص کی کہ جس کا دل ہم نے اپنی یاد (ذکر الہی) سے غافل کیا ہے۔ اور اس نے اپنے نفس سرکش (خواہش) کی پیروی کی ہے اور اس کا کام حد (شریعت) سے نکلا ہوا ہے۔

جو فقیر اپنی ہوائے نفس کا مطلوب ہے  
اس کو کیا کہیئے نہ سالک ہے نہ وہ مجذوب ہے

## آج کل

اکثر غیر شرع بے نماز۔۔۔۔۔ بد مذہب اور علوم دینیہ سے ناواقف لوگ پیر بنے بیٹھے ہیں اور سادہ لوح لوگوں کے ایمان ضائع اور مال خراب کرتے پھرتے ہیں۔  
ایسے لوگوں کے دام فریب میں ہرگز نہیں آنا چاہئے۔

اے با ابلیس آدم روئے ہست  
پس زہر دستے بیاید و دوست

ان لوگوں کی مثال یہ ہے کہ گویا ابلیس ہو کر حضرت آدم علیہ السلام کا لباس پہنے ہوئے ہیں۔

پای

ایسے انسان کے ہاتھ پر بیعت (جو نجات اخروی کا ایک ذریعہ ہے) ہرگز

نہیں کرنی چاہئے۔

اللہ کریم رؤف رحیم ایسے پیروں سے مسلمانوں کو بچائے، جو صالحین کا شعار اختیار کر کے بزرگان دین کا نام بدنام کرتے پھرتے ہیں۔ مرزا غالب فرماتے ہیں۔

ہر بو الہوس نے حسن پرستی شعار کی  
اب آمو و عزت اہل نظر گئی

اگر نادانی سے ناقص پیر سے تعلق پیدا ہو جائے تو فوراً کامل پیر کی طرف رجوع کرنی چاہئے۔ جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

”آپ کا خط پہنچا۔ جس میں آپ نے لکھا تھا کہ اپنے پیر کے زندہ اور موجود ہونے کے باوجود اگر کوئی طالب دوسرے شیخ کے پاس جائے اور حق طلب کرے تو جائز ہے یا نہیں۔“

”جاننا چاہئے کہ مقصود حق تعالیٰ ہے اور پیر حق تعالیٰ کی جناب تک پہنچنے کا وسیلہ ہے اور اگر طالب رشید اپنے آپ کو کسی اور شیخ کے پاس لے جائے اور اس کی صحبت میں اپنے دل کو جمع پائے تو جائز ہے کہ پیر کی زندگی میں پیر کے اذن کے بغیر طالب اس شیخ کے پاس جائے اور اس سے رشد و ہدایت طلب کرے لیکن چاہئے کہ پیر اول کا انکار نہ کرے اور نیکی کے ساتھ اس کو یاد رکھے خاص کر اس وقت کی پیری مریدی جو محض رسم اور عادت کے طور پر ہے جب اس وقت کے پیروں کو اپنی خبر نہیں اور کفر و ایمان کا پتہ نہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی کیا خبر بتائیں گے



اور پھر مریدوں کو کون سا راستہ دکھلائیں گے ایسے مرید پر ہزار افسوس ہے کہ اس طرح کے پیر پر اعتقاد کر کے بیٹھ رہے۔ اور دوسرے کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور خدا تعالیٰ کا راستہ تلاش نہ کرے یہ شیطانی خطرات ہیں جو پیر ناقص کی زندگی کے باعث طالب کو حق تعالیٰ سے ہٹا رکھتے ہیں جہاں دل کی جمعیت اور ہدایت ہو بے توقف ادھر رجوع کرنا چاہئے اور شیطانی دوسرے سے پناہ مانگنی چاہئے۔“  
(مکتوب نمبر 63 دفتر دوم ص 203)

### بِفَضْلِهِ تَعَالٰی

مسئلہ ”بیعت مرشد“ قرآن پاک، حدیث شریف، اعمال اصحاب، اقوال الصالحین اور دلائل عقلیہ سے بوجہ احسن ثابت ہو چکا ہے۔  
مقصود یہ تھا کہ ایک طرف تو صادق الیقین اصحاب کے لئے اس مسئلہ کی اصل حقیقت مزید ذہن نشین ہو جائے اور دوسری طرف مکررین بیعت اور حاسدین بزرگان دین کے لئے مشعل راہ ہو۔

کسی کی مغفرت کا یہ اگر سامان ہو جائے  
تو شاید حشر میں مشکل میری آسان ہو جائے  
ماخوذ از ”بیعت مرشد“

تصنیف لطیف حضرت فقیر محمد علم الدین چشتی صابری قادری  
مطبوعہ مئی 2001ء

## عرس اور گیارہویں شریف

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا  
تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ  
وَاصِحَاتِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
ربخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے  
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں  
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے  
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے  
ہو آپ کا بلاوہ تو برات بنتی ہے  
جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! حضرت فقیر ابو محمد، محمد علم الدین چشتی صابری قادری رحمۃ اللہ علیہ  
نے گیارہویں شریف سے متعلق ایک بہت جامع، مدلل کتاب تصنیف کی ہے۔ ہر  
ضمن میں حوالہ جات بھی دیئے ہیں، اسی کتاب سے آج کچھ باتیں آپ کے  
کوش گزار کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔



## گیارہویں شریف کسے کہتے ہیں؟

اکثر اہلسنت والجماعت مسلمان اور صوفیائے کرام دیگر مذرونیاز الہی و خیرات و صدقات کے علاوہ ہر قمری ماہ کی گیارہویں یا کسی دوسری تاریخ کو بھی محض خدا تعالیٰ کے رضا جوئی و خوشنودی کے لئے حسب توفیق کھانا پکواتے اور غرباء اور مساکین وغیرہ کو فی سبیل اللہ کھلا دیتے ہیں۔ اور کسی قدر قرآن شریف پڑھ کر یا اگر ممکن ہو تو کچھ وعظ و نصیحت کر کے اس قرآن پاک اور کھانے کا ثواب تو سئل حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب غوث الاعظم اور دیگر اہل اسلام کے ارواح طیبہ کو بخش دیتے ہیں۔ اور یہ نیاز عرف عام میں گیارہویں شریف کہلاتی ہے۔

گیارہویں حضور غوث پاک علیہ الرحمۃ کو ایصال ثواب پہنچانے کا نام ہے۔ ایصال ثواب کو نہ ہم فرض سمجھتے ہیں اور نہ واجب۔ بلکہ جواز کے درجے میں رکھتے ہیں۔ جو شخص حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب نہیں کرتا۔ اس پر ہم کوئی حکم نہیں لگاتے کیونکہ مباح فعل کو واجب یا فرض کر دینا گمراہی ہے۔ نیز ایصال ثواب کے لئے کھانا سامنے رکھنا اور دن معین کرنا بھی ہمارے ہاں ضروری نہیں ہے۔ کھانا سامنے رکھا جائے یا پیٹھ پیچھے رکھ لیا جائے۔ غربا میں کھانا وغیرہ تقسیم کر کے ثواب پہنچایا جائے۔ یا قرآن پڑھ کر۔ ہر طرح جائز ہے۔ جو شخص ایصال ثواب کا منکر ہو اس کو ہم کافر نہیں کہتے۔ البتہ معتزلہ کے سوا کسی نے آج تک ایصال ثواب کا انکار نہیں کیا۔ یہاں پر ہم ایک اصولی بات اور بتادیں کہ ہمارے نزدیک ایصال ثواب ایسے مسائل ضروریات دین سے نہیں۔ بلکہ ضروریات مذہب اہلسنت سے ہیں۔

## گیارہویں شریف کی اصل حقیقت

اب دیکھنا یہ ہے کہ گیارہویں شریف کی نیاز کی اصل حقیقت کیا ہے۔ اور یہ کس طرح جاری ہوئی۔ سو اس کے متعلق کتاب قرۃ الناظرۃ و خلاصۃ الفاخرہ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 11 میں لکھا ہے۔ ”ذکر یازدہم حضرت غوث الثقلین علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام بودار شاد و خد کہ اصل یازدہم ایں بود کہ حضرت غوث صمدانی تاریخ یازدہم ربیع الآخر قاتح چہلم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کردہ بودند۔ آں نیاز آں چنان مقبول و مطبوع افتاد کہ در ہر ماہ تاریخ یازدہم قاتح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مقرر فرمودند و دیگر اتباع حضرت غوث پاک بتقلید دے علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام یازدہم مے کردند۔ آخر رفتہ رفتہ یازدہم حضرت محبوب سبحانی مشہور شد الحال مردم قاتح حضرت شاں در یازدہم مے کنند و تاریخ وصال حضرت محبوب سبحانی غوث الاعظم بہم ہم ربیع الثانی است با تفاق۔“

**ترجمہ:** ”حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف کا ذکر تھا۔ ارشاد ہوا کہ گیارہویں شریف کی اصلیت یہ تھی۔ کہ حضرت غوث صمدانی حضور پر نور پیغمبر خدا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے چالیسویں کا ختم شریف ہمیشہ گیارہ ماہ ربیع الآخر کو کیا کرتے تھے۔ وہ نیاز اتنی مقبول اور مرعوب ہوئی کہ زماں بعد آپ نے ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو حضور علیہ السلام کا ختم شریف مقرر فرما دیا۔ اور پھر دوسرے لوگ بھی آپ کی اتباع میں گیارہ تاریخ کو ہی نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ختم اور نیاز دلانے

لگے۔ آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں مشہور ہو گئی۔  
 آج کل لوگ محبوب سبحانی غوث صمدانی قطب ربانی جناب سید عبدالقادر جیلانی  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ اور عرس شریف بھی گیارہ تاریخ کو ہی کرتے ہیں ورنہ تاریخ  
 وفات آپ کی سترہ ربیع الثانی ہے۔“

نیز شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ما ثبت بالسنۃ  
 صفحہ ۱۲۷ میں حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یوم وصال بھی گیارہ  
 ربیع الآخر اور گیارہویں شریف کو آپ کا عرس مبارک لکھا ہے۔ فرماتے ہیں: هُوَ الَّذِي  
 أَذْرَكْنَا عَلَيْهِ سَيِّلَنَا الشَّيْخَ الْإِمَامَ الْعَارِفَ الْكَامِلَ الشَّيْخَ عَبْدَ الْوَهَّابِ  
 الْقَادِرِيَّ الْمُتَّقِيَّ فَإِنَّهُ قُلِمَ سِرُّهُ كَانَ يُحَافِظُ فِي يَوْمِ غُرْبِهِ هَذَا التَّارِيخَ الْخ  
 وَقَلْبًا شَتَّهَرَنِي دِيَارَنَا هَذَا الْيَوْمَ الْحَادِي عَشَرَ وَهُوَ الْمُتَعَارَفُ عِنْدَ مَشَائِخِنَا  
 مِنْ أَهْلِ الْهَنْدِ أَوَّلًا يَعْنِي يَه (گیارہ ربیع الآخر) وہ تاریخ ہے جس پر ہم نے  
 پیشوا مقتدر خدا شناس شیخ کامل عبدالوہاب قادری پرہیزگار مکے والے کو پایا ہے۔ یہ  
 بزرگ اسی تاریخ کو نگاہ رکھتا تھا۔ یا تو اسی روایت کے اعتماد پر یا اس سبب سے کہ اپنے  
 پیر شیخ علی متقی کو دیکھا ہو۔ اور ہمارے ملک میں آج کل (آپ کی تاریخ وصال)  
 گیارہویں تاریخ ہی کو مشہور ہو رہی ہے۔ اور ہمارے ہندوستان کے مشائخ اور ان کی  
 اولاد کے نزدیک یہی متعارف (مشہور) ہے۔ اور یہ سنت (نیاز گیارہویں شریف)  
 بزرگان دین متین سے ظاہر ہوئی ہے۔“ ثابت ہوا کہ گیارہویں شریف خواجہ  
 دوسرائے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور جناب غوث صمدانی سید  
 عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس شریف ہے۔

## عرس کیا ہوتا ہے؟

اولیاء اللہ اور مومنین کے یوم وصال کو عرس کیوں کہتے ہیں؟ اس کے ثبوت کے لئے ہم مشکوٰۃ شریف کے کتاب الجنائز سے چند حدیثیں نقل کرتے ہیں۔

(۱)..... حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا کہ جب مومن کی وفات کا وقت قریب آتا ہے تو اس کو رضائے الہی اور عنایات و بخشش خداوندی کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا إِمَامَةٌ فَاحِبٌ لِقَاءَ اللَّهِ وَأَحَبُّ إِلَيْهِ لِقَائُكَ وَرَوْه اس خوشخبری کو پا کر دولت و زمینت دنیا کے مقابلے میں آئندہ کی ہر چیز کو محبوب رکھنے لگتا ہے پس وہ مومن اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور دیدار کا مشتاق ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)۔

خوب تر زیں در جہاں چہ بود کار

دوست بدوست رود و یار یار

(۲)..... حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے ارشاد فرمایا۔ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ النَّبَاِ وَ إِذَا إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ - یعنی بندہ مومن مرنے کے سبب سے دنیا کی تکالیف اور اس کی ایذا سے راحت اور آرام پاتا ہے۔ اور خدا کی رحمت کی طرف جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

جیسا کہ امیر مینائی کہتے ہیں۔ ۔

روح جنت میں ہے بدن اندر مزار کے

کشتی ہماری ڈوب گئی پار اتار کے



(۳)..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا تَحْفَظُ الْمُؤْمِنُ الْمَوْتَ. (راویہ بیہقی فی شعب الایمان) یعنی مومن کے حق میں مرنا بجز لہ تحفہ کے ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ کیونکہ اس کے سبب سے انسان ثواب اور دارا آخرت کو پہنچتا ہے۔

بڑے نادان ہیں جو لوگ ڈرتے ہیں امیر اس سے  
اجل تو نام ہے اک زندگانی کے نگہبان کا  
کسی دوسرے صاحب کا قول ہے۔

نشیدہ کہ ہر کہ بمرود تمام فہد

(۴)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ قبض روح کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اگر وہ مرد مومن صالح اور پرہیزگار ہوتا ہے تو کہتے ہیں۔ اُخْرِجْنِيْ اَيْتَهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ كَانَتْ فِي الْحَسَنِ الطَّيِّبِ اُخْرِجْنِيْ حَمِيْلَةً وَابْشِرِيْ بِرُوحٍ وَرَيْحَانٍ وَرَبِّ غَيْرِ عَصَبَانٍ فَلَا تَزَالُ يُقَالُ لَهَا لَيْلٌ لِّلْكَفَاةِ ابْنِ مَاجَه) یعنی اے جان پاک جو پاک جسم میں تھی نکل۔ اور خدا تعالیٰ کے رزق راحت اور ملاقات سے خوش ہو۔ پس وہ روح نکلتی ہے۔ اور اس سے ایسی خوشبو آتی ہے جیسے کستوری و مشک وغیرہ۔ پھر وہ رحمت کے فرشتے اسی طرح نہایت ہی ادب و احترام اور خوش خرمی سے اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور آسمان کے دربان یہ معلوم کر کے یہ سعید روح ہے اسی طرح اس کو خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور عیش و آرام جنت کی خوش خبری دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ اسی طرح وہ روح خاص رحمت و قرب الہی عرش معلیٰ تک پہنچ جاتی ہے۔ سچ ہے۔

مزے جو مرنے کے عاشق بیاں کبھی کرتے  
میچا و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

(ف)۔۔۔ مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۷ میں اس حدیث کے تحت میں  
لکھا ہے کہ روح مومن زمین و آسمان میں سیر کرتی ہے۔ جنت کے میوے کھاتی اور  
جہاں دل چاہتا ہے جاتی ہے۔ اور عرش معلیٰ کی قدیلوں میں جگہ پکڑتی ہے۔ اور اس کو  
اپنے بدن کے ساتھ بھی اس طرح تعلق رہتا ہے کہ اپنی قبر میں قرآن شریف اور نماز  
پڑھتا ہے۔ چمن کرنا اور مانند دولہا کے سونا ہے اور اپنے حسب مقام اور مرتبہ جنت  
میں اپنی منازل دیکھتا ہے۔

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

(۵)۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بوقت وصال مومن رحمت  
کے فرشتے سفید ریشی کپڑا لاتے ہیں۔ اور روح مومن کو مبارکباد اور خوشخبری دیتے  
ہیں۔ پس روح مومن خوشبو مشک اور کستوری کی طرح نکلتی ہے۔ اور فرشتے اس کو  
دست بدست تبرکاً اور تعظیماً آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ آسمان سے فرشتے  
کہتے ہیں مَا أَطْيَبَ هَذِهِ الرِّيحَ الَّتِي جَاءَتْكُمْ مِنَ الْأَرْضِ قِيَامُ الرُّوحِ  
الْمُؤْمِنِينَ فَلَهُمْ أَشَدُّ قَرْحًا بِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ وَغَايِبُهُ يَقْلَمُ عَلَيْكَ كَتَمَهُ خُشْبُو  
ہے جو زمین سے آئی۔ پھر ارواح مومنین کے پاس اس کو لاتے ہیں۔ اور تمام  
روحیں اس کو دیکھ کر اس قدر خوش ہوتی ہیں کہ جس طرح کسی سفر میں گئے ہوئے  
آدمی کی واپسی پر اس کے گھر والے خوش ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ اُسے خداوند

تعالیٰ کے پاس لے جاتے ہیں۔ (رواہ احمد و نسائی)

امیر مینائی کہتے ہیں ۔

روحیں کشتوں کی گلے ملتی ہیں شاداں ہو کر

عید سے عید ہوئی یار پہ قرباں ہو کر

اقبال کہتے ہیں ۔

نشان مردِ مومن با تو کویم

چومرگ آید تبسم برب اوست

(۶)..... خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بندے کی کتاب علیین میں لکھو۔ اور اس

کو زمین کی طرف لوٹاؤ۔ پھر اس کی روح جس میں واپس آ جاتی ہے۔ اور منکر نکیر اس

سے سوال کرتے ہیں۔ وہ نہایت عمدہ طریقے سے سوالوں کے جواب دیتا ہے۔ تو

پروردگار عالم کی طرف سے ندا آتی ہے۔ صَلِّ عَلَى عَبْدِي طبعی میرے نے سچ کہا۔ اس

کے لئے جنتی فرش بچھاؤ۔ اور اس کو جنت کے لباس پہناؤ۔ اور جنت کا دروازہ کھول

دو۔ پھر اس کو خوشبودار ہوا آتی ہے۔ اور اس کی قبر جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے کھل

جاتی ہے۔ (رواہ احمد عن براء بن عازب) مشکوٰۃ شریف۔

اقبال کہتے ہیں۔۔

تجھے کیا بتائیں اے ہمنشیں ہمیں موت میں جو ملا

نہ ملا مسیحا و خضر کو وہ حیات عمر دراز میں

(۷)..... حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے ارشاد فرمایا کہ پھر اس کے پاس ایک نہایت

خوبصورت اور خوشبودار شخص آتا ہے۔ اور بندہ مومن کو ان الفاظ میں مبارکباد دیتا ہے



أَبَشِّرْ بِالْإِنِّ يَسْرُكَ هَذَا يَوْمُكَ الْإِنِّ كُنْتُ تَوَلَّيْتُكَ كَوَاسٍ حِيزِ كِي بشارت  
دیتا ہوں۔ کہ جو تجھے خوش کرے۔ اور یہ وہ دن ہے جس کا تجھے دنیا میں وعدہ دیا  
جاتا ہے۔ پھر مومن اسے کہتا ہے تو کون ہے کہ تو نہایت خوش رو اور مبارک دینے  
والا ہے۔ وہ کہتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں۔ جو تو نے دنیا میں کیا تھا۔

(رواۃ احمد عن براء بن عازب) مشکوٰۃ شریف

(۸)۔۔۔۔۔ بندہ خواہش ظاہر کرتا ہے کہ کیا اچھا ہوتا اگر میں گھر واپس جا کر اپنے بال  
بچوں، بیوی اور عزیز واقارب کو خدا تعالیٰ کی اس کرم بخشی اور بندہ نوازی کی خبر دے  
آتا۔ یہ سن کر فرشتے اس سے نہایت ادب و حلم سے عرض کرتے ہیں۔ نَمَّ كَنُومِيَةِ  
الْعُرُوسِ الْإِنِّ لَا يُوقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ حَابِبٍ يَهْنِ آ رَامٍ فَرَامِكُنَّ۔ اور  
ایسے عیش و آرام اور اطمینان کے ساتھ سو جائیں جیسا کہ عروس یعنی دلہن ہوتی ہے۔  
کہ اس کو اس کے محبوب اور طا آرام کے سوا کوئی نہیں جگائے گا۔ (رحمہم اللہ عن ابی ہریرہ)

قبر میں چین سے یاروں کی گزرتی ہے امیر

پاؤں پھیلائے ہوئے سوتے ہیں گھر کی صورت

**آمد برسر مطلب:** ان احادیث شریفہ سے معلوم ہوا کہ بندہ مومن اور  
اولیاء اللہ کا وصال اس کے لئے رنج و ملال نہیں بلکہ فرحت و آرام و خوشی و خرمی کا باعث  
ہوتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے دیدار کا مشتاق ہوتا ہے۔ رحمت کے فرشتے اسے مبارکباد  
دے دیتے ہیں۔ اور اس کے وصال سے خوش ہوتے ہیں۔ پروردگار عالم کی طرف  
سے اسے خوشنودی اور سرخروئی کا سہرا اور تاج عطا ہوتا ہے۔ اور اس کی بے انتہا رحمتیں  
اور برکتیں اس پر نازل ہوتی ہیں۔ آسمان کے فرشتے اسے بشارت دیتے ہیں اور اس کا

استقبال کرتے ہیں۔ اس کے لئے جنتی فرش بچھتا اور اسے فردوس کا حلقہ اور جوڑا عطا ہوتا ہے۔ اس کا عمل صالح اسے مژدہ جانفزا اور مبارکباد دیتا ہے۔ ارواحِ مومنین اس سے اور وہ ان سے مل کر خوش ہوتے ہیں۔ شادیاں رچاتے اور خوشیاں مناتے ہیں۔ اور اس سے کہا جاتا ہے۔ نَمَّ كَنُومَةُ الْعُتَيُّوْهُ لَهَا اور نوشہ کی طرح عیش و آرام سے خواب ناز میں سو جا۔ اور عیش و آرام سے رہ کو یا یہ دو لہا اور باقی تمام فرشتے اور ارواحِ مومنین اس کی برات ہوتے ہیں۔ اور خوشنودی فرش و فرش اور جنتی لباس وغیرہ اس کا سامان برات ہوتا ہے۔

### پس

اس عروسِ جنت کے یوم وصال کو اس کا یومِ عرس کہتے ہیں۔

## حضور علیہ الصلوٰۃ السلام سے عرس کا ثبوت

در منشور سیوطی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور محدث ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن ابراہیم سے روایت کی ہے۔ اور نیز صاحب تفسیر کبیر علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر شریف میں لکھا ہے کہ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي قُبُورَ الشُّهَدَاءِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ حَوْلٍ يَقُولُ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ وَالْخُلَفَاءُ الْأَرْبَعَةُ كُنَّا يَفْعَلُونَ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبور شہداء پر ہر سال یوم شہادت کے حساب سے تشریف لے جاتے۔ اور ان کے لئے استغفار فرماتے۔ اور ارشاد فرماتے۔ تم لوگوں کے لئے سلامتی ہے۔ تم لوگوں کے صبر کے اجر میں۔ پس کیا اچھا ہوا انجام آخرت کا۔ اور حضور

علیہ السلام کے بعد خلفائے اربعہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

ہمہ شیران جہاں بستہ این سلسلہ اند

رو بہ از حیلہ چہاں بگسلد این سلسلہ را

پس جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر سال کے شروع میں شہداء کی قبور پر تشریف لے جا کر دعائے خیر فرماتے تھے۔ اسی طرح کسی بزرگ کے سال وفات کے تمام ہونے پر ابتدائے سال میں اس کے مرقہ مبارک پر جمع ہو کر یا جہاں چاہیں فاتح و درود اور طعام وغیرہ کا ثواب اسے بخشے ہیں۔ پس یہی عرس اور اس کی حقیقت ہے۔

## حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا سب سے

## پہلا عرس مبارک صدیق اکبرؓ نے کیا

زبدۃ العارفین مولانا حضرت سید شاہ شرف الدین بن احمد یحییٰ منیری قدس سرۃ العزیز نے اپنے ملفوظات شریف میں لکھا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کے وصال شریف کے گیارہ دن بعد جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو بارہویں دن آپ نے بہت سا کھانا پکوا دیا۔ تاکہ اس کا ثواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر کو بخشیں۔ جب تمام مدینہ منورہ میں اس بات کا چرچا ہوا۔ تو لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے تھے کہ آج کیا ہے۔ جنہیں اس بات کا علم تھا وہ جواب دیتے تھے کہ۔ الْیَوْمَ عُرْسُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ج رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کا عرس شریف ہے۔ پس ہمیں بھی چاہئے کہ حضور علیہ السلام کا عرس شریف جو بصورت گیارہویں شریف مروج ہے پر عمل پیرا ہو کر حضور علیہ السلام کی محبت اور حدیث نبوی عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمُهَلِّیْنَ (مشکوٰۃ) یعنی تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا واجب ہے۔ پر عامل ہونے کا شرف حاصل کریں۔

## حضرت شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

### سے عرس کا ثبوت

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی جن کی مدح میں مولوی ثناء اللہ صاحب سردار و ایڈیٹر اخبار الہمدیث امرت سراس طرح رقمطراز ہیں۔ ”یہ وہی شاہ ولی اللہ قدس سرہ العزیز ہیں۔ جن کو آج علمی ہندوستان اپنا واجب العظیم استاد مانتا ہے۔“ اس خاندان کی علمی فضیلت کی آوازیں ہندوستان کی چار دیواری سے نکل کر مسلمانوں کے ممالک روم و شام میں پہنچی تھیں۔ اور جس مسئلہ میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علماء میں جھگڑا ہوتا تھا۔ وہ ثالث بالخیر شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو بتاتے تھے۔ اس کو ربانی مقبولیت کہتے ہیں۔ اور یہ اصلی علم و فضل ہے۔“ اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں۔ ”وہ خاندان سرچشمہ علوم تھا۔“ (حیات طیبہ سوانح عمری اسماعیل شہید صفحہ ۱۸)

حافظ محمد صاحب لکھوی الہمدیث اپنی پنجابی تفسیر محمدی میں ان کی شان میں لکھتے ہیں:



عزیزی والا بڑا محدث مجتہد جگ جانے  
شمس الہند کہن تہ عالم عربی دور ٹکانے  
بھی والد اس دا شاہ ولی اللہ بحر علوم ایہائی  
شاہ رفیع الدین تے عبد القادر اس دا بھائی  
اسمعیل بھتیجا اس دا ٹھا ٹھاں علم ابھارے  
تے مولانا اسحاق نواسہ جگاندے جگ تارے  
یورپ ہند پنجاب بنگالہ دکن سندھ ولایت  
خوشہ چین انہاندے گھر دا عالم اہل ہدایت

یہ دونوں حضرات یعنی شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبد العزیز محدث  
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ عرس کے جواز کے قائل اور عامل ہیں۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اپنے والد ماجد حضرت شاہ  
ولی اللہ کا عرس مبارک کیا کرتے تھے۔ جب ان پر مولوی عبد الحکیم صاحب پنجابی نے  
اعتراض کیا کہ تم نے عرس کو فرض قرار سمجھ لیا ہے۔ سال بسا کرتے ہو۔ تو اس کا  
جواب جو شاہ صاحب نے تحریر فرمایا۔ وہ زبدۃ الصالح صفحہ ۳۲ میں اس طرح مرقوم  
ہے۔ کہ ایں طعن منی است جہاں احوال مطعون علیہ زیر کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ  
را ہچکس فرض نمیداند۔ آرے زیارت قبور قہرک بقبور صالحین و تلاوت قرآن و  
دعائے خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است۔ یہ اجماع علماء و متبعین روز عروس  
برائے آنست۔ کہ آن روز مذکور انتقال ایساں باشد۔ از دارالعمل بدارالشوہب والاہر  
روز کہ ایں عمل واقع شود۔ موجب فلاح است و ظف را لازم است کہ سلف خود را بایں

نوع مرداحسان نماید۔ چنانچہ درحدیث مذکور است۔ وَلَدٌ صَالِحٌ يَلْعَنُ وَالَّهُ۔  
**ترجمہ:** ”اس طعن کا سبب طعن کرنے والے کی میرے حال سے ناواقفی کا باعث  
 ہے۔ اس لئے کہ فرائض شرعیہ کے سوا کوئی شخص فرض نہیں جانتا۔ البتہ زیارت قبور  
 اور صالحین کے مزارات سے برکت حاصل کرنی، تلاوت قرآن شریف اور دعائے  
 خیر کرنی، شیرینی اور کھانا تقسیم کرنا امر مستحسن اور بہ اتفاق علماء جائز ہے۔ اور عرس کا  
 روز متعین کرنا اس لئے ہے کہ وہ دن ان کے روز وصال کے لئے یادگار ہو۔ ورنہ  
 اگر ہر روز بھی یہ کار خیر یعنی عرس مبارک کیا جائے تو فلاح کا سبب ہے۔ خلف یعنی  
 بعد میں آنے والوں کے لئے لازم ہے کہ اپنے بزرگوں کے ساتھ اس قسم (فاتحہ،  
 درود، عرس وغیرہ) کا احسان کرتے رہیں۔ چنانچہ احادیث نبوی میں وارد ہے کہ  
 نیک لڑکا اپنے والدین کے لئے دعائے خیر کرتا ہے۔“

### حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی سے عرس کا ثبوت

”ازیں جا است حفظ اعراس مشائخ و مواظبت زیارت قبور و التزام فاتحہ  
 خواندن و صدقہ دادن برائے ایشاں و اعتنائے تمام کردن تعظیم آثار و اولاد متان ایشاں  
 (ہمعات) یعنی اسی جگہ سے ہے مشائخ کے عرسوں کی حفاظت اور ان کی قبور کی  
 زیارت کرنا اور فاتحہ پڑھنا، صدقہ دینا، اہتمام کرنا اور ان کے آثار و اولاد کی تعظیم کرنا۔“

### مولوی اسماعیل صاحب دہلوی سے عرس کا ثبوت

پس ہر عبادتی کہ از مسلمان ادا میشود و ثواب آں بروح کے از گزشتگان  
 برساند و طریق رسانیدن آں دعائے خیر بجناب الہی است پس ایں خود البتہ بہتر و  
 مستحسن اس و دیگر آں کس کہ ثواب بروحش میرساند از اہل حقوق اوست بہ مقدار حق

دے خوبی رسانیدن اس ثواب زیادہ تر خواہ شد پس در خوبی اس قدر امر از امور مرسومہ  
واعراس و نذر و نیاز شک و شبہ نیست۔ (صراط مستقیم صفحہ ۵۵)

**ترجمہ:** ہر عبادت جو کہ مسلمان سے ادا ہو سکے اس کا ثواب موتہ کو پہنچا دے۔ اور  
اس کے پہنچانے کا طریقہ جناب الہی میں دعائے خیر کرنا ہے۔ پس بہ خود بہتر اور بہت  
اچھا ہے۔ اور اگر وہ شخص اس کے حقداروں سے ہے تو جس کے روح کو ثواب پہنچانا  
ہے۔ تو اسی صورت میں بقدر اس کے حق کے خوبی پہنچانا زیادہ تر ثواب کا موجب  
ہے۔ پس فاتحہ و عرس اولیاء اللہ اور ان کی نذر و نیاز اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

قطب عالم شیخ عبد القدوس صاحب گنگوہی اپنے مکتوب شریف میں  
مولانا جلال الدین قدس سرہ العزیز کو لکھتے ہیں۔ ”اعراس پیراں بر سنت بہ سماع و  
صفائی جاری دارند۔“ یعنی پیران طریقت کا عرس ان بزرگوں کی روش پر سماع اور  
صفائی کے ساتھ جاری رکھیں۔ پس گیا رہویں شریف جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم اور قطب الاقطاب سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا عرس مبارک  
ہے۔ اور برائے ایصال ثواب ارواح مقدسہ منعقد کیا جاتا ہے۔ بافتاح علمائے  
اہلسنت والجماعت جائز ہے۔

### گیا رہویں شریف کے جواز کا دوسرے طریق سے ثبوت

یاد رہے کہ فرائض و واجبات بعض مقید بوقت ہیں۔ جیسے نماز خمسہ و روزہ و  
رمضان و قربانی و مناسک حج اور بعض غیر موقت ہیں۔ جیسے صدقہ فطر عشر و خراج  
وغیرہ۔ اور باقی رہی عبادت نقلی۔ سو اس میں منجانب شرع کوئی قید نہیں۔ نقلی  
عبادت کرنے والا مختار ہے۔ جب چاہے کرے۔ خواہ کسی وقت کو خاص کر کے



کرے یا جب چاہے کرے خواہ کسی مصلحت سے ماہ اور دن مقرر کر کے کرے۔ شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے۔ اور وہ منجانب اللہ مالک و مختار ہے۔ بلکہ بھجوائے خَيْرُ الْأَعْمَالِ أَوْ ذَمُّهُ (بخاری) جس عبادت نقلی پر مداومت کرے اس کو ہمیشہ نبھائے تو زیادہ مستحق اجر ہے۔ پس یہ لحاظ رہے کہ جس عبادت کو خدا تعالیٰ نے فرض واجب نہیں گردانا۔ اس کو اپنی طرف سے فرض و واجب اعتقاد نہ کرے۔ نقل کو نقل اعتقاد کرتے ہوئے اس پر مواظبت اور پیچنگی کرنا مستحسن ہے۔ جیسے بزرگان دین کے عرس تاریخ مقررہ پر کرتے ہیں۔

نتیجہ چالیسواں، ختم خواجگان اور گیا رہویں وغیرہ معمولات مشائخ کرام۔ لیکن اس تعین تاریخ کو اعتقاد فرض واجب نہیں سمجھا جاتا۔ لہذا اس میں کوئی قباحت شرعی نہیں اور حدیث شریف میں نقلی عبادات کے از خود اختیار کر لینے اور اس کے جواز و تعین کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً

(۱)۔۔۔ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ثابت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے از خود بلا ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحیۃ الوضوء کے نوافل پڑھنے کی مبارک عادت اختیار فرما رکھی تھی۔ جس کی وجہ سے حضور علیہ السلام نے جنت میں اپنے آگے ان کی جوتیوں کی آواز سنی۔ اور دریافت فرمایا کہ تم کیا عبادت کرتے ہو۔ جس کی وجہ سے تمہیں اتنی شان عطا ہوئی ہے۔ ان کے نوافل کو جائز اور مقرر رکھا۔

(مشکوٰۃ جامع المناقب بحوالہ صحیح مسلم بروایت جابرؓ)

(۲)۔۔۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ ایک صحابی نے نماز پڑھنے کے وقت ہر

سورۃ کے ساتھ قل شریف ملانے کی عادت اختیار فرما رکھی تھی۔ جب ان کا یہ حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیض درجت میں عرض کیا گیا۔ تو آپ نے اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی وجہ دریافت فرمائی۔ تو اس نے عرض کیا کہ اس آیت شریف سے بوجہ توحید الہی مجھے بہت محبت ہے۔ یہ سن کر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ **حُبُّكَ اِيَّاهَا اَدْخَلَكَ تِلْكَ الْجَنَّةَ** سے تیری یہ محبت تجھے جنت میں لے جائے گی۔

(۳)۔۔۔۔۔ ابو داؤد شریف میں ہے۔ کہ اذان فجر سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو الفاظ سیکھے۔ اور آپ کے بتائے بغیر خود بخود یہ دعا پڑھنے کی عادت اختیار فرما رکھی تھی۔ **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَحْمَدُكَ وَ اَسْتَجِیْبُكَ عَلٰی قُرْیَشٍ اَنْ یَّقِیْمُوا دِیْنَكَ**۔

(۴)۔۔۔۔۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہر حدیث شریف لکھنے سے پیشتر غسل فرمانے اور دو رکعت دو گناہا کرنے کی عبادت لازم فرما رکھی تھی۔

(دیباچہ تحریر البخاری صفحہ ۵ و تاریخ دقیات الایمان علامہ ابن خلدون)

سوال یہ ہے کہ اگر جملہ کارہائے خیر اور نوافل و عبادت وغیرہ کے لئے اپنی طرف سے وقت اور تعداد مقرر کرنے کی ہرگز اور مطلقاً اجازت نہیں ہے تو امام بخاری علیہ الرحمۃ باوجود اتنے بڑے محدث اور متقی ہونے کے اس بدعت کے کیوں مرتکب ہوئے؟ پس کیا رہویں شریف کو بھی جو بحکم الہی **و یطعمون الطعماء علیٰ حُبِّہ** **مَسْکِیْنًا وَ یَصْمُوْنَ اَسْلَیْلًا** (سورۃ دھر آیت ۸) **وَتَعَاوَنُوا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی**۔ (پ ۶ سورۃ مائدہ آیت ۲) کے لحاظ سے سخاوت مالی اور ایثار اور امداد و

معاونت علی التقویٰ پر موقوف ہے۔ اور تعین وقت و تاریخ کے اعتبار سے نوافل اور عبادت بالسعادۃ میں شامل ہیں۔ اسی پر قیاس کرلو۔

گیا رہویں شریف کے جواز کا تیسرے طریق سے ثبوت

صحیح مسلم اور بخاری میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور پر نور سید یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اکثر ذکر خیر فرماتے: وَرَبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يَقْطَعُهَا أَغْضَاءَ ثُمَّ يَبْتَحُهَا فِي صَلَاتِهِ خَلِيٍّ جَلِيٍّ أَكْثَرَ بَكْرِيٍّ ذَنْحَ فَرَمَاتٍ۔ اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کھا کر ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قرابت والوں کو بھیج دیتے تھے،

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ نذر اولیائے کرام میں اس حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں ”قسم دیگر آنکہ حاکم یا زمیندار برائے صلہ بر یا دروح میت بہ نیت خوشنودی و رضائے اویکی علی التعین بدو یا بطریق سالانہ قصلاً نہ بنام آں مقرر ساز و این قسم نیز جائز است بنا بر حمل آں کہ جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از طعام و لحم نزد صدائق حضرت خدیجہ فرستادند۔

ترجمہ: نذر کی دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی حاکم یا زمیندار کسی صلے کے طور پر کسی بزرگ یا قریبی میت کی روح کی خوشنودی اور ثواب کے لئے وقت مقرر کر دے (جیسا کہ گیا رہویں شریف ہر ماہ دی جاتی ہے) یا سالانہ یا ششماہی وغیرہ اس کے نام پر مقرر کر دے تو نذر کی یہ قسم بھی جائز ہے اس لئے جناب رسول خدا صلی

اللہ علیہ وسلم اُم المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صدائق میں اکثر کوشت اور کھانا بھیجتے رہتے تھے۔

گیارہویں شریف کی بھی یہی اصل ہے کیونکہ اس میں بھی قبوسل حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب پیران پیر جملہ مؤمنین اور دیگر بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے ارواح مقدسہ کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔

**گیارہویں شریف کے جواز میں مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار اہلحدیث امرتسری کا فتویٰ**  
 لکھتے ہیں گیارہویں بظاہر ایک بزرگ اسلام کی یادگار کا ایک جلسہ ہے۔ اگر اسے مذہب کا جامہ نہ پہنایا جاتا، بلکہ دنیاوی صورت میں بطور یادگار کے سالانہ جلسہ کیا جاتا۔ تو کچھ مضائقہ نہ تھا۔ (حیات طیبہ صفحہ ۱۲)

مولوی صاحب کے اسناد سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہو گئیں۔  
 ۱۔۔۔۔۔ کسی بزرگ اسلام کا بطور یادگار جلسہ سالانہ کرنا جائز ہے۔ اگر سالانہ جلسہ کرنا جائز ہے تو اسی اصول کے ماتحت ماہانہ جلسہ (گیارہویں شریف و عرس و مولود شریف وغیرہ) بھی جائز ہوگا۔

۲۔۔۔۔۔ جو چیز دنیاوی صورت میں جائز ہوگی۔ وہ دینی صورت میں بھی جائز ہوگی۔ اور جو چیز دنیاوی صورت میں حرام ہوگی وہ دینی صورت میں بھی حرام ہوگی۔ بندہ دنیاوی اور دینی دونوں صورتوں میں اپنے اعمال کا خدا کی جناب میں جواب دہ اور ذمہ دار ہے۔ اور پھر مسلمان کی دنیا دین سے جدا نہیں ہے جیسا کہ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً۔ کا ارشاد الہی اس بات پر شاہد ہے۔



تیا زگیا رہویں شریف مندرجہ ذیل باتوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

- (۱) ایصال ثواب (۲) الموسوم بالغیر (۳) تعین الیوم (۴) فاتحہ بر طعام  
(۵) اگر ممکن ہو تو کچھ وعظ و نصیحت:

### ایصال ثواب کا ثبوت

(۱)۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ حضور! میری ماں ناگہاں مر گئی ہے میرا خیال ہے کہ تَوَكَّلْتُ تَصَلَّيْتُ فَهَلْ لَهَا أَجْرَانِ تَصَلَّيْتُ قَالَ نَعَمْ اِغْرُوْهُ لَوْ تَوَكَّلْتُ تَصَلَّيْتُ بِمَا صَدَقَ دِينَہ کی وصیت کرتی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو اس کو اس کا اجر ملے گا؟ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہاں ضرور ملے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۲)۔ حضور علیہ السلام اُم المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایصال ثواب کے لئے اکثر بکری ذبح فرما کر اس کا گوشت تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۳)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کون ہے جو میرے لئے مسجد عشر میں دو چار رکعت پڑھے۔ اور کہے هَذَا لِأَبِي هُرَيْرَةَ کا ثواب ابی ہریرہ کے لئے ہے۔ (مشکوٰۃ باب الفتن)

(۴)۔ صحیح مسلم، ابو داؤد، ترمذی، مسند احمد، ابن ماجہ اور دارمی شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اُمت کے غریب اور نادار لوگوں کی طرف سے بھی قربانی دیا

کرتے تھے۔ اور بوقتِ ذکر فرماتے تھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُمَّ هَذَا عَنِّي وَعَمَّنْ كُمْ يَفْتَحْ مِنْ اُمِّي (مشکوٰۃ) بِسْمِ اللّٰهِ! اللّٰہ اکبر! اللہ کریم یہ قربانی میری اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے قبول فرما جو بوجہ افلاس قربانی دینے سے قاصر اور معذور ہیں۔

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم  
(۵)۔۔۔۔۔ ابو داؤد اور ترمذی شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ دود نے ایک اپنی اور ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ صَانِيْ اَنْ اُضْحِيْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مجھے وصیت فرمائی کہ آپ کے وصال شریف کے بعد میں اُن کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں۔ (مشکوٰۃ)

(۶)۔۔۔۔۔ ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۳۰، مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۵۶، بیہقی شریف جلد ۹ صفحہ ۲۸۶ میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک سیاہ ٹانگوں، سیاہ آنکھوں، سیاہ منہ سینک دار منیڈ حالانے کا حکم فرمایا جب وہ آگیا تو ارشاد فرمایا۔ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھری لاؤ اور اس کو پتھر پر تیز کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری لے کر منیڈ سے کو ذبح کیا اور فرمایا۔ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَبَّحَ۔ بسم اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کرتا ہوں اسے اللہ قبول فرما محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آل کی طرف سے اور

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کی طرف سے۔ پھر آپ نے اس کو قربانی فرمایا۔  
اس حدیث شریف سے ثابت ہوا۔ کہ حضور علیہ السلام نے اپنی آل اطہار  
کی طرف سے قربانی فرمائی۔ اور حضرت شیخ الشافعیؒ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ  
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل اطہار سے ہیں۔ اور قربانی بھی ایک مقررہ تاریخ  
دسویں دن اور گیارہویں رات کو دی جاتی ہے۔ تو پھر اسی اصول اور سنت نبوی علیہ  
افضل التحیات والتسلیمات کے مطابق گیارہویں تاریخ کو حضور غوث الاعظم رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ اور آپ کی اُمت کے ارواح طیبہ کے لئے فی سبیل اللہ نیاز کا ایصال ثواب  
کرنا کیوں ناجائز ہوگا۔

(۷)۔۔۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا مَنْ  
مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرَةِ فَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحْلَطُ أَحَدًا عَشَرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ وَهَبَ مِنْ  
أَجْرِهَا لِلْأَمْوَاتِ أَعْطَى مِنْ الْأَجْرِ بَعْدَ الْأَمْوَاتِ (دارقطنی شریف)  
جو شخص مقبرے پر گزرے اور گیارہ مرتبہ آیت قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحْلَطُ پڑھ کر مردوں کو  
ایصال ثواب کرے تو جس قدر ان سب مردوں کو ثواب پہنچے گا۔ اسی قدر اس پڑھنے  
والے کو ثواب عطا ہوگا۔

(۸)۔۔۔ مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ مسند احمد حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت میں ایک نیک بخت آدمی کا درجہ بلند کرتا ہے وہ عرض کرتا  
ہے۔ باری تعالیٰ یہ درجہ کیوں کر بلند ہوا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ بِاسْتِغْفَارٍ وَتَهْلِيلٍ  
بیٹے کے استغفار کی وجہ سے۔ جو اس نے تیرے لئے کیا۔

(۹)۔۔۔ مشکوٰۃ شریف بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان حضرت عبداللہ بن عباس رضی



اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عَا  
الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ كَالْغَرِيقِ الْمُنْتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةَ تَلْحَقُهُ مِنْ أَبِي أَوْ أُمِّ أَوْ  
أَخٍ أَوْ صَلِيقٍ فَإِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ اللَّيْثِ وَمَا فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ  
تَعَالَى لِيُدْخِلَ عَلَى أَهْلِ الْقُبُورِ مِنْ دُعَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ أَمْثَالَ الْجِبَالِ إِنَّ  
هَلِيَّةَ الْأَحْيَاءِ إِلَى الْأَمْوَاتِ الْإِسْتِغْفَارُ لِكُلِّ مَرْدَةٍ قَبْرٍ فِي دُوبْنِ وَالِ  
فَرِيَا دُرِّ كَرْنِ وَالِ كِي مَانْدِ هُونَا هِي۔ تاکہ کوئی اس کا ہاتھ پکڑے اور وہ اپنے باپ یا ماں  
یا بھائی یا دوست کی طرف دعائے خیر کا منتظر ہوتا ہے۔ اور جب اسے ان کی طرف سے  
دعائے خیر پہنچتی ہے تو وہ دعا اسے تمام دنیا اور مافیہا (جو کچھ دنیا کے اندر ہے) سے  
زیادہ پیاری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل دنیا کی دعا کا ثواب اہل قبور کو بخشش اور  
رحمت میں پہاڑوں کی مانند پہنچاتا ہے۔ تحقیق مردوں کے، زندوں کا تحفہ ان کے  
حق میں دعائے خیر اور استغفار کرنا ہے۔

یہ حدیث شریف ایصالِ ثواب کا بینِ ثبوت ہے۔ مائین حضرات کو جو دعا  
بعد نماز جنازہ اور ایصالِ ثواب الی الاموات میں پنجہ، ساتھ اور چالیسواں وغیرہ اگرچہ  
اس کے لئے خاص دن مقرر کرنے کا اعتقاد نہ بھی رکھا جائے، نہایت شدت سے  
روک کر نہ صرف مردوں سے عداوت کرتے ہیں۔ بلکہ کتاب و سنت کا بھی صاف  
انکار کرتے ہیں۔ سبق حاصل کرنا چاہئے۔

(۱۰)۔۔۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی درخشن فی مبشرات النبی الامین حدیث نمبر  
۲۲ صفحہ ۸ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ”میرے والد ماجد شاہ عبدالرحیم نے بیان کیا کہ  
میں ہر سال حضور علیہ السلام کے میلاد شریف کے موقع پر کھانا تقسیم کیا کرتا تھا۔ ایک

سال مجھے نیاز دینے کی وسعت نہ رہی تو میں نے بھونے ہوئے چنے کی تقسیم کر دیئے  
پھر خواب میں مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں نے دیکھا  
کہ بیعت وہی چنے سرکار ابد قرار کے پاس رکھے ہوئے موجود تھے۔

پس ان احادیث شریفہ اور دلائل سے آفتاب عالمحاب سے بھی زیادہ  
روشن اور واضح ہو گیا۔ کہ ہمارے صدقات، دعا خیر بقرآن شریف وغیرہ کا ثواب  
اموات کو پہنچ جاتا ہے۔

## (۲)۔ الموسوم بالغیر

کسی چیز کو مجازاً غیر اللہ کی طرف نسبت کرنے میں کوئی ہرج نہیں کیونکہ  
حدیث شریف میں اس کا کثر دلائل و شواہد موجود ہیں۔ مثلاً

(۱)۔۔۔ ابو داؤد اور نسائی شریف میں حضرت سعید بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں  
عرض کیا کہ حضور (فلداک ابی وامکن ان ام سعید ماتت فأتی الصلوة افضل  
قال الماء لحضر بئرا وقال هلینا لام سئل مشکوٰۃ شریف) یعنی میری ماں فوت  
ہو گئی ہے اس کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: پانی پس  
حضرت سعد نے کنواں کھودا۔ اور کہا کہ یہ ام سعد کا کنواں ہے۔ اس حدیث سے ثابت  
ہوا۔ کہ کسی چیز کا غیر خدا کے نام پر محض مشہور کر دینا جائز ہے۔ ہاں اگر ذبح کے وقت  
بسم اللہ الکبر کی بجائے بسم محمد یا بسم غوث وغیرہ کہا جائے گا تو مذہب حرام ہوگا۔ اور  
اس کا کھانا جائز ہوگا۔ ورنہ نہیں جیسا کہ تفسیر حسینی میں ہے وَمَا أَهْلُ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ  
حرام کر دیا نچہ آواز بر دارند یاں در وقت ذبح بغیر اللہ برائے غیر تعالیٰ بنام بتاں یا اسم

بخیراں بکٹ۔ یعنی جس جانور پر ذبح کے وقت خدا تعالیٰ کے نام کے سوا بتوں یا بخیروں کا نام لیا جاوے اسے خدا تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔ تفسیر جلالین شریف میں ہے وَمَا أُجِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ذَبْحٌ عَلَى اسْمِ غَيْرِهِ تَعَالَى وَالْإِهْلَالُ رَفْعُ الصَّوْتِ وَكَانُوا يَرْفَعُونَهُ عِنْدَ الذَّبْحِ لِأَلِهَتِهِمْ جَوَافِدُ اللَّهِ کے نام کے سوا (بتوں اور باطل معبودوں کے لئے ذبح کیا گیا ہو) اہلال اصل میں آواز بلند کرنا ہے۔ اور یہ بات اس طرح ہے کہ مشرکین اپنے معبودوں کے لئے ذبح کرتے وقت ان کے نام کی آوازیں بلند کرتے تھے۔ (تفسیر عباسی مصری ص ۲۲) وَمَا أُجِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ مَا ذَبَحَ لِغَيْرِ اسْمِ اللَّهِ عَمَلًا لِلْأَصْنَامِ جَوَافِدُ اللَّهِ کے نام پاک کے سوا عمدہ بتوں کے نام پر ذبح کیا جاوے۔

تفسیر مواہب الرحمن میں ہے۔ وَمَا أُجِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ جَزَاءُ کے ساتھ غیر اللہ کا نام پکارا گیا۔

(ف)۔ یعنی سوائے اللہ تعالیٰ کے غیر کے لئے ذبح کیا گیا اور نام پکارنا اس واسطے فرمایا کہ بت پرست بتوں کے نام سے پکارتے تھے اور ذبح کے وقت بتوں کا نام لیتے تھے۔ اور تفسیر بیضاوی، کشاف، مدارک، جامع البیان، درمنثور اور تفسیر احمدی وغیرہ میں بھی یہی معنی لکھے ہیں۔ اِنِّی رَفَعْتُ بِالصَّوْتِ عِنْدَ الذَّبْحِ لِلصَّنَمِ یعنی جس پر بوقت ذبح بت کا نام لیا جاوے اس کا گوشت کھانا حرام ہے۔ (وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذَكِّرْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ لِيُفْلَقَ ۙ اِنَّ اَنْعَامَ آيَةِ ۱۲۲) اس جانور کا گوشت مت کھاؤ جس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہیں لیا گیا۔

صاحب تفسیر معالم التنزیل نے لکھا ہے۔ وَمَا أُجِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ

مَا ذُبِحَ لِلْأَصْنَامِ وَالطَّاغُوتِ نَوْرَتوں اور شیاطین کے نام پر ذبح کیا جائے وہ حرام ہے۔ اور یوں کہنا کہ یہ بکرا غوث پاک کا ہے یا غریب نواز کا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور پھر ذبح کے وقت اسے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا تو ایسا ذبیحہ ہرگز ہرگز حرام نہیں ہے۔ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے فَاْكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاللّٰهِ مُؤْمِنِينَ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِّرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ وَاِنْ كَثُرَ اَلْيَضْلُوْنَ بِاَهْوَاءِ هُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالسُّعْطَانِ ۝۸۸ انعام آیت ۱۱۹-۱۲۰) پس کھاؤ اس چیز میں سے کہ ذبح کرتے وقت اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہے۔ اگر ہو تم اس کی آجوں پر جو حرام اور حلال کے بارے میں اس نے کبھی ہیں ایمان لانے والے اور کیا ہے تمہیں یہ کہ نہ کھاؤ اس چیز میں سے کہ ذبح کرتے وقت اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے۔ اور تحقیق تفصیل بیان کر دی اللہ تعالیٰ نے واسطے تمہارے اس چیز کی جو تم پر حرام کر دی گئی ہے۔ مگر وہ چیز کہ بے بس ہو گئے سو طرف اس کے اور بہت لوگ البتہ گمراہ کرتے ہیں خلق کو اپنی خواہش کے سبب بے علمی سے تحقیق تیرا رب وہ ہے بڑا جاننے والا احد سے گزر جانے والوں کو۔ (تفسیر حسینی)

چنانچہ اس کی تائید مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے صراط مستقیم تقریر ذبیحہ اس طرح کی ہے ”اگر شخص بڑے رادر خانہ پرور کندنا کوشت او خوب شود اور اذبحہ کردہ و پختہ فاتحہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخواندہ بخوراند خللے نیست۔ یعنی اگر کوئی آدمی ایک بکرا گھر میں پرورش کرے یہاں تک کہ وہ خوب فر بہ اور مونا ہو جاوے۔ پھر اس کو ذبح کر کے اس کا کوشت پکا کر اس پر حضرت غوث الاعظم کی فاتحہ



پڑھ کر لوگوں کو کھلا دیوے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ کسی چیز پر مجاز کسی دوسرے کا نام لینے سے کوئی چیز حرام نہیں ہو جاتی۔ اور حضرت ملا جیون صاحب نور الانور جو سلطان عالمگیر اورنگ زیب کے استاد تھے۔ تفسیرات احمدیہ صفحہ ۲۹ میں فرماتے ہیں:

وَمِنْ هَهُنَا عَلِيمٌ أَنَّ الْبَقْرَةَ الْمَنْثُورَةَ لِلْأَوْلِيَاءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِي زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ لِأَنَّهُ لَمْ يُذَكَّرِ اسْمُ غَيْرِ اللَّهِ عَلَيْهَا وَقَدْ التَّبَحُّحُ وَإِنْ كَانُوا يَنْتَرُنَهَا لَهُ - یعنی یہاں سے معلوم ہوا کہ جو گائے اولیائے کرام کے لئے نذر کی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ دستور ہے وہ حلال و طیب ہے اس لئے کہ ذبح کے وقت اس پر غیر اللہ کا نام نہیں لیا گیا۔ اگرچہ وہ اسی کے لئے نذر مانتے ہیں۔

(۲)۔۔۔۔۔ کتاب الآثار امام محمد بن حسن شیبانی کے باب الایمان میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے ریوڑ میں ایک بکری حضور علیہ السلام کے نامزد کی ہوئی تھی۔ الفاظ حدیث یہ ہیں: إِنَّهُ سَمَّى شَلَّةً مِّنْ غَنَمِهِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ یہ بکری اس کی جشن خادمہ ریوڑ کے ساتھ چرایا کرتی تھی۔ کچھ مدت کے بعد وہ بکری ریوڑ سے گم ہو گئی۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ اس سے ناراض ہوئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ السلام سے ماجرایمان کیا۔ حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ السلام نے خادمہ کو بلا کر اس کے ایماندار ہونے کی تصدیق فرمائی۔ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اسے آزاد کر دیا۔ (ملخصاً)

(۳)۔۔۔۔۔ کتاب اشاعت اسلام مولفہ مولوی حبیب الرحمن صاحب دیوبندی سابق مفتی حیدر آباد دکن میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ صحابہ کے لشکر سے جب کہ وہ بلاد ایران، یا افریقہ کی فتح کے لئے نکلے تھے پانی ختم ہو گیا سب نے سر بسجود ہو کر پانی کے لئے دعا

کی۔ ایک غازی کے گھوڑے نے اپنے سُم سے زمین کو کریدا۔ تو وہاں بحکم الہی ایک پانی کا چشمہ متیاب ہوا۔ تمام لشکر اس کا پانی پی کر سیراب ہوا۔ اور خدا کا شکر ادا کیا۔ اس کا نام ماء الفرس یعنی گھوڑے کا پانی رکھا گیا۔

(۳)۔۔۔۔۔ حجۃ اللہ علی العالمین اور دلائل النبوة حافظ ابو نعیم جلد اول میں حکیم بن عطا صفری سے روایت ہے کہ بنو ظفر نے راشد بن عبدیہ کو سواع بت کے لئے نذر دے بھیجا۔ راشد کہتا ہے کہ میں ابی بت کے پاس بھی نہیں پہنچا تھا۔ کہ دوسرے بتوں نے بیک زبان کہا۔ کہ خاندان عبدالمطلب میں ایک پیغمبر جن کا نام مبارک احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے پیدا ہو چکے ہیں جو زنا کاری، سود خواری، بتوں کی نذر و نیاز سے روک کر ایک خدا وحدہ لا شریک کی عبادت کا امر فرمانے اور زکوٰۃ دینے۔ نئی نوع انسان سے ہمدردی، انس و محبت اور صلہ رحمی کرنے کا حکم فرماتے ہیں۔ افسوس تم نا حال بت پوجتے ہو۔ اتنے میں دو گڈ ریوں نے سواع بت پر پیشاب کر دیا۔ اور چل دیئے۔ یہ دیکھ کر میرے دل میں بت پوجنے سے نفرت پیدا ہو گئی۔ اور میں مدینہ طیبہ میں حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت فیض درجت میں جا کر مسلمان ہو گیا۔ سرکار والا تبار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معلاۃ میں میری درخواست پر مجھے ایک زمین عطا فرمائی۔ اور ایک پانی کی بھری ہوئی مشک میں لعاب مبارک ڈال کر ارشاد فرمایا کہ اسے زمین پر گرا دینا اور کسی کو پانی پینے سے منع نہ کرنا۔ میں نے وہی پانی لے جا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسب الارشاد ایک گڑھے میں گرا دیا۔ جو ایک چشمہ بن گیا۔ اور اب تک موجود ہے اس پر کھجوروں کے درخت بھی لگوا دیئے۔ رباط کے لوگ وہاں سے پانی پیتے اور نہاتے۔ وَ سَمَّاهَا النَّاسُ مَاءَ رَسُولِ اللَّهِ

(صلی اللہ علیہ وسلم) وَفِي زَوَايَةِ مَاءِ الرَّسُولِ (صلی اللہ علیہ وسلم)  
ملخصاً لوگ اس پانی کو مَاءِ الرَّسُولِ اللہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا  
پانی کہا کرتے تھے۔ اور مریضوں کو بطور شفا پلاتے تھے۔

ان احادیث مبارکہ میں جس طرح الفاظ ہیں لَمْ سَعِدْ، شَاةٌ لِرَسُولِ  
اللہ (مَاءِ الْقُرْمِ) اور ”مَاءِ الرَّسُولِ“ آئے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نام کی  
جس نیاز کا ثواب جناب پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح کو بخشا جاتا ہے کے  
لئے گیا رہویں شریف ”شیخ عبدالقادر جیلانی“ کے الفاظ کا اطلاق بھی جائز ہوگا۔  
ورنہ اگر کوئی چیز محض غیر اللہ کی طرف نسبت کرنے سے حرام ہو جاتی ہو تو پھر بیوی  
بھی خاوند پر حلال نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ جب تک اللہ کی بندی کہلائی سب پر حرام  
رہی جب اس پر غیر اللہ کا نام آیا یعنی فلاں کی بیوی تب وہ اسے حلال ہوئی۔ اسی  
طرح میرا مکان۔ بکر کی گائے۔ زید کا بکرا۔ اہلحدیث کی مسجد۔ صبح کی نماز آسمان  
دنیا وغیرہ سب موسوم بالغیر کی مثالیں ہیں۔

نیز اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ  
جَمِيعًا (پس سورہ بقرہ آیت ۲۹) اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ جس نے جو کچھ زمین میں ہے  
سب تمہارے لئے پیدا کیا۔ صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں۔ جمہور علماء اس آیت خَلَقَ  
لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ جب تک کوئی  
ممانعت شرعیہ نہ معلوم ہو ہر چیز مباح اور حلال ہے۔ اصل اشیاء میں حلت ہے۔  
صاحب تفسیر مواہب الرحمن اس آیت شریفہ کی شرح میں لکھتے ہیں۔ ”اسی  
واسطے علماء کا صحیح مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا اس میں اصل



باحث ہے۔ یعنی اصل میں سب مباح ہے۔ پھر جس چیز کی نسبت دلیل خاص قائم ہو کہ اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے فقط وہی حرام ہوگی۔ اور حلال ہونے کے واسطے دلیل ڈھونڈنے کی ضروری نہیں۔ کیونکہ وہ تو اسی آیت سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کو آدمیوں کے نفع کے واسطے پیدا فرمایا ہے۔ جب تک کسی چیز کی نسبت بالخصوص حرام کر دینے کی دلیل معلوم نہ ہو۔ تب تک سب مباح ہے۔ اور وَمَا أَهْلُ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ میں ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ جو جانور اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا جاوے یا جو نذر و نیاز غیر اللہ کے نام سے دی جائے وہ حرام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نام کی نذر و نیاز ذبیحہ جس کا ثواب صالحین کی ارواح طیبہ کو ہدیہ کیا جائے مطلق حلال اور طیب ہے۔“  
وَاللَّهُ أَعْلَمُ وَعَلِمَةُ أَتَم۔

### (۳)۔ تعین الیوم

مانعین گیا رہیں شریف کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ کسی کار خیر کے لئے دن مقرر کرنا جائز اور بدعت ہے۔ سو یہ بات درست نہیں۔ بلکہ کار خیر کے لئے (اسے فرض واجب شرعی نہ جانتے ہوئے) دن مقرر کرنا جائز ہے۔ اور حدیث شریف میں اس کا ثبوت موجود ہے جیسا کہ:

(۱)۔۔۔ ابو داؤد میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ لوگوں نے رحمت عالم حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بارش کے نہ ہونے کا شکوہ کیا۔ تو حضور علیہ السلام نے عید گاہ میں منبر رکھنے کا حکم فرمایا وَ عَمَدَ النَّاسِ يَوْمًا يُخْرِجُونَ فِيهِ یعنی ایک دن معین فرمایا کہ اس دن

لوگ عید گاہ کو چلیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام اس دن آفتاب کے طلوع کے وقت عید گاہ میں تشریف لے گئے اور بارانِ رحمت کی دعا فرمائی۔ (مشکوٰۃ - باب الاستغفار)

(۲)۔ صحیح مسلم اور بخاری شریف میں ہے عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَا شِئَا وَرَأْيَا فَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ (مشکوٰۃ) یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا میں کبھی بیدل اور کبھی سوار شریف لا کر اس میں دو رکعت تحیۃ المسجد نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ ف اس میں دلیل ہے کہ ملاقات کرنی صلحاء کی دن ہفتے کی سنت ہے۔ (مظاہر الحق جلد دوم صفحہ ۳۳۷)

(۳)۔ بخاری شریف کتاب العلم میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ كَرَاهِيَةِ السَّامَةِ عَلَيْنَا نَبِيٌّ كَرِيمٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَهَى هَارَے پریشان ہو جانے کے خیال سے وعظ نصیحت فرمانے کے لئے چند دن مقرر فرمائے ہوئے تھے۔ یعنی سوموار اور جمعرات اسی طرح آپ کی اتباع میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعظ کرنے کے لئے دن مقرر کیا ہوا تھا۔

(۴)..... بخاری اور مسلم شریف میں حضرت شفیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

كَانَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ مَسْعُودٍ يَذْكُرُ النَّاسَ فِي كُلِّ خَمِيسٍ ط

یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔

(۵).....بخاری شریف میں ہے۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

لَقَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ إِذَا خَرَجَ فِي سَفَرٍ أَلَا يَوْمَ الْخَمِيْسِ (ترجمہ) ”حضرت ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات کے دن کے سوا کسی اور دن سفر فرمایا ہو۔“

(۶).....کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۶۹ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَامَّتِيْ فِيْ يَّكُوْرِ هَآيَوْمِ الْخَمِيْسِ اللہ میری اُمت کو برکت عطا کر جو جمعرات کے دن میں عبادت میں جلدی کرنے والے ہوں۔

سوال یہ ہے کہ آیا جمعرات کے دن کے سوا باقی دن خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے نہیں تھے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ جمعرات کا دن مقرر کرنے میں کوئی خاص راز اور برکات مخفی تھے جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسرا کوئی نہیں جانتا۔

(۷)..... مشکوٰۃ شریف کتاب الجہانزبحوالہ سنن بیہقی حضرت محمد بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرَ أَبِيهِ أَوْ أَحَدِهِمَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهُ وَ تُحِبُّ بَرَّيْ جَوَادِي اپنے ماں باپ یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قبر کی جمعہ کے دن زیارت کرے تو اس کی بخشش کی جاتی ہے اور اسے والدین کے ساتھ احسان کرنے والا لکھا جاتا ہے۔

(۸)..... بخاری شریف مصری جلد ۳۱ صفحہ ۱۶ میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قَالَ كَانَتْ فِينَا امْرَأَةٌ تَجْعَلُ عَلَى اَرْبَعَاءٍ فِي رَعِيَّةٍ

لَمَّا مِلَقَ فَكَانَتْ إِذَا كَانَ يَوْمَ جُمُعَةٍ تَزْعُ أَصُولُ السَّلَقِ فَجَعَلَهُ فِي قَلْبِ  
ثُمَّ تَجَعَلَ عَلَيْهِ قَبْضَةٌ مِنْ شَعِيرٍ تَطْبُخُهَا فَتَكُونُ أَصُولُ السَّلَقِ عَرَقَهُ وَكُنَّا  
نَنْصَرِفُ مِنْ صَلَوةِ الْجُمُعَةِ فَنَسَلِمُ عَلَيْهَا فَتُقَرَّبُ ذَالِكَ الطَّعَامَ إِلَيْنَا  
فَنَلْعَقُهُ وَكُنَّا نَتَمَنَّى يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَطْعَامِهَا ذَالِكُنِي هَارِے مسلمانوں میں  
ایک عورت تھی جو نالے کے پانی سے اپنے کھیت میں چند ربوتی۔ تو جب جمعہ کا  
دن ہوتا، چندر کی جڑیں علیحدہ کر کے دیکھی میں ڈالتی اور اس پر ایک مٹھی پھر جو ڈال  
کر تمام کو (نیاز) پکاتی۔ تو چندر کی جڑیں اس میں کوشت کے قائم مقام  
ہوئیں۔ جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تو ہم اس عورت پر السلام علیکم جا  
کہتے۔ تو اس طعام کو وہ ہمارے قریب کر دیتی۔ تو ہم اس کو چاٹ چاٹ کر کھاتے۔  
اور ہر جمعہ کے دن ہم اس کھانے کے متمنی ہوتے۔

اس حدیث شریف سے ایک متبرک دن مقرر کر کے نیاز پکا کر کھانا ثابت ہو گیا۔

(۹)۔۔۔ بخاری شریف میں حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے  
کہ حضور علیہ السلام نے عورتوں کی درخواست پر ایک دن مقرر کر کے انہیں وعظ نصیحت  
فرمائی معلوم ہوا کہ کار خیر کے لئے دن مقرر کرنا جائز ہے۔

(۱۰)۔۔۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت ابی قتادہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام  
سے پیر کے دن روزہ رکھنے کا سوال کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: فِيهِ وَلَدْتُ وَفِيهِ  
أَنْزَلَ عَلَيَّ دَن (سوموار) کو میں پیدا ہوا۔ اور اسی دن مجھ پر قرآن شریف اترا  
شروع ہوا۔ (مشکوٰۃ)

(۱۱)۔۔۔ ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۹۲ میں حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت



ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تَعْرِضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ لَا تُنِيبُ وَالْخَمِيسُ فَاجِبٌ أَنْ يُعْرِضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ پیر اور جمعرات کے دن تمام اعمال دربار الہی میں پیش کئے جاتے ہیں تو میں اس امر کو محبوب جانتا ہوں کہ میرے عمل پیش کئے جائیں اس حالت میں کہ میں روزہ دار ہوں۔

(۱۲)۔۔۔۔۔ ارشاد فرمایا: تَفْتَحُ الْجَنَّةُ كُلَّ اِثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ وَتُعْرِضُ الْأَعْمَالُ فِي كُلِّ اِثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۶۹)

تمام جنت کے دروازے ہر پیر دار اور جمعرات کو کھولے جاتے ہیں۔ اور ہر پیر دار اور جمعرات کو تمام اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱۳)۔۔۔۔۔ ابو داؤد اور نسائی شریف میں اُم سلمیٰؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے مجھے ہر مہینے کے تین دن پیر، منگل، بدھ یا جمعرات، جمعہ، ہفتہ کے دنوں کے روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۱۴)۔۔۔۔۔ دارمی شریف میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے سورۃ ہود جمعہ کے دن پڑھنے کا حکم فرمایا۔

اقْرَأْ وَسُورَةَ هُودٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (مشکوٰۃ)

(۱۵)۔۔۔۔۔ دارمی شریف میں حضرت کھول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو آدمی سورۃ آل عمران جمعہ کے دن پڑھے، فرشتے رات تک اس کے لئے دعا و استغفار کرتے رہتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۱۶)۔۔۔۔۔ حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو آدمی جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھے۔ دو جمعوں تک اس کے دل میں نور و ہدایت ایمان روشن رہتا



دی۔ اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان سے نجات پا کر جو دی پہاڑ پر ٹھہری۔ الغرض یہ دن تمام انبیاء علیہم السلام کے لئے انعامات اور عنایات الہی کا دن ہے۔

اسی دن (دسویں تاریخ کو ہی) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند جلیل حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیے میں بہشتی دنبہ آیا۔ انوار الہی نازل ہوئے۔ اسی دن دسویں محروم اور گیارہویں رات کو ہی امام عالی مقام سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رفیقوں سمیت میدان کربلا میں مرتبہ شہادت سے مشرف ہوئے۔ (ملخصاً از کتاب غیۃ الطالبین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

ہم مانعین کیا رہویں شریف سے پوچھتے ہیں کہ جب حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دن مقرر کر کے استغفار کی نماز پڑھنا، وعظ و نصائح کرنا اور سفر کے لئے دن مقرر کرنا اور دن مقرر کر کے اہل اسلام کی ضیافتیں وغیرہ کرنا اور مساکین کو کھانا کھلانا، خاص ایام میں خاص سورتوں کا پڑھنا۔ روزے رکھنا اور درود شریف کثرت سے بھیجنے کے لئے جمعہ کے دن کی تخصیص فرمانا تمام باتیں بوجہ احسن ثابت ہیں تو پھر دن مقرر کر کے گیارہویں شریف کی فی سبیل اللہ نیازا اور مساکین کے کھانا کھلانے کو وہ کس دلیل سے ناجائز اور حرام قرار دیتے ہیں۔

(۱۹)۔۔۔۔۔ تمام فرائض و احکام اسلام، نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ وغیرہ دن اور وقت مقررہ پر ادا کئے جاتے ہیں۔

(۲۰)۔۔۔۔۔ دن مقرر کر کے نذر و نیاز دینے سے بہت سے مساکین اور اہل اسلام اکتھے سو جاتے ہیں جن کے باہمی ملاپ اور فیض صحبت سے ایک دوسرے کو دینی اور دنیاوی



فَوَافِدٌ حَاصِلٌ هُوْنِ كَعِلَاوَهُ دَعِيْثُ شَرِيْفٍ وَجَبَتْ مُحِيْثِيْ لِّلْمُتَحَابِّيْنَ فِيْ

وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيْ وَ الْمُنْتَزَاوِرِيْنَ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيْ (مشکوٰۃ بحوالہ موطا شریف)

یعنی واجب ہو گئی میری محبت واسطے ان لوگوں کے جو آپس میں صرف  
میرے لئے ہی محبت کرتے میرے لئے ہی باہم ملکر بیٹھتے اور صرف میرے لئے ہی  
ایک دوسرے کی زیارت کرتے اور میرے واسطے ہی آپس میں لیتے دیتے یعنی خرچ  
کرتے ہیں۔ پر بھی بوجہ احسن عمل ہو جاتا ہے

(۲۱)۔۔۔۔۔ تمام قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں کہیں ایک جگہ بھی حکم نہیں ہے کہ کار  
خیر کے لئے دن مقرر کرنا جائز ہے۔

(۲۲)۔۔۔۔۔ دن مقرر کر کے مذرونیاز دینے سے کھانا کھانے کے لئے فقراء و مساکین  
خود بخود جمع ہو جاتے ہیں۔ اور مجلس ذکر میں شمولیت اور وعظ و نصیحت سننے کے لئے  
اہل اسلام جمع ہو جاتے ہیں۔

(۲۳)۔۔۔۔۔ دن مقرر کر کے مذرونیاز دینے سے عمل خیر پر مداومت مقصود ہوتی ہے  
جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ أَنْتُمْ مَهَاوِ انَّ قُلَّ  
(مشکوٰۃ بحوالہ البخاری و صحیح مسلم شریف)

یعنی محبوب ترین عمل خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ  
تھوڑا ہو۔ اور نیز فرمایا عِبَادَ اللَّهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ لَقَوْمٍ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ  
قِيَامَ اللَّيْلِ (مشکوٰۃ شریف متفق علیہ)

اے عبد اللہ! تم فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا کہ اس نے رات کو نفل  
پڑھنے کی عادت ڈال کر ترک کر دی۔ دیکھئے رات کا قیام اگرچہ فرض واجب نہ تھا

مگر شروع کر کے چھوڑ دینا معیوب ٹھہرا۔ پس اسی پر ایصال ثواب کی غرض سے عمل گیا رہویں شریف اور عرس شریف کو بھی سمجھنا چاہئے۔ مگر یاد رہے کہ ہمارا یہ اعتقاد ہرگز نہیں ہے کہ دن مقرر کرنا فرض ہے یا واجب ہے اور دن مقرر کئے بغیر دوسرے دنوں میں نذر و نیاز اور عمل خیر قبول ہی نہیں ہوتا بلکہ ہمارا اعتقاد ہے کہ جس دن بھی فی سبیل اللہ نذر و نیاز دی جائے۔ یا اعمال صالح کئے جائیں خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور ہماری فلاح کا باعث ہیں ہم اسے ایک امر مستحسن جانتے ہیں۔ کیونکہ تمام سلف صالحین نے اسے اچھا جان کر اس پر مداومت فرمائی ہے جیسا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فتاویٰ عزیزی شریف میں فرماتے ہیں۔ کہ عرس کا دن اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ وہ ان کے وصال کے لئے یادگار ہو۔

اور ایسے ہی حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی پیر و مرشد علمائے دیوبند رحمۃ اللہ علیہ بھی فیصلہ نعت مسئلہ صفحہ ۸ تا ۱۰ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ رہا تعین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوئی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہوا اس وقت وہ یاد آ جاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے۔ نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا پس اسی مصلحت کی بناء پر بھی گیارہویں اور اعراس وغیرہ کے لئے دن مقرر کیا جاتا ہے۔

اب ہم دن مقرر کرنے کے جواز کے متعلق جناب مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار الحمد یث امرتسر کا فتویٰ نقل کرتے ہیں، اُمید ہے کہ اس میں محافل ذکر مولود شریف وغیرہ کو بدعت کہنے کا جواب بھی آ جائے گا۔

(اخبار الحمد یث امرتسر ۲۰ اگست ۱۹۳۷ء صفحہ ۱۳ صفحہ فتاویٰ)

## دن مقرر کرنے کے جواز میں مولوی ثناء اللہ

### صاحب کافتویٰ

سوال نمبر ۲۲۳ مدرسہ دانشمندیں و کتب خانے قائم کرنے اور ان کا نام رکھنا جیسے دارالعلوم مطلع العلوم - مدرسۃ الہدیث - انجمن الہدیث - آل انڈیا الہدیث کانفرنس آل انڈیا مومن کانفرنس - اتحاد المسلمین، جمعیتہ العلماء سعیدیہ لائبریری، اسلامیہ لائبریری و امثالہا اور ان ناموں کے سائن بورڈ لگانا اور ان کے متعلق سالانہ مقررہ و غیر مقررہ جلسے اور ان کے اشتہار دینا، ڈھنڈورا پیٹنا۔ لوگوں کو بلانا اور ریزولوشن، میموریل ضیافت شامیانہ، فرش روشنی، زمینت، اسٹیج، پنڈال وغیرہ بنانا اور ناظم اور خزانچی و صدر و ممبر وغیرہ مقرر کرنا اور ان کے لئے دستور العمل بنانا۔ اور لوگوں کو ان کا پابند کرنا، تعلیم و تقریر، کتب بنی کے لئے اوقات مقرر کرنا۔ تقریر اور امثالہا میں صدر کی اجازت ہدایت کار لوگوں کو پابند کرنا اور ان میں غیر مسلمین کو شریک کرنا ثابت و جائز ہے یا نہیں؟

جواب نمبر ۲۲۳: یہ تمام امور بہ نیت خیر کرنے جائز ہیں۔ دَرُوْنِی مَاتَر کُھُکُم وَلِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْاَعْمَالُ بِالْاِنْتِظَارِ اِی اصول کے مطابق بزم غوثیہ بزم چشتیہ وغیرہ بنا کر بزرگان دین کے عرس شریف میلاد النبی اور گیارہویں شریف کے جلسے دن اور وقت مقرر کر کے کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ماثبت بالسنۃ میں دن مقرر کرنے کے متعلق لکھتے ہیں۔

اِنَّمَا هُوَ مِنْ مُسْتَحْسَنَاتِ الْمَخَارِجِ دِن مقرر کرنا علما متاخرین کے نزدیک مستحسن ہے۔ واللہ اعلم وعلما تم۔

## ۳۔ فاتحہ و ختم بر طعام

طعام کو سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ و ختم یعنی آیات قرآنیہ و کلمات طیبات کا پڑھنا جائز ہے باعث ثواب اور سنت نبوی ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتے ہیں۔ خذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَلَقَةً تَطْهَرُ بِهِمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ۔

(پا اسورہ توبہ، آیت)

ترجمہ: ان کے مال سے خیرات لے کر پاک کرے ان کو یعنی طاہر اور پاکیزہ کرے تو ان کو ساتھ اس کے یعنی باطن میں اور دعاء خیر بھیج اوپر ان کے تحقیق دعا خیر تیری تسکین ہے واسطے ان کے۔ (مطابق ترجمہ شاہ رفیع الدین دہلوی)

اس آیت شریفہ کے تحت میں امام بخاری علیہ الرحمۃ باری بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن ابی ادنیٰ سے روایت لاتے ہیں۔ کہ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آتَاهُ قَوْمٌ بِصَلَقَتِهِمْ صَلَّى عَلَى إِبْنِ عَمْرِو بْنِ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي عَادَتِ شَرِيفَتِي تَحِيَّ كَيْ جَبَ كُوْنِي شَخْصَ آفِ كَيْ پَاسْ صَدَقَ لَ كَرِ آتَاوْ آفِ فَرَمَاتَ اے اللہ فلاں کی اولاد پر مہربانی فرما (چنانچہ) جب میرے والد آپ کے پاس صدقہ لے کر آئے تو آپ نے فرمایا اے اللہ تعالیٰ ابی ادنیٰ کی اولاد پر مہربانی فرما۔ مشکوٰۃ شریف باب معجزات میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہ انصاری خاوند والدہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام کی بھوک کی وجہ آواز ست پا کر اپنی بیوی اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اگر تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے تو لاؤ۔ چنانچہ انہوں نے کچھ جو کی روٹیاں ایک



کپڑے میں لپیٹ کر حضرت انس کے حوالے کیں۔ اور وہ ان روٹیوں کو اس مسجد میں جو غزوہ خندق میں حضور نے نماز پڑھنے کے لئے بنائی تھی لے گئے۔ اور بعد سلام حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور یہ روٹیاں ابو طلحہ نے بھیجی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اس وقت بہت سے لوگ موجود تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ سب لوگ میافت کھانے کے لئے ابو طلحہ کے گھر چلیں چنانچہ آپ ابو طلحہ کے گھر تشریف لے گئے۔ اُم سلیم نے روٹیاں پیش کیں۔ حضور نے ان کو کھڑوا کر یعنی ریزہ ریزہ کر دیا کہ ان میں گھر کا کیا بچہ دایا اور مالیدہ بنوایا۔ ثُمَّ دَعَا فِيهِ بِالْبَرَكَةِ فَعَادَ كَمَا كَانَ فَقَالَ ذُؤْنُكُمْ هَذَا (صحیح مسلم شریف) ”یعنی پھر اس پر برکت کے لئے دعا فرمائی۔“ اور پھر دس دس آدمیوں کو بلا کر کھانا شروع کیا۔ حتیٰ کہ اسی (۸۰) آدمی کھا گئے۔ یا اس سے زیادہ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود تناول فرمایا۔ اور ابو طلحہ کے تمام گھر والوں نے بھی کھالیا۔ مگر کھانے میں پہلے سے ذرا بھی کمی واقع نہ ہوئی۔

مظاہر الحق شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھانے پر ان الفاظ میں دعا فرمائی بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَعْظِمْ فِيْهَا الْبَرَكَهَ لَعَنِيَ اللّٰهُ كَرِيْمُ اس کھانے میں زیادہ برکت عطا فرما۔

مسند رک حاکم جلد ۲ صفحہ ۳۱۷ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُم المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ حضرت اُم سلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پتھر کا ایک پیالہ میٹھے دلیے سے بھر کر بھیجا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جا اور مسلمانوں میں سے جو آدمی

بھی تجھے مل جائے اسے بلا کر لے آ۔ میں گیا اور جو آدمی بھی مجھے ملا۔ بلا لایا۔  
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي اطْعَامٍ وَدَعَا فِيهِ  
وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ قَالَ فَجَعَلُوا يَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم نے اپنا دست اقدس کھانے پر رکھا۔ اور اس پر دعا فرمائی۔ اور فرمایا۔  
ما شاء اللہ فرمایا پھر تمام لوگ اس دلیے سے کھا کر سیر ہو کر کھاتے جاتے تھے اور  
نکلنے جاتے تھے۔ اس حدیث شریف سے کھانا سامنے رکھ کر اس پر دعاء خیر کرنا  
ثابت ہو گیا۔

ابو داؤد نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رو برو ایک  
شخص نے بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا کھایا۔ پس جب ایک لقمہ باقی رہ گیا تو بِسْمِ اللّٰهِ  
مِنْ اَوَّلِهِ وَآخِرِهِ کھ کر اس کو منہ میں رکھ لیا۔ اس بات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو  
ہنسی آ گئی۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ اس کے ساتھ شیطان کھانا تھا۔ جب اس نے بسم اللہ  
پڑھی تو شیطان نے جو کچھ کھلایا تھا کھڑے ہو کر قے کر دیا۔

اسی طرح صحیح مسلم شریف میں روایت ہے کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی  
جائے اس میں شیطان کا حصہ ہو جاتا ہے۔

مقام غور ہے کہ جب قرآن شریف کی ایک آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم  
(پ ۱۹ سورہ نمل آیت ۳۰) کا پڑھنا کھانے پر جائز اور ضروری ہوا تو دوسری قرآنی  
آیت جو فاتحہ میں پڑھی جاتی ہیں۔ کیوں ناجائز اور بدعت ہوں گی؟

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ



غزوہ تبوک میں جب لوگ بھوک سے بڑھال ہو گئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام سے دعا کرانی چاہی۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو جو کسی کے پاس بچا ہوا ہے تھوڑا بہت کھانا موجود ہو لے آئے۔ چنانچہ ایک چمڑے کے دسترخوان پر کسی نے مٹھی جوار۔ کسی کے مٹھی کھجور اور کسی نے روٹی کے ٹکڑے لا کر جمع کر دیئے۔ فَلَمَّا رَسُوهُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّبِیِّۤہِ۔ یعنی پھر حضور علیہ السلام نے کھانے پر دعا فرمائی۔ چنانچہ تمام لوگ اپنے برتن بھر بھر کر لے گئے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ الملععات شرح مشکوٰۃ شریف جلد ۴ ص ۵۹۱ میں اس حدیث شریف کی شرح میں لکھتے ہیں۔ ”لشکر وغزوہ تبوک گفتہ اند کہ بصد ہزار رسیدہ بود“۔ یعنی اس موقع پر پورے ایک لاکھ صحابہ کرام موجود تھے۔ جن کے سامنے حضور علیہ السلام نے کھانا آگے رکھ کر اس پر دعا فرمائی۔

پس ان احادیث کریمہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ السلام نے کھانے پر دعا مانگی ہے۔ ہاں حضور علیہ السلام نے وہ دعا فرمائی جس کی آنجناب کو ضرورت تھی۔ مگر ہم وہ دعا مانگتے ہیں۔ جس کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے۔ مگر نفس دعا میں دونوں برابر ہیں۔ باقی رہا ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا ثبوت۔ سو جامع صغیر علامہ جلال الدین سیوطی میں حدیث ہے۔ اِنَّهُ كَانَ اِذَا دَعَا جَعَلَ بَطْنَ كَفِّهِ اِلَى وَجْهِهِ۔ یعنی جب حضور علیہ الصلوٰۃ السلام فرماتے تو ہاتھ اٹھانے میں اپنے ہاتھ کی ہتھیلی اپنے چہرہ مبارک کی طرف کرتے۔ پس اس قولی اور فعلی دعا میں ہاتھ اٹھانا بھی ثابت ہو گیا ہے۔“ (اللہ اعلم بالصواب)

## مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی سے

### فاتحہ برطعام کا ثبوت

فرماتے ہیں۔ ”پس وہ مرتبہ درود خواندہ تمام کنند و بعد ر سے شیرینی فاتحہ  
نیام خواجگان چشت عموماً بخواتند حاجت از خدا تعالیٰ سوال نمایند۔“ یعنی اس کے بعد  
دس دفعہ درود شریف پڑھ کر اور کچھ شیرینی پر خواجگان چشت کے نام کی فاتحہ پڑھیں۔  
اور اپنی حاجات کے رفع ہونے کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کریں۔

(انتباہ فی سلاسل اولیاء صفحہ ۱۰۰)

پھر زیدۃ الصالح شریف صفحہ ۱۳۲ میں فرماتے ہیں۔ ”اگر طیدہ و شیرینج بقاء  
فاتحہ بزو گے لقمہ ایصال ثواب بروح ایساں بخوراند مقائقہ تیسست جائز است و طعام  
مذرا اللہ اختیار را خوردن جلال نیست۔ اگر فاتحہ بنام بزو گے داوہ شاپس اغنیاء را ہم  
خودون و آں جائز است۔“ اگرچہ چورمہ یا کھیر وغیرہ پر کسی بزرگ کی روح کے  
ایصال ثواب کے لئے فاتحہ پڑھ کر کسی کو کھلا دیں کوئی حرج نہیں ہے۔ نیز خدا تعالیٰ  
کی نیاز کا کھانا صرف مساکین کو اور کسی بزرگ کا فاتحہ، کھانا امیروں اور غریبوں  
سب کو کھانا جائز ہے۔

## مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی سے

### کھانے پر دعا مانگنے کا ثبوت

فرماتے ہیں۔ (۱) حضرت امیر و ذریعہ طاہرہ اور تمام امت بر مثال  
پیراں و مرشداں پرستند و امور نکوینہ را وابستہ ایساں دانتند۔ و فاتحہ و درود و  
صدقات و نذر بنام ایساں رائج و معمول گردید۔ چنانچہ امیر المؤمنین جناب علی

کرم اللہ وجہہ اور حضور کی اولاد مطہرہ کو تمام اُمت خیر لہ پیروں اور مرشدوں کے جانتی اور امور مکتوبہ کو اُن سے وابستہ جانتی ہے اور لوگ فاتحہ، درود، نذرو صدقات وغیرہ اُن کے نام دیتے ہیں چنانچہ دوسرے اولیاء کرام کے ساتھ بھی لوگ یہی معاملہ کرتے ہیں۔

(۲)۔۔۔ اور پھر سوالات عشرہ محرم کے سوال نہم کے جواب میں لکھتے ہیں۔ ”طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نما سجد و بر آں فاتحہ و قل و درود خواند تیرک می شود و خوردن آں بسیار خوب است۔“ یعنی جس کھانے اور نیاز کا ثواب حضرت امامین علیہم السلام کے ارواح طیبہ کو بخشیں اور اس پر فاتحہ و قل و درود پڑھیں تو وہ کھانا متبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت بہتر ہے۔ (فتاویٰ عزیزی جلد اول ص ۵)

(۳)۔۔۔ نیز تفسیر عزیزی شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ”چنانچہ قل و درود خواندن طریق متعین است۔ برائے رسانیدن ماکولات و مشروبات بارواح“ یعنی اسلام میں قل شریف اور الحمد شریف پڑھ کر کھانے اور شربت وغیرہ کا ثواب اموات کو پہنچانے کا طریقہ متعین اور مقرر ہے۔

### مولوی اسمعیل صاحب دہلوی سے

#### فاتحہ بر طعام کا ثبوت

صراط مستقیم صفحہ ۶۲ میں لکھتے ہیں۔ ”پندارند کونفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست۔ چہ ایں معنی بہتر و افضل۔ الخ (ترجمہ) یہ نہ سمجھیں کہ مردوں کے لئے طعام اور فاتحہ خوانی کے ذریعے سے نفع پہنچانا درست نہیں۔ بلکہ ایسا کرنا بہتر اور افضل ہے۔“

تفسیر مدارک معالم بیضاوی اور کبیر میں روایت ہے کہ نماز ظہر کے وقت ایک سائل نے مسجد نبوی میں آ کر سوال کیا جب اسے کچھ نہ ملا تو آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ یا اللہ تو کواہ رہتا کہ میں نے مسجد نبوی میں سوال کیا۔ اور محروم رہا۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اُس وقت رکوع میں تھے اپنا دایاں ہاتھ اُس کی طرف کر دیا۔ اُس نے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے سامنے ہی انگلی آپ کے دست اقدس سے اُتار لی۔ اللہ کریم نے یُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ (پ ۶ سورہ مائدہ آیت ۵۵) یعنی دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ رکوع کرنے والے ہیں کے ارشاد عالی سے آپ کی تعریف فرمائی۔ اس سے ثابت ہوا کہ جب حالت نماز میں جب کہ کسی قسم کی غیر حرکت کرنی منع ہے۔ جمع بین العبادتین جائز ہے تو خارج از نماز بھی تلاوت قرآن مجید دعا تقسیم شیرینی اور طعام جو بصورت ختم مرقع ہے جائز ہوگا۔ اور یوں بھی قرآن شریف کی تلاوت مومنوں کیلئے باعث رحمت اور شفاء ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا (اسرائیل: ۸۲) ہم نے قرآن شریف ایمانداروں کے لئے شفا اور رحمت بنا کر نازل کیا۔ اور نہیں ہے زیادتی کرنے والوں اور ظالموں کے لئے مگر نقصان۔ قرآن شریف کے کھانے پر پڑھنے سے اس میں شفاء اور برکت حاصل ہوتی ہے۔ کھانا مفید اور بے ضرر ہو جاتا ہے۔ ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنے سے وہ شیطان کی دست برد سے پاک ہو جاتا ہے تو پھر قرآن شریف کی دوسری آیات فاتحہ وغیرہ تلاوت کرنے سے کھانا کس طرح ناجائز ہو جائے گا بلکہ صدقات و خیرات



پرفاتحہ اور قرآن شریف پڑھنے سے روکنا زندوں اور مردوں سے ظلم کرنا اور ان کے حقوق دعائے خیر اور ایصال ثواب کو بند کرنا ہے جو سراسر زیادتی ہے۔  
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ نیز پروردگار عالم قرآن شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

اُجِيبْ دَعْوَةَ الدّٰعِ اِذَا دَعَاۤنِ ۔ (پ ۲ سورہ بقرہ آیت)

یعنی پہنچتا ہوں پکارنے والے کی پکار کو جس وقت مجھے پکارتا ہے۔

(ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب)

اس آیت شریفہ میں جب ہر وقت دعا مانگنے کی اجازت ثابت ہے تو کوئی آدمی اگر تیجہ چہلم عرس شریف اور گیارہویں شریف کے دن کھانے یا شیرینی پر دعا کرے گا تو کیوں جائز نہ ہوگی؟ نیز رب العزت فرماتے ہیں: وَاسْتَغْفِرْ لِنَفْسِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اے محبوب محترم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاص و عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔ اس آیت شریفہ میں مومنین سے زندہ اور مردہ دونوں مراد ہیں اور ہر جگہ استغفار زندوں اور مردوں دونوں کے لئے درست ثابت ہوا۔

تمام قرآن پاک اور حدیث شریف میں کہیں بھی کھانے پر دعا نہ مانگنے کا حکم نہیں بلکہ خواہ مخواہ منع کرنا بھی جائز اور درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم  
(ف)۔۔۔۔۔ یاد رہے کہ کھانے پر دعا مانگنا مستحب ہے واجب نہیں۔

مزارات اولیاء اللہ یا بزرگوں کی درگاہوں میں حاضر ہو کر  
قربانی کرنے یا مانی ہوئی نذر ادا کرنے کا ثبوت

مشکوٰۃ شریف باب النذور میں بحوالہ ابو داؤد حضرت ثابت بن ضحاک

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے زمانہ مبارک میں ایک شخص نے نذر مانی تھی کہ وہ ایک اونٹ مقام بوانہ پر (جو کہ مکہ معظمہ کے نیچے ایک گاؤں ہے) جا کر قربانی کرے گا۔ چنانچہ وہ شخص حضور علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور اس کی اجازت چاہی۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا وہاں زمانہ جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت ہے۔ جواب تک پوچھا جاتا ہے؟ عرض کیا نہیں۔ پھر فرمایا کیا وہاں زمانہ جاہلیت کے شرکوں کا میلہ ہوتا ہے؟ جیسا کہ وہ کیا کرتے تھے۔ عرض کیا نہیں۔ یہ سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا:

أَوْفِ بِنَذْرِكَ فَإِنَّهُ لَا وَقَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ وَلَا فِيمَا لَا

يَمْلِكُ إِلَهٌ إِلَّا نَذْرُكَ پوری کر اس لئے کہ وہ نذر پوری نہیں ہونی چاہئے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی لازم آئے۔ اور نہ وہ نذر جس پر انسان اور طاقت نہ رکھتا ہوں۔

ف: مثلاً اگر کوئی نذر مانے کہ میں فلاں ولی کے مزار پر بیٹے کی قربانی دوں گا۔ یا رنڈی نچاؤں گا۔ یا آتھبازی چھوڑوں گا۔ تو یہ نذر بوجہ معصیت ممنوع ہوگی۔ ہاں اگر کوئی یہ نذر مانے کہ میں فلاں درویشوں یا فلاں مزار کے فقراء کو فی سبیل اللہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کھانا کھلاؤں گا۔ تو یہ نذر ہر طرح سے جائز ہے۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی انھاس العارفین شریف میں لکھتے ہیں۔ ”حضرت ایشان یعنی آپ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم ورقصبہ ڈانہ بزیارت مخدوم اللہ ویا رفتہ بود شب ہنگام بود، در آں فرمود کہ مخدوم ضیافت مائے کشند۔ وے کوئند کہ چیزے خوردہ روید توقف کروند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد و ملال بر یاراں غالب آمد۔



آنگاہ زنے بیاد طبق برنج و شیرینی بر سر و گفت کہ نذر کردہ بود کہ زوج من بیاد۔  
ہاں ساع ایں طعام لچہ بہ نشیندگان درگاہ مخدوم اللہ دیار سائیم دریں وقت آمد۔  
ایضائے نذر کردم و آرزو کردم کہ کسے آنجا شتا تاول کند۔

ترجمہ: ایک دفعہ والد ماجد تہبہ ڈانہ میں مخدوم اللہ دیا صاحب کی زیارت کے  
لئے تشریف لے گئے۔ رات کا وقت تھا۔ والد صاحب نے فرمایا کہ مخدوم ہمارے  
ضیافت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھانا کھا کر چلے جانا۔ ہم ٹھہر گئے۔ حتیٰ کہ  
لوگوں کی آمد و رفت بند ہو گئی زیادہ دیر ہو جانے کی وجہ سے دوستوں کو ملال پیدا  
ہوا۔ اس وقت ایک عورت چاولوں اور شیرینی کا تھال سر پر رکھے ہوئے آئی اور کہا  
میں نے نذر مانی تھی کہ جب میرا خاوند آئے گا تو کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیا کے  
درباریوں کو کھلاؤں گی۔ اس وقت میرا خاوند آیا میں نے نذر پوری کر دی۔ خیال  
تھا کہ اگر کوئی وہاں ہوگا کھالے گا۔

### مزارات اولیاء اللہ یا قبرستان

#### میں وعظ کرنے ثبوت

وعظ و ہدایت کرنا امر الہی اور بذات خود ایک مستحسن اور مقبول فعل ہے۔  
اور دن مقرر کر کے وعظ و ہدایت کرنے کا ثبوت بروایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ بحوالہ بخاری و مسلم شریف باب تعین الیوم میں پیچھے لکھا جا چکا ہے۔ ہاں  
اگر کوئی اعتراض کرے کہ بزرگان دین کے مزارات مقدسہ پر اعراس وغیرہ کے  
دنوں میں اکٹھے ہو کر وعظ و نصیحت و مسائل وغیرہ کرنے کا تمہارے پاس کیا ثبوت ہے  
تو ہم کہیں گے کہ بخاری شریف مطبع مجبائی صفحہ ۱۸۲ باب مَوْعِظَةُ الْمُحَلِّثِ عِنْدَ

الْقَبْرِ وَقَعُودِ أَصْحَابِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ امير المؤمنين حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ  
الکریم سے روایت ہے کہ ہم بھیج غرقد میں ایک جنازہ میں تھے پس ہمارے پاس نبی  
کریم صلی اللہ علیہ وسلم آ کر بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے گردا گرد بیٹھے ہیں اور آپ کے  
پاس ایک چھڑی تھی جس کو زمین پر ٹکا کر سر جھکا لیا اور اپنی چھڑی سے زمین کو کرینا  
شروع کیا۔ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَوْ مَا نَفْسٍ مَنْقُوسَةٍ إِلَّا كُتِبَ مَكَامُهَا  
مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةٌ أَوْ سَعِيدَةٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
أَفَلَا تَكِلُ عَلَيَّ كِتَابَنَا وَنَدْعُ الْعَمَلَ فَمَنْ كَانَ أَهْلًا لِلْإِسْعَادَةِ  
فَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ  
فَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَيَصِيرُونَ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا أَهْلُ  
الشَّقَاوَةِ فَيَصِيرُونَ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَأَ قَائِمًا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى الْحُحُ  
یعنی تم میں سے کوئی نہیں جس کا ٹھکانہ جنت و دوزخ سے لکھا گیا اور تحقیق لکھا گیا  
ہے اس کا شقی یا سعید ہونا تب ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کیا پس نہ بھروسہ کر لیویں ہم اپنے نوشتہ پر اور چھوڑ دیویں ہم عمل کو، پس جو شخص  
ہم سے اہل سعادت سے ہوگا پس عنقریب اہل سعادت کے عمل کو پہنچے گا۔ پس  
فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیکن اہل سعادت پس آسان کئے جاویں  
گے واسطے عمل سعادت کے اور لیکن اہل شقاوت پس آسان کئے جاویں گے  
واسطے عمل شقاوت کے۔ پھر پڑھا۔ قَائِمًا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى الْحُحُ (رواہ البخاری)  
اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ کیا رھویں شریف بدعت ہونے کی وجہ سے  
ناجائز ہے تو ہم کہیں گے کہ بُری بدعت سے مراد وہ بُرے عقیدے ایجاد کرنا ہے

جو کہ دین اسلام اور سنت کے مخالف یا مزاحم ہوں اور اس کی اصل قرآن شریف اور حدیث پاک میں نہ پائی جائے۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام فرماتے ہیں۔  
 مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔ (بخاری و مسلم روایت  
 عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) یعنی جو شخص ہمارے دین میں کوئی ایسی بات نکالے جو اس  
 میں موجود نہ ہو تو وہ مردود ہے۔

اسی لئے مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ نکالنا اُس چیز کا کہ مخالف  
 کتاب اور سنت کے نہ ہو بُرا نہیں چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا ارشاد ہے۔  
 مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً حَسَنَةٌ فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ۔ الخ  
 (مشکوٰۃ باب العلم بحوالہ مسلم) یعنی جو آدمی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے  
 اُس کو اس کا ثواب ملے گا اور اُن کا بھی جو کہ اس کے بعد اس پر عمل کریں گے۔ مگر  
 اُن کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا۔ اسی طرح اس کے برعکس برا طریقہ جاری کرنے  
 والے کو گناہ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اسلام میں کار خیر ایجاد کرنا ثواب کا باعث ہے اور بُرا  
 کام نکالنا گناہ کا سبب ہے۔ چنانچہ حدیث وَكُلُّ بِلْدَةٍ ضَلَالَةٍ۔

(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یعنی جو بدعت ہے گمراہی ہے کے یہی معنی ہیں کہ جو بدعت قرآن  
 حدیث کے مخالف ہو۔ (مظاہر الحق) ورنہ مطلق بدعت تو مستحب و سنت بلکہ  
 واجب ہوتی ہے۔

حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی نسبت  
 فرماتے ہیں۔ نَعَمْ الْبِلْعَةُ هِيَ (بخاری عن عبد الرحمن) یہ اچھی بدعت ہے۔

حالانکہ تراویح سنت مؤکدہ ہے جس کی اصل شرح سے ثابت ہو وہ ہرگز بدعت  
قبیحہ نہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ مَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ  
وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (پ ۲۸ س حشر آیت ۷) یعنی جو چیز تمہیں رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمادیں اُس کو ضرور لو اور جس چیز سے منع فرمائیں۔ اُس  
سے ضرور باز رہو۔ یعنی مرکرو۔ اس کی شرح حدیث شریف میں یوں فرمائی۔  
الْحَلَالُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَمَا  
مَسَّ عَنْهُ فَهُوَ مَاعْفَى عَنْهُ (ترمذی شریف) جو چیز اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب  
میں حلال فرمادی۔ وہ حلال ہے اور جو حرام فرمادی وہ حرام ہے اور جس چیز کے  
متعلق کچھ نہ فرمایا وہ معاف ہے یعنی کرنا نہ کرنا برابر ہے۔ اسی کو مباح کہتے ہیں۔  
دیکھئے قانون کالفظ یہ ہے۔ ”مَانَهَكُمْ“ اور ”مَا حَرَّمَ اللَّهُ“

اور گیارہویں شریف کی غرض و غایت محض ایصالِ ثواب ہے جس کا  
ثبوت قرآن شریف اور حدیث پاک میں موجود ہے تو پھر اس پر بدعتِ سیئہ کا  
اطلاق کس طرح جائز ہوگا۔ اور اس کے مجوزینِ نفوذ باللہ مشرک کیوں ہونگے؟  
جیسا کہ حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی ایڈیٹر اخبار تنظیم الجہدیت نے کسی سائل کے  
فتویٰ پوچھنے کے جواب میں عاملِ نیاز گیارہویں شریف کو مشرک ٹھہرایا ہے۔

### حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی کا فتویٰ

(۳)۔ اگر واقع بالکل سچ ہے تو اُس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ لڑکا بھی گیارہویں  
دیتا اور کھاتا ہے تو وہ مشرک ہے اور مشرک کے ساتھ نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔

(اخبار تنظیم الجہدیت روپڑ صفحہ ۵۔ ۱۵ فروری ۱۹۳۰ء)



مولوی رشید احمد صاحب دیوبندی فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۹۵ میں لکھتے ہیں۔ ”گیارہویں حرام ہے۔“ (قرآن پڑھا ہوا یا صدقہ) ایسے عقائد فاسد موجب کفر ہیں۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو محض فروعات کی بناء پر باہمی تکفیر اور تفرقہ بازی سے محفوظ رکھے۔ آمین بحرمت سید المرسلین

نیز جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے زمانہ مبارک کے بعد امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ مبارک کی پہلی اذان بڑھا دی۔ (دیکھو بخاری شریف کتاب الجمعہ بروایت سائب بن یزید) اور اسی طرح نماز تراویح باقاعدہ اور باجماعت حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے بعد امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مبارک میں قائم ہوئی۔

(دیکھو بخاری شریف و دیگر کتب حدیث)

پس اسی اصول کے مطابق نیاز گیارہویں شریف کی مالی عبادت کو بھی قیاس کر لو جس کا مقصود محض ایصال ثواب ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّرَافِ۔

ماخوذ از کتاب ”گیارہویں شریف“

تصنیف لطیف حضرت فقیر محمد علم الدین چشتی صابری قادری

## دوستی کا معیار

نَحْمَلُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَوْلِيُّ لِلَّهِ  
 الْعَلَمِينَ آغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
 وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 وَعَلَى الْكَوَاصِبِ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ  
 فَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَالْفَرْقَانِ الْحَمِيدِ  
 وَالْبَرَهَانَ الرَّشِيدِ وَيَوْمَ يَعْصِي الظَّالِمُ عَلَى يَلِيهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ  
 الرَّسُولِ سَبِيلًا يَوْمَئِذٍ لَمْ أَخَذْ قُلَانَا خَلِيلًا

احبابِ ذی وقار اللہ جل شانہ کی حمد و ثناء اور حضور نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 ذاتِ بابرکات پر ہدیہ درود و سلام عرض کرنے کے بعد آج کی اس مختصر سی پروقار ریزم  
 سعید میں محفلِ پاک میں چند کلمات آپ کے کوشِ گزار کروں گا قبلہ حضرت ڈاکٹر  
 صاحبِ دامت برکاتہ العالیہ نے حکم فرمایا تھا کہ حضرت سرکارِ غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ  
 کی سیرت مبارکہ پر کچھ عرض کروں لیکن آج میں معذرت خواہ ہوں پھر کبھی انشاء اللہ  
 موقع ملا تو اس موضوع پر عرض کروں گا۔ آج اس بات پر کچھ عرض کروں گا کہ  
 انسان کو دوستی کس بندے کے ساتھ رکھنی چاہئے۔ دوستی کا معیار کیا ہے کہ جب  
 ایک انسان کسی سے دوستی کرتا ہے تو وہ اس میں احتیاط نہیں کرتا کہ وہ کس بندے  
 کے ساتھ دوستی کر رہا ہے اپنا تعلق کس بندے کے ساتھ قائم کر رہا ہے میرا بیٹھنا اور



اٹھنا کس بندے کے ساتھ ہے۔ خالق کائنات جل شانہ نے ایک مثال قرآن مجید میں دوستی سے متعلق بیان فرمائی عتبہ بن ابی معیط سرکارِ دو عالم شفیع معظم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کبھی کبھی آ کر بیٹھا کرتا تھا اس کی دوستی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی تھی اور دوسری طرف اس کی دوستی امیہ بن خلف کے ساتھ بھی تھی ایک روز اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج میں نے کچھ بندوں کی اپنے ہاں دعوت کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس دعوت میں تشریف لے آئیں اس پر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے عتبہ بن معیط میں تیرے گھر میں دعوت پر صرف ایک شرط پر آ سکتا ہوں کہ تو میری رسالت کا بھی اقرار کر لے اور میرے رب کی توحید کا بھی اقرار کر لے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ جواب سن کر وہ اس بات پر راضی ہو گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آتا ہوں اور اس نے کلمہ شریف پڑھ لیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے گھر دعوت پر تشریف لے گئے اس کے دو چار دن بعد امیہ بن خلف نے عتبہ بن معیط سے کہا کہ تو ایک طرف تو میرا دوست ہے اور دوسری طرف تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوستی بنا بیٹھا ہے یہ تیرا قدم صحیح نہیں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوستی ترک کر دے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو تو نے اپنا تعلق قائم کر لیا ہے اس کو ختم کر دے اس کو چھوڑ دے اس پر عتبہ بن ابی معیط نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی دوستی ختم کر لی۔ مرتد ہو گیا تو خالق کائنات جل شانہ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا وَيَوْمَ يَعْصِي الظَّالِمُ عَلَىٰ نَجْوَاهُ يَقُولُ يَلَيِّنُنِي تَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا۔ (الفرقان: ۲۷) ”اور جس دن

ظالم اپنے ہاتھ چبالے گا کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی۔“ فرمایا کہ قیامت کے دن ظالم اپنے دانتوں سے اپنے ہاتھ کاٹا پھرے گا۔ عتبہ بن معیط اپنے دانتوں سے اپنے ہاتھ کاٹا پھرے گا اور کہے گا یَوَيْلُيْ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ قُلَانًا خَلًّا (الحجر: ۲۸) ”وائے خرابی میری ہائے کسی طرح سے قلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔“ کاش میں نے امیہ بن خلف کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنائی ہوئی دوستی کو برقرار رکھا ہوتا۔ خالق کائنات جل شانہ نے اس واقعہ کے اندر انسان کو یہ بتلایا ہے کہ اے انسان جو تو کسی سے دوستی لگاتا ہے تو یہ سمجھ کر دوستی لگا کہ تیری وہ دوستی اس دنیا میں بھی کام آئے اور آخرت میں بھی کام آئے۔ پھر جب انسان دوستی کے اس معیار کو سامنے رکھتا ہے کہ میں جس بندے کے ساتھ دوستی کر رہا ہوں جس بندے کے ساتھ اپنا تعلق اور رشتہ قائم کر رہا ہوں کیا میرا یہ رشتہ، تعلق اور دوستی اس دنیا میں جو قائم ہوئی ہے یہ آخرت میں بھی کام آئے گی کہ نہیں۔ اگر وہ اس معیار کو سامنے رکھتا ہے تو پھر اس کیلئے یہ فیصلہ کرنا بڑا آسان ہے۔ خالق کائنات جل شانہ نے ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا۔ اَلَا خِلَاءٌ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِينَ (الزخرف: ۶۷) ”گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیز گار۔“ فرمایا کہ قیامت کا دن ہوگا کہ کچھ لوگ جو دنیا میں ایک دوسرے کے دوست تھے وہ اس روز ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے لیکن کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ جنہوں نے دنیا میں دوستی کی ان کی دوستی دنیا میں بھی برقرار رہی اور آخرت میں بھی ان کی یہ دوستی دشمنی میں نہیں بدلے گی بلکہ ان کی یہ دوستی دنیا اور آخرت میں برقرار

رہے گی۔ خالق کائنات نے مُتَّقِیْنَ کا لفظ فرما کر انسان کو خطاب فرمایا ہے۔ اے انسان اگر تو دوستی کرنا چاہتا ہے کسی سے اپنا تعلق قائم کرنا چاہتا ہے تو میرے ایسے بندے کے ساتھ دوستی کرو جو میرا تابعدار ہے اس کے ساتھ تعلق اور رشتہ قائم کرو۔ میرے دوستو اور بزرگو اس دوستی کی مثال حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ایک حدیث شریف میں بیان فرمائی ہے۔ فرمایا مَثَلُ الْجَلِیسِ الصَّالِحِ وَالسُّوِّ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكَبِيرِ وَنَاسِلِ الْفُجَّارِ۔ میں یہ حدیث شریف موجود ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک نیک بندے کے ساتھ بیٹھنے والے کی مثال اس طرح سے ہے کہ جس طرح وہ ایک کتوری کا گٹھا اٹھانے والے کے ساتھ بیٹھا ہے اور فرمایا کہ بُرے بندے کے ساتھ بیٹھنے والے کی مثال ایسے ہے کہ جیسے لوہار کی بھٹی کے پاس بیٹھا ہے۔

چنگیاں دی صحبت انج جلیئے جیویں دکان عطاراں  
 سودا بھانویں خریدیئے ناہیں ہلے آدن ہزاراں  
 بریاں دی صحبت انج جانیئے جیویں دکان لوہاراں  
 کپڑے بھانویں کنج کنج ہیئے چنگاں بچن ہزاراں

اگر کسی عطر فروش کے پاس بیٹھو گے تو خواہ عطر نہ بھی خریدیں پھر بھی عطر کی خوشبو تمہارے جسم اور کپڑوں میں سرایت کر جائے گی اور تم سے بھی خوشبو آنے لگے گی۔ اگر کسی لوہار کے پاس بیٹھو گے تو خواہ جتنے مرضی اپنے کپڑے سنبھال کر بیٹھو گے لوہار کی بھٹی سے نکلنے والی چنگاریاں تمہارے کپڑوں کو جلا کر رکھ بنا دیں گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال بیان فرمائی کہ اگر تم کسی نیک بندے کے



پاس بیٹھے ہو تو اس طرح سے سمجھو کہ تم کستوری بیچنے والے کے پاس بیٹھے ہو۔ اگر تم کسی بے بندے کے پاس جا کر بیٹھو گے تو اس طرح سے سمجھ لو کہ تم ایک لوہار کی بھٹی کی پاس جا کر بیٹھ گئے۔ اسی مثال سے سمجھاتے ہوئے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم کستوری کے بنڈل اٹھانے والے کے پاس بیٹھو گے تو ایک وقت آئے گا کہ اس کی جو تم پر شفقت ہے اس کی بنا پر وہ خوشبو تم کو بھی مل جائے گی۔ اس کو تمہارے ساتھ اتنی محبت ہو جائے گی کہ وہ تمہیں کچھ نہ کچھ ضرور عطا کر دے گا اگر اس نے خود تمہیں عطا نہ بھی کیا تو تمہارے اندر ایسی تڑپ پیدا ہو جائے گی جس کی بنا پر تم اس سے کچھ نہ کچھ حاصل کر لو گے۔ اگر اس نے تمہیں کچھ نہ عطا کیا اور تم خود بھی اس سے کچھ حاصل نہ کر سکتے تو پھر یہ نہ سمجھنا کہ تم محروم رہ جاؤ گے۔ جب تم اس کے پاس سے لوٹو گے تو وہ کستوری کے ہلے جو اس کے پاس موجود تھے وہ ہلے وہ خوشبو تمہارے جسم سے ضرور آئے گی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جب تم اس کے پاس بیٹھو گے تو وہ تمہیں اپنے جیسا بنا دے گا۔ اگر اس نے تمہیں اپنے جیسا نہ بھی بنایا تو پھر یہ ہو گا کہ تم اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے اپنے اندر تبدیلیاں لے آؤ گے اور اپنی زندگی کو سنوار لو گے۔ اگر اس نے بھی تمہیں اپنے جیسا نہ بنایا اور تم نے اپنی زندگی کو بھی نہ سنوارا تو یہ نہ سمجھ لینا کہ تم بالکل ہی محروم رہ جاؤ گے۔ تم محروم نہیں رہو گے بلکہ تم میں بھی وہ خوشبو ضرور سرایت کر جائے گی اللہ کے نیک بندے کے پاس جو بندہ بیٹھتا ہے اس کی زندگی تبدیل ہو جاتی ہے وہ اس کے دامن سے وابستہ ہو جاتا ہے اس کے ساتھ نسبت قائم کرتا ہے۔ اس نسبت کی وجہ سے وہ اس سے محبت اور پیار کرتا ہے اسے نماز کا حکم دیتا ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کا درس دیتا ہے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے صراطِ مستقیم پر چلنے کا سبق دیتا ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر جب وہ چلتا ہے تو اس کی زندگی میں تبدیلی آ جاتی ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے میرے امتی اے میرے غلام اگر تو کسی سے دوستی کرنا چاہتا ہے جسے تو سمجھتا ہے کہ یہ دوستی تمہیں دنیا میں بھی فائدہ دے اور آخرت میں بھی فائدہ دے تو پھر اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے کے ساتھ دوستی کر۔ پھر فرمایا کہ اگر تو کسی برے بندے کے ساتھ دوستی کرے گا تو پھر اس طرح سمجھ کہ تو لوہار کی بھٹی کے پاس بیٹھا ہے اس بھٹی سے چنگاری نکلے گی جو تیرے کپڑے پر پڑے گی اور تیرے کپڑے کو داغدار کر دے گی تیرے کپڑے کو جلا دے گی یا پھر اس کے پاس بیٹھتے بیٹھتے ایک برے بندے کے پاس بیٹھتے بیٹھتے تیرا کردار بھی اسی طرح کا ہو جائے گا ایک بندہ اگر جو کھیل رہا ہے تو خود تو جو کھیل رہا ہے لیکن اس کی صحبت میں بیٹھنے سے تیرے اندر بھی وہی عادات آ جائیں گی۔

صحبت صالح ترا صالح کنند  
صحبت طالح ترا طالح کنند

تو بھی جو کھیلنے لگ جائے گا۔ ایک بندہ اگر شراب پی رہا ہے تو اگر اس کی صحبت میں بیٹھے گا تو پھر تو بھی شراب کا عادی بن جائے گا۔ اگر ایک بندہ بدکار ہے تو اگر اس بدکار کے پاس بیٹھنا شروع کر دے گا تو پھر اس کا رنگ تم پر بھی آ جائے گا۔ فرمایا کہ اے میرے امتی میں تمہیں دوستی کا معیار بتا رہا ہوں کہ دوستی کرتے وقت اس طرح سے

سوچ و بچار کیا کرو جس طرح کہ تم دین کو پسند کرتے وقت سوچ و بچار کیا کرتے ہو اور فیصلہ کیا کرتے ہو اسی طرح سے ہی دوستی کرتے وقت بھی سوچ و بچار کر کے فیصلہ کیا کرو۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دوستی کا معیار اتنا بلند ہے کہ جو جسکے ساتھ محبت کرتا رہے گا وہ اسی کے ساتھ ہی اٹھایا جائے گا اسی کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔ اگر کسی کی محبت اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کے ساتھ ہو جائے گی تو اس کا حشر بھی اس اللہ کے نیک بندے کے ساتھ ہوگا اس کا قیامت کے روز اٹھنا بھی اس نیک بندے کے ساتھ ہوگا اگر کسی کی دوستی کسی بدکار بندے کے ساتھ ہو جائے گی پھر قیامت کو اس کا اٹھنا اور حشر بھی اس بدکار بندے کے ساتھ ہوگا۔ اس لئے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ ایک سادہ سی مثال ہے احادیث کی کتب میں موجود ہے اور آپ نے کئی بار سنی ہے بڑی مشہور حدیث شریف ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو زمین پر بھیجتا ہے کہ جاؤ یہ دیکھ کر آؤ کہ کون کیا کر رہا ہے حالانکہ **هُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ** دیکھتا ہے وہ **عَلَيْهِمْ بِذَاتِ الصُّلُوٰزِ** ہے اسے معلوم ہے کہ کون کیا کر رہا ہے کون میرا ذکر کر رہا ہے کون نماز پڑھ رہا ہے کون ہے جو بدکاریوں میں اپنی زندگی بسر کر رہا ہے اللہ تعالیٰ کو یہ سب علم ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ جاؤ یہ دیکھ کر آؤ کہ کون کیا کر رہا ہے۔ فرشتے زمین پر آتے ہیں اور چکر لگاتے ہیں۔ ایک فرشتہ ان کو آواز دیتا ہے کہ فرشتو آ جاؤ ہمیں جس ضرورت کے لئے بھیجا گیا ہے وہ مجھے مل گئی ہے جس مقصد کے لئے ہم آئے تھے وہ پورا ہو گیا۔ تمام فرشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک جگہ محفل ذکر ہو رہی ہوتی ہے جس میں اللہ کا ذکر ہو رہا ہوتا ہے فرشتے بھی آ کر اس محفل میں شامل ہو جاتے ہیں جب محفل ختم ہو



جاتی ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ اے میرے فرشتو کہاں سے آئے ہو وہ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ تیرے حکم کے مطابق ہم زمین پر گئے تھے چند بندے ایک جگہ اکٹھے بیٹھ کر تیرا ذکر کر رہے تھے تیری حمد کر رہے تھے تجھے یاد کر رہے تھے ہم بھی ان کی مجلس میں بیٹھ گئے تھے اب محفل ختم ہوئی ہے تو ہم تیری بارگاہ میں حاضر ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ اے میرے فرشتو جن بندوں کے پاس سے تم ہو کر آ رہے ہو وہ کس چیز کی طلب کر رہے تھے فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ جنت کی طلب کر رہے تھے اور تیری دوزخ سے پناہ مانگ رہے تھے اور تجھ سے بخشش طلب کر رہے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو تم کو وہ بن جاؤ کہ جو جنت کی طلب کر کے بیٹھا تھا میں نے اسے جنت عطا کر دی جو دوزخ سے پناہ مانگ رہا تھا میں نے اسے دوزخ سے پناہ دے دی جو بخشش اور مغفرت مانگ رہا تھا میں نے اس کو معاف کر دیا فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ ان میں ایک بندہ بہت بڑا گنہگار بھی بیٹھا تھا لیکن آپ نے سب کی معافی کا اعلان کر دیا ہے لیکن وہ بہت بڑا گنہگار، خطا کار اور مجرم تو صرف اس راستے سے گزر رہا تھا اس نے جو بندوں کو اکٹھے ہو کر بیٹھے ہوئے دیکھا تو وہ بھی ان کے پاس بیٹھ گیا کہ دیکھوں یہ لوگ کیوں اکٹھے ہو کر بیٹھے ہیں اور کیا کر رہے ہیں اس کو اس محفل سے کوئی غرض نہیں تھی۔ اس کا ذکر کرنے کا کوئی مقصد نہیں تھا۔ یا اللہ آپ نے اس کو بھی معاف کر دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے فرشتو تم کو وہ بن جاؤ میں نے اس کو بھی معاف کر دیا ہے۔

لَهُ غَفَرْتُ ذُنُوبَهُ لِمَقْدَمِہِ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتا رہے ہیں کہ عربی گرامر کا ایک قاعدہ ہے کہ جب ضمیر کو مقدم کیا جائے تو اس بندے کو خاص کیا جاتا ہے۔ تو

اللہ تعالیٰ جہاں سب کی بخشش کا اعلان فرما رہا تھا اللہ تعالیٰ اس بندے کی خاص طور پر بخشش کا اعلان کر رہا ہے کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میری محفل سجا کر بیٹھے تھے اس میں کوئی بد بخت آئی نہیں سکتا۔ اس لئے میں اس کی بخشش کا اعلان کر رہا ہوں۔ ایک بندہ بہت گنہگار تھا، خطا کا رتھا بہت بڑا مجرم تھا وہ جاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے پاس بیٹھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی معاف کر دیا یہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے پاس بیٹھنے کا انعام و اکرام ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو عطا کرتا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ سنن نسائی شریف کی حدیث ہے۔ فرمایا کہ قیامت کا دن ہوگا۔ کچھ بندے ایسے ہوں گے کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح سے جھگڑا کریں گے کہ انہوں نے دنیا میں اپنا حق حاصل کرنے کے لئے کبھی بھی اتنا جھگڑا نہیں کیا ہوگا۔ اب دیکھو کہ ان میں ایک ایسا بندہ بھی تو ہوگا کہ ساری عمر اس کا مقدمہ کسی کے ساتھ چلا رہا ہوگا اس کے ساتھ اس کا جھگڑا چلا رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ان بندوں کا جھگڑا میرے ساتھ کس وجہ سے ہوگا وہ لوگ عرض کریں گے کہ یا اللہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جن کو تو نے جہنم میں ڈال دیا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ پھر کیا ہے میں قادر ہوں میں جو چاہتا ہوں وہ کرتا ہوں میں نے تمہیں جنت میں بھیج دیا ہے اور ان کو جہنم میں ڈال دیا ہے یہ میری مرضی ہے جو چاہوں سو کروں لیکن یہ بتاؤ کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ وہ بندے عرض کریں گے کہ یا اللہ یہ ہمارے بھائی ہمارے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے یا اللہ یہ ہمارے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے اور یہ ہم سے محبت کیا کرتے تھے اب آپ نے ان کو دوزخ میں ڈال دیا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان بندوں سے فرمائے گا کہ

میرے ساتھ جھگڑانہ کر تم جاؤ اور جس جس کو تم پیچانتے ہو اس کو دوزخ سے نکال لاؤ۔ وہ بندے جائیں گے اور جس جس کو پیچانتے ہوں گے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ نمازیں پڑھیں ہمارے ساتھ روزے رکھے ان کو دوزخ میں سے نکال کر لے آئیں گے ان لوگوں کو جس وجہ سے سزا مل رہی تھی جس وجہ سے وہ جہنم میں ڈال دئے گئے تھے لیکن جن کے ساتھ ان کی دوستی تھی وہ یہ کوارا نہیں کریں گے کہ یہ دنیا میں تو ہمارے ساتھ رہے ہمارے دوست بنے رہے اور اب ہم تو جنت میں ہوں اور یہ دوزخ میں جل رہے ہوں اس بنا پر وہ اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو فرمائے گا کہ تم جس جس کو پیچانتے ہو اس کو دوزخ سے نکال کر لے آؤ اور اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔ وہ لوگ عرض کریں گے کہ یا اللہ ابھی تک دوزخ میں اور بھی بہت لوگ ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس کے دل میں ایک دینار کے برابر بھی ایمان ہے اس کو بھی دوزخ سے نکال کر لے آؤ وہ لوگ ایسے لوگوں کو بھی نکال کر لے آئیں گے اور پھر عرض کریں گے کہ یا اللہ ابھی اور لوگ بھی دوزخ میں ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان ہے اسے بھی دوزخ سے نکال کر لے آؤ۔ وہ پھر عرض کر دیں گے کہ یا اللہ ابھی اور بھی لوگ دوزخ میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس کے دل میں ایک ذرہ بھر بھی ایمان ہے اسے بھی نکال کر لے آؤ۔ یہ نسائی شریف کی حدیث ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو واضح فرمایا کہ دوستی کا معیار دیکھو کہ تم جن کے ساتھ نمازیں پڑھو گے وہ بھی تمہارے کام آئیں گے وہ نیک بندے ہوں گے جو نماز پڑھیں گے اور تم ان کے ساتھ نماز پڑھو گے اور ان کے ساتھ محبت اور پیار کرو گے تو وہ بھی تمہارے کام آئیں گے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام



نے یہ دوستی کا معیار بیان فرمایا ہے کہ تم دنیا میں جس کے ساتھ دوستی کرو گے محبت کرو گے یہ نہ سمجھنا کہ وہ آخرت میں تمہیں بھول جائے گا وہ محبت اور پیار وہاں بھی برقرار رہے گا اگر تمہارا کوئی دوست کسی وجہ سے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا تو وہ تمہیں وہاں نہیں دیکھ سکے گا وہ خالق کائنات کی بارگاہ میں تمہارے لئے جھگڑا کرے گا کہ یا اللہ اس کو دوزخ سے نکال کر میرے ساتھ جنت میں داخل فرما دے لہذا ہم سب کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ہم جس بندے کے ساتھ دوستی بنانا چاہتے ہیں وہ کیسا بندہ ہے کہیں یہ نہ ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مصداق بن جائیں کہ **الْأَخِلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ** (الزخرف ۶۷) گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیز گار اگر تم کسی برے بندے کے ساتھ دوستی لگاؤ گے تو وہ قیامت کے روز تمہیں نہیں پوچھے گا بلکہ ایسے لوگ ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔ اگر کسی نیک، متقی اور پرہیز گار انسان کے ساتھ دوستی لگاؤ گے تو ایسی دوستی جہاں تمہیں اس دنیا میں کام دے گی وہ دوستی آخرت میں بھی برقرار رہے گی وہ تمہارے کام آئے گی تمہیں فائدہ دے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہوئے طریقے پر زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

خطاب علامہ عزیز جہاں صاحب

برہانش پروفیسر محترم احمد صاحب 11-03-12

☆☆☆☆☆

## میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہاریں

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا  
تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ  
وَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
ربخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے  
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں  
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے  
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے  
ہو آپ کا بلاوہ تو رات بنتی ہے  
جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین ایک شعر پڑھا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سا کوئی نہیں ہے۔ نبی  
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا بھی حسن تخلیق کیا گیا ہے اس میں سے 9/10

حصہ اکیلے حضرت یوسف علیہ السلام کو مل گیا ہے اور باقی 1/10 حصہ پوری مخلوق میں تقسیم کر دیا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی 1/10 میں ہی ہیں فرمایا کہ نہیں۔ نہ تو میں 9/10 میں ہوں اور نہ ہی 1/10 میں ہوں۔ میرے حسن کا صدقہ اترتا ہے تو اس سے حسن یوسفی بنتا ہے۔ جس طرح سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی اور حسین نہیں ہے اسی طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا اور کسی کا میلا د بھی نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلا د کی کوئی مثال نہیں ملتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلا د منفرد ہے لیکن ہمارا میلا د بے مثال نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے ان کی شان کے مطابق لغزش ہو گئی۔ آپ تین سو سال روتے رہے۔ آنسو بہاتے رہے بجدے کرتے رہے دعائیں کرتے رہے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا (الاعراف ۲۳) ”اے رب ہمارے ہم نے اپنا آپ برا کیا۔“ طواف کرتے رہے لیکن کچھ نہ بنا۔ آپ جب جبل رحمت پر تھے تو اللہ تعالیٰ کو رحم آ گیا۔ فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام تو ایک فقیر بول دے تو میں ابھی تمہیں معاف کرتا ہوں۔ عرض کیا کہ یا اللہ وہ فقیر عطا فرما دے فرمایا کہ فقیر یہ ہے کہ تو کہہ دے کہ یا اللہ مجھے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں معاف کر دے مجھے بخش دے۔ جونہی حضرت آدم علیہ السلام نے یہ فقیر بولا تو اسی لمحے آپ کی بخشش ہو گئی حضرت آدم علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔ فرمایا کہ اگر اسے پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔ کیا اگر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق نہ ہوتی تو آپ ہوتے کیا آپ کی اولاد ہوتی۔ کیا آپ



کے بیٹے کی سالگرہ ہوتی۔ کیا آپ اپنے بیٹے کی سالگرہ مناتے۔ اگر اپنے بیٹے کی سالگرہ مناتے ہو تو پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سالگرہ بھی منالو کہ جس کی ولادت باسعادت کی وجہ سے تیرا بیٹا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں کائنات کو بھی پیدا نہ کرتا۔ یہ چاند، یہ سورج، یہ ستارے، یہ سیارے، یہ زمین یہ فلک یہ عرش، دریا سمندر، حوریں ہر چیز میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے صدقے میں تخلیق ہوئی ہیں یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی محتاج ہیں۔ آپ ان سے قائدہ اٹھا رہے ہو تو پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شکر بھی کرو کہ جن کے دم قدم سے یہ بہاریں ملی ہیں۔ ہم یہ جھنڈیاں لگائے بیٹھے ہیں۔ روشنی کی ہوئی ہے بلب لگائے ہوئے ہیں تو ان کا ایک خاص مقصد ہے کہ ہم اس ہستی کے میلاد کو سلام کریں کہ جس کی وجہ سے تو بھی ہے اور میں بھی ہوں اور کائنات کی ہر چیز ہے۔ ہم جو کھاتے ہیں پیتے ہیں۔ جو دیتے ہیں جو لیتے ہیں یہ سب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کا صدقہ ہے۔ فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام اگر میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔ اگر رب ہے، رحمان ہے، قرآن ہے، ایمان ہے تو یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کا صدقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ظاہر ہونا، اللہ تعالیٰ کی صفات اللہ تعالیٰ کی پہچان جو ہمیں ملی ہے تو یہ سب میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدقہ ہے۔ اس لئے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خوب زور شور سے مناؤ اور ہر حال میں مناؤ کہ اس میں ایک تو خراج تحسین ہے اور ایک اپنا قائدہ ہے۔ لوگ اس پر شرک اور بدعت کے فتوے

لگاتے ہیں۔ سب سے پہلے خود اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے سامنے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا ہے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کو اکٹھا کیا۔ صرف انبیاء علیہم السلام ہی تھے ان کے علاوہ کسی اور کو نہیں بلایا گیا۔ فرمایا کہ میں تمہیں نبوتیں عطا کروں گا۔ تمہیں کتب دوں گا معجزے دوں گا۔ شریعتیں دوں گا۔ ملک دوں گا لیکن اس کے لئے ایک شرط ہے کہ جب میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد ہو تو تم سب ان پر ایمان لانا ان کی مدد کرنا تمام انبیاء علیہم السلام نے تسلیم کیا کہ یا اللہ تیرا جیسا حکم ہے ہم وہ بجالائیں گے فرمایا کہ تم ایک دوسرے پر کواہ ہو جاؤ۔ تمام انبیاء علیہم السلام ایک دوسرے کے کواہ ہو گئے فرمایا کہ تم سب کی کواہی پر میری کواہی ہے یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ اس محفل میں صرف انبیاء علیہم السلام ہی تھے جو سارے کے سارے بخشے ہوئے ہیں آج ہم اس سنت پر عمل کرتے ہوئے جو اکٹھے ہوئے ہیں تو انشاء اللہ ہم سب بھی بخشے ہوئے ہیں۔ پروفیسر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں یہ بڑا حساب کتاب لگا کر بتاتے ہیں کہ جنت بہت دور ہے یہ بتاتے ہیں کہ اگر کوئی اٹھارہ لاکھ ساٹھ ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ایک ہی خط مستقیم میں تیس لاکھ سال متواتر پرواز کرے تو وہ جنت کے کنارے پہنچ جائے گا جنت میں داخل نہیں ہوگا لیکن میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے تو جنت چل کر تیرے پاس آ جاتی ہے۔ اگر انبیاء علیہم السلام کو جنت ملی ہے تو محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے والے کو بھی جنت ملتی ہے کیا جنت اس طریقے سے ہی لینا چاہئے ہو یا کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہئے ہو۔ اپنے ہاتھ کھڑے کر لو

اور ابھی سے ہی جنت لے لو یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولادت با سعادت ہوتے ہی سجدہ کیا، سجدہ کی چند شرائط ہیں جسم پاک صاف ہو، جگہ بھی پاک ہو، قبلہ رخ بھی ہو اور نیت بھی سجدہ کی ہو۔ وضو بھی ہو، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاک صاف با وضو ہیں سجدہ کی شرائط کو جانتے ہیں۔ ہم جیسے ہوتے تو سو دفعہ نہلانے کے بعد بھی شاید سجدہ کرنے کے قابل نہ ہوتے اور نہ ہی ہمیں سجدہ کا پتہ ہوتا کہ کیسے کرنا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سجدہ کیا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ سے کیا مانگا ہے کیا اپنے لئے مانگا ہے عرض کیا رَبِّ هَبْ لِيْ اَمْرًا اے میرے رب میری امت میرے حوالے کر دے۔ رَبِّ غَفِرْ اُمَّتِيْ اللہ میری اُمت بخش دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرائیل کو اہ ہو جاؤ جو نبی آج اپنی اُمت کو نہیں بھولا وہ کبھی بھی انشاء اللہ اپنی امت کو نہیں بھولے گا میں اس کے اس ایک سجدہ کی وجہ سے ساری اُمت محمدیہ کو بخش دوں گا۔ ہم بخشش کے لئے ہی تو سجدے کر رہے ہیں بھاگ دوڑ کر رہے ہیں۔ ہم بخشش بخشش کی رٹ لگائے ہوئے ہیں۔ بخشش تو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ حضرت عامر انصاری اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں کو ساتھ بیٹھا کر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منا رہے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے۔ زور سے دروازے پر دستک دی۔ حضرت عامر انصاری گھبرائے ہوئے باہر نکلے تو دیکھا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بلا لیا ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیف اٹھائی



ویسے تو زہد ہے نصیب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری کنیا پر تشریف لائے۔ فرمایا کہ اندر کون کون ہے اور کیا کر رہے ہو عرض کیا کہ میں ہوں اور میرے بیوی بچے ہیں۔ فرمایا کہ اور کون ہے عرض کیا کہ کوئی اور نہیں ہے فرمایا کہ کیا کر رہے ہو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی باتیں کر رہے تھے فرمایا کہ اس کے علاوہ تو اور کچھ نہیں کر رہے تھے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اور کچھ نہیں کر رہے تھے فرمایا کہ میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سارے دروازے تیرے گھر کی طرف کھلے ہوئے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ جو کوئی بھی تیری طرح کرے گا اس کے گھر کی طرف بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھلے رہیں گے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھولنے کا سبب ہے۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناؤ۔ پورے ذوق شوق سے مناؤ زور شور سے مناؤ۔ ہر روز ہی مناؤ ہم سال کے بعد میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں تو سارے جہان کے فتوے ہم پر لگ جاتے ہیں کہ یہ شرک ہے یہ بدعت ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرمادیں کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منانا بدعت ہے شرک ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سو موار کو روزہ کیوں رکھتے ہیں۔ فرمایا کہ اس روز میں پیدا ہوا تھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر سو موار کو اپنا میلاد مناتا رہے ہیں ہم سال بعد بھی منائیں تو فتویٰ لگ جاتا ہے۔ ابولہب ایک کافر ہے جس کی مذمت میں ایک پوری سورت نازل ہوئی ہے وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چچا تھا جب آپ کی

نوکرانی ٹویہ آپ کے لئے خوش خبری لے کر آئی کہ آپ کے بھائی عبداللہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے آپ کو اللہ تعالیٰ نے بھتیجا عطا کیا ہے محمد بن عبداللہ پیدا ہوا ہے۔ ابولہب نے اس خوشخبری پر اپنی نگلی سے اشارہ کر کے کہا کہ ٹویہ تو آزاد ہے۔ ابولہب مر گیا۔ قبر میں چلا گیا۔ اس کے بھائی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں اسے دیکھا۔ پوچھا کہ بھائی جان کیا حال ہے۔ کہنے لگا کہ بہت برا حال ہے ہر طرف آگ ہی آگ ہے بری طرح جل رہا ہوں سڑ رہا ہوں لیکن ہر سوموار کو اس انگلی سے شربت نکلتا ہے جس کے اشارے سے میں نے اپنی نوکرانی کو آزاد کیا تھا وہ شربت میں پی لیتا ہوں تو میری سات دن کی پیاس بجھ جاتی ہے اور میرا عذاب ٹل جاتا ہے۔ ایک کافر اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو محمد بن عبداللہ سمجھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منائے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی نوازے اگر کوئی مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ سمجھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منائے تو اسے پھر کیا کچھ نہ ملے گا۔ اس کی بخشش ہو جائے گی اور قرآن مجید میں ہے کہ جب تمہیں اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت ملے تو خوشی مناؤ یہ ہر اس چیز سے بہتر ہے جو تم جمع کر کے رکھتے ہو۔ یا اللہ تیرا فضل اور رحمت کون ہے فرمایا کہ میرا فضل بھی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور میری رحمت بھی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ وہ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ ہے جب وہ آئے تو خوشی مناؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ ایک اہل حدیث مولوی صدیق حسن بھوپالی ہے وہ فتویٰ دیتے ہیں کہ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ منائے اور اس کے لئے خوشی نہ منائے وہ کافر ہے۔ ہم بھی اسے کافر ہی کہتے ہیں جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مناتا اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خوش نہیں ہوتا۔

حضرات یہ میلاد منانا ہے کہ جس میں ہماری بخشش ہے اگر اپنی بخشش چاہتے ہو تو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناؤ۔ یا اللہ کیا آپ بھی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں۔ اس پنڈال میں یہ کتنے بلب لگائے گئے ہیں۔ سو ہیں پانچ سو ہیں کہ ہزار ہوں گے جتنے بھی ہوں گے جس رات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت ہوئی اللہ تعالیٰ نے آسمان کے سارے ستارے زمین پر اتار دئے اور مکہ کے رہائشی کہتے ہیں کہ ہمیں خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں یہ ستارے ہم پر ہی نہ گر پڑیں۔ اتنا نور نکلا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے کمرے میں ہوتے ہوئے دیواروں کے باوجود بصرہ کی گلیاں اور شام کے محلات دیکھ لئے۔ یہ نور اللہ تعالیٰ نے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا ہے یہ جو بلب ہم نے لگائے ہیں یہ ان ستاروں کی نقل ہے جو اللہ تعالیٰ نے ستارے اتارے۔ وہ مالک ہے قادر ہے جو چاہے کرے ہم نے ان ستاروں کی سنت سمجھ کر بلب لگا دئے ہیں یہ روشنی کرنا سنت الہی ہے اگر کوئی شرک و بدعت کا فتویٰ لگتا ہے تو وہ ہم سے پہلے خدا پر لگے گا کہ اس نے ستارے اتار کر روشنی کیوں کی خانہ کعبہ مولد شریف کی طرف جھک گیا اس نے سجدہ کیا کہ کعبے کا بھی کعبہ آ گیا ہے دنیا میں جتنے بھی بت تھے سب اندھے منہ گر گئے۔ ستر ہزار فرشتے در اقدس پر حاضر ہو گئے۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اکٹھے مل بیٹھنا بھی سنت ملائکہ ہے۔ فرشتوں کا سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام ہے اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے حاضر ہیں ہم بھی فرشتوں کی طرح حاضر ہیں۔ جنت سے حوریں آ گئیں۔ جنتی عورتیں حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا



اور حضرت حاجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آگئیں۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خواتین کا آنا جنتی عورتوں کی سنت ہے۔ حوروں کی سنت ہے۔ فرشتوں کی سنت ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے آئے ایک بات پہلے بھی کئی بار کی ہے اب پھر بھی کرتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جنت کی حوروں کی سردار حور سے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ اس نے عرض کیا کہ میں جنتی حوروں کی سردار ہوں۔ فرمایا کہ تو جنت میں مزے سے رہ رہی تھی یہاں کیا لینے آگئی ہے۔ عرض کیا کہ جب کسی حور کا پتلا بنتا ہے تو اس میں کوئی حسن کوئی کشش نہیں ہوتی جب اس کے سینے پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جاتا ہے تو وہ نہایت حسین و جمیل حور بن جاتی ہے۔ حوروں پر مرنے والو اس کے حسن کا اصل تو دیکھو کہ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ حور کہتی ہے کہ جب میرا پتلا بنتا تھا اس میں کوئی حسن نہیں تھا کوئی کشش نہیں تھی لیکن جب میرے سینے پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا گیا تو میں حور بن گئی میں حوروں کی سردار بن گئی میری تمنا تھی کہ یا اللہ جس کے نام کے صدقے مجھے حسن ملا ہے مجھے اس ہستی کا دیدار بھی کرا دے اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول کرتے ہوئے مجھے مکہ مکرمہ میں بھیج دیا ہے کہ جاؤ آج میرا وہ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لے آیا ہے تم جا کر اس کی زیارت کرلو۔ پھر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ آپ کون ہیں فرمایا کہ میں حوا ہوں پوچھا کہ آپ کیوں تشریف لائی ہیں آپ بھی جنت میں موجیں کر رہی تھیں فرمایا کہ ہم سے لغزش ہوگئی ہمارا گھرا جڑ گیا۔ میرے میاں کو سری لنکا میں اتار دیا گیا

مجھے جدہ میں اتار دیا گیا۔ دونوں میں دوری پیدا ہو گئی۔ ان کا مجھے علم نہیں میرا ان کو کوئی پتہ نہیں۔ تین سو سال ہم دھکے کھاتے رہے پھر جیل رحمت پر تھے کہ نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہماری بخشش ہو گئی ہم دوبارہ بحال ہو گئے ہم پھر سے جنتی ہو گئے تو اس وقت سے میری یہ تمنا تھی کہ جس کے نام کے صدقے میرا گھر آباد ہوا ہے میں اس ہستی کا دیدار کروں میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول کرتے ہوئے یہاں بھیج دیا ہے کہ آج اس ہستی کا میلاد ہونے والا ہے جس کے دیدار کی مجھے تمنا تھی تاکہ میں اس ہستی کی زیارت بھی کروں اور میں اس کا شکر یہ بھی ادا کروں کہ جس کی بدولت میرا گھر آباد ہوا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ہی ہر گھر آباد ہوتا ہے۔

رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
آپ کی زلفوں کے سایے سے رات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں کا سب ہے انہیں سے سب  
نہیں ان کی ملک میں آسمان زمین نہیں کہ زمان نہیں

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور آپ کا کیسے آنا ہوا۔ عرض کیا کہ میں جبرائیل ہوں۔ فرمایا کہ آپ کا مقام تو سدرۃ المنتہی ہے آپ کیوں آئے ہیں عرض کیا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اس میں روح پھونکی گئی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کو سجدہ کرو۔ میں نے سب سے پہلے سجدہ کر دیا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے

فرشتوں کا سردار بنا دیا اور مجھے بڑی عظمت عطا ہو گئی میں نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ عظمت مجھے کیوں عطا فرمائی ہے کیا یہ اس سجدہ کی وجہ سے ہے۔ فرمایا کہ تو نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی مبارک میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا تو نے اس کو سجدہ کیا ہے۔ اسی روز سے میرے دل میں تمنا تھی کہ جس کے نور مبارک کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدے ہو رہے ہیں اور مجھے فرشتوں کی سرداری مل رہی ہے کاش کہ مجھے اس ہستی کا دیدار نصیب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے میری اس تمنا کو قبول فرماتے ہوئے ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ زمین پر بھیج دیا کہ جاؤ آج میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد ہونے والا ہے تم جا کر اس کی زیارت بھی کر لو اور اس کا شکر یہ بھی ادا کرو کہ جس کی وجہ سے تمہیں عظمتیں ملی ہیں۔ حضرات ہم اس وقت جنت میں بیٹھے ہوئے ہیں جو مانگو گئے مل جائے گا۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی نعمت ہے ہاں اگر اس سے بھی بڑھ کر اگر کوئی نعمت ہے تو وہ ہے کہ

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ

کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

مدینہ شریف میں کس طرح سے پہنچ سکتے ہیں آج کل دواڑھائی لاکھ روپیہ خرچ آتا ہے یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے اگر اتنی رقم پاس ہے تو پھر مدینہ شریف جانے کی سوچ سکتے ہیں لیکن ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ ان کے صدقے میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جہاں درود شریف پڑھا جاتا ہے جہاں نعت شریف

پڑھی جاتی ہے وہ پوری محفل مدینہ منورہ میں میری قبر اقدس میں ہوتی ہے میں محفل میں شریک ہونے والوں کو دیکھتا ہوں ان کی آواز کو سنتا ہوں میں ہر ایک کو پہچانتا ہوں کہ ان کی ذات کیا ہے ان کا قبیلہ کیا ہے ان کی ولدیت کیا ہے۔ اب بتائیے کہ اس وقت نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کس پر ہے یہ ہم پر ہے اور اس نگاہ عنایت کا کرم کیا ہے۔

اٹھ گئی جس طرف دم میں دم آگیا

اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

یہ تمام بہاریں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہی ہیں۔ اگر قرآن ہے تو اس کی وجہ سے ہے اگر ایمان ہے تو اس کی وجہ سے ہے۔ رحمان ہے تو اس کی وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ کی پہچان ہے تو اس کی وجہ سے ہے جو کچھ بھی تجھے ملا ہے یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدقہ ہے اللہ تعالیٰ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے اور اس کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی اور کوئی سعادت نہیں ہے۔ مدینہ شریف میں کیا کچھ ہے وہاں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ وہاں نور نکلتا ہے خوشبو نکلتی ہے وہاں فرشتے ہیں وہاں ریاض الجنت ہے وہاں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ موجود ہے وہاں بخشش ہے اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ میں رہتا ہے اپنی شان اور قدرت کے ساتھ وہاں موجود رہتا ہے ہم یہاں پر محفل منا رہے ہیں تھوڑی سی حاضری ہے لیکن اس محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی وہی سب کچھ ملتا ہے جو مدینہ منورہ میں ہے وہاں ریاض الجنت ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جہاں میرا اور



میرے اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ اب یہ گلشن حبیب کی سڑک یا گلی نہیں ہے بلکہ جنت کی کیاری بن گئی ہے مدینہ شریف میں دس بارہ مرلہ کی ریاض الحجت جنت کا باغ ہے تو یہاں گلشن حبیب میں بھی یہ گلی جنت کی کیاری بن گئی ہے۔ فرمایا کہ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے میں بھی وہیں موجود ہوں مدینہ شریف میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو یہاں بھی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ مدینہ منورہ میں جلوہ گر ہیں تو محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی شان اور قدرت کے ساتھ موجود ہوتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی فرشتے حاضر ہوتے ہیں مدینہ منورہ میں شفاعت اور بخشش ہے۔ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی آنے والے بخش دئے جاتے ہیں مدینہ منورہ میں نور نکلتا ہے خوشبو نکلتی ہے محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نور اور خوشبو نکلتی ہے۔ اس لئے جو مدینہ منورہ کسی وجہ سے نہیں جاسکتے۔ زاد راہ نہیں ہے صحت نہیں ہے ملازمت سے چھٹی نہیں ملتی یا کوئی اور وجہ ہے تو وہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آجائے اس کو وہی انعام ملے گا جو مدینہ شریف جانے سے ملے گا اللہ تعالیٰ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی توفیق عطا فرمائے اس کے انعامات سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خطاب ساتویں سالانہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم برآستانہ عالیہ

میاں مقبول حسن صاحب 68 گلشن حبیب 11-02-15

## میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

میرے نہایت ہی واجب الکرم پیر طریقت راہبر شریعت حضرت قبلہ ڈاکٹر  
علی محمد صاحب دامت برکاتہ العالیہ اور سامین و حاضرین اللہ جل شانہ کی تمام تعریف  
اور حمد و ثنا کے بعد قرآن مجید فرقان حمید برہان الرشید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا  
لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ (آل عمران ۱۶۳)  
”یہ تک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمان پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔“  
میں نے یہ آیت مبارکہ کا ابتدائی حصہ تلاوت کرنے کی سعادت اور ثواب حاصل کیا  
ہے۔ آپ حضرات نے سن کر ثواب و درجات حاصل کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ثواب  
واجب کی برکت سے ہماری اس حاضری کو قبول فرمائے اللہ تعالیٰ حضرت صاحب کو صحت  
کاملہ عاجلہ اور ہر مریض کو شفا عطا فرمائے آمین ثم آمین

حمد و ثنا اور درود و سلام کے بعد قرآن مجید کی آیت مبارکہ کے چند  
ملفوظات جو پڑھے ہیں اس کا ترجمہ عرض کرنے سے پہلے یہ ہے کہ آپ سب  
جانتے ہیں کہ یہ ماہ مقدس ربیع الاول شریف (1432ھ) ہے علماء حضرات کی



تشریحات کا میں نے مطالعہ کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ربیع الاول شریف کا مہینہ تمام مہینوں سے افضل ہے حتیٰ کہ یہ رمضان المبارک کے مہینے سے بھی افضل ہے اس لئے کہ رمضان المبارک میں تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نازل فرمایا اور ربیع الاول میں صاحب قرآن تشریف لائے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر بالفرض قرآن نازل ہو بھی جاتا لیکن صاحب قرآن تشریف نہ لاتے تو قرآن کی عظمت و عزت اور رفعت و شان کا ہمیں پتہ ہی نہ چلتا۔ قرآن صرف اسی وقت قرآن کہلایا کہ جب زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیا اسی لئے وہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لبوں پر خدا بولتا ہے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لبوں پر خدا بولتا ہے۔ کلام خدا ہے کلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے مقام پر اسی کا ترجمہ کرتے ہوئے ایک پنجابی کے شاعر نے فرمایا۔

سپارے صفحے سورتاں بن دے گئے

زبان پاک سے جو جو بھی بولے محمد

ایک اور مقام پر یہ فرمایا کہ قرآن قل ہے اور مصطفیٰ حال ہے قرآن کریم کی عظمت صرف اسی وقت ظاہر ہوئی جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا تعارف بیان فرمایا۔ رمضان المبارک کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا اور ربیع الاول شریف کا یہ مہینہ ہے کہ جس میں صاحب قرآن تشریف لائے آپ سوال کریں گے کہ رمضان المبارک میں ایک رات ایسی ہے جس کو لیلۃ القدر کہا جاتا ہے قرآن مجید نے بھی اس کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ (القدر ۳) شب قدر ہزار مہینوں کی عبادت سے بھی افضل ہے۔ علماء حضرات فرماتے

ہیں کہ لیلۃ القدر تو عطا ئی ہے اور لیلۃ المیلا داصل ہے۔ اگر لیلۃ المیلا دنہ ہوتی تو لیلۃ القدر کیسے ملتی۔ دوسرا وہ اس کا یہ معنی بیان فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر میں قرآن نازل ہوا جو حضرت جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور الصلوٰۃ والسلام کے خادم ہیں۔ جس رات کو حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے حضور نبی کریم الصلوٰۃ والسلام کے خادم تشریف لائے قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لے کر آئے تو وہ لیلۃ القدر بن جائے اور جس رات کو سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں اور تمام فرشتوں کے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئیں۔ ساری کائنات کے مختار تشریف لے آئیں خواہ ہزاروں لیلۃ القدر رہوں وہ ایک لیلۃ المیلا دکی برکت کو نہیں پہنچ سکتیں۔ اس لئے لیلۃ القدر عطا ئی ہے۔ رمضان المبارک عطا ئی ہے۔ عید الفطر عطا ئی ہے، عید الفصحی عطا ئی ہے، اور تمام نعمتیں عطا ئی ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو یہ ساری نعمتیں ہمیں ملیں۔ اگر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف نہ لاتے تو نہ رمضان ملتا، نہ کوئی عید الفطر ملتی، نہ کوئی عید الفصحی ملتی اور نہ کوئی مہینہ ملتا۔

وہ جس کو ملے ایماں ملا ایماں تو کیا رحمان ملا

قرآن جب ہی ہاتھ میں آیا جب دل نے مصطفیٰ پایا

اس کلام سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خدا بھی مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے ہی ملا ہے۔ پھر جس کے صدقہ سے اللہ تعالیٰ کی ذات خود ملی ہے ان کا میلاد منانا ان کا جشن منانا ان کی شان و عظمت کو بیان کرنا خود خدا فرماتا ہے کہ اے لوگوں جو میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرو گے وہ میرا ہی ذکر ہوگا۔ ہم اس لئے

جشن عید میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں کہ اس میں ہم مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جتنا بھی ذکر کریں گے وہ دراصل خدا کا ہی ذکر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ اے لوگو میں نے اپنے نام بھی اپنے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دیئے ہیں لہذا رؤف اور رحیم اللہ تعالیٰ کا بھی نام ہے اور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی نام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نام اس لئے اپنے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کئے ہیں کہ جو ان کا ذکر کرے گا وہ میرا ہی ذکر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (الحمد یہ ۳) ”وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔“ تمام محققین فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ حمد خدا بھی ہے اور ثنائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اس لئے حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے ۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر

وہی قرآن وہی فرقان وہی یسین وہی طہ

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ میں ہمیں سب کچھ ملا ہے۔ دوسری جگہ پر فرماتے ہیں کہ وہ یہ مہینہ ہے کہ جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے لئے دعا فرمائی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ تعمیر کر دیا۔ بیت اللہ شریف بنا دیا پھر اس کے بعد دعا مانگی کہ یا اللہ میں نے تیرے حکم سے تیرا گھر بنایا ہے اس کی تعمیر و تکمیل میں نے کی ہے اس کا تعمیر کرنا جو میرے ذمہ تھا وہ میں نے پورا کر دیا ہے اب یا اللہ اس کو آباد کرنے والا ایک شان والا رسول بھیج دے۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (البقرہ ۱۲۹)

”اے ہمارے رب اور بھیج ان میں سے ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت کرے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب سقرا فرما دے۔ بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔ میرے حضرت سیر سیال حضرت خواجہ قمر الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن پاک اور حدیث پاک میں رسول کا لفظ آئے تو اس کا معنی کیا کریں کہ شان والا رسول بڑی شان والے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی۔ شان والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی دعا مانگی جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مانگی اس وقت آپ جس پتھر پر کھڑے ہو کر دعا مانگ رہے تھے اس پتھر پر آپ کے قدموں کے نشان ثبت ہو گئے وہ پتھر آج مصلیٰ ابراہیم علیہ السلام کہلاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ان قدموں کے نشانات کی تحقیق کرنے کے بعد اس کا نچوڑ پیش کرتے ہیں کہ اے لوگو معلوم یہ ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محتاج تھے فرماتے ہیں کہ ۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ تیرا گھر میں نے بنا دیا ہے۔ اب اس کو آباد کرنے کے لئے ایک شان والا رسول بھیج دے۔ شان والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے لئے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعائیں مانگی ہیں۔ ہم کیوں نہ اس پاک ہستی کا میلاد منائیں ہم کیوں نہ اس پاک ہستی کی آمد



پر جشن منائیں ان کے صدقہ سے اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کو بھی پاک کیا ہے۔  
حضرت سیدنا امیر اہم علیہ السلام کی دعا بھی قبول ہوئی ہے۔ بیت اللہ شریف کو کیسے  
پاک کیا اس میں 360 بت رکھے ہوئے تھے۔ بیت اللہ شریف بھی دعائیں مانگتا تھا  
کہ یا اللہ کب وہ وقت آئے گا کہ جس غرض و غایت کے لئے میں تعمیر ہوا ہوں وہ پوری  
ہو جائے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ  
كَانَ زَهُوقًا سِرَاسِئِلَ (۸۱) اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو  
مٹا ہی تھا۔“ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو بیت اللہ شریف کو بتوں  
سے پاک کیا اسے کعبہ شریف بنایا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہی  
خانہ کعبہ خوش ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھک کر عرض کرتا ہے کہ یا اللہ تیرا شکر ہے کہ  
رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے میں پاک و صاف ہو گیا ہوں اس لئے  
اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حاجو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

تو یہ ربیع الاول کا پاک مہینہ تمام مہینوں سے افضل ہے اس لئے یہ  
صاحب نصیب ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ  
حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری اور پیشینگوئی کہ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي  
مِنْ بَعْدِ اسْمَاءِ أَحْمَدَ (لقف ۶) ”اور ان رسول کی بشارت سنانا ہوا جو میرے  
بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔“ اگر آئی تو اسی ماہ مقدس  
ربیع الاول میں ہی آئی۔ جب انہوں نے یہ خوشخبری سنائی تو آپ کے حواری بڑے

حیران ہوئے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تو یہ شان ہے۔ وَأَنْبِئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَلْبَسُونَ فِي يَوْمِكُمْ (آل عمران ۴۹) ”اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جھج کر رکھتے ہو۔“ فرمایا کہ جو کچھ تمہارے پیٹ میں ہے اس کی بھی خبر دے سکتا ہوں اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں رکھ کر آئے ہو اس کی بھی خبر دے سکتا ہوں۔ فرمایا: أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاتْفَخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ (آل عمران ۴۹) میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے۔“ وَأُبْرِئُ الْبَصَرِ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ (آل عمران ۴۹) اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو۔ اور میں مردے کو زندہ کرنا ہوں اللہ کے حکم سے۔“ لوگ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ایسے محیر العقول معجزات دیکھ کر پھر بھی یہ بات سنیں کہ میرے بعد ایک بڑی شان والا رسول آنے والا ہے تو لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات آئی کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی یہ شان ہے تو پھر جو ان کے بعد شان والا رسول آنے والا ہے اس کا مقام کیا ہوگا۔ تو اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بتا دیا کہ ان کا مقام یہ ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تو مردے کو زندہ کرتے تھے لیکن مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ ذات اقدس ہے جو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو مسیحا بناتی ہے۔ ان کو مردے زندہ کرنے کی طاقت عطا فرماتی ہے پھر ہم ان کا جشن ولادت کیوں نہ منائیں ہم ان کا میلاد کیوں نہ منائیں جس کا اتمام حجب اور مقام ہے اب ذرا اور آگے چلے سب سے پہلے کس نے جشن ولادت منایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جشن منایا۔ حضرت



جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ساری کائنات کو جمع کر دو۔ ساری کائنات میرے پاس حاضر ہو جائے۔ سب کی روحوں کو اکٹھا کر دو پارساؤں کی روچیں، یہود و نصاریٰ کی روچیں تمام اکٹھی کر دو جب ساری کائنات اکٹھی ہو گئی تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰی (اعراف ۱۷۲) کیا میں تمہارا رب نہیں۔ سب بولے ہاں تو ہی ہمارا رب ہے۔ پھر فرمایا کہ تم سب کو چھٹی ہے۔ تم سب چلے جاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اب اور کوئی نہ آئے صرف انبیاء علیہم السلام کی جماعت آئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ پہلے تو آپ نے سب کو بلایا ہے اب صرف انبیاء علیہم السلام کو بلایا جا رہا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ ہاں وہ میرا جلسہ تھا جس کو چاہا بلایا گیا ساری کائنات کو بلایا گیا۔ تمام نیک و بد ارواح کو بلایا گیا اور ان سے یہ عہد لیا کہ صرف میں ہی تمہارا رب ہوں تو سب نے اقرار کیا۔ اب میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلسہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کا جلسہ ہے اس میں صرف وہی لوگ آئیں گے جو پاک و صاف ہوں گے اور جن کا عقیدہ میرے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کامل ہوگا۔ انبیاء علیہم السلام تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشخبریاں دیتے ہوئے آئے ان کی تمنا تھی کہ کاش ہم بھی مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں ہوتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب کتاب اور صاحب شریعت نبی علیہ السلام یہی عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ تیری بڑی عنایت ہے کہ میں صاحب کتاب نبی علیہ السلام ہوں صاحب شریعت نبی علیہ السلام ہوں آپ نے مجھے بڑی شان و عظمت عطا فرمائی ہے لیکن میں چاہتا ہوں میری تمنا ہے کہ میں تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم

السلام کو جمع کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کا میلاد منایا۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح کو اکٹھا کر کے اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد منایا۔ فرمایا کہ اب صرف انبیاء علیہم السلام آئیں پاک و صاف لوگ آئیں۔ اور یہ بات یاد رکھ لیں کہ جس رات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے خود دیکھا یہ قاسم کی تمام کتابوں میں موجود ہے میں ابن ہشام کا حوالہ پیش کرتا ہوں سیرت حلبیہ کا حوالہ پیش کرتا ہوں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کیا دیکھتی ہوں کہ آسمان کے ستارے زمین کے قریب آئے تو میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کا سارا جہاں روشن ہو گیا۔ ہم اہل سنت و جماعت یہ لائیٹنگ کرتے ہیں روشنی کرتے ہیں یہ بدعت نہیں ہے بلکہ سنت الہی ہے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آسمان کے ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے اور ان میں سے اتنی روشنی نکل رہی تھی کہ میں نے اپنے کمرے میں ہوتے ہوئے شام کے محلات دیکھ لئے۔ یہ لائیٹنگ کرنے والی یہ روشنی کرنے والی ذات کون تھی یہ خدائے ذوالجلال و صدہا شریک تھی۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سارا جہاں روشن ہو گیا سارا جہاں منور ہو گیا سارے جہاں میں روشنی ہو گئی۔ اسی پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صبح طیبہ میں ہوئی بیٹا ہے باڑا نور کا  
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا  
باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا  
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

اس لئے یہ لائیٹنگ کرنا یہ روشنیاں کرنا۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل منعقد کرنا بدعت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لائیٹنگ کی روشنی کی اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کا جلسہ منعقد کیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور ولادت با سعادت کا پتہ چل جائے کہ سارا جہان کیوں روشن ہوا۔ سارا جہان اس لئے روشن ہوا کہ جن کے صدقہ سے سارے جہان کو ایمان ملنا ہے۔ وہ مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لے آئے ہیں پھر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کیا دیکھ رہی ہوں میں نے دیکھا کہ آسمانوں کے دروازے کھل چکے ہیں اور آسمانی مخلوق نیچے زمین پر اتر رہی ہے۔ فرشتے کچھ پڑھتے ہوئے نازل ہو رہے ہیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ فرشتے زمین پر اتر آئے اور میں سن رہی تھی کہ فرشتے کہہ رہے تھے کہ آمنہ تجھے مبارک ہو کہ تو نبی آخر الزمان کی والدہ ماجدہ بن گئی ہے۔

فرشتوں کی فوج سلامی دینے والی یہ گاتی تھی

حضرت آمنہ سخی تھیں تو یہ آواز آتی تھی

يَا نَبِيَّ سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ سَلَامٍ عَلَيْكَ

يَا حَبِيبَ سَلَامٍ عَلَيْكَ صَلَوةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ

اللہ تعالیٰ نے اپنا جلسہ کرنے کے بعد سب سے پہلے اپنے حبیب علیہ

الصلوٰۃ والسلام کا میلاد منایا یہ کس آیت سے ثابت ہے۔ وَ اِذَا اخَذَ اللّٰهُ مِثَاقَ

النَّبِيِّنَّ لَمَّا اَتَيْنَهُمْ مِنْ بَحْبٍ وَ حُكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا

مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَ لَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ ؕ اَقْرَرْتُمْ وَ اَخْلَقْتُمْ عَلَىٰ ذٰلِكُمْ اَصْرِي

قَالُوا أَقَرَّرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا لَعَنُكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ (۱۸) ”اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور ان کی مدد کرنا۔ فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے کے کوہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ کواہوں میں ہوں۔“ فرمایا کہ اے گروہ انبیاء علیہم السلام مجھ سے وعدہ کرو میرے ساتھ بیٹاق کرو۔ میرے ساتھ عہد کرو کہ تمہاری رسالت چمک رہی ہو۔ لوگ تمہارا کلمہ پڑھ رہے ہوں۔ پھر اگر جب میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آجائے پھر تم اپنی رسالتوں کو ایک طرف چھوڑ کر میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام بن جانا۔ مجھ سے اقرار کرو۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے اقرار کیا۔ فرمایا کہ جب تم نے اقرار کر لیا ہے تو ایک دوسرے پر کوہ ہو جاؤ اور میں تم سب پر کوہ ہو جاتا ہوں۔ اب اس بات سے پھرنا نہیں ہے۔ فرمایا فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (۱۹) ”تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں“ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنا میلاد منایا۔ بخاری شریف اور مسلم شریف میں حدیث پاک ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سوموار کو روزہ رکھتے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوموار کو روزہ رکھتے ہیں۔ فرمایا کہ اس روز اللہ تعالیٰ نے میری ولادت فرمائی ہے میں اس روز دنیا میں آیا ہوں۔ اس لئے میں روزہ رکھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا



ہوں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ روزہ بہترین عبادت ہے میں روزہ رکھ کر اس کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سوموار کو روزہ رکھ کر اپنی ولادت باسعادت کی خوشی مناتا ہوں۔ کہ اس روز اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا میں رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب دنیا میں تشریف لائے تو ابو لہب کی لونڈی حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کسی کام کی غرض سے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں گئی ہوئی تھی اسے وہاں دیر ہو گئی تو ابو لہب نے پوچھا کہ تو اتنی دیر سے کیوں آئی ہو تو کہاں رہ گئی تھی۔ کہنے لگی کہ مجھے دیر تو ضرور ہوئی ہے لیکن میں تیرے لئے ایک خوشخبری لے کر آئی ہوں۔ عبد اللہ کے گھر بیٹا ہوا ہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کوہ میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ یہ خوشی لے کر آئی ہوں کہنے لگا کہ جاؤ اگر تو یہ خوشخبری لے کر آئی ہے تو تم آزاد ہو۔ ابو لہب نے یہ خوشی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کے ناطے سے نہیں منائی، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے ناطے سے نہیں منائی۔ صرف اپنا بھتیجا ہونے کے ناطے سے منائی۔ ابو لہب جب دنیا سے چلا گیا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب میں اسے دیکھتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ ابو لہب تیرا کیا حال ہے۔ ابو لہب کہتا ہے کہ بہت برا حال ہے ہر طرف آگ ہی آگ ہے۔ پیاس کے مارے مر جاتا ہوں لیکن جب سوموار کا دن آتا ہے تو میری انگلی سے ٹھنڈا میٹھا شربت آتا ہے جس انگلی کے اشارے سے میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا میں وہ شربت چوستا ہوں تو مجھے سکون ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ انعام عطا کیا ہے کہ جس انگلی کے اشارہ سے میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا اس انگلی سے مجھے شربت ملتا

ہے تو میری ہفتہ بھر کی پیاس بجھ جاتی ہے اور مجھے سکون مل جاتا ہے۔

یہ دربار محمد ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا

یہاں سے خالی ہاتھ غیر بھی جلیا نہیں کرتے

اللہ تعالیٰ نے بھی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی میلاد منایا، اس میلاد کی خوشی میں ابولہب کو بھی شربت مل رہا ہے جو ایمان کے ساتھ نہیں گیا۔ کفر کی حالت میں مرا لیکن ہم تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام در غلام کے بھی غلام ہیں خدا کی قسم ادھر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اشارہ فرما رہے ہیں کہ میلاد منانا تمہارا کام ہے تمہاری جھولیوں کو رحمت سے بھر دینا میرے اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ دوستانِ معظم آئمہ کرام کے اقوال موجود ہیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام الحنفیین اور محدثین محدث عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں میلاد ہوتا ہے اس دن سے لے کر آئندہ آنے والے سال کے اسی روز تک یعنی پورے ایک سال کے لئے اللہ تعالیٰ فرشتوں کی ڈیوٹی لگا دیتا ہے کہ وہ اس گھر پر رحمت اور سلامتی بھیجتے رہتے ہیں۔ اس کے کئی حوالے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانا بدعت نہیں ہے۔ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد منانا خدا کا حکم ہے اور خدا کی سنت ہے۔ خود نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک درہم خرچ کرے گا اس کا گھر جنت میں میرے گھر کے ساتھ ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کی تعظیم کرے گا فرمایا کہ اس تعظیم کی برکت سے اس



کا اسلام زندہ ہو جائے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو بدر میں شہید ہونے والے اجر و ثواب حاصل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنے کا ان شہدا کے برابر اجر عطا فرمائے گا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد پاک منائیں گے ان کا خاتمہ بالآخر ہوگا۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی اس کی روح قبض نہیں ہو گئی کہ اسے جنت کی خوشخبری سنادی جائے گی۔ اور وہ ایمان کے ساتھ جائے گا جو مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد منائے گا۔ ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منانا یہ صرف اللہ تعالیٰ کی سنت نہیں صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی سنت نہیں میرے حضرت خواجہ غریب نواز پیر سیال فرماتے تھے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد منانا عین عبادت ہے اور آپ حدیث پاک کے حوالہ سے فرماتے تھے کہ کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے بیٹے کی پیدائش پر تو خوشی کریں اور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری پر خوشی نہ کریں جس کے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے بیٹے عطا فرمائے یہ بالکل صحیح روایات سے ملتا ہے کہ جس سال نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں تشریف لائے اس سال اللہ تعالیٰ نے جس جس کو بھی اولاد عطا فرمائی بیٹے ہی عطا فرمائے۔ کسی امیدوار عورت کے ہاں بیٹی پیدا نہیں ہوئی۔ امام اہل سنت فرماتے ہیں کہ خدا کا شکر ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی خوشی میں لوگوں کے دلوں کو مرجھایا نہیں ہے لوگوں کے دلوں کو خوش کیا ہے سرکار کی آمد پر اللہ تعالیٰ نے بیٹے تقسیم کئے ہیں آپ جانتے ہیں کہ عرب معاشرہ میں اگر کسی کے گھر لڑکی پیدا ہوتی تھی تو اسے زندہ ہی درگور کر دیتے

تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کی خوشی میں بیٹے تقسیم کئے ہیں اور ہم اہل سنت و جماعت آپ مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود میلا دپاک کی بڑی شان اور بڑی برکتیں فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں اس گھر پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتا ہوں جس گھر میں میرے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پاک کا کوئی بھی حق ادا نہیں کر سکتا۔ غالب فرماتے ہیں کہ ۔

غالب ثنائے خولجہ بیگردان گزاشتم

کان ذات پاک مرتبہ داند محمد

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

آنکہ خواباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس محفل کو قبول فرمائے۔  
میلا دپاک کی برکت سے اس گھر میں خیر و برکت فرما کر ہمارے شیخ کامل کو صحت عطا فرمائے اور ان کا سایہ ہم پر تا دیر قائم فرمائے میلا و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے سب حاضرین پر رحمت و کرم ہو۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب علامہ حضرت محمد پناہ صاحب

آستانہ عالیہ نقشبندیہ

11-02-11

# میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

## کیوں منانا ضروری ہے

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى  
أٰلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے  
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں  
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے  
دُرِ حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے  
ہو آپ کا بلاوہ تو برات بنتی ہے  
جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! میلاد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ محفل آپ کو مبارک ہو۔ حضور علیہ

الصلوة والسلام نے فرمایا کہ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک باد دیتا ہے اور جو یہ مبارک باد وصول کرتا ہے وہ دونوں جنتی ہو جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کوئی مجھے آ کر یہ بتائے کہ ماہ صفر ختم ہو گیا ہے اور ربیع الاول کا مہینہ شروع ہو گیا ہے میں اس کو جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ معزز حاضرین ہم میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں مناتے ہیں۔ اس کے دو بڑے قائدے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑی ہستی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو مردہ کو زندہ کر دیتے تھے۔ کوڑھ کے مرض کو ٹھیک کر دیتے تھے۔ مٹی کا پرندہ بنا کر اس میں پھونک مارتے تھے تو وہ سچ مچ کا پرندہ بن کر اڑ جاتا تھا۔ مادر زاد اندھوں کو بینائی عطا کر دیتے تھے۔ جو کچھ لوگ کھا کے آتے اور جو کچھ اپنے گھروں میں چھپا کے آتے تھے وہ سب بتا دیا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے یہ معجزات دیکھ کر لوگوں نے ان کو اللہ کا بیٹا بنا دیا۔ جب کوئی ایسے ہی معجزات دکھاتا ہے تو اسے لوگ اللہ تعالیٰ ہی بنا دیتے ہیں۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسے معجزات ہیں کہ جن کا کوئی شمار نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاند کے ٹکڑے کر رہے ہیں پھر جوڑ بھی رہے ہیں۔ غروب شدہ سورج کو واپس بھی کر رہے ہیں۔ درختوں سے باتیں کر رہے ہیں۔ درختوں کو چلا رہے ہیں۔ پتھروں کو پانی پر تیرا رہے ہیں تو ان معجزات کو دیکھ کر لوگ نہ جانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا سے ہی ملا دیتے لیکن جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد مناتے ہیں تو کیا ہم یہ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا نہیں ہیں بلکہ خدا کی مخلوق ہیں۔ کیونکہ میلاد ہوتا ہی اس کا ہے جو مخلوق ہو جو پیدا ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا میلاد نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نہ



پیدا ہوا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی پیدا ہوا ہے وہ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (الاعجاز ۳)  
 ”نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ ہی وہ کسی سے پیدا ہوا۔“ اللہ تعالیٰ کے لئے  
 Happy birth day بھی نہیں ہے۔ نہ ہی اس کے لئے کوئی سالگرہ ہے۔  
 آپ جس مرضی زبان میں کہہ لیں اللہ تعالیٰ کی یوم پیدائش نہیں ہے۔ اس لئے ہم  
 جب میلاد مناتے ہیں تو یہ اعلان کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم تیری مخلوق کو خدا نہیں سمجھتے۔  
 خدا وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَہٗ ہے۔ خدا کو خدا مانو اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو  
 اللہ تعالیٰ کی مخلوق مانو پھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جتنی بھی تعریف کر سکو وہ کرو  
 تا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پیدا ہوئے ہیں اور میں بھی پیدا  
 ہوا ہوں۔ اس لئے ہم دونوں برابر ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی  
 پیدا ہوئے ہم بھی پیدا ہوئے وہ بھی بشر ہیں ہم بھی بشر ہیں ان کی بھی دوا نکھیں ہیں  
 ہماری بھی دوا نکھیں ہیں۔ وہ بھی دیکھتے ہیں سنتے ہیں۔ ہم بھی دیکھتے ہیں سنتے ہیں وہ  
 بھی ہماری طرح سے ہی کھاتے پیتے ہیں چلتے پھرتے ہیں پھر فرق کیا رہا۔ دونوں  
 برابر ہو گئے۔ یہ کہنا بھی کفر ہے۔ جہاں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا ہی بنا دینا وہ  
 بھی کفر ہے اور ان کی شان کو گھٹانا بھی کفر ہے۔ بلکہ یہ اس سے بھی بڑا کفر ہے کہ تو نبی  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا ہی سمجھ لے یا خدا کے برابر درجہ دے دے۔ اللہ تعالیٰ کا  
 شرک کرنے سے شاید معافی ہو جائے وہ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کی گستاخی کی کوئی معافی نہیں ہے۔ لہذا احتیاط کرنی لازم ہے۔ یہ نہیں کہ وہ  
 ہمارے ہی جیسے ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی تعریف کی جائے کہ کوئی ماں کا  
 لعل یہ نہ کہہ سکے کہ وہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہی ہے۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

پر اللہ تعالیٰ نے نور نکالا ہے۔ فرشتوں کو زمین پر اتارا ہے۔ کعبہ سے مولد شریف کی طرف سجدہ کرایا ہے۔ شرق و غرب شمال و جنوب میں جھنڈے لہرائے ہیں۔ کیا یہ سب کچھ تیری پیدائش پر بھی ہوا ہے اگر نہیں ہوا ہے تو پھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ہیں اور تو کوئی اور ہے۔ آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کی تعریف پورے زور و شور سے کرو۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے تو اتنا نور نکلا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے کمرہ میں بیٹھے ہوئے شام کے محلات دیکھ لئے۔ بصرہ کی گلیاں روشن دیکھ لیں۔ دیواریں بھی پھٹ گئیں۔ پہاڑ بھی ہٹ گئے راستے میں حائل تمام رکاوٹیں بھی دور ہو گئیں۔ تین چار ہزار میل دور بصرہ کی گلیوں میں چلتے ہوئے اونٹوں کی روشن گردنیں دیکھ لیں۔ کیا اتنا نور تیری پیدائش پر بھی نکلا ہے۔ اگر نہیں نکلا تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ہیں اور تو کچھ اور ہی ہے۔ پھر ہم اپنی اوقات پر ہی رہیں شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو منہ نہ ماریں۔ کیا تیری پیدائش پر جنت کی حوریں آئیں ہیں۔ کیا جنتی عورتیں آئی ہیں۔ کیا فرشتے اترے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ہیں اور تو کچھ اور ہی ہے۔ جب حضرت حلیمہ سعدیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر چلیں تو دستور کے مطابق وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ میں لے گئیں وہ پہلے طواف کرتے ہیں حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں۔ دعائیں مانگتے ہیں پھر بچے کو لے کر اپنے قبیلہ میں چلے جاتے ہیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سواری کمزور ہونے کے باعث تمام دائیوں سے پیچھے رہ گئی تھیں دوسری دائیاں سب بچے لے کر روانہ ہو چکی تھیں۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر خانہ کعبہ کے طواف کیلئے گئیں تو کعبہ شریف سے آواز آئی



کہ اے حلیمہ سعدیہ تم رک جاؤ آج تم نے طواف نہیں کرنا ہے جو ہستی تو اٹھائے ہوئے  
ہے اس کا طواف میں کروں گا۔ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کعبے کا بھی کعبہ ہے۔

حاجو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حجر اسود کو بوسہ دینے لگیں تو خود  
بوسہ دے لیا اور جب بوسہ لینے کے لئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہونٹ  
مبارک آگے کرنے لگیں تو حجر اسود نے بھی کہا کہ اے حلیمہ سعدیہ تو رک جا میں خود ان  
کا بوسہ لیتا ہوں۔ حجر اسود نے خود باہر نکل کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ  
مبارک کو بوسہ دیا۔ اپنے جیسا سمجھنے والے کیا کبھی کعبہ نے تیرا بھی طواف کیا ہے۔ کیا  
حجر اسود نے کبھی تجھے بھی بوسہ دیا ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر تو کوئی اور ہے اور  
نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ اور ہی ہیں۔ حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے جھکنا پڑتا  
ہے۔ رکوع کی حد تک جانا پڑتا ہے۔ جو وہاں گئے ہیں وہ جانتے ہیں اور جو نہیں جاسکے  
اللہ تعالیٰ ان کو بھی نصیب کرے۔ حجر اسود نے کہا کہ اے حلیمہ سعدیہ آج دستور بدل  
گیا ہے۔ جو تیری کود میں ہستی ہے یہ دوسرے عام لوگوں کی طرح نہیں ہے۔ یہ نبی  
آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آج میں خود باہر نکل کر ان کے  
ہونٹوں کا بوسہ لوں گا۔ ان کو بوسہ دینے سے مجھ میں یہ تصرف پیدا ہو جائے گا کہ جو کوئی  
بھی قیامت تک میرا بوسہ لے گا میں اس کے سارے گناہ چوس لوں گا۔ نبی پاک علیہ  
الصلوٰۃ والسلام کے بوسہ لینے سے حجر اسود کو یہ عظمت ملی ہے اب حضرت حلیمہ سعدیہ  
اپنی ڈاچی پر سوار ہو گئیں۔ ایک بوڑھی ڈاچی کنزور اور لاغر ڈاچی کو آپ کتنے ٹانگ اور

طاقتور غذا کھلا کر جوان کر سکتے ہیں۔ کتنے عرصہ میں اس کی صحت اور جوانی لوٹ آئے گی۔ سرکاریہ ممکن ہی نہیں ہے جب جوانی ایک دفعہ جاتی ہے تو پھر لوٹ کر نہیں آتی۔ لیکن اگر میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسی ڈاچی پر سوار ہو جائیں تو اسی لمحے اس کی جوانی لوٹ آتی ہے وہ تندرست و انا بن جاتی ہے۔ وہ مضبوط جسم اور تیز رفتار ہو جاتی ہے اس کے سوکھے ہوئے تھن دودھ سے بھر جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ڈاچی پر سوار ہوئے تو یہی کچھ ہوا سب سے پیچھے رہنے والی ڈاچی اب سب سے آگے بھاگی جارہی ہے۔ بنو سعد کی دوسری بیبیاں پوچھتی ہیں کہ حلیمہ تیری ڈاچی کو کیا ہو گیا ہے یہ تو نہایت ست رفتار تھی اب یہ رکنے کا نام نہیں لیتی۔ حضرت حلیمہ سعد یہ کہتے تو خود علم نہیں کہ کیا ہو گیا ہے وہ یہ سب کچھ دیکھ کر خود حیران ہے حضرت حلیمہ سعد یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اپنے دودھ نہیں تھا ان کا اپنا بچہ بھی سیر نہیں ہو رہا تھا لیکن اب اتنا دودھ ہے کہ وہ بچہ بھی سیر ہو کر پی رہا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نوش فرما رہے ہیں۔ ڈاچی کے تھنوں میں بھی دودھ بھر آیا ہے۔ بنو سعد کی عورتیں پوچھتی ہیں کہ حلیمہ تیری ڈاچی کو کیا ہو گیا ہے یہ بڑی تیز ہو گئی ہے جب آئی تھی تو سب سے پیچھے تھی سارے قافلے کی دھول اس پر پڑ رہی تھی اب اس کے پاؤں سے اڑنے والی دھول ہم پر پڑ رہی ہے ہم پیچھے ہیں یہ آگے آگے بھاگی جارہی ہے۔ حضرت حلیمہ سعد یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تو کوئی جواب نہ دیا لیکن وہ ڈاچی از خود فصیح عربی زبان میں بولی میں بتاتی ہوں کہ مجھے کیا ہو گیا ہے میری پشت پر سردارا انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سوار ہو گئے ہیں۔ کیا کبھی تیری ڈاچی بھی عربی زبان بولتی ہے کیا اس میں بھی ایسی تبدیلیاں آتی ہیں اگر نہیں تو پھر ذرا شرم تو کرو نبی پاک

علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا تو نہ بن۔ ہم اس لئے میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں کہ کوئی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا ہی نہ مان لے اور نہ ہی اپنے جیسا ہی تصور کر لے کہ وہ بھی کفر ہے اور یہ بھی کفر ہے۔ ورنہ پھنس جاؤ گے اللہ تعالیٰ نے سنیوں کو توفیق عطا فرمائی ہے کہ وہ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا نہیں ہیں باقی سب کچھ ہیں۔ میرا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا بھی نہیں ہے لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد جس کا مقام ہے وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور خدا کی رضا میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر آنے والی گھڑی پہلی گھڑی سے اچھی ہے۔ یہ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تو نہیں ہیں لیکن خدا کی ساری مخلوق سے اعلیٰ ہیں۔ خالق کل نے مالک کل بنا دیا ہے۔ ربیع الاول کے معنی ہی موسم بہار ہوتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت سے قبل خشک سالی کا دور تھا۔ عرصہ سے بارش نہیں ہوئی تھی وادیاں خشک ہو گئی تھیں درخت سوکھ گئے۔ جانور کمزور ہو گئے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ڈاچی کا قدم جس جگہ لگتا تھا وہاں گھاس اگ آتی تھی جس وادی سے گزرتی وہاں سبزہ ہو جاتا تھا۔ کیا کبھی تیری سواری کے قدموں سے بھی سبزہ اگتا ہے۔ اگر پہلے سبزہ ہو بھی تو وہ بھی سوکھ جاتا ہے پھر تمہیں حیا آنی چاہئے کہ تو اپنے آپ کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا کہتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان و عظمت اور ہے اور ہم اور ہیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب اپنے خیمہ میں پہنچیں تو خیال کیا کہ یہ بچہ تو بڑی برکت والا ہے۔ آپ کی سات بکریاں تھیں



آپ نے بچے کا ہاتھ آہستہ آہستہ نرمی سے اپنی بکریوں کی پشت پر پھیرا تو ان بکریوں کے حوانوں میں دودھ بھر آیا۔ آپ نے دودھ دوہنا شروع کیا گھر کے سارے برتن دودھ سے بھر گئے۔ آپ نے اپنی پڑوسنیوں کو آواز دی کہ اپنے برتن لے آؤ اور دودھ لے جاؤ۔ پتہ نہیں کہ کتنے گھرانوں کے سارے برتن دودھ سے بھر گئے سارا محلہ ہی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عطا کردہ دودھ پی رہا ہے یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کی بکریاں تو اب بہت دودھ دے رہی ہیں۔ ہماری بکریوں کی پشت پر بھی بچے کا ہاتھ پھیراؤ۔ فرمایا ننھا سا بچہ ہے اتنی ساری بکریوں کی پشت پر ہاتھ پھیرنے سے اس کا ہاتھ زخمی ہو جائے گا ایسا کرتے ہیں کہ پیالے میں پانی ڈال کر اس میں بچے کا ہاتھ ڈبوتے ہیں وہ پانی تالاب میں ڈال دیتے ہیں اس تالاب میں سے جو بکری پانی پی لے گی اس میں برکت آجائے گی جب ایسا کیا تو تمام بکریوں کے دودھ آ گیا۔ صبح ہوئی تو محلے کی عورتیں اکٹھی ہو کر آئیں اور کہنے لگیں کہ حلیمہ سعدیہ کیا تمہیں ساری اجرت پہلے ہی ادا کر دی گئی ہے بچے کو پالنے کا معاوضہ تمہیں ایڈوانس ہی مل گیا ہے۔ فرمایا کہ کیا بات ہے کہنے لگیں کہ تیرے گھر سے اتنی روشنی رات بھر نکلتی رہی ہے کہ شاید تو نے گیس جلایا ہوا تھا کیا جانتے ہو کہ گیس کیا ہوتا ہے یہ میٹرو گیس ہوا کرتا تھا اب تو ایر جینسی لائٹس آ گئی ہیں فرمایا کہ کوئی گیس وغیرہ نہیں تھا یہ جو روشنی تمہیں نظر آ رہی ہے یہ درحقیقت اس بچے کے چہرہ سے نکلنے والا نور ہے میں نے تو اپنا چراغ بھی گل کر دیا ہے یہ سارا اجالا اور کائنات کے سارے اجالے میرے گھر میں آ گئے ہیں۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے جب ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور عظمت کو

دیکھتے ہیں تو ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ اور ہیں اور ہم کچھ اور ہیں اور جب ہم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور ہے اور میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ہیں۔ جیسے ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسے نہیں ہیں اسی طرح سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی خدایا خدا جیسے نہیں ہیں یہ ترتیب ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی شان ہے جو ہم بیان ہی نہیں کر سکتے۔

مَا اِنْ مَلَحْتُ مُحَمَّدٍ بِمَقَالِي

وَلَكِنْ مَلَحْتُ مَقَالِي بِمُحَمَّدٍ

ہم اپنی باتوں سے اپنی تقریر سے، اپنے کلام سے، اپنے اشعار سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف بیان نہیں کر سکتے بلکہ ہم ان کا نام لے لے کر اپنی قسمت کو سنوار لیتے ہیں۔ آپ کے پاس کتنی طاقت ہو کتنے ٹریکٹر کتنے بلڈوزر ہوں کہ آپ سورج کو روک سکیں گے۔ کوئی دنیاوی طاقت سورج کو روک نہیں سکتی لیکن اس کو روکنے کے لئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اک اشارہ ہی کافی ہے۔ ایک اشارے سے سورج رک بھی جائے گا۔ غروب ہو چکا ہو تو اشارہ سے ہی واپس بھی آ جائے گا۔ یہ تو ایک اشارہ کی طاقت ہے پھر انگلی میں کتنی طاقت ہوگی بازو میں کتنی طاقت ہوگی پھر ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارہ سے ہی چاند دو ٹکڑے ہو رہا ہے۔ پروفیسر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا سو ہزار لاکھ اٹیم بم اکٹھے چلائے جائیں تو چاند ٹوٹ جائے گا۔ جی نہیں سرکار دنیا کی کوئی طاقت اسے توڑ نہیں سکتی۔ چلو مان لیتے ہیں کہ یہ ٹوٹ جائے گا لیکن یہ دوبارہ جڑ نہیں

سکتا۔ میں ایک یہ کاغذ کا ٹکڑا پھاڑ دیتا ہوں آپ اس کو اصلی حالت میں جوڑ نہیں سکتے۔ کوئی بھی جوڑ نہیں سکتا۔ صرف میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اشارہ ہی اس کو جوڑ سکتا ہے آپ نے پہلے سنا ہوا ہے کہ جب شق القمر کا معجزہ حبیبِ یمنی نے اپنے مناظرے میں دیکھا تو وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا تھا۔ اس کی زبان گنگ ہو گئی اس نے کہا تھا کہ میں دوسرا سوال بعد میں کروں گا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنا دوسرا سوال بھی کرو تو وہ بول ہی نہ سکا کہ وہ بہت زیادہ متاثر ہو گیا تھا اور بولنے کے قابل ہی نہ رہا تھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تیرا دوسرا سوال کیا تھا اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ فرمایا کہ تو یہ چاہتا ہے کہ جو تیری بیٹی گھر میں پڑی ہوئی ہے اسے فالج ہو گیا ہے وہ تندرست ہو جائے۔ فرمایا کہ جاؤ وہ ٹھیک ہو گئی ہے اس نے اپنا سامان اٹھایا بھاگتا دوڑتا ہوا گھر پہنچا۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو اسی بیٹی نے دروازہ کھولا اور کلمہ شریف بھی پڑھ دیا۔ پوچھا کہ بیٹی تو نے یہ کلمہ کہاں سے سیکھا ہے تجھے کس نے کلمہ پڑھا دیا ہے کہنے لگی کہ جس نے آپ کو مکہ مکرمہ میں کلمہ پڑھایا ہے وہی مجھے بھی یہاں آ کر کلمہ شریف پڑھا گئے ہیں اور مجھے شفا بھی عطا فرما گئے ہیں۔ اب آخر پر پھر وہی پرانی بات جو ہمیشہ سے ہی کرتے آرہے ہیں کہ اس محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کیا دیا ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی مل گیا۔ ڈاچی کو بھی مل گیا بکریوں کو بھی مل گیا۔ حبیبِ یمنی کو بھی مل گیا اس کی بیٹی کو بھی مل گیا۔ لیکن ہمیں کیا ملا ہے یہاں بھی کچھ ملنا چاہئے یہاں ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ نے جنت بھیج دی ہے۔ اب جنت آپ کے قدموں میں ہے آپ جنت میں بیٹھے ہوئے ہیں اب اور کیا چاہتے ہو اس سے بڑی



مبارک چیز اور کیا ہو سکتی ہے۔ جنت بہت دور ہے پروفیسر صاحب نے حساب کتاب لگا کر بتایا ہے کہ اگر کوئی اٹھارہ لاکھ ساٹھ ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ایک ہی خط مستقیم میں تیس لاکھ سال متواتر پرواز کرے تو وہ جنت کے کنارے پہنچ جائے گا جنت میں داخل نہیں ہوگا لیکن جب ذکر مصطفیٰ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم درود مصطفیٰ ہوتا ہے تو جنت چل کر تیرے قدموں کے نیچے آ جاتی ہے اور اس سے بھی ایک بڑی چیز جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے اور وہ سینوں کی منزل ہے وہ صرف سینوں کی منزل ہے کوئی دوسرا اس میں حصہ دار نہیں ہے وہ مدینہ منورہ ہے۔ آپ میں سے جس کی منزل خانہ کعبہ ہے وہ ہاتھ کھڑا کرے (کوئی ہاتھ کھڑا نہیں ہوتا) اب وہ ہاتھ کھڑا کریں کہ جن کی منزل مدینہ منورہ ہے (تمام ہاتھ کھڑے ہو جاتے ہیں) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری منزل آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

کو کہ سدرہ ہے دو قدم لیکن  
میری منزل تو پاؤں تیرے ہیں  
کو کہ کعبہ ہے دو قدم لیکن  
میری منزل تو پاؤں تیرے ہیں

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب میری نعت اور درود شریف پڑھا جاتا ہے تو پوری محفل وہ چھوٹی ہو کہ بڑی ہو خواہ ایک ہی بندہ ہو۔ دو ہوں کہ آپ کی طرح جم کثیر میں ہو۔ ماشاء اللہ آپ کو اتنی تعداد میں دیکھ کر دل خوش ہو رہا ہے۔ فرمایا کہ جتنی بھی حاضری ہو میری امت مشرق میں ہو مغرب میں ہو میں مدینہ منورہ میں ہوں گایہ بھی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہے فرمایا کہ میری قبر اقدس

مدینہ منورہ میں ہوگی کیا آپ میں سے کسی کو خبر ہے کہ اس کی قبر کہاں بنے گی لیکن میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اقدس مدینہ منورہ میں ہوگی۔ فرمایا کہ میں مدینہ منورہ میں ہوں گا میری امت مشرق مغرب میں ہوگی جب وہ درود شریف اور نعت پڑھیں گے تو ان سب کو اٹھا کر میری قبر اقدس میں رکھ دیا جائے گا۔ میں ان کو دیکھتا ہوں گا ان کی آوازیں سنتا ہوں گا۔ آپ نے جو کہ ہاتھ کھڑے کئے ہیں یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا اور کرم ہے اور آپ سب کی یہ تمنا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دربار میں پہنچ گئی ہے کہ

کو کہ سدرہ ہے دو قدم لیکن

میری منزل تو پاؤں تیرے ہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں انہی پاؤں میں رکھے اس سے بڑی نعمت کوئی نہیں ہے۔ آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ کائنات میں سب سے افضل، بیت اللہ شریف سے بھی افضل، بیت المعمور سے بھی افضل، سدرۃ المنتہی سے بھی افضل، عرش سے افضل، جنت سے افضل وہ مٹی ہے جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کفن اقدس کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اس مٹی کی اگر یہ عظمت ہے تو کفن مبارک کی عظمت کیا ہوگی اور اس کفن میں ملیں، ہستی کی کیا عظمت اور مقام ہوگا۔ اسے ہم اپنی منزل بتا رہے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ ہم کمال کر رہے ہیں یہی ہمارا کمال ہے کہ جو ہمیں نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمین شریفین میں لے جاتا ہے۔ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں اور میں آپ کو دیکھ رہا ہوں لیکن اگر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھ رہے ہوں تو اس کا کیا مرتبہ ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اٹھ گئی جس طرف دم میں دم آگیا

اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کرم ہم پر کیا ہے اگر تمام عمر اس کا شکر ادا کرتے ہیں تو پھر بھی نہیں کر سکتے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اپنے پاس بٹھالیا ہے ہم اس وقت خیابان گارڈن میں نہیں ہیں بلکہ اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں ہیں اس لئے حاضر ناظر تو آپ بھی بنے ہوئے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت شریف نے تمہیں حاضر ناظر بنا دیا ہے تو پھر نعت والا تمہیں کیا بنا دے گا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خزانے کتنے ہیں اور جس کے تمام خزانے ہوں وہی یہ بات کہہ سکتا ہے حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تیرا جو دل چاہے وہ مانگ لے میں دینے کا مختار ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی چابیاں میرے پاس ہیں۔ میں کوثر کا مالک ہوں۔ میری ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا مجھے حاصل ہے جب بھی کبھی عظمت مصطفیٰ شان مصطفیٰ اور اختیار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہو تو ہمیشہ یاد رکھو کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جو چاہو مانگ لو۔ ایک دوسری حدیث شریف میں ہے کہ مجھ سے جو چاہو پوچھ لو میں اس کا جواب دینے پر قادر ہوں یہ دونوں عظمتیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہیں اور جو چیز ساتھ جانی ہے وہ سلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آداب حافظ ظفر صاحب تشریف لاتے ہیں اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِين

خطاب ساتویں سالانہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

برآستانہ عالیہ نقشبندیہ حال خیابان گارڈن 11-02-16

## محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصول

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ آغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین ہر چیز کی کوئی شرط ہوتی ہے اگر شرط پوری نہ ہو تو اس کے  
ساتھ جو شرط ہے وہ قبول نہیں ہوتی۔ نماز کے لئے وضو شرط ہے اگر وضو کے بغیر  
نماز پڑھو گے تو نماز قبول نہیں ہے خواہ تم ساری رات نماز پڑھتے رہو ایک سجدہ بھی  
قبول نہیں ہے۔ عرض یہ ہے کہ ہر چیز کی کیا شرط ہے جو کلمہ شریف کے لئے بھی ہو  
نماز کے لئے بھی ہو، روزہ زکوٰۃ حج قربانی خیرات صدقات کے لئے بھی ہو۔ جہاد  
اور شہادت کے لئے بھی ہو۔ قرآن تفسیر، ایمان کی بھی شرط ہو وہ میرے نبی پاک  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہے اگر محبت ہے تو پھر کلمہ نماز، روزہ حج، زکوٰۃ ہر عمل  
قبول ہے پھر قرآن بھی ہدایت دے گا ورنہ قرآن مجید خود اعلان فرماتا ہے۔  
يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا (البقرہ ۲۶) بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو  
ہدایت فرماتا ہے۔ ”کون ہدایت پاتا ہے جو محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دل میں

رکھتے ہیں۔ محبت کہاں سے ملتی ہے۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے  
تین چار جگہوں کی نشان دہی فرمائی ہے شرائط بتائی ہیں جہاں سے محبت مصطفیٰ علیہ  
الصلوة والسلام مل جاتی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ بہت زیادہ درود شریف پڑھو تو



طریقے سے عرض کر رہا ہوں۔ نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی لے لیں اس میں کیا کمال ہے۔ ہمارے نام فرضی ہیں۔ ہمارے نام کو اس کے معنی سے کوئی ربط اور تعلق نہیں ہوتا۔ نام شیر محمد ہے اور وہ کتے سے بھی خائف ہے بلی سے بھی ڈر جاتا ہے۔ نام عظیم ہے لیکن دیکھو کہ وہ کتنا عظیم ہے۔ نام ساجد ہے اور نماز کبھی پڑھی نہیں ہے اور اگر پڑھی بھی ہے تو نہ سجدہ کا علم ہے نہ رکوع کا علم ہے۔ نام ستار ہے پردہ پوشی کرنے والا لیکن وہ سب کے عیوب بیان کرنا پھرتا ہے۔ میرا نام علی ہے۔ علی کے معنی بلند۔ میں جتنا بلند ہوں آپ کے سامنے ہوں۔ کسی کا نام موتی ہے لیکن اس کی قیمت ہی کوئی نہیں۔ نام چاند ہے لیکن کالا سیاہ رنگ ہے۔ لیکن نام محمد اسم بامسمیٰ ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی بہت تعریف کیا گیا تو آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ کائنات میں جس طرح سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر لمحہ تعریف کر رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھ رہا ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں کیا بنتا ہے۔ ایک بندہ ہے پانچ سو سال عمر اور ساری عمر گناہ آلود کوئی نیکی نہیں کی ہے۔ جب فوت ہوا تو لوگوں کو اتنا غصہ کہ انہوں نے کہا اس کی ٹانگ میں رسی ڈال کر اسے کھیٹ کر روڑی پر پھینکنا ہے۔ اسے دفن نہیں کرنا ہے۔ لوگ اس سے اتنے تنگ اور متحضر تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰ علیہ السلام میرا بخشا ہوا بندہ روڑی پر پڑا ہوا ہے۔ اس کو اٹھاؤ۔ غسل دو کفن دو۔ اس کا جنازہ پڑھاؤ جو اس کا جنازہ پڑھے گا وہ بھی بخش دیا جائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام بڑے حیران کہ لوگوں کی نظر میں اس سے بڑا ظالم کوئی نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اس



سے بڑا بخشا ہوا کوئی نہیں ہے۔ اور اس کا جنازہ پڑھنے والے بھی بخشے جا رہے ہیں۔  
 بہر حال حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم کی تعمیل کی اسے ٹھا کر لائے۔ غسل دیا کفن دیا  
 اور اس کا نماز جنازہ پڑھایا پھر عرض کیا کہ یا اللہ یہ کس طرح سے بخشا گیا ہے۔ ہم نے  
 تو ساری زندگی اس کو کوئی نیکی کرتے دیکھا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں تیری  
 شریعت کے مطابق یہ بہت گناہ گار تھا اس نے کوئی نیکی نہیں کی تھی بڑا ظالم تھا اور یہ اسی  
 سلوک کے قابل تھا جو لوگوں نے اس کے ساتھ کیا ہے۔ لیکن مجھے اس کا ایک لحاظ  
 ہے۔ یا اللہ کیا لحاظ ہے۔ فرمایا کہ ایک دن اس نے توریت کھول اس میں نعت مصطفیٰ  
 صلی اللہ علیہ وسلم لکھی ہوئی تھی۔ نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا اس  
 نے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دے دیا۔ اس نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور  
 ادب کی وجہ سے میں نے اس کو بخش دیا ہے۔ تو بھی اپنے ہاتھ سے کاغذ پر نام نامی اسم  
 گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھ کر بوسہ دے تو تیری بھی بخشش ہو جائے گی اور اس یہودی  
 کا ذکر کر کے ہم بھی بخشے جا رہے ہیں۔ یہودی نے پانچ سو سال گناہ کئے لیکن نام نامی  
 اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کیا تو سارے گناہ معاف ہو گئے۔ مفتی محمد امین  
 صاحب دامت برکاتہ العالیہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

تعظیم جس نے کی محمد کے نام کی

اللہ نے اس پر آتش دوزخ حرام کی

نام مصطفیٰ اور ہے لیکن ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہے۔ صرف نام  
 نامی اسم گرامی م، ح، ہ، د کی بات ہو رہی ہے۔ ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت  
 کا تو ہمیں علم ہی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ مجھے کتنا جانتے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب جانتا ہوں۔ میں پہلا مسلمان ہوں اور ہمیشہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ ہوں۔ سفر، حضر، امن جنگ ہر جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں۔ فرمایا کہ تو مجھے بالکل نہیں جانتا۔ میں اللہ تعالیٰ کا راز ہوں میری حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے جہاں عام مسلمانوں کی عقل سوچ سمجھ فکر ختم ہوتی ہے وہاں سے ولی کا مقام شروع ہوتا ہے۔ جہاں اولیاء اللہ کا علم ختم ہوتا ہے وہاں سے غوث کا مقام شروع ہوتا ہے۔ جہاں غوث کا مقام ختم ہوتا ہے وہاں سے شہداء کا مقام شروع ہوتا ہے۔ جہاں شہداء کا مقام ختم ہوتا ہے۔ وہاں سے صدیقین کا مقام شروع ہوتا ہے۔ جہاں صدیق کی عظمت ختم ہوتی ہے وہاں سے انبیاء کا مقام شروع ہوتا ہے۔ جہاں انبیاء کا مقام ختم ہوتا ہے وہاں رسل کا مقام شروع ہوتا ہے۔ جہاں رسولوں کا مقام ختم ہوتا ہے وہاں سے اولوالعزم پیغمبروں کا مقام شروع ہوتا ہے۔ جہاں سے اولوالعزم پیغمبروں کی عظمت ختم ہوتی ہے۔ وہاں سے مقام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام شروع ہوتا ہے۔ یہ مقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اللہ تعالیٰ سب کی بخشش فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جنت کا معائنہ فرمایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ کوثر جو ساری جنت کو سیراب کر رہی ہے۔ یہ کہاں سے نکلتی ہے۔ جس طرح سے کہ ہمارے پاکستان کو دریائے سندھ اور اس کے معاون دریا سیراب کرتے ہیں۔ جنت کو نہر کوثر سیراب کر رہی ہے۔ اس کی جو بہاریں ہیں پھل پھول درخت سبزہ

وغیرہ سب کوڑ کی وجہ سے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کوڑ ایک کمرہ سے نکلتی ہے جس کو تالا لگا ہوا ہے۔ میں نے کبھی اس کو کھول کر نہیں دیکھا ہے۔ فرمایا کہ آؤ دیکھتے ہیں۔ تالا کھولا اور اس کا دروازہ بھی کھولا، دروازہ کھولا تو سامنے کی دیوار پر ایک موٹا سا لفظ محمد لکھا ہوا ہے۔ عربی میں جو میم لکھتے ہیں اس میں خلا ہوتا ہے سوراخ ہوتا ہے۔ اس لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی میم کے سوراخ میں سے نہر کوڑ نکل رہی ہے۔ یہی میم اگر مور میں لگ جائے تو اس سے کچھ نہیں نکلتا۔ مرغ میں لگ جائے تو اس نے کچھ نہیں نکلتا کسی اور لفظ کے ساتھ میم لگ جائے تو اس سے کچھ نہیں نکلتا ہے۔ لیکن اگر یہی حرف میم لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لگ جائے تو اس میں سے فوارہ نکلتا ہے جس سے نہر کوڑ بنتی ہے۔

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا

بگڑے بھی تو بنا دیتا ہے نام محمد

اب آپ اندازہ کر لیں کہ جس کے نام کی اتنی عظمت ہے اس ذات کی عظمت کتنی ہوگی۔ دوسری بات یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرنے سے محبت آ جاتی ہے۔ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کر رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہمارے دلوں میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جلوہ گر ہو جائے۔ ہم تو محض کوشش ہی کر رہے ہیں۔ اصل محبت تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی عطا فرماتے ہیں۔ **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** (الانشراح: ۲) ”اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔“ کتنا ذکر بلند کیا۔ فرمایا کہ جب کچھ بھی نہیں تھا میں اس وقت بھی اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کر رہا تھا۔ یہ ماضی ہے یہ Past tense ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں Past tense کیا ہوتا ہے۔ کوئی

انگلش جاننے والا بتائے کہ Past tense کیا ہوتا ہے۔ کسی کو بھی علم نہیں ہے۔  
 یہ ماضی ہے پہلے گزرا ہوا زمانہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کتنا پہلے فرمایا کہ جب  
 کچھ بھی تخلیق نہ ہوا تھا میں اس وقت بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کر  
 رہا تھا۔ یا اللہ آپ یہ ذکر کیوں کر رہے تھے فرمایا کہ میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کو راضی کرنے کے لئے کر رہا تھا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ اسے راضی کرنے  
 کے لئے کرے وہ ذات کتنی بلند اور عظیم ہوگی۔ اب اس پر ایک پہلو یہ بھی کہ  
 وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ساری عظمتیں ساری عزتیں  
 سارے کمالات سارے فضائل اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دیئے  
 ہیں۔ اب جس نے جو کچھ لینا ہے وہ ان سے لے لے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 تمام عظمتیں ملکیت کر دیں اس پر حضرت مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمیں  
 پڑھاتے ہیں سمجھاتے ہیں۔

ایس صورت نوں میں جان آکھاں  
 جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں  
 سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں  
 جس شان تھیں بنیاں سب شاناں  
 علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہی۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو  
 بزم دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو  
 ہو نہ ساقی توے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو  
 بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو



خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے  
 بزم ہستی تیش آمادہ اسی نام سے ہے  
 حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اور بھی کمال کر دیا ہے۔

بہترین و بہترین انبیاء  
 جز محمد نیست در ارض و سماء

اس کائنات میں کسی کے پلے کچھ نہیں ہے جو بھی دیتا ہے وہ میرا نبی علیہ  
 الصلوٰۃ والسلام ہی دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بندے کی جھولی بھرتے ہیں۔ پھر  
 محبت اسی سے ہوتی ہے جس کی روٹی کھائیں گے۔ آپ جلسہ کرتے ہیں کسی پارٹی  
 کے حق میں جلوس نکالتے ہیں۔ اس کے نعرے لگاتے ہیں تو کیوں لگاتے ہیں۔ کسی  
 نے کپڑے کا وعدہ کیا کسی نے مکان کا وعدہ کیا۔ کسی نے سی۔ این۔ جی کا وعدہ کیا۔ کسی  
 نے پٹرول کا وعدہ کیا۔ آپ ان کے نعرے لگاتے پھرتے ہیں۔ ارے خدا کے بندویہ  
 صرف کھوکھلے وعدے کرنے والے ہیں۔ یہ کچھ نہیں دیں گے لیکن میرے نبی پاک  
 صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ دیتے ہیں نعرے لگانے ہیں تو ان کے لگاؤ آپ ان کے  
 نعرے کیوں نہیں لگاتے ہیں نعرے اس کے لگنے چاہئیں جو تمہاری جھولی بھرتے ہیں۔  
 کون جھولی بھرتے ہیں کون ہے جس کے دامن میں اس گھر کی خیرات نہیں ہے۔

وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

وہ جان ہیں جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جہاں میرا ذکر ہو وہاں میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کا بھی ذکر ہو۔ دنیا و کائنات کی ہر چیز میرے اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (الحجۃ ۱) ”اللہ کی پاکی بوتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔“ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بول رہی ہے اور اسے یہ بھی حکم ہے کہ وہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ذکر کرے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا ذکر ہو لیکن میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ ہو تو میں نے اپنا ذکر قبول ہی نہیں کرتا ہے۔ وہ بندہ جو صرف میرا ذکر کرتا ہے۔ اَللّٰهُ، اَللّٰهُ، اَللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ وہ میرا ذکر خواہ کڑوڑوں سال بھی کرتا رہے میں قبول ہی نہیں کرتا ہوں۔ میں اپنا ذکر صرف اسی صورت میں قبول کرتا ہوں کہ جب میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ذکر کیا جائے۔ ایک بڑی زوردار حدیث پاک ہے اللہ کرے کہ وہ سب کو یاد رہے فرمایا کہ میرا ذکر ہو اور میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ ہو تو اس ذکر اور اس جماعت کا جنت میں حصہ ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہو اور میرا ذکر نہ ہو تو وہ بھی میرا ہی ذکر ہے۔ ہم جو نعت پڑھتے ہیں یہ اصل میں ہم تو حید ہی بیان کرتے ہیں یہ ایسا کیوں ہے کہ ہم اصل میں یہ عرض کرتے ہیں کہ اتنی عظیم ہستی یا اللہ آپ نے ہی تو بتائی ہے۔

اسے کیا ستائے گا خورشید محشر

ہے نسبت جسے دامن مصطفیٰ سے

تو یہ کس چیز نے عظمت دی ہے کوئی کیسے ذکر خدا کرتا ہے فرمایا کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ عظمت دی ہے وہ جس پر نگاہ عنایت فرمائیں گے میں اس کو جنت عطا کر دوں گا۔ ہم ساری نعت خوانی اسی لئے ہی کرتے ہیں کہ ہمیں دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہو جائے۔



اٹھ گئی جس طرف دم میں دم آ گیا  
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام  
تیرے روضے کو دیکھا سکون مل گیا  
سبز گنبد کی شوکت پہ لاکھوں سلام

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو بڑی عظمت و کمال والے ہیں فرمایا مَـنْ

زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ۔ جس نے میرے روضے کی زیارت کر لی میں اس کی  
بھی شفاعت کروں گا۔ یہ ساری عظمتیں اور ساری رفعتیں یہ سب بڑائیاں یہ سب  
وڈیا ئیاں جو بھی کسی کو عزت ملی ہے۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے  
ملی ہے۔ کیونکہ ساری عظمتیں اور عزتیں وَزَقَعْنَا لَكَ ذِكْرًا۔ کتب سے ہی ملتی  
ہیں اور یہ میرے اللہ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دی ہیں اب جس  
نے جو کچھ بھی لینا ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی لینا ہے فرمایا اَللّٰهُ مُعْطِیْ  
وَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ۔ اللہ تعالیٰ صرف مجھے ہی عطا کرتا ہے اور میں ہی تقسیم کرتا ہوں۔۔

شوکت سحر و سلیم تیرے جلال سے نمود

فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب

یہ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے کہ بادشاہوں کا رعب اور  
دبدبہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال سے ہے اور حضرت جنید اور حضرت  
بایزید بسطامی کی ولایتیں میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے عطا ہوئی  
ہیں۔ اب یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ  
وسلم نور ہیں۔ آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مانیں گے تو آپ کو کیا ملے گا اور

نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرنا کیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا گیا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پیدا فرمایا ہے پھر میرے نور سے کائنات کی ساری چیزیں بنی ہیں۔ تمہارا آنا میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ہے میرا یہ بات کرنا میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک سے ہے۔ میری اس آواز کا تیرے کان میں جانا میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک سے ہے۔ تیرا سنا میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک سے ہے۔ کیا آپ خود آئے ہیں۔ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں۔

کہاں کی دولت کہاں کا منصب

قسم خدا کی یہ ہے حقیقت

جنہیں بلایا ہے مصطفیٰ نے

وہی مدینے کو جا رہے ہیں

کوئی قرآن نہیں پڑھ سکتا کوئی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ ہر چیز مخلوق ہے۔ کوئی ذکر نہیں کر سکتا جب تک میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور اس میں شامل نہیں ہوتا۔ کائنات کی ہر چیز کی بنیاد میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ہے۔ ہر بندے نے پل صراط پر سے گزرنا ہے خواہ وہ نیک ہے کہ بد ہے چھوٹا ہے کہ بڑا ہے۔ پل صراط کے نیچے جہنم ہے۔ اور ہزاروں میل دور اوپر تک اس کی تپش ہے۔ اگر کوئی پردہ کٹی میل اس کے اوپر سے گزرے گا تو وہ بھسم ہو کر نیچے جہنم میں گر جائے گا۔ ہم نے تو پل صراط کے اوپر سے لازمی گزرنا ہے تو پھر کیا کریں گے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے فرمایا کہ جس کے عقیدے میں یہ ہوگا کہ میں نور ہوں اسے آگ نہیں جلائے گی وہ سلامتی کے ساتھ پس صراط پار کر جائے گا۔ بلکہ جہنم عرض کرتی ہے کہ یا اللہ اس کو جلدی سے پس صراط پار کرادے کہ اس کے نور سے جو اس کے دل داغ میں ہے جو اس کے عقیدے میں ہے میں اس کی وجہ سے بجھ رہی ہوں میری پیش ختم ہو رہی ہے۔ دوزخ کی آگ نور والے کو نہیں جلائے گی۔ دوزخ میں نوری فرشتے موجود ہیں۔ دوزخ کا دروغ فرشتہ ”مالک“ نوری ہے اور دوزخ میں ہی رہتا ہے۔ اسے دوزخ کی آگ نہیں جلاتی۔ وہ لوہے کی کرسی پر بیٹھا ہے میں لکڑی کی کرسی پر بیٹھا ہوں۔ لوہا موصل ہے بہت جلد گرم ہو جاتا ہے۔ لکڑی غیر موصل ہے گرم نہیں ہوتی۔ وہ فرشتہ جہنم میں ہوتے ہوئے بھی جلتا نہیں ہے کیونکہ اس نے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو سجدہ کیا ہوا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی مبارک میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور مبارک تھا۔ جب فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا تھا۔ اس لئے دوزخ کی آگ فرشتوں کو جلاتی نہیں ہے۔ اللہ جانے کہ جہنم میں کتنے فرشتوں کی ڈیوٹی لگی ہے جو اس کو سنبھالتے ہیں۔ اس کی آگ وغیرہ کو لگاتے بجھاتے ہیں۔ اس کو کنٹرول کرتے ہیں تو جہنم کی آگ ان فرشتوں کو کیوں نہیں جلاتی جب کہ وہ ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔ فرمایا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔ (البقرہ ۲۴) ”ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔“ جہنم کی آگ پتھروں کو بھی جلاتی ہے لیکن اس میں رہنے والے فرشتوں کو نہیں جلاتی۔ پھر فرمایا وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ۔ (الاعراف ۱۷۹) ”اور بے شک ہم نے جہنم کے لئے پیدا کئے بہت جن اور انسان۔“ جہنم کی آگ انسانوں اور جنوں

کو جلا دیتی ہے لیکن جو فرشتے اس میں رہتے ہیں یہ ان کو نہیں جلاتی۔ وہ اس لئے کہ ان کے عقیدے میں میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ہے۔ یا اللہ ہمیں بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور ماننے کی توفیق عطا فرما۔ قرآن مجید فرما رہا ہے۔ **وَدَاعِبًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرًّا جَانِبًا** (جزاب ۳۶) ”اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا ہے اور چمکا دینے والا آفتاب۔“ اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اگر چمکنے والا آفتاب ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ موجود ہیں۔ یہاں اس محفل میں بھی ہیں تو پھر اگر یہ بلب وغیرہ بند کر دیں تو ابھی یہاں اندھیرا ہو جائے گا تو پھر وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی کہاں چلی جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں تو اندھیرا کیوں ہو جاتا ہے۔ ہم مان لیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے اور وہ **اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ** (النور ۳۵) ”اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔“ جب اللہ تعالیٰ نور ہے پھر ہم سب بلب بند کریں تو اندھیرا کیوں ہو جاتا ہے۔ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور بلب بند کرنے سے اندھیرا پھر بھی ہو جاتا ہے۔ ہر انسان کے ساتھ دو، دو فرشتے ہیں کراماً کاتبین موجود ہیں فرشتے نوری مخلوق ہیں۔ بلب بند کر دیں تو اندھیرا پھر بھی ہو جاتا ہے اس کی وجہ کیا ہے کہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو دیکھنے والی تیرے پاس آنکھ نہیں ہے۔ اللہ کرے کہ ایسی آنکھ عطا ہو جائے تو پھر وہ لوڈ شیدنگ کی بھی محتاج نہیں ہے وہ اندھیروں میں بھی دیکھ لیتی ہے۔ وہ آنکھ اندھیرے میں بھی ایسے ہی دیکھتی ہے کہ جیسے دن کے اجالے میں دیکھتی ہے۔ آپ یہ عقیدہ رکھ لو آپ یہ مان جاؤ کہ میرے نبی علیہ



الصلوة والسلام نور ہیں تو وہ آنکھ آپ کو عطا ہو جائے گی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چراغ کی روشنی میں کچھ سی رہی تھیں کہ چراغ بجھ گیا ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ اس میں سے دھاگہ بھی نکل گیا۔ اب اندھیرا ہو گیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک سے اتنی روشنی ہو گئی۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سوئی بھی ڈھونڈ لی اور اس میں دھاگہ بھی ڈال لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسا جلوہ تھا۔ فرمایا کہ میری پیشانی سے نور نکل رہا ہے۔ لہذا نور تو ہے لیکن اس کو دیکھنے والی آنکھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھ جیسی ہونی چاہئے۔ اس کے بعد جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کمال ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا علم عطا فرمایا ہے قرآن مجید فرما رہا ہے کہ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (۱۱۳) ”اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔“ آپ اندازہ ہی نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ نے کتنا علم عطا فرما دیا۔ فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تمہیں ہر وہ علم عطا فرما دیا جو آپ نہ جانتے تھے۔ پھر اب وہ کون سا علم ہے جو باقی پیچھے بچ رہا۔ اللہ تعالیٰ نے جو بھی علم بنایا وہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرما دیا۔ بے حد علم عطا فرما دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ بے حد علم بنا سکتا ہے۔ ہماری تو عقل و شعور بھی اس حد کو نہیں پاسکتے۔ فرمایا يَعْلَمُ مَا يَنْزِلُ إِلَيْهِمْ وَمَا خَلَقَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ (البقرہ۔ ۲۵۵) ”جانتا ہے جو کچھ اس کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہئے۔“ ”وہی علم ہیں یا تو میرے سے پہلے

یا پھر میرے سے بعد۔ اللہ تعالیٰ ہر علم جانتا ہے۔ فرمایا کہ یہ تمام علوم میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمادئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا علم عطائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر علم اپنے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دیا ہے۔ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ممبر شریف پر تشریف فرما ہو گئے اور ازل سے لے کر اب تک کا سارا علم بیان فرمادیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ قیامت تک اگر کوئی پتا بھی ہلنا ہے وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا۔ پھر جتنا کسی کو یاد رہا سو رہا۔ اتنا زیادہ علم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے۔ فرمایا کہ ساری کائنات میری ہتھیلی پر ایک رائی کا دانہ ہے۔ فرمایا کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے اپنا دست شفقت میری پشت پر رکھا تو اس کی ٹھنڈک میرے دل میں محسوس ہوئی تو مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ كَمَّا جَوَ كَمَّا هُوَ نَالِ الْاِتِّحَادِ سَبَّحْ مُحَمَّدٌ پر روشن ہو گیا اور یہ اس طرح سے روشن ہوا کہ ساری کائنات میری ہتھیلی پر ایک رائی کے دانہ کے برابر نظر آئی۔ یہ علم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ ہر صبح و ہر شام اور جمعرات کو بطور خاص تمام بندوں کے اعمال نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ جو اچھے عقیدے والے ہیں ان کی جو نیکیاں ہوتی ہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور جو گناہ ہوتے ہیں ان کی بخشش کے لئے دعا فرماتے ہیں۔ ہمارے وہ تمام اعمال جو ہم چھپ کر بھی کرتے ہیں وہ بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ وَمَا يَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ (التوبہ ۹۴) ”اللہ اور اس کا رسول تمہارے اعمال دیکھتے ہیں۔“ لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دایور کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ



والسلام کا گزرا ایک قبرستان سے ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو قبور والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ دیوار کے پیچھے کا علم ہونا آسان ہے کہ قبر کے اندر کا علم ہونا آسان ہے۔ یہ دیوار ہے آپ اس کے پیچھے جا کر دیکھ لیں تمہیں علم ہو جائے گا لیکن قبر میں آپ خواہ دنیا بھر کے سائنسی آلے لگالیں کوئی بھی آلہ یہ نہیں بتا سکے گا کہ قبر کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھ رہے ہیں کہ قبر کے اندر والے کو عذاب ہو رہا ہے۔ اب تک کوئی سائنسی ایجاد یا مشین ایسی نہیں بن سکی اور نہ ہی بن سکے گی جو عذاب و ثواب کو دیکھ لے اور اس کی نشان دہی کر دے لیکن یہ نگاہ مصطفیٰ اور علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ وہ عذاب کو بھی دیکھ لے ثواب کو بھی دیکھ لے۔ پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو عذاب کیوں ہو رہا ہے۔ جو کہتا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں وہ ذرا دیکھے تو سمجھ لے کہ وہ بندے جو اپنی حیات میں گناہ کرتے رہے ہیں جن کی بنا پر انہیں عذاب ہو رہا تھا وہ کیا تھے۔ فرمایا کہ یہ ایک تو چغل خور تھا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور کی ٹہنی منگوائی اسے چیر کر دو بھاڑ کر دیا۔ ایک حصہ ایک قبر پر اور دوسرا حصہ دوسری قبر پر رکھ دیا۔ فرمایا کہ یہ ٹہنیاں جب تک سرسبز رہیں گی یہ میرا اور میرے اللہ کا ذکر کرتی رہیں گی اور اس ذکر کی وجہ سے ان کے عذاب میں کمی آئے گی۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم ہے اللہ تعالیٰ اسے ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو بھی علم اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے وہ سارے کا سارا علم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینے میں بھر دیا ہے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازراہ کرم وہ سارا علم حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھر دیا

ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عظمت کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نور اور علم کے علاوہ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوا وہ ہے کوثر۔

اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَلِمَ الثَّقِيْلَ اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ جو بھی اچھی اور مفید چیزیں ہیں جو میرے کام آنے والی ہیں وہ کوثر میں شامل ہیں۔ بجلی کام آنے والی مفید چیز ہے تو یہ بھی کوثر میں شامل ہے۔ تیری صحت اچھی ہے تو یہ بھی کوثر ہے۔ تیرا دیکھنا تیرا سنا تیرا بولنا یہ سب کوثر ہے۔ تیرا چلنا بھی کوثر ہے تیری طاقت ہے یہ بھی کوثر ہے۔ جو بھی تیرا عمل ہے وہ کوثر کا ہی حصہ ہے۔ اور یہ تمام چیزیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوئی ہیں اب اگر کسی نے کچھ لینا ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی لینا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مَلِّ مَا شِئْتَ يَا رَبِّطْهُ رَبِيعَ بنِ كَعْبٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تیرا جی چاہے مانگ لے۔ یہ کون کہہ سکتا ہے۔ کیا کوئی صدر مملکت کہہ سکتا ہے کہ مجھ سے جو چاہو مانگ لو میں وہ تمہیں دیتا ہوں۔ نہیں کہہ سکتا اس وقت صدر امریکہ ہی بڑی طاقت والا ہے جو کہہ رہا ہے۔ Do more do more اور حملے کرو۔ اور حملے کرو یہ طالبان ہمارے قابو میں نہیں آ رہے ہیں۔ اگر اتنی طاقت اور حوصلہ والا ہے تو خود آ کر مارے۔ نہیں مار سکتا۔ لیکن میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بھی کر سکتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں یہ ہو بھی جائے گا۔ غلیل چلانے والے بندے سائیم بم رکھے والے لوگوں کے قابو میں نہیں آ رہے ہیں اور انہیں پریشان و حراساں کئے ہوئے ہیں اَلتَّائِبُ پُر حاوٰی ہو رہے ہیں۔ طالبان کے پاس کون سا اسلحہ ہے۔ غلیل ہوگی۔ پستول ہوں گے اور پتھر ہوں گے لیکن جب میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ

چڑیوں سے بھی ہاتھی مروا دیتا ہے۔ یہ عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ فرمایا  
 مَلِّ مَا شِئْتَ يَا رِبِيعَةَ رِبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ جَوْتِ رَاجِحِي چاہے  
 مانگ لے۔ کائنات میں نہ تو ابھی تک کوئی ایسا پیدا ہوا ہے اور نہ ہی قیامت تک پیدا  
 ہوگا جو یہ کہہ سکے کہ مجھ سے مانگ لو جو چاہو۔ میں تمہیں دیتا ہوں۔ رانا صاحب آپ  
 کی دکان پر ہر قسم کا کپڑا ہے۔ جو کپڑا کوئی مانگے کیا آپ وہ دے سکتے ہیں۔ نہ ہر قسم کا  
 کپڑا ہے اور نہ ہی آپ دے سکتے ہیں۔ کیا آپ کی دکان پر ہر قسم کا کمپیوٹر موجود ہے  
 نہیں ہے۔ آپ کی بس ہوگئی ہے۔ آپ خاموش ہو گئے ہیں لیکن میرے نبی پاک  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام اعلان فرما رہے ہیں کہ مانگو جو چاہو۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا شرک ہے صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگو وہی دیتا ہے۔ لیکن  
 نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خود اعلان فرما رہے ہیں کہ مجھ سے مانگو اور کوئی قید نہیں  
 ہے کوئی حد بندی نہیں ہے کہ یہ مانگو اور یہ نہ مانگو۔ اور بھی جو چاہو مانگو نبی پاک  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام دینے کو تیار ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ بھی صفت  
 ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں فرماتے۔

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں

اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم یہاں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رہتا ہوں۔ جنت  
 میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہی رہنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے فرمایا کہ یہ تو ہو گیا کچھ اور بھی مانگ لو۔ عرض کیا کہ اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ

میرے اس دعا کے بعد۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے تو اب اور کسی چیز کی ضرورت نہیں رہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سائل کو نہ نہیں فرماتے۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

ہر بندہ خواہ وہ کتنا ہی سخی ہو کسی نہ کسی مقام پر آ کر رک جاتا ہے اور اس کے منہ سے نہ نکل جاتی ہے کہ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ یہ امجد صاحب ہیں یہ بڑے مفسر ہیں سیشن جج ٹوبہ ٹیک سنگھ کے سارے اکاؤنٹ ان کے قبضہ میں ہیں یہ اس کے وزیر خزانہ ہیں کیا یہ ہر شخص کو اس کی طلب کے مطابق دے سکتے ہیں۔ نہیں دے سکتے۔ یہ دوسرے صاحب بیٹھے ہیں ان کا تعلق ضلع کونسل سے ہے کیا یہ سب کچھ دے سکتے ہیں۔ یہ بھی بڑے افسر ہیں۔ لیکن یہ بھی سب کچھ نہیں دے سکتے۔ لیکن میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کیا ہے کہ گرمی کا موسم ہے قمیض مبارک اتاری ہوئی ہے۔ کھجور کی چٹائی پر آرام فرما رہے ہیں۔ جسم مبارک کو مٹی لگ رہی ہے چٹائی کے نشان جسم اطہر پر نمودار ہو رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھ کر رو دئے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا بات ہوئی ہے کیوں رو رہا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے بادشاہ عیش و عشرت میں زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کے گھروں میں اے۔ سی نصب ہیں، کولر کام کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس گرمی میں چٹائی پر آرام فرما رہے ہیں جسم اطہر کو مٹی لگ رہی ہے۔ جسم اطہر پر



چٹائی کے نشان پڑ گئے ہیں۔ فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ اسے میری مجبوری نہ سمجھو میرا فقر اختیاری ہے۔ مجھے یہ پسند ہے میں غریبوں کا بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔ میرا زمین پر لیٹنا اور سونا سنت ہو جائے گا۔ آپ دیکھیں کہ کتنی ہی بیماریاں ہیں جو زمین پر سونے سے ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ فرمایا زمین پر لیٹنا میری مجبوری نہیں ہے یہ اختیاری ہے۔ اگر میں چاہوں تو مکہ شریف کے تمام پہاڑ سونے کے بن جائیں گے اور اگر چاہوں تو یہ میرے ساتھ ساتھ چلیں گے۔ پہاڑ جامد ہیں یہ چل نہیں سکتے۔ لیکن اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرما دیں کہ چلو تو یہ چل بھی پڑیں گے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

جو کہہ دیا سو ہو گیا۔ یہ ستون آپ کے سامنے ہے یہ سونا نہیں بن سکتا۔ یہ سینٹ ریت اور کاربن وغیرہ سے بنا ہوا ہے۔ لیکن اگر میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں کہ سونے کا بن جا تو یہ ابھی سونے کا بن جائے گا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرما دیں کہ میرے ساتھ چلو تو یہ فوراً حکم کی تعمیل کرے گا اور چل دے گا۔ یہ طاقت و عظمت میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ آپ ہر چیز کے منبع اور مصدر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سب کچھ ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوثر چل رہی ہے۔

لَا وَرَبَّ الْعَرْشِ كُوْجُوْا اِنْ سَلا

بُتْق ہے کونین میں نعت رسول اللہ کی

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب

نہیں ان کی ملک میں آسمان زمین نہیں کہ زمان نہیں

ہر چیز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں ہے سب سے زیادہ

Hope full یہ ہے۔ سب سے زیادہ امید افزا یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

سے جو بھی مانگو وہ عطا کرتے ہیں۔ آج دے دیں۔ کل دے دیں۔ سال بعد دے

دیں۔ حشر کو دے دیں وہ ضرور دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ تجھے کیا

اور کب دینا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت فرمائیں کہ میں جنت

میں چلا جاؤں تو میری شفاعت ہو گئی اور جنت تجھے مل گئی۔ جو کچھ بھی آپ مانگتے

ہیں اگر وہ آپ کے حق میں بہتر نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہتر بھی

عطا فرمائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ نہیں فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

کن کی زبان عطا ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ یہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات ہیں۔ سب سے بڑھ کر جو چیز میرے نبی پاک صلی

اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ فرمایا: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ

رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (الضحیٰ ۵) ”اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ

تم راضی ہو جاؤ گے۔“ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام خزانوں کا بلیٹک چیک نبی پاک

صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دیا ہے۔ بلیٹک چیک وہ ہوتا ہے کہ جس پر چیک جاری

کرنے والے کے دستخط ہوتے ہیں لیکن رقم کا اندراج نہیں ہوتا۔ اس چیک کی

Value اتنی ہوتی ہے جتنا بنک میں بیلنس ہوتا ہے۔ جتنی رقم بنک میں جمع ہو اتنی

مقدار میں رقم اس چیک میں درج کی جاسکتی ہے۔ اگر بنک میں ایک کڑور روپیہ ہے تو



چیک کی قدر بھی ایک کڑوڑ روپیہ ہے۔ اگر ارب روپیہ ہے تو چیک کی قدر بھی ایک ارب روپیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بینک بیلنس کتنا ہوگا۔ اس کا کوئی اندازہ نہیں ہے اس کی کوئی حد بھی نہیں ہے۔ وہ بلیٹک چیک اللہ تعالیٰ نے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کیا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو فرما دیتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ میں کل اسے جھنڈا دوں گا جو خیر فتح کر لے گا۔ مجاہدین چالیس روز سے محاصرہ کئے ہوئے تھے لیکن قلعہ قموص فتح نہیں ہو رہا تھا۔ جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرما دیا تو فتح ہو گیا۔ رات ہر صحابی سجدہ میں ہے کہ یا اللہ صبح میرا نام ہی نکل آئے کیونکہ قلعہ تو کل فتح ہو جاتا ہے۔ میں ہی فاتح خیر بن جاؤں۔ صبح ہوئی تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا گیا کہ جھنڈا لے لو اور قلعہ پر حملہ کر دو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری تو آنکھیں آئی ہوئی ہیں آشوب چشم ہے میں تو جنگ نہیں کر سکتا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لعاب دہن لگایا تو دونوں آنکھیں اسی لمحے تندرست ہو گئیں۔ آپ نے جھنڈا پکڑا میدان جنگ میں تشریف لے گئے۔ قلعہ قموص کا آہنی دروازہ سولہ سومن لوہے کا بنا ہوا تھا۔ جس کو کھولنے بند کرنے کے لئے سینکڑوں افراد کی ضرورت ہوتی تھی۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہاتھ سے اکھاڑ کر دور پھینک دیا جس طرح سے کہ میں یہ پھینک دوں۔ قلعہ فتح ہونے کے بعد سو آدمیوں نے مل کر زور لگایا تو دروازہ ہلا بھی نہ سکے۔ وہ دروازہ کیوں اکھڑ کر دور جاگرا کہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرما دیا تھا کہ قلعہ فتح ہو جائے گا تو ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو فرما دیتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کن کی زبان عطا ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ نہیں فرماتے۔ آپ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگو۔ پھر مانگو۔ پھر مانگو ان کی عطا میں کمی نہیں ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے مانگنا سنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگنا فرض ہے کیونکہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (الشعراء) ”اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔“ تم یہ یاد رکھو کہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رب سے مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں یہ فرماتا ہے کہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو چاہو لے لو تو جا اور ان کے در پر جھولی پھیلا کر تو دیکھ پھر وَاَمَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْهَ (الحی ۱۰) ”اور منگتا کو نہ جھڑکو۔“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سائل کو جھڑکنا نہیں ہے بلکہ ان کو جھولیاں بھر کے دینا ہے۔ در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھولی پھیلانا فرض ہے۔ ان سے مانگنا فرض ہے پہلے فرض کو پورا کرو پھر سنت پر بھی عمل کر لینا۔ لیکن ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگتے نہیں ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر کس سے مانگی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں وہ تمام علوم ہیں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔ تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان علوم کی روشنی میں بات کریں گے۔ جب فوت ہونے لگے تو وصیت فرمائی کہ اے لوگو جب میرا جنازہ پڑھا چکو تو میری چار پائی کو در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لے جانا۔ صدیق کی منزل در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ ہر مومن کی منزل در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ آپ دیکھو کہ تمہاری منزل کون سی ہے۔ اگر تمہاری منزل بھی در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے تو پھر آپ بھی

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ٹولے میں شامل ہیں۔ اگر تو کہے کہ میں نے فیصل آباد میں دفن ہونا ہے تو پھر تیری منزل کوئی اور ہے۔ تو مدینہ منورہ میں مرنے کی تمنا رکھ پھر اگر فیصل آباد میں بھی مر گیا تو تیری میت مدینہ منورہ میں چلی جائے گی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی کہ میری میت کو در رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر کی جگہ کس سے مانگی ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگی ہے۔ پھر تو کیوں نہیں مانگتا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنی ہیں اور عشرہ مبشرہ میں اول نمبر پر جنتی ہیں۔ آپ جنت کے مالک ہیں۔ جنت دوزخ کی چابیاں ان کے پاس ہیں۔ آپ نے قبر کی جگہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگی ہے اور آپ کی عرض پیش کرنے والے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ غلام حاضر ہے قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ تالا کھل گیا۔ کنڈی کھل گئی۔ دروازہ کھل گیا اور اندر سے آواز آئی کہ دوست کو دوست کے پاس آنے دو۔ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگتا ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دوست ہے۔ حضرات یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ سب سے بڑی عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت ہے۔ دنیا آخرت کے زمانے میں ایسے ہے کہ جیسے ایک سیکنڈ، دو سیکنڈ، تین سیکنڈ ہوں۔ جب سے دنیا بنی ہے اربوں کھربوں سال قیامت کے زمانہ میں یا عالم برزخ سے لے کر آگے

نک اس کی حیثیت اتنی ہے کہ جتنی ایک چوٹی اگر سمندر میں گر جائے تو اس کے جسم کو تری لگتی ہے باقی سارا سمندر ایک طرف ہے اس کی ساری عظمت میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا

کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

محشر میں ساری شان و عظمت میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی شفاعت۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی شفاعت ہر بندے کی شفاعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

حضرات ہم یہ ٹٹ کرنا چاہتے ہیں کہ کسی بندے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے کہ نہیں ہے۔ تو ہمیں کیا کرنا ہوگا۔ میں جو عرض کر رہا ہوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرو۔ اللہ کرے کہ مجھے بھی ہو جائے اور آپ سب کو بھی ہو جائے۔ اس کے بغیر تو نہ اسلام ہے نہ ایمان ہے۔ ہر بندہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے لیکن اس کا ٹٹ کیا ہے۔ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سرور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان ہو تو جو اس کو سن کر خوش ہو جائے وہ مومن ہے۔ لیکن جو جل سڑ جائے وہ منافق ہے۔ اب میری یہ آج کی بات چیت جس کو اچھی لگی ہو وہ ہاتھ کھڑا کریں (تمام ہاتھ کھڑے ہو جاتے ہیں)



حضرات حضرت محدث اعظم علامہ محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو مومن ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا ہے۔ جس کے دل میں ایک ذرہ بھر بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہے وہ انشاء اللہ جنت میں جائے گا۔ یہ محبت اتنا قائمہ دیتی ہے جس کے دل میں محبت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتی ہے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور ذات میں کبھی نقص نہیں نکالتا۔ محبت کو اپنے محبوب میں کوئی نقص نظر نہیں آتا۔ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نقص بیان کرتے ہیں وہ محبت سے خالی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ذکر کرتا ہے وہ محبت والا ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی تمنا رکھے وہ محبت والا ہے۔ اس لئے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہے۔ یا اللہ وہ میری بھی دعا ہو جائے آپ کی بھی دعا بن جائے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھیں ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جس کے دل سے یہ دعا نکلی ہے وہ قبول بھی ہو گئی ہے اور اسے ایمان بھی نصیب ہو گیا ہے۔ اور ہم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ٹولے میں شامل بھی ہو گئے ہیں۔ محبت والے سلام بھی پڑھتے ہیں۔ آؤ ہم بھی سلام پڑھتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ۔

خطاب محمدی چوک غلام محمد آباد

12-01-2011

## گیارہویں شریف

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ  
الْعَلِيمِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الْاٰمِنُوْنَ اٰمِنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
وَعَلَى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفَصْحُوْلِیَّالِ عَشْرِهٖ  
صَلَّى اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَلَّى رَسُوْلِهِ النَّبِیَّ الْكَرِيْمِ

حضور آئے تو سرِ آفرین نفس پا گئی دنیا  
اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آ گئی دنیا  
بجھے چہروں کا رنگ اترائے چہروں پہ نور آیا  
حضور آئے تو انسانوں کو جینے کا شعور آیا  
سخا بن کر، وفا بن کر، کرم بن کر، عطا بن کر  
خدا کا نور اتر لا مکان سے مصطفیٰ بن کر

حضرات ذی وقار میرے نہایت ہی واجب الاحرام برادران اسلام اور  
حضرت قبلہ پیر صاحب آج کا یہ مقدس پروگرام گیارہویں شریف کے سلسلہ میں  
انعقاد پذیر ہے میں تو محض ایک طالب علم ہوں اور ان بزرگوں کے سامنے میری  
حیثیت ایسی ہی ہے کہ جیسے سورج کے سامنے چراغ ہوا۔ ایسے ہی میری حیثیت ہے۔  
حضرات ذی وقار ہماری کوئی بھی محفل ہو، خواہ وہ محفل میلاد ہو، محفل معراج ہو یا وہ



محفل گیا ہویں شریف کے سلسلہ میں انعقاد پذیر ہو ہم غلاموں کا غشا اور مقصود صرف حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا ہے اور اسی کی طرف ہمارے امام سنیوں کے امام، عاشقوں کے امام نے بھی اشارہ فرمایا ہے۔

ذکر پھیکا ہے کہ جب تک نہ مذکور ہو

حسن تمکین والا ہمارا نبی ﷺ

حدیث مبارک میں ہے کہ ذُکِرَ الْأَنْبِيَاءُ مِنَ الْعِبَادَةِ وَذُكِرَ الصَّالِحِينَ كَغَفَارَةِ غِيَاهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کا ذکر عبادت ہے۔ اور صالحین کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے۔ اس لئے حضرات ذی وقار آج کی یہ محفل پاک گیا ہویں شریف کے سلسلہ میں انعقاد پذیر ہے۔ گیا ہویں شریف کیا ہے گیا ہویں شریف ایک ایصالِ ثواب ہے۔ ایصال کے معنی پہنچانا اور ثواب کا معنی ہوتا ہے نیک اعمال کرنا اور اس کی نسبت حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس لئے ہے کہ آپ نے جب یہ کام شروع کیا تو دن دواں اور رات گیا ہویں تھی۔ کتب میں یہ درج ہے کہ آپ نے دن دواں اور رات گیا ہویں کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد شریف منایا تھا۔ پھر وہ میلاد شریف اتنا مقبول ہوا کہ جو بھی آپ کے مریدین تھے ان کو قمری مہینے کے اعتبار سے دس تاریخ کو انہیں تنخواہیں ملتی تھیں وہ تمام اپنے اپنے حسبِ توفیق اس میلاد شریف میں اپنا حصہ ڈالتے اور محفل میلاد مناتے حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں یہ سلسلہ جاری ہو گیا اور آج تک جاری ہے اور انشاء اللہ العزیز قیامت تک جاری رہے گا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تم لازمی طور پر یہ میلاد دن دواں اور رات گیا ہویں کو ہی کیوں مناتے ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ حضرت سرکارِ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی سنت ہے۔ یہ ضروری بھی نہیں ہے کہ یہ

اہتمام دن دسویں اور رات گیارہویں کو ہی کیا جائے جب بھی آپ میں استطاعت ہو تو اس گیارہویں شریف کا اہتمام کریں۔ دن دسویں اور رات گیارہویں کو تو ہم اس لئے میلا دیا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی محفل مناتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو بھی یہ دن بہت پسند ہے میں نے جو وَالْفَجْرِہ وَلَیَالِ عَشْرِ (الفجر ۲-۱) اور اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی، فرمایا کہ مجھے قسم ہے فجر کی۔ علماء کرام نے اس سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا وقت لیا ہے اور جو دس راتوں کی قسم ہے اس سے مراد بعض نے ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں لی ہیں بعض نے رمضان المبارک کی پہلی دس یا آخری دس راتیں مراد لی ہیں اور بعض نے محرم الحرام کی پہلی دس راتیں مراد لی ہیں۔ کوئی بھی دن ہو کہ راتیں ہوں ان کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ اس دس روز میں بہت اہم واقعات رونما ہوئے ہیں۔ دس تاریخ تمام انبیاء علیہم السلام کے لئے انعامات اور عنایات الہی کا دن ہے۔ (پروفیسر عبدالغفار صاحب لقمہ دیتے ہیں ”اسی روز حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ اسی روز ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اور اسی روز آپ نے وصال فرمایا۔ اسی روز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا میں عصا مار کر اسے پھاڑا۔ اسی دس تاریخ کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر اتری۔ اسی دس تاریخ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند ابرہہ جند اساعیل علیہ السلام کے فدیے میں جنت سے دنبہ آیا۔ دس تاریخ کو ہی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے اور اسی دس تاریخ کو قیامت آئے گی۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے تو سب مرجائیں گے پھر دوسری دفعہ صور پھونکیں گے تو سب مردے زندہ ہو جائیں گے۔“ اس لئے حضور سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دن مقرر فرمائے۔ آج ہماری اس محفل کی صدارت پیر طریقت راہبر شریعت حضرت قبلہ ڈاکٹر علی محمد چوہدری

وامت برکاتہ العالیہ فرما رہے ہیں۔ ہم جو شیخ عظام شیخ کامل ولی کامل سے بیعت کرتے ہیں تو اس کی کیا وجہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّالِقِينَ** (التوبہ ۱۱۹) ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو“۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ کتب میں درج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جو ”ایمان والے“ لفظ بولا ہے یہ ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اٹھاسی (۸۸) مرتبہ اس پیارے لقب سے ہمیں یاد فرمایا ہے۔ فرمایا کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ سابقہ جوماتیں تھیں ان کے انبیاء علیہم السلام کو اس لقب سے پکارا جاتا تھا۔ حضرات یہ ایمان اور تقویٰ مسلمان کیلئے بہت بڑا انعام اور خزانے ہیں اور چور بھی ہمیشہ خزانوں کا ہی دشمن ہوا کرتا ہے۔ شیطان بھی انہی خزانوں کا دشمن ہے۔ وہ ہمارے ایمان اور تقویٰ کا دشمن ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: **إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ** (یوسف ۵) ”یشک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے“ بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ اس شیطان سے بچتے کیلئے فرمایا: **كُونُوا مَعَ الصَّالِقِينَ** سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے جو نیک برگزیدہ بندے ہیں ان کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دے دو ان کے دامن سے وابستگی اختیار کر لو ان سے نسبت قائم کر لو۔ پھر تمہارے ایمان اور تقویٰ کی حفاظت ہو جائے گی۔ اسی لئے ہر نماز میں یہ دعا کرنے کی تلقین ہے۔ **إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ**۔ (الفاتحہ ۶-۵) ”ہم کو سیدھا راستہ دکھا، راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا“۔ اے اللہ ہمیں سیدھی راہ دکھا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ وہ انعام یافتہ لوگ کون ہیں فرمایا **أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مَنْ**



النَّيِّبِينَ وَالصَّالِحِينَ وَالشُّهَدَاءَ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَٰزِقًا (سورہ النساء ۴۹)

”اللہ تعالیٰ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہدا اور نیک لوگ، یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں“ وہ لوگ جو انعام یافتہ ہیں وہ انبیاء علیہم السلام ہیں۔ وہ صدیقین ہیں وہ شہدا ہیں وہ اولیاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے ساتھ دوستی رکھو۔ یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔ وَاتَّبِعْ مَسِيلَ مَنْ آتَابَ (الکافی ۱۵) اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔ اور جو میری طرف رجوع کرتے ہیں ان کی اتباع کرو۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرْدِ (لق ۱۶) ”اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں“ فرمایا کہ میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ پھر پیرو مرشد کی ضرورت کیوں ہے۔ انسان کی آنکھ ہر چیز کو دیکھتی ہے لیکن اس کے اندر جو سرمہ پڑا ہوا ہے اس کو دیکھ نہیں سکتی۔ سرمہ آنکھ کے لئے سب چیزوں سے قریب ہے لیکن سرمہ اسے نظر نہیں آتا۔ سرمہ دیکھنے کے لئے آئینے کی ضرورت ہوتی ہے ہم جب آئینہ میں دیکھتے ہیں تو ہماری آنکھوں میں پڑا ہوا سرمہ ہمیں نظر آ جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ہماری شہ رگ سے بھی قریب ہے لیکن وہ ہمیں نظر نہیں آتا اسے دیکھنے کے لئے ہمیں کسی مرد قلندر کے پاس جانا ہوگا جب ہم کسی شیخ کامل کو مرد قلندر کو دیکھیں گے تو ہمیں خدا نظر آ جائے گا۔ اسی لئے کسی نے خوب کہا ہے۔

ہر نظر نظر میں ہے جلوہ گر  
نور آنکھ کا وہ نور ہے  
جو تیری نظر میں نہ آ سکے  
تو تیری نظر کا قصور ہے

اللہ اللہ کہنے سے اللہ نہ ملے

اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

میں عرض کر رہا تھا کہ جب کوئی سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاتا ہے تو اس کے ایمان اور تقویٰ کی حفاظت ہو جاتی ہے۔ کتب میں یہ درج ہے کہ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی نزع کا وقت آیا تو شیطان آگیا اور ایسا ہوتا ہے کہ جب بھی کسی مسلمان مومن بندے کا نزع کا وقت آتا ہے تو شیطان آ جاتا ہے اور اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اب آخری وقت اس کا ایمان چھین لیا جائے کیونکہ جو نزع کے وقت ایمان سے پھر گیا بے ایمان ہو گیا تو پھر اسے واپس لوٹنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ حضرت علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی شیطان آگیا۔ ان کی نزع کا وقت ہے شیطان نے کہا کہ اے رازی تو نے ساری عمر اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کا ڈنکہ بجایا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کو بیچنا بھی ہے۔ فرمایا کہ ہاں اللہ تعالیٰ ایک ہے اس نے دلیل مانگی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کی دلیل پیش فرمادی۔ شیطان نے اس دلیل کو رد کر دیا۔ شیطان بیت المعمور کا خطیب رہ چکا تھا۔ فرشتوں کا سردار تھا بہت علم والا تھا اس نے حضرت علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ کی دی ہوئی دلیل کو رد کر دیا۔ آپ نے دوسری دلیل دی اس نے وہ بھی رد کر دی حتیٰ کہ حضرت علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کے دلائل دیں اور شیطان نے سب کی سب رد کر دیں۔ آپ بڑے پریشان ہوئے۔ اب نزع کا وقت ہے شیطان کے حملے سے کس طرح بچا جائے۔ ایک دور دراز مقام پر آپ کے پیر و مرشد آپ کے شیخ کامل حضرت نجم الدین کبریٰ

رحمۃ اللہ علیہ وضو فرما رہے تھے آپ نے وہیں سے آواز دی کہ اے فخر الدین رازی تو اس مرد کو یوں کیوں نہیں کہتا کہ میں اللہ تعالیٰ کو بغیر کسی دلیل کے ایک ماننا ہوں۔ جب حضرت فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا تو شیطان لا جواب ہو کر بھاگ گیا۔ معلوم ہوا کہ مرشد کامل کا ہاتھ اگر پیچھے ہو تو ایمان اور تقویٰ کی حفاظت ہو جاتی ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج پر جا رہا تھا کہ راستے میں ایک مرد قلندر ملا ایک فقیر ملا یہ واقعہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں تحریر فرمایا ہے۔ فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خستہ حال فقیر ملا۔ اس نے پوچھا کہ اے بایزید کہاں جا رہے ہو، فرمایا کہ حج بیت اللہ شریف کرنے کیلئے جا رہا ہوں۔ پوچھا کہ وہاں جا کر کیا کرو گے۔ فرمایا کعبہ شریف کا طواف کروں گا۔ فرمایا کہ تم میرا طواف کر لو تمہیں حج کا ثواب مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس گھر کو صرف ایک مرتبہ اپنا گھر بنایا ہے اور ایک بندہ مومن کو روزانہ ستر مرتبہ اے میرے بندے کہہ کر خطاب فرماتا ہے اس لئے میں کعبہ شریف سے زیادہ افضل ہوں تم میرا طواف کر لو تمہیں حج کا ثواب مل جائے گا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرنے سے اللہ تعالیٰ کی قربت نصیب ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری حاضری کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے ہم سب کا آنا قبول فرمائے اور ان بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنا نصیب فرمائے آمین

خطاب حضرت علامہ حافظ محمد ارشد صاحب

برہانش رانا شاہد علی صاحب 11-03-19



## دوسری نشست

حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ عبادت گزار شب بیدار بزرگ تھے ایک روز دریائے دجلہ کے کنارے اپنی عبادت میں مصروف تھے کہ ایک بہت خوبصورت سیب پانی میں بہتا ہوا آیا آپ نے وہ سیب پکڑا اور کھالیا پھر خیال آیا کہ میں نے یہ سیب مالک کی اجازت کے بغیر کھالیا ہے لہذا آپ چڑھتے پانی کی طرف چل دیئے۔ کافی دور جانے کے بعد دیکھا کہ سیب کے درختوں کا باغ ہے اور ایک درخت کی ٹہنیاں دریا کے اوپر جھکی ہوئی ہیں اور ان میں ایسے ہی سیب لگے ہوئے ہیں جیسا کہ آپ نے کھالیا تھا آپ نے خیال فرمایا کہ وہ سیب اسی درخت سے ٹوٹ کر گرا ہوگا۔ آپ نے دریافت کیا کہ یہ باغ کس کا ہے بتایا گیا کہ یہ باغ ایک ولی کامل حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کی ملکیت ہے آپ حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور عرض کیا کہ حضرت صاحب میں نے آپ کے باغ کا ایک سیب اس طرح سے آپ کی اجازت کے بغیر کھالیا ہے آپ وہ مجھے معاف کر دیں۔ حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے جانچ لیا کہ یہ ایک کوہر نایاب ہے لہذا آپ نے ان کو کسی طرح بہانے سے اپنے پاس رکھ کر ان کی مزید تربیت کرنے کا ارادہ فرمایا اور فرمایا کہ بیٹا آپ نے سیب میری اجازت کے بغیر جو کھا لیا ہے اسے معاف کرنے سے متعلق پھر سوچوں گا جب آپ بارہ سال میرے اس باغ کو پانی دیا کرو۔ آپ کے زہد اور تقویٰ کا یہ حال تھا کہ ایک سیب بخشوانے کیلئے بارہ سال باغ کو پانی دینا منظور کر لیا۔ بارہ سال گزرنے کے بعد پھر عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ کی شرط پوری ہو گئی ہے اب مجھے سیب معاف کر دیں۔ حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عرصہ میں حضرت ابو صالح کی مکمل طور سے روحانی تربیت

فرمادی تھی لیکن آپ نے فرمایا کہ بیٹا میری ایک شرط اور ہے وہ بھی پوری کر دو تو میں تمہیں سیب معاف کرنے کی سوچوں گا۔ عرض کیا مجھے وہ شرط بھی منظور ہے لیکن آپ مجھے سیب معاف فرمادیں۔ فرمایا کہ میری ایک بیٹی ہے جو کانوں سے بہری ہے زبان سے کوئی کلمہ پاؤں سے اپانچ ہے اور آنکھوں سے اندھی ہے اگر اس کے ساتھ تم شادی کر لو تو میں تمہیں سیب معاف کر دوں گا۔ حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شرط بھی منظور کر لی۔ اس طرح سے آپ کی شادی حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی حضرت ام الخیر فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا سے ہوئی۔ جب آپ حجرہ عروسی میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک نہایت حسین و جمیل خوبصورت خوب رونو جوان لڑکی بیٹھی ہے آپ فوراً باہر تشریف لے آئے اور حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ نے جو صفات میری زوجہ محترمہ میں بتائی تھیں وہ تو وہاں نہیں ہے۔ فرمایا کہ بیٹا وہی تیری بیوی ہے۔ میں نے اندھی اس لئے کہا تھا کہ اس نے آج تک کسی غیر محرم کو نہیں دیکھا۔ بہری اس لئے کہا تھا کہ اس نے آج تک قرآن وحدیث کے علاوہ کوئی بات نہیں سنی۔ کوئی اس لئے کہا تھا کہ آج تک اس نے دین اسلام شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی بات نہیں کی۔ اور پاؤں سے معذور اس لئے کہا تھا کہ اس نے آج تک میری اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہیں رکھا۔ وہ تیری بیوی ہے تجھے مبارک ہو میں نے تمہیں سیب معاف کر دیا۔

باپ حضرت ابو صالح اتنا زاہد پرہیزگار عبادت گزار شب بیدار اور والدہ حضرت ام الخیر فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کی صفات آپ نے سنیں پھر اللہ تعالیٰ نے اس جوڑے کو یکم رمضان المبارک ۴۷۰ ہجری کو ایک فرزند سے نوازا والدہ نے اپنے جگر کو شے کا نام عبدالقادر رکھا اور آپ کی کنیت ابو محمد قرار پائی۔ آپ کا لقب محی الدین ہے آپ گیلان

کی ایک بستی تیف میں پیدا ہوئے جو آج کل ملک ایران میں واقع ہے۔ گیلان کو اہل عرب جیلان بولتے ہیں یوں آپ گیلانی جیلانی مشہور ہوئے۔ والد اور والدہ کی طرف سے نجیب الطرفین حسنی اور حسینی سید ہیں۔ آپ نے دس ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ ہجری برطانیہ گیارہ اپریل ۱۹۴۲ء وصال فرمایا بغداد شریف میں آپ کا مزار پر انوار زیارت گاہ عام و خاص ہے آپ کی پوری زندگی کرامات سے بھرپور ہے۔

(۱)..... اصفہان سے ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضرت صاحب میری بیوی کو مرگی کے دورے پڑتے ہیں علاج معالجہ سے بھی کوئی آفاقہ نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری بیوی کو مرگی کی بیماری نہیں ہے بلکہ سر اندیپ کا ایک شریر جن اس کو ستاتا ہے۔ اب جب تمہاری بیوی کو دورہ پڑے تو تم اس کے کان میں کہہ دینا کہ عبدالقادر جو بغداد میں رہتے ہیں وہ تم سے فرماتے ہیں کہ پھر نہ آنا ورنہ مارے جاؤ گے۔ اس شخص نے آپ کے کہنے پر عمل کیا تو پھر کبھی اس کی بیوی کو دورہ نہیں پڑا۔

(۲)۔۔۔۔۔ آپ کے ایک رفیق شیخ علی ابن نصر البہتی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے اور وہ شیخ ابوالمظفر اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے باغ میں مقیم تھے آپ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے باغ میں دو کھجور کے خشک درخت تھے جن پر چار پانچ سال سے پھل نہیں آیا تھا۔ آپ نے ایک درخت کے نیچے وضو فرمایا اور دوسرے کے نیچے نماز پڑھی۔ وہ دونوں درخت سرسبز ہو گئے اور پھل دینے لگے۔

(۳).....خليفة المستجد بالله کا ایک رشتہ دار استقاء کی بیماری میں مبتلا ہوگی۔ جس میں  
 یہاں بہت لگتی ہے۔ مریض کا پیٹ پھول گیا اور اس کی حالت خراب ہو گئی۔ مریض  
 آپ کے پاس لایا گیا آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر اس کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا  
 تو اسے شفا ہو گئی۔ (از پر وفیسر عبدالغفار صاحب 11-03-19)

## اتحاد بین المسلمین

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ  
الْعَلِيمِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الْاٰمِنُوْنَ اٰمِنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
وَعَلَى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ  
معزز حاضرین!

جو ہوا، ہوا کرم سے تیرے  
جو ہو گا تیرے کرم سے ہو گا

جناب درد صاحب نے بڑے ہی درد بھرے الفاظ میں معاشرہ کی بگڑتی  
ہوئی حالت کا تذکرہ کیا ہے۔ ام مسلمہ میں انتشار مسلمانوں کی باہمی چیقلش مخالفت  
اور دھڑے بندیوں کا ذکر کیا ہے۔ مسلمانوں کی اس زبوں حالی پر سخت افسوس کا اظہار  
کیا ہے۔ ان کے بعد تسمل صاحب نے دعائیہ انداز میں نعت شریف پڑھی ہے اور  
فرمایا ہے کہ کاش یہ قوم اکٹھی ہو جائے لیکن سوال یہ ہے کہ قوم کس نقطہ پر کس  
Point پر اکٹھی ہو جائے۔ کون سے Base پر قوم کا اتحاد ہو جائے کوئی ایک  
مرکزی نقطہ ہونا ضروری ہے کہ جس پر ساری قوم متفق ہو جائے۔ تسمل صاحب اور درد  
صاحب نے ہمیں درد تو دیا ہے لیکن اس درد کی دوا نہیں دی ہے۔ ہمیں دوا نہیں بتائی  
ہے میں عرض کرتا ہوں کہ کیا یہ قوم تو حید پر اکٹھی ہو جائے۔ کیا بیت اللہ شریف پر  
اکٹھی ہو جائے۔ کیا جنت پر اکٹھی ہو جائے۔ آپ ساری قوم کو جنت لالچ دے کر



اکٹھی کر لیں۔ قوم ان تینوں باتوں پر اکٹھی نہیں ہو سکتی اگر یہ اکٹھی ہونی ہے تو سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر ہوگی ورنہ یہ اکٹھی نہیں ہوگی۔ کوئی اور ایسی چیز نظر نہیں آتی کہ جس پر قوم کا اتحاد ہو جائے یہ جو قرآن مجید میں حکم ہے کہ اللہ کی رسی کو تھام کر رکھو تو پھر تم میں تفرقہ بازی نہیں ہوگی۔ **وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا** (ال عمران ۱۰۳) ”اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا“ اللہ کی رسی کی تفسیر جو کی گئی ہے وہ سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اگر سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن نہیں تھا میں گتو کبھی اکٹھے نہیں ہوں گے جو مرضی میں آئے کر لیں۔ تو حید والے سارے ہی ہیں لیکن وہ اکٹھے نہ ہوئے ہیں اور نہ ہی ہو سکتے ہیں۔ جس نے اکٹھا کرنا ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات با صفات ہے۔ جب اکٹھے تھے تو اس وقت در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تھے اور اب جب بھی اکٹھے ہوں گے تو در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہی اکٹھے ہوں گے۔ اور کوئی جگہ نہیں ہے۔ بیت اللہ شریف میں تو ابو جہل بھی تھا۔ ابو لہب بھی تھا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہیں تھے۔ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہیں تھے۔ پھر یہ تمام وہاں اکٹھے تو نہیں ہوئے۔ اس لئے بیت اللہ شریف قوم کو اکٹھے کرنے والی جگہ نہیں ہے۔ اس لئے قوم کو ایک محور کے گرد اکٹھا کرنے والی ذات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیت گانے والے اکٹھے ہو سکتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیوا بھی اکٹھے ہو سکتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرنے والے بھی اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ ان سے محبت کرنے والے اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ صرف واحد ذات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو سب کو اکٹھا کر سکتی ہے۔

وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مقرر

جو وہاں سے ہو نہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

تو حید پر اکٹھا نہیں ہو سکتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اَللّٰهُ مُعْطٰی وَاَنَا قَلْبِیْمُ اللّٰہ تعالیٰ صرف مجھ کو دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ مُعْطٰی میں ”میں“ جو ہے وہ اپنی طرف اشارہ ہے۔ اللہ مجھے دیتا ہے اور میں ہی تقسیم کرتا ہوں۔ اگر امن اور اتحاد چاہتے ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ملے گا اور کہیں سے نہیں ملے گا جب تک یہ نقطہ سمجھ میں نہیں آئے گا۔ مسلمان قوم اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ قرآن مجید پر بھی قوم اکٹھی نہیں ہوگی کیونکہ اتنی زیادہ تفاسیر اور ترجمے ہو چکے ہیں کہ قوم کا کسی ایک خیال پر اکٹھا ہونا ممکن ہی نہیں رہا۔ صرف در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی اکٹھا ہو سکتے ہیں۔ در اللہ تعالیٰ پر اکٹھے نہیں ہو سکتے کہ رب تعالیٰ کا تو کوئی در ہی نہیں ہے۔ کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ کے در پر جاؤ تو وہ کہاں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا در ہے ہی نہیں وہ در سے پاک ہے۔

وہ نبی ہے جن کے ہیں یہ مکاں

وہ خدا ہے جس کا مکان نہیں

اس لئے اپنے اشعار کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در کی طرف لے کر

آؤ تو کام بن جائے گا جس طرح سے ہے کہ ۔

کی محمد سے وفا تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

یا ز نور مصطفیٰ او را بہا است

یا بنوذر اندر تلاش مصطفیٰ است



جس کو بھی کوئی عزت ملی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ملی ہے اور جس کو عزت نہیں ملی ہے اسے جب نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مل جائے گا تو اسے بھی عزت مل جائے گی۔ قوم کا اتحاد صرف نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوگا۔ اگر نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتحاد ہو گیا تو سمجھ لو کہ قوم اکٹھی ہو گئی ورنہ اور کوئی ایسا نقطہ نظر نہیں آتا کہ جو قومی اتحاد کی بنیاد بن سکے۔ اللہ تعالیٰ کو تو ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی سب مانتے ہیں، کیونست اللہ تعالیٰ کی موجودگی کو نہیں مانتے تھے اب کہتے ہیں کہ کوئی ہستی ہے جو کائنات کو چلا رہی ہے۔ لیکن یہ تمام اقوام بھی اکٹھے نہیں ہیں۔ نہ تو ہندو ہی اکٹھے ہیں۔ نہ سکھ متحد ہیں اور نہ ہی عیسائی اور یہودی اکٹھے ہیں لیکن جب سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات آتی ہے تو وہ واحد ذات ہے کہ جس پر سب متفق ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا اتحاد نصیب کرے جو در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔

بخدا خدا کا بھی ہے در نہیں اس میں کوئی مفر مقرر  
جو وہاں سے ہو یہیں آگے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں  
یہ درد صاحب اور بیکل صاحب کی نعت کا نچوڑ ہے جو میں نے عرض کیا ہے۔  
اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ساری قوم کو اکٹھا ہونے کے لئے ایک نقطہ بیان فرمایا ہے کہ۔

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہی کا سب ہے انہی سے سب  
نہیں ان کی ملک میں آسمان زمین نہیں کہ زمان نہیں  
”ہے انہی سے سب“ وہی مصدر ہیں تو پھر اکٹھے بھی وہیں پر ہوں گے۔  
لہذا جس نور سے سب بنے ہیں اسی نور پر ہی اکٹھے ہوں گے تو اتحاد بنے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے کس چیز کو بتایا گیا۔ فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پر تو سے ساری کائنات بنی۔ لہذا اب اگر پھر دوبارہ کسی جگہ پر اکٹھے ہونا ہے تو وہ وہی نور ہے کہ جس سے سب بنے ہیں۔ اور کوئی متحد ہونے کی جگہ نہیں ہے کوئی وجہ نہیں ہے کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بکھرا تو کائنات بنی اب کائنات سمٹے گی تو ایک نقطہ یعنی نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی اکٹھی ہوگی۔ ہر چیز اپنی اصل کی طرف مڑتی ہے۔ کُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَىٰ أَصْلِهِ اس لئے اتحاد اگر مسلمانوں میں ممکن ہے تو وہ صرف نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی ممکن ہے ورنہ اتحاد نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ یہ نور یہ روشنی دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آج کل یہ پرچار ہو رہا ہے کہ مسلمانوں کے کئی فرقے بن گئے ہیں۔ ان سب کو آپس میں متحد ہو جانا چاہئے۔ نوائے وقت (24-08-07) میں ایک مضمون چھپا ہے کہ قرآن مجید میں جو حکم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو۔ وہ صاحب مضمون اللہ کی رسی سے مراد قرآن مجید لیتا ہے۔ مفسرین اور خاص کر سنی علما فرماتے ہیں کہ اللہ کی رسی سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر تم ایک فرقہ بنا چاہتے ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ تم ایک فرقہ بن جاؤ گے قرآن مجید کا انکاری تو کوئی فرقہ بھی نہیں ہے۔ سب قرآن کو مانتے ہیں لیکن پھر بھی وہ متحد نہیں ہیں۔ وہ منتشر ہیں صرف اس لئے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کا انکاری ہیں۔ جب تک ان کے دلوں سے یہ کدورت نہیں نکل جاتی وہ متحد ہو نہیں سکتے۔

دوسری بات انہوں نے یہ بتائی کہ جب تک سب کا مرکز مکہ مکرمہ نہیں ہو گا ان کے درمیان سے امتنا ختم نہیں ہو گا۔ مکہ مکرمہ بڑی عظمت والا ہے ہمیں یہ تسلیم ہے لیکن کائنات کا مرکز کون ہے۔ وجہ تخلیق کائنات کون ہے۔ باعث کائنات کون ہے۔ یہ کائنات بنی کس سے ہے۔ مان لیتے ہیں کہ ہمارا مرکز مکہ مکرمہ ہے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ یہ ہمارا قبلہ ہے لیکن کعبہ کا قبلہ کون ہے۔ بیت اللہ شریف خانہ کعبہ کا قبلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کا قبلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو پھر مرکز کون ہے۔ مرکز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے۔ جب تک اس مرکز تک نہیں پہنچو گے اتحاد قائم نہیں ہو سکتا۔ اس گفتگو کو ختم کرتے ہوئے میں یہ عرض کرنا ہوں کہ یہاں دنیا میں تو اگر گر چل رہی ہے جو مرضی ہے کر لو۔ لیکن حشر والے دن کس کے در پر اکٹھے ہوں گے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے پاس اکٹھے ہوں گے یا در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آئیں گے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کے در پر جائیں گے وہاں سے اِذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِیْ۔ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ جواب سن پر آخر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہو جائیں گے۔ جھولی پھیلا کر عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں اگر اس دن در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اکٹھے ہو گے تو آج ہی ان کے در پر اکٹھے ہو جاؤ۔ قیامت کے روز شفیع ڈھونڈیں گے اور شفیع نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہاں تو کہتے ہیں کہ سب کچھ اللہ ہی اللہ ہے پھر قیامت میں اللہ کیوں نظر نہیں آئے گا۔ اگر پناہ ہے تو میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دامن میں ہے۔ پناہ میرے نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کے قدموں میں ہے۔ اور کہیں کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔  
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنیٰ ہوا  
ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کتنا بڑا فتویٰ ہے۔ فرمایا کہ ”وہ“ اس ”وہ“ میں  
کوئی تقسیم نہیں فرمائی کہ حافظ، نمازی، قاری، شہید، غازی، مجاہد، مفسر، محدث کوئی بھی  
ہو کوئی ایسی عظمت والا ایسا نہیں ہے کہ جو کہے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
ضرورت نہیں ہے۔ جو کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز ہو گیا وہ جہنم میں  
جائے گا حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو خلیل اللہ ہیں وہ بھی نبی کریم کے سامنے  
دامن پھیلا کر کھڑے ہوں گے۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج آپ صلی اللہ علیہ  
وسلم میری شفاعت فرمائیں تو میری بخشش ہوگی۔ تمام فرقے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی صفات پر اختلاف سے بنے ہیں جب یہ اختلاف ختم ہوگا تو اتحاد بھی ہو جائے گا۔  
ایک اور بھی بات ہے کہ جو کوئی بندہ حج کرنے کے لئے جائے اور مکہ شریف سے ہی  
واپس آ جائے وہ مدینہ شریف نہ جائے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے  
کہ وہ مجھ پر جفا اور ظلم کر کے جا رہا ہے۔ اب بتائیے کہ تمام جفا کرنے والے اور ظالم  
لوگ کس طرح سے اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ماننے  
ان کے دامن سے وابستہ ہونے اور ایک جان ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

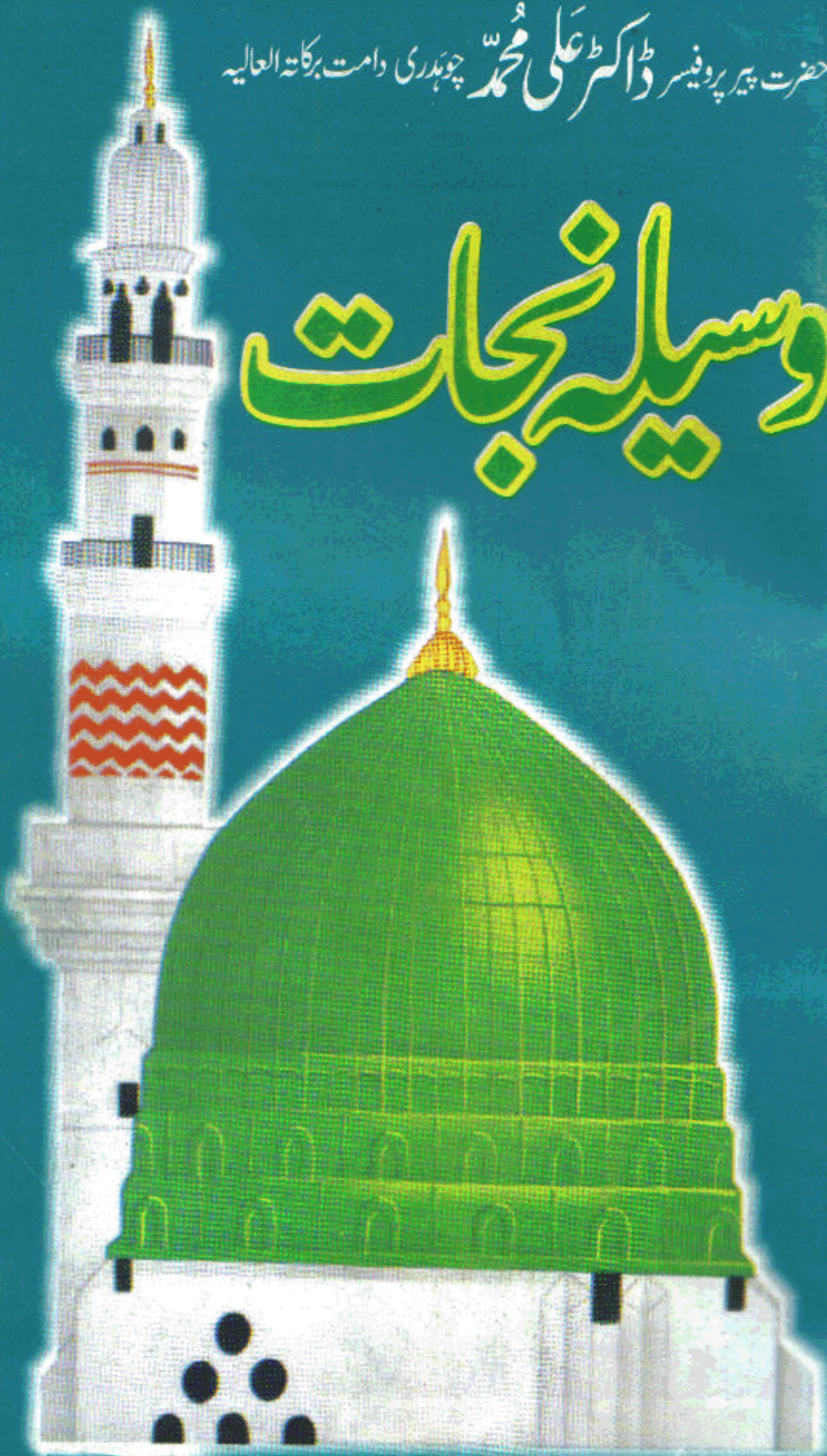
وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش پروفیسر محمد رفیق لودھرا صاحب 29-07-07



ارشاداتِ عالیہ مظہرِ نورِ خدا مظہرِ نورِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عاشقِ رسولِ محبتِ الِ رسول  
حضرت پیرِ پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

# وسیلہ نجات





## پیش لفظ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تمہیں کوئی نعمت ملے تو اس کا خوب چرچا کرو۔ دنیا کائنات کی سب سے بڑی نعمت مومنین کیلئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات والا صفات ہے عالم دنیا ہو کر عالم برزخ۔ عالم قبر ہو کر عالم حشر ہر مقام پر ہر موقعہ پر مومنین کیلئے یہ نعمت کبریٰ سرمایہ حیات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کروڑوں نعمتوں سے نوازا لیکن کسی بھی نعمت کیلئے احساس نہیں جتلیا سوائے اس کے کہ فرمایا کہ ہم نے مومنوں پر احساس کیا کہ ان کو اپنا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمایا۔ اس احسان کو یاد کرنے کیلئے اس کا چرچا کرنے کیلئے زیر صدارت سیدی مرشدی حضرت قبلہ ڈاکٹر علی محمد چوہدری صاحب دامت برکات العالیہ اندرون و بیرون شہر میں پچیس ماہانہ محافل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور پانچ سات سالانہ محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ ان محافل میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نعت اور نثر کی صورت میں کیا جاتا ہے اور اس ساری کاروائی کو کتاب وسیلہ نجات میں عوام الناس کے مستفید ہونے کیلئے شائع کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی جو بارش انعام کے طور سے ملتی ہے اس کو حضرت علامہ ریاض الدین ریاض صاحب نے اپنی خوب صورت نعت شریف میں یوں بیان فرمایا ہے۔

ثنائے محمد جو کرتے رہیں گے وہ دامن مرادوں سے بھرتے رہیں گے  
وہ لحاظ بخشش کا سامان ہوں گے جو ذکر نبی میں گزرتے رہیں گے  
حیات ان پہ قربان ہوتی رہے گی جو عشق نبی میں مرتے رہیں گے  
انہیں دیکھ کر جہاں کے نظارے نگاہوں سے میری اترتے رہیں گے  
ہر اک گام پر ہم کو معراج ہو گی جو سران کقدموں میں دھرتے رہیں گے  
ریاض ان کے دامن سے وابستہ رہنا تیرے کام بگڑے سنورتے رہیں گے  
کتاب کا بیسواں (32) حصہ حاضر خدمت ہے۔ کتاب کی بہتر اشاعت کے لئے

قارئین کی قیمتی آرا کا شکریہ رکھوں گا۔  
پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی 11-6-18

رابطہ: 0302-7125492



﴿۱﴾  
بسم اللہ الرحمن الرحیم

## فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	نعت	۲
۲	پیش لفظ	۳
۳	عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۴
۴	قرآن سے ہدایت پانے کا طریقہ	۱۹
۵	فہم و ادراک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۳۷
۶	راہبر و راہنما	۴۹
۷	اولیاء اللہ کے در کی طرف سفر کا اجر	۷۷
۹	احسانِ عظیم	۹۳
۱۰	مفتی عصر کی نصیحت	۱۳۵
۱۱	اصل الاصول بندگی اس تا جور کی ہے	۱۷۲
۱۲	ادب و احترام نبی صلی اللہ علیہ وسلم	۱۸۳
۱۳	منافع کی پہچان	۱۹۶

## نعت شریف

سر سوائے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا	دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا
بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے	یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا
یا غرض سے چھٹ کے محض ذکر کو	نام پاک ان کا جپا پھر تجھ کو کیا
بے خودی میں سجدہٴ ذر، یا طواف	جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا
ان کو تملیک ملکہ الملک سے	مالک عالم کہا پھر تجھ کو کیا
ان کے نام پاک پر دل، جان، مال	نجدیا سب تجدیا پھر تجھ کو کیا
یعبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے	اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا
دیو کے بندوں سے کب ہے یہ خطاب	تو نہ ان کا ہے، نہ تھا۔ پھر تجھ کو کیا
دشت گرد و پیش طیبہ کا ادب	مکہ سا تھا، یا سوا پھر تجھ کو کیا
نجدی مرنا ہے کہ کیوں تعظیم کی	یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا
دیو تجھ سے خوش ہے پھر ہم کیا کریں	ہم سے راضی ہے خدا پھر تجھ کو کیا
دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض	ہم ہیں عبد مصطفیٰ پھر تجھ کو کیا
تیری دوزخ سے کچھ چھینا نہیں	خلد میں پہنچا رضا پھر تجھ کو کیا

## عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝  
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ اَمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ  
وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

معزز حاضرین! سورت والضحیٰ کی تلاوت کی گئی ہے اس سورت کا پیغام کیا ہے۔  
اللہ تعالیٰ ہمیں ایک خاص پیغام دینا چاہتے ہیں اس پر تاکید فرمانے کے لئے اس پر  
زور ڈالنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک طریقہ اپنایا ہے۔ فرمایا کہ اے لوگو! سنو مجھے  
اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور کی قسم ہے، مجھ ان کی زلفوں کی قسم ہے،  
میں نے نہ تو کبھی ان کو چھوڑا ہے اور نہ ہی چھوڑوں گا ان کے ساتھ میری دوستی بڑی  
پکی ہے، میں نے ان کو اپنی رضا دے دی ہے۔ ان کی ہر آنے والی گھڑی پہلے سے  
بہتر کر دی ہے۔ میں نے ان کو غنی کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہیں تمہاری کوئی  
ضرورت نہیں ہے۔ میں نے از خود انہیں غنی کر دیا ہے۔ ان کی تمام تر توجہ میری طرف  
تھی وہ میں نے تمہاری طرف پھیر دی ہے۔ اب تم ان کے سوالی بن جاؤ اور اپنے  
حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا جا رہا ہے کہ کوئی سوالی آئے تو اسے جھڑکنا نہیں ہے۔  
ہر سوالی کی جھولی بھر دینی ہے پھر ہمیں حکم ہو رہا ہے کہ یہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام  
تمہارے لئے ایک بڑی نعمت ہے۔ میری اس نعمت کا چرچا کرو۔ ہم جو نعمت خوانی

کرتے ہیں، یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہ چا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ اس میں جو جان ہے، جو روح ہے، وہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

گھٹیا سے بھی گھٹیا، بری سے بھی بری، خستہ سے بھی خستہ حال چیز کو بھی عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہو جائے تو اسے کمال حاصل ہو جاتا ہے۔ پست کے معنی گھٹیا۔ بے وقعت جس کی کوئی قدر و منزلت نہ ہو جس کو کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔ کیا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی پوچھنے والا تھا۔ کیا کوئی ان کی قدر و قیمت تھی، بالکل نہیں تھی۔ غلام تھے، بلا وجہ بھی مار پیٹ ہوتی رہتی تھی لیکن جب عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دل میں موجزن ہوا تو آپ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گئے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی عظیم المرتبت ہستی آپ کے استقبال کے لئے کھڑی ہو جاتی ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سردار شریف لائے ہیں۔ فتح مکہ کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کو بیت اللہ شریف کی چھت پر چڑھنے کا حکم فرمایا۔ یہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیت اللہ شریف کی چھت پر چڑھنے کا حکم کیوں فرمایا کہ ان کے دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجزن تھا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اگر ہو عشق تو کفر بھی مسلمانی

نہ ہو تو مرد مسلمان کافر و زندیق



اس سے زیادہ مبالغہ والا کوئی شعر نہیں ہو سکتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر تمہیں اپنے والدین سے اپنی اولاد سے اپنی جان سے اپنے مال و کاروبار سے زیادہ محبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے تو پھر تم میں ایمان ہے ہی نہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ اگر تمہارے دل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں ہے تو تم عذاب کے لئے تیار ہو جاؤ۔ آپ اپنی تمام تر نیکیاں جمع کر لیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنا بڑی نیکی ہے۔ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔ الف لام میم پڑھا تو نوے (۹۰) نیکیاں مل گئیں لیکن اگر دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے تو پھر کوئی نیکی نہیں۔ اسلام آباد کے ہی کسی درس میں حضرت غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں وہ تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ بچپن میں وہ اس مدرسہ میں پڑھا کرتے تھے۔ وہ کلڑہ شریف گئے ان دنوں حضرت لالہ جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ دربار کلڑہ شریف کے سجادہ نشین تھے آپ نے پوچھا کہ بیٹا کہاں سے آئے ہو کیا کام کرتے ہو۔ عرض کیا کہ میں طالب علم ہوں اور فلاں مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔ وہ مدرسہ ان لوگوں کا تھا جو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہوتے ہیں۔ وہاں قرآن ہوتا ہے لیکن وہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہوتا ہے۔ قرآن مجید ہونے کے باوجود ان کے دامن خالی ہوتے ہیں۔ قرآن مجید تو ایک بڑی اعلیٰ چیز ہے لیکن وہ بے جان ہوتا ہے قرآن مجید میں جان ڈالنے والی چیز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پڑھنے پڑھانے سیکھنے سے پہلے اپنے دل میں میری عظمت اجاگر کرو۔ پہلے میری اہل بیت کی محبت اپنے دل میں پیدا کرو پھر قرآن پڑھو۔ ورنہ قرآن تمہیں

کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ قرآن سے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا (۲۶) ”اللہ تعالیٰ بہتروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتروں کو ہدایت فرماتا ہے“ فرمایا کہ بیٹا اس درس سے اپنا رابطہ تعلق ختم کرو۔ وہاں سے اپنا بستر کول کرو اور ملتان چلے جاؤ حضرت احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں داخلہ لے لو اور اپنی دینی تعلیم مکمل کرو۔ وہ سعادت مند اور بزرگوں کے حکم پر عمل کرنے والے شاگرد تھے۔ انہوں نے اس مدرسے کو خیر باد کہا اور ملتان چلے گئے حضرت سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی حاضری کی وجہ بیان کی۔ حضرت سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بات سنی اور فرمایا کہ بیٹے تم بہت اچھے رہے ہو اور آپ نے اس کو اپنے مدرسے میں داخل فرمالیا۔ حضرت غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضرت صاحب اسلام آباد میں حضرت لالہ جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا تھا کہ ملتان چلے جاؤ اچھے رہو گے آپ بھی فرما رہے ہیں کہ تم یہاں اچھے رہو گے لیکن یہ کس طرح سے ہوگا۔ قرآن وحدیث جو اس مدرسہ میں پڑھایا جاتا تھا وہی یہاں بھی ہے۔ وہی کتب ہیں وہی نصاب ہے وہی تعلیم ہے وہی ڈگری ہے وہی سند ہے وہی ہی تعلیم ہے تو پھر فرق کیا ہے کہ میں وہاں اچھا نہیں تھا اور اب یہاں اچھا رہوں گا۔ فرمایا کہ یہ میرے بتانے سے تمہیں سمجھ نہیں آئے گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں خود ہی بتائیں گے۔ رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی زیارت سے نوازا اور فرمایا کہ بیٹے تم اچھے رہے ہو یہاں آ گئے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام آباد والی سرکار بھی یہی



فرما رہے تھے کہ اچھے ہو گے یہاں شاہ صاحب بھی یہی فرما رہے ہیں کہ تم یہاں آ گئے ہو اچھے ہو گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی حکم فرمایا ہے کہ میں یہاں اچھا رہوں گا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں کس طرح سے اچھا رہوں گا۔ فرمایا کہ جہاں تو پہلے تعلیم حاصل کر رہا تھا وہاں قرآن مجید سے میرے نقائص ڈھونڈے جاتے ہیں میری بد تعریفی نکالتے ہیں۔ مجھ پر الزام تراشی کرتے ہیں میری عظمت و شان کو اس طرح سے گھٹاتے ہیں کہ یہ وہ محمد ہیں کہ جن کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے مقابل چوہڑے چار سے بھی کم تر ہے۔ وہاں پر صرف خسارہ ہی خسارہ ہے بے ایمانی ہے اور دوزخ ہی دوزخ ہے۔ اب تم وہاں آ گئے ہو جہاں قرآن مجید سے میری عظمت نکالتے ہیں قرآن مجید میں کوئی فرق نہیں ہے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش کا فرق ہے اور قرآن مجید میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تلاش کرنا ہے جسکے دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجزن ہے۔ اس لئے عبادات ریاضات میں مراد حاصل کرنے سے پہلے یہ دیکھ لو کہ کیا تمہارے دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر نہیں تو پھر جہاں سے بھی عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس ملتا ہے وہ لے لو ورنہ تمہارے اعمال کسی کام کے نہیں ہیں۔ مسجد کی تعمیر کرنا بہت اچھا عمل ہے۔ اگر کوئی مسجد میں ایک اعنٹ لگاتا ہے تو جنت میں اس کے لئے محل بن جاتا ہے مسجد کی تعمیر کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ آپ نے دیکھا کہ مساجد کی تعمیر کیلئے لوگ آپ کے پاس چندہ لینے کے لئے آتے ہیں وہ مساجد کی تعمیر سے متعلق آپ کو اس کے بڑے فوائد گوائیں گے ثواب بتائیں گے اس کا اجر بتائیں گے۔ مدینہ شریف میں ایک مسجد تعمیر ہوئی جس کا نام ہی مسجد ضرار ہے۔ ضرار ضرر کی جمع ہے یعنی نقصان پہنچانے والی مسجد۔ اس مسجد

میں ممبر بھی ہے محراب بھی بنا ہوا ہے۔ صفیں بھی ہوئی ہیں۔ موذن بھی ہے امام بھی ہے مسجد کے جولوازمات ہوتے ہیں وہ سب موجود ہیں۔ مسجد کی ضروریات موجود ہیں، مسجد کی تعمیر کرنے والوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے جو مسجد تعمیر کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں اور اس مسجد کا افتتاح فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف نہ لے جائیں وہ منافقین ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نقص نکالتے ہیں۔ فرمایا: وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِزْوَاجًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا (التوبہ: ۱۰۸-۱۰۷) ”اور وہ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ کو اہ ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں۔ اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا۔“ فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ مسجد تمہاری محبت سے خالی ہے اس کو گرا دو اس کو آگ لگا دو۔ اب آپ کہتے ہیں کہ مسجد تعمیر کرو کہ اس میں بہت اجر ملتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ مسجد کو گرا دو اس کو آگ لگا دو۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ فرمایا کہ جس مسجد میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان ہوتی ہے وہ مسجد ہے ہر مسجد کو مسجد نہ سمجھ لینا۔ ہر ٹوپی داڑھی کو دین نہ سمجھ لینا۔ ہر بستر کو بھی دین کا حصہ نہ سمجھ لینا۔ پہلے یہ دیکھ لینا کہ وہ کونسی بات کرتا ہے کیا وہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا ہے۔ عظمت

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہے یا وہ اس کا انکار کرتا ہے۔

اگر چہ پرواز ہے دونوں کی اس ایک فضا میں  
کرگس کا جہاں اور شاہین کا جہاں اور

یہ نہیں کہ قرآن ایک ہے، یہ نہیں کہ حدیث ایک ہے، کرگس یعنی گدھ جو مردار کھاتی ہے اور شاہین جو حلال روزی کھاتا ہے اپنا کیا ہوا شکار کھاتا ہے یہ دونوں پرندے اسی ایک ہی فضا میں اڑتے پھرتے ہیں۔ شاہین حلال کھاتا ہے وہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سمبل Symbol ہے نشان ہے اور گدھ اس کے بالکل الٹ ہے۔ جس کے دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے اس کا جسم اور اس کی روح بھی ویسی ہے جس طرح سے کہ عام انسانوں کی ہے لیکن وہ گدھ کی مانند ہے اور جن کے دلوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ان کے جسم اور روح بھی ہیں لیکن ان میں نجات ہے، بخشش ہے، اس لئے کسی کے ساتھ چلنے سے پہلے کسی مسجد میں جانے سے پہلے کسی فرقہ میں جانے سے پہلے یہ دیکھ لو کہ ان میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر ہے تو ان کا ساتھ دو۔ ورنہ انکار کر دو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے بہتر (73) فرقے ہوں گے ان میں بہتر (72) جہنمی ہوں گے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ کلمہ کہوں گے، جی ہاں، کیا وہ نماز پڑھیں گے جی ہاں، نمازیں بھی پڑھیں گے، روزے رکھیں گے، صدقہ خیرات نیک اعمال کریں گے پھر بھی جہنمی ہوں گے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر وہ کیوں جہنمی ہوں گے۔ فرمایا میری عظمت کے انکاری ہوں گے، میری شفاعت نہیں مانیں گے، مجھے نور نہیں مانیں گے، میرے علم غیب کے انکاری ہوں گے، میری صفات کے انکاری ہوں گے۔ میری عزت اور محبت نہیں مانیں گے۔ صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا جس کا سربراہ پیشوا



راہبر و راہنما صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ نعت شریف میں ابھی پڑھا گیا ہے کہ یا اللہ ہم پر صدیقی رنگ چڑھا دے۔ پوچھا گیا کہ یا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے آپ نے اسی لمحے برملا جواب دیا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت ہے۔ آج بھی لوگ یہ اعتراض کر رہے ہیں کہ قرآن مجید میں تو لکھا ہوا ہے کہ مومن کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مومن شدید محبت کرتا ہے لیکن مومن بننے کے لئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہونا ضروری اور لازمی ہے لہذا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کر کے پہلے مومن تو بنے جب مومن بن جائے گا پھر اللہ تعالیٰ سے محبت کرے گا۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں بتایا ہے کہ مومن بننے کیلئے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا ضروری ہے جب عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آجائے گا تو پھر تیری محبت اللہ تعالیٰ سے بھی ہو جائے گی اور تو جان کی قربانی بھی دینے کیلئے تیار ہو جائے گا اور اور یہ قبول بھی ہو جائے گی۔ ایک دوسری بات بھی ہے کہ جس کا بہت چہ چا اور پر چا رکھا جا رہا ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ ظاہری حیات میں بھی تھا اور اب بھی ہے، اور وہ ہے جہاد۔ جہاد بڑی عظمت والا عمل ہے۔ مجاہد جو نبی گھر سے جہاد کے لئے نکلتا ہے اس کے پاؤں گرد آلود ہوتے ہیں تو اسی لمحے اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ جہاد ایک بڑا فریضہ ہے لیکن یہ دیکھو کہ ایک جنگ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی شامل ہیں۔ ایک بندہ بڑی جانفشانی سے جہاد کر رہا ہے بڑا قتال کر رہا ہے۔ بڑی بہادری سے دشمن کا مقابلہ کر رہا ہے کفار کو قتل کر رہا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں بندہ بڑی بہادری سے جنگ کر رہا ہے کافروں کو قتل کر رہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو جہنمی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بڑے حیران کہ اگر ایسا مجاہد بھی جہنمی ہے تو پھر جنتی کون ہوگا۔ تھوڑی دیر گزری کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے آ کر خبر دی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ شخص جنگ میں شدید زخمی ہوا اور زخموں کی تکلیف برداشت نہ کر سکا اس نے اپنے ہی خنجر سے خودکشی کر لی ہے اور حرام موت مر گیا ہے۔ فرمایا کہ وہ منافق تھا میری شفاعت اور عظمت کو نہیں مانتا تھا اس کے دل میں میری محبت نہیں تھی۔ اس کا جہاد بھی برباد گیا۔ اس کے مقابلہ میں آپ کسی گناہ گار کو لے آئیں۔ اگر عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے دل میں ہے تو اس کے گناہ بھی نیکیوں میں بدل جائیں گے۔ جان بچانا فرض ہے اگر بھوک سے بڑھال ہو رہا ہے جان جانے کا خطرہ ہے کوئی چیز کھانے کو نہیں ہے پھر اگر مردار بھی میسر ہے تو وہ بھی کھا جائے اور اپنی جان بچالے۔ صرف جان بچانے کے لئے اتنا ہی کھانا ہے کہ جان بچ جائے خوب سیر ہو کر نہیں کھائے گا۔ اگر دشمن تجھے پکڑ لیتا ہے اور تجھے کلمہ چھوڑنے پر مجبور کر دیتا ہے ورنہ تجھے جان سے مار دینے کو تیار ہے تو اوپری دل سے کلمہ شریف سے منحرف ہو کر اپنی جان بچالینا فرض ہے۔ غار ثور میں سانپ ڈس رہا ہے لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جان کی پرواہ کئے بغیر اڑھی کو اٹھا نہیں رہے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام پر اپنی جان قربان کرنے کو تیار ہیں۔ بظاہر یہ خودکشی ہو رہی ہے لیکن عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں خودکشی بھی حرام نہیں بلکہ حلال ہے۔ سانپ کے ڈسنے سے زہر پورے جسم میں سرایت کر گیا ہے جس کی وجہ سے پسینہ آ گیا اور ایک قطرہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر ٹپک گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے فرمایا کہ اے صدیق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کیا رو رہے ہو عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو نہیں رہا ہوں۔ کسی زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہے، جس کی وجہ سے پسینہ آ رہا ہے فرمایا کہ ایدھی میری طرف کرو۔ اب دیکھو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم عشق کو حیات جاوداں بخش رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایدھی پر لعاب دہن لگایا وہ اسی لمحے ٹھیک ہو گئی لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جان دینے سے دریغ نہیں کیا۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جان جانے نہیں دی اس لئے وہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ نماز چھوڑنا گناہ ہے۔ جان بوجھ کر نماز چھوڑنا کفر ہے۔ نماز نہ پڑھی گناہ کیا ہے لیکن یہ کہنا کہ نماز کیا ہوتی ہے جاؤ میں نہیں پڑھتا یہ کفر ہے۔ نماز کا انکار ہے اور نماز کا انکار کفر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں۔ نماز عصر کا وقت ختم ہو رہا ہے لیکن اب آپ نماز اور آرام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کس کو ترجیح دے رہے ہیں۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بتا رہا ہے کہ نماز جائے تو جائے لیکن آرام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں غلغل نہ آئے۔ آپ نے اپنی نماز آرام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دی۔ نماز ترک کر دی اور ترک نماز گناہ ہے۔ پھر ترک نماز کا گناہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نفوذ باللہ کیا ہے کہ نہیں کیا ہے۔ اب دیکھیں کہ اس گناہ کا صلہ کیا ملتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو سورج غروب ہو چکا تھا اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نماز قضا نہیں ہوئی تھی۔ فرمایا کہ اب قضا پڑھنی ہے کہ ادا پڑھنی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی



مرضی ہے ویسی ہی پڑھ لوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو واپس کر دیا تا کہ دنیا والوں کو پتہ چل جائے کہ جو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں گناہ بھی کرتا ہے تو سورج واپس ہو کر اس کے گناہ کا کفارہ ادا کرتا ہے اور اس کی قضا کو ادا میں بدل دیتا ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس گناہ کی اتنی تشہیر کیوں کی گئی کہ پتہ چل جائے کہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں گناہ بھی نیکی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کیا دعا مانگی کہ یا اللہ یہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیری اور تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت میں تھا۔ وہ تو نماز ترک کئے ہوئے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور غلامی ضرور کی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (النساء ۸۰) ”جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا“۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا اللہ تعالیٰ کی ہی رضا ہے۔ نماز میں بھی رضا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہے۔ نماز ضرور پڑھیں لیکن اس کی ذرا طرز دیکھیں کہ آرام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز قربان کی جا رہی ہے۔ اول نمبر پر کس کو رکھا ہے ترجیح کس کو دی ہے۔ اعلیٰ درجہ کس کو دیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کو اعلیٰ درجہ پر رکھا ہے اور آج تک یہ معجزہ قائم ہے اور قیامت تک قائم رہے گا کہ غروب شدہ سورج عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع واپس آیا ہے۔ از روئے قرآن خون پینا حرام ہے۔ خنزیر کا گوشت حرام ہے۔ مردار حرام ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چپے لگوائے تو جسم مبارک سے خون مبارک نکلا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خون مبارک حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا کہ اس کو کسی ایسی جگہ ڈال آؤ

جہاں اس کی بے ادبی کا احتمال نہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف لے گئے پہاڑی پر چڑھ گئے۔ اُدھر اُدھر نظر دوڑائی لیکن کوئی ایسی جگہ نظر میں نہ آئی کہ جہاں وہ خون مبارک کو ڈال دیتے کہ اس کی بے ادبی کا خدشہ نہ رہتا آپ نے وہ خون مبارک پی لیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خون پی رہے ہیں جواز روئے قرآن حرام ہے۔ وقرآن کی بھی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ حکم ربی کی بھی خلاف ورزی کر رہے ہیں جو بہت بڑا گناہ ہے۔ جب وہ واپس آئے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ وہ خون مبارک کہاں ڈالا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تو روئے زمین پر ایسی کوئی جگہ نہیں ملی کہ جہاں میں اسے ڈالتا تو وہ بے ادبی سے بچا رہتا لہذا میں نے وہ پی ہی لیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ تو نے حرام چیز پی لی ہے جو گناہ کبیرہ ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری نسل میں قیامت تک کوئی زانی پیدا نہیں ہوگا اور تو جنتی ہے۔ تیری ساری نسل جنتی ہے۔ وہ خون مبارک حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہیں پیا بلکہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا ہے جو آپ کے دل میں موجزن ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک عام خون کی طرح نہیں ہے کہ جو حرام ہے بلکہ یہ تو جنت کا پروانہ ہے۔ اسی لئے فرمایا۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

اگر ہو عشق تو کفر بھی مسلمانی

نہ ہو تو مرد مسلمان کافر و زندیق

ہمیں کس چیز کی تلاش کرنی چاہئے ہمیں کیا حاصل ہونا چاہئے وہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم ہے۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل کرنے کے لئے کچھ ذرائع ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ درود شریف زیادہ پڑھا جائے کیونکہ جب کوئی بندہ درود شریف پڑھتا ہے تو وہ اسی لمحہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ اقدس میں آ جاتا ہے میں جو کچھ عرض کر رہا ہوں یہ بھی درود شریف ہے آپ جو کچھ سن رہے ہیں یہ بھی درود شریف ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاتِكَ بِرُوحِكَ شَرِيفٍ ہے ہماری محفل کو شروع ہوئے تین گھنٹے سے زائد وقت ہو چکا ہے۔ ہماری غیر معیاری باتیں ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق کوئی نعت نہیں پڑھی جاسکی کوئی ان کی عظمت کے لائق بات نہیں ہوئی۔

مَا اِنْ مَلَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَا لِيْ

وَلٰكِنْ مَلَحْتُ مَا لِيْ بِمُحَمَّدٍ

کوئی بھی شخص اپنے الفاظ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں کر سکتا۔ ہم نے بھی کوئی تعریف نہیں کی البتہ کوشش ضرور کی ہے مجھے اس سے بہتر بات نہیں آتی نعت خوانان کو اس سے بہتر نعت نہیں آتی۔ تمہارا آنا اس سے بہتر نہیں ہوتا اس سے بہتر نعت خوانان کی خدمت نہیں ہوتی۔ کیا آپ نعت خوانان کو پیسے دیتے ہو نہیں نہیں آپ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیسے دیتے ہو اس غیر معیاری کام سے اس ناکارہ کام سے بھی ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اقدس میں پہنچ گئے ہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھ رہے ہیں ہماری بات کون رہے ہیں۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصول کے لئے جو پہلا کام ہے وہ یہ کہ درود شریف پڑھیں۔ نعت شریف پڑھیں اور سنیں اپنی روزی حلال رکھیں تو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہو جائے گا، جن کے پاس عشق



مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ان کی سنگت اختیار کریں ان کے پاس بیٹھیں ان سے تعلق اور واسطہ قائم کریں تو تمہیں بھی عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مل جائے گا۔ جن کے پاس عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ان سے لے لو اور جن کے پاس نہیں ہے ان سے بچ جاؤ۔ اگر نہیں تو اگر کچھ پہلے سے موجود ہے تو وہ بھی چلا جائے گا۔ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی بد عقیدہ آدمی سے ہاتھ بھی نہیں ملاتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ میں کسی گستاخ رسول سے ہاتھ نہیں ملاتا کہ جو مجھ میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ بھی نکل جائے گا۔ اگر عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا ہے تو ان کی صحبت اختیار کرو کہ جن کے دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اللہ تعالیٰ ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ڈوب کر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ محفل میں آؤ تو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کرنے کے لئے آؤ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت لینے کے لئے آؤ جو بھی عمل کرو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے کرو۔ محفل میں آؤ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے آؤ، نماز پڑھو تو اس لئے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا جینا اور میرا وصال کر جانا دونوں تمہارے لئے بہتر ہیں عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تو ہمارے لئے بہتر ہے اس کی تو سمجھ آتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتے ہیں تو جنتی ہو جاتے ہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما جائیں گے تو وہ ہمارے لئے کیسے بہتر ہوگا۔ فرمایا کہ ہر شام تمہارے اعمال میری خدمت میں پیش کئے جائیں گے تمہاری نیکیاں دیکھ کر میں خوش ہوں گا اور جو تمہارے گناہ ہوں گے میں ان کی بخشش کے

لئے دعا کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ عنایت ہم پر بھی ہو رہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بخشش کے لئے دعا بھی فرما رہے ہیں۔

اٹھ گئی جس طرف دم میں دم آگیا

اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ ہمیں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کرنے اور اسے دل میں جمانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر میں پھر وہی بات کرتے ہیں کہ جو کچھ میں نے عرض کیا ہے یہ بات تمہیں اچھی بھی لگی ہے کہ نہیں اگر اچھی لگی ہو ہاتھ کھڑے کریں۔ جن کو یہ گفتگو اچھی نہ لگی ہو۔ وہ ہاتھ کھڑا نہ کرے یہ میں نے اس لئے کہا ہے کہ میں تمہیں محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد صاحب فیصل آبادی کی بات سنانی چاہتا ہوں انہوں نے فرمایا کہ جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف بیان ہو تو جو اس کو سن کر خوش ہو جائے جس طرح سے کہ آپ خوش ہوئے ہیں تو وہ مومن ہے اور جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف عظمت اور شان سن کر جل سڑ جائے اس کا دل مرجھا جائے تو وہ منافق ہے۔ میں نے آپ سے ہاتھ اس لئے بلند کرائے ہیں تا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھ لیں کہ ہم مسلمان مومن ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر خوش ہو رہے ہیں تمہارے یہ ہاتھ بلند کئے ہوئے انشاء اللہ تمہارے ایمان کی حشر کے روز کو ابھی دیں گے۔ ہمیشہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں رہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش سیدنا صر شاہ صاحب اسلام آباد

01-05-11



## قرآن سے ہدایت پانے کا طریقہ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ ۝ آغُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝  
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ اَمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ  
وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدِنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
آپ کی زلفوں کے سایے سے رات بنتی ہے  
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں  
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے  
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے  
ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے  
جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین ایک حدیث شریف کا مفہوم میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا  
ہوں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قرآن کی تعلیم دینے سے پہلے

بچوں کو میری عظمت سکھاؤ۔ پہلے میری فضیلت اپنے دل میں بٹھاؤ پھر میری اہل بیت کی فضیلت دل میں بٹھاؤ اور پھر قرآن کو پڑھاؤ اور پڑھاؤ پھر قرآن کو سمجھنا اگر یہ ترتیب بدل دو گے تو پھر تمہیں قرآن سے ہدایت نہیں ملے گی۔ قرآن ارشاد فرماتا ہے: **يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا** (سورہ بقرہ ۲۶) ”اللہ بہتروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتروں کو ہدایت فرماتا ہے۔“ اکثر لوگوں کو قرآن سے گمراہی ملتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرط لگائی کہ پہلے میرے دامن میں پناہ لو میری عظمت مانو اور میری فضیلت و کمالات کو مانو پھر اہل بیت کی عظمت و فضیلت مانو۔ پھر قرآن پڑھو گے تو یہ تمہیں راہنمائی دے گا۔ **يَهْدِي بِهِ كَثِيرًا** تم اس سے ہدایت حاصل کر لو گے۔ جو لوگ اس ترتیب کو مد نظر نہیں رکھتے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بائی پاس BY PASS کرتے ہیں۔ بائی پاس کیا ہوتا ہے۔ یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک طرف کر کے اہل بیت کو ایک طرف رکھ کر براہ راست سیدھا قرآن مجید کو پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ **الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ** (الفاتحہ ۱) ”سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہاں والوں کا۔“ ہاں ہم مانتے ہیں کہ تمام تر تعریف اللہ تعالیٰ کی ہی ہے لیکن وہ اس طرح سے کہتے ہیں کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے اس کے علاوہ کسی کی کوئی تعریف نہیں ہے۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی کوئی تعریف نہیں۔ ان کی شان اللہ تعالیٰ کے مقابل چوہڑے چہمار سے بھی کم تر ہے۔ یہ ان کی کتب میں لکھا ہوا ہے جو دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ نہیں ہیں جو اہل بیت کی محبت سے خالی ہیں ان لوگوں نے جو اخذ کیا۔ قرآن مجید سے جو انہوں نے نکالا وہ یہ کہ

جو علی ہے جو نبی ہے وہ کچھ اختیار نہیں رکھتے وہ تمہیں کچھ نہیں دے سکتے۔ نماز میں اگر ان کا خیال آ جائے تو اس سے بہتر ہے کہ گدھے کا خیال آ جائے۔ میں کوئی تفرقہ بازی نہیں کر رہا ہوں انہیں کی کتب کے مندرجات بیان کر رہا ہوں میں دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی کا کمال عرض کر رہا ہوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے قرآن ہمیں کیا تعلیم دیتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ کے بغیر قرآن ہمیں کیا دیتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو شفاعت نہیں کر سکتے ان کی تو کوئی عزت نہیں ہے وہ علم غیب نہیں رکھتے۔ وہ تو فوت ہو گئے ہیں وہ تو مٹی میں مل گئے ہیں وہ تو ایک چٹھی رمان تھے۔ بس وہ چٹھی دے گئے ہیں پیغام دے گئے ہیں اب اس چٹھی کو پڑھو اس پیغام رمان ڈاکٹے کے پیچھے کیوں بھاگ رہے ہو اس کا کام صرف تمہیں پیغام پہنچانا تھا سو وہ انہوں نے پہنچا دیا اب ان کا کام ان کا مشن ختم ہوا۔ جب دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوتے ہیں تو قرآن کی روشنی بھی نظر نہیں آتی۔ قرآن مجید خود اعلان فرما رہا ہے۔ **يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا** لو کو مجھ سے گمراہی بھی ملتی ہے اور بے انتہا ملتی ہے اور ہدایت بھی نہایت انتہا کی ملتی ہے لیکن شرط ہے کہ در نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو کر آؤ۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مفر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

حضرات یہ ترتیب ہے اگر یہ ترتیب الٹ پلٹ کر دو گے ان میں کوئی اضافہ کر دو گے یا کمی کر دو گے۔ توحید کا بیان لے آؤ گے کہ توحید کے بالقابل کوئی چیز نہیں

ہے تو پھر تمہیں نہ تو حید ملے گی اور نہ ہی رسالت ملے گی۔ ایک فرشتہ تھا جو شاید چھٹے یا کسی اور آسمان پر تھا اس کے سامنے ستر ہزار فرشتے بیٹھے رہتے تھے۔ اور وہ فرشتہ ان کے سامنے تو حید بیان کیا کرتا تھا۔ شب معراج جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری گزری تو وہ ستر ہزار شاگرد جو تھے وہ نہایت ہی ادب و احترام کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا لیکن جو استاد فرشتہ تھا اس نے سوچا کہ میں تو حید بیان کر رہا ہوں اور تو حید کے مقابل کوئی چیز نہیں ہے لہذا وہ حضور نبی کریم کی تعظیم میں کھڑا نہ ہوا۔ تو حید والوں میں تعظیم نہیں ہوتی۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم والوں میں تعظیم ہوتی ہے جو غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے ادب، محبت اور تعظیم اسی میں ہی ہوتی ہے۔ وہ تو حید بیان کرنے والا فرشتہ بھی آپ کی تعظیم میں کھڑا نہ ہوا۔ اور سوچا کہ تمام تر تکریم اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ لَمْ يَفِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ (۲۵) ”اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔“ اور اِنْ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (۲۶) ”حکم نہیں مگر اللہ تعالیٰ کا۔“ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی کسی کا حکم نہیں ہے اور قرآن مجید میں سے ان بدعتیہ لوگوں نے جو نتیجہ نکالا ہے وہ بھی یہی ہے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری گزری تو اسی لمحہ اس فرشتہ کی نورانیت ختم اس کا فرشتہ ہونا بھی ختم اس کی تعلیم بھی ختم۔ اس کو اٹھا کر کوہ قاف کی پہاڑیوں میں پھینک دیا گیا۔ اس کے پر ٹوٹ گئے۔ ہڈیاں ٹوٹ گئیں اپنا بیج ہو گیا اور وہ درد سے کراہ رہا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ نے پوچھا کہ تو فلاں فرشتہ تھا تو حید بیان کرنا تیری ڈیوٹی تھی اب تجھے کیا ہو گیا ہے اس نے



ساری کہانی سنائی کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم نہیں کر سکا تو مجھ سے توحید بھی چھن گئی میری تعلیمات بے کار ہو گئیں۔ نورانیت بھی گئی پر بھی گئے تو پرواز بھی گئی آج بے کس اور بے مددویار گا رکوہ قاف کی پہاڑیوں میں پڑا چنچ رہا ہوں آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے معافی لے دیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام مدینہ شریف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس فرشتہ سے متعلق عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اب کچھتا رہا ہے اور سخت تکلیف میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی کا خواستگار ہے۔ وہ اپنے عہدے سے معزول کر دیا گیا ہے فرمایا کہ اسے میرے پاس لے آؤ۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اسے لے آئے پوچھا کیا بات ہے اس نے اپنی کہانی سنائی اور معافی مانگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درود شریف پڑھو۔ نعت شریف پڑھو۔ ہم یہ کئی گھنٹوں سے کیوں نعت خوانی میں لگے ہوئے ہیں۔ نعت پہ نعت آ رہی ہے۔ اس نے نعت شریف پڑھی درود شریف پڑھا تو اپنے عہدے پر بحال ہو گیا۔ توحید بھی قبول ہو گئی۔ تیری توحید بھی اسی سے ہی قبول ہو گی جب در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تیرا سر جھک جائے گا۔ لیکن اگر وہاں تیرا سر نہیں جھکے گا تو پھر یہ شیطان کے آگے جھکے گا۔ نماز ایک اہم ترین رکن اسلام ہے نماز دین کا ستون ہے یہ چھت ایک ستون اور دیواروں پر کھڑی ہے تیرے ایمان کی عمارت نماز پر کھڑی ہے۔ مومن اور کافر میں فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔ اس نماز کے فرض ہونے سے پہلے، روزہ فرض ہونے سے پہلے، حج قربانی جہاد کرنے سے پہلے زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے صحابہ کرام رضوان اللہ



تعالیٰ عنہم کا کیا طریقہ تھا۔ کلمہ شریف پڑھا مسلمان ہو گئے تو دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں آ گئے۔ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سر تسلیم خم کر رہے ہیں۔ قرآن مجید ارشاد فرما رہا ہے کہ یَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ لَقَرَاهُ (۲۵۵) ”جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے۔“ یہ علم الہی کی وسعت بیان کی جارہی ہے پروفیسر صاحب پروفیسری ملنے سے پہلے۔ پروفیسری کے دوران اور ریٹائر ہونے کے بعد آپ کی زندگی سے متعلق ہر چیز اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے جو ہو چکا ہے جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سارا علم میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دیا ہے اب کسی نے جو کچھ بھی لینا ہے تو وہ در نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی لینا ہے۔ نماز نہیں ہے مگر عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ روزہ نہیں ہے مگر یہ کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ترتیب ایک ہے۔ پہلے وضو ہوتا ہے کہ پہلے نماز ہوتی ہے۔ نماز سے پہلے وضو کرایا جا رہا ہے۔ وضو شرط ہے اور نماز مشروط ہے۔ وضو جڑ ہے اور نماز شاخ ہے ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جڑ ہے، نماز شاخ ہے۔ جڑ کو پکی کرو شاخ از خود ہی پکی ہو جائے گی۔ شاخ کو سنوارتے رہو لیکن جڑ کو کاٹ دو تو شاخ بھی سوکھ جائے گی۔ اس پر نہ کوئی پھول نہ کوئی پھل آئے گا۔ بس وہ صرف ایندھن ہی رہ جائے گی۔ پھر تو بھی صرف ایندھن ہی رہ جائے گا۔ سوکھی ہوئی شاخ چو لھے میں جائے گی اور تو جہنم میں جائے گا۔ جہنم سے بچانے والی ذات، ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جنتی اور دوزخی میں فرق پیدا کرنے والی ذات، ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ میں ہے تو پھر سب کچھ

ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی ہے۔ نجات بھی ہے۔ شفاعت بھی ہے اور جنت بھی ہے۔ اگر دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے ہاتھ میں نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی تیرا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اعلان فرما رہا ہے۔ قَلَّا وَزَيْكًا (النساء ۶۵) ”تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم۔“ لو کون لو میں تو ہوں ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب۔“ مجھے اس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم۔ تیرے رب کی قسم نہیں۔ اگر تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے تو پھر رب بھی تیرا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ میں تجھے اس لئے رب مانتا ہوں کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں رب کو اس لئے مانتا ہوں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے میں کسی بھگوان کو یا GOD کو نہیں مانتا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب نہیں ہے۔ وہ ہندو یا عیسائی کا رب ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ ہے تو وہ میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے میں اسے رب مانتا ہوں۔ شب معراج حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے تو دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں سوئے ہوئے ہیں۔ عرض کیا کہ یا اللہ یہ تو سو رہے ہیں اب میں کیا کروں فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام میں نے تیرے ہونٹ کا فوری بنائے ہیں آج ان کو استعمال کرو۔ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلیوں پر بار بار بوسہ دے۔ کافور جب ان کی تلیوں پر لگے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھنڈک محسوس ہوگی تو وہ بیدار ہو جائیں گے یہ کون سکھا رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ سکھا رہا ہے فی زمانہ بڑا سنی اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا  
ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

اس ”وہ“ میں ہر کوئی داخل ہے۔ انبیاء علیہم السلام بھی اس میں ہیں فرشتے بھی اسی  
میں ہیں ہم سب بھی اسی میں شامل ہیں۔ ہر چھوٹا بڑا، نیک و بد تمام اس میں شامل  
ہیں۔ جو یہ کہے کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں ہے میں ان سے  
بے نیاز ہوں۔ میرے پاس نوافل ہیں روزے ہیں میرے طواف ہیں وہ مجھے  
جنت میں لے جائیں گے کیا ابو جہل کو طواف جنت میں لے جائیں گے طواف تو  
اس نے بھی بہت کئے ہیں شیطان کے سجدے سب سے زیادہ ہیں کیا وہ اسے  
جنت میں لے جائیں گے۔ اگر سجدوں کے لحاظ سے بنک بیلنس شمار کیا جائے تو ہم  
شیطان کے مقابلہ پاسکو بھی نہیں ہیں کیا آپ نے لاہور کے چھپو چھپو پر سجدہ کیا ہے  
لیکن شیطان نے پوری کائنات کے چھپو چھپو پر سجدہ کیا ہے۔ پھر بھی شیطان ہے  
بد مذہب ہے دوزخ میں جلتے والا ہے وہ اس لئے کہ وہ دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ  
وسلم سے خالی ہے لہذا یہ جو تعلیم دی جا رہی ہے کہ مجھے میرے نوافل کام آجائیں  
گے میری نمازیں میرے روزے مجھے جنت میں لے جائیں گے یہ سب خام خیالی  
ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ سنو کہ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا  
ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

حشر کے روز حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھولی پھیلائے  
کھڑے ہوں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری

شفاعت فرمائیں گے تو میری بخشش ہوگی اگر یہ تیری ترتیب ہے تو پھر تیرا قرآن بھی ہے تیرا حُسن بھی ہے اگر یہ ترتیب نہیں ہے تو پھر تیرا شیطان بھی ہے اس لئے گزارش ہے کہ براستہ دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جاؤ۔ صدقہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاؤ۔ پناہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاؤ۔ دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو کر ذکر کرو یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ۔

فضل رب اعلیٰ اور کیا چاہئے  
مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہئے

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو  
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو  
ہو نہ یہ ساقی تو مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو  
بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو  
خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے  
بزم ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

فرمایا کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو پھر بلبل بھی ہے۔ باغ بھی ہے۔ یعنی کہ نماز بھی ہے روزہ بھی ہے اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں تو پھر کچھ بھی نہیں ہے کوئی یہ کہے کہ آپ بڑی عجیب بات کر رہے ہو تو پھر آؤ ذرا منافق کو دیکھو کیا منافق کلمہ پڑھتا ہے جی ہاں پڑھتا ہے اور آپ سے زیادہ بہتر تلفظ اور سوچ سمجھ کے ساتھ پڑھتا ہے۔ کیا منافق نماز پڑھتا ہے جی ہاں پڑھتا ہے اور اس کی نماز ہر



طرح سے تم سے بہتر ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سامنے دیکھ کر نماز پڑھتا ہے۔ منافق عربی ہے عربی زبان پر اس کو عبور حاصل ہے اس لئے اس کی قرأت تم سے بدرجہا بہتر ہے طہارت اس کی اچھی ہے۔ اسے میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کئے ہوئے ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جنگ میں شریک ہو کر جہاد کیا ہے۔ کفار کو قتل کیا ہے۔ مدینہ شریف کا رہائشی ہے۔ گنبد خضرا اور آستانہ عالیہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قبر انور کی زیارت کی ہے اس کے پاس کیا نہیں ہے۔ کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی، حفظ، تفسیر، حدیث اس کے پاس ہے۔ پھر اس میں کمی کیا ہے۔ اس میں کمی یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ یہ شفاعت نہیں کر سکتے ان کو تو اپنا پتہ نہیں ہے کہ کہاں جانا ہے پھر وہ تمہیں جنت میں کیسے لے جائیں گے۔ ان کی کوئی عزت نہیں ہے ہم مدینہ شریف پہنچ کر ان بے عزتوں کو نکال دیں گے یہ ہمارا جھوٹا کھا کے طاقتور ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عزت میری ہے میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے اور مومنین کی ہے۔ لیکن منافق کہتا ہے کہ ان کی کوئی عزت ہے ہی نہیں ہے۔ ان کو علم غیب نہیں ہے اس عقیدے نے اس کو منافق بنا دیا ہے اس لئے حضرات اگر قرآن سے کچھ لینا چاہتے ہو۔ رحمن سے کچھ لینا چاہتے ہو۔ جنت میں اپنا حصہ چاہتے ہو تو دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو جاؤ۔ پہلے وضو پھر نماز۔ گھوڑا پہلے اور تانکہ بعد میں۔ اگر آپ تانکہ گھوڑے کے آگے باندھو گے تو کیا ہوگا۔ کیا وہ تانکہ کام کرے گا تانگے کئی قسم کے ہیں سوار یوں والے بھی بار



مرداری والے بھی ہیں ریس لگانے والے بھی ہیں۔ گھوڑے بھی اعلیٰ نسل کے طاقتور اور تیز رفتار ہیں۔ تاکئے بھی خوب سجائے گئے ہیں پھر تاکہ کو گھوڑے کے آگے باندھ دو تو ایسا تاکہ چل نہیں سکے گا۔ آپ کی ترتیب الٹ ہو گئی ہے جو پہلے کرنا تھا وہ پیچھے کر دیا ہے جو پیچھے رکھنا تھا اسے آگے کر دیا ہے سب سے پہلے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے پھر قرآن بھی ہے نماز بھی ہے روزہ حج زکوٰۃ بھی ہے اور دیگر اعمال بھی ہیں اور اگر عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے تو پھر کچھ بھی نہیں ہے حشر والے دن یہ لوگ کہیں گے کہ یا اللہ ہمیں مٹی بنا دے اور ہمیں اس عذاب سے بچالے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے سے ہم پر مسلط ہو رہا ہے۔ آج یہ مٹی نہیں بن رہے ہیں یہ خاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بنتے۔ حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا شہر ہے ان کے سایے میں بیٹھے ہیں ان کی تحقیق کی بات کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو معراج ہوئی۔ بارگاہ عالیہ میں پہنچے تو عرض کیا کہ یا اللہ کیا یہ سب سے اعلیٰ اور بڑا مقام ہے کیا یہ آخری منزل ہے فرمایا کہ نہیں یہ آخری مقام نہیں ہے یہ بارگاہ عالیہ میں بات ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ یہ آخری مقام نہیں ہے۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ بڑے حیران ہوئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے قرب میں بھی یہ مقام آخری نہیں ہے تو پھر آخری مقام اور کہاں ہوگا۔ فرمایا کہ مدینہ شریف چلے جاؤ۔ اور مدینہ منورہ کی گلیوں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناؤ تو تمہیں آخری مقام مل جائے گا۔

پانے کو یوں شمس و قمر چرخ نے پائے

کیا پایا جو نہ پائی خاک تیرے در کی

اے آسمان تجھ پر سورج بھی ہے چاند بھی ہے۔ ستارے بھی ہیں اور جو کچھ فلکیات میں ہے وہ بھی ہے لیکن اگر تجھ پر میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک لگتے ہیں تو پھر سب کچھ ہے اگر نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں تیری کوئی عظمت نہیں بنی۔ تجھ سے زمین افضل و اعلیٰ ہے کہ اس پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین ہیں۔ کسی شاعر نے زمین و آسمان کے درمیان ایک مناظرہ تحریر کیا ہے وہ اس سے قبل بھی وسیلہ نجات کے کسی حصہ میں درج ہوا ہے مناظرہ تو طویل ہے کہ اس میں جو مطلب کی بات ہے وہ یوں ہے کہ

فلک بولا بلندی دی خدا نے ہر طرف مجھ کو  
زمین بولی ملا ہے خاکساری کا شرف مجھ کو  
فلک بولا تاروں سے مزین میرا سینہ ہے  
زمین بولی کہ مجھ پر طور ہے مکہ مدینہ ہے  
فلک بولا جنت کے باغ میں ہے گل سبز و لال مجھ پر  
زمین بولی گل سبز و لال تجھ پر تو زہرہ کال لعل مجھ پر  
فلک بولا کہ بجلی نے گر کر مجھ سے تجھے ٹکڑے کیا ہے  
زمین بولی کہ مجھ سے مصطفیٰ نے تیرا چاند ٹکڑے کیا ہے  
فلک بولا کہ فرعون ابولہب ہامان تجھ سے نکلا  
زمین بولی کہ ان کا پیرو مرشد شیطان تجھ سے نکلا

اس پر آسمان سوچ میں پڑ گیا کہ زمین نے میری ہر بات کا مسکت جواب دیا ہے اب میں اس کو کیا کہوں کہ یہ لا جواب ہو جائے۔ ابھی آسمان اسی سوچ میں تھا کہ زمین نے

پھر اس پر کاری ضرب لگائی اور بولی کہ

مجھ پر پیدا ہوئے محبوب خدا یا تجھ پر  
مجھ پر ہیں فخر دو عالم کے قدم یا تجھ پر  
اب میں ہوں رحمت عالم سے سرفراز کہ تو  
اب کروں طالع بیداد پہ میں ناز کہ تو

آسمان نے یہ سن کر اپنی گردن جھکالی اور نہایت ادب سے کہا کہ اے زمین میں ہار گیا  
اور تو جیت گئی۔ آسمان رونے لگا کہ میں نے یہ کیا جسارت کی اور کیا گستاخی کی کہ  
جہاں سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہوں میں اس جگہ سے جھگڑا کروں  
اور اپنے آپ کو اس سے افضل گردانوں۔ اور کسی نے یہ کہا ہے کہ

اعزاز ملا ہے تو ملا ہے یہ زمین کو  
افلاک پہ تو گنبد خضراء نہیں کوئی

آسمان عرض کرتا ہے کہ یا اللہ مجھے زمین بنا دے۔ میری بلندی مجھ سے لے لے  
اور مجھے پستی نصیب فرما دے مجھ پر مدینہ منورہ بنا دے۔ مجھ پر بھی گنبد خضراء بنا  
دے۔ کائنات میں ہر چیز سے افضل وہ مٹی ہے جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے  
کفن اقدس کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔

محمد عربی کہ آمد و ہر دھوا است  
کے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

سارے زمانے کی عظمت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے جو اس در کی  
خاک بننا نہیں چاہتا پورے زمانے کی خاک اور رسوائی اس کے سر پر ہے لہذا تمنا

یہی رکھو کہ اس در کی خاک بن جاؤ۔ خاک کہنے کو تو خاک ہی ہوتی ہے لیکن یہ ایسی خاک ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی قسم اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ گزر کی قسم اٹھاتا ہے۔ اس راہ گزر کی خاک کا ایک چھوٹے سے چھوٹا ذرہ ایک گناہ گار سے بھی گناہ گار کی قبر پر پڑ جائے تو وہ اسی لمحہ جنتی بن جاتا ہے۔ تاج بادشاہ اپنے وزیروں کبیروں کے ہمراہ اپنی سلطنت کا معائنہ کرتا ہوا شرب کے مقام پر آ گیا کچھ دن وہاں قیام کیا اور پھر آگے جانے کا ارادہ کیا۔ اس کے ساتھ چار سو علماء کرام تھے انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس جگہ کو چھوڑ کر اب آگے نہیں جائیں گے بادشاہ نے اپنا بڑا رعب جتایا کہ مجھے تمہارے علم کی تمہاری کتب کی اور تمہارے فتویٰ کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے تمہارا میرے ساتھ چلنا ضروری ہے۔ تم میرے ماتحت ہو۔ تنخواہ دار ہو میں نے تمہارے علم کی خاطر ہی اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے اب تم کس طرح سے انکار کر سکتے ہو۔ مجھے وجہ بتاؤ کہ تم کیوں یہاں سے جانا نہیں چاہتے۔ میں تمہیں سزا دوں گا تمہارے سر قلم کرادوں گا۔ ان علماء نے جواب دیا کہ اے بادشاہ تو جو کرنا چاہتا ہے وہ کر ڈال لیکن ہم یہاں سے نہیں جائیں گے بادشاہ نے کہا کہ وجہ بتاؤ کہ تم کیوں یہاں سے نہیں جانا چاہتے ہو۔ ان علماء نے بتایا کہ ہمارا علم یہ کہتا ہے کہ یہ جو مقام آج شرب ہے یہ مدینہ منورہ بنے گا۔ نبی آخر زمان یہاں تشریف لائیں گے ان کے قدمین شریفین یہاں اس مٹی پر لگیں گے۔ اگر وہ ہماری زندگی میں تشریف لے آئے تو ہم ان کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں گے اگر ایسا نہ ہوا تو ہماری قبور یہاں بن جائیں گی ان کے پاؤں سے مٹی اڑ کر ہماری قبور پر پڑے گی تو ہم بخش دیئے جائیں گے اور



جنتی بن جائیں گے

- بادشاہ بڑا متاثر ہوا۔ اس نے ان کو وہیں رہنے کی اجازت دے دی اور ایک خط لکھ کر ان کے حوالے کیا کہ میرا یہ خط نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ضرور پہنچا دینا۔ اس نے لکھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں میں پہلا مسلمان ہوں اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حشر کے روز میری شفاعت فرماتا کہ میری بخشش ہو جائے اور بھی باتیں اس نے لکھی تھیں اور وہ خط اس نے ان علماء کے سردار کو دے دیا کہ اگر تیری زندگی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں تو میرا یہ خط ان کی خدمت میں پیش کر دینا۔ اگر تیری زندگی میں نہ آئیں تو میرا یہ خط اپنے بیٹے کو دے جانا۔ وہ اپنے بیٹے کو دے جائے حتیٰ کہ یہ میرا خط نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے۔ چار سو سال کا عرصہ گزر گیا اور وہ خط پشت در پشت چلتا رہا۔ حتیٰ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ سے مدینہ شریف تشریف لے آئے تو اسی روز سے ہی شرب مدینہ منورہ دارالشفاء بن گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر کوئی اپنا مہمان بنانا خوش قسمتی سمجھ رہا ہے عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائیں ہمارے ہاں قیام فرمائیں ہمارے ہاں قدم رنجہ فرمائیں اپنے اپنے گھر کی تعریف کر رہے ہیں میرے گھر میں زیادہ سکون ملے گا میرے گھر میں زیادہ آرام ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری ڈاچی کی مہار اس کی گردن کے ساتھ لپیٹ دیں جہاں یہ بیٹھ جائے گی وہی میری منزل ہے۔ ڈاچی چل رہی ہے کبھی ادھر دیکھتی ہے کبھی ادھر دیکھتی ہے کبھی



ادھر سو گھتی ہے کبھی ادھر سو گھتی ہے لوگ ڈاچی کو سربز اس کی من پسند کا چارہ پیش کر رہے ہیں کہ یہ کسی طرح سے لالچ میں آ کر ہی بیٹھ جائے تو ہماری قسمت جاگ جائے لیکن ڈاچی نے کسی کی طرف کوئی توجہ کی ہی نہیں۔ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسمت جاگ گئی اور ڈاچی آپ کے مکان کے سامنے بیٹھ گئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی ہماری منزل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاچی سے اترتے ہی فرمایا کہ یہاں ایک ابولیلی رہتے ہیں ان کے پاس میرے نام لکھا ہوا تیج بادشاہ کا خط ہے وہ لے آؤ۔ جس سواری پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو جائیں اسے اتنا تو علم غیب ہو جاتا ہے جو خط آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لکھا ہوا چار سو سال سے چلا آ رہا ہے وہ کس گھر میں موجود ہے۔ اتنا علم غیب اگر ڈاچی کو ہے تو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتنا علم غیب ہوگا۔ یہی ماننا ایمان ہے اور اس کا انکار بے ایمانی ہے۔ وہ خط حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پڑھا اور پسند کیا فرمایا کہ میں انشاء اللہ اس کی شفاعت کروں گا۔ منافق اسی شفاعت کا ہی انکاری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تم گناہ کر لو تو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جاؤ۔ وہاں جا کر توبہ کرو استغفار پڑھو۔ معافی مانگو تو پھر بھی فی الحال معافی نہیں ملی۔ آگے معافی کے لئے شرط آگئی کہ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیری شفاعت کر دیں گے تو میں تمہیں بخش دوں گا۔ بخشش کے لئے شرط دیکھو۔ تیری توبہ مشروط ہے در مصطفیٰ اور زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ مبارک ملیں تو

تمہاری بخشش کا پروانہ آجائے اور اگر وہ تم سے منہ پھیر لیں تو تیرے لئے جہنم آجائے۔ اعمال تو جو بھی ہیں وہ اپنی جگہ لیکن فرق پیدا کرنے والی چیز در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے میری عظمت پھر کوئی دوسری چیز، تیری نجات اور پکڑ، تیرے ایمان اور بے ایمانی، تیری نیکی اور بدی میں فرق پیدا کرنے والی ذات۔ ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرات یہ سبق ہے اہل بیت کا ایک پیکیج ہے۔ یہ نہیں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے لیں اور باقی سب کو چھوڑ دیں۔ یہ ایک پیکیج ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! میں تم سے اپنی تبلیغ کی کوئی اجر نہیں لیتا البتہ ایک چیز ہے کہ میری اہل بیت سے محبت کرو کہ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔ فرمایا کہ میری اہل بیت کشتی نوح کی طرح ہے۔ ان کی عظمت کو ماننا ان کی طرف دھیان کرنا ان کو اپنی توجہ میں رکھنا اتنا ہی ضروری ہے کہ جتنا دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی ہے۔ ان سے بے نیاز نہ ہو جانا۔ RE LAX نہ ہو جانا کہ بس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ لیا ہے تو پھر اب دوسروں کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیا ضرورت ہے۔ یہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہیں یہ ایک مکمل پیکیج ہے۔ یہ کشتی نوح کی طرح ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ فرمایا کہ جو کشتی نوح میں سوار ہو گیا وہ بچ گیا باقی سب پانی میں ڈوب گئے جانور پرندے ہر چیز ڈوب گئی جو کشتی نوح میں سوار ہو گیا وہ بچ گیا میری امت

میں سے جو دامن اہل بیت سے وابستہ ہو گیا وہ بچ گیا باقی سب قتل ہو گئے فرمایا کہ ایک ایسا بندہ ہو کہ اس کے اتنے گناہ ہوں جتنے کے تمام بندوں کے ہوں گے وہ ادب سے کسی سید زادے کا ہاتھ چوم لے تو اس کے تمام گناہ معاف اور وہ جنتی ہے۔ آپ کی محفل میں بھی ایک سید زادہ ہے جنت کا ٹکٹ اس کے پاس ہے فرمایا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ہے اور میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوں۔ حضرات حسنین کریمین جنت کی خوشبو ہیں۔ وہ نو جوانان جنت کے سردار ہیں۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت کا ٹکٹ دینے والے ہیں۔ اگر تو اہل بیت کا ہے تو وہ تجھے جنت کا ٹکٹ دیں گے ورنہ نہیں دیں گے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت کا ٹکٹ میں دوں گا لیکن جس کے دل میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت نہیں ہے میں نے اس کو ٹکٹ نہیں دینا ہے اس لئے یہ ایک پورا پیکیج ہے۔ حضرات قرآن سے ہدایت پانے کا یہ طریقہ ہے۔ قرآن سے روشنی لینے کا یہ طریقہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن سے ہدایت اور روشنی لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب برہانش ناصر صاحب لاہور

26-12-2010

## فہم وادراک مصطفیٰ ﷺ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ ۝ آعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى الْكَوَاكِبِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے  
معزز حاضرین عبدالستار نے نعت شریف پڑھی ہے کہ

منزل کا نشان ان کے قدموں کے نشان ٹھہرے  
انوار کا مرکز ہے سرکار جہاں ٹھہرے  
چمکے گا اب تک نام ان کا زمانے میں  
جو ان کی محبت میں بے نام و نشان ٹھہرے  
سب اتنا بتاتے ہیں اللہ کے وہ مہمان تھے  
معلوم ہے یہ کس کو سرکار کہاں ٹھہرے



محبوب کی عظمت پر جس وقت نگاہ ڈالی  
 کب ہوش و خرد ٹھہرے کب وہم و گمان ٹھہرے  
 اے کاش عطا کر دیں خیرات نگاہوں کی  
 جس وقت ظہوری کی یہ عمر رواں ٹھہرے  
 اس نعت شریف میں ایک شعر پڑھا گیا ہے کہ:

محبوب کی عظمت پر جس وقت نگاہ ڈالی  
 کب ہوش و خرد ٹھہرے کب وہم و گمان ٹھہرے  
 جس وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت دیکھی عقل بھی دنگ رہ گئی اور وہم بھی گم  
 ہو گیا سب کچھ گم ہو گیا۔ عظمت اتنی بڑی اور ہماری عقل اتنی چھوٹی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کی عظمت ہماری عقل میں آ ہی نہیں سکتی۔ خالد صاحب کا ایک شعر ہے۔  
 شعور و عقل و خرد کے دعوے حد تعین سے بڑھ نہ پائے  
 نہ چھو سکے ان بلندیوں کو جہاں مقام محمدی ہے

پھر بھی لوگ کہتے ہیں کہ آخر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے ہی تو تھے۔  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تو تھے۔ پانچ  
 فٹ اور کچھ انچ قد تھا۔ تریسٹھ سال کی عمر ہی تو پائی ہے۔ مکہ شریف میں پیدا ہوئے  
 ہماری طرح کھاتے پیتے تھے چلتے پھرتے تھے ہماری طرح ہی کام کاج کرتے  
 تھے۔ حلیہ مبارک ہم جیسا ہی تو تھا کوئی انفرادی چیز تو نہ تھے پھر ان کی عظمت آخر  
 کتنی بڑی ہو گئی اور کیوں کر ہو گئی۔ شیطان و رغلانا ہے نفس امارت پر ڈالتا  
 ہے تو پھر انسان ایسی ہی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے لہذا کچھ ایسی عرض گزارش کرنی



ضروری ہے کہ جس سے علم ہو جائے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا کوئی اندازہ کوئی حد نہیں ہے۔ ایک انسان کو کتنی عمر میں اتنا شعور پیدا ہو جاتا ہے کہ اس کے بال کیسے ہوں اس کا لباس کیسا ہو اس کے کپڑے کی کریم کیسی ہو اس کی مونچھوں کا شکل کیسا ہو اس کے لباس کا رنگ کیسا ہو۔ اپنا خدو خال، اپنا میک اپ اپنا Get up اپنی Presntaion سے متعلق کتنی عمر میں شعور پیدا ہوتا ہے (حاضرین میں سے ایک نے سترہ سال اور ایک نے سات سال کا جواب دیا ہے) لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی عمر مبارک میں ایسا خیال شریف آیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابھی ولادت باسعادت بھی نہیں ہوئی۔ پیدائش سے بھی قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و صورت بننے سے بھی قبل اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھ رہے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تجھے پیدا کرنا چاہتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بتادیں کہ میں تمہیں کیسا بناؤں کیا آپ میں سے کسی کو اس کی پیدائش سے قبل ایسا پوچھا گیا تھا نہیں پوچھا گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ پوچھا لیکن کب پوچھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ابھی تشریف ہی نہیں لائے۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شعور عقل و فہم کا اندازہ لگاؤ۔ آپ کی یہ جو بڑی خوبصورت شکل و صورت ہے یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سفارش پر نبی ہوئی ہے یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال اور تصور ہے۔ انسانی جسم کا ڈھانچہ اس کے خدو خال سر اور اس میں آنکھیں کان ناک منہ بازو، ٹانگیں، ہاتھ

اور پاؤں اور ان کے آخر پر انگلیاں، نظام ہضم اور نظام تنفس تک ہر چیز نئی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز کردہ پسندیدہ شکل و صورت میں ہیں۔ حدیث شریف میں ہے اور قرآن مجید میں بھی ہے کہ جب بچہ بھی ماں کے بطن میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی صورت کو بناتا ہے لیکن وہ اسی نقشہ اور ڈیزائن پر بناتا ہے جو میرے نئی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمایا ہے۔ مکان کی تعمیر کرنی ہو تو پہلے اس کا ڈیزائن یا نقشہ بنے گا پھر اس نقشہ کے مطابق مکان تعمیر ہوگا۔ یہ نہیں ہوگا کہ پہلے مکان تعمیر کر لیا جائے پھر اس کے ڈیزائن سے متعلق سوچا جائے۔ میرے نئی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل و فہم دانش ایسی ہے کہ ڈیزائن کی تیاری سے بھی پہلے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ رہا ہے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں کیسا بناؤں پھر جیسا نئی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا اللہ تعالیٰ نے ویسا ہی بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے نئی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر عطا فرمائی۔ جو بھی کوئی اچھی چیز ہے وہ کوثر میں داخل ہے اور وہ میرے نئی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ صحت ہے، زندگی ہے۔ والد ہے بیٹے ہیں وہ ان کو ہیں اور ہم ان سے ہی لے رہے ہیں۔ اَللّٰهُ مُعْطٰی وَ اَنَّمَا اَنۡا قَاسِمٌ لِّہٖمۡ تَعَالٰی صرف مجھے ہی دیتا ہے اور میں ہی تقسیم کرتا ہوں۔ نئی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب کو تقسیم کر رہے ہیں آپ کی عزت آپ کی وزارت آپ کی ملازمت آپ کی جائیداد آپ کی فیکٹری آپ کا یہ سارا علم و فہم میرے نئی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہے۔ یا اللہ کیا کوثر سے بھی بڑھ کر آپ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ دیا ہے فرمایا کہ ہاں میں نے اپنی رضا بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔ اب آپ اندازہ کر لیں بلکہ آپ اندازہ ہی نہیں کر سکتے کہ

اللہ تعالیٰ کی رضا کتنی اور کیسی ہوگی آپ کے چیک کی قدر رات ہی ہوتی ہے جتنا کہ آپ کا بینک بیلنس ہے اگر میں آپ کو اپنا بینک چیک صرف دستخط کر کے دے دوں تو اس چیک کی قدر رات ہی ہوگی جتنا کہ میرا بینک بیلنس ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بینک بیلنس کتنا ہوگا کیا آپ بتا سکتے ہیں کیا اس کی کوئی حد بندی کر سکتے ہیں۔ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام خزانوں کا بینک چیک اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دیا ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (۵) ”بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔“ اس کی بھی سمجھ آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مرضی عطا فرمادی ہو پھر اس کوڑ اور مرضی پر آپ اضافہ کریں کہ کس طرح سے کریں گے۔ کائنات کی ہر اچھی چیز کے مالک و مختار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے پھر اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے کہ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ (۴) ”بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔“ اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔

سدا نہ باغیں بلبل بولے سدا نہ باغ بہاراں

سدا نہ ماپے حسن جوانی سدا نہ صحبت یاراں

یہ ہمارے لئے ہیں ہم بوڑھے ہو جاتے ہیں ہماری ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بدتر ہوتی ہے۔ ہمارا حسن ہماری جوانی ہمیشہ ہمارا ساتھ نہیں دیتی۔ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے ہم کمزور اور لاغر اور بے بس ہوتے جاتے ہیں حتیٰ کہ مر جاتے ہیں لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہر لمحہ بڑھتی ہے پروفیسر صاحب یہ جو گھڑی کا لفظ آیا



ہے اس سے کیا مراد ہے کیا ایک سیکنڈ دو سیکنڈ یا اس سے کم مراد ہے۔ سرکارِ ساعت کا لفظ آتا ہے اور ساعت تین گھنٹے کی ہوتی ہے۔ یہ تو زیادہ ہے میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہر لمحہ Fraction of a time میں بلند ہو رہی ہے اور یہ کتنا وقت ابھی باقی ہے۔ ابدا۔ ابدا تک بھی وقت ابھی باقی ہے اور جب ہر لمحہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند ہو رہی ہے تو اتنے وقت میں یہ شان کتنی بلند ہو جائے گی یہ ہمارے فہم و ادراک میں نہیں آ سکتا۔ یہاں آ کر ہماری عقل جواب دے دیتی ہے۔ یہ ہماری عقل سے ماوراء چیز ہے۔ ہمارے علم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں کیا فرق ہے آپ کو کس نے پڑھایا ہے آپ کہاں سے پڑھے ہیں آپ کس مدرسہ سکول کالج اور یونیورسٹی سے پڑھے ہیں آپ نے یونیورسٹیوں سے پڑھا ہے علم حاصل کیا ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے پڑھایا ہے اب دیکھیں کہ استاد کیسا ہے اس کا علم کتنا ہے کیا اس کے علم میں کوئی کمی نظر آتی ہے اگر نہیں تو پھر اس کے شاگرد میں بھی کوئی کمی نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی حد بندی یوں کی ہے فرمایا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ (۱۱۳) ”اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔“ اگر فرس نہیں جانتے تو وہ مل گئی کیمسٹری نہیں جانتے تو وہ مل گئی کمپیوٹر نہیں جانتے تو اس کا علم مل گیا۔ تاریخ جغرافیہ اکناکس نہیں جانتے تو وہ مل گیا۔ میڈیکل سائنس نہیں جانتے تو وہ مل گئی انجینئرنگ نہیں جانتے وہ مل گئی ریاضی شماریات نہیں جانتے تو وہ مل گئی آپ ہر علم کا نام لیتے جائیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں سب کچھ ہے آپ کہیں گے کہ یہ مبالغہ ہے یہ مبالغہ نہیں ہے بلکہ قرآن مجید ہے کہ اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وہ

علم عطا فرما دیا گیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے تھے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کتنا علم ہوگا۔ میرے بیٹے ڈاکٹر اشتیاق الحسن صاحب نے کمپیوٹر کا ایک پروگرام لگانا تھا وہ ہم سے نہیں لگ رہا تھا۔ Linear programme لگانا تھا لیکن وہ نہیں لگ رہا تھا۔ بیٹے نے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے چھٹی لے رکھی تھی اب یہ کہ کمپیوٹر کام نہیں کر رہا ہے پروگرام نہیں دے رہا ہے۔ اس لئے نثر Thesis لکھا جائے اور نہ ہی پی ایچ ڈی کی ڈگری ملے بڑی پریشانی کہ اگر کامیابی نہیں ہوتی تو پھر کورنمنٹ کو تین سال کے پیسے بھی واپس کرنے پڑیں گے اور ڈگری بھی نہ ملے گی۔ کئی پروفیسر حضرات سے ملے کمپیوٹر کے ماہرین سے رابطہ کیا انہوں نے حامی بھری لیکن ناکام رہے اور جواب دے دیا کہ یہ پروگرام نہیں لگ سکتا۔ کمپیوٹرنگ میں جواب دے رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ اس علاقہ کے کمانڈر اور مالک و مختار حضرت داتا گنج بخش جیوری رحمۃ اللہ ہیں ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں ہم لاہور داتا صاحب جیوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہاں عرض کیا کہ حضرت صاحب بڑی مشکل ہو گئی ہے۔ Linear Programme نہیں لگ رہا ہے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو وصال فرمائے ہوئے 950 سال ہو گئے ہیں۔ ان دنوں کمپیوٹر کا نام و نشان تک بھی نہ تھا۔ کمپیوٹر کی تعلیم اور اس کی کارکردگی کا علم کسی کو بھی نہ تھا لوگ تو اب بھی نہیں جانتے ہیں مجھے ایسی ٹھنڈک اور دلی اطمینان حاصل ہوا کہ جس سے پتہ چل گیا کہ ہماری دعا قبول ہو گئی ہے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے اور لوگوں کی باتوں کی تلاوت کی، الارم کی اور پیکیرو وغیرہ کی کونج ہوتی رہتی ہے وہ یکسر ختم ہو گئی اور نہایت ہی پرسکون ماحول بن



گیا میں نے سمجھ لیا کہ دانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کرم کر دیا ہے اور ہماری دعا قبول ہوگئی ہے۔ واپس گھر آئے تو کمپیوٹر کا وہی بٹن دبایا جو پہلے دباتے رہے تھے تو کمپیوٹر میں سے ہمارا مطلوبہ نتیجہ نکل آیا۔ یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے میرے دونوں شانوں کے درمیان اپنا دست قد رت رکھا تو جو کچھ ہو چکا تھا جو ہو رہا تھا اور جو ہونے والا تھا وہ سب کچھ میرے علم میں آ گیا۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہے۔ جو ہوتا ہے جہاں ہوتا ہے اور جیسے ہوتا ہے وہ سب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں ہے۔ بدر میں تشریف لے گئے تو جنگ سے ایک رات قبل نشان لگا رہے ہیں کہ یہاں ابو جہل مرے گا یہاں فلاں مرے گا وہاں فلاں مرے گا۔ ستر کفار کے مرنے کی جگہ نام لے کر بتا رہے ہیں نشان لگا رہے ہیں Pin point کر رہے ہیں یہ نہیں کہ میدان جنگ میں مریں گے بلکہ نشان لگا رہے ہیں کہ یہاں یہاں مریں گے۔ جنگ بدر ہو رہی ہے ایک ہزار کا لشکر پورے سامان حرب کے ساتھ ایک طرف ہے اور تین سو تیرہ مجاہدین اسلام ان کے مقابلہ میں کھڑے ہیں۔ بھاگ دوڑ ہو رہی ہے کوئی کہیں ہے تو کوئی کہیں ہے جنگ جاری ہے کبھی ادھر بھاگ رہے ہیں کبھی ادھر بھاگ رہے ہیں لیکن جہاں جس کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان لگایا ہے وہ وہیں پر ہی مرا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ستر کفار کے مرنے کی خبر دی ہے اس لئے یہ ستر سے زائد اور نہ ہی ستر سے کم مرے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ جہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے لئے نشان لگایا تھا وہ وہیں مرا پڑا تھا پانچ علم غیب ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہیں۔

ماں کے پیٹ میں کیا ہے، بارش کب ہوگی، قیامت کب آئے گی، کون کب اور کہاں مرے گا، یہ غیب کے وہ خزانے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ان میں تین کا علم میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے ہیں کہ فلاں بندہ کل اور یہاں مرے گا۔ یہ علم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ حضرات یہ بتائیں کہ ساری کائنات کا شفیع کون ہے۔ ہر ایک کی شفاعت کرنے والا کون ہے۔ حشر کے دن پینہ آجائے گا ہر ایک اپنے اپنے پینے میں شراہور ہوگا کسی کو ٹخنوں تک کسی کو گھٹنوں تک، کسی کو کمر تک اور کوئی اپنے ہی پینہ میں ڈوبا ہوا ہوگا۔ اتنا پینہ ہوگا کہ اس میں کشتیاں اور جہاز بھی چل سکیں گے پھر سب کو خیال آئے گا جو آج شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکاری ہیں ان کو بھی خیال آئے گا کہ کوئی شفیع ڈھونڈیں۔ سب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ ہمارے دادا جان ہیں ہماری شفاعت فرمائیں حضرت آدم علیہ السلام انکار کر دیں گے میں تمہاری شفاعت نہیں کر سکتا۔ اِذْ هَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي میرے علاوہ کسی دوسرے کے پاس چلے جاؤ۔ وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور شفاعت کیلئے عرض کریں گے وہ بھی جواب دیدیں گے اور فرمائیں گے کہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ پھر سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ بھی فرمائیں گے اِذْ هَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي عِندَ عِزِّي وہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ تمام لوگ تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس سے ہوتے ہوئے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے عرض کریں گے کہ آپ روح اللہ ہیں۔ کَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ اللَّهُ تَعَالَى نے آپ کو بن باپ کے پیدا فرمایا آپ ہماری شفاعت فرمائیں۔ وہ فرمائیں گے کہ میں بھی شفاعت نہیں کر سکتا لیکن میں جانتا ہوں کہ جو آج شفاعت کر سکتے ہیں وہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ساری مخلوق نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جائے گی اور شفاعت کے لئے عرض کرے گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔ جو آج شفاعت کے انکاری ہیں اور جو دشمن ہیں ان کی بھی شفاعت فرمائیں گے۔ شفاعت کبریٰ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا شعبہ ہے جب حساب کتاب ہوگا تو کسی کے پاس کوئی عمل ہی نہیں جو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کر سکیں اور اس سے بخشش کا پروانہ لے لیں پھر پتہ چلے گا کہ آج اعمال کام نہیں آئیں گے بلکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت ہی کام آئے گی۔ اپنی بات نہ کرو کہ ہم تو ہیں ہی گناہ گار۔ انبیاء علیہم السلام جو معصوم ہیں جن کے پلے کوئی گناہ ہے ہی نہیں وہ بھی در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جھولی پھیلائے کھڑے ہیں اور شفاعت کی بھیک مانگ رہے ہیں وہ دراصل ہمیں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بتا رہے ہیں۔ ایک چیز ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ کب سے شروع ہوا ہے اور کب ختم ہوگا اس کا تعلق وقت سے نہیں ہے۔ شروع میں جو نعت پڑھی گئی ہے اس میں ایک شعر کا اضافہ کیا گیا ہے کہ

ازل و ابد کی حدوں سے پھیلا ہے جو باہر

وہ ذکر محمد ہے جو ذکر رحمان ٹھہرے

ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ذات اللہ تعالیٰ سے ہے جب سے اللہ تعالیٰ ہے تب سے ہی ذکر مصطفیٰ جاری ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ باقی ہے تب تک ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جاری رہے گا اور اللہ تعالیٰ قدیم بھی ہے ہمیشہ سے ہی ہے اور ہمیشہ رہے گا وہ حَیُّ قَیُّوْمٌ ہے تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہی



رہے گا کیونکہ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ ہے اللہ زندہ ہے تو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بھی زندہ ہے۔ ہم نہیں سمجھتے تو اللہ کا ذکر بھی نہیں تھا کیونکہ ذکر کا تعلق ذکر سے ہوتا ہے اور جب ہم نہیں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی باقی نہیں بچے گا۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کبھی نہیں مٹا کہ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ ہے اور نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کبھی نہیں مٹا ہے اور کبھی نہیں مٹے گا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے تو بس اللہ کا ہی ذکر کرنا ہے اللہ، اللہ ہی کرنا ہے **يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ** کرنا ہے۔ **مُبْحَانَ اللَّهِ مُبْحَانَ عَلَّيْہَا** ہے **مُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ مُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی** پڑھنا ہے یا اللہ تیرا ذکر ہے اور میں نے صرف تیرا ہی ذکر کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جہنم کی چابی یہی ہے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ذکر حق چاہو نجدیو ذکر مصطفیٰ کے بغیر

یہ ذکر حق نہیں کنجی ستر کی ہے

جہنم کی چابی یہ ہے کہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ذکر حق کرے اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کا تھوڑا سا نام لیا ہے باقی تمام ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نعت کی صورت میں کیا ہے۔ نعتیں پڑھی گئی ہیں۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بھی میرا ہی ذکر ہے۔ نہ ہی اس کی ابتدا ہے اور نہ ہی اس کی کوئی انتہا ہے اور اگر کوئی قیولیت ہے تو وہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت والی سب سے چھوٹی چیز کا نام لیں کیا جوتی مبارک کے نیچے لگی ہوئی خاک مبارک سے بھی کوئی چیز چھوٹی ہو سکتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاؤں مبارک ہے اس

میں نعلین مبارک پہنی ہوئی ہے پاؤں مبارک سے نیچے نعلین مبارک کہ ہے اور اس سے بھی نیچے مٹی لگی ہوئی ہے اس مٹی کی کیا عظمت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مٹی کی قسم اٹھاتا ہے۔ لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ (البلد ۱-۲) ”مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اس شہر کی نہیں قسم۔ لیکن ہے اس لئے کہ اس میں اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے قدم لگے ہوئے ہیں اس سے آپ اندازہ کر لیں کہ اس جوتی مبارک کی کیا عظمت ہوگی۔ پھر پاؤں مبارک کی کیا عظمت ہوگی جس میں وہ جوتی مبارک پہنی ہوئی ہے پھر اس ہستی مبارک کی خود کتنی عظمت ہوگی جس کی خاک پا میں یہ عظمت ہے کہ گناہ گار سے بھی گناہ گار کی قبر پر پڑ جائے تو اس کی بھی بخشش ہو جاتی ہے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہے اللہ تعالیٰ اسے ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کوئی بھی بیان نہیں کر سکتا۔

مَا لَنْ مَلَحْتُ مُحَمَّدًا قَلِيلًا

وَلَكِنْ مَلَحْتُ مُحَمَّدًا قَلِيلًا

کوئی بھی شخص اپنی باتوں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان نہیں کر سکتا بلکہ ان کا نام لے لے کر اپنی قسمت کو سنوا رہا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب برہانش طاہر سلیم صاحب



## راہبر و راہنما

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ ۝ آغُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝  
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ الْيَسَّيْنِ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ  
وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
ربخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے  
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں  
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے  
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے  
ہو آپ کا بلاوہ تو برات بنتی ہے  
جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! قرآن مجید سے تلاوت کی گئی ہے کہ لَا يَسْتَوِيْ اَصْحَابُ النَّارِ  
وَاَصْحَابُ الْجَنَّةِ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ (الحشر: ۲۰) روزِ خوار لے اور

جنت والے برابر نہیں، جنت والے ہی مراد کو پہنچے۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دوزخی اور جنتی برابر نہیں ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ یہ دونوں برابر نہیں ہیں۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ ابو جہل جنتی ہے کہ دوزخی ہے۔ ہندو جنتی ہے کہ نہیں ہے۔ سکھ جنتی ہے کہ نہیں ہے۔ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے ہمارا مسئلہ تو یہ ہے کہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو کر ان میں دوزخی ہیں، جنتی بھی ہیں۔ ان کا پتہ لگانا مشکل ہے۔ گندم کا پتہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ اس کی پہچان مشکل نہیں ہے لیکن جس گندم کے دانے کو گھن لگ گیا ہے اس کا پتہ لگانا مشکل ہے۔ اب دیکھیں کہ داڑھی بھی ہے، ٹوپی بھی ہے، مصلیٰ ہے، کلمہ بھی ہے، نماز بھی ہے، روزہ بھی ہے، حج، زکوٰۃ، قربانی، صدقات بھی ہیں، تفسیر بھی ہے، حفظ بھی ہے، حدیث شریف کا علم بھی ہے۔ ہر فرقہ میں ہے لیکن پھر بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے جن میں سے صرف ایک جنتی ہوگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ کلمہ کو ہوں گے۔ فرمایا کہ ہاں وہ کلمہ کو ہوں گے۔ نماز پڑھیں گے، روزے رکھیں گے، حج کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، قربانی کریں گے، حفظ کریں گے، جہاد کریں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید بھی ہو جائیں گے لیکن وہ جہنمی ہوں گے ایسے لوگوں کو ڈھونڈنا بہت مشکل ہے۔ انہیں لوگوں کے لئے ہم دھوکہ کھاتے ہیں، دشمن پر دھوکہ نہیں کھاتے۔ انڈیا ہمارا دشمن ہے اس میں کوئی شک نہیں اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ امریکہ ہمارا دشمن ہے اور کھلا دشمن ہے اس میں کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ اسرائیل ہمارا دشمن ہے اور یہ بات کسی سے مخفی نہیں ہے۔ ایران ہمارا دوست ہے کہ دشمن اس کا کوئی پتہ نہیں چلا کیا آپ بتا

سکتے ہیں کہ ایران ہمارے لئے کیا ہے، دوست ہے کہ دشمن ہے۔ ہمارے اندر لوگ موجود ہیں جو نعرہ لگاتے ہیں کہ پاکستان زندہ باد لیکن درپردہ وہ ملک پاکستان کے دشمن ہیں۔ اس کی یچختی کے دشمن ہیں۔ اس کی ترقی اور خوشحالی کے دشمن ہیں اس کی سالمیت کے دشمن ہیں ایسے لوگوں کا پتہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے۔ مشکل اگر ہے تو یہ ہے کہ کلمہ بھی پڑھے اور داؤ پر بھی رہے۔ نماز پڑھے اور پھر دھوکہ دے، بستر اٹھائے پھرے اور پھر ہمیں اٹنے راستے پر ڈالے۔ سفید پگڑی پہنے، سبز پگڑی پہنے، سواری پگڑی پہنے، کسی رنگ کی کسی سٹائل کی ٹوپی پہنے اور پھر لوگوں کو ورغلائے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے لاتعلق کرے۔ عام لوگوں کی تو بات ہی کیا ہے۔ پڑھے لکھے تعلیم یافتہ لوگ بھی ان کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں۔ کوئی تخصیص ہی نہیں ہو پاتی کہ کون جنتی اور کون دوزخی ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمارا یہ مسئلہ حل ہو جائے، ہمیں جنتی کی پہچان ہو جائے تاکہ ویسا بننے کی کوشش تو کریں۔ ہم دعا تو کریں کہ یا اللہ ہمیں ایسا بنا دے۔ سب سے بڑی دعا کیا ہے۔ آپ دعا مانگیں تو کیا مانگیں گے۔ ابھی پتہ چل جائے گا کہ آپ کیا مانگ رہے ہیں اور کس سے مانگ رہے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ سے مانگیں یا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگیں۔ آپ کی دعا سے ہی پتہ چل جائے گا اور سنی ابھر کر باہر آ جائے گا۔ سنی چھپا نہیں رہے گا۔ باقی سب مارے جائیں گے۔ آپ کو کس سے زیادہ محبت ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ سے ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ابھی پتہ چل جائے گا۔ ٹوپی، داڑھی، مصلیٰ سے پتہ نہیں چلتا۔ نماز، روزہ، حج سے بھی پتہ نہیں چلتا ہے۔

جہاد، شہادت سے بھی پتہ نہیں چلے گا۔ آپ کو کس سے زیادہ محبت ہے۔ آپ کس سے مانگیں گے۔ آپ میلا دمنائیں کہ نہ منائیں۔ ولی کے ذر پر جانا چاہیے کہ نہیں، ولی کے ذر پر جانا کیا شرک ہے۔ دانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ذر پر جائیں کہ نہ جائیں۔ کیا یہ شرک ہے کیا یہ بدعت ہے۔ اس کو پکڑ لو۔ اس پر فتویٰ لگا دو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم میں اوّل نمبر پر کون ہے۔ مسلمانوں میں سب سے وزنی ایمان کس کا ہے۔ تمام اُمت محمدی کے کل ایمان سے بھی وزنی ایمان کس کا ہے۔ جنت کا مالک کون ہے۔ سب سے زیادہ متقی پرہیزگار کون ہے، سب سے زیادہ سخی کون ہے، تم کس کی محبت سے جنت میں جاؤ گے، کیا تمہیں جنت اعمال کی بنا پر ملے گی یا محبت کی بنیاد پر ملے گی، اگر آپ یہ کہیں کہ جنت اعمال کی بنیاد پر ملتی ہے تو پھر خود ہی انصاف کر لو اور فیصلہ کر لو کہ تمہارا کس پارٹی سے تعلق ہے، وہ کہتے ہیں۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

کئی سال پہلے کی بات ہے کہ فیصل آباد کی ایک محفل میں کسی نے یہ شعر پڑھا۔ برصغیر کی تقسیم سے پہلے کی بات ہے۔ 1947ء سے پہلے کی بات ہے اس محفل میں ایک سکھ بھی موجود تھا وہ کھڑا ہو گیا اس نے کہا کہ عمل سے نہیں بلکہ ۔

ادب سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اس نے کہا کہ جنت عمل سے نہیں ادب اور محبت سے ملے گی۔ یہ سکھ کا عقیدہ ہے جو



مسلمان بھی نہیں ہے۔ مومن بھی نہیں ہے اور یہ لوگ مومن، مسلمان ہو کر شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکاری ہیں۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہیں۔ آپ بتائیں کہ جنت کا ٹکٹ کس نے دینا ہے۔ یہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیں گے اور یہ جنت کا ٹکٹ کس کو دیں گے جس کے دل میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت ہوگی۔ اس لئے محبت بنیاد ہے، جنت میں داخل ہونے کی۔ جب یہ عقیدہ ہو جائے گا تو سنی نکھر کر باہر آ جائے گا، خواہ اس کی ٹوپی میری ٹوپی کی طرز پر ہو یا کہ تمہاری ٹوپی کی طرح کی ہو۔ مصلیٰ بھی ایک جیسا ہے، محراب بھی ایک جیسی۔ مسجد بھی ایک ہی طرز کی، صفیں اور سطریں بھی ایک جیسی ہیں۔ آذان اور امامت بھی ایک جیسی لیکن فرق عقیدہ کا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل ترین ہستی، سب سے بڑا جنتی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جنتیوں کو زیادہ تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارا سب سے بڑا جنتی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں اوّل نمبر پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو ان کو اوّل نمبر پر نہ جانے، دوسرے، تیسرے یا چوتھے نمبر پر سمجھے یا کچھ بھی نہ ہی سمجھے اس کے قریب تک نہ جاؤ، وہ تمہارا دشمن ہے، تمہارا اچھا ہوا دشمن ہے۔ تمہارے ایمان کا دشمن ہے لیکن وہ بظاہر بڑا مومن بنا ہوا ہے اور حقیقت میں وہی سب سے بڑا منافق ہے۔ اس سے بچ کر رہو۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نشان ہے۔ تمہارا امتحان ہے اور ایک معیار ہے۔ وہ ایک پیمائش Measurement ہیں۔ یہ کپڑا کتنا ہے آپ کس سے ناپیں گے۔ یہ میز کتنی وزنی ہے کس سے ناپیں



گے۔ مریض کو کتنا بخار ہے، کس چیز سے ناہیں گے۔ ہر ایک کا اپنا پتا نہ ہوگا۔ کپڑے کی لمبائی میٹروں میں۔ میز کا وزن کلوگرام میں اور بخار کی پیا نٹس تھرما میٹر سے ہو گی۔ تمہارے ایمان کا پتا نہ جس سے تمہارے ایمان کی پیا نٹس ہو گی وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کو اپنا راہنما اور راہبر بنا لو۔ لیلے کی طرح اس کے پیچھے پیچھے چلو کیا تم جانتے ہو کہ لیلہ کیا ہوتا ہے۔ بھیڑ کے بچے کو لیلہ کہتے ہیں۔ لیلہ کس کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔ وہ اپنی ماں کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔ اسے کوئی خبر نہیں ہوتی کہ آگے پانی ہے کہ آگ جل رہی ہے۔ اسے کوئی خبر نہیں کہ آگے پہاڑ ہے کہ گڑھا ہے اس نے تو اپنی ماں کے پیچھے ہی جاتا ہے۔ یا اللہ ہمیں بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لیلہ بنا دے۔ کیا تمہارا دل چاہتا ہے کہ تم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے بن جاؤ اگر ہاں تو پھر آپ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ٹولے میں شامل ہیں۔ اور حضرت سیدنا صدیق اکبر Certified جنتی ہیں اور ان کے نقش قدم ہی صراط مستقیم ہیں جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے۔ آؤ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھتے ہیں کہ ان کی دعا کیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ مانگ لو اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہستی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو بھی علم عطا فرمایا وہ میں نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھر دیا۔ میں اگر کوئی بات کروں گا تو کم علمی سے کروں گا، مجھے علم نہیں ہے لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب

بات کریں گے تو وہ پورے علم کے ساتھ بات کریں گے جو ان کو عطا ہوا ہے۔ وہ علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کریں گے۔ وہ کسی درس یا یونیورسٹی کے علم سے بات نہیں کریں گے وہ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ علم سے بات کریں گے۔ آذان شروع ہو گئی ہے ہم اپنی آذان دے کر نماز پڑھیں گے۔ حضرات آذان سے ہی پتہ چل گیا ہے کہ کون سا فرقہ ہے یہ تو بڑا آسان طریقہ ہاتھ آ گیا کہ آذان سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ کون کیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مانگ لو وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ علم سے مانگ رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو اور میری آنکھیں ہوں اور مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ آپ کی بھی یہی دعا ہونی چاہئے کہ کتے و بکھن توں پہلاں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ جنت کے طلبگار ہیں یا آپ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں اپنے ایمان اور یقین سے جواب دیں اگر تو دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتا ہے تو پھر تو سنی ہے کیا آپ جنت چاہتے ہیں خاتمہ بالخیر چاہتے ہیں، قبر روشن چاہتے ہیں، قبر وسیع چاہتے ہو۔ یا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار چاہتے ہیں۔ یہ سب ہمیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیتے ہیں آپ تمام دعائیں دیکھ لیں پڑھ لیں علماء حضرات سے سن لیں کسی کی بھی یہ دعا نہیں ہے کہ یا اللہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو جائے یہ اگر دعا ہے تو صرف حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہے۔ آپ بڑے سنی ہیں اور ہمارے لئے نشان راہ چھوڑا ہے۔ یہ Street light ہوتی ہیں۔ رات کو ان میں بلب روشن ہوتے ہیں تو گلی میں روشنی ہوتی ہے اور راغبیر کو پتہ

چل جاتا ہے کہ راستہ صاف ہے، گٹریا گڑھا نہیں ہے۔ سڑک ٹوٹی ہوئی ہے کہ سلامت ہے۔ پانی کھڑا ہے کہ خشک زمین ہے اگر روشنی نہ ہو تو راگیروں کو بالکل پتہ نہیں چل سکے گا۔ وہ گڑھے میں بھی گر سکتا ہے وہ گٹر کے گندے پانی میں بھی گر سکتا ہے۔ راستہ ہموار ہے کہ نہیں ہے۔ راستہ میں روشنی ہے تو آپ صحیح سلامت اپنے گھر چلے جائیں گے اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں منزل پر پہنچنے کا راستہ بتایا ہے کہ منزل مقصود پر پہنچنے کا راستہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ منزل پر پہنچنے کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے۔ اگر آپ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور چیز مانگیں گے بڑی دعائیں ہیں جو لوگ مانگتے ہیں آپ بھی چاہیں تو مانگ لیں لیکن اگر حشر کے روز اللہ تعالیٰ تم سے یہ پوچھے کہ اے میرے بندے تو نے جنت مانگی لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نہیں مانگا۔ تو نے دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنت کو ترجیح دی ہے اسی پر پکڑا جائے گا۔ اسی پر سزا ہو جائے گی اسی پر ہی گرفتاری عمل میں آجائے گی۔ مساجد میں امام صاحب جب دعا مانگتے ہیں تو غور سے سنا کرو کہ وہ کیا کہتے ہیں کیا مانگتے ہیں آپ دیکھیں گے کہ انہوں نے کبھی دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مانگا ہے۔ اگر وہ صحیح ہیں اور ان کا موقف صحیح ہے تو پھر ہم ہی پاگل ہیں جو دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مانگتے ہیں چلے مان لیجئے کہ ہم ہی پاگل صحیح لیکن یہ تو دیکھو کہ ہمارے ہاتھ میں کس کا دامن ہے۔ ہم نے کس کا معیار پکڑا ہوا ہے۔ میں نے اپنا راہبر و راہنما کس کو بنایا ہوا ہے میں کس کا لیلہ بنا ہوا ہوں۔ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیروکار ہوں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ ہلاک، وہ



ہلاک، وہ ہلاک، وہ جہنمی، وہ جہنمی، وہ جہنمی عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہلاک ہے کون جہنمی ہے فرمایا کہ جس نے میرے دیکھنے کی تمنا نہیں کرنی ہے وہ جہنمی ہے پھر دیکھو کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہمیں Fit بیٹھی کہ نہیں۔ یقیناً یہ ہمیں موزوں رہی ہمارے کام آئی کیونکہ یہ جنتی کی دعا ہے اور جنتی بنانے والی ہے۔ پوچھا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت ہے یا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برملا فرمایا کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت ہے۔ سوال کا جواب دینے سے پہلے ذرا بھی سوچ بچار نہیں کی اور نہ ہی اسکی ضرورت تھی کہ علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں آپ شہر علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد ہیں آپ کے سینے میں ہر وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا ہے۔ آج تک یہ فتوے لگ رہے ہیں کہ مومن کو تو شدید محبت اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں کہ ان کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے یہ کیا مسئلہ بنا رہے ہو کیوں لوگوں کو ورغلا رہے ہو۔ بات یہ ہے کہ مومن کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن مومن بننے کیلئے کس کی محبت چاہئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں کہ پہلے تو مومن تو بن پھر تم اللہ تعالیٰ سے محبت بھی کر لینا۔ اللہ کی راہ میں سارا گھر بھی دے دینا اپنی جان بھی قربان کر دینا مومن بنے گا تو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوگی اور اگر مومن ہی نہ بن سکا۔ نبی کچھ بھی نہیں۔ نبی محتار نہیں، نبی کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے سامنے چوہڑے چمار سے بھی کم ہے کیا یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ

وہم کی عظمت بیان ہو رہی ہے کیا یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار ہو رہا ہے کیا یہ تمہارا ایمان ہے کیا تم مومن ہو۔ محبت کے بغیر ایمان نہیں ہے۔ مومن بننے کیلئے ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ ماں باپ اولاد، دوست احباب کاروبار حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو ایمان آئے گا تو مومن بن جائے گا اور جب مومن ہو گا تو پھر اللہ تعالیٰ سے شدید محبت بھی ہوگی۔ لہذا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ اور ایمان ہماری راہبری اور راہنمائی کرتا ہے کہ پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہونا کہ ایمان نصیب ہو جائے مومن بن جائے جب مومن بن جائے گا تو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت بھی ہو جائے گی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں بتا رہے ہیں ہمیں سکھا رہے ہیں ہمیں تعلیم دے رہے ہیں کہ اے خدا کے بندے اگر مومن بننا چاہتے ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو جس سے محبت ہوگی اس کا حشر نثر اسی کے ساتھ ہوگا۔ ہمیں یہ جنتی ہونے کے دو معیار مل گئے ہیں اور ہمارے لئے یہ دو ہی کافی ہیں۔ کس سے مانگنا چاہیے۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے مانگو وہاں لک ہے وہ قادر ہے۔ لے مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (البقرہ ۲۵۵)

”اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں“۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (فاتحہ: ۱) سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہیں۔ اس کا مطلب کہ کسی اور کی کوئی تعریف ہے ہی نہیں ایسے لئے سیدھے سوال کریں گے۔ اللہ تعالیٰ بِصِيْرَةٍ وہ دیکھتا ہے تو دیکھنا تو تعریف صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ہونی چاہیے۔ تمہیں تو نہیں دیکھنا چاہیے تم کیوں دیکھ



رہے ہو، تمہیں تو اندھے ہونا چاہیے تھا۔ اللہ تعالیٰ مَسْمُوعٌ ہے وہ سنتا ہے۔ یہ سنتا اگر صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے تو پھر آپ کیوں سن رہے ہیں۔ ہمارے دیکھنے اور سننے سے اللہ تعالیٰ کی شان میں کوئی کمی تو نہیں آتی چاہیے اور نہ ہی آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حَسْبِی ہے وہ زندہ ہے تو کیا آپ زندہ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی ہیں اور ہماری عطائی ہیں۔ وہ ذاتی دیکھنے والا سننے والا اور زندہ ہے۔ میں اس کی عطا سے دیکھتا، سنتا اور زندہ ہوں۔ وہ آنکھوں اور کانوں سے پاک ہے۔ آنکھوں کے بغیر دیکھتا ہے، کانوں کے بغیر سنتا ہے۔ نہ اس کی آنکھیں ہیں اور نہ ہی اس کے کان ہیں لیکن مجھے اس نے آنکھیں عطا کی ہیں، کان عطا کئے ہیں، زندگی عطا کی ہے۔ میری تمام صفات عطائی ہیں اس کی تمام صفات ذاتی ہیں۔ لَمْ يَكُنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ۔ سب کچھ اللہ کا ہے جو کچھ بھی زمین و آسمان میں ہے، صرف اسی سے مانگو کوئی دوسرا نہ دے سکتا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے سے مانگو۔ لیکن جب بیمار ہوتے ہیں تو ڈاکٹر کے پاس بھاگتے ہیں۔ میں مر رہا ہوں میرا بی، پی بہت بڑھ گیا ہے، میرا علاج کریں۔ مجھے دوائی دیں۔ بیمار ہو کر ڈاکٹر کے پاس کیوں جاتے ہو اللہ تعالیٰ کے پاس جاؤ۔ میرے مکان میں سفیدی کر دو۔ مزدور کو کیوں بلاتے ہو اللہ تعالیٰ سے کیوں نہیں مانگتے کہ میرے مکان میں سفیدی ہو جائے۔ اسلام آباد جانے کیلئے بس۔ ریل کا سہارا کیوں لیتے ہو پیدل کیوں نہیں جاتے۔ خود اللہ تعالیٰ ہی تمہیں پہنچا دے گا۔ فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ۔ (المائدہ: ۳۵) ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔“ جب آدمی فوت ہونے لگتا ہے تو اس وقت وہ سچی بات کرتا ہے۔ اسے Death Statement کہتے ہیں۔ یہ

سپریم کورٹ کا بندہ بیٹھا ہوا ہے یہ جانتا ہے کہ Death Statement کیا ہوتی ہے۔ مرنے سے پہلے جو کوئی بندھیان دیتا ہے وہ Death Statement کہلاتی ہے۔ خواہ ساری عمر جھوٹ بولا ہو۔ وہ سچ بولنا جانتا ہی نہ ہو اور کبھی اس سے سچ بولنے کی توقع ہی نہ کی جاتی ہو۔ وہ بھی جب مرنے لگتا ہے جو کہتا ہے وہ سچ ہی کہتا ہے اور اس کے اس بیان کو ہمیشہ سچا تصور کیا جاتا ہے اس پر کوئی تنقید نہیں ہوتی کوئی بحث نہیں ہوتی کہ وہ جاتے دم جھوٹ بول کر گیا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب وصال کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگو جب مجھے غسل کفن دے لو اور میرا جنازہ پڑھ چکو تو مجھے درنی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لے جانا اور جو کہتے ہیں کہ درنی صلی اللہ علیہ وسلم نہ جاؤ پھر وہ کون ہوا، لوگ کہتے ہیں کہ مدینہ شریف نہ جانا یہ شرک ہے۔ یہ بدعت ہے، یہ قبر پرستی ہے، کوئی حج عمرہ کیلئے جاتا ہے تو جدہ اترتے ہی اسے ڈھیر ساری کتب تھما دیتے ہیں جن میں ساری تبلیغ یہی ہوتی ہے کہ مدینہ شریف نہ جانا یہ شرک ہے، بدعت ہے اور جو جنتیوں کا سردار ہے جو جنتیوں میں اوّل نمبر پر ہے بلکہ جو جنت کا مالک ہے وہ مر کر بھی کہہ رہا ہے کہ مجھے درنی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لے جانا۔ اس کیلئے مدینہ شریف درنی صلی اللہ علیہ وسلم پر جانا ہی زندگی کا حاصل ہے۔

یا اللہ دکھا دے مدینہ کیسی بہتی ہے

جہاں دن رات تیری رحمت برستی ہے

جس کی زبان پر یہ ہو وہ سنی ہے وہ جنتی ہے وہ مومن ہے، یہ سبق حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیتے ہیں۔ جی آپ کی میت کو وہاں لے جا کر کیا کریں فرمایا کہ میری میت کو درنی صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھ دینا اور عرض کرنا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کیا کہہ رہا ہے۔ وصال کے بعد بھی کیا کہہ رہا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ کہتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا شرک ہے تو کیا اوّل درجے کا جنتی شرک کر رہا ہے اور دوسروں کو بھی شرک سکھا رہا ہے۔ مرنے کے بعد بھی شرک سکھا رہا ہے فرمایا کہ میری میت کو در رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھ دینا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے۔ قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ یہ غلام بن رہا ہے برابری نہیں کر رہا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے جیسے ہی تھے اگر عزت ہی کرنا چاہو تو بڑے بھائی کے برابر عزت دے دو۔ اس سے زیادہ نہیں وہ بھائی بن رہے ہیں۔ یہ غلام بن رہا ہے۔ زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آقا اور ہوتا ہے غلام اور ہوتا ہے۔ فرمایا کہ عرض کرنا غلام حاضر ہے، قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ قبر کی جگہ کب مانگی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری وصال شریف کے سوا دو سال بعد مانگی ہے۔ قبر کی جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگی ہے۔ اپنے ایمان کی کیا بنیاد بنائی ہے۔ اپنے جنتی ہونے کا کیا معیار بنایا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا معیار جنت ہے۔ سنی ہونے کا معیار ہے۔ حجرہ شریف کا دروازہ بند تھا کنڈی لگی ہوئی تھی، تالا لگا ہوا تھا۔ جب آپ کی چارپائی کو در رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھا گیا اور وصیت کے مطابق عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے، قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ تو تالا بھی کھل گیا کنڈی بھی کھل گئی دروازہ کھل گیا اور اندر سے آواز آئی کہ دوست کو دوست کے پاس آنے دو۔ اگر تالا نہ کھلا، کنڈی نہ کھلتی، دروازہ نہ کھلا اور اندر سے آواز بھی نہ آتی تو لوگ طعنہ دیتے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا تو کیا تمہاری طلب کے مطابق تمہیں مل گیا۔ تم نے مانگا اور کچھ بھی نہ ملا۔



یہ بڑا زبردست طعنہ ہوتا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ علیہ وسلم کو اس طعنہ زنی کا علم تھا۔ لیکن آپ کو یقین کامل بھی تھا کہ **وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَلْهَوْا** (۱۰) ”اور منگتا کو نہ چھڑکو“۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی سوالی کو خالی نہیں موڑتے بلکہ ہر سوالی کی جھولی بھر کر دیتے ہیں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مانگتا ہے اسے لازمی مل جاتا ہے۔ یہ قرآن مجید ہے کہ جس نے بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا اسے نہ نہیں ہوئی بلکہ عطا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سوالی کو چھڑکنا نہیں ہے بلکہ اس کی جھولی بھر کر دینا ہے اگر اگلے جہان کیلئے دوستی کا کوئی معیار بتایا ہے تو وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی راہبری اور راہنمائی فرمائی ہے ہم میں سے کسی سے متعلق یہ نہیں بتایا کہ آپ جنتی ہیں۔ آپ مومن ہیں آپ نخی ہیں، آپ متقی اور پرہیزگار ہیں لیکن یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبریاں دی گئی ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیروکار بن جاؤ ان کے لیے بن جاؤ۔ یہ چکوال کا علاقہ ہی لیلوں کا ہے اور لوگ لیلہ کے لفظ اور مفہوم کو اچھی طرح سمجھتے اور جانتے ہیں۔ پھر یہ دیکھ کر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج نہیں ہوئی یہ محض ایک خیال تھا تصور تھا یا یہ کہ یہ ایک خواب کی کیفیت تھی جتنے وقت میں معراج شریف کا ہونا بتایا جاتا ہے اتنے وقت میں تو بندہ اس کمرے سے باہر نہیں جاسکتا۔ ایک چنگی بجانے کے وقت میں معراج ہو گئی۔ وضو کا پانی بھی چل رہا ہے کنڈی مل رہی تھی اور بستر مبارک بھی ابھی گرم ہے۔ اگر خواب ہے تو پھر بندہ خواب کی حالت میں اپنے بستر میں ہی لیٹا رہتا ہے۔ آپ باہر نکل کر وضو کریں اور یہ کہیں کہ میں

خواب میں تھا اور جب جاگا تو دیکھا کہ وضو کا پانی حقیقتاً چل رہا ہے۔ پانی کا چلنا کنڈی کا ہلنا بستر مبارک کا گرم رہنا کہ طبعی پوزیشن ہے Physical state اور یہ Physical state عملی طور پر ہوتی ہے۔ یہ Phychological state نہیں ہوتی یہ نفسیاتی حالت نہیں ہوتی۔ لوگ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب کی حالت میں تھے۔ اے خدا کے بندو یہ تو سمجھ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بستر مبارک سے باہر نکلے ہوئے ہیں وضو فرما رہے ہیں۔ ذرا اپنے چہرے پر پانی ڈال کر دیکھو کہ اگر نیند آئی ہوئی ہو خواہ کتنی بھی گہری نیند میں ہو اور اس پر پانی ڈال دو تو نیند تو ویسے ہی ختم ہو جاتی ہے نیند کو ختم کر دینے والی جو چیز ہے وہ پانی ہے اتنی اور کوئی چیز با اثر نہیں ہے۔ اب یہ کہ کنڈی مل رہی تھی جب کوئی دروازہ سے باہر نکلے گا تو کنڈی ہلنے کا اتفاق ہوگا خواب میں تو کنڈی نہیں ہلتی رہی تھی۔ خواب میں آپ ادھر جا رہے ہیں ادھر جا رہے ہیں خواب تو خواب ہی ہے اس میں کنڈی کے ہلنے کا کیا تعلق ہے۔ آپ بستر پر لیٹے خواب دیکھ رہے ہیں اور دروازہ کی کنڈی لگی ہوئی ہے وہ کیوں کرا تر جائے گی اور ہلنے لگے گی۔ آپ اگر خواب میں بالفرض کنڈی کھولتے بھی ہیں تو کنڈی در حقیقت نہیں کھلے گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اے جبرائیل یہ معراج کا واقعہ ایک بہت بڑا واقعہ ہے اٹھارہ ہزار سال کا سفر ہے جو ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں طے ہو گیا ہے، اور اس سفر میں بڑے بڑے واقعات مشاہدات ہوئے ہیں تو اس واقعہ پر کون یقین کرے گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو مانیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف سے واپس آئے اور اپنے سفر سے متعلق اعلان فرمایا



اس اعلان کے وقت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ شریف میں موجود نہیں تھے۔ سب کو فکر اور حیرت ہوئی کہ مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ تین ماہ کا سفر ہے نہایت تیز رفتار اونٹ پر سفر کریں تو بمشکل یہ سفر تین ماہ میں طے ہوگا۔ لیکن یہ فرما رہے ہیں کہ میں رات کے ایک تھوڑے سے حصہ میں گیا بھی ہوں اور آ بھی گیا ہوں یہ کس طرح سے ممکن ہے۔ عمر بن ہشام جس کا نام بعد میں ابو جہل ہوا۔ اسے جب پتہ چلا تو اس نے سوچا کہ اب مسلمانوں کو ورغلانا بڑا آسان ہو گیا ہے اب ان کو پھنسانا بہت آسان ہو گیا ہے مسلمان اب واپس اپنے آباؤ اجداد کے دین پر آ جائیں گے۔ اس نے سوچا کہ یہ سب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہیں پہلے اس کو ہی ورغلا دیا جائے اگر وہ اس واقعہ کو ماننے سے انکاری ہو جائے تو پھر اس کے بعد کوئی اور باقی نہیں بچے گا۔ عمر بن ہشام حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور ان کی بہت زیادہ تعریف کی کہ آپ بہت عقل مند ہیں فہم و ادراک کے مالک ہیں۔ آپ ذہن رسا رکھتے ہیں بہت جلد معاملہ کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں اب آپ بتائیں کہ ایک بندہ ہے وہ کہتا ہے کہ میں رات کے کچھ حصے میں مسجد اقصیٰ گیا ہوں اور واپس بھی آیا ہوں کیا یہ ممکن ہے فرمایا کہ نہیں جاسکتا۔ عمر بن ہشام نے یہ بات تین دفعہ دہرائی تو حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر دفعہ ہی اس کا انکار فرمایا۔ عمر بن ہشام کو جب یہ یقین ہو گیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کو نہیں مانیں گے بلکہ اسے جھوٹ قرار دیں گے تو اس نے کہا کہ یہ بات تیرا ہی نبی کہتا ہے۔ حضرت سیدنا ابو بکر یہ بات سنتے ہی طیش میں آ گئے فرمایا کہ تو کہتا ہے کہ ایک بندہ یہ کہتا ہے میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک عام بندہ نہیں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں وہ اگر اس بھی کوئی بڑی بات فرمائیں تو میں فوراً بلا جھجک بلا تامل بلا تصدیق اس کو مانتا ہوں۔ حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معجزہ معراج کس کی زبان سے سن کر مانا ہے ایک کافر کے منہ سے سن کر مانا ہے قرآن سے نہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نہیں بلکہ ایک کافر کے منہ سے سن کر معراج کی تصدیق کی ہے اور کافر بھی ایسا کہ کفار میں سے اول نمبر کا کافر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر اُمت کا ہر موسیٰ کیلئے ایک فرعون ہوتا ہے میری اُمت کا فرعون ابو جہل ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر کے آج سے ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گئے ہیں اور ابوالکھلت دانائی کا جو باپ عمر بن ہشام تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر کے ابو جہل یعنی جہالت کا باپ بن گیا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے لوگوں کا سردار ہے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تصدیق اور اصدیق کر دو۔ اگر تو معراج کو مانے گا تو صدیق بنے گا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ٹولے میں شامل ہو کر جنتی بنے گا۔ اگر اعتراض کرے گا کہ زمین کے گرد صرف دو سو میٹر تک ہوا ہے اس کے بعد خلاء ہے وہاں نہ ہوا ہے، نہ ہی آکسیجن ہے جو زندگی کیلئے ضروری ہے۔ راستے میں کڑے ہیں جو کوئی سرد بھی ہیں اور گرم بھی ہیں۔ خلاء میں نہ پانی نہ ہوا ہے راستے میں زہریلی گیسیں ہیں۔ مہلک شعاعیں ہیں اس لئے کوئی ذی روح ان میں سے گزر کر نہیں جاسکتا لہذا معراج جسمانی نہیں ہے بلکہ خواب کی ایک کیفیت تھی۔ اور خواب میں تو آدمی جہاں چاہے چلا جائے زمین، آسمان، چاند سورج،

ستارے، سیارے، عرش، مکان، لامکان، جنت دوزخ ہر جگہ جاسکتا ہے۔ روئے زمین پر کہیں بھی جاسکتا ہے دریاؤں، سمندروں، ہواؤں، فضاؤں میں سیر کر سکتا ہے خواب میں ہر ناممکن چیز ممکن ہو جاتی ہے اور ہو سکتی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ انسان ان خلاؤں کو پار نہیں کر سکتا لیکن خواب میں یہ بھی ممکن ہے میں عرض کرتا ہوں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تخلیق ہوئی تو پہلے ان کو کہاں رکھا گیا تھا۔ وہ جنت میں داخل کر دیئے گئے تھے۔ پھر جب ان کو جنت سے نکال کر زمین پر بھیجا گیا تو کیا وہ انہی خلاؤں اور فضاؤں سے گزر کر ہی زمین پر نہیں آئے تھے۔ اگر وہ بچ بچا کر صحیح سلامت زمین پر آ گئے تھے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان ہر قسم کی رکاوٹوں کے باوجود ان میں سے صحیح سلامت گزر سکتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکل کر زمین پر تشریف لائے ہیں اور حضرت حوا بھی ان کے ساتھ ہی آئی ہیں ان کو راستہ کی گرمی سردی اور خلاء نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا کسی کرے کی کوئی گرمی سردی ان پر اثر انداز نہیں ہوئی۔ راستہ میں آکسیجن کی کمی کی وجہ سے ان کی موت تو واقع نہیں ہوئی پھر جب تو بہ قبول ہوئی تو وہ جنت میں واپس بھی تشریف لے گئے ہیں۔ پھر دنیا میں اسی زمین پر واپس تشریف لائے ہیں۔ ان کی قبور یہاں زمین پر ہی ہیں۔ اسی جنت میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کیلئے ذنبہ بھی آگیا تھا اس کی آمد پر کوئی اعتراض نہیں ہوا لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے اور آنے پر اعتراض ہے۔ ذنبہ آ سکتا ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جاسکتے۔ ذنبہ آپ کے علاقہ چکوال کا جانور ہے۔ ذنبہ جنت سے آجائے تو کوئی اعتراض نہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جائیں تو یہ ایک ناقابل



برداشت اعتراض بن جاتا ہے۔ حضرات ان کا نبی ہے ہی نہیں ان کے نبی ہوں تو وہ ان کی عظمت کو مانیں۔ ہمارے نبی ہیں ہم ان کی عظمت کو مان رہے ہیں جن کے نبی نہ ہوں وہ ان کی عظمت کو بھی نہ مانیں تو کیا فرق پڑتا ہے اس میں جھگڑا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ بتائیں کہ انڈیا کا ایٹم بم زیادہ طاقتور ہے کہ ہمارا ایٹم بم زیادہ با اثر ہے۔ جن کا ایٹم بم زیادہ طاقتور ہے وہ اس پر خوش ہیں کہ ہمارا ایٹم بم ہمارے لئے خوشی کا باعث ہے۔ انڈیا کا ایٹم بم ہمارے لئے باعث تشویش ہے ہمیں وہ اچھا نہیں لگتا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ہمیں ان کی خوشی ہے اور ہم خوشی کرتے ہیں۔ جن کے وہ نبی پاک نہیں ہیں، وہ خوشی نہ کریں۔ ہمیں ان سے خواہ مخواہ الجھنے کی کیا ضرورت ہے۔ تیرا بیٹا ہیرا ہے، تیرا بیٹا موتی ہے، تیرا بیٹا شیر ہے، تو اپنے بیٹے کی تعریف سن کر کیوں خوش ہو رہا ہے اس لئے کہ وہ تیرا ہے تجھے اس سے محبت ہے تو جو اپنے بیٹے کی یہ عظمت تسلیم کر رہا ہے اور خوش ہو رہا ہے اس لئے کہ وہ تیرا ہے۔ مومن کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہونی چاہئے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہونی چاہئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری عظمتیں ماننا بھی ضروری ہیں۔ مدینہ شریف میں مرنے کی تمنا ہونی چاہئے کہ نہیں۔ ہماری یہ دعا ہونی چاہئے کہ یا اللہ مدینہ شریف میں موت عطا فرما۔ جو کہتے ہیں کہ مدینہ شریف نہ جائیں مدینہ شریف جانے سے روکتے ہیں وہ تو وہاں جاتے ہی نہیں ہیں تو ان کو موت وہاں کیسے آئے گی۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہوتی تھی کہ یا اللہ مجھے مدینہ شریف میں موت آئے اور شہادت کی موت آئے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی یہ دعا ہے وہ عشرہ مبشرہ میں دوسرے نمبر پر جنتی

ہیں۔ لَا یَسْتَوِیْ اَصْحَابُ النَّارِ وَاَصْحَابُ الْجَنَّةِ اور جنتی برابر نہیں ہیں۔ اور جو جنتی ہیں وہ بھی سب برابر نہیں ہیں۔ اور دوزخی بھی جو بظاہر مسلمان بنے ہوئے ہیں وہ بھی برابر نہیں ہیں۔ اس میں بھی دھوکہ ہے اور اس دھوکے کو دور کرنے کیلئے سچے مسلک اور عقیدے کو ڈھونڈنے کیلئے ہم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کو دیکھتے ہیں کہ یا اللہ مجھے شہر مدینہ میں موت آئے اور شہادت کی موت آئے۔ لیکن یہاں یہ بات ہے کہ کوئی کہتا ہے کہ میں نے چکوال مرنا ہے کوئی کہتا ہے کہ میں فیصل آباد مرنا چاہتا ہوں۔ کوئی کہتا ہے کہ میں اپنے عزیز واقارب میں مرنا چاہتا ہوں کہ کوئی مجھے غسل دے گا کفن دے گا جنازہ پڑھیں گے افسوس کریں گے روئیں گے غم اور افسوس کا اظہار کریں گے میرے لئے دعا مغفرت کریں گے۔ آپ کے شہر چکوال کی ہی بات ہے۔ یہ سچی ہے کہ جھوٹی ہے آپ بہتر جانتے ہیں میں نے جس طرح سے سنی ہے وہ میں عرض کر دیتا ہوں اس میں میری ذات کو کوئی دخل نہیں ہے۔ تقسیم برصغیر سے پہلے کی بات ہے کہ آپ کے شہر چکوال میں ہندو بھی رہائش پذیر تھے۔ ایک ہندو لڑکی کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق ہو گیا تو وہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں بلند کرتی تھی اس کے والدین اور عزیز واقارب اس کو منع کریں اس کو ماریں پیٹیں کہ یہ کیا سبق پڑھ رہی ہے۔ وہ کہتی رہی کہ خواہ مجھے قتل کر دیں مجھے جان سے مار دیں لیکن میں نے تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پکارنا ہے۔ گھر والوں نے مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا وہ اب گلیوں میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں بلند کرتی پھر رہی ہے۔ سردیوں کے دن تھے وہ رات سردی میں ٹھٹھر کر مر گئی۔ شور مچ گیا کہ وہ ہندو لڑکی فوت ہو گئی



مسلمان کہیں کہ یہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتی ہے ہم اس کو دفن کریں گے۔ ہندو کہیں کہ یہ ہماری ہے ہم اس کو جلانیں گے مسلمان کہیں کہ تم نے اسے اپنے گھر سے بے دخل کر دیا تھا اب تم کس طرح اس پر اپنا حق جلاتے ہو۔ ہندو تعداد میں تھوڑے تھے مسلمانوں کی آبادی زیادہ تھی ان کا زور چل گیا اور انہوں نے اس لڑکی کی تدفین و تحنن اسلام کے طریقہ سے کر کے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا۔ چند دنوں کے بعد ایک بندہ آیا اور اس نے چکوال کے معززین کو اکٹھا کر کے بتایا کہ میں نے فلاں قبر کھونی ہے لوگوں نے انکار کیا کہ وہ تو ایک لڑکی کی قبر ہے تیرا اس کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ لوگ پہلے ہی جانتے تھے کہ وہ لڑکی مسلمانوں اور ہندوؤں میں ایک متنازع حیثیت کی تھی اس شخص نے بتایا کہ مدینہ شریف میں میرا دوست فوت ہو گیا تھا اس کو دفن کر دیا لیکن اسی دوران میرا بیٹا اس کی قبر میں رہ گیا جس میں میری سعودی عرب میں رہائش اور موجودگی کے ضروری کاغذات تھے اور وہ کاغذات نہ ہونے کی صورت میں مجھے کسی بھی وقت گرفتار کیا جاسکتا تھا۔ میں پریشان ہوا کہ اب کس طرح سے قبر کشائی کروں حکومت کسی صورت اجازت نہیں دے گی۔ میں نے رات کے اندھیرے میں قبر ایک طرف سے کھولی کہ اپنا بیٹا نکال لوں تو مجھے قبر سے ایک لڑکی کی آواز آئی کہ خیر دار میں ایک عورت ہوں قبر بند کر دو میں نے حوصلہ کر کے پوچھا کہ یہ قبر تو میرے دوست کی ہے۔ آج ہی اسے دفن کیا ہے۔ میرا بیٹا قبر میں رہ گیا ہے میں نے تو وہ لینا ہے اس کہا کہ تیرا دوست اور تیرا بیٹا چکوال ہندوستان کے فلاں قبرستان کی فلاں قبر میں چلا گیا ہے جہاں میں تھی اور مجھے یہاں مدینہ شریف میں لے آئے ہیں۔ لوگوں نے جب سنا تو انہیں بڑا تجسس ہوا اور سب اسلام کی

حقانیت دیکھنے کے لئے قبر کشائی پر راضی ہو گئے۔ ہندوؤں نے بھی اس امر کی تصدیق کے لئے قبر کھولنے کی اجازت دے دی۔ لڑکی نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ میری تمنا مدینہ شریف میں مرنے کی تھی اور اس تیرے دوست کی تمنا ہندوستان میں مرنے کی تھی اللہ تعالیٰ نے اسے وہاں منتقل کر دیا اور مجھے یہاں مدینہ شریف میں منتقل کر دیا۔ جب وہ قبر کھودی گئی تو اس میں لڑکی کی بجائے ایک مرد لیٹا ہوا تھا اور پاس ہی بٹوہ بھی تھا۔ وہ لڑکی کیوں مدینہ شریف چلی گئی۔ اور یہ دوست کیوں یہاں آ گیا۔ لڑکی کی تمنا تھی کہ وہ مدینہ شریف میں مرے اور وہیں فن ہو اور اس شخص کی تمنا تھی کہ اسے ہندوستان میں موت آئے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی خواہش کو پورا کر دیا۔ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہوتا ہے وہ مدینہ شریف میں ہوتا ہے اور جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہیں ہوتا اسے مدینہ شریف سے منتقل کر دیا جاتا ہے۔ آپ بھی دعا کر لیں کہ یا اللہ موت آئے تو مدینہ شریف میں آئے تو اللہ تعالیٰ تمہاری اس دعا کو بھی ضرور قبول فرمائیں گے شرط یہ ہے کہ آپ کی دعا خلوص نیت سے ہو اس میں ریا کاری نہ ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہو سکے تو مدینہ شریف میں مرو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کیا ملے گا فرمایا کہ اس سے جنت ملے گی اور میں تیرا شفیع ہوں گا۔ اب بات یہ ہے کہ کیا اولیاء اللہ کے در پر جانا چاہئے کہ نہیں جانا چاہئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب ظاہری وصال مبارک کا وقت آیا تو عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتیمکات ہیں۔ دستار مبارک ہے، قمیص مبارک ہے، کبلی مبارک ہے، نعلین مبارک ہیں ان سب کا حق دار کون ہے فرمایا کہ اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے یہ میرے تیمکات اس کو دے کر

میری طرف سے کہنا کہ میری اُمت کی بخشش کیلئے دعا کرے ولی کے در پر بھیجنا میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے پھر یہ لوگ ہمیں اولیاء اللہ کے در پر جانے سے کیوں روکتے ہیں کیا ان کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خبر نہیں ہے۔ یہ تہکات لے کر کون جا رہے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ ولی کے در پر جانا سنت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہے۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے ادب کے ساتھ اپنے سروں پر رکھ کر تہکات لے کر جا رہے ہیں۔ وہ تہکات بھی حضرت اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی سنایا۔ حضرت اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی نہایت ادب احترام سے وہ تہکات اپنے سر پر رکھے اور سربجہ میں رکھ کر اُمت محمدی کی بخشش کے لئے دعا فرمائی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر اولیس قرنی سربجہ میں رکھ کر دعا کر دے گا تو میری اُمت کے اتنے گناہ گار بخش دیئے جائیں گے جتنے بنی تمیم کی بکریوں کے بال ہیں۔ روایت میں آتا ہے کہ ان دنوں بنی تمیم کی بکریوں کی تعداد بیس ہزار تھی۔ ایک بکری پر اگر ایک کروڑ بال بھی ہوں جیسا کہ اندازہ لگایا جاتا ہے تو آپ دیکھ لیں کہ کتنے گناہ گاروں کی بخشش ہو گئی۔ کیا کسی کی دعا سے بخشش ہوتی ہے ہاں ہوتی ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ بس اللہ ہی دعا قبول کرنے والا ہے صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگو وہی دیتا ہے۔ اس دنیا میں رہتے ہوئے جو کوئی اعمال کر گیا سو کر گیا اب جب وہ قبر میں چلا گیا تو اس کی بخشش کے لئے کسی کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اور دیکھو کہ حضرت اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا سے دو کھرب گناہ



گاہوں کی بخشش ہو رہی ہے آخر میں یہ بات ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم میں سب سے افضل والی کون ہے۔ کچھ حضرات، حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل ترین ہستی مانتے ہیں باقی سب کی نفی کرتے ہیں۔ جب حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ وقت تھے تو آپ کی محفل میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہوا۔ تو کسی نے یہ کہہ دیا کہ آپ کے مقابلہ میں صدیق اکبر کون ہوتا ہے۔ یہ لوگ اب بھی کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیثیت حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں کیا ہے۔ یعنی کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں کوئی عظمت نہیں ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے فرمایا کہ تیرا بیڑہ غرق ہو اور اس وقت حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ وقت تھے کسی سے کوئی خوف اور ڈرنہ تھا کسی باز پرس کا ڈرنہ تھا آپ نہایت اعلیٰ منصب پر فائز تھے جو چاہتے وہی حکم دے سکتے تھے۔ All in all تھے کوئی روکنے ٹوکنے والا نہ تھا۔ لیکن آپ کے ہی ایک درباری نے آپ کی چالوسی کرتے ہوئے کہہ دیا کہ صدیق اکبر آپ کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتے ہیں اس پر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تیرا بیڑہ غرق ہو جو کوئی مجھے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت دے مجھ ان سے افضل جانے میں اسے مفتری کی سزا دوں گا میں اسے اسی کوڑے مارنے کی سزا دوں گا۔ حالانکہ ایک ایسے عام جرم کی سزا اس کوڑے مقرر تھی تو پھر بتائیے کہ افضل کون ہوئے اور جو کوئی ان کی ترتیب کو الٹ کرے اس سے بچ کر رہیں۔ ان لوگوں کے جو بڑے بڑے مولوی حضرات اور ذاکر صاحبان ہیں اہل تشیع ہیں وہ اسی

کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح سے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل اور برتر ثابت کریں۔ وہ بڑی بڑی پکڑیاں باندھے اور لمبے لمبے چوغے پہنا پئے آپ کو بڑا عالم فاضل ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی بڑی تاریخ دانی کا شہرہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بس خلیفہ بن گئے مسلمانوں کے صدر از خود ہی بن بیٹھے جس وجہ سے اب ان کی اطاعت ہونے لگی اور ان کو صدارت کی وجہ سے افضلیت مل گئی ورنہ ان میں کوئی جوہر اور عظمت نہ تھی انہوں نے باقی اصحاب کا حق مارا ہے۔ وہ لوگوں کو ورغلا تے ہیں کہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال شریف فرمایا تو ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن دفن کا انتظام نہیں ہوا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد پاک چارپائی پر ہی پڑا تھا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غم سے بڑھ چلا تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر غشی طاری تھی اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو بھی دلا سہ دے رہے تھے ان کو بھی سنبھال رہے تھے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اپنے آپ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غم گسار کہتے ہیں ان کو اپنی خلافت کی فکر لگی تھی اور یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی حالت میں چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں جا کر اپنی خلافت کی جنگ لڑ رہے تھے اور وہاں سے خلیفہ کا از خود ہی منصب لے کر آ گئے۔ افضل الصدیقین جو کتاب آستانہ عالیہ سے چھپی ہے یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانح حیات ہے آپ اس میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے متعلق پڑھیں تو ہر چیز روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی اور ان کی کذب زبانی اور لٹو کوئی کا پتہ چل



جائے گا۔ ان کے جھوٹ کا پول کھل جائے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی کرسی صدارت کی وجہ سے عظمت ملی ورنہ ان میں تو کوئی کمال نہ تھا۔ اب آپ ذرا قرآن مجید میں سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ خود ان کی شان میں کیا فرماتا ہے۔ ایک لڑکی نے مجھے فون کیا کہ آپ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی تعریف کرتے ہیں لیکن ہم تو ان کو برا بھلا اور گالیاں تک نکالتے ہیں مجھے اس کے ٹیلیفون سے ہی علم ہو گیا کہ وہ کون سے فرقے سے تعلق رکھتی ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے کیا تعریف کرنی ہے آپ قرآن مجید میں پڑھ لیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کیا تعریف کرتا ہے۔ احادیث کا مطالعہ کر لیں اس سے پتہ چل جائے گا کہ ان کی کیا عظمت ہے۔ صحابہ کرام کے فرمان کو پڑھ لیں کہ وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا مرتبہ دیتے ہیں۔ کہنے لگی اسلام کوئی ہماری باتوں سے تو نہیں بنا ہے قرآن و حدیث سے اسلام بنا ہے۔ آپ ان کی اتنی تعریف کیوں کرتے ہیں میں نے کہا کہ قرآن ہی پڑھ لو۔ اس نے کہا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر سے متعلق قرآن کیا کہتا ہے میں نے کہا کہ سورت والیل پڑھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَفَّقَ (الیل ۵) ”تو وہ جس نے دیا اور پرہیز گاری کی“ اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخشنی اور متقی فرماتا ہے۔ پھر اسی سورت میں فرمایا، وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى (الیل ۱۷) ”اُسے (جلتی آگ سے دور رکھا جائے گا۔“ جو سب سے بڑا پرہیز گار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب سے بڑا پرہیز گار فرمایا اور دوزخ کی آگ سے نجات عطا فرمائی۔ اَلَّذِي يُؤْتِي مَا لَهُ يَنْزِلُ (الیل ۱۸) ”جو اپنا مال دیتا ہے کہ

ستھرا ہو۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبوک کے موقع پر اپنا سارا مال خرچ کر دیا۔ مسجد نبوی کی زمین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی خرید کر وقف کی۔ بہت سے غلاموں کو خرید کر آزاد فرمایا جو مسلمان ہونے کی وجہ سے زیر عتاب آئے ہوئے تھے۔ اسلام کی خاطر آپ نے بے دریغ خرچ کیا۔ اِلَّا اِتَّخَا وَجْهَ رَبِّهِ الْاَعْلٰی (۲۰) ”وہ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے۔ جو سب سے بلند ہے“ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی کام نمود و نمائش کے لئے نہیں کرتے ہیں صرف اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ وَلَسَوْفَ يَرْضٰی (الیل ۲۱) ”بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رضا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ متقی فرمایا ہے اور فرمایا کہ اِنْ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰیكُمْ (رات ۱۳) ”بے شک اللہ تعالیٰ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار۔“ جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ متقی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ عزت والے بھی وہی ہیں۔ میں نے کہا کہ قرآن سچا ہے کہ تو سچی ہے کہنے لگی کہ قرآن ہی سچا ہے میں کیسے سچی ہو سکتی ہوں۔ میں نے کہا کہ تیری مہربانی ہے کہ قرآن کو سچا مانتی ہے۔ پھر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا سب سے بڑا سخی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور آپ کہتی ہیں کہ ان سے بڑا کتبوں کوئی نہیں ہے اب بتاؤ کہ قرآن سچا ہے کہ تو سچی ہے کہنے لگی کہ قرآن سچا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس طرح سے میں نے اپنی رضا اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو دی ہے اسی طرح سے میں نے اپنی رضا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی دی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساری اُمت محمدی کے کل ایمان کو اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایمان سے وزن کیا جائے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان وزنی ہوگا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو مجھے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل جانے میں اس کو اسی کوڑوں کی سزا دوں گا۔ آپ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مانتی ہو اور اگر انہیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل مانے تو پھر اسی کوڑے سزا کھانے کو تیار ہو جاؤ۔ اور وہ کوڑے بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر خدا ماریں گے میرے جیسا کوئی کمزور اور لاغر بندہ نہیں مارے گا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمنا کی ہے کہ یا اللہ مجھے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے کا بال بنا دے وہ عشرہ مبشرہ میں دوسرے نمبر پر ہیں۔ بات طویل ہے بہر حال اس لڑکی نے شیعہ مسلک سے توبہ کر لی اور سنی بن گئی۔ میں نے جو چند گزارشات کی ہیں اللہ تعالیٰ ان کی روشنی میں اپنا فرقہ اپنا عقیدہ اپنا عمل ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان لوگوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہان شمس محمد اسحاق صاحب چکوال

01-05-11

## اولیاء اللہ کے در کی طرف سفر کا اجر

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ يَا نَبِيَّ الْكَرِيمِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى  
 الْعَلَمِينَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝  
 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ اَمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ  
 وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدَنَا رَسُولَ اللّٰهِ  
 وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
 ربخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
 آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے  
 در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے  
 ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے  
 ملے جو اذن ثناء کا لفظ ملتے ہیں  
 اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے  
 جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
 اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے  
 معزز حاضرین! حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا شہر ہے وہ فرماتے ہیں۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں  
 کرگس کا جہاں اور شاہین کا جہاں اور



الفاظ و معنی میں تفاوت نہیں لیکن

ملاں کی آذان اور مجاہد کی آذان اور

حضرات فضا تو یہ ایک ہی ہے جو ہمارے سروں پر بھی ہے۔ کرگس بھی اسی فضا میں ہی پرواز کرتی ہے جو مردار کھاتی ہے اور شاہین بھی اسی فضا میں ہی پرواز کرتا ہے جو حلال چیز کھاتا ہے، اپنا شکار کر کے کھاتا ہے وہ مردار نہیں کھاتا۔ آذان کے الفاظ بھی ایک ہی ہیں ان کے معنی بھی وہی ہیں۔ ایک آذان وہ ہے جو مومن دیتا ہے اور ایک آذان وہ ہے جو منافق دیتا ہے۔ وہ بھی آذان ہے، یہ بھی آذان ہے پھر اس میں فرق کیا ہے۔ ایک آذان قبول ہو رہی ہے۔ ایک آذان کو رد کیا جا رہا ہے۔ وہ کون سی چیز ہے جو تیرے نیک عمل کو بھی ضائع کر رہی ہے۔ مفتی محمد امین صاحب فیصل آبادی نے ایک چھوٹا سا واقعہ بیان فرمایا جس میں تمام اسباق موجود ہیں۔ نجات ہے اور کرم ہے۔ حضرت غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ ہوئے ہیں وہ اسلام آباد کے ایک مدرسہ میں دینی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ آپ نے کلڑہ شریف حاضری دی۔ حضرت لالہ جی رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں درگاہ کلڑہ شریف کے سجادہ نشین تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ بیٹا تم کیا کام کرتے ہو۔ عرض کیا کہ میں طالب علم ہوں اور فلاں درس میں تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔ وہ ایسا درس تھا کہ جہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا بدعت اور شرک سمجھا جاتا ہے۔ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات اور حاضر ناظر کہنا برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور نہیں مانتے۔ حضرت لالہ جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیٹا اس درس کو چھوڑ دو اور ملتان شریف حضرت سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں جا کر داخل ہو جاؤ۔ وہ بیٹا



نیک بخت اور فرمانبردار تھا اس نے اپنی کتب اور بستر اور دوسری اشیاء لیں اور ملتان جا کر حضرت سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب کے پاس پہنچ گیا۔ ان کو ساری بات بتائی تو انہوں نے فرمایا کہ بہت اچھا ہوا تم یہاں آ گئے۔ اچھے رہو گے۔ اس نے عرض کیا کہ اسلام آباد میں لالہ جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی فرمایا تھا کہ اچھے رہو گے۔ آپ نے بھی فرمایا ہے کہ اچھے رہو گے، وہاں بھی یہی قرآن اور یہی احادیث مبارکہ کی کتب تھیں جو یہاں ہیں۔ وہی نصاب، وہی تعلیم، وہی سارا پروگرام، وہی اسناد فضیلت، وہی ڈگری ہے پھر یہ فرق کیا ہے کہ یہاں میں اچھا رہوں گا۔ وہاں اچھا نہیں تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے بتانے سے تمہیں سمجھ نہیں آئے گی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں خود بتائیں گے۔ رات حضرت غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت سے نوازا فرمایا کہ بیٹا تم یہاں اچھے رہو گے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ میں یہاں کیسے اچھا رہوں گا۔ کلڑہ شریف والے بھی یہ کہہ رہے تھے کہ تم اچھے رہو گے، ملتان شریف والے بھی فرما رہے ہیں کہ یہاں تم اچھے رہو گے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے کہ میں یہاں اچھا رہوں گا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کس طرح یہاں اچھا رہوں گا۔ قرآن بھی ایک، احادیث مبارکہ کی کتب وہی ہیں، کورس سلیبس بھی ایک ہی ہے۔ تعلیم بھی ایک ہی طرح سے دی جاتی ہے۔ پھر یہ فرق کیوں ہے کہ وہاں میں اچھا نہ رہتا اور یہاں اچھا رہوں گا۔ فرمایا کہ وہاں میری عظمت اور شان میں نقص نکالے جاتے ہیں۔ قرآن پڑھ کر لوگوں کو سنا کر میری شان میں نقص نکالتے ہیں۔ یہاں قرآن میں سے ہی میری عظمت اور شان نکالتے ہیں جہاں میری عظمت

اور شان کا اظہار ہوتا ہے وہی اچھا ہوتا ہے۔ وہی کامیاب بھی ہوتا ہے اور اسی کا ہی قرآن وحدیث قبول ہوتا ہے۔ لہذا شاہین اس وقت بنتا ہے جب نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آتی ہے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی نسبت نہیں بنتی تو پھر کر گس یعنی گدھ ہی بنتی ہے۔ پھر مجاہد اس وقت بنتا ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے واسطہ ہو جاتا ہے۔ اب دیکھیں سو جانا ایک غفلت کی کیفیت ہے مشہور ہے کہ جو سوتا ہے وہ کھوتا ہے۔ شعر پڑھا گیا ہے کہ

شاید تیری قسمت میں حضوری کی گھڑی ہو

اے دیدہ بیدار کچھ دیر کو سولے

آپ بھی سوتے ہیں میں بھی سو جاتا ہوں لیکن احسن زیدی صاحب ہمیں اپنی اس نعت کے ذریعہ سے سبق دیتے ہیں کہ تو جب بھی سونے کا قصد کرے تو اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کرو کہ یا اللہ مجھے اس نیند میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے لیکن پھر تو سو جائے اور تجھے زیارت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ بھی ہو پھر بھی تیرا یہ سونا عبادت بن گئی ہے کیونکہ اس نیند کی نسبت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گئی ہے۔ اور جو کوئی سونے سے پہلے یہ دعا نہیں کرتا اس کی نیند غفلت میں شمار ہوگی حضرات جو اصل چیز بنتی ہے نجات جو بنتی ہے۔ جو شان بنتی ہے جو بخشش بن جاتی ہے وہ نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنتی ہے۔ پھر اور بھی مسئلہ ہے۔ جو بڑی شدد سے بیان کیا جاتا ہے بڑا زور لگایا جاتا ہے کہ حضرت داتا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر نہیں جانا ہے روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نہیں جانا ہے۔ پاکپتن شریف نہیں جانا ہے۔ بغداد شریف نہیں جانا ہے۔ کلڑہ شریف اور حضرت سلطان العارفین کے درباروں پر بالکل

نہیں جانا۔ کوجرہ شریف۔ دادو شریف نہیں جانا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اولیاء اللہ کے مزارات پر جانا حرام ہے کیا یہ منع ہے۔ کیا وہاں جانا گناہ ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر جمعرات کی شام شہداء احد کی قبور پر جایا کرتے تھے جو احد پہاڑ کے دامن میں واقع ہیں۔ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہداء کی قبور پر تشریف لے جا رہے ہیں تو میرا تیرا وہاں جانا کیوں منع ہے کیوں حرام ہے۔ کیوں گناہ ہے۔ میرا تیرا اولیاء اللہ کے مزارات پر جانا سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں حوصلہ دیتے ہیں ہمیں شوق دلاتے ہیں کہ میرے روضہ اقدس پر حاضری دو فرمایا۔ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي نے میری قبر انور کی زیارت کر لی مجھ پر واجب ہو گیا کہ اس کی شفاعت کروں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ روضہ اقدس پر مت جاؤ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ کہ اگر اپنی بخشش چاہتے ہو تو میرے در پر حاضر ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے بندے جب تم گناہ کر لو تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر آ جاؤ اور وہاں جا کر مجھ سے معافی مانگو تو جب میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہاری شفاعت کر دیں گے تو میں تمہاری بخشش کر دوں گا۔ بخشش تو اللہ تعالیٰ ہی کرتے ہیں لیکن بخشش ملتی کہاں ہے۔ یہ در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ملتی ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری شفاعت کر دی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس کو مان لیا۔ اور تیری بخشش کر دی۔ یہ در مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جانے کی عظمت ہے کہ اس سے ہمارے گناہ معاف ہو رہے ہیں۔ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مل رہی ہے اور بخشش بھی ہو رہی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال شریف کا وقت آیا تو صحابہ کرام نے عرض کیا



کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات ہیں۔ دستار مبارک ہے کرتہ مبارک ہے۔ جہنمہ مبارک ہے، کھلی مبارک ہے، نعلین مبارک ہیں یہ کس کو دی جائیں ان کا حقدار کون ہے؟ فرمایا کہ ان کا حق دار حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ یہ تبرکات حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے جانا اور اس سے کہنا کہ میری اُمت کی بخشش کیلئے دعا کرے۔ حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ شریف سے دور یمن یا عراق کے کسی علاقہ میں تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تبرکات کو سر پہ رکھ کر لے جا رہے ہیں۔ وہ کہاں جا رہے ہیں ایک ولی کے در کی طرف جا رہے ہیں۔ لہذا کسی ولی کے پاس جانا سنت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ میری اُمت کی بخشش کے لئے دعا کریں گے تو میری اُمت کے اتنے افراد بخش دیئے جائیں گے جتنے بنی تمیم کی بکریوں کے بال ہیں۔ ان دونوں بنی تمیم کے پاس بیس ہزار بکریاں تھیں۔ ولی اللہ کے در کی طرف جانا ثواب بن گیا۔ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے پاس نہیں گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہداء بدر اور شہداء احد کی قبور پر تشریف لے گئے اگر یہ سفر اتنا ہی ناجائز ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سفر کیوں فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے پاس کیوں گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کیوں گئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس کیوں گئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک بندے سے نانوے قتل ہو گئے۔ وہ بڑا ظالم قسم کا

بندہ تھا۔ اب اسے فکر ہوئی کہ بخشش کس طرح سے ہو۔ وہ ایک عالم دین کے پاس گیا کہ میری بخشش کا کوئی ذریعہ ہے۔ اس عالم نے کہا کہ تیری بخشش کسی طرح سے ممکن نہیں۔ ایک فرد کو قتل کر دینا کو یا کہ تمام انسانیت کو قتل کر دینا ہے اور تو اتنا ظالم ہے کہ تو نے ننانوے قتل کئے ہیں۔ یعنی ننانوے مرتبہ تو نے پورے انسانوں کو قتل کیا ہے۔ تیری بخشش اب کس طرح سے ہوگی۔ اس کو غصہ آیا تو اس نے اس عالم دین کو بھی قتل کر دیا۔ اب پورے سو قتل ہو گئے۔ اسے پھر بخشش کی فکر ہوئی۔ وہ ایک عالم حق کے پاس چلا گیا اور کہا کہ مجھ سے سو قتل ہو گئے ہیں کیا اب میری بخشش کی کوئی امید ہے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ تو کسی ولی کے ذریعہ چلا جا تو وہ اگر تیرے لئے دعا کر دیں گے تو تیری بخشش ہو جائے گی۔ وہ اولیاء اللہ کے در کی طرف چل پڑا۔ لیکن ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ وہ مر گیا۔ دونوں قسم کے فرشتے آ گئے۔ جنت والے کہیں کہیں کہ یہ اولیاء اللہ کے در کی طرف جا رہا تھا اس لئے جنتی ہے۔ دوزخ والے کہیں کہ یہ سو کا قاتل ہے، یہ جہنمی ہے۔ کوئی فیصلہ نہیں ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور فرشتے کو بھیجا کہ جا کر فاصلہ ناپ لو اگر گھر کے قریب مر گیا ہے تو جہنمی ہے اگر اولیاء اللہ کے در کے قریب مرا ہے تو جنتی ہے وہ ابھی تھوڑا ہی فاصلہ گیا تھا۔ جہاں اس نے جانا تھا وہ فاصلہ زیادہ تھا اس لئے جہنم والے فرشتے کہنے لگے کہ یہ جہنمی ہے اس کو ہم لے جائیں گے جنت والے فرشتوں نے کہا کہ فاصلہ ناپنے کا حکم ہے لہذا فاصلہ ناپا جائے گا۔ دھر اللہ تعالیٰ نے تھوڑے فاصلہ کو حکم دیا کہ پھیل جا اور زیادہ فاصلہ کو حکم دیا کہ سکڑ جا۔ جب فاصلہ ناپا گیا تو وہ بندہ اولیاء اللہ کے در کے قریب نکلا کوئی کہتے ہیں کہ ایک بالشت اور کوئی کہتے ہیں کہ صرف ایک پونہ یعنی ایک انچ سمجھ لیں وہ اولیاء اللہ



کے در کے قریب نکلا تو جنتی ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کی عظمت کو اگر کرنے کے لئے زیادہ فاصلہ کو کمیٹر دیا اور تھوڑے فاصلہ کو پھیلا دیا تاکہ وہ اولیاء اللہ کے در کے قریب ہو جائے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی

بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

میں کہتا ہوں کہ وہ ابھی اولیاء اللہ کی نگاہوں میں تو آیا ہی نہیں۔ عائبانہ طور سے اولیاء اللہ کا تصرف ہوا ہو اور وہ ان کی نظروں میں آ گیا ہو ورنہ وہ تو ابھی راستہ میں ہی تھا لہذا شعریوں ہونا چاہئے کہ

راہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی

بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

ویسے موقعہ کی مناسبت سے ایک بات عرض کر دوں کہ میرے دادا مرشد حضرت نعمت اللہ قریشی المروف سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب میرا کوئی مرید اپنے گھر سے میری ملاقات کو چلتا ہے تو مجھے اس کا علم ہوتا ہے اور میں اس کے پاؤں کی آہٹ کو بھی سن لیتا ہوں اس لئے حضرت دادا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر جائیں پاکستان جائیں بخدا شریف جائیں در رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جائیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ استطاعت کے باوجود صحت اور زاد راہ کے باوجود اگر کوئی میرے در پر حاضر نہ ہو تو وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے لہذا اگر استطاعت اور کوئی رکاوٹ نہ ہو تو زندگی میں ایک مرتبہ در رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دینا فرض ہے۔ ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار

فرشتے شام در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سفر کر کے حاضری دے رہے ہیں۔ یہ ہمیں وہاں کا سفر کرنے سے منع کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ تو فرشتوں کو وہاں بھیج رہا ہے۔ در نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سفر کرنا حکم الہی ہے اولیاء اللہ کی طرف سفر کرنا سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور سنت صحابہ کرام ہے۔ لہذا تم یہ سفر کیا کرونا کہ تمہیں سبق حاصل ہو تمہیں عبرت حاصل ہو کہ سابقہ امتیں کس طرح برباد ہوئیں اور امت حاضرہ میں کیا کیا گناہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر ولی کی قبر جنت کا باغ ہے اس کی چار دیواری میں جنت کا باغ ہے اگر تیرا قدم اس جنت میں آ جائے تو تیری بھی بخشش ہو جائے گی۔ پاکپتن شریف میں بہشتی دروازہ ہے آپ اس میں گزر جائیں تو جنتی بن جاتے ہیں وہ ایک جنت کا ٹکڑا ہے۔ آپ آج سفر کر کے یہاں آئے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سفر سے ہمیں کیا ملا ہے۔ میں فیصل آباد سے آیا ہوں حاجی غلام محی الدین صاحب بھی وہاں سے آئے ہیں کوئی اوکاڑہ سے آئے ہیں کوئی ساہیوال سے آئے ہیں کوئی اسلام آباد سے بھی آئے ہوئے ہیں تو ہمیں یہاں آنے سے کیا ملا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ ہم صبح سے نعت شریف پڑھ رہے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہے ہیں تو یہ جگہ بھی جنت کی کیاری بن گئی ہے۔ اور ہمارے سفر نے ہمیں جنت میں بٹھا دیا ہے۔ جب نعت مصطفیٰ، درود مصطفیٰ اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتا ہے تو وہ پوری کی پوری محفل اور پوری کی پوری جماعت خواہ اس میں ایک بندہ ہو، دو ہوں، کروڑ ہوں کہ ساری کائنات کے بندے ہوں کو اٹھا کر میری قبر اقدس میں رکھ دیا جاتا ہے۔ میں

ان کو دیکھتا ہوں اور ان کی بات سنتا ہوں۔ ہمارے دیکھنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے میں کیا فرق ہے۔

اٹھ گئی جس سمت دم میں دم آ گیا

اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں یا یہ کہ وہ ہمیں دیکھیں ان دونوں میں کون سی بات زیادہ بہتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہمیں دیکھیں تو یہ بڑی بات ہے پھر یقین رکھو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ ایک بات اور یہ ہے کہ سب سے اعلیٰ اور اچھی دعا کون سی ہے کہ اس سے اعلیٰ کوئی اور دعا نہ ہو۔ سب سے بڑی اور اعلیٰ دعا ہمیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق مجھ سے کچھ مانگو۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو اور میری آنکھیں ہوں اس سے بھی بڑی تمنا اور دعا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنی نگاہ عنایت میں رکھیں۔ ہم اندھے ہیں ہماری وہ آنکھیں نہیں ہیں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ سکیں لیکن کچھ خوش نصیب ہیں جو اس محفل میں بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لیتے ہیں لیکن مجھے نظر نہیں آتا میری آنکھیں تندرست نہیں ہیں۔ مجھے نہ بصارت حاصل ہے اور نہ ہی میری کوئی بصیرت ہے۔ میری کوئی بینائی نہیں ہے لیکن میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ہے۔ وہ خوش نصیب ہیں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہے ہیں لیکن محروم ہم بھی نہیں ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ اس پر جتنی بھی خوشی کرو وہ بھی کم ہے۔ ذکر مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ناصر صاحب کے گھر کو بھی جنت بنا دیا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ عنایت تمام حاضرین پر پڑ رہی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ سفر نہ کرو لیکن اس قسم کی محفل جہاں بھی شروع ہوتی ہے تو شرق غرب شمال جنوب کے فرشتے سفر کر کے اس محفل میں پہنچ جاتے ہیں۔ آپ ہمیں تو روک لو گے لیکن فرشتے تو یہ سفر کرنے سے نہیں رکتے۔ ہم پر تو لوگ فتویٰ لگا دیتے ہیں فرشتوں پر کس طرح سے فتویٰ لگاؤ گے۔ ایک فرشتے کو محفل مل جاتی ہے تو وہ دوسروں کو بھی بلا لیتا ہے۔ کہ مجھے محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مل گئی ہے۔ یہاں سے خوشبو بھی نکل رہی ہے اور نور بھی نکل رہا ہے۔ ہر طرف سے فرشتے سفر کر کے آ جاتے ہیں اور محفل کی جگہ کو پہلے آسمان تک گھیر لیتے ہیں جب محفل ختم ہوتی ہے تو فرشتے بارگاہ عالیہ میں جا کر رپورٹ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ اے میرے فرشتو تم کہاں سے آئے ہو اللہ تعالیٰ خود علیم ہے خیر ہے۔ سب کچھ جانتا ہے اسے ہر علم ہے لیکن پھر بھی پوچھتا ہے تاکہ ہمیں بھی پتہ چل جائے کہ اس محفل کی قدر و قیمت کیا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ناصر صاحب کے گھر میں محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہی تھی ہم وہاں سے آئے ہیں اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ وہ کیا مانگ رہے تھے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ وہ تجھ سے جنت مانگ رہے تھے۔ اور کیا مانگ رہے تھے یا اللہ وہ دوزخ سے پناہ مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فرشتو تم کو وہ ہو جاؤ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا ہے۔ اسلام آباد سے آنے والو ذرا میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم تو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو بخش دیا ہے۔ فرشتے ہمارے اعمال ہماری کثوت جانتے ہیں وہ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ محفل میں ایک گناہ گار بندہ بھی بیٹھا



ہوا تھا اس کو بھی معاف کر دیا فرمایا کہ جہاں میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا ہے وہاں جو گناہ گار اور جہنمی بھی آ جاتے ہیں وہ بھی جنتی بن کر واپس گھر جاتے ہیں۔ حضرات یہ خوشخبری آپ بھی لے جائیں آپ جو سفر کر کے آئے ہیں جو اس کی اتنی قدر قیمت میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے۔ آپ کے سفر میں اللہ تعالیٰ نے یہ کرم عطا فرمایا ہے۔ آپ نے سفر کا خرچہ داشت کیا ہے چند روپے خرچ کر کے جنت لے کر گھر جا رہے ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نعت عطا ہوئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں تو وہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ مسجد نبوی کا ممبر شریف باہر صحن میں رکھو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ ممبر شریف پر چڑھ جاؤ۔ ہم تو نعت خوانان حضرات کو نیچے ہی بٹھا دیتے ہیں میری عرض ہے کہ آئندہ کے لئے نعت خوانان کے لئے بھی ایک کرسی رکھا کریں تاکہ یہ بھی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بن جائے۔ نعت خوان کو بھی کرسی عطا ہو جائے۔ ان کیلئے ایک بڑی اور اونچی کرسی کا انتظام کریں تاکہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نعت خوان اونچی جگہ پر بیٹھے جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نعت خوان کو بلند مقام پر بٹھایا ہے تو ہم بھی اس سنت پر عمل کر لیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نعت شریف سنی اور اپنی چادر مبارک اسے عطا کر دی جس طرح سے آپ پیسے پیش کر رہے ہیں۔ نعت خوان کو عطا کرنا اس کی حوصلہ افزائی کرنا میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے اور ایسے طریقے پر چلنے کی توفیق عطا



فرمائے۔ بہت زیادہ درود شریف پڑھنے کا ایک آسان طریقہ یہ ہے لاکھوں اربوں کھربوں مرتبہ ایک سکیڈ میں پڑھا جائے۔ یہ کس طرح سے ہو جاتا ہے۔ ایک صحابی حاضر خدمت ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے ایسا کون سا کام کیا ہے کہ تمام فرشتے تیرے لئے ثواب لکھنے پر معمور ہیں۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تو صرف اتنا عرض کیا ہے کہ یا اللہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتنا درود بھیج کہ جتنے درختوں کے پتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے قبول ہے اس کی دعا قبول ہوگئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرشتے پیدا فرما دیئے اور ان کی ڈیوٹی لگا دی ہے کہ جتنے درخت اب تک ہو چکے ہیں اور جتنے درخت دنیا میں موجود ہیں اور جتنے قیامت تک پیدا ہوں گے ان سب کے پتے گنو اور اتنا ثواب اس بندے کے نامہ اعمال میں لکھ دو۔ یہاں سے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ یہ کہتے تو ایک دفعہ ہیں لیکن یہ لاکھوں مرتبہ سلام کس طرح سے کہہ دیتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ لاکھوں کتنے ہوتے ہیں یہ کروڑ سے ایک کم ہوتا ہے ابھی فرشتے لاکھوں کا ہی فیصلہ نہیں کر پاتے کہ ہم کہتے ہیں۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ کروڑوں سلام

شمعِ بزمِ ہدایت پہ کروڑوں سلام

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ یہ تو کروڑوں پر آگئے ہیں کروڑوں ارب سے ایک کم ہوتا ہے۔ ابھی فرشتے یہ تعداد لکھنے کی سوچ ہی رہے ہیں کہ ہم کہہ دیتے ہیں۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ بے حد سلام

شمعِ بزمِ ہدایت پہ بے حد سلام

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ اب یہ بے حد پر پہنچ گئے ہیں اب آپ ہی بتائیں کہ کتنا لکھیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ان کی نیت ہے اور میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے یہ جتنا کہتے ہیں اتنا ہی لکھ دو۔ ان کو ان کی نیت کا پھل دے دو۔ فرشتے ہر بندے کے نامہ اعمال میں بے حد درود و سلام لکھ دیتے ہیں یہ ہے اپنی قسمت جگانا۔ یہ ہے شاہین بننا۔ یہ ہے مومن بننا۔ اگر سونے سے پہلے یہ کہہ دے کہ مجھے اس نیند میں زیارت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہو جائے تو زیارت کا ثواب تمہیں مل گیا۔ اگر تو یہ کہے کہ یا اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنا درود بھیج جتنا تیرا علم ہے اب بتائیے کہ کتنا ہوگا۔ کیا اس کی کوئی حد ہے۔ یہ درود شریف ایسا ہے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَلَدِ عِلْمِكَ اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنا درود بھیج جتنا کہ تیرا علم ہے جتنی تیری حکومت کی وسعت اور استحکام ہے جتنا تیرا قبضہ ہے جتنی تیری مخلوق ہے جتنے سمندروں میں قطرے ہیں جتنے صحراؤں کے ذرے ہیں جتنے درختوں کے پتے ہیں پھر باقی کیا رہ گیا بے حساب ثواب بن رہا ہے تیری ہر دعا قبول ہو رہی ہے کیوں قبول ہو رہی ہے کہ یہ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کوڑ سے حصہ لے رہا ہے۔ یہ ہماری نیت کو پھل لگ رہا ہے۔ ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر بے حد درود شریف پڑھیں۔ گڈو جتنے عرصہ میں دو نعت شریف پڑھتا ہے اتنے ہی عرصہ میں فیصل آباد میں ایک عورت اسی سوارب جمع اسی سوارب جمع اسی سو ارب دفعہ درود شریف پڑھ لیتی ہے۔

ایک ذرے کو بھی خورشید بناتے دیکھا

ان کو ہر حال میں تقدیر جگاتے دیکھا

اس شعر کے پڑھتے پڑھتے وہ عورت اتنا درود شریف پڑھ لیتی ہے کہ اسے خود کوئی حساب ہی نہیں رہتا کہ کتنا پڑھ لیا۔ اللہ تعالیٰ ایسی طاقت اور نیت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے قرآن مجید پڑھیں تو اس میں سے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ڈھونڈنے کے لئے پڑھیں۔ حدیث شریف پڑھیں تو اس میں سے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ڈھونڈنے کے لئے پڑھیں۔ محفل میں آئیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آئیں محفل سے اٹھیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اٹھیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔  
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الشراح ۴) ”اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔“  
یا اللہ تو نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیوں بلند کر دیا۔ فرمایا میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کے لئے اس کا ذکر بلند کر دیا۔ آؤ ہم بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کے لئے ان کی خدمت اقدس میں سلام پیش کرتے ہیں۔ ہم ان کو سلام عرض کریں گے وہ ہم سے راضی ہو کر ہمیں وعلیکم السلام فرمائیں گے تو ہمارا بیڑہ پار ہو جائے گا۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

خطابِ برہانش ناصر صاحب لاہور

24-04-11

## احسانِ عظیم

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ يَا نَبِيَّ الْكَرِيمِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى رَسُوْلِكَ  
 الْعَلَمِينَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝  
 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ الْيَسَّيْنِ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ  
 وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
 وَعَلٰی اٰلِكَ وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

معزز حاضرین! ایک سوال ہے کہ دنیا میں سب سے بڑی نعمت، نعمتوں کی بھی نعمت،  
 احسانوں کا بھی احسان سب سے بڑا احسان کون سا ہے (حاضرین میں سے کوئی  
 جواب نہ پا کر) ہم اللہ تعالیٰ سے ہی پوچھتے ہیں کہ یا اللہ ہم پر احسانِ عظیم کون سا ہے  
 کیونکہ اللہ تعالیٰ تو عظیم ہے، خیر ہے۔ اسے ہر چیز کا علم ہے۔ آپ حضرات نے یا تو  
 ادب کی وجہ سے کوئی جواب نہیں دیا یا پھر یہ علم کی کمی بھی ہو سکتی ہے۔ یا اللہ آپ ہی بتا  
 دیں کہ تیرا سب سے بڑا احسان کیا ہے۔ فرمایا بے شک، بے شک، بے شک اے  
 بندے جو اللہ تعالیٰ بات کرنے والا ہے اس میں ذرا بھی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ اس  
 میں ذرا بھی شک نہ کرنا یہ بالکل حق ہے، سچ ہے۔ فرمایا: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلٰی الْمُؤْمِنِيْنَ  
 اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (آل عمران ۱۶۴) بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا  
 مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں  
 نے بے شک اپنا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بنا دیا ہے۔ یہ  
 سب سے بڑا احسان ہے اور فرمایا کہ وہ آپ کیلئے کیا کرتے ہیں۔ يَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِہٖ



وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (آل عمران ۱۶۳) جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ ”وہ تمہیں پاک کرتے ہیں۔ دنیا کی کوئی چیز پاک نہیں کرتی۔ کعبہ بھی نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر پاک نہیں کرتا۔ کوئی چیز بندوں کے باطن، قلب اور اذہان کو پاک نہیں کر سکتی۔ عبادت بھی پاک نہیں کرتی۔ اگر عبادت پاک کرتی ہوتی تو شیطان سب سے زیادہ پاک صاف ہوتا۔ اگر علم کسی کو پاک کرتا ہوتا تو شیطان کے پاس علم بھی بہت زیادہ ہے۔ اگر پانی کسی کو پاک کرتا ہوتا تو مینڈک، مچھلیاں، مگرچھ اور دوسرے آبی جانور سب سے زیادہ پاک ہوتے۔ اگر کوئی پاک کرنے والی ہستی ہے تو وہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اگر کوئی ایمان عطا کرنے والی ہستی ہے تو وہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ فرمایا: يُزَكِّيهِمْ تھیں پاک کرتا ہے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ کتاب کی تعلیم دیتا ہے تمہیں داتا سکھاتا ہے۔ ”وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (آل عمران ۱۶۳) ”اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے“ فرمایا کہ اے لوگو اس سے پہلے تم کھلی گمراہی میں تھے۔ اور میں یہ اپنی طرف سے کہہ رہا ہوں کہ اگر تم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ احسان نہیں مانو گے تو پھر بھی تم کھلی گمراہی میں ہی پڑے رہو گے۔ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ احسان مان جاؤ گے تو تم تر جاؤ گے۔ تم سیدھی راہ پر آ جاؤ گے تمہیں ہدایت مل جائے گی اگر نہیں مانو گے تو جیسے پہلے گمراہی میں تھے ویسے ہی اب بھی گمراہی میں ہی رہو گے۔ یہ احسان عظیم ہونے کیلئے کچھ شرائط ہیں کوئی معیار ہے کہ وہ ہستی جو احسان عظیم کر سکتی ہے وہ ہر چیز کی مالک ہونی چاہئے۔ ہر چیز اس کی ملکیت میں ہو۔ اگر کوئی بڑی مل یا فیکٹری کا مالک ہو تو لوگ اسے سلام کرتے



پھرتے ہیں اگر کوئی بڑے عہدے پر فائز ہے تو ہم بھاگ کر اس کے آگے پیچھے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی جاگیردار ہے بڑا زمیندار ہے تو ہم خواہ مخواہ اس کے غلام بنے ہوتے ہیں۔ کسی چیز کی ملکیت آدمی کو بڑا قدر والا بنا دیتی ہے۔ اور جس ہستی کی ملکیت میں پوری کائنات کی خزانے ہوں اس کی قدر اس کا مقام کیا ہوگا۔ چھوٹی سی فیکٹری ہو یا دو چار مربع زمین کی ملکیت ہو، کنال دو کنال کی کوٹھی ہو کہ بیس بائیس گریڈ کا سرکاری ملازم ہو تو لوگ ان کے گرد گھومتے نظر آتے ہیں لوگ اس کا طواف ہی کرتے رہتے ہیں اس کی چالپوسی ہی کرتے رہتے ہیں اس کے نعرے لگاتے پھرتے ہیں۔ لوگ اس کے نعرے کیوں لگاتے ہیں کہ اس کی ملکیت ہے۔ اب بتائیں کہ کیا یہ احسان ماننے والی بات ہے یا اس کو تباہ کرنے والی بات ہے۔ یہ Use full value ہے یا کہ Harm full value ہے۔ دونوں میں سے ایک تو ضرور ہے۔ یہ احسان کرنے والی بات ہے ایکشن آتے ہیں تو ہم ووٹ ہی اس کو دیتے ہیں یہ ڈر خوف کی وجہ سے ہو یا کسی لالچ کی وجہ سے ہو۔ ہم اس کے ہی گیت گاتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت میں کیا کچھ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ہر چیز کا خالق ہوں اور میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر چیز کا مالک ہے۔ خالق کل نے مالک کل بنا دیا ہے۔ دنیا و کائنات کی کوئی چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت سے باہر نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہر چیز کے مالک ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا احسان ہے۔ آپ سے لغزش ہو گئی تین سو سال روتے رہے آنسو بہاتے رہے بجدے کرتے رہے معافیاں مانگتے رہے۔ بیوی کہاں ہے اور میاں کہاں ہے کوئی علم نہیں۔ دونوں میں دوری پیدا کر دی گئی ہے۔ دھکے کھا رہے ہیں۔ بے قرار ہیں۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا (الاعراف ۲۳) ”اے ہمارے رب ہم نے اپنا برا کیا۔“ دعائیں مانگ رہے ہیں لیکن بخشش کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ آخر میدان عرفات میں جبل رحمت پر تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش آگیا۔ فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام ایک فقرہ بول دے تو میں ابھی تیری بخشش کرتا ہوں۔ عرض کیا کہ یا اللہ وہ فقرہ عطا فرمائیں۔ فرمایا کہ صرف اتنا کہہ دے کہ یا اللہ نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مجھے بخش دے۔ جونہی حضرت آدم علیہ السلام نے یہ فقرہ عرض کیا تو اسی لمحے بخشش ہو گئی۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان عظیم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے حضرت آدم علیہ السلام کو معافی مل گئی۔ اور نسل انسانی کی ابتدا ہوئی اگر یہ احسان نہ ہوتا حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول نہ ہوتی تو نہ ہم ہوتے اور نہ ہی ہمارے آباؤ اجداد ہوتے اور نہ ہی ہماری اولاد ہوتی۔ نسل انسان ہی نہ ہوتی۔ ہماری پیدائش احسان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرہون منت ہے کیا اس سے بڑی کوئی نعمت اور احسان ہے یہ ساری کائنات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے صدقے بنی ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشی کیلئے بنائی ہے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

زمین و زمان تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے

چمین و چٹاں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

دین میں زبان تمہارے لئے بدن میں ہے جان تمہارے لئے

ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت ہے۔ پھر فرمایا:

اصالت کل، امامت کل، سیادت کل، امارت کل

حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیتیں ہیں اگر تم مالک ہونے کے ناطے سے کسی کی عزت کرتے ہو تو پھر اس لحاظ سے سب سے زیادہ عزت والا میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر عطا ہوئی اللہ تعالیٰ کی رضا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ ہر آنے والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے۔ میں نے ایک عالم دین سے پوچھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے مقابل بندہ کس طرح سے عاجز آ جاتا ہے۔ فرمایا کہ آپ یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوثر عطا کی ہے۔ کوثر میں اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز ہے اور وہ کوثر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوئی ہے۔ باقی رہ گیا اللہ تعالیٰ تو اللہ تعالیٰ کی رضا بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہے۔ فرمایا کہ یہ تو سمجھ میں آ جاتا ہے لیکن جو چیز بندے کو عاجز کر دیتی ہے وہ یہ ہے کہ ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ سب کچھ عطا ہو جانے کے بعد پھر یہ کہنا کہ ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے یہاں بندے کی عقل سمجھ سوچ فکر عاجز آ جاتی ہے کہ سب کچھ عطا ہو جانے کے بعد اب باقی کیا بچ جاتا ہے کہ ہر آنے والی گھڑی میں اس میں اضافہ ہو رہا ہے تو یہ اضافہ کس طرح سے اور کیا ہو رہا ہے۔ ہر چیز یا تو کائنات میں ہے یا پھر اللہ تعالیٰ کی رضا میں شامل ہے یہ دونوں تو پہلے ہی عطا ہو چکی ہیں ان سے باہر تو کوئی چیز نہیں ہے پھر یہ کہنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے یہاں انسان عاجز آ جاتا ہے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ



اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہر لمحہ ہی بلند کس طرح سے ہو رہی ہے اس میں کیا اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک یہودی نے یہ اعتراض کیا تھا کہ قرآن مجید میں تضاد ہے۔ ایک جگہ تو یہ فرمایا جا رہا ہے کہ وَمَا آتَيْتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا (یعنی اسرائل ۸۵) ”اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا“۔ اور دوسری جگہ فرمایا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (لقلم ۱۱۳) ”اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔“ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر علم عطا کر دیا گیا۔ پھر کہنے لگا کہ ایک جگہ یہ ہے کہ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكِتَابَ وَالْعِلْمَ (اسرائل ۵۲) ”تم فرما دو کہ دنیا کا ہر کتاب تھوڑا ہے۔“ دنیا کی متاع بہت قلیل ہے بہت تھوڑی ہے اس تھوڑی سی چیز میں تو کوڑ نہیں آسکتی۔ اس مکان میں پورا فیصل آباد تو نہیں سما سکتا۔ یہ مکان قلیل ہے، فیصل آباد کثیر ہے۔ یہودی کہنے لگا کہ ایک قلیل چیز میں سے اللہ تعالیٰ نے کوڑ کیسے عطا کر دی۔ کوڑ کی تو کوئی حد نہیں ہے اور قلیل کی حد بندی ہو سکتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری عقل جہاں تک پہنچ رہی ہے وہ مان لیتے ہیں لیکن یہ دیکھ کہ اگر میں غروب شدہ سورج کو انگلی سے اشارہ کروں کہ واپس ہو جا تو وہ واپس آجائے گا کائنات کی کوئی طاقت سورج کو واپس نہیں کر سکتی لیکن میری ایک انگلی کے اشارہ میں اتنی طاقت ہے کہ وہ سورج کو واپس کر سکتی ہے۔ یہ کسی کائنات کی طاقت نہیں ہے۔ کائنات قلیل ہے اس کی حد بندی ہو سکتی ہے میری انگلی کے اشارہ میں جو طاقت ہے اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ پھر انگلی میں کتنی طاقت ہوگی۔ میرے

بازو میں کتنی طاقت ہوگی پھر میرے جسم کا طاقت کا کیا اندازہ ہوگا میں اپنی انگلی کے اشارہ سے چاند کو دو ٹکڑے بھی کر سکتا ہوں پھر اسے جوڑ بھی سکتا ہوں۔ یہ کوڑ کا حصہ نہیں ہے یہ میری اپنی طاقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے۔ کوڑ اللہ تعالیٰ کی نسبت سے قلیل ہے لیکن ہماری نسبت سے وہ کثیر ہے۔ وہ عظیم ہے لیکن جو طاقت میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی ہے وہ عظیم تر ہے۔ اس کی کوئی حد نہیں ہے اور جس چیز کی کوئی حد بندی نہ ہو سکے وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت اور ملکیت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کن کی زبان ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو فرما دیتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اگر ملکیت سے ہی اندازہ ہو تو پھر سب کچھ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے۔ پوری کائنات زمین و آسمان کے خزانے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دیئے ہیں۔ دوزخ اور جنت کی چابیاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دی گئی ہیں۔ تمام بندے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ امتی کے معنی ہی غلام کے ہیں۔ صرف انسان ہی نہیں فرشتے اور جن بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں، حجر، شجر، پرندے، چمکندے، درندے، نباتات، جمادات، حیوانات، فلکیات میں جو کچھ بھی پیدا فرمایا گیا ہے وہ سب میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ انبیاء علیہم السلام بھی میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر چیز غلام ہے کیونکہ آپ صلی اللہ



علیہ وسلم ہر چیز کے نبی ہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی

ان کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی ۛ

حضرات یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہے اسی سے آپ اندازہ کر لیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتنی بڑی نعمت ہیں اور ہم پر وہ کتنا بڑا احسان ہیں اور اس احسان کو اللہ تعالیٰ سورت آل عمران آیت ۱۴۴ میں جتلا رہا ہے کہ اے مومنو میں نے تمہیں اپنا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا کر کے بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہاتھ عطا کئے ہیں تو احسان نہیں جتلا یا حالانکہ ہاتھ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اگر ہاتھ نہ ہو تو ہم اپنی طہارت بھی نہیں کر سکتے۔ اپنا کمر کس بھی نہیں باندھ سکتے کوئی چیز پکڑ نہیں سکتے، جس کا ہاتھ نہ ہو اس سے اس نعمت سے متعلق پوچھ کر دیکھو۔ آنکھ ہمیں عطا کی ہے تو احسان نہیں جتلاتا حالانکہ آنکھ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ آنکھ سے سارا جہان روشن ہے۔ آنکھ نہ ہو تو صحت مند اور توانا جسم بھی بے کار ہو کر رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بیٹے دیئے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں، بیٹیاں دی ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں جن کی اولاد نہیں ہے ان سے پوچھ کر دیکھو کہ وہ کتنی بڑی نعمت سے محروم ہیں اور دنیا میں اپنے آپ کو کس طرح سے محروم لاوارث اور تنہا محسوس کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی عطا کی تو احسان نہیں جتلا یا۔ علم ڈگریاں بھی نعمتیں ہیں۔ ملازمتوں میں ہزار ہا نعمتیں ہیں۔ روزگار ہے۔ دولت ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ احسان بھی جتلا یا نہیں ہے ذرا ان سے پوچھیں کہ جو بے روزگار ہیں کہ وہ کس قدر پریشانی اور کسمپرسی سے دن گزار

رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا کر رکھی ہیں لیکن اس نے کسی بھی نعمت کا احسان نہیں جتلا یا۔ احسان اگر جتلا یا ہے تو صرف یہ کہ اے مومنو میں نے تمہیں اپنا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا کر کے بڑا احسان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس احسان کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ دوسری صفت جو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو اجاگر کرتی ہے اور اس کو احسان عظیم بتاتی ہے وہ یہ کہ ہر چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک سے ہے۔ احسان ہونے کی ایک وجہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر چیز کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک سے پیدا فرمایا گیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کائنات میں سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا گیا فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کو پیدا فرمایا پھر اس نور کے پرتو سے آسمان وزمین بن گئے۔ عرش فرش، سمندر، پہاڑ بن گئے، فرشتے بن گئے۔ حوریں غلمان بن گئے۔ حجر شجر بن گئے، انسان بن گئے، ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک سے ہیں۔ ہمارے اعمال علم، سوچ، سمجھ اور ہماری فکر بن گئی۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

یا ز نور مصطفیٰ او را بہا است

یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

جو بھی کوئی قیمتی اچھی، اعلیٰ چیز بنی ہے وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک سے بنی ہے اور جس چیز نے ابھی بنا ہے اسے جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم والسلام کا نور ملے گا تو وہ بھی بن جائے گی۔ ہر مخلوق اپنی تخلیق میں نور مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم کی محتاج ہے، ہم حوروں پر مرتے ہیں اور ایک اعلیٰ مخلوق ہے فرشتے لیکن علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا

مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

حور جب بنتی ہے اس کا پتلا بنایا جاتا ہے تو اس میں کوئی حسن کوئی کشش کوئی رعنائی نہیں ہوتی جب اس کے سینے پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جاتا ہے تو یہ حسین و جمیل حور بن جاتی ہے۔ اگر مرنا ہی ہے تو حور پر نہ مرو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پر مرو جس سے حور بنتی ہے، فرشتہ کب بنتا ہے فرشتے میں بڑی طاقت ہے پرواز ہے۔ ہزار ہا صفات ہیں کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی کتنی پرواز ہے وہ سدرۃ المنتہی سے کتنی دیر میں زمین پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کے چھ سو پر ہیں لیکن وہ ایک ہی پر یا نصف پر کھولتے ہیں کہ ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں زمین پر پہنچ جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ تیری پرواز کتنی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پرواز کا تو اندازہ نہیں ہے لیکن چار مواقع ایسے آئے ہیں کہ مجھے اپنی پوری طاقت سے اڑنا پڑا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں جلانے کا حکم فرمایا اور انہیں آگ میں پھینک دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ جلدی پہنچو میرے خلیل کو آگ میں پھینک دیا ہے اسے آگ میں پہنچنے سے پہلے پہلے اپنے پروں میں لے لو۔ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں پہنچنے سے پہلے وہاں پہنچ گیا۔ اور حضرت

امراہیم علیہ السلام کو اپنے پروں پر تھام لیا۔ دوسرا موقعہ یہ آیا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر چھری رکھ دی گئی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میرے اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر چھری رکھ دی گئی ہے لیکن اس کے چلنے سے قبل جنت سے ایک دنبہ لے کر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ لٹا دو کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ کے طور پر وہ دنبہ ذبح ہو جائے۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بال بھی بیکا نہ ہو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ خود ہی اندازہ فرمائیں کہ میں کتنی تیز پرواز کر کے وہاں پہنچ گیا ہوں گا۔ تیسری دفعہ یہ ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کو کنویں کے اندر پھینک دیا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اے جبرائیل یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینک دیا گیا ہے اس سے پہلے کہ وہ پانی تک پہنچے اسے جا کر اپنے پروں میں تھام لو۔ یا رسول اللہ مجھے اس حکم کی تعمیل میں اپنی پوری قوت سے پرواز کرنا پڑی اور میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پانی تک پہنچنے سے قبل اپنے پروں میں تھام لیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چوتھی دفعہ یہ ہوا کہ جنگ اُحد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور زخمی ہوا۔ خون مبارک بہہ نکلا تو مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ جبرائیل جلدی پہنچو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خون مبارک زمین پر گرنے نہ پائے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی پوری قوت سے پرواز کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ یہ فرشتے کی پرواز اور طاقت کا حال ہے لیکن یہ فرشتہ بنتا کس طرح سے ہے کہ جب اس کا پتلا بنتا ہے تو اس میں کوئی خوبی کوئی حسن کوئی طاقت کوئی پرواز نہیں ہوتی تو اس کی آنکھ کی پتلی میں لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جاتا ہے تو اس میں ساری خوبیاں ساری



طاقتیں ساری عظمتیں آ جاتی ہیں۔ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے فرشتے بنتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تم جو بھی نیکی کرو اس کو یہ سمجھ کہ یہ نیکی تمہاری اپنی طرف سے ہے تو پھر کیا بنا کہ تیرا ہر عمل نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے۔

کہاں کا منصب کہاں کی دولت قسم خدا کی یہ ہے حقیقت

جنہیں بلایا ہے مصطفیٰ نے وہی مدینے کو جا رہے ہیں

ہمارے ایک نعت خوان مختار نامی بھی ہیں جو آج تشریف نہیں لائے وہ تو تلا ہے اس کی زبان میں لکنت ہے۔ صحیح طریقہ سے بول نہیں سکتا۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ جب وہ نعت پڑھتا ہے تو ڈرا بھی نہیں اٹکتا، بڑی روانی سے اس کی زبان چلتی ہے۔ یہ اس پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر خاص کرم فرمایا کہ ایک آدمی نے اس کو زاد راہ اور خرچہ وغیرہ دیا کہ جاؤ عمرہ کراؤ۔ دو تین روز ہوئے وہ عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد واپس آیا ہے اب دیکھیں کہ اس پر کیا کرم ہوا ہے۔ جب وہ مدینہ منورہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالیہ پر حاضر ہوا۔ ایک تو یہ ویسے ہی تو تلا تھا اور دوسرے یہ کہ وہاں بلند آواز سے نعت شریف پڑھ بھی نہیں سکتا تھا جس طرح یہاں پڑھتا ہے اس لئے وہ نعت شریف اور منقبت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے منہ میں زیر لب ہی گنگنا رہا۔ اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ تو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ کیا تیرا نام مختار ہے، جی ہاں، کیا تو پاکستان سے آیا ہے، جی ہاں۔ کیا تو ڈاکٹر علی محمد صاحب کا مرید ہے، جی ہاں۔ تم نے جو نعت اور منقبت یہاں گنگنائی ہیں وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سن لی ہیں



اور مجھے اور حکم فرمایا ہے کہ اس بندے کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور اپنی محفل میں یہی نعت اور منقبت پڑھاؤ، فرمایا کہ میری گاڑی باہر حاضر ہے جو نہی یہ مسجد نبوی بند ہوگی میں تمہیں اپنے ساتھ ایک محفل میں لے جاؤں گا وہاں آپ یہ نعت اور منقبت پڑھنا۔ وہ شخص مختار صاحب کو ساتھ لے گیا اور جو نعت اس نے سنی وہ ہم بھی اپنی محافل میں اکثر سنتے ہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسند کی نعت شریف ہے۔

یہ گنبد خضراء ہے اسے جان میں سمو لے  
اے دیدہ پر نعم یہاں دل کھول کے رو لے  
طیبہ کی گھٹا ٹوٹ کے بر سے میرے مولا  
جب تک یہ زمین روح کی سیراب نہ ہو لے  
واریں شوق کی اک اپنی ادا ہے  
کانٹے راہ محبوب کے پلکوں میں پرو لے  
سب کچھ ہے اسی کا یہ ہوائیں یہ فضائیں  
مدح شاہ والا میں کوئی ہونٹ تو کھولے  
شاید تیری قسمت میں حضوری کی گھڑی ہو  
اے دیدہ بیدار کچھ دیر تو سو لے  
یہ اشک عداوت بھی بڑی چیز ہے احسن  
دربار رسالت میں زبان بولے نہ بولے

اور ایک انہوں نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت سنی اور روزانہ سنتے رہے جو مختار صاحب اکثر ہماری محافل میں پڑھتے ہیں وہ اس طرح سے ہے۔

شان صدیق اکبر پہ قربان میں راز دار رسالت کی کیا بات ہے  
 جس کو صدیق ہے خود خدا نے کہا اس سراپا صداقت کی کیا بات ہے  
 کملی والے کی جس کو رفاقت ملی سب صحابہ کی جس کو امامت ملی  
 سب سے پہلے ہے جس کو خلافت ملی اس کے تخت خلافت کی کیا بات ہے  
 غار ہے یا کہ جنت کی گلزار ہے اک طرف یار ہے اک طرف مار ہے  
 زہر پاؤں میں زانو پہ طہار ہے تیری صدیق قسمت کی کیا بات ہے  
 دل میرا ان کی الفت سے آباد ہے کملی والا نبی جس کا داماد ہے  
 جس کی بیٹی بنی ہے مومنو کی ماں اس کی عزت و شرافت کی کیا بات ہے  
 ساری خالق کی رحمت سمیٹے ہوئے جس جگہ پر ہیں صدیق لیٹے ہوئے  
 اس محمد کے حجرے پہ قربان میں رشک فردوس و جنت کی کیا بات ہے  
 ان کی بیٹی نبی کا حرم جب بنی باپ ہو کے نہ بیٹی کہا تھا کبھی  
 ان ادب کی اداؤں سے پوچھے کوئی احترام نبوت کی کیا بات ہے  
 ضوفشاں پرچم اہل سنت رہے حب صدیق صائم سلامت رہے  
 جن سے محبوب خالق محبت کریں ان سے سچی محبت کی کیا بات ہے  
 چودہ پندرہ روز مختار صاحب وہاں مقیم رہے ہیں اور اس شخص کا روز کا معمول بن  
 گیا کہ وہ خود آ کر مختار صاحب کو ساتھ لے جاتا اور یہی دو نعت اور منقبت اس  
 سے سنتے رہے۔ جھومتے رہے اور اس کو بہت نوازا اور اس کی خدمت بھی کی لیکن  
 بات دراصل یہ ہے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے پاس بلایا اور خود  
 ہی بندہ بھی بھیجا کہ جاؤ مختار کو لے آؤ اور اس سے میری نعت سنو اور نعت سننے کی

فرمائش بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے تو پھر اس میں مختار کا کیا حصہ ہے، میرا کیا حصہ ہے اور آپ کا کیا حصہ ہے یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کرم ہے اور احسان ہے۔ مختار صاحب نے اس شخص سے بہت پوچھا کہ آپ کون ہیں آپ کو کس نے بھیجا ہے آپ کو میرے متعلق کس نے بتایا ہے۔ آپ ذرا اپنا تعارف کرا دیں لیکن اس شخص نے اپنے متعلق کچھ بتانے سے انکار کر دیا فرمایا کہ آپ کو میرے تعارف سے کوئی غرض نہیں ہے۔ نہ ہی اس نے کوئی اپنا اپنا بتایا۔ اسی لئے بیان شروع کرنے سے پہلے ہمیشہ عرض کرتے ہیں کہ:

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازدیں تو بات بنتی ہے  
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
آپ کی زلفوں کے سایے سے رات بنتی ہے  
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں  
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے

حضرات یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کی وجہ سے ہے اس پر حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں

ایس صورت نوں میں جان آکھاں  
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں  
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں  
جس شان تھیں بنیاں سب شاناں

جو بھی تیری شان ہے یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے اگر اس کا شکر ادا کرو گے تو مزید شانیں عطا ہوں گی اگر نہیں تو پھر پہلے حال سے بھی اتر حال ہو جائیں گے۔ آپ یہ شکر کیا کرو اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان کا اعتراف کیا کرو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنی محبت عطا کی ہے ہمیں ایمان عطا فرمایا ہے ہمیں دین اسلام عطا فرمایا اور ہمیں سنی بتایا ہے۔ یہ میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاص کرم اور احسان ہے۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ہدایت میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرماتا ہے۔ ہدایت دینے کی طاقت میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہے یہ وہ تمام چیزیں ہیں کہ جن کی وجہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم احسان عظیم ہیں۔

وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو  
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے  
حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو  
بزم دہر میں کلیوں کا تجسم بھی نہ ہو  
ہو نہ یہ ساقی تو مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو  
بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو

اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی پہچان ہی نہ ہوتی۔ اللہ اللہ کرنے والو تم اللہ تعالیٰ کی پہچان ہی نہ کر سکتے اگر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف نہ لاتے یہ بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احسان ہے کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق کو خالق کی پہچان کرائی۔

یہ تیرا حسان ہے پیارے ہم نے جانا خدا ہے کوئی

خدا کو کوئی خدا نہ کہتا اگر تو اس کا راز دان نہ ہوتا

لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو جو صحیح جانا ہے وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا

سے ہی جانا ہے۔

قرآن ملا ان کے صدقے رحمان ملا ان کے صدقے

ایمان ملا ان کے صدقے وہ کیا ہے جو ہم نے پایا نہیں

یہ تمام عطائیں میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ہیں اور ان کو ماننا

ہی ایمان ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو احسان ماننا ہے کائنات میں سب سے

بڑے احسان نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ بڑے شہ زور طاقتور پہلوان تھے آپ کی طاقت نے آپ کو کیا سبق دیا

کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دے کہ وہ ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتے

ہیں۔ دوپہر کا وقت ہے نگلی تلوار ہاتھ میں ہے بڑے غصہ میں جا رہے ہیں کہ میں

نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا ہے کوئی آپ کو روکنے والا نہیں ہے کوئی

آپ کو سمجھانے والا نہیں ہے ہاں اگر اسے روکتی ہے اور سنو ارتی ہے تو وہ میرے

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے۔ کہ اے اللہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

ایمان عطا فرما کر اس سے اسلام کو عزت عطا فرما دے۔ دوسرے ہی لمحہ یہی عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں بیٹھے ہوئے

کلمہ شریف پڑھ رہا ہے کیا یہ کوئی کم احسان ہے کہ اپنی جان کے دشمن کو اس حد



تک سنوار دیا کہ فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ اب بتائیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس نے بنایا کس نے سنوارا۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر ہے کہ یا اللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسلام کو عظمت ملے۔ دنیا کے تمام مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر ایک عمر اور آجائے تو ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں بائیس لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح ہوا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیف اللہ کس نے بنایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ یہ سیف اللہ ہے تو وہ سیف اللہ بن گئے۔ کوئی اور یہ اعزاز حاصل نہ کر سکا۔ آپ نے بے شمار جنگیں لڑی ہیں اور کسی جنگ میں بھی شکست نہیں کھائی۔ آپ کی جرنیلی کا راز یہ تھا کہ آپ کی ٹوپی میں حضور نبی کریم کا موئے مبارک تھا۔ یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک احسان عظیم تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور خاص عہد صدیقی میں وہ کارنامے دکھائے کہ جو رہتی دنیا تک یاد رہیں گے۔ افضل الصدیقین جو کتاب آستانہ عالیہ سے چھپی ہے اس میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری جو انمردی جنگ لڑنے اور جنگ جیتنے کے واقعات پڑھیں آپ کو پتہ چل جائے گا کہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس پائے کے جرنیل تھے اور ان کی ساری عظمت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی وجہ سے ہی تھی۔ مدینہ شریف سے سینکڑوں میل دور کے محاذ پر جنگ لڑ رہے تھے کہ دشمن کا غلبہ ہو گیا اور آپ دشمن کے گھیرے میں آ گئے اور شکست کے آثار نظر آنے لگے تو آپ نے

وہیں سے ہی پکارا کہ **وَأَنْصُرْنَا يَا مُحَمَّدٌ** اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدد فرمائیں دشمن کی فوجوں کے گھیرے میں آ گیا ہوں۔ میں مشکل میں ہوں۔ آپ کی یہ آواز اہل مدینہ نے بھی سنی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی سنی اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت فوری طور سے حضرت خالد بن ولید کی مدد کیلئے روانہ فرمائی۔ آپ کی زوجہ محترمہ نے بھی وہ آواز سن لی اور سوچنے لگیں کہ کبھی ایسا ہوا نہیں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح کسی جنگ میں پریشان ہوئے ہوں۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی گھر پر ہی رہ گئی ہے آپ نے وہ ٹوپی اٹھائی اپنے دوپٹے سے باندھی اور گھوڑے کے پاس آئیں اور فرمایا کہ اے گھوڑے میں عورت ذات ہوں شہسوار بھی نہیں ہوں گھوڑسوار بھی نہیں ہوں لیکن یہ ٹوپی میں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فی الفور پہچانی ہے۔ گھوڑے نے صحیح عربی زبان میں جواب دیا کہ بی بی مجھ پر سوار ہونا تیرا کام ہے اور آپ کو محاذ جنگ پر پہنچا دینا میرا کام ہے۔ وہ محاذ جنگ کہاں ہے نہ بی بی صاحبہ کو پتہ ہے اور نہ ہی گھوڑے کو علم ہے لیکن جب آپ گھوڑے پر سوار ہوئیں تو مومئے مبارک کی برکت سے گھوڑے کو بھی اپنی منزل کا علم ہو گیا۔ گھوڑا سر پٹ بھاگا کہ جیسے ہوا میں اڑتا جا رہا ہو جب محاذ پر پہنچے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک رسائی کیسے ہو ہر طرف سے دشمن نے گھیرے میں لیا ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ یا اللہ میں کوئی شمشیر زن نہیں ہوں، میں تلوار چلانا نہیں جانتی اب میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک کیسے پہنچوں۔ ہاتھ سے آواز آئی کہ تو یونہی ہوا میں تلوار چلاتی جا راستہ بتانا ہمارا کام ہے آپ

نے لکوار چلائی تو دشمن کے سپاہی گاجر مولیٰ کی طرح کٹ کٹ کر گرنے لگے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک راستہ بن گیا۔ آپ نے ٹوپی ان کے حوالے کی بس ٹوپی کا پہننا ہی تھا کہ جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فتح نصیب ہوئی۔ ایک روایت یوں بھی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کے لئے روانہ فرمادی تھی۔ ان مجاہدین نے دیکھا کہ ان سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے کوئی گھوڑ سوار جا رہا ہے انہوں نے خیال فرمایا کہ یہ کوئی جاسوس نہ ہو۔ انہوں نے اپنے گھوڑے تیز کر دیئے اور بمشکل اس گھوڑ سوار تک پہنچے تو اس گھوڑ سوار نے فرمایا کہ خبردار میرے قریب نہ آنا میں ایک عورت ہوں اور وہ عورت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ تھیں جو ٹوپی لے کر جا رہی تھیں اس پر مجاہدین پیچھے ہٹ گئے۔ جنگ یمامہ میں بھی ایسا واقعہ پیش آیا کہ گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی دونوں اطراف سے زبردست حملہ ہو رہا تھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی مبارک نیچے گر گئی اور کھو گئی آپ جنگ کو چھوڑ کر ٹوپی کی تلاش کرتے رہے اور اتنے میں بہت سارے مسلمان سپاہی شہید ہو گئے۔ پھر جب ٹوپی مل گئی تو جنگ کا ایسا پانسہ پلٹا کہ مسلمان مجاہدین نے دشمن کے چھکے چھڑا دیئے۔ کسی نے کہہ دیا کہ حضرت صاحب آپ ٹوپی کی تلاش میں لگے رہے اور بہت سارے مجاہدین شہید کرا دیئے، فرمایا کہ تم نہیں جانتے میری تمام تر فتوحات کا راز اس ٹوپی میں پنہاں ہے۔ آپ بتائیں کہ محدث اعظم کون ہے۔ احادیث مبارکہ کا سب سے زیادہ علم کس کو ہے۔ دیکھیں کہ حضور نبی



کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح سے علم عطا فرماتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں کہیں تشریف لے جاتے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارکہ کو اٹھا کر اپنی جھولی میں رکھ لیتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قارغ ہوتے تو یہ نعلین مبارکہ پیش کر دیتے ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے عرض کیا کہ یا اللہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیث کا علم عطا فرمادے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا فرمائی تو وہ محدث اعظم بن گئے۔ سب سے بڑا مفسر کون ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی کا لوٹا لے کر پہنچ گئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو طہارت کے لئے پانی کی ضرورت ہوگی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے۔ دعا کی کہ یا اللہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ لقرآن کا علم عطا فرمادے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مفسر اعظم بن گئے۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا حافظہ بہت کمزور ہے میں بڑے غور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو سنتا ہوں لیکن جو نبی باہر نکلتا ہوں سب بھول جاتا ہوں۔ مجھے حافظہ عطا فرمائیں۔ سائنس کی تحقیق یہ ہے کہ جو حافظہ ایک دفعہ قدرت کی طرف سے عطا ہو جاتا ہے پھر اس میں کوئی زیادتی نہیں ہو سکتی۔ کوئی ٹانگ، کوئی دوائی حافظہ تیز نہیں کر سکتی لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ نہیں فرمایا کہ حافظہ تو اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے میں تمہیں حافظہ نہیں

دے سکتا اور یہ کہ حافظہ اللہ تعالیٰ سے مانگو مجھ سے مانگ کر تم شرک کر رہے ہو، اب یہ دیکھو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حافظہ دینے کا طریقہ کیا ہے۔ فرمایا کہ کھیں لے آؤ۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہ نہیں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تو حافظہ مانگا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھیں منگو اور ہے ہیں وہ کیا کرنا ہے۔ آپ نے حکم کی تعمیل کی آپ کھیں لے آئے فرمایا بچھاؤ آپ نے بچھا دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یونہی خالی ہاتھ کے دو تین بک بھر کر کھیں پر ڈال دیا فرمایا کہ سینے سے لگا لو۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ کھیں سینے سے لگایا تو آپ کا حافظہ اتنا تیز ہو گیا، کہ وہ پھر کبھی کوئی بات نہیں بھولے۔ کم و بیش نواکھ احادیث مبارکہ کے حافظ اور راوی ہیں۔

مالک کونین ہیں کو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

کسی شخص نے کسی وسیلہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا چاہئے یا اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہئے۔ فرمایا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم تو مجھ سے ہی مانگتے تھے اب تم اگر بدل جاؤ اور مجھ سے طلب نہ کرو تو پھر کیا ہو سکتا ہے۔ اگر آپ مجھ سے نہیں مانگتے تو یہ تمہاری قسمت ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم تو مجھ سے ہی مانگتے تھے فرمایا کہ جو پرائے ہوتے ہیں جو بیگانے ہوتے ہیں مجھ سے لا تعلق ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں۔ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز ہوتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محتاج نہیں مانتے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب اختیار نہیں



مانتے وہ اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں جو مابین ہوتے ہیں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو  
صرف وسیلہ بناتے ہیں فرمایا جو میرے ہیں وہ مجھ سے ہی مانگتے ہیں۔ یہ یاد رکھو کہ  
مُعْطٰی وَاِنَّمَا اَنْ قَاسِمٌ اللّٰهُ تَعَالٰی صرف مجھے ہی دیتا ہے اور میں ہی تقسیم کرتا ہوں۔

لَا وَرَبَّ الْعَرْشِ جِسْ كُوجُولَا اِنْ سَمَلَا

بُتّی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

اب تمہاری مرضی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے مانگو یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگو۔ اپنی  
راہنمائی کیلئے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھتے ہیں اور اپنے  
اوپر صدیقی رنگ چڑھالیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہئے یا کہ نبی پاک صلی اللہ  
علیہ وسلم سے مانگنا چاہئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ مجھ سے کچھ مانگ لو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو اور میری آنکھیں ہوں اور مجھے کچھ  
نہیں چاہئے۔ باقی تمام دعائیں چھوڑ دیں صرف ایک ہی سبق پکالیں کہ کتے دیکھن  
توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مانگنے والی چیز کام آنے والی  
چیز دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرات آپ یہ نقطہ نوٹ فرمائیں۔ حضرت  
ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حافظہ مانگا ہے اور  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا حافظہ عطا فرمایا ہے کہ جتنی احادیث مبارکہ حضرت  
ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہوئی ہیں اور کسی صحابی سے نہیں ہوئیں۔

گدا تو ہیں گدا کوئی شاہوں میں دکھا دو

جس کو اس در سے خیرات نہ ملی ہو

دو چار روز ہوئے داؤد شریف سے خلیفہ صدیق صاحب کا ٹیلیفون آیا تھا جس میں انہوں نے ایک خوشخبری سنائی تھی جو کچھ انہوں نے بتایا وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ اس میں نہ کوئی بناوٹ ہے نہ کوئی غلط بیانی ہے نہ کوئی شہرت وغیرہ کی غرض ہے۔ میرے دادا مرشد حضرت سائیں نعمت اللہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے خلفاء سے ظاہری باطنی طور سے رابطہ رہتا ہے حالانکہ آپ 1994 میں وصال کر چکے ہیں۔ چند روز ہوئے وہ اپنے خلیفہ محمد صدیق صاحب سے ملے اور فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچہری میں تمام پیر و مرشد کریموں کا مقابلہ ہوا تو میں سب سے اول نمبر قرار دیا گیا ہوں اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ اس کے سلسلہ کے مریدین سب سے زیادہ محافل میلاد النبی اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرتے ہیں۔ اس لئے میں تمام اولیاء کرام میں اول قرار دیا گیا ہوں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے کسی اور بستی نے بھی یہ فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خوش نصیب کو زیارت سے نوازا اور فرمایا کہ کائنات میں سب سے زیادہ درود شریف فیصل آباد میں پڑھا جا رہا ہے۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ

08-04-11

### دوسری نشست

معزز حاضرین کئی روز سے یہ بات ہو رہی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کائنات میں سب سے بڑا انعام ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ ہمیں پاک کرتے ہیں۔ يُزَكِّيهِمْ فَرَمَا: وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

وَيُزَكِّيهِمْ (البقرہ ۱۲۹) ”اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمائے۔“ وہ لوگوں کو پاک کرتے ہیں اور انہیں علم و حکمت سکھاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے پاک کرتے ہیں۔ کوئی ایسا بندہ ہو جو بیٹی کو زندہ دفن کر کے آیا ہو۔ کیا اس سے بڑا بھی کوئی گناہ ہوگا۔ اس نے کئی قتل کئے ہوں۔ زنا کیا ہو۔ چوری ڈکیتی کی ہو۔ لوگوں کا حق مارا ہو ان کی قوم کھا گیا ہو۔ بت پرستی کی ہو۔ ایسے بندے کو آپ پاک کریں کہ کس طرح سے کریں گے یہ سارے حقوق العباد ہیں۔ جن کے حقوق غصب کئے ہیں اگر وہ معاف نہ کریں گے تو اس کی خلاصی بھی نہیں ہوگی کسی کا کوئی قتل کیا ہوگا وہ کس طرح سے اسے معاف کریں گے وہ تو کبھی بھی معاف نہیں کریں گے بلکہ قتل کے بدلے قتل کر کے ہی دم لیں گے لیکن یہ دیکھیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بندے کو کس طرح سے پاک کرتے ہیں۔ ایسا مجرم اور گناہ گار بندہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جائے خواہ وہ ظاہری حیات کا زمانہ ہو کہ اب اس دور کا زمانہ ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر ظاہری حیات میں آتا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ شریف پڑھ کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرتا تو اسی لمحے سارے گناہ معاف اور وہ بندہ جنتی بن جاتا اور اتنا جنتی کہ جو اس کو بھی دیکھ لے وہ بھی جنتی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے کہ جس نے میری زیارت کر لی وہ جنتی ہے اور جس نے میری زیارت کرنے والوں کو دیکھ لیا وہ بھی جنتی ہے اور فی زمانہ جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کر لی وہ جنتی ہے۔ ظاہری حیات میں زیارت کرنے والا صحابی اور خواب میں زیارت کرنے والا ولی ہے۔ صحابی بننے کیلئے کوئی کورس نہیں اس کیلئے کوئی نصاب تعلیم نہیں ہے کوئی عبادت

صحابی نہیں بتاتی، کیا آپ اس کو نوافل پڑھائیں گے کیا اسے بیت اللہ شریف کے پاس بیٹھا دو گے زیارت کعبہ شریف کراؤ گے کیا اسے حفظ کرائیں گے۔ کیا اسے تفسیر پڑھادیں گے، کیا اسے حدیث کا علم دے کر محدث بنادو گے تو پھر وہ صحابی بن جائے گا۔ نہیں نہیں کچھ بھی اس کو صحابی نہیں بنائے گا۔ کوئی کروڑوں سال مسجد الحرام میں بیٹھا رہے زیارت کعبہ شریف کرتا رہے تہجد بھی پڑھتا رہے نوافل بھی پڑھتا رہے اوائین و اشراک وغیرہ پڑھتا رہے صدقہ و خیرات بھی کرتا رہے صحابی نہیں بن سکتا۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت صحابی بتاتی ہے۔ جیسے ہی زیارت کر لی تو گناہ گار سے گناہ گار بندہ بھی صحابی بن گیا لوگ کہیں گے کہ زیارت کرنے والے تو صحابی بن گئے وہ اس دولت سے مالا مال ہو گئے ہیں لیکن فی زمانہ اب ہم کیا کریں قرآن مجید اعلان فرما رہا ہے کہ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَّهْنَا اللَّهُ تَوَابًا رَحِيمًا (النساء ۶۴)

”اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔“ قرآن مجید فرما رہا ہے کہ جب تم ظلم کر لو۔ گناہ کر لو تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جاؤ۔ جَاءُوكَ وَكَتِيرٌ مِّنْ آجَائِكُمْ تَوَابًا رَحِيمًا (النساء ۶۴) فرمایا کہ وہاں جا کر مجھ سے معافی مانگو میں نے تمہیں اور کہیں بھی معاف نہیں کرنا ہے وہاں جا کر مجھ سے معافی مانگو اور پھر جب وہ تمہاری شفاعت کریں گے تو میں تَوَابًا رَحِيمًا کر تمہارے سارے گناہ معاف کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کی



شرط لگائی ہے۔ آپ دیکھیں کہ اب سارے تو نہیں جا سکتے۔ زادراہ نہیں ہے صحت نہیں ہے۔ ملازمت میں ہے تو چھٹی ملنے کا مسئلہ ہے، چھٹی نہیں ملتی۔ جو امیر ہیں دولت مند ہیں وہ تو وہاں چلے جائیں اور اپنے گناہ معاف کرائیں لیکن غریب کیا کریں۔ ان کے لئے یہ ہے کہ وہ عرض کریں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دل میں ہیں، میرے گھر میں موجود ہیں وہ یہیں بیٹھے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لے اور عرض کرے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت فرمائیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے کریم ہیں کہ وہ تیری شفاعت فرمادیں گے اور اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ اس طرح سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پاک کرتے ہیں۔

پروفیسر صاحب آپ بتائیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیس کیسا ہے۔ نگلی ٹکوار ہاتھ میں ہے دوپہر کا وقت ہے اور لٹکا رہے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا ہے۔ آلہ قتل موجود ہے۔ متحول کو نامزد بھی کیا جا رہا ہے کسی کو انہی کی ضرورت نہیں رہی سیدھا دفعہ 307 کا مقدمہ ہے جس کی سزاسات سال قید یا مشقت ہے۔ کسی عام بندے کا قتل کرنا اور بات ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا ایک اور بات ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی روکنے والا نہیں ہے کوئی سمجھانے والا نہیں ہے آپ اعلان کر رہے ہیں کہ جو کوئی مجھے میرے ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کریگا میں اس کا سر قلم کر دوں گا اس کی بیوی بیوہ ہو جائے گی اور اس کے بچے یتیم ہو جائیں گے۔ کوئی بھی فرد آپ کو روکنے کی جرأت نہیں کر رہا ہے۔ لیکن دیکھیں کہ آپ کس طرح سے پاک صاف



ہو گئے کس طرح سے فاروق اعظم بن گئے۔ ادریہ ارادہ قتل سے آرہے ہیں ادریہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرما رہے ہیں کہ یا اللہ عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ایمان عطا فرما کر اس سے اسلام کو عظمت عطا فرما دے۔ دوسرے ہی لمحہ وہی عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں بیٹھے ہوئے کلمہ شریف پڑھ رہے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انعام عطا فرما رہے ہیں کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی نہیں ہیں لیکن آپ کے تمام اوصاف کسی نبی علیہ السلام سے کم نہیں ہیں آپ کی شان و عظمت ایسی ہے کہ جس طرح سے کہ وہ نبی علیہ السلام کی طرح ہوتی ہے۔ اب دیکھئے کہ کہاں وہ دفعہ 307 کے مجرم اور کہاں یہ کہ اگر کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے وہ کتنے پاک صاف اور ستھرا ہو گئے۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ان پراحسان عظیم ہے۔ شرب بیماری کا گھر ہے۔ الریحی اور بخار اور پیٹ کی بیماریوں کا گھر ہے جو بھی وہاں جاتا ہے بیمار ہو جاتا ہے۔ پیٹ پھول جاتے تھے شرب کا نام ہی بیماریوں کا گھر ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین اس شہر میں لگے تو وہ دارالامراض سے دارالتفا بن گیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا پاک صاف ستھرا کر دیا کہ بیماری کا نام و نشان ختم ہو گیا۔ فرمایا کہ مدینہ شریف کی خاک میں بھی شفا ہے۔ جب تم مدینہ شریف آؤ۔ یہاں ہوا چلے اور خاک کی ذرات اڑیں تو اپنے منہ پر کپڑا نہ رکھو بلکہ منہ کھول کر سانس لو تا کہ ہوا کے خاک کی ذرات تمہارے اندر جائیں جن میں شفا ہے،

کیا آپ الہی کوٹھیک کر سکتے ہو۔ فیصل آباد میں جتنی فضا گرد آلود ہے وہ الہی ہے وہ بیماری ہے۔ آپ فیصل آباد کو کس طرح پاک صاف کر سکتے ہو۔ نہیں کر سکتے مدینہ شریف آج بھی دارالافتا ہے اور قیامت تک کے لئے ہے۔ یہ ایمان کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ معافی دے جو مدینہ شریف کی گرد و غبار سے نفرت کرے وہ وہاں سے بے ایمان ہو کر واپس آتا ہے۔ فتح مکہ کے وقت بیت اللہ شریف میں 360 بت رکھے ہوئے تھے۔ کعبہ شریف کو بتوں سے پاک میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہے۔ کعبہ شریف پر یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے۔

وہ ذرہ جسے آج کہتے ہیں خورشید

وہ خاک پائے قدم نبی سے اڑا ہے

سورج بن جانا ایک بڑی عظمت والی بات ہے۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاک پر قدم مبارک رکھا تو اس خاک سے ایک ذرہ جواڑا تو وہ سورج بن گیا۔ یہ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں:۔

عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ

ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

یہ سورج کتنے افراد کی بخشش کر سکتا ہے اس سے بخشش طلب کر کے دیکھو تمہیں پتہ چل جائے گا کہ یہ تمہاری بخشش نہیں کر سکتا۔ لیکن خاک کا وہ ذرہ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعلین مبارک کے نیچے لگا ہوا ہے وہ اگر کسی گناہ گار سے بھی گناہ گار کی قبر پر پڑ جائے تو اسی لمحہ اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارک سے لگے ہوئے ذرات کی عظمت کچھ اور ہی ہے۔ ہماری جوتیوں سے لگی خاک کی ذرات کی

کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ حضرات جس نے بھی پاکیزگی حاصل کی ہے یا طہارت حاصل کی ہے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی پائی ہے یا پھر یہ ہے کہ جس کو بھی وہ عطا کر دیں جس طرح سے کہ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو عطا کی ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لعابِ دہن عطا فرمایا پھر اس سے ان کی کیا عظمت بن گئی کہ میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آل نبی اولاد علی دی تے سیرت شکل انہاں دی

ناں لیاں لکھ پاپ نہ رہندے میل اندر دی جاندی

جو صرف حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہی لے لے۔ وہ اتنا کہہ دے کہ یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں وہ پاک صاف اور ستھرا ہو جاتا ہے۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے کیا ہو جائے گا۔ یہ محفل ہو رہی ہے اس میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہو رہا ہے۔ تلاوت صرف دو تین آیات کی ہوئی ہے اور باقی سب ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوا ہے اور ہو رہا ہے اس نے ہماری کیا پاکیزگی کی ہے کیا طہارت کی ہے ہمیں کتنا سنوار دیا ہے۔ کئی دفعہ حدیث شریف بیان کی ہے اور بار بار کی ہے تاکہ ہمیں ذہن نشین ہو جائے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا علم ہو جائے۔ فرمایا کہ جو کوئی ایک محفل میلاد میں آجائے خواہ اس جیسے ایک کمرہ میں ہی محفل ہو رہی ہو چند افراد بیٹھے ہوں جب کوئی فرد ایک محفل میلاد میں آ جاتا ہے تو اس کے بیس لاکھ بری محافل میں جانے کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ کیا یہ تزکیہ نفس نہیں ہے۔ پھر یہ ہے کہ جب محفل میں آتے ہیں تو گناہ لے کر آتے ہیں اور جب محفل سے اٹھتے ہیں تو گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔ اس سے بڑی طہارت اور کیا ہوگی۔ پروفیسر صاحب بتاتے ہیں کہ جنت بہت



دور ہے اور اس کا ملنا بھی بہت محال ہے مشکل ہے۔ یہ ناممکن تو نہیں ہے لیکن مشکل ضرور ہے لیکن جب ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتا ہے تو جنت از خود چل کر تیرے پاس آ جاتی ہے۔ ہم جیسے گناہ گاروں کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہی جنت میں بٹھا دیتا ہے۔ تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کہاں بیٹھائیں گے۔ حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر درود شریف پڑھتے ہو تو تم میری قبر انور میں ہوتے ہو میں تمہیں دیکھتا ہوں اور تمہاری باتیں سنتا ہوں۔ حضرات یہ ساری چیزیں ہیں جو ہمیں پاکیزگی اور طہارت عطا فرماتی ہیں علم و حکمت کی ایک دوا اور بھی باتیں ہیں۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مفسر اعظم بنا دیا ہے۔ آپ نے کسی کو مفسر بنانا ہو تو کیا کرو گے۔ آپ اسے کسی درس میں داخل کرائیں گے وہاں درس نظامی اور تفسیر کا کورس مکمل کرائیں گے بارہ چودہ سال لگ جائیں گے پھر بھی اس کی قسمت کہ وہ مفسر بنتا بھی ہے کہ نہیں بنتا۔ مفسر تو شاید بن جائے گا لیکن مفسر اعظم نہیں بنے گا۔ محدث اعظم تو ان دنوں پاکستان میں صرف ایک ہی ہیں۔ مفسر اعظم کا پتہ نہیں ہے کہ کون ہے۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مفسر اعظم بنا رہے ہیں اور کس طرح سے بنا رہے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ حیات میں لڑین گھروں میں نہیں ہوتی تھیں لوگ رفاہ حاجت کے لئے باہر جاتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر تشریف لے جاتے تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی کا لوٹا لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جاتے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی کتاب نہیں پڑھ رہے ہیں کوئی علم تفسیر حاصل نہیں کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں پانی کا لٹا پیش کر رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز خوش ہو گئے عرض کیا کہ یا اللہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن کا علم اور فہم عطا کر دے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا اور احسان کے بدلے میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مفسر اعظم بن گئے۔ ان سے بڑھ کر کوئی بھی قرآن کی تفسیر بیان نہیں کر سکتا۔ جتنی بھی تفاسیر لکھی گئی ہیں یا لکھی جا رہی ہیں اور لکھی جاتی رہیں گی ان سب کی بنیاد وہ تفسیر ہے جو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محدث اعظم بنا دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگائے رکھتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوتے تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک پیش کرتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے اور دعا فرمائی کہ یا اللہ! عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم حدیث عطا فرما دے۔ تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ محدث اعظم بن گئے۔ اپنی خدمت کا یہ انعام اور احسان عطا فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی محدث نہیں ہوا۔ کسی کے محدث بننے کی بنیاد وہ احادیث مبارکہ ہیں جن کی تشریح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فقہ حنفی ترتیب دی ہے اس میں وہی احادیث مبارکہ منتخب فرمائی ہیں جو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ ہیں اور ان کی تشریحات کو بنیاد بنا دیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح سے علم و حکمت سکھاتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ غیر



مقرر فرمائے کہ جن کو تبلیغ دین اسلام کیلئے دوسرے ممالک میں بھیجنا تھا۔ کوئی ایران میں، کوئی حبشہ تو کوئی اٹلی میں کوئی فرانس میں جہاں جہاں بھی ان کو بھیجنا مقصود تھا اس کیلئے ان کو حکم فرمایا۔ یہ سارے غیر عربی تھے اور عربی کے علاوہ کوئی زبان نہیں جانتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ جو ایران میں جا رہا ہے وہ فارسی کس طرح سے بولے گا اور کس طرح سے سمجھے گا یہ اپنی ترجمانی کس طرح سے کرے گا اسی طرح دوسرے ممالک میں جانے والے ان ممالک کی اپنی زبان نہیں جانتے تو یہ تبلیغ کس طرح سے کریں گے وہ عربی نہیں جانتے ہوں گے یہ ان کی زبان نہیں جانتے ہوں گے تو یہ اپنے مشن میں کس طرح سے کامیاب ہوں گے۔ یہ ان سے گفت شنید کس طرح سے کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ یا اللہ ان میں سے جو جس ملک میں جا رہا ہے اسے اس ملک کی زبان سکھا دے۔ دوسرے ہی لمحہ کوئی فارسی بول رہا ہے کوئی لاطینی بول رہا ہے کوئی فرانسیسی بول رہا ہے۔ اپنی اپنی منزل مقصود کی زبان بول رہا ہے۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم علم و حکمت سکھاتے ہیں۔ جس پر بھی نگاہ عنایت پڑتی ہے اس کو پاک صاف اور ستھرا بنا دیتے ہیں۔ فی زمانہ پاکیزگی اور طہارت کی بات کرتے ہیں حضرت اللہ بخش تو نسوی رحمۃ اللہ علیہ ایک بازار سے گزر کر جایا کرتے تھے۔ راستہ میں ایک ہندو کی دکان تھی وہ جب دیکھتا کہ پیر صاحب آ رہے ہیں تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو جاتا۔ سودا سلف بیچنا بند کر دیتا اور عرض کرتا کہ لُج پالوں کو لُج ہوتی ہے۔ جب پیر صاحب گزر جاتے تو وہ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو جاتا۔ جب پیر صاحب واپس آتے تو پھر وہ کھڑا ہو جاتا اور کہتا کہ لُج پالوں کو لُج ہوتی ہے۔ یہ اس کا روز کا معمول تھا۔ ایک روز پیر صاحب گزرے

تو دیکھا کہ دکان بند ہے۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ دکان لالہ جی کہاں گئے ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ بیمار ہے اور اپنے گھر پر ہی ہیں۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ مجھے ان کے گھر لے چلو۔ وہ میرا دوست ہے۔ آپ اس کے مکان پر تشریف لے گئے اور لالہ جی سے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ بہت بیمار ہے آخری دم پر ہے اسے کمرے میں بند کیا ہوا ہے جب مر جائے گا تو نکال لیں گے۔ ہندو کی موت اتنی بھیاںک ہوتی ہے کہ اگر کوئی اسے مرتے دم دیکھ لے تو وہ پاگل ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ مجھے دکھا دو میرا دوست ہے۔ عرض کیا کہ پیر صاحب آپ پاگل ہو جائیں گے۔ فرمایا کہ پاگل تو میں ہوں گا آپ تو نہیں ہوں گے آپ مجھے دکھا دیں۔ وہ ہندو نہ مانے تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے نہ دکھایا تو یہ مرے گا بھی نہیں۔ وہ ڈر گئے اور دروازہ کھول دیا کہ آپ دیکھ لیں۔ پیر صاحب اندر تشریف لے گئے تو لالہ جی بالکل آخری سانس لے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ لالہ جی اب بھی وقت ہے کلمہ شریف پڑھ لو۔ لالہ جی نے سنا تو آنکھیں کھول دیں اور عرض کرنے لگا کہ میں کلمہ تو پڑھتا ہوں لیکن کلمہ اس وقت پڑھوں گا جب کلمہ والی سرکار میرے سامنے ہوگی۔ یہ تو نہ شریف کی ڈیڑھ سو سال قبل کی بات ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف کوئی دور نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر جگہ موجود ہیں۔ یہ لالہ جی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کا ادب کرتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کمرہ میں تشریف لے آئے۔ اس ہندو نے زیارت کی۔ کلمہ شریف پڑھا اور مر گیا۔ حضرت پیر صاحب کمرے سے باہر تشریف لے آئے فرمایا کہ وہ تو مر گیا ہے اب اس کی میت مجھے دے دو۔ اس کے اہل خانہ نے انکار کر دیا کہ ہم

نے تو پہلے ہی ایک رسم توڑی ہے۔ اسے مرتے وقت آپ کو دکھا دیا ہے شکر کریں کہ آپ بچ گئے ہیں۔ ہماری برادری ہمیں طعنہ دے گی کہ یہ اتنے ہی کتھوس ہیں کہ اپنے مردے کو جلا بھی نہیں سکے فرمایا ٹھیک ہے لیکن اگر یہ نہ جلا تو پھر کیا ہوگا۔ کہنے لگے کہ پھر یہ میت آپ کو دے دیں گے۔ انہوں نے چتا جلانے کے لئے سوکھی ہوئی لکڑیاں رکھیں اوپر مٹی کا تیل بھی ڈالا اور اس کو جلانے کے لئے آگ لگانے کی کوشش کی لیکن ان کی ہزار کوشش کے باوجود چتا کو آگ نہ لگی۔ ان سوکھی ہوئی لکڑیوں پر مٹی کا تیل بھی ڈالا گیا ہے لیکن اسے آگ نہیں لگ رہی تھی۔ وہ اس لئے کہ ان لکڑیوں پر جو رکھا گیا ہے اس نے دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہوا ہے۔ اس کو دنیا کی آگ تو کجا جہنم کی آگ بھی نہیں جلائے گی۔ اتنا پاک صاف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیتے ہیں۔ لہذا ایک دعا کرو جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو اور میری آنکھیں ہوں۔ اس لئے جو کوئی بھی یہ دعا مانگے گا وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ٹولے میں شامل ہو جائے گا اگر اسے زیارت ہو گئی تو وہ ولی بن جائے گا اگر کسی صورت زیارت نہ ہوئی تو یہ حسرت شمع بن کر اس کی اندھیری قبر کو روشن کر دے گی اس لئے ہمیشہ یہی دعا مانگیں کہ کتے و بکھن توں پہلاں مر نہ جائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احسانات کو یاد کرتے ہیں۔

خطاب برہانش طاہر سلیم صاحب

10-04-11



### تیسری نشست

حضرات کئی روز سے بات ہو رہی ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم پر اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا احسان ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ (آل عمران ۱۶۴) بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ اب انعام کی بات کرتے ہیں۔ امی جان بڑی ہستی ہیں لیکن کیا قیامت کے روز تمہاری امی تمہارے کام آئے گی۔ کیا یہ تمہارے ساتھ تمہاری قبر میں جائے گی۔ یہاں اپنا دودھ پلا رہی ہے۔ رات تیرے پیٹاب پر خود سو رہی ہے تجھے سوکھی جگہ پر سلا رہی ہے تمہاری طرف داری کر رہی ہے اگر تو رات کو چھٹا چلا تا ہے تو سب سے پہلے تیری ماں کو تشویش ہوتی ہے وہ فکر مند ہو جاتی ہے۔ وہ کتنی مہربان ہوتی ہے۔ لیکن کیا وہ تیرے ساتھ قبر میں جائے گی۔ کیا میزان پر جائے گی۔ کیا پل صراط پر تجھے بچائے گی قبر میں کوئی ساتھ نہیں جائے گا ہاں صرف میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جائیں گے امی نے نہیں جانا ہے تیرے کسی رشتہ دار۔ دوست احباب نے نہیں جانا ہے۔ تیرے بھائی نے نہیں جانا، تیری بہن نے بھی نہیں جانا حالانکہ وہ بھائی سے بے حد محبت پیار کرتی ہے۔ اور اس کے لئے مرنے جینے کے لئے بھی تیار رہتی ہے یہ تمام رشتہ دار یاں بڑی اہم ہیں لیکن سب ساتھ چھوڑ جائیں گے۔ ساتھ اگر نبھائیں گے تو وہ صرف میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ ہمارے محسن ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسی لئے فرمایا ہے کہ میں نے مومنوں پر احسان کیا ہے کہ میں نے انہیں اپنا محبوب عطا فرمایا ہے۔ یہ ہمارے ہاتھ بھی بڑی اہم چیز ہیں۔ ہاتھ کے بغیر کوئی گزارہ نہیں

ہے۔ اس سے بڑی کوئی نعمت نہیں ہے اگر دو منٹ کے لئے تمہارے ہاتھ باندھ دئے جائیں تو دیکھو کہ تمہارا کیا حال ہوتا ہے۔ نہ کھاپی سکو گے۔ نہ طہارت کر سکو گے۔ نہ غسل کر سکو گے نہ ہی کپڑا پہن سکو گے۔ نہ حملہ کر سکو گے نہ ہی اپنا دفاع کر سکو گے۔ ہاتھ کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکو گے حشر کے دن یہ ہاتھ کیا کریں گے یہ تمہارے پاؤں کیا کریں گے یہ کان یہ آنکھیں یہ زبان کیا کرے گی۔ تیرا ہر عضو تیرے خلاف کواہی دے گا اس نے مجھ سے چوری کی ہے۔ اگر اس روز تیرے میرے گناہوں پر پردہ ڈالنے والی کوئی ہستی ہے تو وہ میرا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ ذرا اس سماں کو مد نظر کرو تو سہی کہ ہر عضو ہی تیرے خلاف کواہی دے رہا ہے کہ اس نے ہمارے ساتھ یہ گناہ کیا وہ گناہ کیا۔ کیا ان سے بڑھ کر بھی کوئی میرے لئے ظالم ہو سکتا ہے۔ آپ اپنے ہاتھوں سے کرتے ہیں جو بھی کرتے ہیں یہاں تو یہ تیرے غلام بنے ہوئے ہیں تیری رضا کے ساتھ چلتے ہیں اور یہ خاموشی سے ہر وہ کام کرتے ہیں جو تو چاہتا ہے چوری، ڈکیتی کرتے ہیں۔ جیب تراشی کرتے ہیں، کم تولتے ہیں، کم ناپتے ہیں لیکن حشر کے روز اللہ تعالیٰ انہیں زبان عطا کر دے گا اور یہ تیرے میرے خلاف کواہی دیں گے۔ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰٓ اَفْوَاهِهِمْ وَتُغْلِقُ اٰیٰتُہُمْ وَتَشْہَدُ اَرْجُلُہُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (سین ۶۵) ”آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کر دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے لئے کواہی دیں گے۔“ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہوں گے۔ اے میرے امتی، اے میرے امتی آؤ، میں تمہیں اپنی پناہ میں لے آتا ہوں اور تمہیں جنت عطا کر دیتا ہوں کسی پنجابی شاعر نے کہا ہے۔



جیڑے آکھدے سی مراں گے نال تیرے  
 اج انہاں نے وی بازیاں ہاریاں نہیں  
 جیڑے ترسدے سی دید نوں دن راتیں  
 اج انہاں وی بازیاں ماریاں نہیں  
 جدوں خزاں نے باغ وچ وال کھولے  
 پنچھی اڑ گئے مار اڈاریاں نہیں  
 محمد بوٹیا جھوٹھا اے جگ سارا  
 بھر کملی والے دیاں سچیاں یاریاں نہیں

کوئی ساتھ نہیں دیتا ہے لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اتنے بڑے انعام  
 ہیں کہ جب بھی کسی کو ضرورت پیش آئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدد کرنے کے  
 لئے پہنچ جاتے ہیں۔ کسی نے بھی تمہارے کام نہیں آنا ہے اگر کام آنا ہے تو یا نبی  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئیں گے یا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کام آئیں  
 گے اگر سچی یاری ہے تو وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہے۔ ہمیشہ ہی یہ  
 بات کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح سے یاری بھاتے  
 ہیں۔ ایک لڑکا اپنے والد کے ساتھ حج پر جا رہا تھا۔ اس کا والد راستے میں فوت ہو  
 گیا اور مرتے ہی اس کا چہرہ کالا سیاہ اور شکل گدھے جیسی ہو گئی اب اس لڑکے کے  
 لئے اس سے بڑی مصیبت اور کیا ہو سکتی ہے۔ مرنے سے قبل وہ باپ تھا اس کے  
 چہرے کو دیکھنا عبادت تھی لیکن مرنے کے بعد وہ بیٹے کے لئے مصیبت بنا ہوا ہے۔  
 بیٹا پریشان ہے کہ کون اس کو غسل دے گا کون اس کی قبر کھودے گا اس کو چھوڑ نہیں

سکتا کہ وہ باپ ہے اس کا غسل کفن قبر نہیں کر سکتا کہ وہ گدھا ہے۔ وہ سخت پریشان کہ اب کیا کرے اتنے میں ایک نورانی ہستی تشریف لے آئی اور آتے ہی میت کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو اسی لمحے وہ انسانی شکل اور نورانی بن گیا۔ اس نوجوان نے پوچھا کہ حضرت صاحب آپ کون ہیں آپ نے بڑی مہربانی فرمائی میری مشکل حل کر دیا۔ فرمایا کہ میں تیرا نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ گدھے جیسی شکل اور کالے سیاہ کیوں ہو گئے تھے فرمایا کہ یہ سود کھاتا تھا۔ گناہ گار تھا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے فرمایا کہ مجھ پر درود شریف بھی پڑھتا تھا۔ مجھ پر درود شریف پڑھنے والا جہاں کہیں بھی مشکل اور مصیبت میں ہو گا میں اس کی مدد کے لئے ضرور پہنچوں گا۔ ایک بندہ فوت ہو گیا اور قبر میں چلا گیا۔ نکیرین آگئے اور سوال کرنے شروع کر دیئے اس کو سوالوں کے جواب نہیں آ رہے تھے۔ اس کے لئے جہنم کی کھڑکی کھلنے والی تھی کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دست رحمت کھڑا کر دیا فرمایا کہ اے فرشتو رک جاؤ یہ میرا میلاد منانے والا بندہ ہے، یہ میرے میلاد میں آنے والا بندہ ہے، اس کو کچھ نہیں کہتا ہے۔ اب بتائیں کہ اس بندے کی مشکل حل کرنے کے لئے قبر میں کون آیا کس نے نکیرین کے عتاب سے بچایا۔ جس نے جہنم کی کھڑکی کھلنے سے پناہ دی وہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور مجھ پر ان کا احسان ہے۔ میرا ان سے صرف یہ تعلق ہے کہ میری زبان پر مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ الْہٰیۃِ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم خوش ہو رہے ہیں مومن کی نشانی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانا ہے۔

ایمان ہونے کا نشان ہم اسے کہتے ہیں  
 میلاد پر عشاق کو گھر بار سجاتے دیکھا  
 میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم تم منالو پھر اس میں تشریف لانا اور ہماری مدد کرنا نبی پاک  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام ہے۔

کس کس کو روکے گا میلاد منانے سے زائد  
 ہم نے تو اللہ کو بھی میلاد مناتے دیکھا  
 آپ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کیوں جلوس نکالتے ہیں بڑے ذوق و شوق  
 سے بھاگے جا رہے ہوتے ہیں یہ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے نبی علیہ  
 الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ ذوالفقار علی بھٹو کی جہاں قبر ہے۔ نوڈیرو  
 سندھ میں ہے اس کی برسی پر ہزاروں کی تعداد میں لوگ بھاگے جا رہے ہیں اس کی یاد  
 منانے کے لئے جا رہے ہیں اس لئے وہ ان کا لیڈر ہے وہ اپنے لیڈر کی یاد  
 مناتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی ہیں ہم ان کے لئے جلوس  
 نکالتے ہیں۔ محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کرتے ہیں۔ وہ لوگ  
 نوڈیرو جا رہے ہیں۔ تم مدینہ شریف چلے جاؤ۔ جس کا کوئی جہاں ہے وہ وہاں جاتا  
 ہے اصل ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو ہر موقعہ پر ہمارے کام  
 آنے والے ہیں اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے  
 پاس زادراہ ہو، صحت ہو، وقت ہو اور کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہ ہو پھر بھی وہ میرے  
 روضہ نور پر نہ آئے تو مجھے شکوہ ہوگا۔ اور اگر جب کوئی آ جاتا ہے تو اسے کیا انعام  
 عطا فرماتے ہیں۔ آپ سعودی عرب جائیں تو انٹر پورٹ پر ہی سعودی عرب

والے آپ کو کتب کا بنڈل دے دیں گے جس میں ساری تبلیغ بھی ہوگی کہ مدینہ شریف نہ جانا، روضہ انور پر حاضری نہ دینا لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي میرے روضے کی زیارت کر لی مجھ پر واجب ہو گیا کہ اس کی شفاعت کروں۔ یہ انعام ہے یہ احسان ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زائر مدینہ شریف کو اپنی شفاعت کا عندیہ دیتے ہیں۔ یہ ضروری بھی نہیں کہ ہر کوئی مدینہ شریف ہی جائے، کوئی غریب ہے اس کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ کوئی بیمار ہے صحت سفر کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ کسی کو کوئی ملازمت وغیرہ کی مجبوری ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ اپنے گھر بیٹھے ہی مجھے یاد کرے مجھے اپنے دل میں خیال کرے مجھے اپنے پاس خیال کرے تو انشاء اللہ اس کو وہی انعام ملے گا جو اسے مدینہ منورہ میں حاضر ہونے سے ملے گا۔ تو اپنے گھر بیٹھے ہی یہ کہہ دے کہ

یا اللہ دکھا دے مدینہ کیسی بہتی ہے

جہاں دن رات تیری رحمت برتی ہے

اس سے بڑا انعام اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احسان اور کیا ہوگا کہ تمہیں گھر بیٹھے ہوئے ہی حج ہو رہا ہے۔ گھر بیٹھے ہی سب کچھ مل رہا ہے۔ اس لئے پکیاں یا ریاں اور پچیاں یا ریاں صرف میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہیں۔ ہر کوئی اپنے گناہوں کو دیکھتا ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی عطاؤں کو دیکھتے ہیں۔ جہاں بھی جاؤ گے تو وہاں میرٹ Merit ہی دیکھا جائے گا سرٹیفکیٹ پوچھا جائے گا۔ تجربہ پوچھا جائے گا۔ سفارش پوچھی جائے گی۔ کہا



جائے گا کہ تم تو تھڑڈ ڈویژن میں ہو، تم تو ”سی“ گریڈ میں پاس ہو۔ اعتراض پر اعتراض لگاتے جائیں گے۔ یوں کہہ لیجئے کہ ملازمت نہ دینے کے بہانے تراشے جائیں گے۔ لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے کرم اور اپنی رحمت کو دیکھیں گے۔

لا و رب العرش جس کو ملا ان سے ملا  
بٹی ہے کونین میں نعت رسول اللہ کی  
ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں  
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

پروفیسر صاحب سب سے بڑا انعام اور احسان یہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی نہ نہیں فرماتے۔ میں آپ سب سے کہوں کہ مجھے میڈیکل کالج میں داخل کرادیں تو آپ سب کی بس ہو جائے گی کوئی ہاں نہیں کرے گا لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَوْنِي عَنْهُ** (۱۰) ”اور منگتا کو نہ جھڑکو“۔ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے در پر سوالی آئیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھی نہ نہیں کرنی ہے ہر ایک کو جھولی بھر کر دینی ہے یہ کتنا بڑا احسان ہے۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا  
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا  
مانگنا تیرا کام ہے اور عطا کرنا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت ہے۔ ابھی منور  
نے نعت پڑھی ہے نعت کیا پڑھی ہے۔ بہت بڑی شکایت کی ہے کہ



جھولی کو میری بھر دو ورنہ کہے کی دنیا

ایسے نئی کا منگتا پھرتا ہے مارا مارا

آپ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیں۔ ”یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ“ اتنا کہنے سے آپ کو کیا ملا حدیث شریف میں ہے ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کہا تو رحمت برسنی شروع ہو گئی اور میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آل نبی اولاد علی دی تے سیرت شکل انہاں دی

ناں لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی

صرف یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کہنے سے تیرے گناہ بھی معاف ہو گئے اور تیری جھولی بھی بھر دی گئی۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیاروں کا نام لینے سے ہی بخشش ہو جاتی ہے پھر اگر سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لے لیں تو کیا ہو گا۔ یہ انعام ہیں یہ احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ

29-04-11

## مفتی عصر کی نصیحت

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
 الْعَالَمِينَ ۝ آغُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝  
 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ الْيَسَّيْنِ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ  
 وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدِنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
 وَعَلٰی اٰلِكَ وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِنَا يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

معزز حاضرین! میں اور پروفیسر صاحب ساری عمر استاد رہے۔ Teacher رہے  
 طلباء کو پڑھاتے رہے انہیں تعلیم دیتے رہے اور ایک استاد کی عادت ہوتی ہے کہ  
 پڑھانا کم ہے لیکن سوال زیادہ پوچھتا ہے۔ میں وہی اپنی عادت پوری کر رہا ہوں میرا  
 سوال ہے کہ اگر کوئی فقیہ زمانہ ہو۔ بہت بڑا مفتی ہو، بہت بڑا عالم دین ہو تو وہ اپنی  
 اولاد کو کیا نصیحت کرے گا۔ ایک بہت بڑا فقیہ اسے فقیہ عصر کہہ لیں اسے مفتی عصر  
 کہہ لیں۔ دین کا عالم اعظم کہہ لیں۔ علامہ کہہ لیں وہ اپنی اولاد کو کیا نصیحت کرے گا  
 اس کی تعلیمات کا نچوڑ کیا ہوگا۔ اپنی اولاد کو کیا نصیحت کرے گا۔ مقبول صاحب آپ  
 ہی بتائیں کہ وہ کیا نصیحت کرے گا اگر اس کا جواب بھی ٹیچر نے ہی دینا ہے تو پھر اس  
 نے بچوں کو کیا تعلیم دی ہے وہ کہے گا کہ سنی عقیدہ اپنالو۔ سنی بن جاؤ کیوں کہ اگر سنی بن  
 گیا تو کامیاب ہو گیا۔ اگر کہے نمازی بن جاؤ تو ہو سکتا ہے کہ وہ قیل ہو جائے درود  
 شریف پڑھا کرو پھر بھی ہو سکتا ہے کہ قیل ہو جائے۔ وہ جہاد کی ترغیب دے پھر بھی ہو  
 سکتا ہے کہ قیل ہو جائے۔ ٹوپی داڑھی رکھ لے تو ہو سکتا ہے کہ قیل ہو جائے لیکن سنی کسی

طرح سے بھی قیل نہیں ہوتا وہ ہر صورت میں کامیاب ہوتا ہے اس لئے اولاد کیلئے سب سے بڑی نصیحت جو مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ فیصل آبادی نے اپنی اولاد کو کی ہے اور اس کی ایک نقل مجھے بھی بھیج دی ہے۔ میں اسی کے مندرجات سے متعلق عرض کر رہا ہوں یہ سب سے بڑی نصیحت ہے جس پر آپ خود بھی عمل کر سکتے ہیں اور اپنی اولاد کی بھی بہترین طریقہ سے راہبری کر سکتے ہیں اس کی راہنمائی کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ اپنی اولاد کو یہ نصیحت کریں کہ بیٹا تم سنی بن جاؤ۔ اہل سنت و جماعت وہ جماعت ہے جن کے متعلق نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ صرف یہی جنتی ہیں باقی کوئی بھی جنتی نہیں ہے۔ محراب سب کی پیشانیوں پر چمکتے ہوں گے۔ ٹوپی داڑھی بھی ہوگی۔ صفیں اور مصلے بھی ہوں گے نماز بھی ہوگی، روزہ حج زکوٰۃ قربانی سب کچھ ہوگا جہاد بھی ہوگا لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان کی بخشش نہیں ہوگی۔ بخشش صرف اہل سنت و جماعت کی ہے۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور  
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی  
تجھ سے اور جنت کیا مطلب وہابی دور ہو  
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

اب ایک دوسرا سوال ہے کہ ایک بڑے سے بڑا سنی اس سے بھی بڑا سنی پھر اس سے بھی بڑا سنی ہو وہ کیا دعا مانگے گا۔ دعا عبادت کا مغز ہے ساری عبادات کرنے کے بعد جو کچھ آپ مانگتے ہیں وہ اصل چیز ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے اور میرے نبی پاک صلی اللہ

علیہ وسلم سے کیا مانگتے ہیں۔ جب بھی کوئی مولوی صاحب دعا مانگتے ہیں تو اس کی دعا سے ہی اس کے عقیدے کے متعلق پتہ چل جاتا ہے۔ سب سے بڑا سنی کائنات میں انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے بڑا سنی جو ہو گا وہ کیا مانگے گا وہ کہے گا کہ میری آنکھیں ہوں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ ہو۔ سب سے بڑے سنی کی دعا یہ ہے اور وہ سنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ سب سے بڑے پیر سب سے بڑے صدر، سب سے بڑے امام، سب سے بڑے خلیفہ۔ پروفیسر صاحب نے افضل الصدیقین میں ایسی ان کی اولیت لکھی ہے کہ جن میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیاء علیہم السلام کے بعد اول نمبر پر ہیں اور ان کی دعا یہ ہے کہ میری آنکھیں ہوں اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو۔ یہ تمام دعاؤں کا نچوڑ ہے اگر آپ اس کے علاوہ کوئی اور چیزیں مانگیں گے تو آپ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ٹولے میں نہیں ہوں گے کسی دوسرے ہی ٹولہ میں ہوں گے سنی کی منزل کیا ہے وہ کہاں جانا چاہتا ہے۔ جنت میں جانا چاہتا ہے کہ مدینہ شریف جانا چاہتا ہے اگر سنی ہے تو وہ مدینہ شریف ہی جانے کی تمنا کرے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب وصال فرمانے کا وقت قریب آیا تو انہوں نے نصیحت کی۔ آخری نصیحت جسے وصیت کہتے ہیں فرمایا کہ اے لوگو مجھے غسل کفن دے کر نماز جنازہ پڑھا کر میری میت کو در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے اور قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ اب دیکھیں کہ سنی کس سے مانگ رہا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر کی جگہ کس سے مانگی ہے



فرمایا کہ عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے قبر کی جگہ چاہتا ہے یعنی کہ یہ دعا بھی ان تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی بن گئی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام صحابہ کو بھی اپنی دعا سکھادی اور وہ بھی عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے جو سب سے پہلے عرض کرنے والے تھے وہ حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اب تک ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم موجود ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے صدر، لیڈر، راہنما وصال کر چکے ہیں۔ بہت بڑا جنازہ اور بہت بڑا اجتماع ہے اور سب ایک زبان ہو کر عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے۔ سنی کا تعلق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے آقا اور غلام کا ہے۔ سنی برامری نہیں کرتے دوسرے لوگ ہیں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا ہی تصور کرتے ہیں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے برامری کرتے ہیں۔ سنی برامری والا تعلق پیدا نہیں کرتے۔ سنی غلام بنتے ہیں وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در کے سگ بنتے ہیں بلکہ وہاں کا سگ بننا بھی بڑا شرف سمجھتے ہیں۔ لوگ دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم سگ طیبہ بن جائیں۔ سنی کی پہچان یہ ہے کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگتا ہے اگر کوئی سنی ہو کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کسی اور سے مانگتا ہے تو سمجھ لیں کہ اس کے عقیدہ میں جھول ہے کھوٹ ہے کیونکہ کسی بندے کا عقیدہ اس کی گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے۔ ہم بھی خالص سنی نہیں ہیں۔ ہم گلابی سنی ہیں ہم لائی لگ ہیں۔ جانتے ہولائی لگ کیا ہوتا ہے جو کہتا



ہے کہ ہر جگہ وہی قرآن ہے وہی حدیث ہے جہاں جی میں آئے چلے جاؤ نماز تو ہر کوئی ایک ہی طرز میں پڑھتے پڑھاتے ہیں ہر نماز میں وہی سنتوں اور فرائض و نوافل کی تعداد ہے۔ ہر رکعت میں دو ہی سجدے کرتے ہیں۔ اس لئے نماز میں کیا فرق ہے جہاں چاہو جس مسجد میں چاہو جس کسی کی اقتداء میں نماز پڑھ لو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ نماز ہر امام کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ فیصل آباد کے سب سے بڑے سنی۔ پاکستان کے سب سے بڑے سنی حضرت علامہ محمد سردار احمد محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان سے کسی نے پوچھا کہ کیا دیوبندی امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے فرمایا کہ اس کی تو اپنی نہیں ہوتی تیری کیسے ہو جائے گی۔ یہ بڑے سنی کی بات ہے وہ جب بولتا ہے تو اس کا عقیدہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ سوائے اہل سنت و جماعت عقیدہ کے امام کے اور کسی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ کل ہی ایک بندہ آیا تھا وہ حضرت علامہ محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق بیان کر رہا تھا اس نے کہا کہ پیسے بھی ہوں وقت بھی ہو تو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضری دیا کرو۔ یہ حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت ہے۔ فرمایا کہ اے فیصل آباد والو اگر تمہارے پاس پیسے ہوں وقت ہو پھر تم داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضری دیا کرو۔ اگر لاہور نہیں جاسکتا تو پھر حضرت نور شاہ ولی کے دربار پر حاضری دیا کرو۔ حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بابا نور شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ دونوں ہم عصر ہیں ایک ہی زمانہ میں ہوئے ہیں وہ صاحب ارشاد ہیں اور یہ سیلانی تھے وہ بھی کرم کرتے ہیں اور یہ بھی کرم کرتے ہیں۔ یہ حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا

فرمان ہے۔ یہ سینوں کی پہچان ہے اللہ تعالیٰ ہمیں سنی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم ابھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ٹولے میں شامل ہو جاتے ہیں اگر یہ کہہ دیں کہ کتے دیکھیں توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بس یہ کہا اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ٹولے میں شامل ہو گئے اگر تم نے صدق دل سے یہ بات کہی ہے تو پھر اور بات ہے اور اگر محض زبانی کلامی بات کی ہے تو پھر یہ اور بات ہے۔ اثر ویسا ہی ہوگا جیسا آپ یقین رکھیں گے کیا آپ جنت کے طلب گار ہیں یا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار چاہتے ہیں کعبہ جانا چاہتے ہو کہ مدینہ شریف جانا چاہتے ہو۔ اگر دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہو اور مدینہ منورہ تمہاری منزل ہے تو پھر تم سنی ہو اور یہ سنی ہونے کی پہچان ہے۔ سنی کعبہ شریف بھی جاتا ہے اور ضرور جاتا ہے لیکن اس کی منزل مدینہ شریف ہی ہوتی ہے کعبہ سے ہو کر بھی جائے تو اس کی نظر مدینہ شریف پر ہی ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج بیت اللہ شریف کے لئے جا رہا ہوں لیکن میری اصل منزل مدینہ شریف ہی ہے۔

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دئے  
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے  
کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا  
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہفت کدھر کی ہے  
یہ سینوں کی پہچان ہے کہ جب بھی دعائیں گے تو اسی لمحہ پتہ چل جائے گا کہ یہ کس عقیدہ والے ہیں۔ اگر سنی جاہل ہے یا پھر سنی کھوٹا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے مانگے گا۔ ایسا

عقیدہ والا ظاہری طور سے کچھ اور ہوتا ہے لیکن باطنی طور سے وہ کچھ اور ہوتا ہے۔  
 اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

۔ وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا

ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستان بتایا۔۔۔۔۔ تجھے حمد ہے خدایا

تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا

تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا۔۔۔۔۔ کوئی تم سا کون آیا

۔ ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں

اور لا کہتا نہیں عادت رسول اللہ کی

۔ واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

آپ نے دیکھا نہیں کہ چک 86 میں امام صاحب اصل میں دیوبندی تھا لیکن بظاہر  
 سنی بنا ہوا تھا اس نے جب دعا مانگی تو کسی نے اعتراض کر دیا کہ یہ دعا جعلی ہے اصل  
 دعا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ خود ہی امامت چھوڑ کر چلا گیا اب وہ  
 دوست بن گیا تو اس نے خود ہی یہ بتایا کہ میں اندرون خانہ دیوبندی عقیدہ رکھتا تھا۔  
 صلوٰۃ و سلام پڑھنے نہیں دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ہی حمد بیان کرتا تھا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کا نام لینے نہیں دیتا تھا تو حید کا ہی پرچار کرتا تھا۔ اللہ اللہ ہی کرتا تھا۔ میری  
 عرض ہے کہ اللہ اللہ کرنے سے باز رہو کہ اللہ اللہ کرنا قبول ہی نہیں ہے جب تک اس

کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ہو۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جہاں میرا ذکر ہو وہاں میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ہو۔ اگر میرا ذکر ہو لیکن میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ ہو اس بندے کا جنت میں حصہ ہی نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو  
واللہ یہ ذکر حق نہیں کنجی ستر کی ہے

فرمایا کہ جہنم کی چابی یہ ہے کہ اللہ اللہ کرے۔ یا حی یا قیوم۔ یا حی یا قیوم وردو کرے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ کرے۔ ایسی جماعتیں موجود ہیں کہ جن کا پورا زور یا حی یا قیوم کے ورد پر لگا رہتا ہے لیکن حدیث قدسی ہے کہ میرا ذکر ہو لیکن میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہ ہو تو اس ذکر کا اور اس جماعت کا جنت میں حصہ نہیں ہے۔ فرمایا کہ میرا ذکر نہ ہو لیکن میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہو تو وہ بھی میرا ہی ذکر ہے۔ پڑھا گیا ہے کہ ”سگ طیبہ کہہ کے پکاریں ہم کو“۔ ”بھر دے بھر دے میری جھولی بھر دے“۔ ”لکھ دے لکھ دے میری قسمت میں مدینہ لکھ دے“۔ کتنا صاف اور شفاف عقیدہ ہے کہ مدینہ کی حاضری طلب کر رہا ہے جب ایسی تمنا کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو مدینہ شریف بلا بھی لیتے ہیں تمہاری جھولیاں بھی بھر دیتے ہیں اور تمہاری قسمت میں مدینہ شریف کی حاضری بھی لکھ دیتے ہیں۔ حضرات یہ سب سے بڑی خوش قسمتی ہے کہ آپ سنی ہیں اور سنیوں کی بات آپ کو پسند آتی ہے اللہ تعالیٰ ایسا بننے کی توفیق عطا فرمائے حشر کے روز سنیوں کے ساتھ اٹھنے کی توفیق عطا فرمائے اور



سینوں کے ساتھ ہی ہمارا حساب کتاب ہو۔ ایک اور بھی بڑا سنی ہے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ کم و بیش نواکھ احادیث مبارکہ کا راوی ہے۔ آپ کا حافظہ بہت کمزور تھا اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حافظہ عطا فرمائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تم مجھ سے مانگ کر شرک کر رہے ہو اور نہ ہی حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سمجھا کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگ کر شرک کر رہا ہے کیونکہ مانگنا تو صرف اللہ سے ہی چاہئے کہ وہی دینے والا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ کھیں لے آؤ۔ وہ کھیں لے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو بچھا دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یونہی ہوا سے دو تین بک بھر کر کھیں میں ڈال دے فرمایا کہ اس کو لپیٹ کر اپنے سینے سے لگا لو پھر اس کے بعد وہ کوئی بات نہیں بھولے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مالک کونین ہیں کو پاس کچھ رکھتے نہیں  
 دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں  
 میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا  
 دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ مکرم سب سے زیادہ عزت جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی ہے جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہ گزری قسم اٹھائی ہے۔ لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَاءِ وَأَنْتَ حَلٌّ بِهَذَا الْبَلَاءِ (البلد ۱-۲) ”مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔“ تیرا سر بڑا اچھا ہے تیری



داڑھی بڑی خوبصورت ہے تیری شکل و صورت دلربا ہے تو یہ بھی محبوب کی تعریف ہے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ تیری جوتی بڑی اچھی ہے تو کون سی تعریف اچھی رہی۔ پھر اگر یہ کہا جائے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے نعلین مبارکہ کے نیچے لگی ہوئی مٹی بڑی عظمت والی ہے تو یہ تعریف کیسی رہے گی اور یہ وہ مٹی ہے کہ جس کی قسم اللہ تعالیٰ اٹھاتا ہے ہر کوئی اپنے محبوب کی تعریف کرتا ہے لیکن کبھی کسی عاشق نے اپنے معشوق کے ٹکڑے کی اس کی جوتی کی اور جو مٹی اس کی جوتی کے نیچے لگی ہے اس کی تعریف نہیں کی ہے اب ایسے بھی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ نماز پڑھو اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ گزر کی قسم اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ روزہ رکھو، حج کرو، قربانی کرو، حفظ کرو، جہاد کرو شہادت پاؤ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرز یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت جب تک تیرے دل میں اس حد تک نہیں ہے کہ ان کے راہ گزر کی بھی قسم تیرے دل میں ہو تیری نماز بھی قبول نہیں ہے۔ تیرا کلمہ بھی قبول نہیں ہے۔ تیرا روزہ، حج، زکوٰۃ قربانی بھی قبول نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہمیں تعلیم دے رہا ہے کہ جہاں میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدم مبارک لگ جائے اس کی قسم ہے اور اس مٹی کی یہ عظمت ہے کہ اگر گناہ گار سے بھی گناہ گار کی قبر پر پڑ جائے تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے کسی لاعلاج بیمار کے چہرے پر پڑ جائے وہ شفا یاب ہو جاتا ہے مدینہ شریف کی خاک میں شفا کیوں ہے مدینہ تو یثرب تھا۔ بیماری کا گھر تھا ہر قسم کی بیماری وہاں تھی وہ یک لخت دارالتقاء کیسے بن گیا جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمین شریفین اس سرزمین پر لگے تو وہ دارالتقاء بن گیا۔ حضرات جس کے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین

مبارکہ سے لگی ہوئی مٹی کی عظمت نہیں ہے۔ اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہے حضرت  
حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور  
تو پھر کہیں گے ہاں تاجدار ہم بھی ہیں  
تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں  
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلو تیرا

جس کے دل میں یہ تصور نہیں ہے تو سمجھ لو اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی  
عزت کی ہی نہیں ہے وہ تو برامری پر علا ہوا ہے کہ ہم جیسے ہیں عرش معلیٰ کی کیا دعا  
ہے۔ عرش ایک خاص مقام ہے بڑی عظمت والی چیز ہے۔ میرا دل یہ کہتا ہے کہ  
عرش بھی سنی ہے اس کی دعا ہے کہ یا اللہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جوڑے  
سمیت مجھ پر آئیں تو میں ان کے قدموں کو بوسہ دوں اور حضرت یوسف علیہ السلام  
کی کیا دعا ہے کہ یا اللہ جس کے حسن کا صدقہ میرا حسن ہے مجھے اس ہستی کا دیدار کرا  
دے جتنے بھی سنی عقیدہ ہیں وہ ہمیشہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مانگتے ہیں۔  
چاند کی کیا دعا ہے کہ یا اللہ مجھ سے میرا چہرہ لے لے اور مجھے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کے غلام حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ عطا کر دے۔ حضرت بلال  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جو بھی عظمت ہے وہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
نسبت سے ہے۔ حضرات لَا أَقْبِمُ بِهَذَا الْبَلَاءِ أَنْتَ جَلُّ بِهَذَا الْكَلَامِ  
قرآن مجید کا حصہ بنانے کا مقصد یہ ہے کہ میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی  
اس حد تک تعظیم ہوگی تو پھر تمہارا کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی اور دوسرے

اعمال صالحہ قبول ہوں گے ورنہ اگر برائی والا عقیدہ ہے کہ وہ بھی ہماری طرح کے بشر ہیں۔ کسی کی اولاد ہیں اور ان کی بھی اولاد ہے شادی ہوئی ہے ازواج مطہرات بھی ہیں ہماری طرح کھاتے پیتے بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں تو وہ پھر برائی میں ہی رہے گا غلام نہیں بنے گا۔ سنی نہیں بنے گا۔ اللہ تعالیٰ سنی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب برہانش میاں مقبول حسن صاحب

01-07-10

### دوسری نشست:

معزز حاضرین کوئی بڑے سے بڑا مفتی ہو۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں یا کہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہوں اور فی زمانہ حضرت مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ فیصل آبادی ہیں وہ اگر کسی کو نصیحت کرنا چاہیں تو کیا نصیحت کریں گے صرف ایک نصیحت کرنی ہے بہت ساری نصائح نہیں کرنی ہیں تاکہ معاملہ خلط ملط نہ ہو جائے مسئلہ الجھنے نہ جائے صرف ایک ایسی نصیحت کرنی ہے کہ جس سے ان کا بیڑہ پار ہو جائے جن کو نصیحت کی جارہی ہے وہ نصیحت ایسی جامع ہو جو بندے کو پار لگا دے اور اسے جنت میں لے جائے۔ حاضرین سے ایک آواز آئی کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار سمجھے یہ آپ کا خیال ہے لیکن مفتی صاحب کی ایک ہی نصیحت ہے اور وہ یہ ہے کہ بندہ سنی ہو جائے۔ سنی میں مختاری بھی ہے سنی میں نور بھی ہے سنی علم غیب کو بھی مانتا ہے سنی بننا ہی وہ ہے کہ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام صفات کو مانتا ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات مانتا

ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مانتا ہو۔ حاضر ناظر اور شاہد مانتا ہو۔ صاحب علم غیب مانتا ہو۔ مالک مختار مانتا ہو الغرض نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر صفت مانتا ہو تو پھر بندہ نئی بنتا ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تیرے تو وصف ہیں عیب تنہی سے بری  
حیران ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے  
سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے  
باغ خلیل کا گل زیبا کیوں تجھے  
لیکن رضائے ختم سخن اس پہ کر دیا  
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے  
مجرم ہوں، اپنے عفو کا سامان کروں شہا  
یعنی شفع روز جزا کا کہوں تجھے

کلمہ بڑی اعلیٰ چیز ہے۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ قربانی حفظ، تفسیر، جہاد شہادت بہت اعلیٰ اعمال ہیں لیکن اگر تو سنی نہیں ہے تو ان میں سے کچھ بھی قبول نہیں ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت کے بہتر فرقے بن جائیں گے ان میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہے اور وہ اہل سنت و جماعت ہے۔ باقی بہتر فرقے ناری ہیں جہنمی ہیں اب پہلی نصیحت تو یہ ہے کہ سنی بن جاؤ۔ سنی بنے بغیر بخشش نہیں ہے۔ عمل ضرور کرو اعمال کی چھٹی نہیں ہے لیکن یہ یاد رکھو کہ اگر سنی نہیں ہے تو پھر اعمال حسنہ بھی بیکار ہیں۔ کلمہ بڑی اعلیٰ اور بنیادی چیز ہے مسلمان ہونے کے لئے یہ سب سے مقدم ہے لیکن آپ بتائیں کہ کیا قادیانی کو اس کا کلمہ کام دے رہا ہے کیا اس کے روزے اس



کی نماز تراویح اس کی ادا کی ہوئی زکوٰۃ اس کی قربانی، اس کا حج اور عمرہ اس کا جہاد اس کی شہادت اس کا حفظ قرآن اور تفسیر۔ اس کی مسجد پیشانی پر محراب اس کی ٹوپی داڑھی کیا اس کو کام دے رہی ہے۔ منافق نے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ بھی کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز بھی پڑھی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جہاد میں بھی شامل ہوا ہے۔ کفار کو بھی قتل کیا ہے اور شہید بھی ہوا ہے۔ قادیانی سے بھی زیادہ اچھے اور اعلیٰ اعمال کئے ہیں لیکن سنی عقیدہ نہ تھا اس لئے اس کے پلے میں بھی کچھ نہیں ہے۔ لہذا سرور صاحب آپ اپنے علاقہ ڈیرہ غازی خاں میں ابھی سے ہی یہ پیغام لے جاؤ کہ اے بندہ خدا سنی ہو جا اس سے بڑی نعمت کائنات میں نہیں ہے۔ یہ نعمت جنتی اور دوزخی میں فرق پیدا کرنے والی ہے۔ اب دوسری بات یہ ہے کہ جو سنی ہوگا اس کی دعا کیا ہوگی۔ وہ اپنی دعا میں کیا مانگے گا۔ سب سے بڑے شارح عقیدہ اہل سنت و جماعت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ان کے بعد سب سے بڑا سنی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جس کی دعا یہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھیں ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو اور میں ہر دم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھتا ہوں۔ جس سنی کی یہ دعا نہیں ہے وہ سنی بھی کچا سنی ہی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنت نہیں مانگی۔ خاتمہ بالخیر نہیں مانگا۔ پل صراط سے صحیح سلامت گزرنا نہیں مانگا۔ میزان پر حساب کتاب صحیح ہونا نہیں مانگا۔ قبر کے امتحان میں پاس ہونا نہیں مانگا۔ قبر روشن اور وسیع نہیں مانگی آپ نے کچھ بھی اور نہیں مانگا اگر مانگا ہے تو زیارت اور دیدار مصطفیٰ



صلی اللہ علیہ وسلم ہی مانگا ہے۔ اور پھر کیا ہے جو ان کو نہیں ملا۔ جنت دوزخ کے مالک ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں اول، آپ امامت میں اول۔ خلافت میں اول۔ جاثاری میں اول۔ وفا میں اول۔ ادب میں اول۔ عشق میں اول۔ صدق کی تصدیق میں اول۔ اطاعت میں اول۔ اتباع میں اول۔ دوستی میں اول۔ غلامی میں اول، اسلام میں اول الغرض آپ ہر مقام اور ہر موقع پر اول ہیں اور اب مزار میں بھی اول ہیں۔ افضل الصدیقین کتاب جو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانح حیات پر مبنی ہے آستانہ عالیہ سے چھپی ہے اس کا مطالعہ کریں تو شان صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتہ چل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر چیز میں اول درجہ پر فائز ہیں اور آپ کی دعایہ ہے اور ہمیں بھی وہ دعا سکھا رہے کہ میری آنکھیں ہوں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو۔ آپ ایسی دعا کرنے میں بھی اول ہیں اور اُمت کو یہ دعا سکھانے میں بھی اول ہیں۔ اس لئے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کرتے ہوئے سنی کی یہ دعا ہوگی کہ کتے دیکھن توں پہلاں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ محبت کو اپنے محبوب سے جب محبت ہوتی ہے تو اس کا ٹیسٹ ہوتا ہے۔ شہد کا بھی ٹیسٹ ہوتا ہے، دودھ کا بھی ٹیسٹ ہوتا ہے کہ یہ خالص ہیں کہ نہیں ہیں۔ wool یعنی اون کا بھی ٹیسٹ ہوتا ہے کہ حقیقی اون ہے کہ مصنوعی طور سے تیار کی گئی ہے۔ پانی کا ٹیسٹ ہوتا ہے کہ یہ پانی صاف ہلکا ہے کہ بھاری پانی ہے اس میں کون کون سی نمکیات پائی جاتی ہیں ہر چیز کا ٹیسٹ ہے۔ محبت کا ٹیسٹ یہ ہے کہ محبت اپنے محبوب کا دیدار کرنا چاہتا ہے اگر محبت اپنے محبوب کا دیدار نہیں کرنا چاہتا تو پھر

اسے محبت نہیں ہے۔ محبت اپنے محبوب کا وصل چاہتا ہے۔ اس کی ملاقات چاہتا ہے اس کا دیدار چاہتا ہے۔ لہذا سنی کی دعا یہ ہے کہ کتے و بکھن توں پہلاں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سنی کی منزل کون سی ہے وہ کہاں جانا چاہتا ہے۔ سنی کی منزل کون سی ہے کہ جہاں پہنچ کر اسے قرار آ جائے اس سے آگے وہ جانا نہ چاہتا ہو وہاں سے پھر کہیں اور جانے کو تیار نہیں ہوتا وہ مدینہ منورہ ہے اسے مدینہ منورہ میں قرار ملتا ہے۔ جب واپس آنا پڑے تو روتا ہوا ہی آتا ہے۔ کئی لوگ عمرہ حج کر کے واپس آتے ہیں تو روتے ہیں کہ میرا دل وہیں رہ گیا ہے۔ میرا یہاں گزراہ نہیں ہے۔ میرا جینا مشکل ہو رہا ہے میں نے واپس واپس چلے جانا ہے میرا دل اب یہاں نہیں لگتا۔

چھوڑ آیا ظہوری میں دل و جان مدینے میں

اب جینا یہاں مجھ کو دشوار نظر آئے

سنی کی منزل مدینہ منورہ ہے۔ فرشتوں کی منزل کون سی ہے۔ خواہ وہ جنت والے ہیں خواہ وہ عرش والے حاملین عرش ہیں خواہ وہ لوح محفوظ والے ہیں اللہ جانے کہاں کہاں ان کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے۔ ہر فرشتے کی درخواست فائل اللہ تعالیٰ کے ہاں موجود ہے کہ یا اللہ مجھے مدینہ منورہ حاضری دینے کی اجازت عطا فرما۔ فرشتے کی ساری عمر کی تمنا یہ ہے کہ اسے مدینہ منورہ جانے کی اجازت دی جائے۔ ستر ہزار کو صبح اجازت ملتی ہے اور ستر ہزار کو شام کو ملتی ہے۔ صبح والے شام تک رہتے ہیں اور شام والے صبح تک رہتے ہیں جب واپس جاتے ہیں تو روتے ہوئے جاتے ہیں کہ اب قیامت تک دوبارہ ان کی باری نہیں آئے گی جن کی ابھی تک باری نہیں آئی وہ بھی رورہے ہیں کہ ہماری باری جلدی آجائے۔ اگر جنت کو

آزاد کر دیا جائے کہ تو جہاں جانا چاہتی ہے چلی جا۔ تو جنت کہاں جائے گی۔  
 بتاتے ہیں کہ جنت میں کوثر چل رہی ہے وہاں بہت بہاریں ہیں دودھ کی نہریں  
 ہیں۔ سرسبز درخت پھل دار اور پھولدار ہیں۔ میوے ہیں تو جنت سے اگر پوچھا  
 جائے کہ تیری منزل کیا ہے تو کہاں جانا چاہتی ہے تو وہ عرض کرتی ہے کہ میں نے  
 مدینہ شریف جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہاں رہتے ہیں وہ omni present ہے ہر  
 وقت ہر جگہ موجود ہے۔ لیکن اس کے دو ٹھکانے ہیں ایک تو یہ ہے کہ وہ اپنے  
 محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہوتے ہیں اور دوسرے یہ کہ وہ ہر مومن کے  
 دل میں رہتا ہے کیونکہ مومن کے دل میں میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی  
 شان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مقام اور میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سنی کے  
 دل میں ہوتا ہے۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است

امروئے ماز نام مصطفیٰ است

یہ بتاؤ کہ بخشش کا بہانہ کیا ہے اگر وہ بہانہ نہ ملے تو بخشش نہیں ہوگی۔ خواہ وہ کوئی نبی  
 علیہ السلام ہی ہو خواہ وہ غوث ہو خواہ ولی ہو، کوئی بھی ہو وہ بہانہ حضور نبی کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی شفاعت ہے۔ اگر شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مل گئی تو بخشش ہوگئی۔  
 اعمال جیسے بھی مرضی کرلو۔ کوئی تمہیں اعمال سے نہیں روکتا اور نہ ہی روکنا چاہئے۔  
 اعمال سے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں روکتے پھر تجھے کیا رکاوٹ ہے۔ اعمال اپنی  
 جگہ درست ہیں اعمال کا اپنا کام ہے۔ نماز، روزہ، حج وغیرہ جنت میں داخلہ کے بعد  
 کام آئیں گے یہ جنت میں داخل ہونے کے لئے نہیں ہیں۔ جنت میں داخلہ نبی کریم

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ہوگا۔ جب شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو جنت میں چلا جائے گا پھر تیرے اعمال نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ دیکھے جائیں گے اور ان اعمال کی بنا پر جنت میں تجھے درجہ اور مقام عطا ہوگا

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چراغ کی روشنی میں کچھ سی رہی تھیں کہ چراغ گل ہو گیا آپ کے ہاتھ مبارک سے سوئی بھی گر گئی اور اس میں سے دھاگہ بھی نکل گیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تلاش کر رہی تھیں اور سوئی مل نہیں رہی تھی تو اسی اثنا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور چہرہ انور سے اتنا نور نکلا کہ کمرہ روشن ہو گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سوئی بھی تلاش کر لی اور اس میں دھاگہ بھی ڈال لیا۔ اس موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ ہلاک۔ وہ ہلاک، وہ ہلاک۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہلاک۔ ہلاک معنی جہنمی۔ ہلاک سے یہاں مراد مرنے والا نہیں ہے بلکہ جہنم میں جانے والا ہے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہلاک ہے۔ فرمایا کہ جس نے میرے دیکھنے کی تمنا نہیں کرنی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ جو دعا ہے یہ ساری محبت کا نچوڑ ہے اور سارے اسلام کا نچوڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اسے کسی سے کوئی حاجت نہیں ہے کوئی لالچ نہیں ہے کوئی ڈر تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہو کر میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ رہا ہے اور میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت پڑھ رہا ہے۔ سنیوں تمہیں مبارک ہو کہ تم بھی یہی دو کام کرتے ہو۔ ایک تو نعمت



نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہو اور دوسرے یہ کہ تمہاری دعا ہے کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یہی صراط مستقیم ہے۔ عمل ضرور کرو۔ نماز پڑھو۔ روزے رکھو، حج کرو، زکوٰۃ دو، اور دیگر اعمال صالحہ ضرور کرو لیکن دو چیزیں لازمی طور سے کرو کہ ایک تو نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھو۔ اور ایک دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا رکھو۔ جس خوش نصیب کو زیارت ہو گئی ہے وہ بار بار زیارت کی تمنا کرے جسے خواب میں ہو چکی ہے وہ تمنا کرے کہ اسے ظاہری زیارت نصیب ہو جائے۔ انشاء اللہ اسے ظاہری زیارت بھی ہو جائے گی۔ ایک سوال اور بھی ہے جو ذرا مشکل ہے کہ آپ بتائیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے کون ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سوال صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا جس طرح سے کہ میں آپ سے پوچھ رہا ہوں۔ سرور صاحب آپ ہی بتائیں۔ سرور صاحب ایم ایس سی ہیں اور ایک بہت بڑی Insecticide کمپنی کے مالک بھی ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہم ہی ہو سکتے ہیں فرمایا کہ نہیں یہ آپ نہیں ہیں۔ عرض کیا کہ فرماتے ہوں گے فرمایا وہ بھی نہیں ہیں۔ اب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم خاموش ہو گئے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا کہ اے میرے صحابہ سنو مجھ سے سب سے زیادہ پیار کرنے والے وہ بندے ہیں جو بعد میں آئیں گے ان کی دعا اور تمنا یہ ہوگی کہ یا اللہ ہماری جان لے لے۔ ہماری اولاد لے لے ہمارا مال لے لے، اور ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دیدار کرا دے۔ پھر آپ یہ کہہ دیں کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی دیدار مصطفیٰ صلی



اللہ علیہ وسلم کی تمنا ہے۔ یہی محبت ہے۔ یہی پیار ہے جب کسی بندے کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سے زیادہ پیار ہوتا ہے تو اس سے بھی زیادہ پیار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بندے سے ہوتا ہے۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار چاہتا ہے۔ آپ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں کہ جنت کے طلبگار ہیں۔ آپ کی منزل مدینہ منورہ ہے تو پھر تمہیں ہر چیز ہی مل جائے گی۔ حضرات یہ چند ایک چیزیں ہیں، بتائیے کہ کس سے مانگنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا چاہئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے جب بھی مانگا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مانگا ہے آج جو کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے مانگو وہی دیتا ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے مانگنا شرک ہے۔ سب سے زیادہ جس کو احادیث یاد ہیں اور اس نے احادیث روایت کی ہیں وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا حافظہ کمزور ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ بھی سنتا ہوں وہ سب بھول جاتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حافظہ عطا فرمائیں۔ نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی فرمایا کہ مجھ سے مانگ کر شرک کر رہے ہو اور نہ ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سمجھا کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگ کر شرک کر رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھیں لے آؤ۔ وہ کھیں لے آئے تو فرمایا کہ بچھا دو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یونہی ہوا سے بک بھر کر کھیں میں ڈال دیئے اور فرمایا کہ اس کو لپیٹ کر سینے سے لگالو۔ آپ نے وہ کھیں لپیٹ کر سینے سے لگایا تو نولا کھا حدیث مبارکہ کے راوی

ہیں۔ یہ اتنا حافظہ کہاں سے آگیا ہے کس کے در سے ملا۔ تو پھر آپ کو کہاں سے ملے گا۔ اس کے علاوہ اور بہت سی مثالیں ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں تیر لگ گیا۔ آنکھ ضائع ہوگئی وہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن لگایا تو آنکھ تندرست ہوگئی۔ حضرت عبداللہ بن عقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی وہ بھی در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دست شفقت پھیرا تو ہڈی ایسے جڑ گئی کہ کبھی ٹوٹی ہی نہ تھی ایک عورت کا بیٹا شہید ہو گیا۔ عورت بھی بوڑھی تھی وہ روتی ہوئی در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہوگئی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا تو اور کوئی سہارا نہیں۔ میرا یہ اکلوتا بیٹا تھا۔ میری تو دنیا اندھیر ہوگئی ہے۔ فرمایا کہ تو خوش ہو جا کہ تیرا بیٹا جنتی ہے اور وہ تجھے بھی جنت میں لے جائے گا عرض کرنے لگی کہ جنت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے مل جاتی ہے لیکن میں بیٹے کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو کیا چاہتی ہے عرض کرتی ہے کہ میرے بیٹے کو زندہ کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیٹے کا نام لے کر پکارا کہ اٹھ کھڑا ہو اور اپنی ماں کے ساتھ چلا جا۔ وہ بیٹا بعد میں کتنے ہی سال زندہ رہا۔ اس عورت نے کس سے مانگا اور اسے کیا ملا۔ بیٹے کی زندگی مل گئی۔ عمر میں اضافہ ہو گیا اور اس اضافی عمر کیلئے رزق مل گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا مَلِّ مَا شِئْتَ يَا رَبِّ عَظَمَ رَبِّهِ بَنِ كَعْبِ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ جو تیرا جی چاہتا ہے مجھ سے مانگ لے میں دینے کو تیار ہوں اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا شرک ہوتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیوں فرماتے جو کہہ رہے ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ سے مانگو ان سے بچو کہ یہ تمہیں گمراہ

کر رہے ہیں۔ اٹھے رستے پر ڈال رہے ہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللّٰهُ مُعْطِيٌّ وَآتَمَّا أَنَا قَابِلٌ لِلّٰهِ تَعَالٰی صرف مجھے ہی دیتا ہے اور میں ہی تقسیم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ صرف میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کچھ بھی تصرفات فضائل معجزات ہیں وہ ذاتی نہیں ہیں وہ عطائے رب ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں جو شان ہے جو علم ہے وہ میرے رب نے عطا کئے ہیں۔ ایک کائنات ہے جو مخلوق ہے یا پھر اللہ تعالیٰ خود ہے جو خالق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات بھی حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دی ہے اور اپنی مرضی بھی اور رضا بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دی ہے خالق بھی ان کا اور مخلوق بھی ان کی۔ پھر وہ فرما رہے ہیں کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ مجھے دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں اور جو کوئی تقسیم کر رہا ہے اسی سے ہی لینا ہوگا۔ آپ علم مانگتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگو علم مل جائے گا اشتقاق صاحب آپ ریاضی کے پروفیسر ہیں۔ ریاضی کا علم بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی تقسیم فرماتے ہیں پوری کائنات کے خزانے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہیں علم بھی عطا کرتے ہیں۔ حافظہ بھی عطا کرتے ہیں بہادری بھی عطا کرتے ہیں۔ زندگی بھی عطا کرتے ہیں۔ شعور بھی عطا کرتے ہیں۔ سرور بھی وہی عطا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کچھ عطا کرنے کا مختار بنایا ہے۔ حضرات مانگنے کی جگہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ان کے علاوہ نہ کسی کے پاس کچھ ہے اور نہ ہی کوئی دے سکتا ہے۔

لا و رب العرش جس کو ملا جو ملا ان سے ملا

بُنتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی



با خدا خدا کا یہی ہے ورنہ نہیں اور کوئی مقرر مقرر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

سعودی عرب میں سارا زور اسی پہ لگ رہا ہے کہ مدینہ نہ جاؤ۔ مکہ ہی بیٹھے رہو، نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھول جاؤ ان سے کنارہ کشی کر لو۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اگر تمہیں کچھ ملتا ہے تو وہیں سے ملتا ہے وَمَا أَتٰكُمْ الرَّسُوْلُ فَاٰخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ اور پھر فرمایا وَآمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَوْهُ (الضحیٰ ۱۰) ”اور منگتا کو نہ جھڑکو۔ فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سائل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر بھیج رہا ہوں ان کو جھڑکنا نہیں ہے بلکہ ان کی جھولیاں بھر کر ان کو دینا ہے یہ قرآن مجید ہے اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سائل بنایا ہے جس کو بھی ملتا ہے وہ در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی ملتا ہے۔ سائل میں کوئی تخصیص نہیں ہے ہر چھوٹا بڑا ہر زمانہ کا ہر خطہ کا ہر بندہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در کا سوالی بنایا ہے۔ مصدر جانتے ہو کیا ہوتا ہے۔ مصدر ایک لفظ ہوتا ہے کہ جس سے سارے دوسرے الفاظ نکلتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کے مصدر ہیں۔ لوگ اگر مومن ہیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایمان ہیں اب ان مومن لوگوں نے ایمان کہاں سے لیا ہے۔ لوگ عالم ہیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم علم ہیں، لوگ مسلمان ہیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اسلام ہیں۔ ایمان کا مصدر علم کا اسلام کا مصدر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہی سنی کا عقیدہ ہے یہی سنی کی پہچان ہے

آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ رہو۔ فی زمانہ بڑی تبلیغ ہو رہی ہے۔ لمبی داڑھی لمبی تسبیح۔ بڑے دورے بڑے چلے اور بڑے بستر چل رہے ہیں۔ حشر کے دن یہ سب ایک منٹ میں سیدھے ہو جائیں گے۔ ہر ایک کو اپنے گناہوں اور کرتوتوں کی وجہ سے پینہ آ جائے گا۔ کسی کو ٹخنوں تک کسی کو گھٹنوں تک اور کسی کو کمر تک کسی کو کندھوں تک اور کوئی پینہ میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ یہ پینہ گرم ہوگا کہ اس میں کوشت بھی گھنساڑنا شروع ہو جائے گا۔ آج تو اپنے علم میں اپنے فرقہ کے نشے میں بڑا زور لگا رہے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ جاؤ۔ لیکن حشر کے روز ہر کوئی چیخ و پکار کرے گا کہ آج کوئی سفارشی ڈھونڈو جو ہماری شفاعت کرے۔ سارے ابو جہل سارے ابو لہب بھی انہی میں ہوں گے اور شفیع ڈھونڈیں گے اب بتائیں کہ تمہارے اعمال کیا ہوئے اب ان اعمال کو کیوں پیش نہیں کر رہے ہیں۔ دنیا میں تو کہتے رہے کہ بس اپنے اپنے اعمال ہی کام آئیں گے۔ حشر میں اعمال کا سہارا کیوں نہیں لے رہے ہیں۔ ساری مخلوق اکٹھی ہو کر سیدنا آدم علیہ السلام کے در پر جائے گی کہ آپ ہمارے دادا ہیں ہماری شفاعت فرمائیں۔ وہ انکار کریں گے اور فرمائیں کہ اِذْهَبُوا اِلٰی غَیْرِیْ ہیرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ میں تمہاری شفاعت نہیں کر سکتا۔ وہ سارے حضرت نوح علیہ السلام کے در پر حاضر ہوں گے وہ بھی انکار کریں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام انبیاء علیہم السلام انکار کریں گے۔ آخر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے کہ شفاعت تو میں بھی نہیں کر سکتا۔ البتہ مجھے علم ہے کہ آج کون شفاعت کر سکتے ہیں اور وہ ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ آخر نبی پاک صلی اللہ علیہ



وہلم کے در پر آئیں گے اگر اس روز در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر شفاعت کی بھیک مانگتی ہے تو آج ہی در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلے جاؤ۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

لیکن اس روز بھی سنی کو صرف زکام جیسی تکلیف ہوگی لیکن ان کے علاوہ سب کی چنچیں نکل رہی ہوں گی۔ یہ صرف اس لئے ہے کہ سنی کے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہے۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است

امروئے ماز نام مصطفیٰ است

حضرات یہ چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ کبھی کسی کی باتوں میں نہ آنا۔ کسی برے بندے کی محفل میں نہ بیٹھنا۔ جو بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان گھٹائے وہ تیرا بڑا دشمن ہے۔ وہ زہر قاتل ہے۔ اس سے بچ کر رہیں۔ اگر تیرے پاس علم ہے تو پھر ان سے بحث و تکرار کرو اگر تو ان کے اعتراضات کا جواب دینے کے قابل نہیں ہے تو پھر ان سے کنارہ کشی اختیار کرو۔ اس کی نحوست ہی اتنی زیادہ ہے۔ ایک بہت گناہ گار بندہ سو دخور بڑا ظالم قسم کا تھا قرضے کی واپسی کے لئے اتنا تشدد کرتا تھا کہ قرض خواہ کی چنچیں نکل جاتی تھیں اس سے متعلق مشہور تھا یہ بڑا جہنمی ہے۔ وہ جا رہا تھا کہ راستہ میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ آگئی۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے اور ان کے مریدین معتقدین بھی بیٹھے تھے جس طرح سے کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں وہ

بھی آ کر پیچھے جوتیوں میں ہی بیٹھ گیا کہ دیکھوں یہ لوگ کیا کیا کر رہے ہیں دو چار منٹ بیٹھا پھر اٹھ کر باہر چلا گیا۔ راستہ میں جا رہا تھا کہ لوگوں نے آواز دی کہ جہنمی آ رہا ہے بچ جاؤ۔ ہاتف کی طرف سے آواز آئی کہ اب یہ جہنمی نہیں ہے یہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل سے اٹھ کر آ رہا ہے اب یہ جنتی بن گیا ہے۔ اچھے بندے کی صحبت یہ اثر کرتی ہے کہ ایک لمحہ میں جہنمی سے جنتی بنا کر رکھ دیا۔ اگر کسی بڑے عقیدہ کی محفل میں جاؤ گے تو اس کا اثر بھی الٹ ہی ہوگا۔ بڑے بندے سے زیادہ ایمان کا ڈاکو دنیا میں نہیں ہے۔

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو

کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

تھانے سے مراد پولیس چوکی نہیں ہے۔ بلکہ بڑے عقیدے والے لوگ ہیں۔ آپ نے بد عقیدہ لوگوں سے پناہ مانگی ہے کہ مجھے ان کی صحبت نہ ملے اس لئے حضرات عرض گزارش یہی ہے اللہ کرے کہ تمہارے دلوں میں سما جائے۔ سنی ہونا ایک نعمت، دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نہایت اعلیٰ چیز، شفاعت کے بغیر بخشش ممکن نہیں خواہ کتنے بھی اعمال صالحہ تمہارے پلے میں ہوں۔ یہ عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر کار بند رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ Repeation تو ضرور ہے کئی بار عرض کیا گیا ہے لیکن آپ دوبارہ سن لیں کہ سب سے بڑا عمل کرنے والا بندہ کہ جس کا ہر عمل تاریخ نے ریکارڈ کر لیا ہے تاکہ کسی کو بھی یہ بھول نہ جائیں وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ان کا ہر فعل ہر عمل تاریخ نے محفوظ کر لیا ہے اور آج بھی ہر بندے کے علم میں ہے۔ آپ نے کورنمنٹ کے بت توڑ دیئے۔ مقدمہ چلا

سزا تجویز ہوگئی کہ اس کو زندہ آگ میں جلا دیا جائے۔ آگ میں پھینک دیئے گئے  
 لیکن آگ ان کے لئے گل و گلزار بن گئی آپ نہیں جلے۔ ملک بدر کر دیئے گئے۔  
 نوے سال کی عمر میں بیٹا پیدا ہوا تو حکم ہوا کہ اس کو جنگل میں چھوڑ آؤ۔ آج جہاں  
 مکہ مکرمہ آباد ہے وہاں چھوڑ گئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کے  
 زمین پر رگڑنے کی وجہ سے پانی آب زم زم نکل آیا۔ آپ بھی بچ گئے اور ان کی  
 والدہ بھی بچ گئیں جب ذرا جوان ہونے کو آئے تو حکم ہوا کہ اس کی قربانی پیش  
 کرو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ  
 قربانی کیا ہے۔ فرمایا کہ سنت ابراہیمی ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ جتنی بھی  
 قربانیاں آپ کریں گے ان کا ثواب آپ کو بھی ملے گا اور اتنا ہی ثواب حضرت  
 ابراہیم علیہ السلام کی روح مبارک کو بھی جائے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے  
 پاس بھیڑ، بکریوں کے ریوڑ تھے۔ آپ نے وہ قربان کیں آپ نے گائے ذبح  
 کیں اونٹ بھی قربان کئے لیکن قربانی کرنے کا حکم بار بار آتا رہا تو آپ نے  
 اپنا بیٹا حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بھی قربانی کے لئے پیش کر دیا۔ اگر حضرت  
 اسماعیل علیہ السلام ذبح نہیں ہوئے تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے حضرت ابراہیم علیہ  
 السلام کے خلوص نیت میں کوئی کمی نہیں ہے۔ آپ جتنی بھی قربانیاں کرتے ہیں  
 ان سب کا ثواب بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جا رہا ہے۔ ان کی دعا یہ ہے کہ  
 رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَلِيِّي وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (۴) ”اے  
 ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن  
 حساب قائم ہوگا۔“ اس کے بعد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے

کہ اپنی نماز میں درود ابراہیمی پڑھو۔ یہ درود شریف دوسری یا پھر چوتھی رکعت میں لازمی پڑھنا ہوگا اس کے علاوہ گزارہ نہیں ہے۔ لیکن اتنا کچھ ہونے کے باوجود حشر کے دن ان کی بخشش کس طرح سے ہوگی آپ جھولی پھیلائے در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہوں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت فرمائیں گے تو میری بخشش ہوگی تو پھر آج ہی جھولی پھیلا لیں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں قیامت کو اگر مان گیا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہمیں یہ سبق سکھایا ہے۔ ہمیں تعلیم دی ہے ہم تو حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے تو کجا رہے ہم تو ان کے امتی جیسے بھی نہیں ہیں پھر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے اعمال کرنے والے کی بخشش نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ہوگی تو پھر تیری اور میری بخشش کہاں سے ہوگی یہ بھی شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی ہوگی۔ شفاعت کا خزانہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہے وہ اگر چاہیں تو شفاعت کا اذن حافظ صاحب کو دے دیں۔ چھوٹے بچے کو دے دیں۔ مسجد کو دیدیں۔ قرآن کو دیدیں، حجر اسود کو دیدیں، بیت اللہ شریف کو دیدیں، گنبد خضراء کو دیدیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہے کہ وہ جس کو چاہیں شفاعت کرنے کا اذن دیدیں۔ والدین



کو اولاد کے لئے دیدیں۔ اولاد کو والدین کے لئے دیدیں یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے وہ جسے چاہیں عطا کر دیں۔ ایک گناہ گار بندہ قبر میں جائے گا وہاں بڑی مصیبت میں مبتلا ہوگا۔ آگ میں جل رہا ہوگا یک لخت اس کی قبر گل و گلزار ہو جائے گی۔ وسیع اور نورانی ہو جائے گی وہ حیران ہو جائے گا اور پوچھے گا کہ یا اللہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جو اپنے پیچھے نیک اولاد چھوڑ کر آیا ہے۔ اس نے تمہاری بخشش کے لئے دعا کی ہے۔ حشر کے روز سب خاموش ہو جائیں گے جب تک میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت کا دروازہ نہیں کھولیں گے کوئی شفاعت کر ہی نہ سکے گا۔ شفاعت عظمیٰ صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے اگر وہ چاہیں تو ایک ٹکڑا آپ کو بھی دے دیں یہ ان کا کرم ہے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں شفاعت کر رہا ہوں بلکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے شفاعت کر رہے ہیں۔ آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ تمہاری شفاعت کس طرح سے ہو رہی ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ۔

مریدی لاتخف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو

حشر تک رہے بندہ بے خوف غوث اعظم کا

اے بندے اب تو میرا مرید ہو گیا ہے اب تو جنتی ہو گیا ہے اور حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ عظمت کہاں سے ملی یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لعاب دہن سے ملی ہے۔ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا سارا علم ساری طاقت میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لعاب دہن میں ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے بھی اس کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ سنی فرقہ کے علاوہ کسی اور فرقے



میں نہ جانا نہ ہی کسی بدعتیہ کی محفل میں بیٹھنا اور خاص کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے نیاز نہ ہو جانا۔ اگر کوئی نبی علیہ السلام بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز ہو جائے تو وہ بھی جنت میں نہ جاسکیں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہو گئی آپ تین سو سال روتے رہے۔ سجدے کرتے رہے۔ طواف کئے۔ معافی مانگتے رہے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا بِالْإِعْرَافِ (۲۳) ”اے ہمارے رب ہم نے اپنا آپ برا کیا۔“ دعائیں کیں ہر جتن کیا۔ شرم کے مارے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا ہی نہیں پھر بھی بخشش نہ ہوئی معافی نہ ملی جب جہل رحمت پر تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام ایک فقرہ بولو میں ابھی تمہاری بخشش کرنا ہوں۔ یا اللہ وہ کیا فقرہ ہے فرمایا کہ تم یہ کہو کہ یا اللہ مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی کے صدقے بخش دے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ الہی بحر مت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بخش دے تو اسی لمحہ ہی بخشش ہو گئی۔ حضرت حواری اللہ تعالیٰ عنہ نہ جانے کہاں تھیں ان کو اٹھا کر حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے کھڑا کر دیا۔ ان کا گھر آباد ہو گیا۔ واپس جنت میں داخل کر دیئے گئے تو یہ معافی کس وجہ سے ملی یہ نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ملی۔ حدیث شریف ہے کہ اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ ”ہی“ اور ”بھی“ میں فرق ہے۔ اس گھر کا مالک میں ہی ہوں یا میں بھی ہوں اس گھر کا مالک میں ہی ہوں۔ ہی کیا ہوتا ہے اور بھی کیا ہوتا ہے۔ بھی میں اور بھی شامل ہوتے ہیں۔ ہی میں فرد واحد ہوتا ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری تقسیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کرتے ہیں۔ شفاعت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہی کرتے ہیں۔ علم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی دیتے ہیں جرأت اور شجاعت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی دیتے ہیں۔ اسلام کے سب سے بڑے جرنیل کون تھے یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے وہ فرماتے ہیں کہ میری جرنیلی کا راز وہ موئے مبارک ہے جو میری ٹوپی میں سلا ہوا ہے وہ ٹوپی میرے سر پر ہوتی ہے تو مجھے جنگ میں فتح ہوتی ہے ورنہ شکست ہوتی ہے تو حضرات حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فتح کہاں سے ملتی ہے۔ جہاں سے انہیں ملی ہے تمہیں بھی وہیں سے ہی ملے گی۔ کیا کوئی پتھر یا کوئی دوسری چیز ہوا میں معلق رہ سکتی ہے۔ نہیں رہ سکتی۔ زمین کی کشش ثقل ہر چیز کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے لیکن مسجد اقصیٰ میں ایک بہت بڑا وزنی پتھر ہے ایک سو بیس فٹ لمبا ہے چالیس فٹ اونچا ہے۔ ہزاروں من وزن ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج پر تشریف لے گئے تو اس پتھر پر پاؤں رکھ کر براق پر سوار ہوئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرواز کی تو وہ پتھر بھی ساتھ ہی ہوا میں بلند ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ تم رک جاؤ۔ وہ پتھر زمین سے دس بارہ فٹ ہوا میں بلند ہو چکا تھا جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رکنے کا حکم دیا تو وہ وہیں پر ہی رک گیا۔ ہوا میں معلق ہو گیا اور آج تک اسی پوزیشن میں ہے۔ وہ پتھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوا میں معلق ہے زمین کی کیا طاقت ہے کہ اسے اپنی طرف کھینچ لے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ آج بھی موجود ہے اور موجود رہے گا۔ اس کے علاوہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک زندہ معجزہ شاہد تنویر صاحب کے گھر میں ہے۔ حکیم شفقت صاحب کے گھر میں بھی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

موتے مبارک ہے۔ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک موتے مبارک کی بھی زیارت کر لے گا وہ جنتی ہے۔ یہاں قریب ہی ایک محلہ ورپور ہے۔ وہاں کا ایک رہائشی بندہ شاہد تنویر کے گھر محفل پر آتا تھا اس نے بتایا کہ وہ نابینا ہو گیا تھا اس کی بینائی جاتی رہی اور سترہ سال تک وہ نابینا رہا۔ اس نے بہت علاج کرائے ڈاکٹروں نے اس کو جواب دے دیا کہ تمہاری بینائی اب بن نہیں سکتی تمہارا یہ دیکھنے کا نظام ہی فیل ہو گیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے حدیث شریف سنی کہ جو ایک ہزار دفعہ درود شریف پڑھ کر سرمہ پر دم کر کے آنکھوں میں ڈالے گا اس کی نظر ٹھیک ہو جائے گی۔ میں نے وہی عمل کیا رات کو سرمہ ڈال کر میں سو گیا صبح بیدار ہوا تو دونوں آنکھیں ٹھیک تھیں میری بینائی لوٹ آئی تھی مجھے نظر آنا شروع ہو گیا۔ یہ تو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کا کمال ہے۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کیا ہوگی۔ سنی خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو نعت خوانی کرتا ہے آپ بھی اللہ کی سنت پر عمل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کر رہا ہے تو اس کی تمنا آپ بھی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پہلے بھی کئی بار عرض کیا ہے آج پھر سن لیں کہ یہ عمل جو بھی آپ کرتے ہیں اس کی کوئی قدر کوئی Value نہیں ہے۔ کلمہ پڑھا تو صفر ہے، نماز پڑھی تو ایک صفر اور بھی لگ گیا۔ روزہ رکھا تو ایک صفر اور لگ گیا۔ تمام اعمال صفر ہیں ان کی کوئی value نہیں ہے۔ صفر خواہ کتنے بھی ہوں ان کی قدر و قیمت اس وقت بنتی ہے جب ان کے بائیں طرف ایک لگ جائے تو ایک کیا ہے وہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے وہ میرے نبی پاک



صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہے وہ ایک لگ جائے تو تمام صفروں کی قدر بن جاتی ہے۔ کلمہ بھی کامیاب، نماز، روزہ بھی کامیاب۔ حفظ، تفسیر، قربانی بھی کامیاب ہے اگر وہ ایک ہٹا دیں تو پھر پیچھے قادیانی رہ جائے گا کیا اس کا کلمہ قبول ہے کیا نماز روزہ اور دوسرے اعمال قبول ہیں۔ نہیں ہیں کیوں نہیں ہیں کہ ان کے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں ہے۔ اگر محبت ہوتی تو جو کچھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے وہ اس پر یقین کرتے اور ایمان رکھتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور مرزا غلام محمد قادیانی کو نبی نہ مانتے۔ کسی ایک خوش نصیب کو زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل ہوا تو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے سنا ہے کہ تمام اعمال صفر ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کی صورت میں ان کے ساتھ لگ جاتے ہیں تو ان کی قدر قیمت Value بنتی ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری طرف سے اس میں ایک ترمیم کرلو۔ کہ وہ ایک جو ہے وہ تیرا پیر ہے لیکن اسے لگاتا میں ہوں اور اگر تم یہ مان لو گے تو پھر میں بھی لگ جاؤں گا۔ ایک اکیلا اور دو گیا رہ والا حساب بن جاتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ تمہیں پیر کی منقبت لکھا دیتا ہوں وہ تم لکھ لو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ منقبت Dictation کرائی Dictation کیا ہوتی ہے۔ یہ جس طرح سے بچوں کو املاء لکھواتے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھواتے گئے وہ لکھتا گیا۔ وہ منقبت سرائیکی زبان میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سرائیکی زبان بہت پسند ہے۔ ہر زبان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند

ہے۔ اس خوش نصیب کو منقبت بھی لکھوائی اور اس کی طرز بھی سکھائی وہ مجھے اسی طرز میں وہ منقبت سنا کر گیا ہے۔ اگلی محفل پر جو لوگ لاہور جائیں گے وہ انشاء اللہ سنیں گے۔ یہ قاری گل محمد صاحب ہیں جو لاہور کے رہائشی ہیں۔ جب وہ صبح بیدار ہوئے تو ان کے سرہانے کے نیچے وہی منقبت لکھی لکھائی پڑی ہوئی تھی اس کاغذ کی میں نے بھی زیارت کی ہے۔ یہ پیغام ہے کہ پیر کی بیعت کے بغیر نہ رہنا کیونکہ قیامت کے روز پیر کے نام پر آواز پڑے گی۔ **يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمْلِهِمْ** (نہایت سائل ۷) ”جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے“ حشر کے دن آواز دی جائے گی کہ اے فلاں کے مریدو آ جاؤ۔ نقشبندیو آ جاؤ۔ سہروردیو آ جاؤ، چشتیو آ جاؤ، قادریو آ جاؤ، ہر کوئی اپنے پیر کے ساتھ وہ اپنے پیر کے ساتھ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تعلیم دے رہے ہیں کہ تیرا مجھ تک پہنچنا بوسیلہ پیر ہے۔ جو قادری، چشتی ہیں وہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے جو سہروردی ہیں وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے اور جو نقشبندی ہیں وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے لواء الحمد کے نیچے آ جائیں گے۔ یہ دیکھو مجھے لواء الحمد کے نیچے کون پہنچا رہا ہے۔ یہ میرا سلسلہ ہے۔ یہ میرا مرید ہوتا ہے۔ وہ منقبت پیر صاحب (لاہور قاری گل محمد صاحب کو عطا ہوئی ہے۔ ایک اور بھی بندہ ہے جس کو بڑی عطا ہوئی ہے۔ اسلام آباد میں آپ کے ایک پیر بھائی ہیں ابھی دو ماہ ہی اسے بیعت ہوئے گزرے ہیں وہ حافظ ظفر اقبال صاحب کے ساتھ مل کر ذکر کرتا ہے اور باقاعدگی سے ان کی محفل میں آتا ہے اسے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یارت ہوئی تو اس نے عرض کیا کہ



یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جو کتاب وسیلہ نجات ہے یہ کیسی کتاب ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ وسیلہ نجات کتاب کونسی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ کتاب حق ہے لوگوں کو بتاؤ کہ وہ اس کتاب کو پڑھیں اس میں جو بھی کرم ہے وہ میرا ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میرا ہی کلام ہے۔ میری عرض ہے کہ پروفیسر صاحب بڑی محبت سے اور محنت وہ کتاب چھپوا رہے ہیں لیکن افسوس ہے کہ نہ تو میرے بچے اس کو پڑھتے ہیں اور نہ ہی آپ یا آپ کے بچے دوست احباب اس کو پڑھتے ہیں۔ میری عرض ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پیغام ہے کہ کتاب وسیلہ نجات حق ہے اسے ضرور پڑھو۔ دس پندرہ سال پہلے شیخوپورہ میں محفل تھی، اس محفل میں ایک بڑے پیر صاحب بھی تشریف لائے بڑی دستار مبارک کلاہ جبہ عصا پوری طرح سے مزین لباس وہ تھے۔ ہم ان کی آمد پر ان کی تعظیم میں کھڑے ہو گئے دست بوسی کی انہیں پورے پروٹوکول کے ساتھ بٹھایا۔ جب نعت خوانی ختم ہوئی تو میں نے ان سے ارشادات کے لئے عرض کیا وہ کہنے لگے کہ میرا بیٹا ساتھ ہے وہ بڑا اچھا خطیب ہے اور ہمارے مدرسہ کا منتظم ہے وہ تقریر کریں گے۔ اس صاحبزادہ صاحب نے تقریر کی جو پروفیسر صاحب کے پاس ریکارڈ شدہ ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں بتایا کہ یہ میرے والد صاحب محترم سید عاشق حسین شاہ صاحب آستانہ عالیہ سرہند شریف شیخوپورہ کے مہتمم اعلیٰ ہیں بات لمبی ہے ان کے پاس وسیلہ نجات کے کچھ حصے پہنچے یہ رات کو ان کا مطالعہ کیا کرتے ہیں ایک روز جب یہ کتاب وسیلہ نجات پڑھ رہے تھے تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ از خود شریف لے آئے۔ حضرت مجدد الف ثانی

رحمۃ اللہ علیہ چار سو سال قبل اکبر اعظم مغلیہ دور کے بادشاہ کے وقت میں ہوئے ہیں اور اکبر کے دین الہی کا بیڑہ غرق کرنے والے آپ ہی ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فاروقی ہیں اور یہ عاشق حسین صاحب سید زادے ہیں۔ لیکن ان کی اولاد میں ایک دوسرے کے ساتھ رشتہ داریاں بن گئی ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور فرمایا کہ کیا پڑھ رہے ہو۔ عرض کیا کہ وسیلہ نجات پڑھ رہا ہوں۔ فرمایا کہ یہ کتاب میں نے بھی پڑھی ہے اس میں سارا حق سچ ہے اسے میں بھی پسند کرتا ہوں آپ اس کو اپنے مدرسہ میں سبقاً پڑھاؤ۔ بچوں کو اس کی تعلیم دو اور اسے اپنے نصاب میں شامل کرو۔ وسیلہ نجات کے مندرجات سے متعلق میں نے یہ دو شہادتیں آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں اور میری عرض یہی ہے کہ وسیلہ نجات ضرور پڑھو یہ میرا نہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اس کے بچپس جسے آچکے ہیں جہاں جہاں بھی محافل میں پڑھی جا رہی ہے خصوصی طور سے عورتیں اپنی محافل میں ان کو پڑھ رہی ہیں۔ محفل ہوتی ہے تلاوت اور نعت شریف کے بعد وہ میر محفل اس کتاب کو پڑھ کر حاضر عورتوں کو مناتی ہے اور اتنا کرم ہو رہا ہے کہ پورا شہر ہی اس سلسلہ میں منسلک ہو گیا ہے۔ جہاں یہ عمل نہیں ہوتا وہاں خاک اڑ رہی ہے اللہ تعالیٰ اس کو پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قاری نور الحق صاحب جو مدرسہ جامعہ قاطمہ گلشن بغداد سلطانیہ مسجد میاں کالونی فیصل آباد کے مہتمم تھے ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے وسیلہ نجات کی بہت تعریف فرمائی میں نے کہا کہ نہ تو اس میں کوئی حوالہ ہوتا ہے نہ تسلسل ہے نہ کوئی زبان دانی نہ کوئی گرائمر کا لحاظ ہے آپ کو اس کی

کیا چیز پسند آئی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ بھی ہے مجھے تو اس کی ہر سطر سے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملتا ہے۔ ان کا لکھا ہوا خط پچیسویں حصہ کے پیش لفظ میں چھپ چکا ہے وہ یہ خط تحریر کرنے کے ایک ہفتہ بعد وصال کر گئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے ان کا پیغام یہ ہے کہ وسیلہ نجات سے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملتا ہے۔ لوگ بہت سے سوال کرتے ہیں کہ عشق مصطفیٰ کہاں سے ملے گا تو قاری محمد نور الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرما گئے ہیں کہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب وسیلہ نجات میں ملتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 10-07-02

یا رسول اللہ ﷺ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
یا اللہ ﷻ

صَلَّى اللَّهُ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ۝

عشق سرکار کی اک شمع جلا لودل میں
بعد مرنے کے کد میں اُجالا ہوگا

بِقِیَمَانِ نَظَرِ

بیر طریقت راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ  
حضرت پیر محمد فیض سرگودھا اکبر علی جوہر مدظلہ العالی دامت برکاتہ العالیہ  
یہ عمل میلاد شریف قمری لحاظ سے ہر ماہ چوتھے بختے بروز ہفتہ بھادرملا مغرب منقہ ہوتی ہے

برائے ایصال ثواب
وسیلہ نجات فری لائبریری

دالہ بیکانہ جرحہ بیکانہ لاہور کے لیے میاں شاہد تنویر مکان نمبر B-380/5

گلی نمبر 10 محمود آباد فیصل آباد فون 8862351 موبائل 0301-7169263

## اصل الاصول بندگی اس تا جور کی ہے

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
 الْعَالَمِينَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝  
 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ  
 وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدَنَا رَسُولَ اللّٰهِ  
 وَعَلَى الْبَكِّ وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ  
 قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْقُرْآنِ الْحَمِیْدِ وَلِبَرَهَانَ الرَّشِیْدِ  
 اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَنْ  
 يُطِيعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ صَلَّی اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَسَلَّیْ نَبِیُّ الْكَرِیْمِ  
 وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

نہایت ہی واجب التکریم پیر طریقت راہبر شریعت حضرت قبلہ ڈاکٹر علی محمد صاحب  
 اور معزز سامعین و حاضرین اللہ جل شانہ کی تمام تعریف اور حمد و ثناء کے بعد سید کائنات  
 شان کائنات جان کائنات ایمان کائنات صدر کائنات مصدر کائنات اصل کائنات  
 وجہ کائنات رحمت کائنات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُور دربار کو ہر  
 بار دربار رسالت میں بے شمار ہدیہ درود و سلام پیش کرنے کے بعد قرآن مجید فرقان  
 حمید برہان الرشید میں سے سورت النساء کی آیت نمبر ۸۰ کا تھوڑا سا ابتدائی حصہ  
 تلاوت کرنے۔ پڑھنے اور ہم سب کو سننے کی سعادت نصیب ہوئی اس نعمت اعلیٰ پر ہم  
 اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک محفل میں ہمیں شامل ہونے



کی توفیق بخشی ایسی محفل میں شمولیت کرنا بھی بہت بڑی سعادت ہے۔ پھر کلام کو بات کو گفتگو کو نعت شریف کو اور قرآن پاک کی تلاوت کو بغور سننا یہ اور بھی سعادتیں رحمتیں اور برکتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پاک لوگوں کے صدقہ میں ہمیں ایسی محافل نصیب کرتے رہیں اور ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف کرے اور صاحب خانہ کی تمام نیک اور جائز حاجات اپنی رحمت کے ساتھ پوری فرمائے آمین۔

قرآن کریم کی آیت مبارکہ جو حصہ پڑھا گیا ہے اس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: **مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (نساء: ۸۰)** ”جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا“ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی ہی اطاعت کی۔ اس کی تفسیر اور توضیح میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ اس کی اطاعت کرنے کا حق کیسے ادا کیا گیا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے یہ فرمادیا کہ انہوں نے اصل میری ہی اطاعت کی ہے جب کہ انہوں نے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی ہے۔ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت دراصل میری ہی اطاعت ہے۔ اس ضمن میں ہم آگے چلیں گے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ تبلیغ کے لئے بھیجا جس طرح سے کہ مفسرین نے لکھا ہے کہ فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی وہاں ضرورت ہے اور آپ ہی وہاں جائیں کہ جس وضاحت کے ساتھ آپ بیان کر سکتے ہیں شاید کوئی دوسرا بیان نہ کر سکے۔ وہ مقام صہبا کا تھا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے یہ نماز ظہر کے بعد کا وقت تھا۔ آپ وہاں پہنچے تو اس قبیلہ کے لوگ انتظار میں تھے کہ کوئی معلم آئے اور ہمیں دین مصطفوی سے متعلق آگاہ کرے اور ہم



بھی کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہو جائیں۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا علی شیر خدا حیدر کرا شریف لائے ہیں انہوں نے بڑے جوش سے آپ کا استقبال کیا۔ آپ کی دست بوسی اور قدم بوسی کی مصافحہ کیا اور معافہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے مطابق وہاں تبلیغ فرمائی۔ نماز عصر کا وقت قریب ہوتا گیا آپ نے خیال فرمایا کہ یہاں میں کوئی امام مقرر کر دوں اور خود واپس جا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کروں۔ آپ نے ان لوگوں میں سے امام مقرر فرمایا اور خود واپس تشریف لے آئے۔ آپ کے آنے سے قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر ادا فرما چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ آؤ اپنی کو دو مبارک کو بچھاؤ کہ میں ذرا استراحت کرنا چاہتا ہوں میں ذرا آرام کرنا چاہتا ہوں اب حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے دو مسئلے تھے ایک تو اللہ تعالیٰ کے فرض نماز عصر کی ادائیگی تھی اور دوسرا طاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان نے یہ فیصلہ دیا کہ تمام عبادات پہنچ ہیں اصل الاصول طاعت اس ناجور کی ہے آپ نے فرض نماز کو اس لحاظ سے چھوڑ دیا کہ طاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں کر لوں گا تو اللہ تعالیٰ اس کے صدقے میں مجھے انعام عطا فرمائے گا۔ اگر میں طاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر نماز پڑھتا ہوں تو یہ ہو سکتا ہے کہ میری یہ نماز بھی قبول نہ ہو۔ پھر یہ کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن مجید کا آیت مبارکہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۳۱) اے محبوب تم فرما دو کہ لو کو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔

اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ سے تعلق قائم کرنا چاہتے ہو تو یہ محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ہو سکتی ہے اس لئے باقی تمام چیزیں ترک کر کے یہ دیکھیں کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يُحِبُّكُمْ اللّٰهُ وَحُضُورُنِیْ کریم صلی اللہ علیہ کی اتباع کرتا ہے اللہ تعالیٰ صرف اسی سے محبت کرتا ہے اسی سے ہی پیار کرتا ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان نے یہ فیصلہ کر دیا کہ تمام عبادات کی اصل اس ناجور کی اطاعت میں ہے اس کی غلامی میں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سر تسلیم خم کر لینے سے اللہ تعالیٰ درجہ اور مقام عطا فرمائے گا اس لئے آپ نے نماز کا ذکر ہی نہ کیا اور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے مطابق اپنی کوئی بچھادی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کود میں اپنا سر مبارک رکھا اور سو گئے۔ یہ آپ حضرات کو بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جنت البقیع کی طرف ایک محلہ ہے جس کا نام محلہ نور ہے وہ محلہ اب تک موجود ہے اس محلہ میں ایک مسجد ہے اس مسجد کا نام مسجد نور ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت وہاں موجود تھے میں نے اس مسجد نور کی زیارت کی ہے۔ وہ جگہ جہاں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی کود میں سر مبارک رکھ کر آرام کی غرض سے لیٹ گئے اس جگہ کی نشان دہی کی ہوئی ہے اور اس جگہ کو چاروں طرف سے لوہے کی سنگلی سے محصور کیا ہوا ہے۔ آپ حضرات میں سے جو کوئی عمرہ یا حج کی سعادت

حاصل کرنے کی غرض سے مدینہ شریف جائے توجہ جنت البقیع کے مشرقی جانب محلہ نور ہے اور اسی میں جالح مسجد نور ہے اس مسجد میں وہ جگہ ہے جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوہ مبارک میں آرام فرمایا۔ اس جگہ کو آہنی سنگل لگا کر محفوظ کیا ہوا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوہ میں آرام فرما رہے ہیں سورج غروب ہونے کو ہے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ ذات مبارکہ ہے کہ آپ کی پوری زندگی میں کوئی نماز کبھی قضا نہیں ہوئی یہ متفق علیہ ہے کہ آپ کی کبھی کوئی نماز قضا نہیں ہوتی تھی اور آج جو علی کی محبت کے دعویدار ہیں ان کی نماز کبھی ادا نہیں ہوئی۔ حضرت سیدنا علی حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوہ مبارک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم والسلام نحو استراحت ہو گئے تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔

فرش پر عرش اعلیٰ کے نشان معلوم ہوتے ہیں  
علی کی کوہ میں دونوں جہاں معلوم ہوتے ہیں  
نمازیں گر قضا ہوں تو پھر ادا ہوں  
نگاہوں کی قضا کیں کب ادا ہوں

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما رہے اور سورج اپنی منزل پر چلا رہا۔ آپ نے یہی فیصلہ فرمایا کہ تمام عبادات اصل الاصول جو بھی ہیں یہ اس ناجور کے قدموں میں قربان کرنے سے اللہ تعالیٰ عظمتیں عطا فرماتا ہے اور کئی شانیں عطا کرتا ہے۔ آخر سورج غروب ہو ہی گیا اور آپ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ آپ کی آنکھوں میں نمی آگئی کہ آپ کی نماز کبھی قضا ہی نہ ہوئی تھی۔ آپ کا ایک آنسو چہرہ



انور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی گر گیا تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بیدار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا يَكِينُكَ يَا عَلِيُّ عَلِيُّ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ آپ کو کس چیز نے دلایا ہے۔ تم کیوں رو رہے ہو۔ عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری نماز عصر قضا ہو گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب بتاؤ کہ قضا پڑھو گے کہ ادا پڑھو گے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نماز قضا ہی نہیں ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی شہادت مبارک کا اشارہ فرمایا۔ سورج مخلوق ہے اور مخلوق اپنے خالق کی عبادت اور بندگی کرتی ہے۔ جب سورج غروب ہوتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف کرنا ہے۔ مَبْحَاحَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے سورج کی ڈیوٹی لگائی ہے۔ اپنی ڈیوٹی پوری کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت کرنا ہے اس کی تسبیحات پڑھتا ہے۔ یہ چاند، سورج، ستارے اور سیارے سب مخلوق ہیں لیکن یہ حقیقت سمجھتے چلیں کہ چاند سورج مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے چمک رہے ہیں یہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گدا اور محتاج ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو واپس آنے کا اشارہ فرمایا تو سورج نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا اللہ ادھر میں تیری عبادت میں مصروف ہوں تجھے سجدہ کر رہا ہوں اور ادھر تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اشارہ ہے کہ واپس ہو جاؤں یا اللہ میرے لئے کیا حکم ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے سورج آج تیرا یہ سجدہ قضا ہو سکتا ہے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام کا سجدہ قضا نہیں ہو سکتا۔ حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے

أَهْلًا قُضِيَ فِي الشَّامِ فِي هَذَا الْمَقَامِ

مصطفیٰ تیری شوکت پہ لاکھوں سلام

حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا۔ سورج واپس آیا۔ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ یہ نماز عصر فقط حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور کسی کے لئے نہیں ہے۔ سورج کو واپس کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ یا اللہ علی تیری اور تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت میں تھا تو اس کے لئے سورج واپس کر دے۔ سورج واپس آ گیا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا فرمائی۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نماز ترک کئے ہوئے تھے اس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کہاں تھی۔ البتہ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ضرور تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی حق اس نے اللہ تعالیٰ کی ہی اطاعت کی۔ علی حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں

اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

جب تاجور کرم فرمائیں تو ساری عبادات قبول ہو جاتی ہیں سارے سجدے قبول ہو جاتے ہیں رکوعات قبول ہو جاتے ہیں۔ جنگ احد کے موقع پر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید زخمی ہو گئے چلنے کی طاقت نہ رہی لیکن پھر بھی اپنے آپ کو کھینچتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے اور اپنا سر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ



وسلم کے قدمین شریفین پر رکھ دیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی جان، جان آفرین کے سپرد کر رہا ہوں اور میرا دل یہ چاہتا تھا کہ آخری دم میرا سر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین پر رکھا ہوتا کہ میری عبادات ریاضات میرا زہد وتقویٰ جو کچھ بھی ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعلین مبارک کا صدقہ بارگاہ عالیہ میں قبول ہو جائے۔ پتہ چلا کہ تمام عبادات ریاضات کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرنے سے اللہ تعالیٰ ان کو شرف قبولیت بخشا ہے اسی طرح سے دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ کو اُجاگر کر کے بتا دیا کہ تمام عبادات ریاضات پہنچ ہیں اصل الاصول بندگی اس ناجور کی ہے۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اسی اصول کے تحت اپنی زندگی گزاری۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

خطاب حضرت علامہ محمد پناہ صاحب

مدہائش بشیر احمد بٹ صاحب

30-04-11

موضوع کے مناسبت سے عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِیْكُمْ (الانفال ۲۴) ”اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلا نے پر حاضر ہو۔ جب تمہیں اس چیز کیلئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔“ حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بلانا اللہ تعالیٰ کا ہی بلانا ہے کیونکہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کسی کو نہیں بلاتا۔ اس لئے حضور نبی

کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلائے پر مسلمان خواہ کسی بھی حال میں ہو وہ فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک صحابی کو بلایا جو نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے اپنی نماز جلدی جلدی مکمل کی اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں نے تجھے بلایا تو تم نے آنے میں دیر کیوں کی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز میں تھا تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درج بالا آیت مبارک پڑھی اور فرمایا کہ تمہیں خبر نہیں ہے کہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں بلائے تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔ اس سے یہ مسئلہ سمجھ میں آتا ہے کہ اگر کوئی نماز کی حالت میں بھی ہو اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے بلائیں تو وہ جہاں تک نماز پڑھ چکا ہے وہیں چھوڑ کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور جس کام کے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اسے بھیجیں وہ چلا جائے اور وہ کام کر کے واپس آئے۔ خواہ اس کا رخ قبلہ کی جانب نہ بھی رہا ہو وہ پھر بھی حالت نماز میں ہی ہوگا اور جہاں سے نماز چھوڑ کر گیا تھا وہیں سے ہی شروع کر کے اپنی نماز مکمل کرے گا اس کی نماز میں کسی قسم کا کوئی خلل نہیں آئے گا۔ مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت مبارکہ کے تحت فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی حالت میں سلام کرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ اس پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروغ ہیں

اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

آیت کریمہ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ اِن نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی ہی اطاعت کی۔ اس پر منافقین نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے ہیں کہ ہم اب ان کو اللہ تعالیٰ ہی مان لیں۔ ان کی اس بات کی تردید اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تائید میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہر حال میں فرض اور لازم ہے۔ خواہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں ہو ہر طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان واجب العمل ہے۔ اگر کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا حکم فرمائیں جو بظاہر شریعت محمدی کے خلاف ہو پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق عمل ہو گا شرعی حکم منسوخ ہو جائے گا۔ کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شریعت کے تابع نہیں ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اور فعل ہی شریعت ہے ایسی ہزاروں مثالیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکیلے کی کو ایسی دوسروں کے برابر قرار دے دی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دوسرا نکاح کرنا حرام فرما دیا حالانکہ شریعت کی رو سے آپ چار شادیاں کر سکتے تھے۔ سونا مرد کے لئے حرام ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے سونے کے کنکن پہننا جائز قرار دے دیا۔ زندگی بچانا فرض ہے اگر بھوک سے اتنا بڑھا ہوا ہے کہ موت قریب نظر آرہی ہے تو حرام کھانا بھی جائز ہے کہ جس سے جان بچ جائے۔ نماز کی حالت میں

بھی کوئی موذی جانور سانپ وغیرہ نظر آئے تو نماز توڑ کر بھی اس سے جان بچانا فرض ہے۔ کوئی اندھا آدمی کنویں میں گر رہا ہے تو نماز توڑ کر بھی اس کو کنویں میں گرنے سے بچانا فرض ہے۔ لیکن یہ تمام تر شریعت ہے اور شرعی احکام ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غار ثور میں سانپ ڈسوالیا زندگی کی پرواہ نہ کی شرعی حکم کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل نہ آنے دیا۔ جس طرح سے حضرت علامہ محمد پناہ صاحب نے فرمایا ہے کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی نماز قربان کر دی لیکن مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آرام میں خلل نہ آنے دیا۔ لہذا اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے۔ اس پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز  
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے  
صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے  
اور حفظ جان تو جان فروع عزر کی ہے  
ہاں تو نے ان کو جان، انہیں پھیر دی نماز  
پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے  
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں  
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے  
تحریر از پروفیسر عبدالغفار



## ادب واحترام نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ لَكَ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝  
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الْاٰمِنُوْنَ اٰمِنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ  
وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

قبلہ پیر طریقت راہبر شریعت حضرت ڈاکٹر علی محمد صاحب اور میرے دوستوں اور بزرگو  
خالق کائنات جل جلالہ کے مقدس منز امیر اور لاریب کلام میں سے ایک آیت  
مقدسہ کو آج کی گفتگو کے لئے موضوع بنایا ہے اللہ جل شانہ کی بارگاہ اقدس میں دعا  
ہے کہ خالق کائنات جل جلالہ حق و صداقت کے ساتھ گفتگو کرنے کی توفیق عطا  
فرمائے احباب ذی وقار اللہ جل جلالہ نے اپنے پیارے محبوب نبی پاک صاحب  
لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی ہی شانیں بیان فرمائی ہیں اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کی عظمت بیان کرتے ہوئے اس امت مسلمہ کو اپنے پیارے محبوب نبی پاک  
صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس کا ادب اور احترام بھی سکھایا ہے۔ مختلف  
قسم کے مکاتب فکر کے لوگ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں اپنے اپنے  
انداز میں باتیں کرتے نظر آتے ہیں لیکن اہل سنت و جماعت کا یہ موقف ہے کہ

فلک کو اس بلندی پر بھی وہ عظمت نہیں حاصل  
جبیں خاک سے پوچھو کہ مقام نقش پا کیا ہے



اللہ جل جلالہ نے اپنے پیارے محبوب نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس کا ادب و احترام سکھاتے ہوئے ایک قبیلے کو خطاب فرمایا، دوپہر کا وقت تھا، قبیلہ بنی تمیم کے کچھ لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونا چاہتے تھے۔ وہ آئے اور آستانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر اونچی آواز سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا شروع کر دیا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام آرام فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آوازیں سماعت فرما کر باہر تشریف لے آئے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آرام فرما رہے تھے اور ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل ڈالا جو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نزدیک گستاخی اور بے ادبی تصور ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

إِنَّ الْبَلَيْنَ يَأْتِي وَنَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (الحجرات ۵-۴) ”بی شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اور ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔“ اے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنے کے لئے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مقدس کے باہر کھڑے ہو کر اونچی آواز سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلارہے ہیں۔ اونچی اونچی آوازیں دے رہے ہیں۔ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ میں اکثر بے وقوف ہیں احمق ہیں بے عقل ہیں، ان کو کیا کرنا چاہئے تھا۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ چاہئے کہ جب یہ آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کا شانہ

اقدس کے باہر بیٹھ جائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر تشریف لانے کا انتظار کریں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئیں پھر یہ آپ صلی اللہ علیہ سے ملاقات کریں ان کا یہ طرز عمل لَحْكَانَ خَيْرٌ لِّهَلْهَلٍ کے لئے ایک اچھا عمل ہے۔ پتہ چلا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کا اللہ جل شانہ کو اتنا پاس ہے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ اقدس پر کھڑے ہوئے اونچی آواز دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند سے بیدار کر دے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور گستاخی تصور کی جاتی ہے۔ اللہ جل شانہ اس سے بھی منع فرما دیتا ہے۔ میرے دوستو! رکوہ لوگ اونچی آواز میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا رہے تھے قرآن پاک میں تو اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس کا احترام بتاتے ہوئے بھی فرمایا کہ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں تمہاری آواز بھی اونچی نہیں ہونی چاہئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اونچی آواز سے بات بھی نہیں کرنی ہے۔ فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ (الحجرات ۲) ”اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔“ اگر میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تمہاری آواز اونچی

ہو گئی تو تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمہیں شعور تک بھی نہیں ہو گا۔ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت ہی دھیمی آواز میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ اور بڑے بڑے اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اور اصحابہ صفہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں کوئی سوال کرتے تھے کہ آقا کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار پوچھنا پڑتا تھا کہ اے میرے پیارے صحابی کیا بات ہے۔ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ادب کے اس مقام پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا: **إِنَّ الْبَيْنَ يَغْضُونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَفْغَرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ** (الحجرات ۳) ”بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔“ فرمایا کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں آواز اونچی نہیں کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لئے جن لیا ہے۔ پرہیزگاری اور تقویٰ کے لئے ان کے دلوں کو منتخب کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ سب سے بڑا اٹھ لیں **وَمِنْ جَنْبِهَا الْأَنْفَالُ** (آگ) سے بہت دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے۔“ یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی فرمایا کہ یہ سب سے



بڑے متقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ پسندیدہ وہ انسان ہے جو اتقی ہے فرمایا: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰی (الحجرات ۱۳) ”بے شک اللہ کے ہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے“۔ اس سے پتہ چلا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت قرآن سے ثابت ہے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرہیزگاری اور تقویٰ کا مقام بھی ساری امت سے اعلیٰ ہے جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادب و احترام کا اتنا خیال رکھا تو انہیں اتقی ہونے کا خطاب ملا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے دلوں کو ہم نے تقویٰ کے لئے منتخب کر لیا ہے۔ پتہ چلا کہ جو بندہ پیارے محبوب نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کا خیال رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے دلی تقویٰ نصیب فرمائے گا۔ اور دوسرا انعام اس کے لئے یہ کہ لَھُمْ مَغْفِرَۃٌ مِّنْ اللّٰهِ تَعَالٰی ان کی بخشش فرمادے گا اور تیسرا انعام اس کے لئے یہ ہے کہ اَجْرٌ عَظِیْمٌ تَعَالٰی اسے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔ وہ اجر جس کو اللہ تعالیٰ عظیم فرمادے وہ کتنا بڑا ہو گا اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات بنائی، کائنات کا سارا ساز و سامان بنایا، کتنی بڑی کائنات ہے لیکن فرمایا: قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِیْلٌ (النساء ۷۷) ”تم فرمادو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے۔“ پوری کائنات اور اس کا سارا ساز و سامان بنا کر پھر فرمایا قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِیْلٌ فرمایا کہ دنیا کا سارا ساز و سامان میری نگاہوں میں قلیل ہے۔ اتنی بڑی کائنات جو اللہ تعالیٰ کی نگاہوں میں قلیل نظر آتی ہے اس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جس نے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کا خیال رکھا اس کیلئے اللہ تعالیٰ

فرما رہا ہے کہ اجر عظیم ہے تو جس کو اللہ تعالیٰ قلیل فرمائے وہ اتنی بڑی ہے تو جس کو اللہ تعالیٰ عظیم فرمائے وہ کتنا بڑا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جس کو قلیل فرمائے وہ ہماری نگاہوں میں اتنی بڑی ہے کہ اگر ساری عمر ہم اس کی سیر کرتے رہیں اور سفر کرتے رہیں تو پھر بھی اس کے ایک کونہ سے دوسرے کونہ تک نہ پہنچا جاسکے اس سے پتہ چلا کہ جو انسان اللہ تعالیٰ کے محبوب پاک صاحب لولاک کے ادب و احترام کا خیال رکھتا ہے آپ کی تعظیم و توقیر کا خیال رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو تین انعام عطا فرمائے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ حیات میں جس نے ایک مرتبہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی بکواس کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس بڑھ کر کوسا اور آج تک جو بھی قاری قرآن پڑھ رہا ہے اسے اس واقعہ کی خبر ہو رہی ہے۔ ولید بن مغیرہ کا حال پڑھ لو کہ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ کہا کہ آپ مجنون ہیں آپ نعوذ باللہ پاگل ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ پر یہ لگایا ہوا الزام دور کرنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان فرمائی۔ مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ (لقلم ۲) ”تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں“۔ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی باتوں کی طرف توجہ نہ دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون نہیں بنانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون نہیں بنایا۔ وَأَنْتَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (لقلم ۴) ”اور بے شک تمہاری خوب بڑی شان کی ہے“ فرمایا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عظیم کے مرتبہ پر فائز فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا



کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ گالیاں دینے والا ہے۔ مَنِ سَمِعَهُ عَلَي  
 الْخُرْطُومِ (القلم ۱۶) ”قرب ہے کہ ہم اس کی سورت کی سی تھوٹھنی پر داغ دیں گے۔  
 اس کی سورت جیسی ناک ہے اور اس کا چہرہ داندہار ہے اور مرتے وقت اس کا چہرہ  
 داندہار ہوگا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ  
 نے فرمایا۔ هَمَّا زِمْنَا مَنَّا بِنَمِيْمٍ مِّنَّا لَخَيْرٍ مِّمَّنْكَ اِنَّهُمْ عَتَلٰٓا بَعْدَ  
 ذٰلِكَ زَيْنًا (القلم ۱۳-۱۱) ذلیل بہت طعنے دینے والا۔ بہت ادھر کی ادھر لگاتا  
 پھرنے والا، بھلائی سے بڑا روکنے والا، گنہگار درشت خو، اس سب پر طرہ یہ کہ اس  
 کی اصل میں خطا۔“ فرمایا کہ جہاں یہ چغل خور ہے اور حد سے بڑھنے والا ہے اور  
 گستاخ ہے اور بہت بڑا گناہ گار ہے۔ وہاں یہ ہے کہ یہ اپنے باپ کا بھی نہیں  
 ہے۔ ولید بن مغیرہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک گستاخانہ بات کی تو  
 اللہ تعالیٰ نے اس کے اتنے سارے عیب قیامت تک کے لئے آنے والی  
 انسانیت کو بتا دیئے کہ دنیا والے پڑھ کر اس یاد کرتے رہیں گے کہ میرے محبوب  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ میں جو کوئی ایک عیب نکالتا ہے میں اللہ ہو کر  
 اس کے اتنے عیب بیان کر رہا ہوں جب اس نے یہ سنا کہ یہ اپنے باپ کا بھی  
 نہیں ہے تو وہ دوڑتا ہوا اپنی ماں کے پاس آیا اور اسے کہتا ہے کہ اے ماں میں  
 نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ایک بات سنی ہے اس کے علاوہ  
 جو انہوں نے میرے عیب گنوائے ہیں ان کا مجھے علم ہے کہ وہ میرے اندر پائے  
 جاتے ہیں لیکن کیا یہ بات جو انہوں نے مجھے کہی ہے کہ میں اپنے باپ کا نہیں ہوں  
 کیا یہ بات سچی ہے اس کی ماں نے کہا کہ ہاں یہ بات سچی ہے۔ اس سے پتہ چلتا

ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے حرامی ہونے کی بھی خبر دے رہا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی کرنا اتنا بڑا جرم ہے اتنا بڑا گناہ ہے کہ خالق کائنات جل جلالہ کا صبر بھی اتنا کو پہنچ جاتا ہے۔ اب ایک آخری بات آپ کے کوش گزار کردوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو صاحبزادیاں حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح ابولہب کے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے ساتھ ہوئے تھے۔ اسلام سے قبل مشرک کے ساتھ نکاح جائز تھا۔ پھر اسلام میں اسے حرام قرار دیا گیا۔ جب تک یہ حرام قرار نہیں دیا گیا تھا تب تک یہ نکاح جائز تھے۔ جب ابولہب کی مذمت میں سورۃ اللہب نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دے دو۔ ورنہ میں تمہیں اپنی وراثت سے محروم کر دوں گا۔ عتیبہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مجبور ہوں میرے باپ کا حکم ہے کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں۔ اس لئے میں طلاق دے رہا ہوں لیکن عتبہ نے بڑی ہی گستاخی کے ساتھ طلاق دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ یا اللہ عتبہ پر اپنے کتوں میں سے ایک کتے کو غالب فرماتا کہ اس کو پتہ چل جائے کہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کرنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔ عتبہ کے عزیز واقارب، دوست احباب کو علم تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ کے لئے یہ دعا فرمائی ہے اور انہیں یقین تھا کہ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

کی زبان مبارک سے نکل جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا کر دیتا ہے۔ اس لئے وہ عقبہ کے لئے ہر ممکن حفاظت کا انتظام کیا کرتے تھے۔ ان کو شام کے لئے سفر پر جانا تھا۔ راستہ میں عقبہ کو ایک مچان پر سلا دیا اور خود مچان کے چاروں طرف لیٹ گئے۔ رات شیر آگیا اس نے تمام افراد کو سونگھا پھر جست لگا کر مچان پر چڑھ گیا اور عقبہ کو سونگھا تو پتہ چل گیا کہ یہی گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ شیر نے اس کا پیٹ حیر پھاڑ کر دیا۔ گستاخ رسول کو اس کی سزا مل گئی تھی۔ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ آپ نے سنا ہے آپ دشمن کی قید میں تھے کہ پتہ چلا کہ ایک اسلامی قافلہ قریب سے گزر رہا ہے آپ جس طرح سے بھی ہو سکا قید سے نکل کر بھاگے کہ مسلمانوں کے قافلے میں شامل ہو جاؤں۔ راستے میں جنگل تھا جب آپ جنگل میں سے گزر رہے تھے تو ایک شیر سامنے آگیا۔ شیر نے جب اپنا شکار دیکھا تو اس پر تھپٹے کے لئے آگے بڑھا۔ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو جنگل کا بادشاہ ہے اور میں بھی ان کا غلام ہوں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا کی بادشاہت عطا فرمائی ہے اے شیر تو جنگل کا بادشاہ سہی اور تمام جنگلی جانوروں پر تیرا غلبہ ہی سہی لیکن جس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا پٹہ میں نے اپنے گلے میں ڈالا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا، زمین و آسمان کی بادشاہت عطا فرمائی ہے۔ اَنَا مَوْلٰی رَسُولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم میں رسول اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ تو وہ شیر حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں پر اپنا سر رکھ کر ان کے قدموں کو اپنی زبان سے چاٹ رہا ہے۔ عاشق فرماتے ہیں کہ وہ قدموں کو چاٹ نہیں رہا تھا اس نے جب حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کو سنا اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ



والسلام کے نام نامی اسم گرامی کو سنا تو وہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کے بوسے لے رہا تھا اور عرض کر رہا تھا کہ ہم جنگلی جانوروں کی کیا مجال کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں پر حملہ کریں۔ ہم تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے بھی غلام بن جاتے ہیں۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عراق کی جنگ لگی تو میں وہاں سے بھاگا میں ایک جنگل سے گزر رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک بہت نحیف کمزور لاغر بزرگ ہیں سفید ریش ہیں آپ شیر پر سوار ہیں اور اپنی سواری کو ہانکنے کے لئے اپنے ہاتھ میں ایک کالا ناگ شاننا کے طور پر پکڑے ہوئے ہیں اور اس سے شیر کو چلاتے ہوئے آرہے ہیں۔ میں نے جب یہ نظارہ دیکھا تو ڈر گیا اور سوچ لیا کہ سعدی یہ تیرا آخری دن ہے۔ میں ڈر کے مارے وہاں سے بھاگنے لگا تو اس بزرگ نے آواز دے کر فرمایا کہ سعدی رک جاؤ۔ بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب سے ہم نے اپنی جبین نیاز مالک کی بارگاہ میں جھکا دی ہے اس وقت سے ان جنگلی جانوروں نے اپنی جبین میرے قدموں میں جھکا دی ہے۔ میرے دوستو اللہ پاک جل جلالہ کے محبوب پاک صاحب لولاک کا جو بے ادب ہوتا ہے اس کے جسم سے بھی اتنی بدبو نکلتی ہے کہ جنگلی جانوروں کو بھی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ گستاخ رسول ہے اور جو محبت رسول ہوتا ہے اور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مودب ہوتا ہے بارگاہ نبوت کا مودب ہوتا ہے اس کے جسم سے ایسی خوشبو نکلتی ہے کہ جنگلی جانور بھی اس کا ادب و احترام کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے ادب و احترام کے حوالہ سے ایک اور بات بھی میرے ذہن میں آرہی ہے کہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا اور دعوت ولیمہ کیا اور تمام مسلمانوں کو دعوت دی۔ لوگ ٹولیاں بن بن کر آتے رہے کھاتے رہے اور باہر نکلتے رہے آخر میں تین صحابی تشریف فرما رہے اور گفتگو میں مصروف ہو گئے ان کی گفتگو کا دورانیہ طویل ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشواری تو ہوئی لیکن کریمانہ اخلاق کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہاں سے اٹھایا نہیں اور نہ ہی فرمایا کہ اب چلے جاؤ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جب یہ بات دشوار گزری لیکن ان کو وہاں سے اٹھاتے ہوئے حیا فرمایا کہ میرے مہمان ہیں اور میں ان کو اپنی زبان سے نہ کہوں کہ اب یہاں سے اٹھ کر چلے جاؤ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ جاؤ اور ان سے کہو۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بِيٰوَتِ النَّبِيِّۚ اِلَّا اَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ اِلَى طَعَامٍ غَيْرٍ نَّظَرِيْنَ اِنَّهٗ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مَسْتَانِسِيْنَ لِحٰبِيْثٍۭ۟ اِنْ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِ مِنْكُمْ اللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِ مِنَ الْحَقِّ (الاحزاب ۵۳) اے ایمان والو نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکتنے کی راہ نکو۔ ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ۔ بیشک اس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا ہوتی تھی اور وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرمانا۔ اے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے فرما دیجئے کہ جب میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں کھانے کیلئے گھر بلائیں تو جب کھانا کھا چکو تو فوراً اٹھ جایا



کرو۔۔ وہیں بیٹھ کر آپس میں باتیں کرنی شروع نہ کر دیا کرو اور کھانا پکھنے کا انتظار بھی نہ کیا کرو کیونکہ جب تم بیٹھ جاتے ہو تو میرے نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بات گراں گزرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اتنا زیادہ خیال اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کا رکھ رہا ہے۔ پھر فرمایا کہ پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حیا آتی ہے کہ وہ تمہیں اٹھائیں لیکن اللہ تعالیٰ حق بات کے لئے حیا نہیں فرماتا۔ جب اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کا اتنا خیال رکھنا ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اٹھانے میں حیا نہیں کرتا۔ اور حکم دیتا ہے کہ جب تم کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر سے نکل جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کتنا ادب و احترام اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سکھا رہا ہے۔ میرے دوستو انسان تو کجا رہے صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام منیٰ میں اونٹ قربانی کر رہے ہیں ہر اونٹ پہلے آ کر اپنی گردن جھکاتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی۔ جانور کو ذبح کرنے کے لئے لایا جاتا ہے تو وہ چھری کو دیکھ کر تڑپ اٹھتا ہے اور دور بھاگنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن دیکھو کہ قصاب کے ہاتھ میں بھی چھری ہے اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک میں بھی چھری ہے۔ قصاب کی چھری کو دیکھ کر جانور ڈرتا ہے تڑپتا ہے اور دور بھاگتا ہے لیکن پیارے محبوب صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں چھری دیکھ کر جانور ڈرتا نہیں، بھاگتا نہیں بلکہ از خود آگے آگے ہو کر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَلَعَاءٍ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ (انور ۶۳) ”رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا

نہ ٹھہرا لو جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ اس آیت مبارکہ کی تفسیر ایک یہ بھی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے القاب و آواز سے نہ پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ مثلاً کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیا، بھائی جان، ابا، چچا یا بشر کہہ کر نہ پکارو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یا شفیع المذنبین، یا نبی اللہ، جیسے ادب کے القاب سے یاد کرو۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب کرنے کے طریقے سکھاتا ہے۔ قرآن پاک کی ان آیات سے احادیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام ہم پر فرض اور لازم ہے۔ اللہ جل جلالہ ہم سب کو نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت اور اتباع نصیب فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

خطاب حضرت علامہ عزیز جہاں صاحب

برہائش پروفیسر محمد مختار احمد صاحب

07-05-11

## منافق کی پہچان

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ

الْعَالَمِينَ ۝ آعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ

وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ

وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيدِ وَالْبُرْهَانِ

الرَّشِيدِ وَمَنْ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ

يُخْلِغُونَ اللَّهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْلَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا

يَشْعُرُونَ صَلَاقَ اللَّهِ وَصَلَقَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

محترم المقام میر محفل پیر طریقت و شریعت حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب اور دیگر

میرے دوستو آج کی اس محفل میں ہمارا موضوع گفتگو ہے کہ منافق کی پہچان کیا

ہے۔ منافق کون ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے مقدس کلام کا آغاز کرتے ہی

انسانیت کو تین جماعتوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ ایک جماعت وہ ہے کہ جو مومنین

ہیں۔ دوسری جماعت وہ ہے کہ جو کافر ہے۔ انکار کرنے والے ہیں۔ ایک وہ جو

بالکل ماننے والے اور دوسرے وہ جو بالکل کافر انکار کرنے والے ہیں۔ ایک

تیسری جماعت کا تذکرہ جو قرآن مجید میں کیا گیا ہے وہ منافقین ہیں۔ ادھر بھی

قدم رکھنے والے اور اُدھر بھی قدم رکھنے والے ہیں۔ لیکن پہلے یہ دیکھنا ہے یہ بتانا مقصود ہے کہ نفاق ہوتا کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے۔ جو قرآن کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے۔ قرآن کی آیات مبارکہ کا انکار کرتا ہے تو وہ کافر ہے۔ آخرت کا انکار کرتا ہے تو کافر ہے۔ قبر کا انکار کرتا ہے تو کافر ہے لیکن منافق کون ہے اس کی پہچان کیا ہے اس کو پرکھنے کی کسوٹی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَمِنَ النَّاسِ بَنَدُوں میں انسانوں میں کئی ایسے ہیں۔ سب ہی نہیں ہیں۔ ————— سچی ہے یہ تمام میں سے کچھ کو نکالتا ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ نَافِقُوں میں سے کئی ایسے ہیں۔ مَن يَقُولُ جو کہتے ہیں اٰمَنَّا بِاللّٰهِم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ اور آخرت پر بھی ایمان لائے لیکن قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِلِیْنَ تعالیٰ کو ماننے کے باوجود آخرت کو ماننے کے باوجود وہ مومن نہیں ہیں۔ نمازیں بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت بھی کرتے ہیں۔ اللہ کو بھی مانتے ہیں آخرت کو بھی مانتے ہیں لیکن وہ مومن نہیں ہیں۔ یا اللہ ان کی نمازیں ان کے روزے ہیں فرمایا یُخْلِعُوْنَ اللّٰہ وہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی کوشش میں ہیں۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور ایمان والوں کو بھی دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ یہاں یہ ترجمہ کیا جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دیتے ہیں یہ غلط ترجمہ ہے۔ صحیح ترجمہ یوں ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں اور ایمان والوں کو بھی دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ لیکن نہ تو کوئی اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دے سکتا ہے اور نہ ہی ایمان والوں کو دھوکہ دے سکتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حقیقت تو یہ ہے کہ



وَمَا يَخْلَعُونَ حِثِّي مَرْضَى كُوشِشْ كَرِّ لَيْسْ اِنْ كَا خَاقِ اِنْ كَے چہرے سے ظاہر ہو جاتا ہے وہ دھوکہ دے ہی نہیں سکتے۔ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ صَرَفِ اِنِّیْ جَانُوں کو ہی دھوکہ دیتے ہیں وَمَا يَشْعُرُونَ رَا نَہِیْ عَمَلِ ہی نہیں ہے انہیں ان باتوں کا شعور ہی نہیں ہے انہیں کوئی سمجھ ہی نہیں ہے تو آئیے اب دیکھیں کہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں، قرآن کی تلاوت بھی کرتے ہیں۔ اللہ کو بھی مانتے ہیں آخرت کو بھی مانتے ہیں ان تمام کاموں کے باوجود وہ مومن نہیں ہیں تو اس کی وجہ کیا ہے وہ کون سی ایسی چیز ہے جو کسی کو مومن بناتی ہے اور کون سی ایسی چیز ہے کہ جو کسی کے مومن ہونے کا اقرار نہیں کرتی بلکہ وہ کسی کو مومن بننے ہی نہیں دیتی۔ وہ کون سی ایسی چیز ہے جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ سوال کیا گیا کہ یا اللہ وہ سب کچھ تو مانتے ہیں۔ فرمایا کہ مومن بننے کے لئے سب کچھ ماننا کافی نہیں ہے، مومن بننے کے لئے ضروری ہے کہ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی ساری عظمتوں کے ساتھ تسلیم کیا جائے۔ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی تمام عظمتوں کے ساتھ ماننا مومن ہونے اور ایمان ہونے کی بڑی نشانی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف رسول مان لینا ہی کافی نہیں ہے۔ سورت منافقون کی تلاوت کیجئے۔ اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلِّ اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس منافق آتے ہیں۔ قَالُوا نَشْهَدُ بِكَ ہُمْ کہ ہم کو اسی دیتے ہیں۔ اِنَّكَ لَرَسُوْلٌ الْبَشَرِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہیں۔ منافق زبان سے یہ کہتے تھے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے رسول ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اللّٰہُ تعالیٰ بھی جانتا



ہے۔ اِنَّكَ لَرَسُولُكَ اَپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں لیکن  
 وَاللّٰهُ يَشْهَدُ لَكَ بِمَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكَاذِبُوْنَ كَثٰرًا (۱)  
 بے شک منافق جو ہیں یہ جھوٹے ہیں۔ یا اللہ یہ تو آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 بھی مانتے ہیں۔ فرمایا کہ صرف زبان سے ماننا ہی کافی نہیں ہے دل سے میرے  
 محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں کا اعتراف کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 تمام کائنات سے افضل اور عظیم جاننا مومن ہونے کے لئے ضروری ہے۔ صحیح  
 بخاری کی حدیث شریف ہے حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم مومن کی تعریف کیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 کہ مومن کی تعریف یہ ہے کہ جو مجھ سے محبت کرے جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 محبت کرے وہ مومن ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی قید نہیں لگائی کوئی شرط  
 نہیں لگائی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں فرمایا کہ کتنا پیار  
 کرتے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جان کے علاوہ باقی ہر  
 چیز سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز سمجھتا ہوں۔ باقی دنیا کی ہر چیز سے  
 زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز جانتا ہوں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا  
 کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن لو کہ تمہارا ایمان کامل نہیں ہے۔ اور حضرت  
 سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون ہیں کہ جو مراد رسول ہیں۔ دعائیں  
 مانگ مانگ کر انہیں لیا ہے آپ مراد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ دعائے

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور ان سے یہ فرمایا جا رہا ہے کہ تمہارا ایمان کامل نہیں ہے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عاشق رسول اور محبت رکھنے والے تھے وہ عرض کرتے ہیں آقا مدینے والے مجھے یہاں تک لانے والے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور ایمان کامل کرنے والے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جو ایمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا ہے اسے کامل مکمل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرمادیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے سینے مبارک سے لگایا اور جب جدا کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی قسم اس وقت عمر کو اپنی جان اور ساری کائنات سے بڑھ کر صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نظر آ رہے ہیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب تیرا ایمان کامل ہو گیا فرمایا لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف تو ہی نہیں بلکہ پوری کائنات کو یہ پیغام سنا دو کہ تم میں سے کوئی بندہ بھی مومن نہیں بن سکتا جب تک اسے اپنی اولاد اور اپنے والدین اور تمام انسانوں سے بڑھ کر اسے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور پیار نہ ہو جائے۔ کوئی بندہ بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا۔ مومن اسے کہتے ہیں کہ جو اپنا سب کچھ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر واردے۔ سید صحابہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روز اپنے بیٹے حضرت سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے ساتھ نشست ہوئی۔ جنگ بدر کے موقع پر حضرت سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی دائرہ اسلام میں

داخل نہیں ہوئے تھے اور کفار کی طرف سے جنگ بدر میں شریک ہوئے یہ پہلی جنگ تھی کہ جس میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں جنگ میں شریک ہیں اور کفار کی حمایت میں آپ کا بیٹا حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ لڑ رہا ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نشست اپنے والد گرامی قدر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ دونوں باپ بیٹا بیٹھے ہوئے کھانا تناول فرما رہے ہیں۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ ابا جان کیا آپ کو یاد ہے کہ جب میں کفر کی طرف سے لڑ رہا تھا اور آپ اسلام کی طرف سے لڑ رہے تھے تو تین مرتبہ آپ میری تلوار کی زد میں آئے لیکن میں نے تینوں مرتبہ ہی یہ سمجھ کر چھوڑ دیا کہ یہ میرا باپ ہے۔ مجھ پر باپ کی محبت غالب آگئی میں نے تلوار نہ چلائی اور چھوڑ دیا حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لقمہ وہیں چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اے میرے بیٹے عبدالرحمن سنو کہ میں اسلام کی طرف سے لڑ رہا تھا اور تو کفر کی طرف سے لڑ رہا تھا اور میں تین مرتبہ تیری تلوار کے زد میں آیا تو نے باپ سمجھ کر چھوڑ دیا لیکن مجھے اپنے محبوب کی والیل زلفوں کی قسم اگر تو کبھی ایک مرتبہ بھی میری تلوار کی زد میں آ جاتا تو میں یہ کبھی نہ دیکھتا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جوڑوں کا صدقہ میں محبوب کی محبت میں اپنا بیٹا بھی قربان کر دیتا۔ بیٹا قربان ہو جاتا لیکن محبوب کی محبت پر آنچ نہ آتی۔ یہ عاشقوں کی محبت کی حقیقت ہے کہ بیٹا بھی قربان کرنا پڑتا تو محبوب کی محبت پر حرف نہ آنے دیتا۔ یہ انسان کو مومن بنانے والی چیزیں ہیں



ہم ایسی باتیں ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔ دنیا کا کوئی بھی گناہ ہو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر سکتا ہے لیکن محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا انکار ایک ایسا گناہ ہے کہ اس میں ایک تو بندے کا ایمان چلا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے وہ دروازے بند کر دیتا ہے جو اس کی رحمت کے کھلنے کا باعث ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور پیار میں ایمان ہے اگر اس سے ہٹ گیا اس سے پیچھے رہ گیا تو وہ جہنم میں داخل ہو گیا اور اس کے لئے قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے: **إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي النَّارِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا** (النساء ۱۴۵) ”بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں، اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔ کفار تو جہنم میں جائیں گے ہی لیکن منافق کو جہنم کے سب سے نیچے درجہ میں ڈالا جائے گا۔ ہماری کھجلی ماہانہ محفل 11-05-09 میں یہ عرض کیا گیا تھا کہ **لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ** (الحشر ۲۰) ”دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ہیں جنت والے ہی مراد کو پہنچے۔“ یہ جو تقسیم جنت اور جہنم ہے یہ بھی اسی بنیاد پر ہوگی کہ جس نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عقیدت اور احترام رکھا ہوگا تو قیامت کے روز اس کی پیشانی پر **أَصْحَابُ الْجَنَّةِ** کی مہر چمکتی ہوگی اور جس نے دنیا میں تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کی ہوگی اس کا چہرہ سیاہ کر کے دنیا کو دکھایا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو میرے محبوب کی عظمت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ ورنہ حساب کتاب کی کیا بات ہونی ہے وہ تو خالق کائنات کو علم ہے کہ کس نے کیا کیا گناہ کیا، کہاں کیا۔ کب کیا کتنا کیا، کیسے کیا، وہ

عَلَيْهِمُ بِالنَّاتِ الصُّلُوءِ وہ میری اچھائیوں کو بھی جانتا ہے وہ میری  
برائیوں کو بھی جانتا ہے۔ میری نیکیوں کو بھی جانتا ہے میری بدیوں کو بھی جانتا ہے  
ہر ایک کا حساب کتاب ہے لیکن عشق والا کہتا ہے۔

ہے اتنا سبب انعقاد بزم محشر کا

کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

قیامت کے روز جو مقصد ہوگا۔ وہ مقصد ہی کچھ اور ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس اونچے چبوترے پر جس کا نام مقام محمود ہے اس مقام پر  
کھڑا کر کے ساری کائنات کو دکھائے گا کہ اے میری مخلوق دیکھو کہ یہ میرا وہ  
محبوب ہے جس کے لئے میں نے ساری کائنات کو سجایا یہی وہ میرا محبوب ہے  
جس کے لئے میں نے ساری کائنات کو بنایا تھا۔ اب محبوب خدا علیہ الصلوٰۃ  
والسلام سب سے بلند مقام پر تشریف فرما ہوں گے۔ حضرت سلطان العارفین  
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ب بسم اللہ اسم اللہ دا

ایہہ وی گہنا بھارا ہو

ہم کہتے ہیں کہ نمازیں پڑھو نجات ملے گی۔ روزے رکھو نجات ملے گی۔  
تلاوت کرو نجات ملے گی حج کرو نجات ملے گی۔ میرے دوستو اگر ان اعمال  
سے نجات ملتی ہوتی تو ابلیس سے بڑا عابد کوئی نہیں ہے۔ حضرت سلطان العارفین  
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ یہ  
معمولی عمل نہیں ہے۔ لیکن قیامت والے دن نال شفاعت سرور عالم چھٹی عالم



سارا ہو۔ جس کسی کو بھی نجات ملے گی وہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارے سے ملے گی۔ جس کو چھٹکارہ ملے گا وہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارہ سے ملے گا۔ جس کسی کو محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہیں گے جس خوش نصیب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیچا نہیں گے اسے ہی اشارہ ملے گا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس کو پیچا نہیں گے اس کے لئے میرے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو دنیا میں رہتے ہوئے مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے والا ہوگا۔ اس کا کیا مطلب ہے کہ جو کوئی بھی دنیا میں رہتے ہوئے میرا جتنا زیادہ ذکر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو اتنا ہی زیادہ میرے قریب کر دے گا۔ اور جو کوئی مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیادہ قریب ہو جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر سایہ ہو وہ نہ تو پھر اصْحَابُ النَّارِ میں داخل ہو سکتا ہے۔ نہ آگ کا سایہ اس پر پڑ سکتا ہے۔ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اشارے فرماتے جائیں گے اور اپنے غلاموں کو بچاتے جائیں گے۔ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کا صدقہ نجات ملے گی لیکن کس کو ملے گی جس کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اشارہ ہوگا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بگاڑ کر جانا کہاں ہے۔ یاد رکھو کہ جس نے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منہ موڑا تو وہ منافق ہو گیا۔ اور منافق کی کسی صورت کہیں بھی کوئی شتوائی نہیں اس کی کہیں بھی کامیابی نہیں ہے اس کے لئے ذلت ہی ذلت ہے۔ اگر تم کامیابی چاہتے ہو۔ نجات چاہتے ہو۔ سرخروئی چاہتے ہو۔ دنیا میں بھی قبر میں بھی حشر میں بھی تو پھر کوئی اور راستہ نہیں ہے صرف مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

دامن سے وابستگی ہے جو تمہیں دنیا میں مشکلات سے بچا سکتا ہے۔ قبر کے اندھیروں سے بھی بچا سکتا ہے حشر کے میدان میں بھی کامیابی عطا فرما سکتا ہے۔ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ہمارا بیٹا کوئی بڑا کام کر کے آئے تو اسے سلام کرتے ہیں اگر ہمارے محلہ کا کوئی نوجوان بڑا کارنامہ کر کے دکھائے تو ہم اسکے نام کے بیئر لکھوا کر گلی کوچوں میں اس کو مبارک بادی کے بیئر اور اشتہار لگا دیتے ہیں۔ کوئی ہمارے ملک کے لئے کارنامہ سرانجام دے ہم اس کی عظمت کو سلام کرتے ہیں اسکے نعرے لگاتے ہیں۔ مبارک باد دیتے ہیں جب حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں کہ

نال شفاعت سرور عالم چھٹسی عالم سارا ہو

اگر کوئی دنیاوی کام کرے دنیاوی کارنامہ سرانجام دے تو ہم اسے سلام کرتے ہیں لیکن جس کے ایک اشارے سے ساری کائنات کو نجات ملے گی تو پھر ذرا تصور کرو کہ اس کی ذات مبارکہ پر کتنے سلام کرنے چاہئیں۔

بے حد درود و سلام نبی تے جس دا ایڈ پیارا ہو

میں قربان تنہاں توں باہو جہاں ملیا نبی سوہارا ہو

ہماری کتنی خوشی قسمتی ہے کہ ہمارے پاس نہ مال نہ زر، نہ حسن، نہ طاقت، نہ کسی اونچے قد میں اور نہ ہی اعمال میں ایسے ہیں کہ جس سے ہم کائنات کی بہترین اُمت بن جائیں پھر بھی وہ مالک یہ کہتا ہے کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت تم کائنات کی بہترین اُمت ہو۔ یا اللہ یہ کس لئے ہے فرمایا کہ تم اپنے اعمال کو نہ دیکھو تم تو کچھ بھی نہیں ہو تم دنیاوی اسباب کو نہ دیکھو میں نے

تمہیں مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے کر دیا۔ دامن مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تمہیں وابستہ کر دیا ساری کائنات کی نعمتیں مل کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ یہ ہماری خوشی نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دامن مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ کر دیا اور یہ ہماری خوشی نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اہل سنت و جماعت کا مسلک عطا کیا ہے۔ فی زمانہ کوئی توحید کے خلاف بول رہا ہے، کوئی رسالت کے خلاف بول رہا ہے، کوئی عظمت صحابہ کے خلاف بول رہا ہے، کوئی اہل بیت کی طہارت پر انگلیاں اٹھا رہا ہے۔ ہم الْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلّٰہِ ہمارا مسلک اہل سنت و جماعت اللہ تعالیٰ کی الوہیت کو مانتا ہے۔ امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو مانتا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت کو مانتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت کو مانتا ہے اہل بیت کی عظمت و طہارت کو مانتا ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کی شان کو مانتا ہے اور غوث الاعظم سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی گیارہویں کو مانتا ہے اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب کرنے والا بنایا ہے۔ ہمیں بے ادب گستاخ رسول نہیں بنایا۔ اللہ تعالیٰ جن کو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کے لئے جن لیتا ہے ان کی زبان پہ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جاری کر دیتا ہے اور ظاہری علامت یہ ہے کہ جب محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے چہرے کھل جاتے ہیں مومن کی پہچان ہی یہ ہے کہ جب اس کے سامنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا جائے تو اس کا چہرہ گلاب کی طرح کھل جاتا ہے اور جو منافق ہے جب اس کے سامنے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کی جائے تو اس

کا چہرہ مرجھا جاتا ہے یہ فحاق کی علامت ہے اس سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ مومن کون ہے منافق کون ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرًا (الکھراج ۴) ”اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔“ کوئی کتنا بھی تیرا ذکر کر لے میری برادری تو ہو نہیں سکتی لیکن اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرا ذکر کرتے جائیں تو مومنوں اور منافقوں کی پہچان ہوتی چلی جائے گی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ کرنا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کی نشانی ہے اور ان کی عظمتوں سے روگردانی کرنا فحاق کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کریں کہ وہ اپنے مقبولوں کا صدقہ ہمیں ایسے فحاق سے تادم آخر محفوظ رکھے اور اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے ساتھ فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

خطاب حضرت علامہ محمد احسان الحق صاحب

برہائش میاں مقبول احمد صاحب منصور آباد



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## ماہانہ محافل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

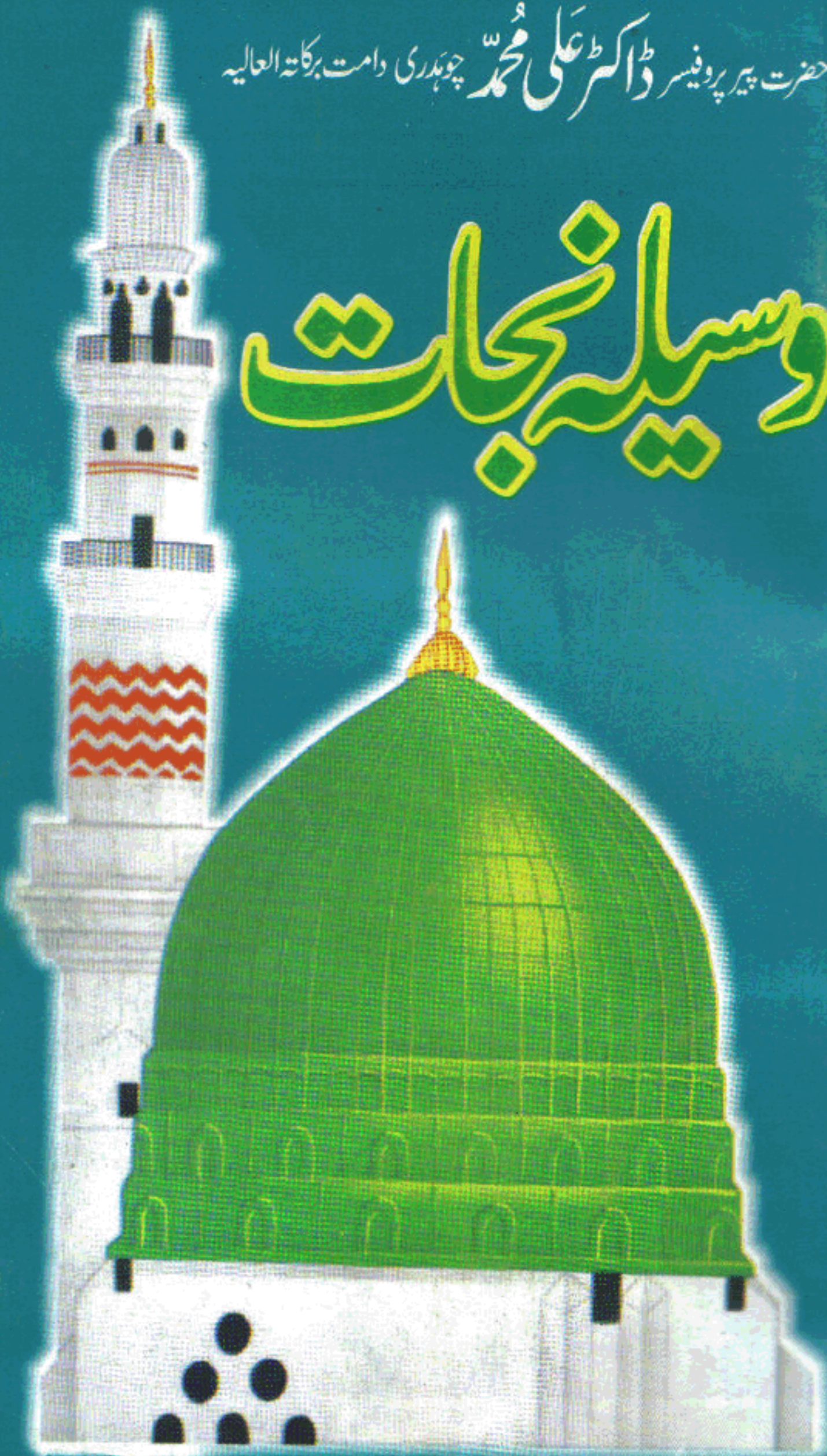
﴿ قمری مہینہ کا اعتبار سے ﴾

- 1۔ پہلی جمعرات محمد شفیع ولد حاجی محمد حمید شاد۔ ایوب کالونی گلی نمبر ۳۰، فیصل آباد
- 2۔ دوسری جمعرات صاحبزادہ محمد اشتیاق الحسن صاحب پی ۳۵۲ گرین ویو کالونی، فیصل آباد
- 3۔ تیسری جمعرات میاں محمد مقبول حسن صاحب گلشن حبیب کالونی، فیصل آباد
- 4۔ چوتھی جمعرات آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، گرین ویو کالونی، فیصل آباد
- 5۔ پہلا ہفتہ پروفیسر مختار احمد صاحب گلی نمبر 3 تاج کالونی، فیصل آباد
- 6۔ دوسرا ہفتہ رانا شاہد علی صاحب C-213 گلبرگ، فیصل آباد
- 7۔ تیسرا ہفتہ بشیر احمد بٹ صاحب بانقامل فیضان مدینہ، فیصل آباد
- 8۔ چوتھا ہفتہ میاں شاہد تنویر صاحب گلی نمبر ۱۰ محمود آباد، فیصل آباد
- 9۔ پہلا اتوار طاہر سلیم صاحب C-49 گلبرگ (ایکے دن)
- 10۔ دوسرا اتوار شیخ خالد مجید صاحب گلی نمبر ۲ محمود آباد، فیصل آباد
- 11۔ تیسرا اتوار وقار ناصر صاحب ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
- 12۔ چوتھا اتوار حاجی فضل محمد صاحب، گلی نمبر ۲ محمود آباد، فیصل آباد
- 13۔ پہلا سووار مقبول احمد، گلی نمبر ۹ منصور آباد، فیصل آباد
- 14۔ دوسرا سووار حاجی غلام محی الدین صاحب P-464 خلیان گارڈن، فیصل آباد
- 15۔ ہر جمعہ المبارک آستانہ عالیہ نقشبندیہ گرین ویو کالونی، فیصل آباد



ارشاداتِ عالیہ مظہرِ نورِ خدا مظہرِ نورِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عاشقِ رسولِ محبتِ الِ رسول  
حضرت پیرِ پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

# وسیلہ نجات



حصہ

33

پیش کش:۔ پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	نعت	۲
۲	پیش لفظ	۳
۳	مصیبت بنے رحمت	۶
۴	معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انعامات	۱۶
۵	بے ایمانی کیا ہے	۲۹
۶	لازمی مضمون	۳۶
۷	يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا	۵۸
۸	نئی نسل کی تباہی کے اسباب	۷۳
۹	بخشش کا انحصار	۹۱
۱۰	تحويل کعبہ کا استدلال	۱۰۳
۱۱	انا لها الطالح لی	۱۱۳
۱۲	ہر مشکل کا حل نعت اور درود شریف	۱۳۵
۱۳	علم غیب پر اعتراض خاق کی نشانی ہے	۱۵۰
۱۴	کیا قرآن میں تضاد ہے؟	۱۶۴
۱۵	نسخہ تغیر	۱۷۲
۱۶	وسیلہ نجات کے 33 حصوں کی تعلیمات کا انچوڑ	۱۸۲

## نعت شریف

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی | دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی  
 قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے | جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی  
 لا اورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا | بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی  
 وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا | ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی  
 صبح اُٹنے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک | اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی  
 تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو | ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی  
 ذکر رو کے فضل کا لے نقص کا جو یاں رہے | پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی  
 ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں | اور نہ کہتا نہیں عادت رسول اللہ کی  
 اہل سنت کا ہے بیڑہ پار اصحاب حضور | نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی  
 ٹوٹ جائیں گے گنہگاروں کے فو رتقید و بند | حشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی  
 یا سب اک ساعت میں دھل جائیں سیرکاروں کے دم | جوش پر آ جائے اب رحمت رسول اللہ کی

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور

تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

## پیش لفظ

محترم ملک شوکت علی صاحب سینئر وائس پریذیڈنٹ ریٹائرڈ نیشنل بینک آف پاکستان علم دوست اور صاحبِ قلم مصنف ہیں۔ آپ کے لکھے ہوئے بڑے دلچسپ مضامین اردو ڈائجسٹ میں چھپتے رہتے ہیں۔ آپ نہایت باقاعدگی سے اور عمیق نظر سے کتاب وسیلہ نجات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ

آستانہ عالیہ فیصل آباد شریف میں واقع سائیں بابا پروفیسر ڈاکٹر علی محمد نقشبندی سیدی مرشدی کے مرکزِ رشد و ہدایت سے شائع ہونے والے وسیلہ نجات کا شمار نمبر 29 اس وقت میرے زیر مطالعہ ہے۔ میں نے اس رسالہ کے ہر شمارے کا ہر ہر لفظ کا نہایت عقیدت و احترام سے اور بغور مطالعہ کیا ہے اور اس میں شامل تمام مندرجات، احادیث مبارکہ، جملہ خطبات اور تحاریر کو عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حب آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور شان و مقام اولیاء عظام کو اجاگر کرنے والے اسباق سے مزین و لبریز پایا ہے اور یہ کہنا بعید از حقیقت نہیں ہوگا کہ عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گندھے ہوئے ارشادات و فرمودات کی اہمیت مشک و عنبر کی خوشبو کسی لحاظ سے کم نہیں۔ پیر و مرشد سائیں بابا کے ارشادات عالیہ کا ہر لفظ، ہر حدیث مبارکہ، ہر درس عشق و عقیدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبا ہوا اور نہرے حروف میں لکھے جانے کے مصداق ہوتا ہے۔

آپ جب اپنے خطبات عالیہ میں اُلفت و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہو کر والہانہ انداز میں یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ زمین و آسمان میں پائی جانے والی ہر شے کا حسن میرے نبی کے حسن کے صدقے میں بتا ہے۔ اور جنت کی حوروں کا

حسن بھی میرے نبی کے حسن کے صدقے میں بنا ہے۔ تو اُن کے یہ الفاظ اُن کے اپنے نہیں، بلکہ آفاق سے آئی ہوئی صدا کی کونج کی صورت میں سنائی دے رہے ہوتے ہیں۔ اُس لمحہ اُن کی وارفتگی اور فریفتگی کا عالم دیکھنے کے قابل ہوتا ہے اور اُن کی ایسی بے پناہ اور والہانہ محبت پر ہزاروں محبتیں نچھاور کرنے کو جی چاہتا ہے۔ اور بے ساختہ جی عیش عیش کرا اُٹھتا ہے۔

وسیلہ نجات کے مطالعہ سے اللہ کے برگزیدہ بندوں سے آگاہی ملتی ہے۔ اُن کے اعمال و افعال نیز اُن کے سیرت کردار کا علم ہوتا ہے۔

وسیلہ نجات کے مطالعہ سے ہمیں پیر و مرشد کے مرتبہ اور مقام سے آگاہی ملتی ہے اور دنیا میں بھلائی کے علاوہ آخرت میں نجات اور بخشش کی راہیں وا ہوتی ہیں۔ بیعت کی اہمیت اور ضرورت کا ادراک حاصل ہوتا ہے، نماز کی اہمیت، قبولیت دعا کے لئے انبیاء کرام کی مانگی گئی دعائیں، عقیدے کی اصلاح اور درستی کا علم و فہم بھی وسیلہ نجات کے مطالعہ سے حاصل ہوتا ہے۔

وسیلہ نجات کا مطالعہ، انسانی زندگی میں پیش آنے والے ناگہانی آلام و مصائب کے خلاف ایک ایسے اور ناقابلِ تسخیر مضبوط حصار کا پتہ دیتا ہے۔ جس پر عمل پیرا ہو کر دنیاوی پریشانیوں سے بچاؤ کیا جاسکتا ہے اور آخرت میں بخشش اور جنت کو حاصل کرنے کے لئے رب العزت کے حضور پسندیدہ عمل قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور وہ عمل ہے، عید میلاد النبی کی خوشی میں محفل کا منعقد کرنا، یا میلاد النبی کی کسی بھی جگہ منعقد کی گئی محفل میں شرکت کرنا۔ خواہ وہ شرکت برضا و رغبت ہو یا بادلِ نخواستہ۔ یہ وہ مجرب اور اکیر عمل ہے۔ جو دنیاوی پریشانیوں، مصیبتوں، دکھوں اور رنج و غم کو دور بھگاتا ہے۔ اور انسانی زندگی میں خیر و برکت لانے کے



ساتھ ساتھ آخرت میں بھی ربّ کائنات کا پسندیدہ اور خود اپنایا ہوا عمل ہے اور فیضِ رحمت و برکت لانے کا موجب بھی بنتا ہے۔ یہی بیش بہا عمل، تعلیمات و وسیلہ نجات کا نچوڑ ہے۔ اور وسیلہ نجات کے مطالعے کے ثمرات اور حاصلات میں ایک پسندیدہ بارگاہِ یلم یزل عمل ہے۔

وسیلہ نجات کے مطالعہ سے رحمت، برکت، راحت اور سکون قلب ملتا ہے، تازگیِ ایمان ملتی ہے۔ وسیلہ نجات میں پائے جانے والے خطباتِ بارگاہِ نبوی میں پسندیدہ قرار دیئے جا چکے ہیں۔ اور پسندیدگی کی سند حاصل کر چکے ہیں۔ جس کی نورانی کرنیں زندگی کے ہر گام پر ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔

نیز دعا ہے کہ خدائے ذوالجلال پیر و مرشد سائیں بابا کو بھی تندرستی، صحت اور ہمت و استقامت عطا فرمائے تاکہ اُن کے علم و حکمت کے گنجیوں اور عشق و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبے ہوئے خطباتِ عالیہ سے ہم ہمیشہ سرشار اور شاد کام ہوتے رہیں۔ اور تقیٰ علم بجھاتے رہیں۔

ربّ کائنات آپ کے من موہ لینے والے اندازِ بیان کی صداؤں کو ہمیشہ ہمارے کانوں میں گونجنے رکھے۔

وسیلہ نجات کے اس تعارف کے بعد اب کچھ اور لکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ وسیلہ نجات کا تینتیسواں (33) حصہ حاضر خدمت ہے۔ کتاب کی اشاعت کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے قارئین کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

0302-7125492

15-8-2011

## مصیبت بنے رحمت

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ  
 الْعَلَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اللَّهُ الرَّحْمَنُ  
 الرَّحِيمُ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
 صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاصِحَاتِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
 رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
 آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے  
 ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں  
 اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے  
 در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے  
 ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے  
 جسے وسیلہ بتایا تمام نبیوں نے  
 اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین سجاد گلدونے نعت شریف پڑھی ہے۔

یا نبی نسخہ تسخیر کو میں جان گیا  
اس کو سب جان گئے آپ کو جو مان گیا  
ڈوبتے ڈوبتے جب ان کی طرف دھیان گیا  
لے کے ساحل کی طرف خود مجھے طوفان گیا  
زندگی عشق محمد کے سوا کچھ بھی نہیں  
اے زندگی تیری حقیقت کو میں پہچان گیا  
سب نظارے مجھے دنیا کے لگے بے معنی  
جب میرا گنبد خضراء کی طرف دھیان گیا

حضرات اس نعت شریف میں شعر پڑھا گیا ہے کہ

ڈوبتے ڈوبتے جب ان کی طرف دھیان گیا  
لے کے ساحل کی طرف خود مجھے طوفان گیا

جن لوگوں نے سمندر دیکھا ہے یا سمندر میں سفر کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ سمندر میں  
پانی کی بہت بڑی بڑی لہریں اٹھتی ہیں۔ کھلے سمندر میں جہاں دور دور تک پانی ہی  
نظر آتا ہے اور سمندری ہوائیں کسی روک ٹوک کے بغیر چلتی ہیں تو وہ سمندر کے  
پانی میں لہریں پیدا کر دیتی ہیں اور بسا اوقات یہ لہریں طوفان کی صورت اختیار کر  
جاتی ہیں اور پھر اس میں چلنے والے بحری جہازوں کے لئے مصیبت کا باعث بن  
جاتی ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے اگر طوفان زیادہ شدت اختیار کر جائے تو جہاز ڈوب  
بھی جاتے ہیں شاعر نے ایسے ہی طوفان کی منظر کشی کی ہے جو مصیبت کا باعث بن  
جاتے ہیں لیکن جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کرم فرماتے ہیں تو یہی طوفان

راحت اور رحمت بن جاتے ہیں۔ فرمایا کہ میں غم کے سمندر میں ڈوب رہا تھا تو میرا خیال میرے لُج پال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گیا میں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یاد کیا تو میرے لئے غم بھی راحت اور رحمت بن کر سامنے آ گئے اور مجھے تسکین نصیب ہوئی۔ اس سے متعلق آج کچھ عرض کرتے ہیں حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن کی قید میں تھے آپ کو پتہ چلا کہ مسلمانوں کا قافلہ کہیں نزدیک سے گزر رہا ہے آپ جیسے نہ کیسے اس قید سے نکل کر بھاگ کھڑے ہوئے راستہ میں جنگل آیا تو اس جنگل میں سے ایک شیر سامنے آ گیا۔ شیر ایک مصیبت ہے وہ دردہ ہے اس کام ہی چیر پھاڑ کرنا ہے جب اس شیر نے حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو خوش ہو گیا کہ اسے اس کا شکار مل گیا تھا۔ جو نبی اس شیر نے حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کرنے کی تیاری کی تو حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دھیان اپنے لُج پال نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف گیا۔ شیر قریب آیا تو آپ نے فرمایا کہ اے شیر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ جو نبی شیر نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سنا وہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں لیٹ گیا اور محبت کا اظہار کرنے لگا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لیتے ہی مصیبت راحت اور رحمت میں بدل گئی اب وہ شیر کبھی آگے کبھی دائیں کبھی بائیں چل رہا ہے اور حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قافلے کے ساتھ ملا کر واپس چلا گیا۔ جو شیر کی شکل میں طوفان آیا تھا وہ خود ہی حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ”ساحل“ پر چھوڑ کر گیا۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دھیان کرنا ہے۔

ان کے ثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو  
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دئے ہیں  
بخشش کا بہانہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد ہے آپ کہیں کہ اللہ اللہ  
کرنے سے کیوں نہیں بچا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ جہاں میرا ذکر ہو  
وہاں میرے حبیب کا بھی ہو۔ اگر میرا ذکر ہو اور میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کا نہ ہو ایسا ذکر ایسی محفل کا جنت میں حصہ ہی نہیں ہے۔ اگر میرے حبیب علیہ  
الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرے اور میرا ذکر نہ بھی کرے تو وہ بھی میرا ہی ذکر ہے۔  
اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ذکر حق چاہو نجدیو ذکر مصطفیٰ کے بغیر  
یہ ذکر حق نہیں کنجی ستر کی ہے  
صرف اللہ اللہ کرنا صرف يَا حَيُّ يَا كَرِيمُ صِفْتُكَ سُبْحَانَكَ اللَّهُ  
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر نہ کرنا۔ صرف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
مُقَدِّسٌ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ چاہی ہے لیکن جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا  
نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آ جاتا ہے تو یہ جنت کی چابی بن جاتی ہے۔  
حضرات یہ شعر کہ

ڈوبتے ڈوبتے جب ان کی طرف دھیان گیا  
لے کے ساحل کی طرف خود مجھے طوفان گیا  
ہمارے بڑے کام کا ہے اللہ تعالیٰ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کی توفیق عطا  
فرمائے اس پر تکیہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس شعر کے مفہوم کو سمجھنے کی توفیق



عطا فرمائے۔ کتاب الفضل الصدیقین جو آستانہ عالیہ سے چھپی ہے اس میں جنگ یمامہ کا حال پڑھیں ایک طرف مسیلہ کذاب کا لشکر جارہے اور دوسری طرف مسلمان مجاہدین حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیرکمان جنگ میں حصہ لے رہے ہیں۔ جنگ کا طبل بجتے ہی مسلمان مجاہدین نے نعرہ تکبیر اللہ اکبر بلند کیا۔ مسلمانوں کے دیکھا دیکھی مرتدین نے بھی نعرہ تکبیر۔ اللہ اکبر کے نعرے مارنے شروع کر دیے اب یہ بات ایک مصیبت کا باعث بن گئی کہ دونوں طرف سے ایک ہی نعرہ لگایا جا رہا ہے تو پتہ نہیں چل رہا ہے کہ مسلمان کون ہے اور مرتد کون ہے چونکہ مرتدین کی تعداد زیادہ تھی۔ ایسے حالات میں مرتدین کا پلہ بھاری ہو گیا جو مسلمانوں کے لئے تشویش کا باعث بن گیا۔ بہت سے مسلمان شہید ہو گئے۔ ایک روایت کے مطابق اس غلط فہمی سے متعلق حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا کہ مسلمان مجاہدین نعرہ تکبیر اللہ اکبر کے ساتھ نعرہ رسالت **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ** میں مرتدین چونکہ مسیلہ کذاب کو نعوذ باللہ نبی مانتے تھے اس لئے انہوں نے **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ** بلند نہ کیا تو دونوں لشکروں کے درمیان تخصیص ہو گئی۔ مسلمانوں نے نعرہ رسالت **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ** مرتدین پر لیا زبردست حملہ کیا کہ دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے وہ بھاگ نکلا بے شمار مرتدین قتل ہوئے جو بچے وہ بھاگ گئے۔ جو نبی **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ** صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ لگا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی لیا گیا تو جنگ جو مسلمانوں کے لئے مصیبت بنی ہوئی تھی وہ رحمت میں بدل گئی اور نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے

مسلمان مجاہدین کو فتح حاصل ہوگئی۔

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا  
 بگڑے بھی کوئی کام تو بنا دیتا ہے نام محمد  
 اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ حضور نبی کریم کو یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ  
 خود ہر لمحہ کس کو یاد کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ  
 کس کو دیکھتا ہے۔ قدرت کی نگاہیں کس کو دیکھ رہی ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کو دیکھ رہی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ دو کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے  
 اور شعر پڑھا گیا ہے۔

اے کاش عطا کر دیں خیرات وہ جلووں کی  
 جس وقت ظہوری کی یہ عمر رواں ٹھہرے  
 ظہوری نعت کو نعت خواں شاعر ہے وہ کہتا ہے کہ میری آخری تمنا یہ ہے کہ جب  
 میرا وقت نزع آئے اور میں مرنے والا ہوں تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس  
 وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد  
 فرماتا ہے **وَالنَّارُ غَلِيظَةٌ تَبْتَاطِبُ الْقِسْمَاتِ** (۱-۱) قسم ان کی کتنی  
 سے جان کھینچیں اور نرمی سے بند کھولیں، حضرت سیدنا علی روایت فرماتے ہیں کہ  
 نزع کا وقت ایسا ہوتا ہے کہ اگر کوئی بندہ زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر  
 فوت ہو جائے تو وہ بندہ اس طرح سے مرتا ہے اور اس کے جسم سے جان اس  
 طرح نکلتی ہے کہ جیسے ململ کے کپڑے کو بیری کے ٹہن پر رکھ کر کھینچیں تو وہ کپڑا تار  
 تار ہو جاتا ہے اس کا کوئی دھاگہ صحیح سلامت نہیں بچتا ہے اور اگر کسی کے فوت

ہوتے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیارت سے نوازدیں تو اس کی جان ایسے نکلے گی جیسے کھن میں سے بال نکال لیں یا یہ کہ جس طرح سے پھول سے خوشبو نکلتی ہے۔ یہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ دیدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہ ذکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اللہ تعالیٰ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سنی بننا ہی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کوئی کہے کہ یہ آپ نے کہاں سے اخذ کر لیا ہے۔ کلمہ شریف پڑھو، نماز پڑھو، روزے رکھو، زکوٰۃ ادا کرلو، حج کرلو، قربانی کرلو، حفظ کرلو، تفسیر پڑھو، صدقہ خیرات کرلو، جہاد کرلو اور شہید بھی ہو جاؤ لیکن ان تمام اعمال میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل نہ کرو تو پھر بندہ منافق بنے گا مومن نہیں بنے گا اور جب ذکر مصطفیٰ، نعت مصطفیٰ اور درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہو جائے تو پھر مومن بن جائے گا۔ یہ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ مومن اور سنی بننا ہی نعت مصطفیٰ اور درود مصطفیٰ سے ہے اللہ تعالیٰ ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے یہ وسیلہ نجات ہے اور حاصل زندگی ہے جس نے ساتھ جانا ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بیشتر اسلامی ممالک کے راہنما صرف دولت اکٹھی کرنے میں مصروف ہیں ان کے کھربوں ڈالر کے اثاثے اور بینک بیلنس بیرونی ممالک میں موجود ہیں اور یہ دولت ان کے لئے راحت کا سامان بنی ہوئی تھی اب امریکہ ایک ایک کر کے تمام مسلمان راہنماؤں کو ذلیل کر رہا ہے ان کے ممالک میں بغاوت کرا کے ان کے بینک بیلنس پر قبضہ کر رہا ہے ان کے اثاثے منجمد کر رہا ہے اور ان اثاثوں کو واکزار کرنے پر ان کو اپنی انگلیوں پر نچا رہا ہے ان سے اپنی من مرضی

کے فیصلے کر رہا ہے۔ وہی دولت جو ان کے لئے راحت بنی ہوئی تھی اب وہ مصیبت بنی ہوئی ہے۔ اگر سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عمل کیا ہوتا یہی دھن دولت اپنے ممالک کے غریب عوام کی بہتری کے لئے خرچ کی ہوتی تو نہ آج ہمیں لوڈ شیڈنگ کا سامنا ہوتا۔ نہ گیس کی بندش ہوتی نہ ہی مہنگائی ہوتی۔ عوام خوش حال ہوتے تو حکمران بھی چین کی نیند سوتے۔ اجناس اور دولت کی ذخیرہ اندرونی نہ ہوتی تو نہ کسی امریکہ کا ڈر ہوتا نہ کسی دہشت گردی کا خطرہ۔ جب سنت رسول فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نظر رکھا ہوتا تو یہ دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے۔ نہ ہی کسی جلا وطنی کا غدشہ ہوتا اور نہ ہی اپنی حفاظت کے لئے سینکڑوں گارڈ متعین کرنے پڑتے۔ اس دولت کی ہوس نے ان کو قارون بنا کر رکھ دیا ہے اور ان کا انجام بھی انشاء اللہ قارون جیسا ہی ہوگا۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ**

**بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضُهُمْ هَٰذَا (لَا يَتَّبِعُكُمْ) ”اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو**  
دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔“ جو مر گئے ہیں جو قتل کر دئے گئے ہیں وہ کتنی دولت ساتھ لے گئے ہیں۔ سکندر اعظم نے بھی جاتے وقت یہ وصیت کی تھی کہ میرے ہاتھ کفن سے باہر رکھنا کہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ اتنی زیادہ فتوحات کا مالک دنیا سے خالی ہاتھ جا رہا ہے۔ فضل الصدیقین کتاب میں سے ہی ایک حوالہ پیش کرتے ہیں کہ جنگ ذات السلاسل جو مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان مقام حفیر پر لڑی گئی۔ کسی غیر ملک کے ساتھ مسلمانوں کی یہ پہلی جنگ تھی۔



ایرانیوں نے اپنے تمام فوجیوں کو زنجیروں سے ایک دوسرے کو باندھ لیا تھا کہ کوئی بھاگ نہ سکے اور خوب جم کر جنگ کرے وہ اس زنجیر کو رحمت سمجھتے تھے اور جنگ میں بہادری کے جوہر دکھانے کا ذریعہ تصور کرتے تھے لیکن انہیں کیا خبر کہ ان کے مقابلہ میں اللہ کی تلوار اپنے جوہر دکھانے والی تھی۔ جونہی جنگ شروع ہوئی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیرِ کمان مسلمان افواج نے ایسا زوردار حملہ کیا کہ ایرانیوں کے چھکے چھڑا دئے اب ان کے پاؤں میں چونکہ زنجیریں بندھی ہوئی تھی لہذا وہ میدانِ جنگ سے بھاگ نہ سکے خود اپنے ہی دام میں صیاد آگیا تھا وہی زنجیریں ان کے لئے مصیبت اور مسلمانوں کے لئے راحت اور رحمت بن گئیں اور مسلمانوں نے بے شمار ایرانیوں کو بڑی آسانی سے قتل کر دیا۔ انسان بسا اوقات جو اپنے دفاع کے لئے تدابیر اختیار کرتا ہے وہی اس کے لئے مصیبت کا باعث بنتی ہیں۔ حضراتِ ایران کے ساتھ جنگ تھی ایرانیوں کے پاس ہاتھی تھے۔ عربوں نے کبھی ہاتھی دیکھا نہ تھا کیوں کہ یہ جانور سعودی عرب میں نہیں پایا جاتا۔ ایرانیوں نے اپنی فوج کے آگے ہاتھیوں کی ایک لمبی قطار کھڑی کر دی یوں سمجھ لیجئے کہ وہ ہاتھیوں کے پیچھے مورچہ بند ہو گئے ہاتھیوں کی ایک فصیل بن گئی جن کے پیچھے ایرانی محفوظ ہو گئے وہ ہاتھی ان کے لئے رحمت بن گئے اور مسلمانوں کے لئے مصیبت کا باعث بن گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم فرمایا کہ نشانہ نشانہ کر ان ہاتھیوں کی آنکھوں میں تیر مارو۔ مجاہدین نے حکم کی تعمیل کی۔ ہاتھیوں کی آنکھوں میں جب تیر لگے تو بدحواس ہو کر پیچھے کو بھاگے اور اپنی ہی فوج کو روند ڈالا۔ بہت سے ایرانی ہاتھیوں



کے پاؤں تلے دب کر مر گئے۔ وہی ہاتھی جو مسلمانوں کے لئے مصیبت کا باعث بنے ہوئے تھے اب ان کے لئے راحت اور رحمت بن گئے اور مسلمانوں کو فتح ہو گئی۔ ایرانیوں کے خلاف ہی جنگ تھی۔ مسلمان مجاہدین اور ایرانی افواج کے درمیان ایک خلیج حائل تھی۔ ایرانیوں کے پاس کشتیاں تھیں وہ رات کے اندھیرے میں خلیج پار کر کے آ جاتے اور شب خون مار کر مسلمان مجاہدین کو نقصان پہنچا کر واپس بھاگ جاتے یہ خلیج مسلمان مجاہدین کے لئے ایک مصیبت بنی ہوئی تھی ایک روز مسلمانوں کے کمانڈر نے حکم دیا کہ تمام مجاہدین اپنے گھوڑے اس خلیج میں ڈال کر اس کو پار کریں۔ مسلمان مجاہدین نے نعرہ بکیر اور نعرہ رسالت لگاتے ہوئے اپنے گھوڑے خلیج میں ڈال دیئے اور شور مچاتے ہوئے خلیج پار کر گئے۔ دشمن نے جب ان کی یہ ہمت اور جرأت دیکھی تو بھاگ گیا۔ مسلمانوں کو فتح حاصل ہو گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی لینے کی دیر تھی کہ مصیبت، راحت اور رحمت میں بدل گئی۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب برہانش صاحبزادہ جناب ڈاکٹر اشتیاق الحسن صاحب

دامت برکاتہ العالیہ

12-05-11

## معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انعامات

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُوْلِكَ النَّبِيِّ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِ الْوَلِيَّ اِلٰهَ

وَمَا كُنْتُ بِصَلَاةٍ عَلَى النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيَّ وَسَلِّمُوا

تَسْلِيْمًا اَللّٰهُمَّ اَللّٰهُمَّ عَلَيَّ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اِلٰهِ وَصَلَّى اِلَيْكَ

وَأُصَدِّقُكَ يَا سَيِّدِيْ يَا صَبِيْهَ اِلٰهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے

اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

بہت بڑی شان ہے۔ بہت بڑا معجزہ ہے۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

خاص صفات ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رَحْمَةً اِلٰی خَلْقٍ طَیِّبٍ صلی اللہ علیہ

وسلم مَدَن رَسُوْلًا اِلٰی صُلٰی اللہ علیہ وسلم مَزْمَل ہیں۔ مدر ہیں۔ یسین

ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں حیات ہیں۔ علم غیب رکھتے ہیں۔ اسی طرح سے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک شان شفاعت بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفیع

ہیں۔ شَهِيدَ الْيَقِيْنِ شَهِيدَ الْيَقِيْنِ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات آپ نے

سنے ہیں۔ آپ اس واقعہ سے متعلق جانتے ہیں۔ ایک تھوڑے سے وقت میں آپ

صلی اللہ علیہ وسلم لامکان میں بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئے اور واپس تشریف بھی لے آئے۔ وضو کا پانی چلتا رہا۔ کنڈی ہلتی رہی بستر مبارک گرم رہا۔ اتنے تھوڑے سے وقت میں معراج ہوئی۔ معراج تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی لیکن امت کے لئے اس میں بہت فوائد ہیں۔ انعامات ہیں اور کئی سبق ہیں۔ سبق اس میں یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل مقام اور درجہ کس کا ہے۔ یہ صدیقین کا مقام ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد صدیقین کا مقام آتا ہے۔ لیکن یہ دیکھیں کہ صدیق کس طرح سے بنتا ہے اس کا بھی تو کوئی طریقہ ہونا چاہئے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کو مان کر صدیق بنتا ہے۔ اگر معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مان جاؤ گے تو صدیق بن جاؤ گے اور اگر نہیں مانو گے تو اس کی سزا بھی ہے۔ اگر کافر ہے اور معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکاری ہے تو ابو جہل بن جاتا ہے۔ اگر کلمہ کو ہے اور پھر بھی معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا تو پھر ابو جہل سے بھی بدتر ہے۔ ابو جہل سے بھی زیادہ سزا کا مستحق ہے۔ اس لئے معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ماننا نہایت ضروری ہے۔ اگر اس کا انکار کرو گے تو ابو جہل اور ابو جہل سے بھی بدتر اور اگر مان جاؤ گے تو صدیق بن جاؤ گے۔ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمارے لئے بہت انعامات ہیں۔ ان انعامات کا علم ہونا ضروری ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ماننے کی توفیق ہونی چاہئے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے اور فرمایا کہ میں تو اس پر سوار نہیں ہوں گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام براق کی لگام تھامے ہوئے اور حضرت میکائیل اس کی رکاب تھامے ہوئے انتظار میں کھڑے ہیں اور دوسرے

بڑے بڑے فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال اور سفر مبارک کے آغاز کے لئے کھڑے ہیں۔ ان کے علاوہ ستر ہزار فرشتے خدمت کے لئے حاضر ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں نے براق پر سوار نہیں ہونا ہے۔ فرشتے گھبرا رہے ہیں کہ ہم سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔ براق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق نہیں لائے یا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پروٹوکول نہیں دے سکے ہم سے ضرور کوئی کوتاہی ہوئی ہے۔ براق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے لائق نہیں ہے اس کی تیاری میں کوئی خامی رہ گئی ہے۔ لگام ٹھیک نہیں ہے۔ اس کی کانٹھی آرام دہ نہیں ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے جو غلطی کوتاہی ہو گئی ہے وہ ہمیں معاف فرمادیں اور اس کی نشان دہی فرمادیں ہم اس خامی کو دور کر لیتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہو جائیں۔ فرمایا کہ کوئی غلطی نہیں ہے کوئی کوتاہی نہیں ہے۔ میرا ایک سوال ہے پہلے آپ بارگاہ عالیہ سے اس کا جواب لے کر آئیں پھر میں براق پر سواری کروں گا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمائیں کہ سوال کیا ہے۔ فرمایا کہ میں تو آج براق پر سوار ہو کر بارگاہ عالیہ میں جا رہا ہوں حشر کے روز میری امت اپنے سروں پر گناہوں کی گھڑیاں اٹھائے ہوئے ہیں صراط سے کیسے گزرے گی۔ مجھے اس کا جواب دیں۔ آپ دیکھ لیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ عالیہ میں تشریف لے جا رہے ہیں لیکن اپنی امت کی فکر دامن گیر ہے۔ ذرا غور فرمائیں کہ جب کوئی ایسے اعلیٰ سفر پر جا رہا ہو تو پھر ہم غریبوں کو کوئی یاد نہیں رکھتا۔ لیکن میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا لچ پال ہے کہ بارگاہ عالیہ میں جا رہے ہیں اور ہم گناہ گاروں اور غریبوں کو یاد فرما رہے ہیں۔ فرمایا کہ مجھے یہ فکر ہے کہ میری گناہ گار



امت اپنے سروں پر گناہوں کا بوجھ اٹھائے پل صراط سے کیسے گزرے گی۔ مجھے بارگاہ عالیہ سے اس سوال کا جواب لا کر دیں۔ فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال لے کر بارگاہ عالیہ میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے فرشتو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عرض کر دو کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہو کر تشریف لے آئیں میں حشر کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر امتی کو ایسا ہی ایک براق دوں گا۔ جو اسے پل صراط سے پار کرا دے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود براق پر سوار ہوئے اور ہمارے لئے بھی براق کا انتظام بھی کرا دیا۔ اگر معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مان جاؤ گے تو حشر کے روز براق مل جائے گا اور اگر یہ کہو کہ معراج نہیں ہوئی یہ ایک خیال تھا یہ ایک خواب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو سوئے ہوئے تھے تو پھر براق پر سوار ہو کر پل صراط سے گزرنا نصیب ہی نہیں ہو گا۔ اور جہنم میں گرا دئے جاؤ گے۔ پل صراط سے صحیح سلامت گزرنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج کو مان جاؤ۔ یہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیں فائدہ ہوا ہے اور اس کو ماننے کا انعام ملے گا۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ فوت ہو گئے ہیں۔ مٹی میں مل گئے ہیں اب وہ کوئی تصرف نہیں رکھتے۔ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بھی حل فرمایا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب براق پر سوار تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرے تو فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ اگر حضرت



موسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو پھر میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں کیا وہ زندہ نہیں ہوں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی تیز رفتاری سے براق پر سفر فرما رہے ہیں کتنی تیز سواری ہے کہ جہاں اس کی نظر پڑتی ہے وہاں اس کا قدم پڑتا ہے۔ ہماری نظر چاند پر پڑ رہی ہے تو کتنا وقت لگتا ہے۔ ایک سیکنڈ بھی نہیں لگتا ہے اور اتنے عرصہ میں براق کا قدم وہاں پہنچ رہا ہے حالانکہ یہ اڑھائی لاکھ میل دور ہے اور اگر سورج کو دیکھیں تو پھر بھی ایک سیکنڈ سے پہلے ہم سورج کو دیکھ رہے ہیں۔ یونہی نظر اٹھائی تو سورج پر پہنچ گئی اور اتنے ہی وقت میں براق وہاں پہنچ جاتا ہے اور یہ زمین سے نو کڑوڑ بیس لاکھ میل دور ہے اور اگر کوئی سیارہ سورج سے بھی زیادہ روشن ہو تو انسانی نظر ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں اس کو دیکھ سکے گی اس سے آپ براق کی رفتار کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد اقصیٰ میں تشریف لے جاتے ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں بھی حاضر ہیں اس سے معلوم ہوا کہ براق کی رفتار تھوڑی ہے لیکن نبوت کی رفتار اس سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم براق کی رفتار سے تشریف لے گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نبوت کی رفتار سے تشریف لے گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نبوت کی رفتار سے مسجد اقصیٰ پہلے پہنچ گئے۔ آپ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے آپ نے نماز مکمل بھی کی اور پھر اپنے سفر کا آغاز فرمایا ادھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر رکے نہیں ہیں۔ صرف براق پر سوار وہاں سے گزرے ہیں پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام مسجد اقصیٰ میں پہلے پہنچ رہے ہیں۔ تو نبوت کی رفتار کے مقابلہ میں براق کی رفتار کچھ بھی نہیں

ہے۔ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی نہیں بلکہ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام یعنی تمام انبیاء علیہم السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کیلئے مسجد اقصیٰ میں موجود تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ تو پھر تمام انبیاء علیہم السلام حیات میں زندہ ہیں تو ان سب کے سردار اور امام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں زندہ نہیں ہوں گے۔ اس لئے جو یہ کہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ فوت ہو گئے ہیں۔ انہوں نے نعوذ باللہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو مانا اور نہ ہی معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا۔ بس اسی نکتہ پر ہی وہ گرفتار ہو جاتے ہیں۔ مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء علیہم السلام نے تقاریر کیں اور اپنا اپنا تعارف کرایا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں صغی اللہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ جس نے مجھے صغی اللہ بتایا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں خلیل اللہ ہوں اللہ تعالیٰ وہ ہستی ہے کہ جس نے مجھے اپنا خلیل بتایا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا رب وہ ہے جس نے مجھے کلیم بتایا میرے ساتھ باتیں کی ہیں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وہ ہستی ہے کہ جس نے مجھے باپ کے بغیر پیدا فرمایا مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں روح اللہ بن گیا اس نے مجھے **کَلِمَةَ الْإِلَٰهِ**

ہے۔ آخر میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے انبیاء علیہم السلام آپ نے میرے رب کی تعریف کی ہے۔ اب میں اپنے رب کی تعریف کرتا ہوں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رب تو میرا ہے اس لئے جو میرا ہو جاتا ہے پھر رب اس کا ہو جاتا ہے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ رب تمہارا ہو جائے تو پھر تم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ خود ہی تمہارا ہو جائے گا۔ اگر تو یہ کہے کہ میں

نبی والا نہیں ہوں وہ تو میرے جیسے ہی ہیں میں ان کی برابری والا ہوں اور یہ کہو کہ ان کو علم غیب نہیں ہے۔ وہ شفیع نہیں ہیں۔ وہ نور نہیں ہیں وہ حیات نہیں ہیں۔ پھر تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے۔ تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام بن جا تو رب تیرا ہو جائے گا۔ انبیاء علیہم السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے ہمیں صغی اللہ بنایا۔ روح اللہ بنایا۔ کلیم اللہ بنایا۔ خلیل اللہ بنایا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی تعریف نہیں کر سکتے۔ اب میں اپنے رب کی تعریف کرنا ہوں کہ اس نے مجھے رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ ہے اور جو کچھ بھی تمہارے پاس ہے وہ میری رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ کا صدق ہے۔ تم میرے بچے جاؤ تو پھر رب تمہارا بن جائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں جب جنت میں اس کے معائنہ کے لئے گیا تو میں نے سنا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے آگے آگے جوتیاں گھسیٹتا پھرتا ہے اور میں اس کی آواز سن رہا ہوں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام جنت میں پھر رہے ہیں۔ لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خود کا علم نہیں ہے کہ کہاں جائیں گے لیکن دیکھو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ٹوٹی ہوئی جوتی کے ساتھ جنت میں پھر رہا ہے۔ جنت کی حوروں نے جنت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی میں سجایا ہوا تھا خود بھی بہت بنی سنوری ہوئی تھیں۔ جنت کی سردار حور نے خاص طور پر بڑا اہتمام کیا ہوا تھا۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انعام عطا فرمائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی یاد تازہ کرتا رہے۔ جنت کی سردار حور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے انعام مانگ رہی ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ



نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو کیا انعام عطا فرمایا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی سردار حور کو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ انعام کے طور پر عطا کیا۔ آپ اندازہ کر لیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی یہ شان ہے تو سردار کا عالم کیا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ عالیہ میں پہنچے تو وہاں بھی اپنی گناہ گار اُمت کو نہیں بھولے۔ جس طرح سے براق پر سواری کرتے وقت ہمیں یاد فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ کے رو برو بھی اپنے غلاموں کو یاد رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لائے ہو تو مجھ سے کوئی چیز مانگ لیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ یا اللہ میری اُمت کو بخش دے۔ اگر آپ کو صدر پاکستان تک پہنچنے کا موقع مل جائے تو کیا مانگیں گے آپ اپنی ملازمت سے معطل ہیں تو آپ اپنی ملازمت پر بحالی مانگیں گے۔ آپ کہیں گے کہ میرے والد صاحب کو ایک بہت بڑا ٹھیکہ مل جائے کہ آپ کے والد صاحب ٹھیکیدار ہیں۔ مکان مانگیں گے۔ ملازمت مانگیں گے اور کوئی دنیاوی غرض و غایت ہے تو اس سے متعلق سوال کریں گے۔ ہمیں اپنی فکر ہے ہم چھوٹے بندے ہیں چھوٹے دل و دماغ والے ہیں۔ چھوٹی سوچ رکھنے والے ہیں۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی فکر نہیں ہے۔ اگر فکر ہے تو اپنی اُمت کی بخشش کی فکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ اور بھی مانگ لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ میری اُمت کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ اور بھی مانگ لیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی عرض کیا کہ یا اللہ میری اُمت کو بخش دے۔ ستر ہزار مرتبہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا اور ستر ہزار مرتبہ ہی نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ یا اللہ میری اُمت کو بخش دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمت کی اتنی فکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام حشر کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس پر نگاہ ڈالیں گے میں اس کی بخشش کر کے اسے جنت میں داخل کر دوں گا۔ معراج تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی لیکن یہ گناہ گار اُمت کی بخشش کا بہانہ بن گئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ سے کیا باتیں ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اللہ تعالیٰ کے ساتھ بارہ ہزار باتیں ہوئیں اور وہ سب کی سب اُمت کے متعلق ہی تھیں۔ اب اگر کوئی معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکاری ہے۔ کہ معراج جسمانی نہیں تھی یہ ایک خواب کی کیفیت تھی نیند کی حالت تھی تو پھر وہ سمجھ لے کہ اس کی بخشش بھی نہیں ہوگی۔ نہ اسے ایمان نصیب ہوگا۔ نہ اس کی بخشش ہوگی اور نہ ہی اسے جنت ملے گی۔ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات بیان کرنا اور بات ہے میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمت کو کیا فائدہ ہوا اور اس کو کیا کیا انعامات ملے۔ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص تحفہ نماز ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پچاس نمازیں عطا ہوئیں۔ آپ جانتے ہیں کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ہماری طرف داری فرمائی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں کی تعداد میں تخفیف کرائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نو مرتبہ آئے اور گئے اور ہر دفعہ پانچ نمازیں کم ہوئیں اور پچاس کی بجائے صرف پانچ نمازیں فرض رہ گئیں۔ نماز کا فائدہ کیا ہے جو معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص تحفہ



ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی صحیح طریقہ سے نماز ادا کرے گا تو یہ نماز اس کے لئے بھی معراج کا درجہ رکھتی ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔ جب نمازی سجدہ میں ہوتا ہے تو وہ قرب الہی میں ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نظر اور بصیرت عطا فرمائے تو نمازی کو دیدار رب بھی ہو جاتا ہے۔ معراج نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلام کو بھی معراج کرا رہے ہیں۔ نماز کا فائدہ دیکھیں کہ جب آپ وضو کرتے ہیں۔ ہاتھ دھوتے ہیں تو ہاتھوں سے کئے ہوئے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کلی کرنے کے لئے آپ منہ میں پانی ڈالتے ہیں تو زبان سے کئے ہوئے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ناک میں پانی ڈالیں تو ناک سے کئے ہوئے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ چہرہ دھونے کے لئے جب چہرے پر پانی ڈالتے ہیں تو آنکھوں اور کانوں سے کئے ہوئے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ آپ پاؤں دھوتے ہیں تو پاؤں سے کئے ہوئے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ نماز پڑھنا تو بعد کی بات ہے جب نماز کی تیاری کے لئے بندہ وضو کرتا ہے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ نماز کا یہ تحفہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات عطا ہوا ہے۔ نماز کا ایک فائدہ اور دیکھیں کہ آپ گھر میں اکیلے نماز پڑھیں تو ایک نماز کا ہی ثواب ملتا ہے۔ اگر وہی نماز مسجد میں باجماعت پڑھیں تو ایک حدیث شریف کے مطابق پچیس گنا۔ ایک کے مطابق ستائیس گنا اور ایک حدیث کے مطابق انتیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔ وہی نماز اگر بیت المقدس میں پڑھیں تو اس کا ثواب پچیس ہزار گنا ہو جاتا ہے۔ وہی نماز وہی الفاظ وہی رکوع وہی سجدے مسجد الحرام خانہ کعبہ میں کریں گے تو ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔ اگر وہی نماز مسجد نبوی میں پڑھیں تو ایک

حدیث کے مطابق پچاس ہزار۔ دوسری کے مطابق ایک لاکھ اور تیسری کے مطابق دس لاکھ اور ایک حدیث کے مطابق دس ارب نماز کا ثواب ملتا ہے۔ جو معراج کو ماننے والا ہے وہ جب مسجد نبوی میں نماز پڑھتا ہے تو اس کو ایک نماز کے بدلے دس ارب نماز کا ثواب ملتا ہے اور ساتھ ہی بخشش بھی مل جاتی ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی انعام مل سکتا ہے۔ یہ بھی معراج کو ماننے کا ہی انعام ہے۔ جو معراج کو نہیں مانتے وہ اس انعام سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیا کسی نے اللہ تعالیٰ کو ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دیکھا ہے۔ کیا کسی نبی علیہ السلام نے دیکھا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں۔ آواز سنی ہے لیکن دیدار نہیں ہوا۔ صرف میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ظاہری چشم مبارک سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے یہ کتنی بڑی عظمت ہے۔ اور یہی دیدار نماز میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام کو بھی ہو سکتا ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں جب نماز میں ہوتا ہوں۔ قیام میں ہوتا ہوں تو رکوع میں نہیں جاتا جب تک مجھے دیدار رب نہ ہو جائے اور رکوع سے سر نہیں اٹھاتا جب تک اللہ کا دیدار نہ ہو جائے۔ سجدہ میں جاتا ہوں تو سجدہ سے سر نہیں اٹھاتا جب تک اللہ کا دیدار نہ ہو جائے۔ ایک سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ نہیں کرتا جب تک مجھے اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب نہ ہو جائے۔ نماز کے ہر رکن میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو رہا ہے۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ اور غلامی کا اثر ہے۔ یہ شان ہے خدمتگاروں کی سردار کا عالم کیا ہو گیا۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

کی عظمتیں ہیں لیکن ہم غلاموں کی معراج کہاں ہے۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے کہ

قرب خلاق میں ہے معراج رسول عربی

میری معراج بس تیرے نعلین میں ہے

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام لامکان میں بارگاہ عالیہ میں پہنچے تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج تھی لیکن میں اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمین شریفین تک پہنچ جاؤں تو یہ میری معراج ہوگی۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف **کشف المحجوبین** حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی معراج کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ بڑی ایمان افروز بات لکھی ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں معراج ہوئی جب بارگاہ عالیہ میں پہنچے تو عرض کیا کہ یا اللہ کیا یہ سب سے بڑا مقام ہے جہاں میں پہنچ گیا ہوں فرمایا کہ نہیں یہ سب سے بڑا مقام نہیں ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ اس سے بھی بڑھ کر جو مقام ہے وہ کہاں ہے فرمایا کہ وہ مدینہ منورہ میں ہے۔ یا اللہ مجھے مدینہ منورہ میں وہ مقام کس طرح حاصل ہو گا۔ فرمایا کہ مدینہ منورہ میں چلے جاؤ اس کی گلیوں کی خاک کا سرمہ اپنی آنکھوں میں ڈالو تو تمہیں سب سے اعلیٰ مقام مل جائے گا۔ جب تم مدینہ شریف جاؤ تو اس کی گلیوں کی خاک کو آنکھوں میں ڈالو تو تمہیں بھی معراج ہو جائے گی۔ اگر کوئی مدینہ شریف جائے تو اس سے فرمائش کرو کہ وہ تمہارے لئے مدینہ شریف کی خاک لے کر آئے اس کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناؤ انشاء اللہ آپ کو اپنے گھر بیٹھے ہی معراج ہو جائے گی۔

کو کہ سدرہ ہے دو قدم لیکن

میری منزل تو پاؤں تیرے ہیں

معراج کے واقعہ میں ہی ایک بات ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرش کے پاس تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ یہ بڑا اعلیٰ مقام ہے۔ یہاں اپنی نعلین اتار دینا چاہئے۔ یوں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا تو عرش رونے لگا کہ یا اللہ یہ تو اپنی نعلین مبارک اتار رہے ہیں لیکن آپ نے فرمایا تھا کہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جوتی سمیت تجھ پر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم جوتی سمیت عرش پر آ جائیں جب تیری نعلین کے نیچے لگی ہوئی مٹی اس کے چہرے پر لگے گی تو میں اس کو عرش سے عرشِ معلیٰ بنا دوں گا۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی سے لگی ہوئی مٹی سے عرش کو عزت مل رہی ہے اور ہمیں بھی اسی خاک سے ہی عظمت ملے گی۔

جو سر پہ رکھتے کو مل جائے نعل پاک حضور

تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

اللہ تعالیٰ معراج کی عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کا ماننا صدیقیت ہے اس کا انکار جاہلیت ہے اور کلمہ پڑھ کر بھی اس کا انکار کرے تو یہ منافقت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عذاب سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انعامات ہیں وہ سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ -

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ

10-06-11



## بے ایمانی کیا ہے

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
 أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اللَّهُ  
 وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا  
 تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ  
 وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
 رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
 آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے  
 ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں  
 اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے  
 در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے  
 ہو آپ کا بلاوہ تو برات بنتی ہے  
 جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
 اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین ہم سنی عقیدہ لوگوں پر بہت الزام تراشی ہوتی ہے سب سے بڑا  
 الزام یہ ہے کہ سنی تو مشرک ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تعریفیں تو اللہ تعالیٰ کے لئے



ہی ہیں لیکن سنی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کی تعریفیں کرتے ہیں۔ داتا گنجوری رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کر رہے ہو حضرت بابا قائم سائیں رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کر رہے ہو۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کر رہے ہو اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کر رہے ہو۔ اگر تمام تعریفیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں تو پھر کسی دوسرے کی تعریف تو نہیں ہونی چاہئے۔

لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (۲۵) ”اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔“ زمین و آسمان اللہ تعالیٰ کا ہے اور جو کچھ ان میں ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ہی ہے۔ لیکن آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ

مکان سے لامکان تیکر حکومت مصطفیٰ دی اے

آپ یہ کیوں کہہ رہے ہو۔ جب حکومت اور ملک سب اللہ تعالیٰ کا ہی ہے تو آپ خواہ مخواہ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں دے رہے ہو۔ مکان سے لامکان تیکر حکومت کس کی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن آپ اس کی ملکیت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی دے رہے ہو لہذا یہ شرک ہے اور تم مشرک ہو اور شرک بہت بڑا ظلم ہے جس کی کوئی معافی نہیں ہے۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (۱۳)

”بے شک شرک بڑا ظلم ہے“ اللہ تعالیٰ شرک کو کبھی معاف نہیں کرتا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ (۱۱) ”اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔“ اس لئے خبردار کسی اور کی تعریف صرف اتنی کرو کہ جتنی تمہیں ہضم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف تو کرو لیکن تم ہر چیز کو ملایا میٹ کر رہے ہو۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (الجمعة ۱) ”اللہ کی پاکی تو بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔“ زمین و آسمان کی ہر چیز صرف اللہ تعالیٰ کی تسبیح بولتی ہے لیکن تم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھ رہے ہو۔ اولیاء اللہ کی منقبت پڑھ رہے ہو۔ یہ ہم سنی عقیدہ لوگوں پر الزام ہے۔ اللہ تعالیٰ عَلِيمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ (الحشر ۲۲) ”ہر نہاں اور عیاں کا جاننے والا ہے۔“ لیکن آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ کائنات میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے کہ جہاں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ کرم نہ ہو۔

ہر جگہ ہے حکومت خدا کی وہیں پہ ہے رحمت مصطفیٰ کی  
سارے عالم ہیں چشم کرم میں کس جگہ کملی والا نہیں ہے  
لوگ کہتے ہیں کہ مہربانی فرماؤ ذرا فرق رکھو ورنہ پکڑے جاؤ گے تم جھگڑا پیدا کرتے ہو۔ تم مشرک ہو۔ پروفیسر صاحب یہ الزام آپ پر بھی ہے۔ مجھ پر بھی ہے۔ ہم سب پر بھی ہے۔ ہم میں سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ کوئی نعت کو، نعت خواں اس الزام سے بری نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کیوں مناتے ہو۔ میلا دمنانا کہاں لکھا ہوا ہے اس کا کیا ثبوت ہے۔ کون ہے جو شفاعت کر سکتا ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَ الرَّبِّ (۲۵۵) ”وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے۔“ کوئی شفاعت نہیں کر سکتا۔ لیکن تم یہ کہتے ہو کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری شفاعت فرمائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بغیر بخشش ہی نہیں ہوگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ہی جنت ملے گی۔ لیکن قرآن کہتا ہے کہ کوئی شفاعت نہیں کر سکتا۔ اس لئے تم قرآن کو

پڑھو اس کو سمجھو کہ وہ کیا کہتا ہے وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ یَغْفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ (آل عمران ۱۲۹) ”اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“ لوگ کہتے ہیں کہ بخشش اور نجات کا سارا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے وہ جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے عذاب کرے اسے کسی کی شفاعت کی ضرورت نہیں ہے وہ مالک ہے جو چاہے سو کرے۔ لیکن تم یہ کہتے ہو کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے بغیر گزارہ نہیں ہے۔ یہ تم غلط کہتے ہو۔ ہمیں ان باتوں کا جواب آنا چاہئے ورنہ بندے ان مخالفین کے جال میں پھنس جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ بے شک خالق ہے مالک ہے رازق ہے۔ شافی ہے علم غیب والا ہے۔ عطا کرنے والا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات ہیں ان کو ماننا توحید ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کو مانتے ہیں۔ کیا ہم اسے خالق نہیں مانتے۔ کیا اسے ہم رازق نہیں مانتے۔ ہم اسے شافی مانتے ہیں اسے معطی عطا کرنے والا مانتے ہیں۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ کسی کو کچھ عطا کر دے تو اسے مان لینا چاہئے۔ جب اللہ تعالیٰ کی صفت یہ ہے کہ وہ عطا کرنے والا ہے تو پھر اس نے کسی کو تو عطا کیا ہی ہوگا۔ کس کو دیا ہے۔ یا اللہ کیا آپ نے کسی کو کچھ عطا بھی کیا ہے کہ سب کچھ اپنے پاس ہی رکھا ہوا ہے۔ فرمایا اِنَّا اَعْطٰیْکَ الْکُلَّ (الکہف۔ ۱) ”اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔“ اے خدا کے بند و شک نہ کرنا میں نے سب کچھ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دیا ہے۔ آپ کوڑ کی تفسیر پڑھ لیں۔ اگر نور ہے تو اس میں ہے۔ اگر شفاعت ہے تو اس میں ہے۔ علم غیب اس میں ہے۔ اُمت کی کثرت اس میں ہے۔ حکومت ہے تو



اس میں ہے۔ دنیا کی کسی بھی اچھی چیز کا نام لے لیں وہ سب کوثر میں ہیں اور کوثر اللہ تعالیٰ نے میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دی ہے۔ ہم ذاتی طور پر تمام صفات اللہ تعالیٰ کی مانتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے جو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دیا ہے اس کا ماننا بھی ایمان ہے۔ اگر اس کو نہ مانو گے تو پھر بھی بے ایمان ہو جاؤ گے۔ ہم اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں تم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مان جاؤ۔ بس جھگڑا تو صرف یہی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کو خالق، مالک رازق مانتے ہیں۔ وہ جی ہے وہ قیوم ہے۔ وہ عظیم ہے وہ قادر ہے۔ قدرت والا ہے اس کی صفات کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس نے اپنی عطا سے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی سب کچھ بنا دیا ہے۔ خالق کل نے مالک کل بنا دیا ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک کل نہ ماننا بھی بے ایمانی ہے کفر ہے۔ جب اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے تو پھر کیسے نہیں مانیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے کس کو کیا دیا ہے۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مَلِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (عمران ۲۶) ”یوں عرض کراے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔“ اللہ تعالیٰ ملک کا مالک ہے وہ جسے چاہے عطا کر دے اور جس سے چاہے چھین لے۔ جس کو مرضی عزت دے اور جس کو مرضی ذلت دے یہ سب اس کے ہاتھ میں ہے۔“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جس کو چاہوں ملک و سلطنت دے دیتا ہوں۔ یہ کوئی تفسیر نہیں، حدیث نہیں بلکہ قرآن مجید ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام

دنیا کی سلطنت عطا فرمائی پرندوں پر حکومت عطا فرمائی۔ حیوانات پر حکومت عطا فرمائی۔ بادل ہوا سمندر پر حکومت عطا فرمائی۔ جنات پر حکومت عطا فرمائی۔ ہر مخلوق پر حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکومت عطا فرمادی۔ یہ حکومت کس نے عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تو پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کی عظمت کو بھی مانو۔ اگر تم یہ نہ مانو گے تو پھر بھی تم بے ایمان ہو جاؤ گے۔ یہ قرآن مجید کا انکار ہوگا اور قرآن مجید کا انکار کفر ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے یہ تصرفات یہ حکومت حضرت سلیمان علیہ السلام کی ذاتی نہیں ہے یہ عطائی ہے۔ کیا تم اس عطا کو بھی نہیں مانو گے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کو ماننا پڑے گا۔ اب طاقت کو دیکھ لیجئے اللہ تعالیٰ طاقت عطا فرماتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے دربار میں تشریف فرما تھے۔ درباریوں سے پوچھا کہ ملکہ بلقیس آ رہی ہے اور اپنا تخت کمرے میں بند کر کے مقفل کر کے آ رہی ہے تم میں سے کون ہے کہ جو اس کا تخت اس کے پہنچنے سے پہلے یہاں لے آئے۔ وہ تخت کوئی چھوٹا نہیں تھا شاید سو فٹ لمبا اور ساٹھ فٹ چوڑا تھا اور اسی طرح سے وزنی بھی تھا جس پر ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے ایک جن کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ میں وہ تخت آپ کی اس نشست کے ختم ہونے سے پہلے پہلے لے آتا ہوں اور میں اس پر قادر ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو بہت دیر ہے مجھے تو وہ تخت اس کے قبل چاہئے ملکہ بلقیس تو پہنچنے والی ہے اس کی آمد سے قبل تخت یہاں ہونا چاہئے۔ آپ کے دربار میں ایک ہستی تشریف فرما تھی جس کا نام حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ وہ بولے کہ میں وہ تخت آپ کی آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے لے آتا ہوں۔ فرمایا کہ لے آؤ اور جب دیکھا تو تخت آپ کے سامنے موجود تھا



یہ حضرت آصف بن برخہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کی آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے لے آئے کس طرح سے لے آئے یہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے لے آئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب تخت کو اپنے سامنے رکھا دیکھا تو فرمایا **هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لُحْلُحٌ** (۴۰) یہ میرے رب کے فضل سے ہے اللہ تعالیٰ کی اس عطا کو نہ ماننا بھی بے ایمانی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ہم اللہ تعالیٰ کے فضل کو مانتے ہیں۔ حضرت قائم سائیں رحمۃ اللہ علیہ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دیتے ہیں۔ دانا بھویری رحمۃ اللہ علیہ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دیتے ہیں۔ کیا یہ تخت لانا مشکل ہے یا کہ بارہ سال کا ڈوبا ہوا بیڑہ تیرانا مشکل ہے۔ بارہ سال ہو چکے کشتی ڈوب گئی اس کے سوار ڈوب گئے ان کو میٹڈک مچھلیاں اور آبی جانور کھا گئے۔ ان کی ہڈیاں گل سرنگیں دریا اپنی گزرگاہ تبدیل کر گیا۔ پھر یہ کشتی پانی سے باہر نکالنا مشکل ہے کہ موجود تخت کو لے کر آنا مشکل ہے۔ دریا کو واپس اپنی گزرگاہ پر لے آنا اس میں سے کشتی بمعہ سوار نکال لینا۔ سوار یوں کو زندہ کر دینا۔ یہ عقل سے ماوراء حیران کن بات ہے لیکن یہ کشتی میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک پیارے حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دریا سے بارہ سال بعد نکالی ہے۔ آپ کے حکم سے دریا بھی واپس اپنی پرانی گزرگاہ پر آ گیا اس میں سے کشتی بھی نکل آئی اس کے سوار بھی زندہ ہو گئے۔ براتی بھی آ گئے۔ دولہا اور دولہن بھی آ گئی۔ بارہ سال کے بعد مردہ جسموں میں حیاتی بھی آ گئی اس کو ماننا بھی ایمان ہے اور اس کا انکار بے ایمانی ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف کو ماننا بھی اتنا ہی ضروری ہے کہ جتنا اللہ تعالیٰ کو ماننا ضروری ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور جو اس نے حضرت سرکار غوث الاعظم

رحمۃ اللہ علیہ کو عطا کیا ہے اس کو بھی مانتے ہیں۔ موت اور حیات اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ لیکن جب میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیارا غلام دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پوری بارات کو زندگی عطا کر دیتا ہے دریا کی گزرگاہ تبدیل ہونے سے وہاں جو گھاس پھوس پودے درخت پیدا ہو جاتے ہیں وہ ختم ہو جاتے ہیں دریا اپنی پرانی گزرگاہ پر واپس آ جاتا ہے۔ کشتی بھی نکل آتی ہے اور اس کے سوار یوں کو زندگی مل جاتی ہے۔ زندگی مل گئی تو پھر عمر میں بھی اضافہ ہو گیا اور اس اضافی عمر میں جو رزق انہوں نے کھانا ہے اس میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ نسل انسانی کی پیدائش میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے لوگ کہیں گے کہ یہ آپ کی بتائی ہوئی کہانیاں ہیں۔ آئیے قرآن مجید میں دیکھیں کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کوڑھ کے مرض کو شفا عطا فرما دیتے تھے آج سائنس اتنی ترقی کرنے کے باوجود بھی اس مرض کا علاج معلوم نہیں کر سکی جو مادر زاد امدا ہوتا تھا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنا دست شفقت پھیرتے تو اس مریض کو آنکھیں عطا ہو جاتی تھیں۔ مٹی کا ایک پرمدہ بنا کر اس پر دم کرتے تو وہ سچ مچ کا پرمدہ بن کر اڑ جاتا تھا۔ کیا مٹی کو زندگی عطا کی ہے کہ نہیں کی ہے۔ مٹی کو زندگی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی عطا سے دی ہے۔ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام ہیں۔ یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا۔

قرآن مجید فرما رہا ہے۔ یٰٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَٰهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (الاحزاب ۴۵) اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوش خبری دینا اور ڈر سنانا۔ لوگ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہیں حاضر ناظر ہیں کوئی چیز آپ صلی اللہ

علیہ وسلم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ (مُلُكُورۃ ۱۵۵) ”اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ اس کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔“ اللہ تعالیٰ کے علم کا احاطہ نہیں ہو سکتا مگر اگر وہ چاہے تو اپنے علم میں سے جس کو چاہے عطا کر دیتا ہے۔ اس نے کس کو عطا کیا ہے۔ اس نے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا ہے۔ قیامت کے روز تمام انبیاء علیہم السلام کی امتیں اکٹھی ہو جائیں گی اور عرض کریں گے کہ یا اللہ ہمارے پاس کوئی نبی علیہ السلام نہیں آیا۔ نہ ہی کسی نے ہم کو تبلیغ کی ہے نہ ہمیں کسی نے سیدھا راستہ بتایا ہے اگر کوئی نبی علیہ السلام آتا تو ہم ضرور ہدایت پا جاتے۔ ہم تو گمراہی میں ہی پڑے رہے ہیں اور اسی لئے ہم سے گناہ بھی ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام سے پوچھے گا کہ اے آدم علیہ السلام، اے موسیٰ علیہ السلام، اے نوح علیہ السلام، اے ابراہیم علیہ السلام، اے عیسیٰ علیہ السلام اور میرے تمام دوسرے انبیاء علیہم السلام کیا تم نے تبلیغ نہیں کی تھی کیا تم نے ان کی راہنمائی نہیں کی تھی کہ یہ ہدایت پا جاتے۔ انبیاء علیہم السلام عرض کریں گے کہ یا اللہ ہم نے ان کو بہت سمجھایا۔ ہم نے ان کو تبلیغ کی۔ ہم نے سیدھے راستے کی نشان دہی کی لیکن انہوں نے ہماری ایک نہیں سنی۔ لہذا ہمارا مذاق اڑایا۔ اب یہ سب اکٹھے ہو گئے ہیں اور یک زبان ہو کر ہماری تبلیغ کا انکار کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے انبیاء علیہم السلام اپنا کواہ پیش کرو جو تمہاری تبلیغ کی تصدیق کرے۔ انبیاء علیہم السلام عرض کریں گے کہ یا اللہ ہم کواہ کہاں سے لائیں۔ قرآن ارشاد فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَسَطًا لِتَكُوْنُوْا شٰهَدًا عَلٰی النَّاسِ وَتَكُوْنَ الرُّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شٰهِيْدًا (البقرہ، ۱۴۳) اور بات



یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر کواہ اور یہ رسول تمہارے نگہبان و کواہ۔“ آخر کار بات یہاں تک پہنچے گی کہ انبیاء علیہم السلام عرض کریں گے کہ یا اللہ ہمارے کواہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے اور Action re play کر کے دکھادیں گے کہ یہ دیکھو حضرت آدم علیہ السلام تبلیغ کر رہے ہیں یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تبلیغ کر رہے ہیں یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تبلیغ کر رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نبی علیہ السلام کو تبلیغ کرتے ہوئے دکھادیں گے اور فرمائیں گے کہ جب یہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قوم کو تبلیغ کر رہے تھے میں وہاں موجود ہوتا تھا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین۔ (الاحزاب ۴۰) حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی پر تمام انبیاء علیہم السلام بری ہو جائیں گے اور ان کی امتوں کو سزا ہو جائے گی۔ یہ کرم کون کرے گا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کرم فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے کرم فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی اس عطا کو ماننا ہی ایمان ہے اور اس کا انکار بے ایمانی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ شروع سے لے کر آخر تک۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام بندوں کو میرے سامنے پیش کیا گیا تو مجھے پتہ چل گیا کہ ان میں مومن کون ہیں اور منافق کون ہیں۔ منافق بولے کہ ہم ان کے سامنے ان کے رویہ و بیٹھے ہیں۔ ہمارا تو ان کو علم نہیں ہے اور ساری مخلوق کے مومن اور منافق ہونے سے متعلق خبر دے رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ممبر شریف پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ کچھ لوگ میرے علم غیب پر طعنہ دیتے ہیں آؤ مجھ سے ازل سے لے کر

ابد تک ہونے والے واقعات سے متعلق پوچھ لو۔ میں وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں جو سب کچھ جانتا ہے۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھتیس افراد کا نام لے لے کر مسجد نبوی سے باہر نکال دیا کہ تم بھی منافق ہو تو بھی منافق ہے اور تو بھی منافق ہے تم میری مجلس سے اٹھ کر چلے جاؤ۔ اسی موقع پر ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ مجھے طعنہ دیتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے نطفہ سے نہیں ہوں۔ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ تو حلال کا ہے یہ میاں بیوی کا اتنا راز کون جانتا ہے۔ بعض اوقات ماں کو بھی پتہ نہیں ہوتا کہ اس کی اولاد کس سے ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس راز کو بھی جانتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اس عطا کو ماننا ہی ایمان ہے اور اس کا انکار بے ایمانی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ علم غیب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا اظہار جنگ بدر میں ہوتا ہے۔ پانچ علوم غیبیہ ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ کون کب اور کہاں مرے گا۔ بارش کب ہوگی۔ قیامت کب آئے گی۔ ماں کے پیٹ میں کیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر علم اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دیا ہے۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا (النساء: ۱۱۳) ”اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے تمام علوم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دئے اور فرمایا کہ یہ تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فضل کو اس عطا کو ماننا ایمان ہے اور اس کا انکار بے ایمانی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر میں ایک رات قبل میدان جنگ میں تشریف لے جاتے ہیں اور ستر کفار کے مرنے کی جگہ کو نام لے لے کر نشان لگاتے ہیں کہ یہاں ابو جہل مرے



گا۔ یہاں عتبہ مرے گا یہاں فلاں مرے گا یہاں فلاں مرے گا کل مرے گا اور کون مرے گا اور کہاں مرے گا۔ یہ کون کہہ رہا ہے یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں۔ کیا یہ علم غیب ہے کہ نہیں ہے یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے۔ دوسرے روز صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بندے کے متعلق جہاں نشان لگایا تھا وہ وہیں مرا پڑا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر کفار کے مرنے کی نشان دہی فرمائی تو پھر ستر ہی مرے۔ نہ کم نہ زیادہ کیونکہ جو زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے مطابق ہی کر دیتا ہے۔ جنگ ہو رہی ہے ایک طرف ایک ہزار جنگجو پورے اسلحہ سے لیس ہیں دوسری طرف تین سو تیرہ مجاہدین اسلام ہیں ہر کوئی بھاگ دوڑ کر رہا ہے ایک دوسرے پر حملہ آور ہو رہے ہیں گھمسان کی جنگ میں کسی کو کیا خبر کہ کون مر گیا کون شہید ہو گیا۔ کون زخمی ہو کر گر گیا ہر ایک کو اپنی ہی پڑی ہوئی ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ہے کہ کس نے کہاں اور کب مرنا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کو ماننا ایمان ہے اس کے بغیر گزارہ نہیں ہے۔ جنگ بدر میں ستر کافر پکڑے گئے قیدی بنائے گئے ان کو مدینہ منورہ اپنے ساتھ لے آئے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ فدیہ دے کر رہا ہو جائیں ان جنگی قیدیوں میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا کہ چچا جان فدیہ دے کر آزاد ہو جائیں انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ فرمایا کہ چچا جان آپ کے پاس مال ہے انہوں نے پھر انکار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ آپ کے پاس سونا ہے

جب انہوں نے پھر انکار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ گھر سے چلے تھے تو آپ نے اتنا سونا اپنی زوجہ ام فضل کو دیا تھا کہ یہ سونا سنبھال کر رکھ لو کہ اگر میں جنگ میں مر گیا تو اس سے بچوں کا پیٹ پالنا اور گزارہ کرنا اور اس نے وہ سونا فلاں کونہ میں دفن کیا تھا اس پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اس سونے سے متعلق مجھے اور میری بیوی کے علاوہ کسی کو علم نہیں تھا۔ یہ راز صرف ہم دونوں میں تھا۔ اور اگر ہمارے علاوہ وہ کسی کو پتہ ہے تو وہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ اگر اس کونہ مانیں گے تو بے ایمان ہو جائیں گے۔ یہ بے ایمانی ہے۔ شاہد ہونا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی بھی ایک شان کونہ ماننا بے ایمانی ہے یہ کفر ہے کیا قادیانی نماز نہیں پڑھتے۔ کیا وہ روزہ نہیں رکھتے کیا وہ زکوٰۃ نہیں دیتے وہ زکوٰۃ آپ سے زیادہ دیتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں نماز تراویح بھی پڑھتے ہیں۔ حفظ بھی کرتے ہیں تفسیر بھی پڑھتے ہیں سب کچھ کرتے ہیں لیکن آپ کی پارلیمنٹ نے انہیں کافر قرار دیا ہے اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور بھی نبی علیہ السلام آسکتے ہیں۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیینؐ نے کا انکار کیا تو کفر ہو گیا کوئی علم غیب نہ مانے تو کافر ہے۔ کوئی نور نہ مانے تو کافر ہے حیات النبی نہ مانے کافر ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی تمام شانیں مانتے ہیں۔ اور اے مخالفت کرنے والو اعتراض کرنے والو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

بھی تمام شائیں مان جاؤ یہی ایمان ہے۔ صرف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کو مسلمان نہیں بنانا جب تک مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ کے ساتھ نہ کہا جائے۔ ذرا حشر کا نقشہ اپنے ذہن میں لائیں حشر تو سارے کا سارا ہی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ دنیا میں آپ کہتے ہیں کہ میرا گھر ہے۔ میری چودھراہٹ ہے میری فیکٹری ہے میرا کارخانہ ہے میری دکان ہے میری زمین ہے میرا کاروبار ہے حشر کے روز کسی کے پلے میں کچھ بھی نہیں ہوگا اگر ہوگا تو وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہی ہوگا۔ حشر کے روز ہر ایک کو اس کے گناہوں کے مطابق پینہ آجائے گا کسی کو جتنے تک کسی کو کھٹے تک کوئی کمر تک تو کوئی سارے کا سارا پینہ میں ڈوبا ہوا ہوگا۔ ہر کوئی نہایت تکلیف میں ہوگا پھر سب کو خیال آئے گا کہ کوئی شفیع ڈھونڈ جو ہماری شفاعت کرے اور ہماری نجات ہو جائے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے عرض کریں گے کہ آپ ابوالبشر ہیں ہمارے دادا جان ہیں ہم سب آپ کی اولاد ہیں آج ہماری شفاعت فرمائیں۔ وہ فرمائیں گے کہ اِذْ هَبُوا إِلَىٰ غَيْرِيْ عَلَاوہ کسی دوسرے کے پاس چلے جاؤ۔ میں اس لائق ہی نہیں ہوں کہ تمہاری شفاعت کر سکوں۔ حضرت نوح علیہ السلام جو آدم ثانی ہیں ان کے پاس جائیں گے اور شفاعت کے لئے عرض کریں گے وہ بھی فرمائیں گے کہ اِذْ هَبُوا إِلَىٰ غَيْرِيْ کسی دوسرے کے پاس چلے جاؤ میں تمہاری شفاعت نہیں کر سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام ہر نبی علیہ السلام کے در پر مخلوق حاضر ہو کر شفاعت کے لئے التجاء کرے گی لیکن ہر نبی علیہ السلام جواب دے دے گا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام اس روز بھی کہیں گے کہ ہم شفاعت نہیں کر سکتے۔ ساری مخلوق حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے در پر اکٹھی ہو



جائے گی عرض کریں گے کہ آپ روح اللہ ہیں آپ کَلِمَةُ التَّائِبِ آپ باپ کے بغیر پیدا ہوئے ہیں آپ ایک بہت بڑا معجزہ ہیں آپ ہماری شفاعت فرمائیں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی فرمائیں گے کہ میں تمہاری شفاعت نہیں کر سکتا لیکن مجھے پتہ ہے کہ آج شفاعت کون کر سکتا ہے اور وہ ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت سے اگلے پچھلے سب بخشے جائیں گے ساری مخلوق در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو جائے گی اور جھولی پھیلائیں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں جو آج شفاعت کے انکاری ہیں وہ بھی جھولی پھیلائے کھڑے ہوں گے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ میں تو بتا ہی تمہارے لئے ہوں۔ اَنَا لَهَآ كِتَابٌ نَّبِيٌّ پاك صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے اگر آج تو ان کی شفاعت کا انکاری ہے تو پھر قیامت کو نبی پاك علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہاری شفاعت نہیں فرمائیں گے اور خاص کر حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی جھولی پھیلائے کھڑے ہوں گے جس کے لئے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا  
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی  
حضرات یہ چند گزارشات ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے اور اس  
شعر پر ختم کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔  
آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے  
پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا  
ہم مشرک نہیں ہیں۔ ہم شرک نہیں کرتے۔ نبی پاك علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

کہ مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ میری اُمت شرک میں مبتلا ہو جائے گی۔ میری اُمت  
 مشرک نہیں ہوگی یہ شرک نہیں کرے گی ہاں البتہ مجھے یہ ڈر ہے کہ میری اُمت دنیا  
 کے مال و دولت میں پھنس جائے گی۔ لیکن تم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی  
 عظمت کا انکار کر کے پکڑے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ہدایت عطا فرمائے اور  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کا  
 نام تمہاری والدہ نے رکھا ہوگا۔ آپ کے والد محترم نے رکھا ہوگا۔ یا کسی رشتہ دار  
 نے رکھا ہوگا۔ ہمارے نام فرضی ہیں۔ یہ مجاہد صاحب بیٹھے ہیں کیا کبھی جہاد پر گئے  
 بھی ہو۔ اس نے تو کبھی جنگ ہی نہیں دیکھی ہوگی تو مجاہد کس طرح سے بن جائے  
 گا۔ یہ قاری غلام رسول صاحب ہیں یہ خود ہی بتا دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی کتنی غلامی انہوں نے کی ہے یہ مشکل ہے نا۔ یہ شجاعت علی ہے تو کتنا بہادر  
 ہے۔ سجاد گدو ہے اس نے کتنے سجدے کئے ہوں گے۔ شاید اس نے کبھی نماز  
 پڑھی ہی نہیں ہے میرے ساتھ ہی رہتا ہے آتا جاتا ہے آج تو اس نے نماز پڑھی  
 نہیں ہے۔ نماز پڑھی جا رہی ہو تو یہ باہر نکل جاتا ہے۔ ہمارے نام اور ان کے معنی  
 میں کوئی ربط کوئی واسطہ کوئی تعلق ہی نہیں ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے رکھا۔ یہ اسم بامسمیٰ ہے۔ محمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم بمعنی بہت تعریف کیا گیا۔ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہنے سے پوری نعت بنتی  
 ہے۔ رَسُولُ اللہ کہنے سے پوری نعت بنتی ہے۔ لوگ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم  
 بھی کہتے ہیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مانتے بھی نہیں ہیں تو یہی بے ایمانی  
 ہے۔ جب مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہو تو پھر ان کی شان کو بھی مانو۔ اللہ تعالیٰ  
 ہمیں اور ان کو بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔



اب آخر پر ہم سلام پڑھیں گے تو ان لوگوں کو یہ بھی اعتراض ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو فوت ہو گئے نعوذ باللہ مٹی میں مل گئے ہیں تو اب تم کس کو سلام کہتے ہو کس پر سلامتی بھیجتے ہو اس لئے سلام نہ پڑھو۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا کہنے لگا کہ آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیوں پڑھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تمہارے سوال کا جواب بعد میں دیں گے پہلے یہ بتاؤ کہ تم کبھی قبرستان گئے ہو جی گیا ہوں۔ وہاں جا کر کیا کہتے ہو کہنے لگا کہ وہاں قبرستان میں داخل ہوتے ہی کہتے ہیں السَّلَامُ عَلَیْکُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ قبر والو تم پر سلامتی ہو فرمایا کہ کیا وہ زندہ ہیں تمہارے سلام کو سنتے ہیں اس کا جواب دیتے ہیں یا کہ وہ مردہ ہیں کہ اب نہ سن سکتے ہیں نہ تمہارے سلام کا جواب دے سکتے ہیں کہنے لگا کہ وہ زندہ ہیں۔ فرمایا کہ اگر یہ زندہ ہیں تو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھی زندہ ہیں۔ قبر والوں کو تو تم سلام کرتے ہو اور ان قبر والوں سے میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہے پھر انہیں سلام کیوں نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (الحزب ۵۶) ”اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔“ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام نہیں بھیجتا وہ قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کا انکاری ہے اور قرآن کا انکار کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے وَمَسَلَّمْ عَلَى الْمُرِّ (الطِّفْق ۱۸۱) ”اور سلام ہے پیغمبروں پر۔“ خدا کے بند و تم ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کی بات کرتے ہو میں تو تمام انبیاء علیہم السلام پر سلام بھیجتا ہوں۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب محمدی چوک غلام محمد آباد

## لازمی مضمون

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
 آعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اللَّهُ  
 وَمَلَيْكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا  
 تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ  
 وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! آج ہم ایک ولی کامل کا سالانہ عرس منا رہے ہیں۔ کیا اولیاء اللہ کا وجود ہمارے لئے ضروری ہے۔ کیا ان کے بغیر گزارہ ہو سکتا ہے۔ کیا انہیں By pass کیا جاسکتا ہے۔ کیا ان سے منہ موڑا جاسکتا ہے۔ کیا ان کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ لیجئے کہ کیا یہ لازمی مضمون ہے کہ اختیاری ہے۔ کیا یہ مضمون Compulsary ہے یا کہ Elective ہے۔ اولیاء اللہ سے رابطہ رکھنا کیسا مضمون ہے ان کی بیعت ہونا ان سے وابستہ ہو جانا، ان کی محافل میں بیٹھ جانا کیا یہ ضروری ہے کیا ہمیں ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کافی نہیں ہیں اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ ہمارے قریب ہے اور آپ کیا چاہتے ہیں۔ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے پیر ہیں اس لئے باقی تمام کو چھوڑ دو۔ ایک فرقہ کہتا ہے، اللہ تعالیٰ شہ رگ

سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اتنا زیادہ قریب ہے پھر تم دوسرے دروازوں پر جا کر دھکے کھاتے پھرتے ہو ایسا کیوں کرتے ہو۔ یا اللہ آپ ہی ہماری راہنمائی فرمائیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہمیں سیدھا راستہ دکھائیں۔ کیا اولیاء اللہ سے رابطہ رکھنا چاہئے کیا ان کے دامن سے وابستگی اختیار کرنی چاہئے کیا ان سے محبت اور دوستی رکھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ (المائدہ ۳۵) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔“ میں تمہاری شہ رگ سے بھی قریب ہوں وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (۱۶) اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔“ اور میرا نبی تمہاری روحوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔ النَّبِيُّ أَوْلىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ (احزاب ۴) یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔“ لیکن نہ تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ملتے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ ملتے ہیں جب تک ان تک پہنچنے کے لئے کوئی وسیلہ نہ ہو۔ یہ وسیلہ کون ہے، وسیلہ اولیاء اللہ ہیں، یہ وسیلہ تیرا پیر ہے، پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (التوبہ ۱۱۹) اے ایمان والو! اللہ سے ضرور ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو۔“ اچھے اعمال کرو لیکن تیرا کام نہیں بنے گا جب تک تو وسیلہ نہیں پکڑے گا۔ صرف اپنی نماز پر ہی بھروسہ نہ کر لینا۔ اپنے روزے پر ہی نہ بھروسہ کر لینا بلکہ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (۱۱۹) کے ساتھ ہو جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں ڈراتے ہیں اور حشر کا نقشہ کھینچ کر ہمارے سامنے پیش فرماتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک جس بندے نے بھی پیدا ہونا ہے

اسے آواز دی جائے گی۔ یَوْمَ نُلْعَوُا کُلُّ اُنَاسٍ بِمَا کَانَ یَعْمَلُ (۱۷)

”جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ ہر بندے کو آواز دی جائے گی کہ اپنے اپنے پیر کے ساتھ لگ جاؤ۔ آپ میرے ساتھ لگ جائیں گے میں اپنے پیر کے ساتھ وہ اپنے پیر کے ساتھ لگ جائیں گے اور ہوتے ہوتے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے لَوَاءُ الْحَمْد کے نیچے پناہ میں آ جائیں گے۔

حشر کے روز صرف لَوَاءُ الْحَمْد کا سایہ ہوگا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ اس جھنڈے کے نیچے آنے کے لئے اس کی پناہ میں آنے کے لئے تمہیں کسی نہ کسی کا مرید ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَوْمَ نُلْعَوُا کُلُّ اُنَاسٍ بِمَا کَانَ یَعْمَلُ ”بھی جمع ہے اور اُناس بھی جمع کا صیغہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے کہ Total تمام کے تمام بند و غور سے سن لو۔ اس دن اس آواز کا سننا کارآمد نہیں ہوگا، سننا تو آج چاہئے، آج سنیں گے تو اس پر عمل کر سکیں گے۔ اگر آج نہیں سنیں گے تو پھر کسی دلی کمال سے وابستہ بھی نہیں ہوں گے۔ حشر کے روز سن بھی لیا تو وہاں تو تمہیں کسی مرشد کمال کا دامن نصیب نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَوْمَ نُلْعَوُا کُلُّ اُنَاسٍ بِمَا کَانَ یَعْمَلُ حشر کے دن آواز دی جائے گی اے فلاں کے مریدو آ جاؤ۔ اے فلاں کے مریدو آ جاؤ، اے نقشبندیو آ جاؤ، اے چشتیوں آ جاؤ، اے قادریو آ جاؤ، اے سہروردیو آ جاؤ، جو جس کا پیر ہوگا وہ اس کے ساتھ لگ جائے گا۔ جن کا کوئی پیر نہیں ہوگا ان کو آواز دی جائے گی کہ اے شیطان کے مریدو تم شیطان سے لگ کر جہنم میں چلے جاؤ۔ یہ اتنا لازمی مضمون ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس پر عمل کریں جس کا کوئی پیر نہیں ہے اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔ علماء سے پوچھا ہے کہ جاہلیت



کی موت کیسی ہوتی ہے فرمایا کہ یوں سمجھ لیجئے جس طرح سے کہ ابو جہل مر گیا۔ کوئی کہے کہ میرا کلمہ ہے، میری نماز ہے، میرا روزہ ہے، واڑھی ہے ٹوپی ہے، لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تیری بیعت ہے۔ اگر نہیں ہے تو پھر کچھ بھی نہیں ہے، لکھ بھی نہیں ہے۔ اگر تو لکھ سے لکھ بنا چاہتا ہے تو پھر بیعت ضروری ہے۔ ہم تو دنیا دار لالچی بندے ہیں، لالچ کی خاطر بیعت کرتے ہیں اور بیعت ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نہیں ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے میرے کسی پیارے کو راضی کیا میں اس سے راضی ہو گیا اور جس سے میں راضی ہو گیا اس سے اس کا رب راضی ہو گیا۔ جس نے میرے دوست کو میرے ولی کو ناراض کیا میں اس سے ناراض ہو گیا اور جس سے میں ناراض ہو گیا اس سے اس کا رب ناراض ہو گیا۔ اگر تم رب کو راضی کرنا چاہتے ہو۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنا چاہتے ہو تو پھر کسی ولی کو راضی کرلو۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس ۶۲) سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ کو کوئی خوف نہ دنیا میں ہے اور نہ ہی حشر میں ہے۔ اس کو یہ دونوں خوف نہیں ہیں۔ ٹھیک ہے کہ ولی کو تو کوئی خوف نہیں لیکن اس سے ہمیں کیا فائدہ ہوا۔ ہم اپنا ہی فائدہ دیکھتے ہیں ولی سے نسبت قائم کرنے میں بھی ہم اپنا ہی فائدہ دیکھتے ہیں۔ جو ولی ہے اسے اپنی ذات کا کوئی خوف نہیں ہے کوئی حزن نہیں ہے۔ حزن کا مطلب ہے کہ اسے اپنے دوست کا بھی غم نہیں ہے۔ ولی جنتی ہے اور جو اس کے ساتھ وابستہ ہو گیا وہ بھی جنتی ہے۔ ولی سے وابستہ ہونے کا یہ سب سے بڑا فائدہ ہے۔ پھر ایک اور بھی فائدہ ہے کہ ولی کی زیارت کرنے سے سارے گناہ معاف ہو جاتے



ہیں۔ ولی کی زیارت کفارہ گناہ ہے۔ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ کا ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت برسنے شروع ہو جاتی ہے اور جس پر رحمت کا ایک چھینٹا بھی پڑ جاتا ہے اس کی بخشش ہو جاتی ہے وہ جنتی بن جاتا ہے۔ پھر اور کیا فائدہ ہے حدیث شریف فرماتی ہیں کہ جس کو جس سے محبت ہوگی حشر کے روز وہ اس کے ساتھ ہوگا ولی سے محبت ہے شیخ کامل سے محبت ہے تو حشر کے دن اس ولی کے ساتھ ہوگا۔ حضرت حکیم دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ کہ جن کا عرس ہم آج منارہے ہیں سے اگر محبت ہے تو حشر کے روز ان کے ساتھ ہوگا۔ اگر داتا گنج بخش بھوپری رحمۃ اللہ علیہ سے محبت ہے تو پھر ان کے ساتھ ہوگا۔ اگر حضرت سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ محبت ہے تو پھر ان کے ساتھ ہوگا۔ اگر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ہے تو پھر ان کے ساتھ ہوگا۔ اولیاء اللہ کے ساتھ دوستی ان کے ساتھ محبت ہمیں جنت میں لے جاتی ہے۔ ہماری بخشش بھی کرا دیتی ہے۔ ولی اللہ کے ساتھ نسبت لازمی مضمون ہونے کا ایک یہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ولایت کو بہت نوازا ہے۔ اس مکان کے مالک حکیم شفقت علی صاحب ہیں۔ جنت کا مالک کون ہے۔ اس مکان میں داخل ہونے کے لئے حکیم شفقت علی صاحب کی اجازت ہوگی۔ ان کی اجازت سے آپ سب اندر آئے ہیں۔ میری عزت افزائی کی ہے کہ مجھے کرسی پر بٹھایا ہے اور آپ خود نیچے بیٹھے ہیں۔ میں اپنی طاقت سے نہیں زور آوری سے نہیں بلکہ ان کی عنایت سے کرسی پر بیٹھا ہوں۔ یہ مکان کے مالک ہیں آپ ان کی اجازت سے آئے ہیں میں بھی ان کی اجازت سے ہی آیا ہوں۔ جنت کس کی ملکیت ہے پہلے پتہ تو چلے کہ جنت کا مالک کون ہے پھر اس کی عنایت سے اس کی اجازت سے ہی

جنت میں جائیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا مالک ایک ولی کامل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا ہے جنت کا مالک جنت کی چابیوں پر قبضہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جو نبی نہیں ہیں ایک ولی کامل ہیں۔ جنت میں ہر کوئی نہیں جاسکتا اس کے لئے ٹکٹ کی ضرورت ہے اور جنت کا ٹکٹ کون دیں گے۔ یہ بھی ایک ولی کامل ہیں۔ یہ حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو جنت کا ٹکٹ دیں گے۔ ہر ایک سے بنا کر رکھنی پڑے گی۔ آج آپ بس یا ریل میں بغیر ٹکٹ بھی سفر کر لیتے ہیں۔ گاڑ کو یا کورنمنٹ کو دھوکہ یا جھانسنہ دے کر بھی بغیر ٹکٹ سفر کر لیتے ہیں لیکن حشر کے روز یہ دھوکہ بازی نہیں چل سکے گی۔ اس دن جنت کا ٹکٹ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیں گے اور وہ ٹکٹ صرف اس کو دیں گے جس کے دل میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت ہوگی۔ آپ ولی اللہ سے کیسے کناہ کش رہیں گے آپ کیسے ولی سے دور رہیں گے کہ جب ٹکٹ ہی ایک ولی اللہ تمہیں دیں گے۔ اور وہ تمہیں ٹکٹ دینے سے پہلے دیکھیں گے کہ کیا اسے کسی ولی سے نسبت ہے یا نہیں ہے۔ یہ کسی کا بندہ ہے کہ نہیں اگر وہ نہیں ہے تو آپ اسے ٹکٹ ہی نہیں دیں گے، (نعرہ حیدری لگتا ہے) آپ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نعرہ لگاؤ پھر حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نعرہ لگاؤ، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور پھر سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اسی ترتیب سے ان کے نعرہ لگاؤ گے تو پھر جنت کا ٹکٹ ملے گا۔ یہ تمام حضرات تمہیں ملیں گے لیکن کسی ولی کے صدقہ وسیلہ سے ملیں گے۔ ایک ولی نے جنت کا ٹکٹ دینا ہے اور دینا اس کو ہے جس کے دل میں ولی کی

محبت ہوگی۔ ان تمام کو راضی رکھنا ہوگا۔ محض اہل بیت کے محبت بننے سے کام نہیں چلے گا۔ ہر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ماننا ہے اور ان کی درجہ بندی کے لحاظ سے ماننا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو درجہ کسی صحابی کو عطا فرمایا ہے اس درجہ سے ہی اسے ماننا ہے۔ جنت کا مالک حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کی مدد کیلئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے ساتھ ملایا ہے۔ اس لئے جنت میں وہی جائے گا جس کے دل میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت ہوگی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس کے دل میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت نہیں ہے وہ مومن ہی نہیں ہے۔ ان حضرات کو ماننا اتنا ضروری ہے افضل الصدیقین جو کتاب آستانہ عالیہ سے چھپی ہے اس کا مطالعہ کریں اس میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حاسدین نے جہانگیر بادشاہ سے یہ شکایت کی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل سمجھتا ہے۔ بادشاہ جہانگیر نے آپ کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کا حکم جاری کر دیا۔ آپ دربار جہانگیری میں تشریف لے گئے تو بادشاہ نے آپ سے پوچھا کہ کیا آپ اپنے آپ کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل سمجھتے ہیں تو آپ نے جواب میں فرمایا، مذہب اہل سنت و جماعت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت دینے والا اہل سنت سے نکل جاتا ہے۔ وہ سنی ہی نہیں رہتا چہ جائیکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد کائنات میں



افضل ہیں ان سے کوئی اپنے آپ کو افضل جانے اور پھر وہ مومن بھی رہے یہ نہیں ہو سکتا۔ آئیے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی پوچھ لیتے ہیں۔ درجہ بندی میں اگر کسی کو سب سے زیادہ فرق پڑتا ہے تو وہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی پڑتا ہے۔ سب سے اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے نمبر پر ہیں پھر دوسرے نمبر پر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیسرے نمبر پر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر چوتھے نمبر پر حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی بندہ آپ کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل جانے تو کیا یہ درست ہے فرمایا کہ میں اسے معترى ہونے کی سزا دوں گا۔ اس کو اسی (۸۰) کوڑے مارنے کی سزا دوں گا۔ وہ زمانے کا جھوٹا آدمی ہے، یہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ ہے۔ آپ نعرہ حیدری لگاتے ہیں یہ بالکل جائز ہے لیکن یہ درجہ بندی سے فارغ ہے درجہ بندی کا لحاظ رکھنا پڑے گا۔ ترتیب کا خیال رکھنا پڑے گا اللہ تعالیٰ اس ترتیب کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احسان دیکھئے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے آٹھ دروازے ہیں کیا کوئی ایسا بھی خوش نصیب ہوگا کہ جس کو جنت کے آٹھوں دروازوں سے اندر جانے کی اجازت ہوگی۔ فرمایا کہ ہاں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کو جنت کے آٹھوں دروازوں سے اندر جانے کی اجازت ہوگی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ان خوش نصیب لوگوں میں شامل ہوں

گا۔ فرمایا کہ تو ان لوگوں کا سردار ہوگا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت کے ایک دروازے پر جا کر رک جائیں گے۔ آپ کو پر وٹو کول دینے والے فرشتے ساتھ ہوں گے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت میں داخل ہونے سے انکار کر دیں گے فرشتے عرض کریں گے کہ حضرت صاحب آپ جنت میں داخل ہو جائیں لوگ جنت کے لئے مر رہے ہیں اور آپ اتنی بے نیازی ظاہر کر رہے ہیں ہم سے اگر کوئی غلطی ہوگئی ہے تو ہمیں معاف کر دیں۔ فرمایا کہ میرا ایک سوال ہے اللہ تعالیٰ سے مجھے اس سے متعلق پوچھ کر بتائیں مجھے جواب لا کر دیں پھر میں اندر جاؤں گا۔ جی آپ کا سوال کیا ہے۔ فرمائیں گے کہ جو مجھ سے محبت کرنے والے ہیں میرے نام لیوا ہیں میرے مدح خوان ہیں، میرے گیت گانے والے ہیں، میرے نعرے لگانے والے ہیں میں ان سب کو ساتھ جنت میں لے کر جانا چاہتا ہوں۔ فرشتے بارگاہ عالیہ میں گئے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سوال پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کو اجازت ہے وہ جس کو چاہے اپنے ساتھ جنت میں لے جائے۔ یہ اولیاء اللہ کا فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے ان سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے ان کے دامن سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم حقی ہیں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد ہیں پاکستان میں نوے فیصد سنی حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہی پیروکار ہیں ان کی بات سنیں۔ آپ بڑی عمر میں جا کر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیعت ہوئے کسی نے پوچھا کہ حضرت صاحب آپ خود بہت بڑے عالم ہیں فقہ بنانے والے ہیں۔



مفسر ہیں، محدث ہیں، قرآن وحدیث کا علم آپ کے پاس ہے۔ ہر آیت کا شان نزول جانتے ہیں، نسخ منسوخ جانتے ہیں آپ کو بیعت ہونے کی کیا ضرورت پیش آئی کوئی ہمارے جیسا کم علم آدمی ہو وہ بیعت کرے کہ اس کو کوئی راہبری راہنمائی مل جائے گی۔ عالم دین سے کوئی دین کی بات سیکھ لیں گے۔ پیر صاحب سے کوئی شریعت، طریقت حقیقت کی بات میں راہنمائی لے لیں گے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی فقرہ میں مسکت جواب عطا فرما دیا۔ فرمایا کہ اگر میں مرید نہ ہوتا تو جہنمی ہوتا۔ اگر میں بیعت نہ ہوتا تو ہلاک ہو جاتا۔ یعنی جہنمی ہو جاتا۔ یہ ان کا فرمان ہے۔ بیعت ہونا اتنا لازمی مضمون ہے۔ Comulsory مضمون ہے۔ یہ Elective نہیں ہے۔ یہ اختیاری مضمون نہیں ہے۔ کہ دل میں آیا تو بیعت کر لی یا نہ کر لی۔ ایسا نہیں ہے بیعت ہر صورت لازمی اور فرض ہے کہ اس کے بغیر گزارہ نہیں ہے۔ اور میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کھڑی شریف والے فرماتے ہیں۔

راہ دے راہ دے ہر کوئی آکھے تے میں وی آکھاں راہ دے  
 بنا مرشداں راہ نہیں لہناتے رل مرسلں وچہ راہ دے  
 اولیاء اللہ نور بصیرت کے ساتھ بات کرتے ہیں ان کی ہر بات میں بڑا وزن ہوتا ہے۔  
 حضرت سلطان العارفین حق باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

تبیج پھری تے دل نہ پھریا کی لینا تسبیح پھڑ کے ہو  
 علم پڑھیا تے ادب نہ سکھیا کی لینا علم نوں پڑھ کے ہو  
 چلے کڈھے تے کچھ نہ کھٹیا کی لینا چلیاں وڑ کے ہو  
 جاگ بنا دودھ حمدے ناہیں بھانویں لال ہوون کڑھ کڑھ کے ہو

دودھ میں جنتی مرضی مدھانی چلا لیں جو مرضی کر لیں کھن نہیں نکلے گا جب تک اس  
دودھ کو جاگ لگا کر وہی نہیں بنا لیتے۔ وہ جاگ تیرا پیر ہے۔ میاں محمد بخش صاحب  
رحمۃ اللہ علیہ کھڑی شریف والے ہی فرماتے ہیں

فضل تیرے تھیں لوہے تر دے پھٹیاں دے سنگ جڑ کے  
کتے وی جنت جان محمد چنگیاں دے سنگ رل کے  
مانا کہ ہم لوہا ہیں۔ پانی میں گر جائیں تو ڈوب جائیں گے لیکن کسی کشتی میں سوار ہو  
جائیں تو دریا پار ہو جائیں گے۔ اور یا در کھیں کہ تیری کشتی کون سی ہے جو تجھے پار لے  
جائے گی وہ تیرا پیر کامل ہے اس کے بغیر تیری کشتی نہیں تیرے گی اور یہ ڈوب جائے گی  
اور تجھے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اور یہ جو شعر ہے۔

فضل تیرے تھیں لوہے تر دے پھٹیاں دے سنگ جڑ کے  
کتے وی جنت جان محمد چنگیاں دے سنگ رل کے  
اس کی بنیاد قرآن مجید ہے۔ اصحاب کہف کے در پر کتا بیٹھا رہا۔ جتنا عرصہ وہ غار میں  
سوئے رہے اتنا ہی عرصہ یہ کتا غار کے منہ پر سویا رہا۔ اصحاب کہف جب جنت  
میں جائیں گے تو یہ کتا بندے کی شکل میں جنت میں جائے گا۔ ولی کے در پر کتا  
بھی بیٹھ جائے تو وہ کتا اللہ تعالیٰ کا اتنا منظور نظر ہو جاتا ہے کہ اسے بندے کی شکل  
عطا کر کے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ سے نسبت قائم کرنے  
کی توفیق عطا فرمائے عرس کیا ہوتا ہے۔ عرس کے معنی خوشی منانے کے ہوتے  
ہیں۔ ہم عرس کیوں مناتے ہیں۔ عرس ہوتا ہے خوشی منانا شادی منانا۔ کوئی فوت  
ہو جائے تو غمی ہوتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ تمہارے اولیاء اللہ فوت ہو گئے ہیں تم

ان کا غم کیوں نہیں مٹاتے اُلٹا تم خوشی مٹا رہے ہو۔ اس کے گیت گا رہے ہو،  
 حلوے پکاتے ہیں، مرغ پکا رہے ہیں۔ طرح طرح کے کھانے اور پھل فروٹ کھا  
 رہے ہو اور موجیں کر رہے ہو یہ کیسا غم تم مٹا رہے ہو۔ بات یہ ہے کہ ہمارے اولیاء  
 اللہ فوت ہوتے ہی نہیں ہیں اگر وہ فوت ہو جائیں تو پھر ہم ان کا غم کھائیں۔ نبی پاک  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اولیاء اللہ ایک دروازے سے نکل کر دوسرے  
 دروازے میں داخل ہو جاتے ہیں دونوں دروازوں کے درمیان ایک پل ہے وہ پل  
 پار کر جاتے ہیں اور وہ وہاں زندہ ہیں اور خوشی سے رہتے ہیں۔ انہیں دہن کی طرح سلا  
 دیا جائے گا۔ وہ حشر کے دن اٹھیں گے تو جنت میں چلے جائیں گے۔ یہ حضور نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ غم نہیں کرنا۔ آنسو نہیں بہانا۔ جب کسی میت پر آنسو  
 بہائے جاتے ہیں تو وہ پتاہ مانگتی ہے کہ یا اللہ یہ آنسو بہانا، آہ وزاری کرنا بند  
 کرائیں میں اس کی وجہ سے ڈوب رہا ہوں لہذا جب کوئی ولی فوت ہو جائے تو خوش  
 مناؤ کہ وہ فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے اس کے لئے درود شریف پڑھو۔ قل شریف  
 پڑھو، اور ان کے لئے ایصال ثواب کرو۔ جب تیرا پڑھا ہوا کلام ایصال ثواب کیا  
 جاتا ہے تو وہ دس گنا ہو کر واپس تیرے پاس تیری بخشش کا بہانہ بنا کر بھیج دیا جائے  
 گا۔ جس کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ تو نے مجھے راضی کیا ہے اللہ تعالیٰ  
 تجھے راضی کرے۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب برہانش حکیم شفقت علی صاحب

## يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ اللَّهُ رَبِّ

الْعَالَمِينَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ

وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ

وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیدِ وَبُرْهَانِ

الرُّشِیدِ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحِیْ اَنْ یُّضْرِبَ مَثَلًا مَا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا

فَاَمَّا الْیٰسِیْنَ اٰمَنُوْا قِیْلَ مُوْنِ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَاَمَّا الْیٰسِیْنَ کَفَرُوْا

فَقِیْلُوْنَ مَاذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا یُّضِلُّ بِهِ کَثِیْرًا وَیَهْدِیْ بِهِ کَثِیْرًا

وَمَا یُضِلُّ بِهٖ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ (البقرہ-۲۶) صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّى النَّبِیِّ

الْكَرِیْمِ وَالتَّحْمَدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

پیر طریقت راہبر شریعت حضرت قبلہ ڈاکٹر علی محمد چوہدری صاحب دامت برکاتہ العالیہ

اور میرے محترم بزرگوار دوستوں میں نے قرآن مجید کے پہلے پارہ میں سے ایک آیت

کریمہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں مالک کائنات ارشاد فرماتا ہے

کہ قرآن مجید تو میں نے سب کو دیا ہے اور جن کو توفیق ہوتی ہے وہ اس کی تلاوت

کرتے ہیں لیکن اس قرآن مجید کو پڑھ کر اُضِلُّ بہ کَثِیْرًا وَیَهْدِیْ بہ کَثِیْرًا کئی

ایسے ہیں کہ جو اس کو پڑھ کر گمراہ ہو جاتے ہیں اور کئی ایسے ہیں جو اس کو پڑھ کر ہدایت پا



جاتے ہیں یہ جتو قرآن لیکن ان کیلئے ہے جو اس کو پڑھنے سمجھنے کے لائق ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک کتاب پر لکھا ہے کہ ”دوویں جماعت کیلئے“ دوسری پر لکھا ہے کہ ”بارہویں جماعت کیلئے“ جو دوویں جماعت کے طلباء ہیں وہ دوویں جماعت والی کتاب کو ہی پڑھیں گے۔ بارہویں جماعت والی کتاب کو وہ نہیں پڑھیں گے کہ ان کے معیار سے بلند ہوگی۔ اسی طرح خالق کائنات نے اپنی کتاب قرآن مجید کو شروع کرنے سے پہلے ہی بتا دیا کہ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلَّذِيْنَ اَرَادُوْا الصِّرَاطَ (۲) ”وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں۔ ہدایت ہے ڈروالوں کو۔“ یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور یہ ہدایت عطا فرماتی ہے ان لوگوں کو جو متقی ہیں۔ جب یہ کتاب آئی ہی ہدایت دینے کیلئے ہے۔ یہ آئی ہی تقویٰ دینے کے لئے ہے۔ لیکن جو منہج ہدایت کتاب ہے اس کو پڑھ کر بھی لوگ گمراہ ہو گئے تو وہ کون سی وجہ ہو سکتی ہے قرآن فرماتا ہے يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ (۱) پڑھ کر بہت سے لوگ راستے سے بہک جاتے ہیں اور اِيْهٰیضٰ بِهٖ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ (۲) سے ایسے ہیں جو ہدایت کے راستہ پر آ جاتے ہیں۔ پھر قرآن مجید نے ہی فیصلہ فرما دیا وَمَا يُضِلُّ بِهٖ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ (۱) گمراہ ہوتے لیکن فاسقین صرف فاسق لوگ ہی گمراہ ہوتے ہیں۔ فاسق قرآن مجید سے ہدایت نہیں پاتے۔ وہی گمراہ ہوتے ہیں جو قرآن مجید کے احکامات کو پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہی نہیں ہیں کہ قرآن مجید کیا فرماتا ہے۔ قرآن مجید کیا چاہتا ہے۔ میں تمام آیات کے مجموعہ کے ساتھ آپ کو بتا رہا ہوں قرآن یہ چاہتا ہے کہ جو قرآن شخص ہے۔ جو قرآن ناطق ہے۔ یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ساتھ لے کر چلو گے تو قرآن کی بات



سمجھ میں آئے گی۔ بارش ہوتی ہے تو جن بادلوں سے بارش آ رہی ہے۔ ان کو بھی ساتھ لے کر چلو گے تو بارش بر سے گی اگر ان بادلوں کو پیچھے چھوڑ دو گے اور بارش کی تمنا کرو گے تو بارش نہیں بر سے گی کہ تم نے بارش کے منبع کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اس لئے جو قرآن کا منبع ہے اگر اس کو چھوڑ دو گے اور صرف قرآن کو لے کر پڑھنا شروع کر دو گے کہ اس سے تمہیں راہنمائی مل جائے گی تو تمہیں قرآن سے نہ راہنمائی حاصل ہوگی اور نہ ہی قرآن تمہیں سمجھ میں آئے گا۔ قرآن صرف اسی صورت میں سمجھ میں آئے گا کہ جب سینے میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن ہو۔ پھر قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو پھر قرآن مجید کی ہر ایک آیت ہی نہیں بلکہ قرآن مجید کے ہر ہر لفظ بلکہ ہر ہر لفظ کے ہر ہر حرف سے تمہیں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظارے نظر آئیں گے۔ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے لہراتے ہوئے نظر آئیں گے۔ بشرطیکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور شان کو دل سے تسلیم کر کے جب تم قرآن مجید کی تلاوت کرو گے تو تمہیں قرآن ہدایت عطا فرمائے گا اس کے بغیر قرآن تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا۔ اس قرآن کو لانے والی ذات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جن کے صدقہ میں قرآن ملا وہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (۱۵) ”بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا۔ اور روشن کتاب۔“ اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں ہمیں عطا فرمائی ہیں۔ ایک روشن کتاب یعنی قرآن مجید اور دوسری اپنا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمایا ہے جو قرآن ناطق ہے۔ جو مفسر قرآن ہے جو

شارح قرآن ہے۔ جس کی ذات باریکات پر قرآن نازل ہوا ہے۔ فرمایا کہ اگر تمہیں قرآن کی سمجھ نہ آئے تو میرے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ادا کو دیکھ لینا اور اگر میرے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کی سمجھ آ جائے تو پھر قرآن کو مان لینا۔ اس لئے یہ دونوں چیزیں آپس میں لازم ملزوم ہیں۔ قرآن اور عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک ساتھ اکٹھے ملا کر چلو گے تو پھر قرآن مجید کی ہر ایک ایک آیت مبارکہ کی تمہیں سمجھ آتی چلی جائے گی کہ قرآن مجید کی ہر آیت میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ہر آیت میں شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترانے ہیں۔ کسی نے اعتراض کر دیا کہ اگر ہر آیت میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو کوئی آیت پڑھ کر تو سناؤ کسی ایسی آیت کی نشان دہی تو کرو کہ جس سے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوتی ہو جس سے شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نکلتی ہو۔ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترانے کی کونج پڑتی ہو۔ ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ قرآن کو کھول کر تو دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (الحسن ۲۷-۲۶) زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر چیز ختم ہو جائے گی لیکن تیرے رب کی ذات باقی رہے گی۔ یہ نہیں کہا کہ کائنات کی کوئی چیز باقی رہے گی۔ یہ نہیں کہا کہ رب العلمین باقی رہے گا یہ نہیں کہا کہ مالک باقی رہے گا۔ رازق باقی رہے گا۔ خالق باقی رہے گا۔ بلکہ فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر کوئی باقی رہے گا تو تیرا رب باقی رہے گا کیا

مطلب کہ اے میرے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے رب کہنے والا کوئی باقی نہیں بچے گا لیکن کوئی قرآن پڑھنے والا ہوگا تو وہ تیری عظمت کے گیت گانے والا ہوگا تیری نعت پڑھنے والا ہوگا۔ وَبَقِيَ وَجْهُ رَبِّكَ كُلَّ يَوْمٍ تُبْصِرُ اور کا رب نہیں ہوگا اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف تیرا رب ہوگا کسی کا رب نہیں ہوگا سوائے تیری ذات کے ہر چیز فنا ہو جائے گی لیکن تیرا رب باقی رہے گا یہ عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے یہ قرآن ہے اگر اس میں کسی ولی کا ذکر ہے اولیاء اللہ کی باتیں ہیں تو اولیاء اللہ کی شان اور رفعت بتاتا ہے اگر کہیں دنیا والوں کی باتیں ہیں تو وہ دنیا والوں کی باتیں بتاتا ہے۔ اگر آخرت کا ذکر ہے تو آخرت کا ذکر قرآن بتاتا ہے اس لئے اے میرے بھائی قرآن پڑھو گے لیکن قرآن کی سمجھ اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم دل سے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم نہیں کرو گے جب تک نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا سہارا نہیں لو گے اس وقت تک یہ قرآن نہ تو تمہاری سمجھ میں آئے گا اور نہ ہی تمہیں اس سے ہدایت ملے گی۔ قرآن کی سمجھ تب ہی آئے گی جب تم صاحب قرآن کا دامن پکڑو گے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ جب تک تم میں موجود ہوں تم قرآن کو پڑھتے ہو تمہیں اس کی سمجھ آرہی ہے اور جب تم سے رخصت ہو جاؤں گا تو میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑ جاؤں گا۔ ایک قرآن اور ایک میری اہل بیت جب میں پردہ کر جاؤں گا تو میری یہ اہل بیت تمہیں قرآن کو سمجھنے کیلئے معاون اور مددگار بنے گی۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک عیسائی آیا اور کہنے لگا کہ اے مسلمانوں کے امام میں نے اللہ تعالیٰ کا قرآن پڑھا ہے میں نے اس کا



مطالعہ کیا ہے میں نے اس میں تین آیات ایسی پڑھی ہیں کہ جن میں تضاد ہے کوئی بھی ان آیات کو پڑھ لے اسے قرآن میں تضاد صاف نظر آئے گا لیکن آپ یہ فرماتے ہیں کہ قرآن میں کوئی تضاد نہیں ہے اس نے قرآن مجید کی ایک آیت مبارکہ پڑھی کہ یہ قرآن وہ ہے۔ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ (ال عمران ۷) ”وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری اس کی کچھ آیات صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے۔“ ایک بات عرض کروں کہ عیسائی تو بد مذہب ہے غیر مسلم ہے وہ جب بھی قرآن مجید کا مطالعہ کرے گا تو تنقیدی نظر سے ہی کرے گا اسے قرآن میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہیں آئے گی کہ اس کے دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے اسے قرآن میں تضاد ہی نظر آئے گا لیکن وہ لوگ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ان سے متعلق اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کے اگلے حصہ میں فرمایا۔ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ (ال عمران ۷) ”وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں مگر ایسی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو۔ اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے۔ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔“ آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکاری ہیں ان کے دل عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہیں وہ بھی

اس عیسائی کی طرح ہر وقت قرآن کو اس لئے پڑھتے ہیں کہ کسی طرح سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں کوئی نقص والی بات سامنے آجائے اور وہ اس کا خوب چرچا کریں ایسے لوگوں کو قرآن میں گمراہی ملتی ہے ہدایت نہیں ملتی۔ اور اس کے برعکس جو لوگ عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ پختہ ایمان والے ہیں وہ جب عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مد نظر رکھ کر قرآن کو پڑھتے ہیں قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کو قرآن کی ہر ایک آیت میں سے ہدایت ملتی ہے روشنی ملتی ہے۔ بات ہو رہی تھی اس عیسائی کی جس نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا تھا کہ قرآن میں تضاد ہے اس کی کچھ آیات محکمات ہیں۔ محکمات وہ آیات مبارکہ ہیں جن کا ظاہری اور باطنی معنی ایک ہی ہو اس کے معنی اور مطلب صاف اور آسان ہوں ہر ایک کی سمجھ میں آسانی سے آسکتے ہوں اور دوسری آیات کہ مُتَشَبِهَاتُ مِثْلُ مُتَشَبِهَاتٍ ہیں مشتبہہ آیات وہ ہیں کہ جن کا ظاہری معنی کوئی اور ہو لیکن حقیقت میں باطنی طور سے اس کا معنی کوئی اور ہو۔ مثال کے طور پر کہہ لیجئے کہ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (الاخلاص ۱) ”تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔“ یہ سب جانتے ہیں الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔“ یہ بھی سب جانتے ہیں سب کو اس کا علم ہے۔ ان کے معنی صاف ہیں۔ ذَلِكِ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ (البقرہ ۲) ”وہ بلند مرتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں۔“ یہ بھی ہر کوئی جانتا ہے لیکن قرآن مجید یہ فرمائیے کہ إِنَّ الْإِنْسَانَ يَبَيعُ نَفْسَهُ إِنَّمَا يُبَاعُونَكَ إِنَّمَا يُبَاعُونَكَ اللَّهُ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ (الفتح ۱۰) ”وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ سے ہی بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر



اللہ کا ہاتھ ہے۔“ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جن لوگوں نے تیرے ہاتھ پر بیعت کی انہوں نے تیرے ہاتھ پر نہیں بلکہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اللہ تعالیٰ تو ہاتھ سے پاک ہے۔ اس آیت کے ظاہری معنی سمجھ میں نہیں آتے یہ متشابہات میں سے ہے۔ ظاہری معنی کچھ اور ہیں اور باطنی معنی کچھ اور ہیں۔ اسی طرح سے قرآن میں ہے وَمَا زَمَيْتَ اِذْ زَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ زَمٰی۔ (افل ۱۷) ”اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔“ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب کنکریاں اٹھا کر کفار کو ماریں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ کنکریاں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماری تھیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ماری تھیں جب کہ ماری تھیں وہ تو اللہ تعالیٰ نے ہی ماری تھیں۔ یہ آیت متشابہہ ہے کسی کو اس کی حقیقت کا علم نہیں ہے۔ فرمایا وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهِ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِيْلًا (نہی اسرائیل ۷۲) اور جو اس زندگی میں اندھا ہو وہ آخرت میں اندھا ہے اور اور بھی زیادہ گمراہ۔“ اب اس آیت مبارکہ کو لیا جائے تو اس کے ظاہری معنی کچھ اور بنتے ہیں لیکن حقیقی معنی باطنی معنی کچھ اور بنتے ہیں۔ اس کے معنی جو ظاہری ہیں کہ جو اس دنیا میں اندھا ہے نابینا ہے اس کی آنکھوں میں بینائی نہیں ہے روشنی نہیں ہے وہ آخرت میں بھی ایسا ہی رہے گا۔ لیکن حقیقی معنی یہ ہیں کہ جس کو اسلام کی عظمت نظر نہیں آتی۔ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہیں آتی وہ اسلام کی حقانیت کو نہیں دیکھتا، نہیں مانتا۔ وہ آنکھیں ہونے کے باوجود اندھا ہے اور آخرت میں بھی ایسا ہی رہے گا بلکہ اس سے بھی زیادہ گمراہ ہو کر اٹھے گا۔ لہذا قرآن مجید میں ایسی آیات ہیں کہ جن کے حقیقی معنی سے متعلق کوئی نہیں جانتا ہے

اور کچھ آیات ایسی ہیں کہ جن کے نہ ظاہری معنی کا علم ہے اور نہ ہی باطنی معنی کا علم ہے۔ ایسی آیات سے متعلق کون سمجھائے۔ ایسی ہی وہ آیات ہیں کہ جن کو لوگ پڑھ کر گمراہ ہوتے ہیں۔ اس عیسائی نے یہ کہا کہ قرآن مجید میں کچھ ایسی آیات ہیں جو محکم ہیں اور کتاب کی اصل ہیں اور دوسری آیات ایسی ہیں جو متشابہات ہیں یعنی قرآن کچھ محکم ہے اور کچھ متشابہ ہے اور ایک دوسری جگہ پر میں نے پڑھا ہے کہ قرآن فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَبِيْثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَلًا (مر-۲۳) ”اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اوّل سے آخر تک ایک سی ہے۔“ ”ہر بیان والی۔“

..... اللہ تعالیٰ نے ایسی کتاب نازل فرمائی ہے کہ جو ساری کی ساری متشابہ ہے۔ ایک جگہ تو یہ فرمایا ہے کہ کچھ قرآن محکم ہے واضح ہے اور کچھ قرآن متشابہ ہے اور دوسری جگہ یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ سارا قرآن متشابہ ہے۔ واضح نہیں ہے اور تیسری جگہ میں نے پڑھا ہے۔ اَلرَّكِيبُ اُحْكِمْتَ اَيْتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ (هود-۱) یہ ایک کتاب ہے جس کی آیات حکمت بھری ہیں پھر تفصیل کی گئی حکمت والے خبردار کی طرف سے۔“ یہ وہ کتاب ہے جس کی کوئی آیت متشابہ نہیں ہے یہ وہ کتاب ہے کہ جو ساری کی ساری محکم ہے۔ وہ عیسائی بادشاہ وقت سے عرض کر رہا ہے کہ اے مسلمانوں کے بادشاہ وقت قرآن مجید میں تین مختلف مقامات پر اس کی تین مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں مجھے ان تینوں صورتوں کی سمجھ نہیں آئی کہ کہیں یہ سارا محکم اور کہیں یہ سارا متشابہات اور کہیں یہ کچھ محکم اور کچھ متشابہات یہ کس طرح سے ممکن ہو سکتا ہے۔ قرآن یہ کہتا ہے کہ جو لوگ علم والے ہیں اور باطن کو نہیں جانتے وہ متشابہ آیات کے پیچھے چلنے والے ہیں ان کا مقصد صرف فتنہ فساد کھڑا کرنا ہوتا ہے وہ

آیات کی حقیقت کو نہیں جانتے۔ ان کی ظاہری صورت کو لے کر چلتے ہیں۔ جو لوگ صاحب علم اور صاحب بصیرت تھے انہوں نے عرض کیا کہ اے بادشاہ وقت یہ عیسائی مسلمانوں میں فتنہ پیدا کر رہا ہے اس کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمادیں لیکن ایک آدمی ایسا بھی تھا کہ جس کے سینے میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن تھی وہ کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ اے بادشاہ وقت اس وقت ہم میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک بیٹا ہم میں موجود ہے اگر اجازت ہو تو میں اسے لے آؤں۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا آپ تشریف لے آئے۔ اس عیسائی سے کہا گیا کہ اپنے سوالات دہراؤ اس عیسائی نے یہ نہ بتایا کہ وہ عیسائی ہے اس نے سوالات دہرائے۔ آپ نہایت اطمینان سے سنتے رہے اس نے کہا کہ قرآن ایک جگہ فرماتا ہے کہ یہ آدھا محکم اور آدھا متشابہ ہے۔ آپ کا قرآن پر ایمان ہے تو اس کا جواب دیں۔ آپ نے فرمایا دوسرا سوال کرو اس نے کہا کہ ایک جگہ یہ فرمایا گیا ہے کہ قرآن سارے کا سارا محکم ہے کیا آپ کا اس پر ایمان ہے پھر کہنے لگا کہ تیسری جگہ یہ ہے کہ قرآن سارے کا سارا متشابہ ہے کیا ان تینوں باتوں میں اختلاف نہیں ہے فرمایا کہ نہیں اختلاف نہیں ہے۔ جو قرآن کو نہیں مانتے ان کیلئے سارا قرآن متشابہ ہے اور جو قرآن کے وارث ہیں قرآن جن کے گھر میں نازل ہوا ہے ان کیلئے قرآن کی کوئی آیت متشابہ نہیں ہے ان کے لئے سارا قرآن محکم ہے اور جو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھنے والے امتی ہیں ان کے لئے قرآن کی کچھ آیات محکم اور کچھ آیات متشابہ ہیں اس لئے کہ کوئی یہ دعویٰ نہ کر سکے کہ وہ اکیلا ہی قرآن کو سمجھ لے گا۔ جس کو بھی قرآن کو سمجھنے کی ضرورت پڑے گی وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی



اولاد کے در پر حاضر ہوگا۔ جسے قرآن سمجھنا ہوگا اسے دروازہ نبوت کی ضرورت پڑے گی دروازہ آل اطہار کی ضرورت پڑے گی۔ جو اس دروازے سے خیرات لئے بغیر جو اس دروازہ پر جھولی پھیلائے بغیر قرآن سے ہدایت لینا چاہتے ہیں ان کے لئے قرآن فرماتا ہے **يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا مِّنَ الْبَاطِلِ** جو اپنی جھولی کو مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قد میں شریفین میں پھیلائیں گے۔ کیوں کہ قرآن کے وارث وہ ہیں قرآن کے مالک وہ ہیں۔ اگر دل میں بغض نبی ہو دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے خلاف تصورات ہوں۔ دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت پر تنقید ہو۔ دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر اعتراض ہو۔ دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا انکار ہو۔ دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کا انکار ہو اور پھر کہو کہ تمہیں قرآن کی سمجھ آ جائے ایسا ممکن نہیں ہے قرآن سختی سے اعلان کرتا ہے۔ **يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا** ایسے لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن کو پڑھ کر بھی گمراہ ہو جائیں گے اور جن کے دلوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ قرآن پڑھیں گے **وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا مِّنَ الْبَاطِلِ** ان کو ہدایت عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس آیت مبارکہ کو اپنے کلام میں بیان کر کے سب پر واضح کر رہا ہے کہ اے میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھنے والے تم قرآن کو پڑھو لیکن یہ نہ سمجھ لینا کہ قرآن ہدایت دینے والی کتاب ہے یہ ہدایت دے گا۔ قرآن صرف تب ہی ہدایت دے گا جب تم اپنے دل کو مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے جھکا دو گے جب تم اپنے دل کو مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قد میں شریفین میں جھکا دو گے اور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام تمہیں وہ علم عطا فرمادیں گے جو تمہیں قرآن کی سمجھ کی کنجی عطا فرمادے گا پھر قرآن تمہارا سینہ کھولتا چلا جائے گا۔ قرآن کی سمجھ صرف بارگاہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی ملتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ واحد صحابی ہیں کہ جن کو رئیس المفسرین کہا جاتا ہے۔ آپ دیکھو کہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کس طرح سے علم عطا فرماتے ہیں قرآن کی سمجھ کی چابیاں کس طرح مل رہی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن سے ہی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے۔ لوگ پوچھتے تھے کہ تم تو ابھی بہت چھوٹے ہو۔ کم عمر کم سن ہو تم پر اتنا بڑا کرم کس طرح سے ہو گیا۔ ہم بھی اسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرآن پڑھنے والے ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سیکھنے والے لیکن آپ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا علم عطا فرمادیا کہ آپ رئیس المفسرین بن گئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ میں کسی مدرسہ میں نہیں گیا۔ میں نے کوئی کتب نہیں پڑھی ہیں بس صرف اتنا کام کرتا تھا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وضو کے لئے لوٹے بھر کر لایا کرتا تھا۔ ایک سردرات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی کہ عبداللہ میرے لئے وضو کا پانی لاؤ۔ میں وضو کا پانی گرم کر کے پیش کیا کرتا تھا۔ میں نے اس سردی کی رات میں جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گرم پانی وضو کے لئے پیش کیا وہ گرم پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر پڑا تو میرے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضو روک دیا اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور عرض کیا کہ یا اللہ میرے اس بیٹے اور بھائی کو قرآن کا علم عطا فرمادے بس اتنی سی دیر تھی جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے وہ جملے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنے



قرآن کو روشن کر دیا۔ یہ بھی ہے کہ کئی ایک دوسرے صحابی ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو رئیس المحدثین کہا جاتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث مبارکہ کے امام ہیں۔ پوچھا گیا کہ آپ رئیس المحدثین کس طرح سے بن گئے وہ خوف فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی صرف و نحو نہیں پڑھی میں نے گرامر نہیں پڑھی میں نے کوئی گروائیں یا دہلیز کی ہیں میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ محافل میں جلیا کرتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے نعلین مبارک اتارا کرتے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوڑے مبارک اٹھا کر اپنے کپڑوں میں لپیٹ لیا کرتا تھا ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسا کرتے دیکھ لیا تو دعا کے لئے ہاتھ مبارک اٹھائے عرض کیا کہ یا اللہ یہ میرا صحابی تیرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سننے کے لئے اتنی محبت کرتا ہے۔ تو اس کے سینے میں احادیث کا علم عطا فرما دے۔ یہ دیکھو کہ علم کی خیرات تقسیم ہو رہی ہے۔ اب کوئی بھی مدرسہ ہو۔ سنیوں کا مدرسہ ہے کہ وہابیوں کا ہے کہ دیوبندیوں کا ہے خواہ شیعہ کا مدرسہ ہے ہر مدرسہ میں صرف و نحو پڑھائی جاتی ہے کسی سے پوچھئے کہ اس صرف و نحو کا موجد کون ہے اس کی ابتدا کرنے والا کون ہے اس علم کی ابتدا کرنے والے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ علم نبی کے شہر کے دروازے ہیں لیکن یہ یاد رکھو کہ قرآن کو علم کا شہر کہیں نہیں کہا گیا ہے۔ ایک گاؤں ہوتا ہے وہاں کچھ چیزیں مل جاتی ہیں کچھ نہیں ملتی ہیں ہر چیز میسر نہیں ہوتی۔ انسانی ضروریات کی ہر قسم کی سہولت وہاں میسر نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے شہر مکہ کی بات کی ہے لیکن قرآن نے مکہ کو بھی کہیں شہر نہیں کہا ہے۔ اس نے مکہ کو اُم القریٰ کہا ہے۔

بستیوں کی ماں کہا ہے لیکن جب حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہر کا ذکر ہوا تو اس نے کہا مدینہ۔ کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شہر ہے تاکہ آنے والی نسلوں کو پتہ چل جائے کہ میری طرف آؤ گے تو کچھ نہ کچھ کی رہ جائے گی اگر میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر جاؤ گے تو تمہیں کوئی کمی نہیں رہے گی جو چاہو گے وہاں تمہیں ملے گا۔ جو طلب ہوگی وہی ملے گا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اِنَّمَا مَبِیْنَةُ الْعِلْمِ کَاشِہْرُہٗو اور شہر وہ ہوتا ہے کہ جہاں انسانی ضروریات کی تمام چیزیں ملتی ہوں۔ فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں یہ دنیا کی طرح نہیں ہے کہ تمہیں ریاضی ایک ٹیچر پڑھائے گا۔ فزکس دوسرا ٹیچر پڑھائے کیمسٹری کوئی اور پڑھائے گا لیکن میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ بارگاہ ہے کہ جہاں سے دنیا اور دین کی ہر تعلیم ہر شاخ ہر مضمون تمہیں ملے گا۔ فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا دروازہ ہیں اب یہ پوچھا گیا کہ یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس اتنا علم کہاں سے آ گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تلقین کی تھی کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب میں وصال کر جاؤں تو مجھے آخری غسل تم دینا۔ اب حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتا رہے ہیں کہ میرے پاس علم کیسے آیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب آخری غسل دیا تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمیں مبارکہ پر پانی کے چند قطرے رکے ہوئے تھے۔ میری غیرت ایمانی نے کوارا نہ کیا کہ اس پانی کو نیچے گرا دوں میں نے وہ پانی کے قطرے چوس لئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ وہ تین قطرے پانی میرے اندر جانے کی دیر تھی کہ میرے اندر علم کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ اور مہر شریف پر بیٹھ کر

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مَلُونِيْ اَمَّا ذُوْنَ الْعَرْشِ۔ مجھ سے دنیا ہی کی نہیں بلکہ عرش سے پار کی بات اگر کوئی پوچھنا چاہے پوچھ لے میں وہ بھی بتا دیتا ہوں بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم ملتا ہے لیکن یہ ملتا ہے ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے سے۔ یہ ملتا ہے تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لینا ہی علم کی ابتدا ہے۔ جتنا تم عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے جاؤ گے اتنا ہی علم تمہیں آتا جائے گا قرآن کے انوار تم پر کھلتے چلے جائیں گے پھر تمہارا شمار بھی ان لوگوں میں ہوتا چلا جائے گا۔ يٰٓهٰٓؤُلَآءِیْ بِہٖ کَیْسٌ لِّکُمْ اِگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت سے رخ پھیر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے رخ پھیر لیا تو پھر خواہ صبح سے لے کر شام تک اور شام سے لے کر صبح تک قرآن پڑھتے چلے جاؤ قرآن کے ایک لفظ کا بھی مفہوم تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا۔ قرآن کی سمجھ صرف اور صرف دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ یہ جو اللہ والے ہیں اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہیں یہ اس سلسلہ کی ایک کڑی ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت کے اولیاء کرام بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کی مانند ہیں۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کے دامن سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَأَخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

خطاب حضرت علامہ محمد احسان الحق صاحب

بر ہائش مقبول احمد صاحب منصور آباد 09-05-11

## نئی نسل کی تباہی کے اسباب

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ يَا نَبِيَّ الْكَرِيمِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى رَسُوْلِكَ  
 الْعَلَمِينَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝  
 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ  
 وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
 وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! ہم حمد باری تعالیٰ کر رہے ہیں نعت شریف پڑھ رہے ہیں لیکن ہماری  
 نئی نسل کو جس چیلنج کا سامنا ہے جو چیز ان میں بے راہ روی پیدا کر رہی ہے ہم اس پر غور  
 نہیں کرتے۔ ہمارے نو عمر بچے کس طرح سے شکنجے میں پھنسے ہوئے ہیں اور کس طرح  
 سے ان کی ٹریننگ ہو رہی ہے۔ ہم تو ٹی وی نہیں دیکھتے ہیں لیکن یہ ٹی وی دیکھے بغیر  
 نہیں رہ سکتے اور ٹی وی پر سارا کیبل کا پروگرام ہے اور کیبل پر سارا انڈیا چھایا ہوا ہے  
 اس پر جو پروگرام آرہے ہیں اس میں دیوی اور دیوتا کا کمال دکھایا جا رہا ہے کوئی لکشی  
 دیوی بنی ہوئی ہے کوئی اور دیوی دکھائی جا رہی ہے۔ مختلف اشکال میں دیویاں دکھائی  
 جا رہی ہیں۔ ایک خط لکھ رہا ہے دوسرا پڑھ کر سن رہا ہے کہ بہت مہربانی آپ نے مجھے  
 دیوی کا سبق پڑھلایا ہے جس کا مجھ پر یہ اثر ہوا ہے کہ پہلے تو میں ایک معمولی ڈرائیور تھا  
 اب میں دو کارخانوں کا مالک بن چکا ہوں۔ میرے پاس چار پانچ کاریں ہیں میں



بہت سیٹھ بن گیا ہوں۔ میں صنعت کار بن گیا ہوں میرے پاس دولت آگئی ہے اور یہ سارا لکشی دیوی کا ہی کمال ہے۔ جب ہمارے بچے یہ پروگرام سنیں گے دیکھیں گے تو لازمی ہے کہ ان کے ذہنوں پر اثر ہوگا کہ لکشی دیوی انسان کو چند یوم میں امیر بنا دیتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ خواہ وہ لکشی دیوی ہو یا اس کا بھی باپ ہو وہ کسی کو چھڑکے پر کے برابر بھی نہیں دے سکتا۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَذٰعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَخْلُقُوْا ذُبْلًا (۷۳) ”وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکیں گے۔“ لیکن بھارتی کیبل ہمیں یہ پڑھا رہی ہے یہ سکھا رہی ہے کہ یہ کارخانے اور عالی شان رہائشی کوشحیاں اور یہ کاریں اور یہ موج بہاراں سب لکشی دیوی کی وجہ سے ہی آتی ہیں۔ آپ اپنے بچے کو بالکل نہیں روکتے وہ ہر وقت ٹی وی کو دیکھ رہا ہے تو اسے اس سے کیا سبق مل رہا ہے اس کے ذہن پر کیا چیز اثر انداز ہو رہی ہے کہ لکشی دیوی ہی سب کچھ ہے۔ یاد رکھیں کہ سارا سلام دیوی کو منانے کیلئے ہی آیا ہے لیکن آپ کے گھروں میں دیوی راج کر رہی ہے۔ اس کیلئے آپ کیا دفاع کر رہے ہیں اس پر وپیگنڈے سے بچتے کیلئے آپ کیا انتظام کر رہے ہیں۔ آپ کے بچے تو اس لکشی دیوی کے قابو میں آ چکے ہیں۔ تمہاری داڑھی ٹوپی کیا کر رہی ہے۔ یہ سیکرڈ ہال اور پر مشن ہال وغیرہ جو سکول ہیں ان کا طریقہ کار کیا ہے ایک Bust ہوتا ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ Bust کیا ہوتا ہے یہ کمر سے اوپر کے حصہ کا مجسمہ بنا ہوتا ہے۔ اس کو یوں سمجھنا آسان ہے کہ آج کل Ready made سلع سلائے کپڑوں کے دکانداروں نے اس مجسمہ کو عورت کے کپڑے لباس پہنا کر اپنی دکانوں میں نمائش کیلئے رکھا ہوتا ہے۔ یہ سکول والے وہ Bust وہ مجسمہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا



کا ظاہر کرتے ہیں وہ بچوں کو یہ بتاتے ہیں کہ اگر تم اس حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مجسمہ کو سامنے رکھ کر پڑھائی کرو گے تو اپنی جماعت میں اول آؤ گے۔ جو بچہ اس مجسمہ کو لے لیتا ہے اور پڑھائی کے وقت اسے اپنے پاس رکھتا ہے تو استاد اس بچے کو اول نمبر پر لے آتے ہیں اور بچے کو باور کرایا جاتا ہے کہ اس نے مجسمہ کی وجہ سے ہی اول پوزیشن حاصل کی ہے دوسرے تمام طلباء بھی اس جھانسنے میں آ جاتے ہیں کہ یہ مجسمہ ہی اول پوزیشن دلاتا ہے۔ اب ہر گھر میں وہ Bust جا رہا ہے اور آپ کو اس کا علم ہی نہیں ہو رہا ہے۔ نہ تو آپ اپنے بچوں کے کمرے میں جاتے ہیں نہ ان کی پڑھائی میں آپ کو کوئی دلچسپی ہے آپ کو اپنے کاروبار یا ملازمت سے ہی اتنی فرصت نہیں ملتی کہ آپ کچھ وقت اپنے بچوں کے ساتھ گزار سکیں آپ کا بچہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مجسمہ کی وجہ سے اول پوزیشن لے رہا ہے تو پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اور تعلیم کہاں گئی ہم نے جو اسلامی لبادہ اوڑھ رکھا ہے اس کا کیا فائدہ ہوا۔ Mission Hospital مشن ہسپتال میں دو تین روز مریض کو یونہی کوئی عارضی سی دوائی دیتے ہیں پھر اسے بتاتے ہیں کہ تمہاری حالت کوئی اچھی نہیں ہے۔ ہمارا علاج کرنے کا ایک طریقہ ہے اگر تم وہ قبول کر لو تو تمہیں بہت جلد صحت ہو جائے گی۔ مریض کو تو صحت اور شفا یاب ہونے کی جلدی ہوتی ہی ہے وہ کہتا ہے کہ جی جلدی کریں جو بھی طریقہ آپ علاج کے لئے استعمال کریں مجھے وہ قبول ہے مجھے تو بیماری سے آرام آنے کی ضرورت ہے مجھے طریقہ علاج سے کوئی غرض نہیں ہے۔ وہ مریض کو صلیب دیتے ہیں۔ صلیب جانتے ہو کیا ہوتی ہے۔ عیسائیوں کے گر جا گھروں میں عمارت کے اوپر دو

تختوں کو جوڑ کر ایک جگہ کا نشان بنایا ہوتا ہے۔ ان کے قبرستانوں میں ان کی قبروں پر بھی وہی نشان لگایا ہوتا ہے۔ یہ دھات یا چاندی کا ویسا ہی نشان بنا کر گلے میں بھی پہنتے ہیں۔ وہ مریض کو صلیب دیتے ہیں کہ دوائی کھانے سے پہلے اس کو پانی میں بھگو کر وہ پانی پیئیں اور پھر دوائی استعمال کریں۔ جب کوئی مریض صلیب کو پانی میں غسل دے کر پینے پر راضی ہو جاتا ہے تو پھر اسے اس کی مرض کے مطابق صحیح اور Patent دوائی استعمال کراتے ہیں جس سے وہ شفا یا ب ہو جاتا ہے۔ مریض یہی سمجھتا ہے کہ وہ صلیب کے استعمال سے غافل ہی رہا۔ مرض تو اصل میں صلیب دور کر رہی ہے اس لئے صلیب کے پانی پر اس کا اعتقاد، یقین اور ایمان کامل ہو جاتا ہے۔ وہ صلیب بھی آپ کے گھروں میں پہنچ رہی ہے اور آپ اس سے بالکل بے نیاز اور بے پرواہ ہو رہے ہیں اور آپ کی آئندہ آنے والی نسل اسلام سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ ہندو عقیدے کو اپنا رہی ہے۔ عیسائیت کو قبول کر رہی ہے۔ یہ کچھ آپ کی آنے والی نسل کے ساتھ ہو رہا ہے۔ آپ کے گھر میں آپ کے شہر میں ہو رہا ہے آپ اپنی نسل کو کس طرح سے بچاؤ گے کس طرح سے اس کا تحفظ کرو گے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ دعا کا قبول ہو جانا کامیابی کی کوئی شرط نہیں ہے۔ فلاں مستجاب الدعا ہے اس کی ہر دعا قبول ہوتی ہے جس کی دعا قبول ہو جائے ہمارے معیار کے مطابق وہ سچا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جس کی دعا قبول ہوتی ہے وہ ہمیشہ سچا ہی ہوتا ہے۔ کیا شیطان نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے جی ہاں اس نے اللہ تعالیٰ سے عمر مانگی ہے کہ یا اللہ مجھے قیامت تک کے لئے عمر عطا کر دے اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی۔ کیا شیطان کی دعا قبول

نہیں ہوئی۔ اس کی دعا قبول ہوئی ہے تو کیا شیطان سچا ہے۔ نہیں ہے۔ اسی طرح اگر دیوی سے کوئی چیز ملتی ہے تو دیوی بھی جھوٹی ہے اور اس کا پرچار کرنے والا بھی جھوٹا ہے۔ شیطان نے دعا مانگی کہ یا اللہ میں انسان کے دل میں بیٹھ جاؤں فرمایا کہ بیٹھ جاؤ، پھر دعا مانگی کہ میں ان کے جسم میں خون کی طرح گردش کروں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی قبول فرمایا۔ عرض کیا کہ میں ان کے دائیں بائیں آگے پیچھے سے آؤں فرمایا کہ یہ بھی ہو جائے گا۔ شیطان نے کتنی ہی دعائیں مانگی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے وہ ساری قبول فرمائی ہیں تو کیا یہ شیطان کے سچا ہونے کی دلیل ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ تو نے شیطان کو اتنا تصرف عطا فرما دیا ہے اب یہ انسانوں کو ہر طرح سے ورغلا سکتا ہے۔ ہماری تبلیغ کا کیا بنے گا کون ہماری بات سنے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے شیطان کو کچھ بھی نہیں دیا ہے اگر کوئی گناہ گار سے گناہ گار بندہ شیطان کے ورغلا نے میں بھی آجائے لیکن وہ کسی بھی وقت نادم ہو کر یہ کہہ دے کہ یا اللہ مجھے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے بخش دے تو میں اسی لمحے اس کو بخش دوں گا۔ کیا یہ سبق ہم نے اپنے بچوں کو پڑھایا ہے۔ لکشی دیوی کا کمال تو اس نے ٹی وی پر خود پڑھ لیا ہے۔ صلیب کا کمال بھی اس نے خود ہی پڑھ لیا ہے دیکھ لیا ہے۔ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مجسمہ سے متعلق بھی انہوں نے ہمارے بچوں کے ذہن میں ڈال دیا ہے لیکن ہم نے اپنے بچوں کو کچھ بھی نہیں پڑھایا ہے۔ ہمیں یہ توفیق بھی نہیں ہوئی کہ ہم اپنے بچوں کو یہ بتا دیں کہ خانہ کعبہ بیت اللہ شریف کو دیکھنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ہم نے اپنے بچوں کو ہندوؤں کے تہوار ”ہولی“ ”دیوالی“ بتائی ہے اور



بہشت دکھایا ہے۔ پتھلیں اڑانی سکھائی ہیں۔ ایسے اور کئی پروگرام ہم نے ٹی وی پر دکھائے ہیں لیکن بیت اللہ شریف کی عظمت کا کوئی پروگرام نہیں دکھایا ہے۔ ہمارے ٹی وی پر ایسے لوگوں کا قبضہ ہے کہ جن کو خانہ کعبہ سے بھی الرحی ہے ان کو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد نبوی سے بھی الرحی ہے۔ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی الرحی ہے۔ ہمارے ٹی وی کے پروگرام ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں جن کو ان چیزوں کی عظمت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ کیا کبھی آپ کے ٹی وی نے یہ دکھایا ہے کہ خانہ کعبہ کو دیکھنے سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اول تو یہ ہے کہ ایسا پروگرام پاکستان ٹی وی پر کبھی نہیں آئے گا۔ یہ کبھی بھی نہیں بتایا جائے گا کہ جس نے میرے روضے کو دیکھا مجھ پر واجب ہو گیا کہ میں اس کی شفاعت کروں۔ کیا ہم اپنے بچے کو یہ پڑھا رہے ہیں نوائے وقت میں آج کل (2011) میں ایک پروگرام آ رہا ہے۔ بچوں کے لئے نظریاتی سکول بنائے جا رہے ہیں۔ اگر کوئی ایسا ارادہ ہے تو اس موضوع پر کتاب لکھی جائے اس کو چھپوا کر تقسیم کیا جائے عام لوگوں کے پاس وہ کتاب پہنچے لوگ اس کی طرف توجہ کریں تا کہ پتہ چلے کہ نوائے وقت جو ہمیں نظریاتی سکول کی تعلیم دے رہا ہے وہ کیا ہے اس کا مقصد کیا ہے اس کی افادیت کیا ہے۔ وہ چند بچوں کو لے کر تصاویر میں دکھا رہے ہیں کہ یہ نظریاتی سکول کے طلباء ہیں۔ کیا ہمارے بچوں کو یہ علم ہوا کہ نظریاتی سکول کیا ہے کہاں ہے اس کا مقصد کیا ہے۔ حکومت ہمیں کیا سبق دے رہی ہے (گڈو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کیا تمہیں معلوم ہے کہ لاہور میں نظریاتی سکول چل رہا ہے۔ جی نہیں کیا آپ کے والد صاحب کو اس سکول کا علم ہے۔ جی نہیں۔ گڈو کے والد محترم کو ایسے کسی سکول کا علم نہیں

ہے تو پھر گڈو کو کیسے علم ہو جائے۔ (گڈو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کیا تمہیں علم ہے کی لکشمی دیوی کیا ہے، جی ہاں یہ ایک بت سا بنا ہوتا ہے جو ٹی وی پر دکھاتے ہیں۔ آپ سب سن لیں کہ گڈو جو نعت خواں ہے۔ یہ بچہ ہے اس کو نظر یا تی سکول کا علم نہیں ہے لیکن لکشمی دیوی کا علم ہے کہ وہ کیا جو ہر دکھاتی ہے۔ اس طرح سے ہماری آئندہ آنے والی نسل کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ ہم جو علاج کر رہے ہیں وہ اتنا چھپ کر اور اتنے چھوٹے پیمانے پر کر رہے ہیں کہ کسی کو اس کی خبر ہی نہیں ہوتی۔ وزیر اعلیٰ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے دانش سکول بنا دیا ہے میں نے سب کو عقل مند بنا دیا ہے اب اور کسی چیز کی ضرورت ہے آج تک کتنے دانش سکول بن چکے ہیں میرا خیال ہے کہ دو سکول بنے ہیں ایک سو طلبا ایک سکول میں اور ایک سو طلبا دوسرے سکول میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور باقی جو دس لاکھ بچے ہیں وہ کہاں گئے ان کے لئے کون سے سکول کھولے گئے ہیں۔ پروفیسر صاحب ہم ایک قوم کے لحاظ سے مردہ ہیں۔ ہمارے بچوں سے جو مرضی کوئی سلوک کرے ہمیں کوئی احساس نہیں کوئی علم نہیں کوئی فکر نہیں ہے۔ ٹی وی پر پروگرام آتا رہا ہے کہ ایک ذاکر صاحب تقریر کر رہے ہیں کہ دیکھو کہ مقام علی کیا ہے اور مقام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے۔ فتح مکہ کے روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا۔ آپ حاضر ہوئے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے کندھوں پر سوار ہو جاؤ اور بیت اللہ شریف میں بلندی پر رکھے ہوئے بتوں کو نیچے گرا دو۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر سوار ہو گئے اور بت گرانے شروع کر دیئے اب ذاکر کی بات سنو وہ ہمارے بچوں کو بھی بلاتا ہے



ان کے والد کو بھی بلا رہا ہے مجھے بھی بلا رہا ہے اور آپ سب کو بھی بلا رہا ہے۔ اور ہماری توجہ اس طرف کر رہا ہے کہ حضرات دیکھو حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہیں۔ وہ اوپر ہیں یہ مقام علی ہے اور نیچے دیکھو کہ کون ہے آپ کا نبی نیچے ہے۔ اوپر والا علی و برتر ہی ہوتا ہے یہ مقام علی ہے اس نے جو چھری چلائی تھی وہ چلا گیا اس نے جو تمہارا ایمان کا ثنا تھا وہ کاٹ کر رکھ دیا۔ تمہاری توجہ اس طرف کر گیا کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نفوذ باللہ علی اور ارفع ہیں۔ لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ اصل حدیث شریف کیا ہے۔ اصل حدیث شریف یوں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واقعی فتح مکہ کے روز طلب فرمایا اور حکم دیا کہ میرے کندھوں پر سوار ہو کر بیت اللہ شریف میں بلندی پر رکھے ہوئے بت توڑ دوان کو نیچے گرا دو۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قابل نہیں اس لائق نہیں ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر سوار ہو جاؤں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کندھوں پر سوار ہو جائیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نبوت کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا اس لئے میرا تمہیں حکم ہے کہ میرے کندھوں پر سوار ہو جاؤ یہ بے ادبی میں شمار نہیں ہوگا۔ اب بتائیں کہ یہ ساری حدیث شریف نہ کسی خطیب نے بتائی ہے نہ کسی مولوی صاحب یا قاری صاحب نے بتائی ہے نہ کسی مفتی صاحب کو توفیق ہوئی کہ وہ لوگوں کو اصل حقیقت حال سے آگاہ کریں اور دوسرے فرقے والوں کو تو یہ بتانے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ وہ تو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہی نہیں ہیں۔ وہ تو شان مصطفیٰ اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کمی ڈھونڈنے

میں لگے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اس وار سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کے میڈیا پر شیعہ، دیوبندی اور اہل حدیث کا قبضہ ہے کیا آپ جانتے ہیں کہ میڈیا کیا ہوتا ہے۔ ذرائع ابلاغ مثلاً ٹی وی، ریڈیو، اخبارات اور رسائل کو میڈیا کہتے ہیں کہ جس کے ذریعہ سے ہمیں کوئی خبر ملتی ہے ہفتہ بھر ٹی وی پر یہ زہر آتا رہا لیکن کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔ ہمارے علماء یہ کہتے ہیں کہ ٹی وی دیکھنا حرام ہے اس لئے ہم دیکھتے ہی نہیں ہیں۔ آپ نے ٹی وی نہ دیکھا لیکن آپ کے بچوں نے تو دیکھا ہے ان کے ذہنوں میں تو یہ بات ساگنی کہ نعوذ باللہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بالاتر ہے۔ آپ حرام اور حلال کے چکر میں پھنسے ہوئے ہیں اور آپ کی نسل کا بیڑہ غرق ہو رہا ہے۔ اس کا علاج تو کرو۔ میری عرض ہے کہ یہ سب کچھ ہمارے گھروں میں ہو رہا ہے، آپ گھروں سے باہر بھی اور کم از کم اپنے گھروں میں اپنی ذمہ داری نبھائیں اور اپنے بچوں کو اس زہر سے بچائیں یہ آپ کا فرض ہے ورنہ چند سالوں میں لا دینیت پھیل جائے گی آپ صرف نام کے مسلمان رہ جائیں گے اور آپ کا کردار سارا غیر مسلمانوں والا ہو جائے گا۔ ابھی وقت ہے سنبھل جائیں اور اپنی آئندہ آنے والی نسل کو بھی سنبھال لیں۔ ان کو عظمت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عظمت گنبد خضراء اور عظمت خانہ کعبہ انہیں سمجھائیں۔

اسی منصب کا طلبگار ہوں میں بھی آقا

خاک ہوں مجھے اپنے قدموں سے لگائے رکھنا

شاعر کیا کہہ رہا ہے کہ میں ہوں تو خاک لیکن میری تمنا یہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین کے ساتھ ہی لگاؤں ہوں۔ میں

پروفیسر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ وہ بتائیں کہ کیا شاعر نے انکساری کی ہے یا کہ وہ عظمت لے گیا ہے۔ جی سرکار وہ عظمت لے گیا ہے۔ اس نے انکساری ضرور کی ہے لیکن اس نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم مبارک کے ساتھ جو مٹی لگی ہے وہ بننے کی خواہش کی ہے اور وہ مٹی کائنات میں سب سے افضل ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی قسم اٹھاتا ہے۔ لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ هَلْ بِهَذَا الْبَلَدِ (البلد ۱-۲) مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اس شہر کی صرف اس لئے قسم ہے کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین اس میں لگے ہوئے ہیں۔ کیا آپ نے اپنے بچوں کو کبھی یہ بتایا ہے دوسرے فرقہ والوں نے تو اس کا ترجمہ ہی کچھ اور کیا ہوا ہے۔ وہ ترجمہ کرتے ہیں کہ مجھے شہر مکہ کی قسم نہیں ہے خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں رہتے ہیں۔ وہ رہتے ہیں کو نکال کر لے گیا اور ساتھ ہی مٹی بھی گنی اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ گزر کی قسم بھی اس میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کی قسم بھی اس میں ہے۔ شہر کی قسم بھی اس میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کی قسم بھی اس میں ہے، شہر کی قسم بھی ہے، کلام مبارک کی قسم بھی ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا

کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بجا کی قسم

ہم نے اپنے بچوں کو کبھی نہیں بتایا کہ جو مٹی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوتی مبارک کے نیچے لگی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ اس کی بھی قسم اٹھاتے ہیں۔ اگر وہ مٹی گناہ گار سے بھی گناہ گار کی قبر پر پڑ جائے اسی لمحہ اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ پروفیسر



صاحب یہ حدیث شریف ہے کہ قرآن مجید پڑھانے سے پہلے اپنے بچوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت۔ اہل بیت اطہار کی محبت سکھاؤ اور پھر قرآن مجید پڑھاؤ اور سکھاؤ۔ ہم نے وہ محبت تو سکھائی نہیں ہے اور قرآن مجید پڑھائے جا رہے ہیں اس طرح سے قرآن مجید کی سمجھ نہیں آئے گی۔ قرآن مجید کا فیض کرم نہ تو بچے کے فہم میں آئے گا اور نہ ہی قرآن پڑھانے والے کے فہم میں آئے گا۔ کیونکہ وہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے جب محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبت اہل بیت اطہار اور محبت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم آئے گی تو پھر قرآن مجید کی سمجھ آئے گی۔ ہم نے یہ ترتیب بدل دی ہے ہماری حکومت نے یہ ترتیب بدل دی ہے آج (2011) میں آپ کا وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کس فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ سنی ہے اور پیران کے گھرانے سے اس کا تعلق ہے۔ وہ سید ہے لیکن اسکے ہوتے ہوئے بھی مجھے یہ نظر نہیں آتا کہ ٹی وی پر کبھی کوئی اچھی بات آئی ہو۔ نواز شریف ہے اور اس کا بھائی شہباز شریف ہے وزیراعلیٰ پنجاب ہے لیکن ان کی اعلیٰ عہدوں پر موجودگی میں بھی دین کے معاملہ میں کوئی اچھی خبر ٹی وی پر نہیں آتی۔ ان تمام کی خدمت میں میری عرض ہے کہ اپنے بچوں کے دل میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اجاگر کرو۔ عظمت اہل بیت اور عظمت صحابہ کرام کو اجاگر کرو جب تک یہ نہ ہوگی یہ دیوی کے غلام بننے رہیں گے یہ صلیب کے دھون کو پی کر صحت لیتے رہیں گے۔ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا Bust لگا کر اپنی کلاس میں اول آتے رہیں گے۔ کوئی اس قابل نہ بھی ہو لیکن Bust کو اپنے سینے پر سجائے رکھتا ہو تو پھر جان بوجھ

کر بھی اس کو اول پوزیشن پر لائیں گے کیونکہ اس نے وہ مجسمہ اپنے سامنے رکھا ہے اس لئے یہ اول پوزیشن پر آیا ہے۔ وہ پوچھیں گے کہ کیا تو نے وہ مجسمہ اپنے سامنے رکھا ہے۔ جی ہاں رکھا ہے اسی لئے تو اول آیا ہے۔ پھر دوسرے سے پوچھیں گے کہ کیا تو نے مجسمہ اپنے پاس رکھا ہے اگر وہ انکار کرے تو اس کو تھوڑے نمبر دے کر اس قابل بچے کی پوزیشن ختم کر دیں گے اور پھر اس کا پرچار کرتے پھریں گے کہ جو کوئی مجسمہ کو اپنے پاس رکھتا ہے وہ اول پوزیشن کے اہل نہ بھی ہو لیکن وہ مجسمہ کی طاقت سے اول پوزیشن پر آ جاتا ہے۔ یہ اس Bust کا مکمل ہے۔ فی زمانہ یہ گیم Game چل رہی ہے۔ اس کو سمجھ جاؤ اور اس سے بچ جاؤ۔ اگر نہیں تو پھر ہم اس چال میں پھنس تو گئے ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام والدین کو اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم جمعہ کی نماز ادا کرنے مسجد میں جاتے ہیں خطیب صاحب پی ایچ ڈی ایم فل ہیں لیکن میں نے کبھی ان سے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم والی بات نہیں سنی۔ میں نے ان سے کہا کہ خدا کے بندے یہ بتاؤ کہ کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے کا کیا مطلب ہے تو وہ کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی دیتے ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگو۔ ایک دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا دوسرے دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مانگا اور تیسرے روز ختم۔ پھر اس نے وہ دعائی بند کر دی۔ پروفیسر صاحب میرے ساتھ وہاں جاتے تھے۔ تیسرے روز بعد وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھول ہی گئے۔ میں نے کسی وسیلہ سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہئے یا براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے



مانگنا چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم تو مجھ سے ہی مانگتے تھے اب اگر تم بدل گئے ہو تو یہ تمہاری قسمت۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم تو مجھ سے ہی مانگتے تھے اب اگر تم نہ مانگو یہ تمہاری بد قسمتی ہے۔ فرمایا کہ جو بیگانے ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں جو میرے ہوتے ہیں وہ مجھ سے مانگتے ہیں اور جو بین بین ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے میرا وسیلہ دے کر مانگتے ہیں۔ اپنے بچوں کو بتاؤ تو سہی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تیرے ہیں اگر ہم ان کو بتائیں گے ہی نہیں تو ان کو کیسے علم ہوگا۔ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ہستی ہیں کہ ان سے جو بھی مانگو وہ عطا کرتے ہیں۔ **وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَلْهَوْا** (یعنی ۱۰) اور منگنا کو نہ جھڑکو، نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ جب کوئی سوالی آئے تو اس کی جھولی بھر کر دینا ہے اس کو جھڑکنا نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں  
اور لا کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی  
واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا  
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

کیا ہم نے کبھی اپنے بچوں کو یہ پڑھایا ہے۔ اپنے بچے کو ان دو اشعار کی ہی تعلیم دے دو تو یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہو جائے گا۔ اگر یہ دیوی کا ہو جائے تو پھر نہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اور نہ ہی مسلمانوں کا۔ یہ دیوی آپ کے گھر میں آچکی ہے۔ گڈو بھی اس کو جانتا ہے اور ہمارے تمام بچے اس کو جانتے ہیں آپ خواہ

صوفی صاحب بنے رہیں اور فتویٰ لگاتے رہیں کئی وی دیکھنا حرام ہے لیکن آپ کے بچے دیوی کو جانتے پہچانتے ہیں تو پھر تیرا صوفی بنے رہنا کس کام کا ہے۔ تیری نسل بگڑتی جا رہی ہے۔ انڈیا والے کہتے ہیں کہ ہمیں نہ اسلحہ بنانے کی ضرورت ہے نہ اسلحہ منگوانے کی ضرورت ہے نہ اسے چلانے کی ضرورت ہے ہم نے پاکستان کو دیوی کے ذریعے سے ہی فتح کر لینا ہے۔ اب اس وقت ہم پر یہ حملہ ہو چکا ہے اور اگر اب بھی ہم خبردار نہیں ہیں تو یہ ہماری غفلت ہے کراچی میں جو نیوی کے ہیڈ کوارٹر پر حال میں ہی حملہ ہوا ہے۔ دہشت گردی ہوئی۔ طیارے تباہ ہوئے ہیں اس کی یہ رپورٹ آئی ہے یہ صرف بیرونی دہشت گرد ہی اس میں ملوث نہیں تھے بلکہ ان کی مدد اندرون خانہ سے بھی ہوئی ہے۔ بھرتی کرتے وقت اپنے افسران کو یہ علم ہی نہیں ہو سکا کہ انہوں نے بھارتی ایجنٹوں کو بھی اپنی نیوی میں بھرتی کر لیا ہے۔ نیوی ایریس اور ایریس پر جو پچھلے ماہ حملہ ہوا ہے۔ ہمارے سپاہی بھی شہید ہو گئے اور جہاز بھی تباہ ہو گئے۔ میں اس کی بات کر رہا ہوں کہ جب حکومت نے اس واقعہ کی تحقیقات کرائی ہے تو اس کی یہ رپورٹ آئی ہے کہ حملہ آور تو باہر سے آئے ہی تھے لیکن اندرون خانہ جو ہمارا عملہ وہاں ڈیوٹی پر موجود تھا اس نے بھی حملہ آوروں کی معاونت کی تھی۔ آپ کی فوجی طاقت بھی انڈیا کے ساتھ ملی ہوئی تھی۔ تو پھر کیا بھرتی کرنے والوں کو کوئی کانٹا نہ نہیں بتایا جانا چاہئے کہ ان کو یہ بھی علم نہیں ہو سکا کہ وہ کس کو پاکستان نیوی میں بھرتی کر رہے ہیں۔ ہماری کروت اور کرپشن کا تو یہ حال ہے کہ اگر آپ ایک ارب روپیہ خرچ کریں تو بھارتی وزیراعظم منموہن سنگھ کو پاکستانی وزیراعظم متعین کیا جاسکتا ہے۔ اگر ایک ارب تھوڑے ہیں تو دو ارب یا تین ارب میں کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔ دشمن سے بھی

دشمن کو ہم اپنی فوج میں بھرتی کرنے کو تیار ہیں بس صرف روپیہ کی ضرورت ہے۔ اس محاذ پر بھی ہم مار کھا رہے ہیں۔ نظریاتی طور پر بھی مار کھا رہے ہیں نہ جانے اب آپ کے بچے کا کیا بنے گا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں معاف فرمادیں ہم ہر محاذ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھول گئے ہیں۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے جو ہمیں سبق دیا ہے۔ ہمیں پڑھایا ہے سیکھایا ہے وہ یوں ہے کہ شیطان نے محفل سبائی اور اپنے چھوٹے شیطانوں سے پوچھا کہ تمہیں کوئی مسئلہ تو درپیش نہیں ہے تمہیں کوئی رکاوٹ تو نہیں ہے اگر ہے تو مجھے بتاؤ میں تم میں سے صاحب علم ہوں تجربہ کار بھی ہوں میں تمہاری ہر مشکل کو دور کرنے کا اہل ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں یہ مشکل درپیش ہے کہ جو غریب مسلمان ہے وہ اسلام کی حرمت پر مر مٹنے کو تیار رہتا ہے۔ وہ ہمارے قابو میں نہیں آتا ہے۔ ہمارا اس پر کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا۔ وہ اسلام کی خاطر شہید ہونے کو بھی تیار ہے وہ مال بھی دینے کو تیار ہے وہ اسلام کی خاطر ہر قربانی دینے کو تیار ہے۔ شیطان نے کہا کہ اس کے دل سے روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نکال دو۔ ایک قوم کی حیثیت سے دیکھا جائے تو ہمارے دلوں میں روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں رہی ہے۔ اَلَا مَا شَاءَ الْيَكْهَنَدُ ہوں گے اور ضرور ہوں گے جو اس اہل ہوں گے۔ ہم میں قومی غیرت نہیں رہی ہے ہم میں روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔ کوئی حیا اور شرم نہیں رہی ہے۔ کوئی لڑکی ننگے منہ آجائے تو آپ کہیں گے کہ بہت اچھی ہے اگر اس کے سر پر دوپٹہ بھی نہ ہو تو آپ کہتے ہیں کہ کیا بات ہے وہ اگر پتلون یا نیکر پہن لے تو وہ اور بھی اچھی ہے۔ آپ کی دکانوں پر جو اشتہار بازی ہے جو آپ کی Advertisement ہے اس میں ہر لڑکی



Nude دکھائی دیتی ہے ننگے جسم سے دکھائی جاتی ہے۔ آپ روزانہ بازار وغیرہ سے گزرتے ہوئے دیکھ ہی رہے ہیں۔ کوئی Advertisement ننگے جسم عورت سے خالی نہیں ہے۔ اس کو آدھا لباس بھی پہنانا کوارا نہیں کرتے۔ ہم کیبل کے بغیر رہ نہیں سکتے آخر ہماری مجبوری کیا ہے کہ ہم کیبل کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے یہ سارا بھارتی پروپیگنڈہ ہے اور بھارت ہی ہم پر چھایا ہوا ہے۔ جس گھر میں دیکھیں ٹی وی پر بھارتی چینل ہی چل رہے ہیں۔ دکانوں پر، ہوٹلوں میں ریستوران میں کیبل ہی چل رہی ہے۔ کیبل کی اتنی یلغار ہے اور ہماری حکومت کے High level سے لے کر Low level تک ٹی وی، ریڈیو اخبارات اور علماء دین میں سے کسی کو فکر نہیں کہ ہمارے بچوں کو کیا پڑھایا جا رہا ہے اور کون ان کو پڑھا رہا ہے کون ان کی ذہنی سوچ کو بدل رہا ہے یہ دیوی پر مر رہے ہیں صلیب کا ڈھونڈی رہے ہیں اور Bust انہوں نے اپنے سامنے رکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے کہ جو ہمیں اس مصیبت سے بچائے دعا کی قبولیت کسی کے سچے ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ قرب قیامت میں دجال آئے گا جو سب سے بڑا دشمن اسلام ہے اس میں یہ خوبی ہوگی کہ آپ جو بھی کہیں گے چاہیں گے وہ کر کے دکھائے گا۔ آپ اس سے کہیں گے کہ بارش ہو جائے وہ پوچھے گا کہ کتنی بارش چاہتے ہو آپ کہیں گے کہ دواؤں کی بارش ہو جائے وہ بادل کو حکم دے گا کہ آؤ اور دواؤں کی بارش برسا دو۔ بادل آئے گا دواؤں کی بارش برسائے گا اور چلا جائے گا۔ لوگ اس کے اس تصرف کو دیکھ کر اس کی طرف مائل ہو جائیں گے۔ وہ کہے گا کہ اسلام چھوڑ دو اور جو میں کہتا ہوں وہ کرو۔ لوگ اس کے پیروکار بن جائیں گے۔ آپ اس سے کہیں کہ ابھی زمین سے پرندے نکلیں اور ہوا میں اڑنے لگیں۔ وہ کہے گا کہ اے پرندو ابھی زمین

سے نکلوا اور ہوا میں اڑو۔ پرندے اس کے حکم سے زمین سے نکلیں گے اور ہوا میں اڑنے لگیں گے۔ وہ کہے گا کہ میرے سامنے ابھی ایک مردہ بندہ لے آؤ۔ لوگ تین چار یوم کا مردہ لے آئیں گے۔ وہ حکم دے گا کہ بندے تو زندہ ہو جا اور اٹھ کر بیٹھ جا۔ وہ مردہ زندہ ہو جائے گا اور اٹھ کر بیٹھ جائے گا۔ یہ دجال میں خوبیاں ہوں گی یہ استدراج ہے یہ حقانیت کی دلیل نہیں ہے۔ دجال جھوٹا ہوگا۔ سچے صرف میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور سچا مذہب میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے باقی سب جھوٹ ہے۔ اپنے بچوں کو سمجھانے کی بات ہے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارا کام ہونا چاہئے خواہ وہ کسی طریقہ سے بھی ہو۔ اپنے کام نہ بناؤ بلکہ اپنی آخرت سنوارو۔ اپنے بچوں کی آخرت سنوارو۔ ہم Immediate Gain چاہتے ہیں پروفیسر صاحب یہ Immediate Gain کیا ہوتا ہے۔ سرکار فوری منافع ہوتا ہے۔ بس ہم یہ چاہتے ہیں کہ فوری طور سے ہمارا کام بن جائے خواہ جس طرح سے بھی بن جائے۔ خواہ وہ دیوی سے بنے خواہ وہ مجسمہ سے بنے خواہ وہ صلیب سے بنے خواہ وہ گرو سے بنے خواہ وہ شیطان سے بنے خواہ وہ دجال سے بنے، خواہ جادو سے بنے۔ ہمیں یہ غرض نہیں کہ ہمارا کام کس ذریعہ سے بنے۔ بس غرض اگر ہے تو یہ ہے کہ ہمارا کام بن جانا چاہئے ہم کام بنانے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ایمان کے پیچھے نہیں لگے ہوئے ہیں اگر جانا ہے تو سب کچھ جائے لیکن ایمان تو قائم رہے اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سوچ عطا فرمائے اور ہمیں اپنے بچوں کو سمجھانے اور انہیں سیدھی راہ پر لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہندوؤں میں ایک رواج ہے کہ جب کسی کی شادی ہوتی ہے تو دلہا اور دلہن آگ جلا کر اس کے گرد چکر لگاتے ہیں جس کو وہ پھیرے کہتے ہیں اور یہ رسم مسلمانوں



میں بھی رواج پکڑ گئی ہے اور آج بھی کئی مسلمان خاندانوں میں چلی آرہی ہے۔ یہاں یونیورسٹی میں ایک فنکشن تھا جس میں انڈیا کے آدمی بھی بلائے گئے تھے۔ ان آدمیوں کے ساتھ کچھ پاکستانی بھی شامل ہو گئے۔ اور انہوں نے بھی شراب پی۔ جو ابھی کھیلا۔ ننگے ڈانس بھی کیا گیا اور بھی جو کچھ ان بد مذہب ہندوؤں کے مذہب میں جائز تھا وہ بھی کیا گیا۔ بھارتی گروپ نے واپس جا کر یہ بات لکھی کہ ہم تو خواہ مخواہ ہی ڈر رہے تھے کہ پاکستانی مسلمان ہیں وہ تو ہم سے بھی آگے گزر رہے ہوئے ہیں یہ سرٹیفکیٹ آپ کے بڑوں کو عطا ہوا ہے جواب ہمارے بچوں کو منتقل ہو رہا ہے۔ دعا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اللہ کے لئے اپنی پناہ میں رکھیں ہمارے جو بڑے ہیں ان کو اس بات کی فکر ہو اور ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اس یلغار سے ہمیں محفوظ فرمائیں۔ ہمارے جو بڑے بڑے گروپ ہیں ہنر پکڑی والے تبلیغی جماعت والے۔ جماعت اسلامی اور ایسے ہی جتنے گروپ ہیں وہ سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو گھٹانے میں لگے ہوئے ہیں اور لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز کر رہے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی طرف ان کا خیال ہی نہیں ہے بس عمل کرو اور سیدھے جنت میں چلے جاؤ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے اس فکر سوچ سے بچائے۔ ان کے اس وار سے بچائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ

30-06-11

## بخشش کا انحصار

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ اللَّهُ رَبِّ الْمَلَكِينَ  
أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ  
وَمَا كُنْتُ بِصَلَاةٍ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا  
تَسْلِيمًا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَافَّةِ  
وَأَصْدِقِكَ يَا سَيِّدِي يَا صَبِيحَ الْبُكْرِ يَا صَبِيحَ الْبُكْرِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! ہم سب سے زیادہ جو کام کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ گناہ کرتے ہیں۔ یہ

قرآن مجید میں بھی آتا ہے۔ وَلَوْ يَخْتِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى

ظَهْرِهِمَا مِنْ ذَاتِهِ وَلَكِنْ يَذَرُكُمْ أَجَلًا تَجْتَسِئُونَ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ

كَانَ بِصَبَابِهِ بَصِيرًا (۴۵) ”اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے کئے پر پکڑتا تو زمین کی

پیٹھ پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا لیکن ایک مقرر معیار تک انہیں ڈھیل دیتا ہے پھر جب ان

کا وعدہ آئے گا تو بے شک اللہ کے سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں۔ ”اگر گناہوں کی

وجہ سے ہماری گرفتاری شروع ہو جائے تو شام تک کوئی انسان بھی نہ بچے اور چرند،

پرند، حیوان بھی تمام ہی پکڑیں جائیں۔ گناہوں کی اتنی زیادہ فروانی ہے۔ پھر ان تمام

گناہوں کے ہوتے ہوئے ہماری بخشش کس طرح سے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کا طریقہ

اور نسخہ ہمیں بتاتے ہیں ہماری راہنمائی فرماتے ہیں۔ فرمایا وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا

لَنفَسِهِمْ جَاءَ وَكَفَّاسْتَفْزَفُوا اللَّهَ وَلَسْتَ خَفَر لَّهُمُ الرَّسُولَ لَوْ جَاءَ اللَّهُ تَوَلَّى

رَجِيْهُ (النساء: ۱۲) ”اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت تو بہت قبول کرنے والا مہربان پائیں۔“ اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دے رہا ہے۔ کہ جب تم گناہ کر لو تو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس چلے جاؤ۔ وہاں جا کر مجھ سے معافی مانگو۔ ابھی تک کوئی بخشش نہیں ملی ہے۔ نہ تو وہاں جانے سے بخشش ہوئی ہے اور نہ ہی مجھ سے معافی مانگنے پر کوئی بخشش ہوئی ہے۔ اے لوگو گناہ کر لو تو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس چلے جاؤ۔ پھر مجھ سے معافی مانگو۔ یہ دو کام کرنے سے بھی معافی نہیں ہوئی۔ معافی ملنے کی شرط آگے آ رہی ہے کہ اگر تیرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری شفاعت کر دے گا تو پھر میں تمہیں بخش دوں گا۔ ورنہ بخشش نہیں ہے۔ یہ تیری میری بخشش کی بات نہیں ہو رہی ہے اس میں انبیاء علیہم السلام بھی شامل ہیں اس لئے بخشش کا سارا انحصار اس پر ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری شفاعت فرمادیں۔ اگر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت نہیں فرمائیں گے تو پھر بخشش بھی نہیں ملے گی۔

سر حشر بخشش تو تیرے امداد کی طرف دیکھ رہی ہے

(اک زمانہ) محسن بھی وہاں اشک بار کھڑا ہے

بخشش تیرے میرے رونے سے نہیں ہے نہ ہی یہ بچدوں کی وجہ سے ہے۔ کعبہ شریف جانے سے بھی نہیں ہے۔ حجر اسود کو بوسہ دینے سے بھی نہیں ہے۔ طواف سعی کرنے سے بھی بخشش نہیں ہے۔ کعبہ کی زیارت کرنے سے بھی نہیں ہے لیکن جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مہربان ہو جائیں اور تیری شفاعت فرمادیں تو اسی وقت بخشش ہو

جاتی ہے۔ بخشش کا انحصار اعمال صالحہ پر نہیں ہے۔ بلکہ یہ صرف شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اس لئے ہر سہارا چھوڑ کر میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پکڑ لیں تو پھر بخشش ہی بخشش ہے۔ اللہ تعالیٰ دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ شفاعت کے بغیر بخشش نہیں ہے۔ کوئی اعتراض کرے کہ اگر بخشش صرف شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے تو پھر ہمارے اعمال کیا ہوئے۔ میرا کلمہ، میری نمازیں، میرے روزے، میری زکوٰۃ، میرا حج قربانیاں کہاں گئیں۔ حضرات یہ سن لیں اور اس کو یاد رکھیں کہ جنت میں داخلہ صرف شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور جب تو جنت میں داخل ہو جائے گا پھر جنت میں مقام پانے کے لئے تیرے اعمال کام آئیں گے۔ اعمال ضائع نہیں کئے جائیں گے لیکن جس کا تعلق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے اس کے اعمال تو ویسے ہی ضائع ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ صحیح عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ فرمایا گیا ہے کہ جب تم گناہ کر لو۔ اس میں کوئی قید نہیں ہے کہ گناہ چھوٹا ہو کہ بڑا ہو۔ اس میں زمانے کی بھی کوئی قید نہیں ہے۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ حیات میں کروا کر بعد میں کرو گے تو اس کا کچھ نہیں ہوگا۔ نہ اس میں کسی بندے کی کوئی تخصیص ہے کہ فلاں شخص کرے اور فلاں شخص نہ کرے۔ ہر گناہ ہر بندے اور ہر زمانے کی شفاعت میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذمہ ہے۔ **وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ**۔

خطاب آستانہ عالیہ حضرت صاحبزادہ اشتیاق الحسن صاحب دامت برکاتہ العالیہ



## دوسری نشست:

معزز حاضرین! ایک سوال ہے کہ اگر لاہور جانا ہو تو کس طرح سے جائیں گے اگر کراچی جانا ہو تو پھر کیا طریقہ ہے اور اگر بیرون ملک جانا ہو تو کیا ذریعہ استعمال کریں گے۔ لاہور قریب ہے بس کے ذریعہ بھی چلے جائیں گے۔ کراچی ذرا دور ہے تو ریل گاڑی سے جائیں گے۔ بیرون ملک جانے کے لئے ہوائی جہاز سے سفر کریں گے۔ ڈاکٹر بننا ہو تو کیا کریں گے۔ میڈیکل سائنس پڑھیں گے۔ وکیل بننے کے لئے ایل ایل بی کا امتحان پاس کرنا ہوگا۔ جس شعبہ میں ڈگری حاصل کرنا چاہتے ہیں اس کا مطلوبہ کورس پڑھیں گے۔ اس کی تعلیم حاصل کریں گے۔ اب سوال ہے کہ جنت میں جانے کے لئے کون سا کورس پڑھیں گے۔ جنت میں جانے کا بھی کوئی کورس ہو۔ کوئی نسخہ ہو کہ ہم کامیابی سے اس میں داخل ہو جائیں۔ جنت میں جانے کے لئے دو نظریات ہیں۔ ایک نظریہ اعمال کرنے والوں کا ہے اور ایک نظریہ شفاعت والوں کا ہے۔ اعمال کا نظریہ رکھنے والے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف عمل کروانے عمل سکھانے کے لئے ہی آئے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد ہی عمل کروانا ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ تاری ہے

اگر تمہارے پلے میں اعمال ہیں تو بیڑہ پار ہے اور اگر اعمال نہیں ہیں تو پھر تمہارا بیڑہ پار نہیں ہے۔ یہ ایک نظریہ ہے کہ صرف عمل سے ہی جنت ملتی ہے۔ ٹھیک ہے پھر آپ اپنی زندگی عمل سے بنالیں۔ اپنی زندگی میں اعمال سجالیں۔ حدیث قدسی



ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے جنت اعمال کی بنیاد پر نہیں دی ہے۔ یا اللہ پھر جنت کس بنیاد پر ملے گی۔ فرمایا کہ میں نے جنت اپنی رحمت اور فضل سے دی ہے۔ یا اللہ تیرا فضل کیا ہے اور تیری رحمت کیا ہے فرمایا کہ میرا فضل بھی میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور میری رحمت بھی میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اعمال کرنے والوں کی بات بھی کوئی خام خیالی نہیں ہے۔ یہ لوگ جو تبلیغی جماعت کے ساتھ چلوں کے لئے جاتے ہیں یا سبر پگڑی والوں کے ساتھ تبلیغی دوروں پر جاتے ہیں۔ جماعت اسلامی کے ساتھ جاتے ہیں۔ یہ تمام اعمال والے ہیں اور ان کی گفتگو کا انداز ایسا شیریں اور نرم لہجہ والا ہوتا ہے کہ بندہ خواہ مخواہ ان کا ساتھی بن جاتا ہے اور ان کا ساتھی ہو جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ قرآن میں لکھا ہوا ہے کہ ذرہ، ذرہ کا حساب ہوگا۔ نیکی کا اجر دیا جائے گا اور بدی کی سزا دی جائے گی۔

**مَنْ يَصْمِلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ**

(الزلزال 7-8) ”تو جو ایک ذرہ بھرا بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھرا برائی کرے اسے دیکھے گا۔“ وہ قرآن مجید پڑھ کر سن رہا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سب سے زیادہ عمل کس نے کئے ہیں تاریخ میں جس کے اعمال ریکارڈ ہیں۔ لکھے ہوئے ہیں۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ آپ سے زیادہ اعمال کسی نے نہیں کئے ہیں۔ قرآن و احادیث مبارکہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کارنامے درج ہیں۔ ساری کورنمنٹ کے بت توڑ دیئے۔ کیا آپ یہ کر سکتے ہیں۔ ان کا عمل بہت بلند ہے۔ ہم ان کے عمل کو نہیں پہنچ سکتے۔ وہ کورنمنٹ سے ٹکر لے رہے ہیں۔ بادشاہ وقت سے ٹکر لے رہے ہیں، ہم صرف ایک تھانہ سے ٹکر

نہیں لے سکتے۔ ایک سپاہی سے ٹکر نہیں لے سکتے کیا آپ ایک پٹواری سے ٹکر لے سکیں گے۔ کیا آپ ایک عدالتی ریڈر Reader سے ٹکر لے سکتے ہیں۔ حضرت امراءہم علیہ السلام پر مقدمہ چلا اور سزا تجویز ہوئی کہ ان کو آگ میں زندہ جلا دیا جائے۔ آگ میں پھینک دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے آگ نے ان کو نہیں جلایا۔ پھر فیصلہ ہوا کہ اس کو ملک بدر کر دیا جائے۔ ملک سے نکال دیئے گئے۔ کبھی آپ اپنے گھر سے نکل کر دیکھنا کہ کیا بنتا ہے۔ حضرت امراءہم علیہ السلام نے اپنے گھر کو چھوڑ دیا۔ ترک وطن اختیار کر لیا۔ نوے سال کی عمر میں حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو حکم ہوا کہ اس بچے کو جنگل میں چھوڑ آؤ۔ آج جہاں مسجد الحرام ہے، بیت اللہ شریف کے پاس چھوڑ آئے۔ آج تو وہاں بہاریں ہیں لیکن ان دنوں وہاں نہ کوئی پانی، نہ کوئی چرند، نہ کوئی پرند، نہ کوئی آبادی، نہ ہی خور و نوش کے لئے کچھ تھا۔ دنیاوی آسائش کا نام و نشان نہ تھا۔ کیا آپ اپنے بچے کو ایسے ماحول میں چھوڑ آؤ گے۔ ارے اعمال والو یہ تو بتاؤ کہ کیا تم اپنے بچے کو ایسے جنگل میں تنہا چھوڑ آؤ گے۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام ذرا بڑے ہوئے تو حکم ہوا کہ قربانی کرو۔ آپ نے اپنی تمام بھیڑیں قربان کر دیں، پھر حکم ہوا کہ قربانی کرو۔ آپ نے اپنی تمام بکریاں بھی قربان کر دیں۔ پھر حکم ہوا کہ قربانی کرو۔ آپ نے گائیں ذبح کر دیں۔ پھر حکم آ گیا کہ قربانی کرو۔ آپ نے اونٹ ذبح کر دیئے۔ فرمایا کہ اے امراءہم علیہ السلام اپنی کوئی پیاری چیز کی قربانی پیش کرو۔ عرض کیا کہ اب تو صرف باقی بیٹا ہی ہے۔ فرمایا کہ اس کو بھی قربان کر دو۔ آج کون اپنے بیٹے کی قربانی پیش کرے گا

ہم سے تو ایک ذنبہ بھی قربان نہیں ہوتا۔ بکرے کی بھی قربانی نہیں ہوتی۔ گائے میں سات حصہ دار شامل ہو سکتے ہیں ہم سے تو وہ ایک حصہ بھی قربانی کرنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ کمزور سے کمزور، لاغر سے لاغر جانور، سستے سے سستا جانور خریدنے کی کوشش کرتے ہیں کہ بس کارروائی ہو جائے کہ قربانی کی ہے، لوگ کیا کہیں گے کہ یہ قربانی بھی نہیں کر سکتے۔ ہمیں قربانی سے غرض نہیں بلکہ صرف اپنی ناک رکھنے کیلئے یہ عمل کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے۔ آنکھوں پر پٹی باندھ لی۔ چھری تیز کر لی۔ چھری چلائی لیکن نہیں چلی تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلوص نیت میں کوئی کمی نہیں ہے کوئی ریا کاری نہیں ہے، کوئی دکھلاوہ نہیں ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بجائے ذنبہ ذبح ہو گیا۔ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا اِبْرَاهِيمُ قَدْ صَلَّيْتَ الْقُرْآنَ كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (۱۰۴) اور ہم نے مدافرائی کا اے ابراہیم بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (۲۱) اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر قربانی جو تم کرتے ہو اس کا پورا پورا ثواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح کو جاتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہر نماز میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر درود، رحمت اور برکت کی دعا کرو۔ کیا اس سے بڑھ کر اعمال کسی کے پلے میں ہیں۔ کوئی فرق والا، کوئی عمل کرنے والا، ایسا

ہو تو بتائے۔ اتنے زیادہ اعمال کرنے والا اور اتنا زیادہ ثواب اور اجر لینے والا یہ بندہ خدا حشر کے دن کیا کر رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حشر کے دن ساری مخلوق جھولی پھیلائے میرے در پر کھڑی ہوگی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں اور ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی جھولی پھیلائے کھڑے ہوں گے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث شریف کو بیان فرمایا ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

یہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے اور سنی کا عقیدہ ہے۔ ”وہ“ میں سب شامل ہیں۔ یہ نہیں کہ چھوٹا گیا ہے، بڑا نہیں گیا۔ گناہ گار گیا ہے اور نیک نہیں گیا ہے۔ خاوند گیا ہے تو بیوی نہیں گئی۔ بیوی گئی ہے تو شوہر نہیں گیا ہے۔ مرد گیا ہے تو عورت نہیں گئی۔ عورت گئی ہے تو مرد نہیں گیا۔ ”وہ“ میں کوئی تخصیص نہیں ہے۔ حکیم ہے کہ ڈاکٹر ہے، انجینئر ہے، شیخ ہو، جٹ ہو، رانا ہو، چھوٹا ہو کہ بڑا ہو۔ آج کا ہو کہ کل کا ہو کسی بھی زمانے کا ہو۔ فرمایا کہ۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

نبی علیہ السلام ہو کہ ولی اللہ ہو۔ صحابی ہو کہ تابعی ہو۔ غوث ہو کہ قطب ابدال ہو سب ہی ”وہ“ میں شامل ہیں۔ یہ عقیدہ اپناؤ تو انشاء اللہ بیڑہ پار ہو جائے گا۔ آج لوگ یہ کہتے ہیں کہ اعمال کرو صرف اعمال کی بنیاد پر بخشش جنت ملے گی وہ اعمال کرنے پر



مجبور کرتے ہیں۔ عمل ضرور کریں۔ اعمال سے کوئی نہیں روکتا ہے۔ اعمال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک نہیں فرمائے تو آپ کس طرح سے چھوڑ دیں گے۔ اصل چیز عقیدہ ہے۔ عقیدہ بناؤ، یہ سامنے دیکھو کہ کتنی بڑی عالیشان خوبصورت عمارت ہے۔ اس کا سارا حسن، سارا کمال اس کی بنیاد پر ہے۔ اگر بنیاد کمزور ہے تو اس عمارت کے پلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ کسی بھی وقت زمین بوس ہو سکتی ہے۔ بنیاد کمزور ہے تو عمارت کو کوئی قرار اور دوام حاصل نہیں ہے۔ اگر اس کی بنیاد مضبوط ہے تو اس کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ عمل عمارت ہے اور عقیدہ اس کی بنیاد ہے اور عقیدہ میں اہم چیز شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کو اپنی عقل اور فکر میں سنبھال کر رکھ لیں کہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کسی کی بخشش ممکن نہیں ہے۔ آج بہت لوگ ہیں جو شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکاری ہیں۔ اعمال والے بھی اور بے عمل بھی۔ نیک اور بد، بڑے اور چھوٹے بادشاہ اور رعایا تمام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پر حشر کے روز جھولی پھیلانے کھڑے ہوں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی بھیک مانگ رہے ہوں گے تو پھر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت ہم سب کے لئے ہے کہ ۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

حضرات مختصر بات ہے کہ اگر شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی کام بنے گا تو پھر اعمال کیوں کئے جائیں۔ کیوں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کیوں قربانی، کیوں ٹوپی، داڑھی اور مصلیٰ۔ یہ سارے اعمال کرو اور ضرور کرو لیکن یہ اس شکرانے میں کرو کہ اللہ تعالیٰ



نے تمہیں اتنا سونہا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمایا ہے۔ اتنا کریم، اتنا کریم اور اتنا لچ پال نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمایا ہے۔

شوق تیرا گر نہ ہو میری نماز کا امام

میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں نماز نہ پڑھوں تو میرا کوئی سجدہ ہی قبول نہیں۔ ایک تو نظریہ یہ ہے کہ جنت میں داخلہ اعمال کی بنیاد پر ہے اور اب ایک دوسرا نظریہ یہ ہے کہ جنت میں داخلہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اور جنت میں مقام تیرے اعمال کی بنیاد پر ہے۔ جب کوئی حافظ قرآن جنت میں داخل ہو جائے گا تو اس سے فرمایا جائے گا۔ کہ قرآن مجید کو **الْحَمْدُ** پڑھنا شروع کرو اور **وَاللّٰهُ** پڑھتے چلے جاؤ اور ہر حرف کے بدلے ایک درجہ بلند ہونا چلا جا۔ جہاں تک تو پہنچے گا وہ تیرا مقام ہوگا۔ لیکن اگر وہ حافظ قرآن بدعتیہ ہے تو پھر کیا ہوگا۔ وہ تو جنت میں ہی نہیں جائے گا۔ اس کو وہاں مقام کیا ملنا ہے۔ کیا قادیانی حافظ جنت میں جائے گا۔ نہیں جائے گا کہ اس کا عقیدہ صحیح نہیں ہے وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آخری نبی نہیں مانتا ہے وہ کہتا ہے کہ نبی اور بھی آسکتے ہیں۔ اسی طرح سے اور لوگوں میں بھی بدعتیہ گئی پھیلی ہوئی ہے۔ کوئی فرقہ کہتا ہے یہ نور نہیں ہیں، کوئی کہتا ہے کہ یہ شفاعت نہیں کر سکتے، کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکاری ہے۔ منافق سب سے زیادہ نمازین پڑھنے والے، بہترین قاری ہیں۔ بڑے کمال کے حافظ ہیں۔ اعمال میں سب سے آگے لیکن وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین صفات کے انکاری ہیں۔

ایک تو یہ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو نہیں مانتا اور تیسرے یہ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور مرتبہ کو نہیں مانتا۔ حالانکہ وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء میں نماز پڑھتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ بھی کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی کرنے والا ہے۔ مدینہ شریف میں فوت ہوا ہے۔ جہاد میں بھی گیا ہے۔ مجاہد بھی بنا ہے۔ غازی بھی بنا ہے۔ شہید بھی ہو گیا ہے لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا انکاری ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو میری شفاعت کا انکاری ہے میں نے اس کی شفاعت کرنی بھی نہیں ہے۔ منافق شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم ہے اس لئے وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ہر شام اور بطور خاص ہر جمعرات، ہر اُمتی کے اعمال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کی نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں۔ تمہاری نیکیوں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے ہیں لہذا تم نیکیاں اس لئے کرو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تم سے خوش ہو جائیں۔ جنت کے حصول کے لئے نیکیاں نہ کرو۔ حوریں حاصل کرنے کیلئے نیکیاں نہ کرو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے گناہوں کو دیکھتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بخشش کیلئے دعا کرتے ہیں۔ اعمال کرو اور ضرور کرو لیکن ان کا مدعا یہ ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ بھی تب ہی راضی ہوتے ہیں کہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہو جاتے ہیں اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے نیک اعمال کی وجہ سے راضی ہوتے ہیں اس لئے جو بھی عمل کرو۔ وہ رضائے مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کرو، یہ سنت الہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند کرتا ہے۔ پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ ہمیں بھی اپنے ہر عمل میں رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی مد نظر رکھنا چاہیے۔ پھر اگر اعمال تھوڑے بھی ہوں تو بیڑہ پار ہو سکتا ہے۔ اعمال بے شمار ہوں لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی ایک شان یا صفت کا بھی انکار ہو جائے تو تمام اعمال بے کار ہو جاتے ہیں۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب برہانش رانا شاہد علی صاحب

16-07-2011

یا اللہ ﷻ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یا رسول اللہ ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَىٰ حَبِيبِهِمْ مُّبَارَكًا مَّصْنُوعًا وَاللّٰهُمَّ وَأَصْحَابِهِمْ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ۝

عشق سرکار کی اک شمع جلا لودل میں

بعد مرنے کے لحد میں اُجالا ہوگا

بَقِیضَانِ نَظَر

ہر طریقت راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ  
حضرت سرمدی شمس الدین اکبر علیہ السلام دامت برکاتہ العالیہ  
نیز محل ملاذ شریف قری ماٹہ سے ہر ماہ چوتھے بختے بروز ہفتہ بھارا نماز مغرب منعقد ہوتی ہے

برائے ایصال ثواب
وسیلہ نجات فری لائبریری

طالعین ہر روز صبح ۵ بجے میاں شاہد تنویر مکان نمبر B-380/5

گلی نمبر 10 محمود آباد فیصل آباد فون 8862351 موبائل 0301-7169263

## تحویل کعبہ کا استدلال

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ يَا نَبِيَّ الْكَوَالِمِ حَمْدُكَ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝  
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ الْاَمْنِ اَمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا ۝ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدَنَا رَسُولَ اللّٰهِ  
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

معزز حاضرین! میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل ہے یہ دوسرے  
پارے کا پہلا رکوع ہے۔ اس سارے رکوع میں گفتگو ہی قبلہ پر ہے۔ ابھی جو میرے  
دوست نعت خواں نعت شریف پڑھ رہے تھے کہ ۔

تیری جانب تو دنیا جھک رہی ہے

بتا کہ تیرا قبلہ کدھر ہے

آپ ذرا پہلے قبلہ کی لغت سمجھ لیں کہ قبلہ ایک سجدہ گاہ کا نام نہیں ہے بلکہ مرکز نگاہ کو قبلہ  
کہتے ہیں۔ جس جگہ پر توجہ رک جائے۔ جس جگہ پر تصور جم جائے اس کو قبلہ کہتے ہیں۔  
قبلہ کسی خاص پوائنٹ کا نام نہیں ہے۔ بس جدھر توجہ لگ جائے وہ قبلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ  
نے ہر مخلوق کے لئے کوئی نہ کوئی قبلہ بتایا ہے بلکہ مالک کائنات نے تو کمال کر دیا۔  
فرمایا کہ صرف مخلوق کے لئے ہی نہیں ہم نے ہر ایک کے لئے قبلہ بتایا۔ فرمایا وَلِكُلِّ  
وَجْهَةٍ هُوَ مُوَلِّیُّهَا (البقرہ ۱۴۸) ”اور ہر ایک کے لئے توجہ کی ایک سمت ہے وہ اسی  
کی طرف منہ کرنا ہے۔“ ہر ایک کے لئے قبلہ ہے اور وہ اپنے قبلہ کی طرف ہی منہ کرنا



ہے۔ جس کا جو قبلہ ہے اس کی توجہ ادھر ہی ہوتی ہے۔ جب ہر ایک کے لئے قبلہ ہے تو اس ہر ایک میں ساری مخلوق بھی آتی ہے اور خالق خود بھی آتا ہے۔ امام الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے جتنے بھی انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ان کا قبلہ مسجد اقصیٰ تھا۔ وہ بھی اسی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے اور ان کے امتی بھی اسی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے تھے لیکن امت مسلمہ کے لئے بیت اللہ شریف کو قبلہ بنا دیا گیا۔ کچھ فرشتے ایسے ہیں کہ جن کا قبلہ اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور آسمانوں پر بنایا ہے۔ کچھ فرشتے ایسے ہیں کہ جن کا قبلہ اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ اور ایک قبلہ ایسا ہے جو رستہ بھولنے والوں کا قبلہ ہے رات اندھیری ہو بادل چھائے ہوں وہ لوگ جو رستہ سے بھٹک گئے اور انہیں قبلہ کا پتہ نہ چل رہا ہو کہ کدھر ہے تو جس طرف ان کا تصور جم جائے کہ ادھر قبلہ ہے وہ اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لیں۔ ان کی نماز ہو جائے گی۔ مالک کائنات نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک خاص بات ارشاد فرمائی کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کائنات میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کا میں نے کوئی نہ کوئی قبلہ مقرر نہ کیا ہو۔ ہر ایک کا قبلہ مقرر ہے اور اس ہر ایک میں خود میں بھی آتا ہوں اور اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آتے ہیں۔ اس وقت ساری کائنات کا قبلہ بیت اللہ شریف خانہ کعبہ ہے اور خانہ کعبہ کا قبلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ میں ہوں اور میرا قبلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ حدیث شریف قدسی ہے فرمایا اَنْتَ قِبَلِيْ وَ اَنَا قِبَلُكَ اے میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تو میرا قبلہ ہے اور میں تیرا قبلہ ہوں جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ قبلہ مرکز نگاہ ہوتا ہے۔ جدھر توجہ لگی ہو۔ کہنے والے تو یہ بھی کہہ



رہے کہ اگر بیت اللہ شریف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر منہ کر کے نماز کیوں پڑھتے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم قبلے کے محتاج نہیں بلکہ قبلہ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا محتاج ہے۔ مدینہ منورہ میں آج بھی مسجد قبلین موجود ہے۔ اس مسجد میں دو محراب آج بھی موجود ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی امامت فرما رہے ہیں اور رخ انور مسجد اقصیٰ کی طرف ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا فرما رہے ہیں۔ ایک یہودی قریب سے گزرا تو کہنے لگا کہ نبی تو مسلمانوں کا ہے لیکن ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہے۔ دو رکعت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ چکے ہیں اور دو رکعت ابھی باقی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخ انور آسمان کی طرف کیا اور عرض کیا یا اللہ میں نماز تیری پڑھ رہا ہوں لیکن یہ لوگوں کے طعنے نہیں سنے جاتے تو مالک کائنات نے اسی وقت فرمایا کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ (البقرہ ۱۴۴) ”ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔“ ایک گیند کو زمین پر مارو تو وہ بار بار اوپر کی طرف اچھلتی ہے گیند کی اس اچھلنے کی کیفیت کو تَقَلُّبُ کہتے ہیں۔ قَدْ نَرٰی تحقیق ہم دیکھ رہے ہیں۔ نَوٰی واحد کے لئے بھی استعمال ہو جاتا ہے اور جمع کا صیغہ ہے۔ مضارع کا صیغہ ہے جو عربی میں فعل حال اور مستقبل دونوں کے لئے استعمال ہو جاتا ہے۔ قُلُوبُ قریب کے لئے آتا ہے۔ قَدْ نَرٰی سمجھ لکھ رہے ہیں یاد دیکھتے ہیں یا یہ کہ دیکھتے رہیں گے۔ فرمایا کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف میں ہی نہیں بلکہ پوری کائنات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا نور کو دیکھ رہی ہے۔ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا چاہتے ہیں۔ عرض کیا کہ یا اللہ نماز تو تیری پڑھنی ہے لیکن یہ غیروں کی طعنے برداشت نہیں ہوتے۔ مالک کائنات نے اسی وقت ارشاد فرمایا **قُلُوْا لِنِکَ قِبْلَۃً تَرْضٰہَا** (البقرہ-۱۲۴) ”تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔“ ہم قبلہ اسے ہی بتادیں گے جس کو میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پسند فرمائیں گے۔ یہاں تو بات ہی ختم ہو گئی۔ اب تو یہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی ہے کہ کدھر کا رخ کرتے ہیں۔ **قَوْلٍ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ** (البقرہ-۱۲۴) ”ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔“ یہ حکم بعد میں ہے اس سے پہلے ہے۔ **قُلُوْا لِنِکَ قِبْلَۃً تَرْضٰہَا** اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہم قبلہ اسے ہی بتادیں گے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہوگی۔ اب بھلی محفل کا موضوع بھی اس میں آ گیا جس میں عرض کیا تھا کہ منافق کی پہچان کیا ہے۔ فرمایا کہ ہم قبلہ اسے ہی بتائیں گے جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرمائیں گے۔ اب مالک کو معلوم ہے کہ اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کس کو پسند کرتا ہے۔ مالک کائنات نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسند کا لحاظ پہلے رکھا پھر حکم دیا۔ **قَوْلٍ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ** میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی درخواست آگئی سمری آگئی اب اس پر ایک ماہ بعد غور کیا جائے گا اور پھر فیصلہ کیا جائے گا۔ ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ ایک ہفتہ رک جاؤ۔ ہم یہ بھی نہیں کہتے یہ جو نماز پڑھ رہے ہو اس کو اسی رخ پر ہی مکمل کر لو۔ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت پڑھ لی ہیں اور دو ابھی باقی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کر لیا اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حل کر

دیا۔ اب جدھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہوگا وہی تمہارا قبلہ بن جائے گا۔ یہ کوئی بعد کی بات نہیں ہوگی ابھی سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چہرہ انور ادھر پھیر لیں جدھر تیری مرضی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت نماز کی حالت میں ہی مسجد اقصیٰ کی طرف سے منہ پھیر لیا اور چل کر بالکل مخالف سمت میں یعنی شمال سے ہٹ کر جنوب کی طرف تشریف لے گئے۔ جدھر پہلے چہرہ تھا اب ادھر پشت مبارک تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد الحرام کی طرف رخ انور کر لیا تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی اسی طرح سے ہی چل کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں تشریف لے آئے۔ کئی لوگ ایسے تھے کہ جن کا ایمان اور یقین تھا کہ اگر نماز میں پھر جائیں اور قبلہ کی طرف منہ نہ رہے تو نماز جاتی رہے گی لیکن جو عشق والے تھے ان کا ایمان یہ تھا کہ نماز تو نام ہی ادائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ نماز کا نام تو سنت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عمل کرنا ہے۔ اگر سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دو تو پھر باقی عبادت کے پلے میں کچھ نہیں رہتا۔ عبادت سے سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکال دو تو اس عبادت کے پلے میں کچھ بھی نہیں رہتا۔ وہ تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء میں پھر گئے لیکن وہ جو کہتے تھے کہ قبلہ (مسجد اقصیٰ) کی طرف سے اگر رخ پھر گیا تو نماز جاتی رہے گی وہ اپنی جگہ کھڑے رہے۔ اب دیکھیں کہ دوسرا پارہ شروع کہاں سے ہوتا ہے۔ مَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّيْتُمْ عَنْ قِبَلِهِمُ الْمَسْجِدَ كَانُوا عَلَيْهِمْ قٰرِعًا ۚ (۱۳۲) اب کہیں گے بے وقوف لوگ کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کو اس قبلہ سے جس پر وہ تھے۔ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ تو پھیر لیا اب کئی بے وقوف کہیں گے کہ قبلہ تبدیل



کرنے کی کیا ضرورت تھی تو مالک کائنات نے فرمایا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي  
 كُنْتَ عَلَيْهَا مِنْ قَبْلِهِ لَمَنْ هُوَ قَبْلَهُ لَنُحْدِثَ لَكَ فِيهَا ذِكْرًا وَلَعَلَّكَ تَعْلَمُ  
 ہے وہ نماز بیت المقدس کی طرف بھی قبول کر سکتا ہے قبلہ کی تبدیلی کرنے کی کوئی  
 وجہ نہ تھی۔ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلٰی عَقْبَيْهِ لَقَرَاهُ (۱۳۳)  
 ”کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔“ ہم نے تو  
 قبلہ اس لئے بدل دیا کہ دیکھیں کہ کون میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرتا  
 ہے اور کون ہے جو الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔ ہم تو یہ پہچان کرنا چاہتے تھے کہ نبی  
 پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہئے والے کون ہیں۔ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں  
 اور اپنے پہلے ہی قبلہ پر اڑے رہنے والے منافق کون ہیں۔ جنہوں نے نماز سے پیار  
 کیا وہ منافق بن گئے۔ جنہوں نے اللہ کی عبادت سے پیار کیا وہ منافق بن گئے اور وہ  
 سچے مومن بن گئے۔ جنہوں نے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کیا۔ اگر تم نماز کو  
 عبادت سمجھ کر پڑھو گے تو یہ عبادت یہ نماز تمہارے منہ پر مار دی جائے گی اگر نماز کو  
 سنت مصطفیٰ سمجھ کر پڑھو گے خواہ وہ تھوڑی ہو یا کہ زیادہ ہو اس کو قبول کیا جائے گا۔ اب  
 جب وہ نماز مکمل ہو گئی تو نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے حضرت سیدنا بلال  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے بلال رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ نماز میں اپنا رخ قبلہ کی طرف رکھتے ہیں اور ادر ادر  
 گھومتے پھرتے نہیں قبلہ سے اپنا چہرہ نہیں بدلتے لیکن تم تو ایک طرف سے بالکل  
 پھر کر مخالف سمت میں آ گئے اور قبلہ کی طرف پشت کر کے کھڑے ہو گئے اب  
 دیکھیں کہ یہ امتحان ہو رہا ہے۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا

کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ صرف میں ہی نہ تھا یہ تمام اصحاب کبار بھی چل دیئے تو میں بھی ان کے پیچھے چل دیا۔ پھر نگاہ مصطفیٰ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی اور فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے تمہیں کہا تھا کہ نماز میں اپنا رخ قبلہ کی طرف ہی رکھتے ہیں لیکن آپ تو سارے کے سارے ہی چل کر ادھر آ گئے اب دیکھیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے دروازہ ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی مسئلہ بیان کرنے کی جرأت نہیں ہوئی حالانکہ آپ سے نماز کا کون سا مسئلہ چھپا ہوا ہے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے تو میں بھی ان کے پیچھے چل دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہیں بتایا تھا کہ نماز میں اپنا رخ قبلہ کی طرف سے نہیں ہٹاتے تو آپ نے اپنا رخ بالکل ہی قبلہ کی طرف سے موڑ کر ادھر پشت کر لی۔ تیری نماز کیا ہوئی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہل میں نے نہیں کی مجھ سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اللہ تعالیٰ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مانگا ہوا چلا تو میں بھی چل دیا اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ نماز میں ادھر ادھر حرکت نہیں کرتے قبلہ رخ ہی رہتے ہیں تو آپ کیوں چل دیئے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اکیلا ہی نہیں چلا مجھ سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاثاریا ر غار چلے تو میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ اب نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس ہستی پر پڑتی ہے کہ جس کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو بھی علم عطا فرمایا وہ میں نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھر دیا۔ فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ



میں نے بتایا تھا کہ نماز میں اُدھر اُدھر حرکت نہیں کرتے پھرتے آپ نے یہ کیا کیا قبلہ سے منہ موڑ کر اُدھر پشت کر لی۔ اب سنو سنی عقیدہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ اور صحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر نے دست بستہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس ذات کی قسم جس نے ابو بکر صدیق کو پیدا فرمایا مجھے کوئی علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُدھر ہیں یا اُدھر ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کی توجہ کدھر ہے مجھے کوئی علم نہیں ہے کہ قبلہ اُدھر ہے کہ اُدھر ہے۔ مجھے صرف اتنا پتہ ہے کہ جدھر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہے اسی طرف اللہ تعالیٰ کی توجہ ہوگی اُدھر ہی اللہ تعالیٰ بھی ہوگا۔ اور اُدھر ہی قبلہ بھی ہوگا۔ یہ عقیدہ مومن ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کو اپنے ہاتھوں مبارکہ میں لیا اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو سنی ہے اہل سنت و جماعت ہے اور جو کوئی تیری تقلید کرے گا وہ بھی اہل سنت کہلائے گا۔ وہ صحیح عقیدہ والا ہوگا۔ یہ مومن اور سنی کی پہچان ہے اور جو لوگ اپنی جگہ ڈٹے رہے جنہوں نے خیال کیا کہ ہمارا قبلہ نہ چھوٹ جائے ہماری نماز فاسد نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ کو قبلہ بنانے اور پھر اس کو تبدیل کرنے کا کوئی مقصد نہ تھا مگر یہ کہ ہم پہچان کرا دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والے کون ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹ کر جو قبلہ بتالیں گے وہ منافق کہلائیں گے۔ جو نمازوں کو ہی سب کچھ سمجھیں گے وہ منافق ہوں گے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم عین ایمان ہے۔ محبت کو سامنے رکھ کر نماز پڑھو گے تو وہ نماز قبول ہے قرآن مجید کی تلاوت کرو گے وہ تلاوت

قبول ہے۔ محبت کو سامنے رکھ کر جو عبادت کرو گے وہ عبادت قبول ہے۔ لیکن عبادت  
 نبتی کب عبادت ہے دیکھو کہ کھانا آپ نے کھانا ہے لیکن اگر بایاں پاؤں موڑ کر گھٹنہ  
 نیچے بچھا کر اور دایاں پاؤں کھڑا کر کے اس کے ساتھ ہی دایاں گھٹنا کھڑا کر کے بیٹھ  
 جاؤ گے چھوٹے چھوٹے لقمے لے کر ان کو چبا چبا کر کھاؤ گے۔ تمہاری بھوک بھی مٹ  
 جائے گی اور یہ عبادت بھی بن جائے گی۔ اور جب پانی پینا ہے تو بیٹھ کر بہتر ہے کہ  
 دونوں پاؤں پر سیدھے ہو کر بیٹھیں ایک گلاس پانی کو تین سانس لے کر چھینیں۔ پہلے  
 سانس میں ایک گھونٹ دوسرے میں دو گھونٹ اور تیسرے سانس میں باقی سارا گلاس  
 پانی پی لیں۔ کھانا کھانے سے پہلے پانی پینے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھیں یہ  
 کھانے پینے کا سنت طریقہ ہے اس طرح سے یہ کھانا پینا سنت بھی بن جائے گا اور  
 عبادت میں بھی شمار ہوگا۔ ایک بات یاد رکھیں کہ جو پانی نظر نہ آتا ہو جیسا کہ آج کل  
 جوس اور دوسرے مشروبات بند پیکٹوں میں ملتے ہیں اور ان کے اندر کا پانی باہر سے نظر  
 نہیں آتا ان کا پینا منع ہے یہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہم اپنی نیند کو پورا  
 کرنے کیلئے سوتے ہیں لیکن اگر با وضو ہو کر دائیں کروٹ لے کر سو جاؤ گے تو پھر تمہارا  
 وہ سنا سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے عبادت بن جائے گی اور جب تک ایسے  
 ہی سوتے رہو گے فرشتے تمہارے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ عبادت کسی  
 طہارت کا نام نہیں ہے عبادت تیری پاکیزگی کا نام نہیں ہے۔ عبادت تخلیات اور  
 تنہائیوں میں بیٹھنے کا نام نہیں ہے عبادت تیرے رکوع اور سجود کا نام نہیں ہے عبادت تو  
 ادائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے جو عبادت کو ادائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ  
 کر کرے گا وہ مومن ہے اور جو یہ کہے کہ میں تو صرف اللہ تعالیٰ سے ہی ملوں گا مجھے نبی

پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ اور وسیلہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے اسے ذرا شرم نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۲۰)

”اللہ تعالیٰ بے شک سب کچھ کر سکتا ہے۔“ جو وہ کرنا چاہتا ہے اس پر وہ قادر ہے کر سکتا ہے لیکن اگر وہ کچھ نہیں کرنا چاہتا تو یہ اس کی مرضی ہے ورنہ وہ قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں کسی غیر نبی سے کلام نہیں کرتا۔ حالانکہ میں اس بات پر بھی قادر ہوں کہ رات تو سب سو جائیں اور صبح جب بیدار ہو جائیں تو ان کے تکیہ کے نیچے یہ لکھا ہوا ملے کہ آج تم نے یہ کچھ کرنا ہے۔ ان کے سارے دن کا شیڈول ان کو لکھا ہوا مل جائے۔ لیکن میں یہ نہیں کرتا بلکہ اپنے بندوں تک جو بھی اپنا پیغام دیتا ہوں تو اپنے نبی علیہ السلام کے ذریعہ اور واسطہ سے دیتا ہوں جب وہ خالق مالک قادر ہو کر اپنی مخلوق سے براہ راست بات نہیں کرتا تو پھر مخلوق نبی علیہ السلام کے واسطہ کے بغیر کسی طرح سے اللہ تعالیٰ سے بات کر سکتی ہے۔ اس نے نبی علیہ السلام کو عبادات کی قبولیت کا واسطہ بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ اور واسطہ بنایا ہے اس لئے صحیح العقیدہ مومن وہی ہے کہ جو عبادت کو عبادت سمجھ کر نہیں بلکہ ادائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر کرتا ہے۔ اور جو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزار ہے خالی ہے خواہ نمازیں پڑھ پڑھ کر اس کے ماتھے پر ایک بڑا داغ ہی کیوں نہ بن جائے وہ ظاہری طور سے اتنا پرہیزگار اور متقی ہی کیوں نہ ہو اس کی عبادت سب رایگاں جائیں گی کہ اس نے عبادت کو سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر اختیار نہیں کیا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے مقبولوں کا صدقہ اپنے پیاروں کا صدقہ ہم سب پر رحم و کرم فرمائے اور ہمیں اپنی زندگی میں نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کی اداؤں اور سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ابھی ہمارے درمیان ایک دوست تشریف فرما ہیں یہ بتا رہے ہیں کہ ان کے والد گرامی کو فوت ہوئے چھ سات ماہ ہو گئے تھے اور دفن کر دئے گئے تھے چھ سات ماہ بعد کسی وجہ سے ان کی قبر کشتائی کی ضرورت پڑ گئی۔ جب قبر کھولی گئی تو ان کی میت ایسے ہی تروتازہ نکلی کہ جیسے ابھی ابھی لحد میں اتارے گئے ہوں۔ اور بہت سے لوگوں نے ان کی زیارت کی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ صرف ایمان والے کو یہ ملتا ہے۔ یہ قبر کسی دولت والے کا حیا نہیں کرتی کسی کے حسن کا حیا نہیں کرتی۔ یہ بھی حیا نہیں کرتی کہ اس کا قد کتنا ہے اس کی صحت کیسی ہے یہ بھی حیا نہیں کرتی کہ یہ کون سے عہدہ پر فائز تھا۔ یہ کسی کی اولاد کی تعداد کا بھی حیا نہیں کرتی۔ اس کی عمر کا بھی حیا نہیں کرتی اس کے ماتھے پر بچے ہوئے محراب کا بھی حیا نہیں کرتی۔ قبر اگر حیا کرتی ہے تو غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حیا کرتی ہے یہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اداؤں سے پیار کرنے والے کا حیا کرتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ہماری دنیا بہتر بنائی ہے اسی طرح ہماری عاقبت بھی بہتر بنائے۔ ایمان اور اسلام کی سلامتی نصیب عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

خطاب علامہ محمد احسان الحق صاحب

برہانش میاں مقبول احمد منصور آباد

4-07-2011



## اَنَا لَهَا ، الطالِح لِي

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَافِيَةِ إِلَهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ اللَّهُ

وَمَا كُنْتُ بِصَلَاةٍ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا

تَسْلِيمًا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْآلِ

وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا صَبِيحَ الْبُكْرِ يَا صَبِيحَ الْبُكْرِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

ربخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے

آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے

ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں

اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے

در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے

ہو آپ کا بلاوہ تو برات بنتی ہے

معزز حاضرین! آپ اپنی اپنی ایک دعائیں۔ مختار تیری کیا دعا ہے۔ کسی کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے تیری کیا دعا ہے۔ جی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو

جائے۔ کسی اور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ کی کیا دعا ہے۔ جی میری دعا ہے کہ

کتے دیکھن تو پہلاں مرنہ جاواں یا رسول اللہ۔ آپ میں سے ہر کوئی دعا کرتا ہے اپنی



اپنی طلب کے مطابق دعائیں مانگتے ہیں۔ ہم اپنی ضروریات زندگی کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار چاہتے ہیں۔ ہم خاتمہ بالخیر چاہتے ہیں۔ ہم عزت و توقیر چاہتے ہیں۔ ہم علم اور ڈگری چاہتے ہیں۔ ملازمت اور مال و دولت چاہتے ہیں۔ لیکن میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف ایک چیز کی ضرورت ہے اور وہ ہے تیری میری بخشش۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری بخشش کے علاوہ کبھی کوئی چیز نہیں مانگی۔ فرمایا اَنفِشْ اَلْاَبَیْ تَهْمَارِ شَفَاعَتِ کے لئے ہوں۔ یہ حشر کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلان فرمائیں گے جب کہ تمام لوگ سارے انبیاء علیہم السلام کے در سے دھکے کھا کر آئیں گے۔ کوئی بھی نبی علیہ السلام شفاعت نہیں کرے گا۔ سب جواب دیدیں گے۔ اَتَّبِعُوا لِيَ غَيْرِ عِلْمِ عِلْمِ عِلْمِ عِلْمِ عِلْمِ عِلْمِ اور کے پاس چلے جاؤ۔ آخر تمام لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہو کر جھولی پھیلا لیں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ اَنفِشْ اَلْاَبَیْ تَهْمَارِ شَفَاعَتِ کے لئے ہوں۔ ہماری ضروریات اور قسم کی ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا ہی کچھ اور ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو آئے ہی گنہگاروں کے لئے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نیک تو میرے لئے ہیں اور میں گنہگاروں کے لئے ہوں۔ کیا ہم نے کبھی ایسی بات کی ہے ہم کو موقع ملے تو ہم کہیں گے کہ نیک میرے ہیں۔ اچھے اور چنگے میرے ہیں۔ ہم گنہگار کو اپنے پاس بھی نہیں پھٹکنے دیتے۔ لیکن میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ہے جو ہے ہی گنہگاروں کے لئے فرمایا اَلْاَبَیْ تَهْمَارِ شَفَاعَتِ کے لئے ہیں۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ نیک میرے

لئے ہیں اور میں گنہگاروں کے لئے ہوں۔ کئی مواقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا اظہار فرمایا ہے کہ جو میں عرض کر رہا ہوں کہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** تو بتاؤ یہ تمہارے لئے ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی کیا دعا فرمائی۔ ولادت با سعادت ہوتے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں پڑ گئے۔ جو حواریں اور بیبیاں وہاں موجود تھیں انہوں نے سنا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرض کر رہے ہیں **رَبِّ بَارِكْ لَنَا فِي مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَفِي آلِهِ وَمَنْ جَعَلَ مُحَمَّدًا عَبْدًا وَفِي آلِهِ وَمَنْ جَعَلَ مُحَمَّدًا عَبْدًا وَفِي آلِهِ** میں لے جاؤں گا۔ آپ اُمّتی بن جائیں اور ابھی سے ہی بخشش کا پروانہ لے لیں۔ اُمّتی کے کیا معنی ہوتے ہیں۔ اُمّتی کے معنی غلام ہوتے ہیں۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بن جاؤ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابھی سے ہی بخشش لے لو۔ یہ **رَبِّ بَارِكْ لَنَا فِي مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَفِي آلِهِ وَمَنْ جَعَلَ مُحَمَّدًا عَبْدًا وَفِي آلِهِ** کوئی ادھار نہیں ہے بس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بننا تیرا کام ہے۔ آپ ہر لحاظ سے ان کے غلام بن جاؤ۔ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمائیں اسے مانتے جاؤ۔ یہ غلامی ہے۔ ایک تو صرف زبان سے ہی غلامی کا اقرار کرنا ہے اور ایک عمل سے بھی غلامی کا اظہار کرنا ہوتا ہے۔ غلامی میں آؤ۔ برابری میں نہ آؤ کہ میں ان جیسا ہوں۔ وہ بھی بشر تھے میں بھی بشر ہوں۔ یوں نہ کہو۔ ہم غلام ہیں۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کے بھی نبی ہیں۔ جن کا خدا ہے ان کا نبی میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

جیسے خدا سب کا ایک ہے ویسے ہی

اِنْ كَا، اُنْ كَا، تمہارا، ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

آپ غلامی کر لیتو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بخشش کی نوید سنائیں گے۔ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج کے لئے تشریف لے جانے لگے تو سواری کے لئے براق پیش کیا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے براق پر سوار ہونے سے انکار کر دیا۔ فرمایا کہ میں براق پر سوار نہیں ہوں گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام اور دوسرے فرشتے گھبرا گئے کہ شاید ان سے کوئی غلطی ہو گئی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اگر کوئی غلطی ہو گئی ہے۔ کوئی خامی کوئی کمی رہ گئی ہے ہم پر وٹول نہیں دے سکتے تو ہمیں معاف فرمادیں اور براق پر سوار ہو جائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری تیاری میں کوئی غلطی کوئی کوتاہی نہیں ہے۔ میرا اپنا ہی ایک سوال ہے آپ اللہ تعالیٰ سے میرے سوال کا جواب لے کر آئیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوال ارشاد فرمائیں۔ فرمایا کہ میں تو آج براق پر سوار ہو کر بارگاہ عالیہ میں جا رہا ہوں۔ حشر کے روز میرے امتی اپنے سروں پر گناہوں کا بوجھ اٹھائے پل صراط سے کیسے گزریں گے۔ مجھے اس کا جواب لا کر دیں۔ ہمیں اگر صدر پاکستان سے ملاقات کا موقع مل جائے تو ہم اپنے علاوہ کسی دوسرے کے متعلق کچھ بھی نہیں سوچیں گے۔ صرف اپنا ہی مقصد اور مطلب سامنے رکھیں گے۔ اپنی غرض ہی پوری کریں گے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کوئی فکر نہیں ہے۔ اگر فکر ہے تو اپنی امت کی فکر ہے۔ ہم اپنے گناہوں کا بوجھ سر پر اٹھائے ہوئے ہوں گے تو پل صراط سے کیسے گزریں گے۔ جب اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم



براق پر سوار ہو کر آجائیں میں قیامت کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر امتی کو براق دے دوں گا۔ جو اسے پس صراط سے پار کرادے گا۔ حضرات آپ کے لئے براق تیار ہے لہذا تم بھی اس پر سوار ہونے کے اہل اپنے آپ کو بنالو۔ براق تیار ہے تو پھر تو بھی سواری کے لئے تیار ہو جا۔ اپنے گلے میں غلامی کا پٹہ پہن لو۔ محبت رسول کا پٹہ گلے میں ڈال لو۔ اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس احسان کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم نماز کیوں پڑھتے ہیں تو آپ کہیں گے کہ یہ فرض ہے۔ کبھی اس نیت سے بھی نماز پڑھ لو کہ یا اللہ جس نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ولادت با سعادت ہوتے ہی سجدہ میں سر رکھ کر میری بخشش کرادی ہے میں اس کا شکر ادا کرنے کے لئے نماز پڑھتا ہوں۔ اس شکرانے میں نماز پڑھتا ہوں۔ نماز معاوضے میں نہ پڑھو بلکہ شکرانے میں پڑھو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور رضا کے لئے پڑھو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ عالیہ میں پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب میں پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے آئے ہیں، بہت دور سے آئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مانگ لیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ حشر میں بھی یہی بات ہوگی کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ جو بات چیت وہاں ہوگی جو Dialogue ڈائیلاگ جو سوال جواب وہاں ہوں گے وہ یوں کہ

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ

الصَّالِحِينَ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تجھ پر سلامتی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہم سب پر سلامتی یعنی میری ساری امت پر

سلامتی ہو۔ فرمایا کہ مجھ اکیلے پر نہیں بلکہ مجھ پر اور میری ساری اُمت پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی سلامتی ہو۔ یا اللہ میری میرے غلاموں کے ساتھ سلامتی ہو۔ جب آپ ﷺ آپ نہ تھے تو یہ خیال رہے کہ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے مانگ رہے ہیں کہ یا اللہ صرف مجھ اکیلے پر ہی سلامتی نہیں بلکہ میرے ساتھ میرے غلاموں پر بھی سلامتی ہو۔ کیا ہم بھی یہ دعا یاد رکھتے ہیں ہم تو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی حاضر ہو کر یہ دعا یاد نہیں رکھتے۔ آپ میں سے کتنے ہیں کہ جنہوں نے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کا شرف حاصل کیا ہے اور کتنے ہیں کہ جنہوں نے وہاں یہ دعا مانگی ہے اور یاد رکھی ہے۔ معراج کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب کچھ مانگ لیں۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی عرض کیا کہ یا اللہ میری اُمت کو بخش دے۔ پھر بھی فرمایا کہ کچھ اور بھی مانگ لے۔ عرض کیا کہ یا اللہ میری اُمت کو بخش دے۔ ستر ہزار بار اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ مانگ لو تو ہر دفعہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی عرض کیا کہ یا اللہ میری اُمت کو بخش دے ابھی نعت شریف پڑھی گئی۔

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے

چمن و چٹاں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

یہ دونوں جہاں تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بنے ہیں۔ پھر حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کس لئے بنے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری میری

بخشش کے لئے بنے ہیں۔ خود مایاंना لہا اور فرمایا اللہ علیہ



دین میں زبان تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے  
ہم آئے یہاں تمہارے لئے انھیں بھی وہاں تمہارے لئے  
ہمارے منہ میں زبان بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت و ثناء کرنے کے لئے ہی  
ہے۔ ہمارے بدن میں بھی جان ان کے لئے ہی ہے۔ ہمارا یہاں آنا اور پھر قیامت  
کو اٹھنا اور درمیانی زندگی سب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہی ہے۔ ہماری  
ہر چیز ان کے لئے ہے پھر وہ کس لئے ہیں۔ وہ تیری میری بخشش کے لئے ہیں۔  
برامری میں نہ رہو۔ انکار میں بھی نہ رہو۔ برامری کفر ہے۔ گناہ کرنے سے بندہ بے  
ایمان نہیں ہوتا۔ نماز نہ پڑھی گنہگار ہے لیکن بے ایمان نہیں ہے۔ برامری سے بندہ  
بے ایمان ہو جاتا ہے۔ یہ کہنا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے جیسے ہیں یا یہ کہ  
میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہوں۔ وہ بھی بشر ہیں میں بھی بشر ہوں وہ روٹی  
کھاتے ہیں میں بھی روٹی کھاتا ہوں۔ وہ بھی کسی کی اولاد ہیں میں بھی کسی کی اولاد  
ہوں۔ ان کی ازواج مطہرات ہیں ان کی اولاد بھی ہے۔ میری بھی شادی ہوئی ہے  
میری بھی اولاد ہے۔ ہر چیز میں مماثلت قائم کرتے ہیں یہ کفر ہے۔ میرے نبی پاک  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گنہگاری قبول ہے لیکن بے ادبی اور گستاخی برداشت نہیں ہے۔  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برداشت ہے اور نہ ہی  
اللہ تعالیٰ یہ برداشت کرتے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی کمی نہیں ہوتی ہے۔ لفظ  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی کوئی کمی نہیں ہے۔ پھر جب کوئی یہ کہے کہ وہ نور نہیں ہیں تو  
پھر اس نے کی تو کردی۔ اگر کہے کہ حاضر ناظر نہیں ہیں تو ایک کی اور بھی نکل آئی۔  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں رکھتے تو ایک کی اور آگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری

نبی نہیں ہیں تو ایک کی اور ہو گئی پھر تو نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم مانا ہی نہیں ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہی وہ ہے کہ جس میں تمام خوبیاں موجود ہوں اور ان کے علاوہ اور کسی کے پاس کوئی خوبی نہ ہو۔ جو کچھ بھی کسی کے پاس ہے وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے ہو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنتا ہے۔ اس لئے پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ایس صورت نوں میں جان آکھاں  
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں  
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں  
جس شان تھیں بنیاں سب شاناں

قاری صاحب نے نعت پڑھی تو کس کے کرم سے پڑھی ہے۔ گڈو نے نعت پڑھی تو کس کے کرم سے پڑھی ہے۔ آپ تمام حضرات تشریف لائے تو کس کے کرم سے آئے کیا آپ خود آ گئے ہیں۔ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں اس لئے اٹھتے بیٹھتے یہ شعر ضرور پڑھا کرو۔

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

تیرا جو بھی عمل ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور میرے نور کے پرتو سے پوری مخلوق ہے۔ اس میں بندے بھی ہیں اور بندوں کے اعمال بھی ہیں۔ جو تیرا عمل ہے، جو تیرا فعل ہے، جو تیری شخصیت ہے وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ

و سلم کے نور سے ہے۔

اصالت کل، سیادت کل، امامت کل، امارت کل  
حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

اصالت Personality کو کہتے ہیں، تیری شخصیت میں جو کچھ ہے اسے اصالت کہتے ہیں۔ سیادت Leadership کو کہتے ہیں۔ راہنما، سردار ہونا بھی میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے ہے، امامت کل، امام بننا اور امارت کل امیر ہونا۔ حکومت کل تمام قسم کے اختیارات کا مالک ہونا اور ولایت کل یہ سب کچھ تو میری نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہے۔ اب تم نے جو کچھ بھی لینا ہے وہیں سے ہی لینا ہے۔ حضرت جاتی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے۔

وَصَلَّىٰ اللّٰہُ کَثْرَتًا مِّنْہَا فِیْہَا

زمیں از حب او ساکن فلک در عشق او شیدا

اے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام کہ ہر نور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا ہوا ہے۔ ہر موجود بندہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا ہوا ہے۔ ہر آنکھ میں جو دیکھنے کی طاقت ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک سے پیدا ہوئی ہے۔ یہ حضرت عبدالرحمن جاتی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ میں نے یہ کیا میں نے وہ کیا۔ ہم قائل خود بنتے ہیں۔ قائل نہ بنو۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں نوازا ہے اس نے تمہیں محفل میں بھیج دیا ہے۔ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہاں دنیا میں تو ہر کوئی میں میں کرتا پھرتا ہے۔ میں نے یہ کر دیا ہے۔

میں نے وہ کر دیا ہے۔ حشر والے دن کچھ بھی نہیں کر سکو گے۔ سب کو پینہ آ جائے گا۔ کسی کو ٹخنوں تک کسی کو گھٹنوں تک، کسی کو کمر تک اور کوئی اپنے ہی پینہ میں ڈوبے ہوں گے اور یہ پینہ اتنا گرم ہوگا کہ اس میں بندے کا گوشت گل سڑ جائے گا اور پینہ اتنا زیادہ ہوگا کہ اگر اس میں کشتی چلانا چاہو تو چل سکے گی اور جہاز چلانا چاہو تو وہ بھی چل سکیں گے۔ پھر ہر ایک کو خیال آئے گا جو آج انکاری ہیں اس روز وہ بھی تلاش کریں گے۔ فرعون اور ہامان وغیرہ بھی کرے گا۔ نمرود بھی کرے گا۔ کافر بھی کرے گا۔ ابو جہل اور ابولہب بھی کرے گا۔ اہل حدیث وہابی بھی کریں گے۔ دیوبندی بھی کریں گے جو آج انکاری ہیں۔ کیا کریں گے، سفارشی کی تلاش کریں گے کہ آج کوئی شفاعت کرنے والا ڈھونڈو۔ آج کہتے ہیں کہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے مانگو صرف وہی دینے والا ہے۔ اس روز اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف منہ نہیں کریں گے۔ اس روز اللہ تعالیٰ اسمِ قَدُّوسَ کہتا تھا جلوہ افروز ہوگا۔ سب سفارشی کو ڈھونڈیں گے۔ سب کہیں گے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہمارے جد امجد ہیں، ہمارے دادا جان ہیں۔ ہم ان کی اولاد ہیں ان کے پاس چلتے ہیں۔ سب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہنچیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ ابوالبشر ہیں ہم سب آپ کی اولاد ہیں۔ آپ آج ہماری شفاعت فرمائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں تو اس کام کے لئے بنا ہی نہیں ہوں۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم میری اولاد ہو لیکن آج میری یہ حیثیت نہیں ہے کہ تمہاری شفاعت کروں۔ اِذْ هَبْنَا لَكَ غَيْرَكَ میرے

علاوہ کسی دوسرے کے پاس جاؤ۔ تمام مخلوق حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر



ہوگی۔ عرض کریں گے کہ آپ آدم ثانی ہیں آپ کی بڑی شان ہے۔ ہماری شفاعت فرمائیں، وہ بھی انکار کریں گے اور فرمائیں گے کہ **اِذْهَبْ وَآلِکَ غَیْرَکَ** میرے علاوہ کسی دوسرے کے پاس چلے جاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام کے در سے ہوتے ہوئے دھکے کھاتے ہوئے آخر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے در پر حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ روح اللہ ہیں۔ آپ **کَلِمَةُ اللَّهِ** ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو باپ کے بغیر پیدا فرمایا ہے۔ آپ مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ آپ مادرزاد اندھوں کو بینائی عطا کر دیتے تھے۔ کوڑھی کو شفا یاب کرتے تھے۔ آج ہماری شفاعت فرمائیں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ میری تمام صفات بجا ہیں لیکن میں شفاعت نہیں کر سکتا۔ البتہ مجھے علم ہے کہ آج کون شفاعت کر سکتا ہے اور وہ ہیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ قیامت کے روز دھکے کھانا ضروری نہیں ہیں۔ آج ہی مان جاؤ، آج ہی ان کے دامن میں آ جاؤ، آج ان کی شفاعت کا اقرار کرلو۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آج شفیع مانو۔ آج ان کی شفاعت کا اقرار کرلو۔ تمام مخلوق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہو جائے گی۔ جھولیاں پھیلا لیں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ **اِنَّ عَلَیَّ بَیِّنَاتٍ** تمہارے لئے ہوں۔ کائنات کی ہر چیز نبی پاک صلی اللہ



علیہ وسلم کے لئے ہے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم گنہگاروں کے لئے ہیں۔  
حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حشر کے روز حضور نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کی شفاعت اور رحمت سے بخشش ہوگی۔ یہ رحمت کس کو زیادہ ملے گی جس کو  
رحمت کی شفاعت کی زیادہ ضرورت ہوگی۔ وہ فرماتے ہیں کہ گنہگار قیامت کے  
روز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ رحمت حاصل کر لے گا۔ کیا اس سے بھی  
زیادہ کوئی کرم ہو سکتا ہے۔

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو

جس کو ہے میری لاج وہ لُج پال بڑا ہے

بخشش نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ کرم سے ہوگی۔ آپ بتائیں کہ یہ ہماری آج  
کی محفل کیسی ہے۔ بڑی ہے چھوٹی ہے، یہ کس معیار کی ہے۔ اس سے ہمیں کیا حاصل  
ہوا ہے۔ نعت شریف وہ پڑھی گئی ہیں جو سو سال پرانی ہیں۔ ادیب فوت بھی ہو چکا  
ہے۔ اس کی لکھی ہوئی نعت آج بھی پڑھی گئی ہے۔ وہی پرانی نعت شریف، وہی پرانی  
باتیں جو بار بار روہرائی جاتی ہیں لیکن کرم دیکھیں کہ نعت شریف پڑھنے سے جنت چل  
کر یہاں آ گئی ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جہاں میرا ذکر ہوتا  
ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ اس میں کوئی ادھار بھی نہیں ہوتا۔ رانا  
صاحب آپ نے آج کیا لنگر پکایا ہے۔ آپ ہمیں کیا کھلائیں گے۔ سرکارِ دال روٹی  
ہے اور ساتھ میں کھیر ہے۔ انہوں نے جو ہمیں بلایا ہے وہ مجازی ہے۔ اصل تو ہمیں  
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا ہے۔ مجازی طور سے بلانے والا ہمیں دال روٹی  
اور کھیر دے گا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دراصل تو بلایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا عطا کریں گے۔ فرمایا کہ میں تمہیں جنت عطا کروں گا، کیا یہ جنت ہمیں فوری طور سے نہیں مل رہی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ جنت نہیں دے سکتے جنت کے لئے تو کئی مراحل طے کرنا ہوں گے۔ پہلے موت آئے گی پھر قبر کا امتحان ہوگا۔ پھر صراط سے گزرنا ہوگا۔ میزان پر اعمال کا تول ہوگا۔ پھر پتہ چلے گا کہ جنت میں جاتا ہے کہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ جس کا حساب کتاب کھل گیا وہ مارا گیا۔ وہ ہلاک ہو گیا۔ یہ حدیث شریف ہے کہ جس کا بھی حساب کھل گیا وہ ہلاک ہو گیا، وہ قتل ہو گیا، پاس صرف وہی ہوگا جس پر میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ کرم ہوگی اور جس کو شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عطا ہوگی۔ آپ نے محفل سجائی ہے تو آپ سب کے لئے تو بخشش اور جنت یہیں آگئی ہے۔ میں نے علماء سے بہت پوچھا ہے کہ یہ جو جنت ہمیں ملتی ہے یہ کچی ہے، عارضی ہے یا کہ کچی ہے، مستقل ہے۔ کیوں جی کیا اس پر Audit objection ہو سکتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ جنت عطا کرتا ہے تو یہ کچی ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کچی جنت دیتا ہی نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ مستقل طور سے دیتا ہے۔ وہ جنت ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے Sub-Standard ذکر پر عطا فرما دی ہے۔ ہم جو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق نہیں ہے۔ اچھا سے اچھا ذکر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق نہیں۔

مَا اِنْ مَلَأْتَ مَحْمَدٍ بِمَقَالَتِي

وَلَكِنْ مَلَأْتَ مَقَالَتِي بِمَحْمَدٍ

کوئی بندہ اپنی زبان سے، اپنے کلام سے، اپنے اشعار سے، اپنی تقریر سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف نہیں کر سکتا البتہ ان کے نام لے لے کر اپنی قسمت کو سنوار لیتا ہے۔ یہی کچھ ہم بھی کر رہے ہیں اپنی قسمت کو سنوار رہے ہیں۔ پرانی نعتیں، پرانی باتیں لیکن نیا انعام۔ ہر پرانی نعت پر نیا انعام مل رہا ہے۔ کیا یہ ان کے کرم کی بات نہیں ہے۔

بازار مصطفیٰ وہ بازار ہے کہ جس میں

کھرے دام کھوٹا سکھ سرعام چل رہا ہے

کھوٹا سکھ بھی سرعام چلا دیں تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہے۔ اگرچہ گلاب بھی ہے لیکن وہ اتنے کریم ہیں کہ پھر بھی قبول کر رہے ہیں۔ تلفظ بھی غلط ادا نیکی بھی غلط ہے لیکن پھر بھی قبول فرما لیتے ہیں۔ نعت میں سے اگر کچھ بھول بھی جائے تو پھر بھی قبول فرما لیتے ہیں اور بسا اوقات ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ خود ہی لقمہ بھی عطا کر کے نعت کی درستگی فرما دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری کثوت کو نہیں دیکھتے بلکہ اپنے کرم کو دیکھتے ہیں۔ وہ ہمارے اعمال، افعال کو نہیں دیکھتے بلکہ وہ اپنی رحمت کو دیکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت بہت وسیع ہے۔ حدیث قدسی ہے، فرمایا کہ میرے غضب پر میری رحمت چھائی ہوئی ہے اور وہ رحمت کیا ہے وہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے لوگو جب تم گناہ کر لو تو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جاؤ اور وہاں جا کر مجھ سے معافی مانگو۔ یا اللہ کیا اس طرح سے معافی مل جائے گی۔ فرمایا کہ نہیں ابھی نہیں۔ نہ تو ذر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جانے سے اور نہ ہی وہاں معافی

مانگنے سے بخشش ہوئی ہے۔ یا اللہ پھر یہ بخشش کب ہوگی۔ فرمایا کہ جب میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری شفاعت کرے گا تو میں اسی لمحہ ہی تمہیں بخش دوں گا۔ جب تیرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری شفاعت کرے گا پھر میں نے نہ تو تمہیں دیکھنا ہے اور نہ ہی تیرے گناہوں کو دیکھنا ہے، میں نے تو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سفارش کو دیکھنا ہے۔ اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ گناہوں میں جو کچھ بھی چاہو شامل کر لو۔ ان کی معافی اور بخشش میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ کرم سے ہو جائے گی۔

سر حشر بخشش تیرے امرو کی طرف دیکھ رہی ہے

محسن بھی وہاں اشک بار کھڑا ہے

آج بھی دیکھ رہی ہے۔ جب ہم عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں معافی دیدے تو اللہ تعالیٰ ہماری طرف نہیں دیکھتے، وہ ہماری عرض کو سنتے ہی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو دیکھتے ہیں کہ اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا چاہتے ہیں اور کیا اشارہ فرماتے ہیں اگر وہ شفاعت فرمادیں تو بخشش اور اگر وہ شفاعت نہ فرمائیں تو پھر بخشش اور معافی بھی نہیں ہے۔ بخشش ہر اس کی ہو جاتی ہے جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہوتا ہے۔ دل سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی مان جاؤ اور اللہ تعالیٰ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ سب کچھ ان کے لئے اور وہ ہمارے لئے ہیں۔ کیا اس سے بھی بڑا کوئی سرمایہ ہوگا۔ تمہیں کیا مل جائے کہ خوش ہو جاؤ۔ دولت مل جائے تو امیر ہو جائے لیکن اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمہیں مل جائیں تو پھر کیا رہے گا۔

فضل رب العلی اور کیا چاہیے



مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے

پھر مانگنے والی اگر کوئی چیز ہے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی مانگیں۔ پھر جنت کیوں مانگتے ہو۔ خاتمہ بالخیر کیوں مانگتے ہو، قبر روشن اور کشادہ کیوں مانگتے ہو۔ اگر تو یہ دعا کرے کہ یا اللہ مجھے جنت عطا کر دے اور اللہ تعالیٰ یہ پوچھیں کہ تو جنت کا طلب گار ہے تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طلب گار کیوں نہیں ہے۔ پھر کیا جواب دیں گے یہ Audit Objection ہے کہ تو جنت مانگ رہا ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیوں نہیں مانگا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جنت کو ترجیح دینے کے لئے پکڑ ہو جائے گی۔ اس لئے تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد سینوں میں سب سے بڑی ہستی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کچھ مانگ لو، انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھیں ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو اور مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آپ بھی مانگ لیں۔ وہ دیدیں نہ دیدیں ان کی مرضی اور آپ کی قسمت۔ پھر ہماری درخواست تو رہ گئی۔ آپ مانگیں تو دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مانگیں۔ کتے دیکھن توں پہلاں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت ہے یا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ قرآن مجید فرما رہا ہے کہ مومن کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حافظ قرآن بھی ہیں اور مفسر قرآن بھی



ہیں۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی علوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھر دیئے ہیں۔ اب جو بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بات کریں گے وہ ان علوم کی روشنی میں کریں گے۔ آپ نے برملا بلا سوچ و پچار فرمایا کہ مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ محبت ہے۔ پوچھا کہ مومن کو تو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے لیکن آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے شدید محبت مومن کو ہوتی ہے لیکن مومن بننے کے لئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شدید محبت ہونا ضروری ہے۔ اگر تیرے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں ہے پھر تو مومن ہی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ سے کیا محبت ہوگی۔ آپ بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرز اپناؤ۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہستی ہیں کہ جن کے ہم نعرے لگاتے ہیں۔ نعرہ حیدری، بہت اچھا نعرہ ہے۔ مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن یہ یاد رکھو کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنت کا ٹکٹ دینا ہے۔ پوچھا کہ کیا آپ سب کو ٹکٹ دیدیں گے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے جنت کا ٹکٹ صرف اس کو دینا ہے جس کے دل میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت ہوگی۔ آپ نعرہ بکیر اللہ اکبر، نعرہ رسالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا نعرہ حیدری۔ یا علی پر آ جاتے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درمیان سے حذف کر جاتے ہیں جب آپ ان

کے نعرے ہی نہیں لگاتے تو پھر آپ کو ان ہستیوں سے محبت بھی نہیں۔ ہم نعرہ کوئی اور لگاتے ہیں اور محبت کسی اور سے جلاتے ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کس کا نعرہ مارے گی۔ بھٹو یا بے نظیر کا ہی نعرہ لگائے گی۔ مسلم لیگ ن گروپ کس کا نعرہ مارے گی۔ صرف نواز شریف یا شہباز شریف کا ہی نعرہ ماریں گے۔ کیا پیپلز پارٹی نواز شریف زندہ باد کا نعرہ لگائے گی نہیں لگائے گی۔ کیا مسلم لیگ کبھی بے نظیر زندہ باد کہے گی نہیں کہے گی۔ ہر کوئی اپنے ہی لیڈر کا نعرہ لگاتا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کر لو اس سے جنت کا ٹکٹ ملے گا۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام بن جاؤ اس سے جنت کا ٹکٹ ملے گا۔ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کر لو۔ اگر آپ کو ان تینوں سے محبت ہے تو پھر آپ ان کے نعرے کیوں نہیں مارتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی محافل کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر سے سجایا کرو۔ اور خاص طور سے حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر سے سجایا کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش دیکھو کہ کیا ہے فرمایا کہ کاش میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے کا ایک بال ہوتا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس کے مرید ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ نے کس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کی ہے۔ پھر آپ اس حقیقت کو کیوں نہیں مانتے ہو۔ نہ تو قادری ہی مانتے ہیں۔ نہ سہروردی مانتے ہیں۔ نہ ہی چشتی مانتے ہیں۔ جب حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے ہیں تو پھر تمہارے شجرہ شریف میں ان کا اسم مبارک کیوں نہیں ہے۔ جب آپ مرید ہوئے ہیں تو شجرہ میں ان کا نام بھی ہونا چاہئے۔ یہ ہماری فکر ہے۔ یہ ہماری سوچ ہے ہم تو اندرونی طور سے بنیادی طور پر شیعہ ہیں۔ ہم حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہت گیت گاتے ہیں ان کے نعرے لگاتے ہیں لیکن جوان سے بلند ہیں کبھی ان کا بھی نام لے لیا کرو۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی بندہ مجھے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل جانے تو میں اسے مغتری کی سزا دوں گا اسے اسی (80) کوڑے ماروں گا۔ وہ شیر خدا ہیں۔ طاقت کا مظہر ہیں وہ اگر ایک کوڑا ہی مار دیں گے تو بندے کی جان نکل جائے گی۔ پھر کہاں یہ کہ وہ اسی (80) کوڑے ماریں گے تو کون بچ سکتا ہے۔ ہم اتنے شیعہ مسلک بن چکے ہیں کہ نعرہ تکبیر، اللہ اکبر، نعرہ رسالت، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد براہ راست حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ نعرہ تکبیر، نعرہ رسالت اور پھر نعرہ حیدری یا علی۔ ”بچتھن پاک کی ریاں کون کرے“۔ ”ایس پتر دیاں ریاں کون کرے“۔ جو درجہ بندی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اس درجہ بندی کو مد نظر رکھنا ہوگا۔ سیدنا ائمہ یہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پھر کسی دوسرے کو یہ لقب کیوں دیتے ہو۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے محترم ہستی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پھر ان کا نام کیوں نہیں لیتے ہو۔ ہماری یہ بد قسمتی ہے کہ ہم نظریاتی طور پر شیعہ ہیں۔ ہماری سوچ فکر صحیح سمت میں نہیں ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ جنت کا مالک کون ہے۔ اس



گھر کے مالک رانا علی محمد صاحب ہیں۔ کیا ان کی اجازت کے بغیر آپ اندر داخل ہو سکتے ہیں۔ میاں محمد فاروق صاحب ان کے بلا تکلف جگری دوست ہیں لیکن یہ بھی رانا صاحب کی اجازت کے بغیر اندر نہیں آ سکتے۔ جنت اور دوزخ کی چابیاں میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی ہوئی ہیں وہ جنت کے مالک ہیں پھر ان سے اگر بغض رکھو گے تو جنت میں کس طرح سے داخل ہو جاؤ گے۔ رانا صاحب کی اجازت کے بغیر ان کے گھر میں داخل ہو گے تو دفعہ 452 کے مجرم قرار پاؤ گے۔ جس کی سزا سات سال قید با مشقت ہے۔ رانا صاحب کے مکان میں اگر زبردستی داخل ہو بھی جاؤ گے تو سات سال کے لیے جیل بند ہو جاؤ گے لیکن جنت میں تو زبردستی بھی داخل نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت ان کی درجہ بندی کے لحاظ سے ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا مقام ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا مقام ہے۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اپنا مقام ہے کوئی دوسرا ان کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن جوان سے بھی بلند مرتبت ہیں ان کا بھی ذکر تو کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی بندے کی عزت کس وجہ سے ہے۔ قرآن ارشاد فرماتا ہے۔ **إِن كَفَرْنَا مِنْكُمْ إِنَّا لَمُخْلَصُونَ** (المختصم: ۱) ”بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔“ سورت ذالیل میں ہے **وَسَيَجْزِيَنَّهَا اللَّهُ أَفْئِلًا** (۱۷) ”اور اس کو آگ سے بہت دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا متقی ہے۔“ یہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے بڑا پرہیزگار ہے۔ پھر حضرت سیدنا صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درجہ بندی میں پیچھے کر کے تم تو اللہ تعالیٰ سے لڑائی لے رہے ہو۔ ان کو درمیان سے ہٹا کر اپنی بد قسمتی کو دعوت دے رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ ہمیں دین کی سمجھ عطا ہو جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہہ دو کہ وہ نماز کی امامت فرمائے تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد ہوں۔ شیر خدا ہوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ قریبی ہوں کزن ہوں۔ چچا زاد بھائی ہوں تو کیا امامت کے لئے میرا حق قانع نہیں ہے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے شہر کا دروازہ ہوں۔ مجھے حکم فرمائیں تو میں امامت کراؤں۔ فرمایا کہ یہ میرا حکم نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس نے میرے ذریعے سے تمہیں دیا ہے۔ یہ حدیث شریف بھی خود شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو سنائی ہے۔ ہم ایسے ہیں کہ ہر چیز کو بھول گئے براہ راست نعرہ حیدری، یا علی پر سارا زور صرف کر دیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیچھے چھوڑا۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھول گئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق تو ہماری عقل سوچ فکر فہم ادراک میں ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ صحیح فہم دین عطا فرمائے۔ بس اتنا ہی کافی ہے کہ ہم غلام بن جائیں تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی گنہگاروں کے لیے ہیں اور حضرت سرکارِ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی گنہگاروں کے لیے ہیں۔ اگر عمل میں نہیں تو کم از کم عقیدے میں ان کے غلام بن جائیں۔ اعمال تو ہم ان جیسے کر ہی نہیں سکتے۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ -



## ہر مشکل کا حل، نعت اور درود شریف

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُوْلِكَ النَّبِيِّ وَالْكَرِيْمَةِ اَللّٰهُ رَبِّ الْمَالِكِيْنَ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اَللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُ

وَمَا كُنْتُ بِمُصَلٍِّ عَلَى النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيَّ وَسَلِّمُوا

تَسْلِيْمًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَصَلِّ عَلَى

وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا صَبِيْبِ اللّٰهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

ربخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے

آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے

ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں

اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے

در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے

ہو آپ کا بلاوہ تو برات بنتی ہے

معزز حاضرین نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

جے خالق نوں راضی کرنا ایں مھلاں کر سرکار دیاں

ہر غم کولوں بچ جاویں گا گلاں کر غمخوار دیاں

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دیاں گلاں کرن وا کی فائدہ اے۔ نعت شریف درود

شریف پڑھنے کا کیا فائدہ ہے کہ نعت پڑھنا اور درود شریف پڑھنا یہ دراصل سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کرنا ہیں۔ ہم سرشام سے شروع ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی باتیں کر رہے ہیں اس کا ہمیں کیا فائدہ ہو رہا ہے۔ ہمارا حساب کتاب کتنا ٹھیک ہو رہا ہے۔ بیلنس شیٹ کیسی بن رہی ہے۔ محمد عظیم کو بلاؤ کہ وہ کہاں ہے۔ جی میں حاضر ہوں آپ آؤ اور بیلنس شیٹ تیار کرو کہ اب تک کیا ہمیں ملا ہے اور ہم نے کتنا نفع کمایا ہے۔ ہر دکان دار ہر شام کو اپنا نفع گنتا ہے۔ ہر کاروباری اپنے کاروبار کے آخر میں اپنا نفع نقصان دیکھتا ہے۔ اپنا شیئر Share اپنا حصہ دیکھتا ہے۔ آؤ ہم بھی اپنی دکان پر آئیں اور دیکھیں کہ ہمیں کیا ملا ہے۔ کیا ہمارا خالق ہمارے عمل سے ہمارے ”کاروبار“ سے راضی ہو گیا ہے۔ کیا ہمارے غم دور ہو گئے ہیں۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے جو ہمیں سبق پڑھایا ہے وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ انسانی زندگی میں تین چار مراحل بڑے نازک اور بڑے مشکل آتے ہیں۔ پہلا تو یہ ہے کہ مرنا بڑا مشکل ہے۔ دوسرا قبر میں جانا اور اور اس کے سوال جواب کا آنا بہت کٹھن مرحلہ ہے۔ پس صراط سے گزرنے کا بہت ہی مشکل ہے۔ میزان پر نیکیاں اور بدیاں اور ان کے تول کا سامنا کرنا بہت مشکل ہے۔ حشر میں بہت افراتفری ہے۔ نفسی نفسی کا مقام ہے۔ یہ مشکل ترین مرحلہ ہے یہ ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ترین ضرور ہے۔ Next to impossible ہے۔ کیا یہ جو کچھ ہم نے نعت خوانی کی ہے یہ ہمیں ان مقامات پر ان مواقع پر ہمیں کوئی فائدہ دے گی۔ آپ نے جو یہ دکانداری کی ہے کیا یہ تمہیں فائدہ دے گی۔ کیا ہم نے جو محفل سجاتی ہے یہ ہمیں کوئی فائدہ دے گی۔ یہ حضرت مفتی امین صاحب دامت

برکاتہ العالیہ کی تعلیم ہے وہ صرف آپ کے یا میرے مفتی نہیں ہیں۔ صرف فیصل آباد کے مفتی نہیں ہیں۔ صرف پاکستان کے ہی مفتی نہیں ہیں بلکہ وہ پورے عالم اسلام کے مفتی عصر ہیں۔ وہ کوئی چھوٹی ہستی نہیں ہیں وہ چونکہ ہمارے شہر کے رہائشی ہیں تو گھر کی مرغی دال برادر والا حال ہے۔ دوسری طرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے لوگو اگر تم اپنا ایمان بچانا چاہتے ہو تو مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی تصنیف کی ہوئی کتب پڑھا کرو ان کتب کو اپنے مطالعہ میں رکھو۔ آپ اتنی بڑی ہستی ہیں۔ ان کی تعلیم یہ ہے کہ جب آدمی کے کو سال کا وقت آتا ہے۔ جان کنی کا مرحلہ آتا ہے تو اس کی جان اس طرح نکلتی ہے کہ جیسے ایک باریک ٹمل کا کپڑا بیری کے ٹھن پر رکھ کر اسے کھینچا جائے تو کاتھوں کی وجہ سے وہ کپڑا تار تار ہو جاتا ہے اس کے پلے میں کچھ نہیں بچتا ہے۔ لیکن جس نے نعت شریف اور درود شریف پڑھا ہوا ہے اس کی جان اس طرح سے نکلتی ہے کہ جیسے پھول میں سے خوشبو نکل رہی ہوتی ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی جان بھی پھول کی خوشبو کی طرح نکل جائے تو پھر غنوار کی باتیں کیا کرو۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھو درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھو۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سن لو۔ حاجی رشید صاحب پڑھا کرتے ہیں۔۔۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے

نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گی

فوت ہو جانے کے بعد بندہ پھر قبر میں جاتا ہے جو قبر کی دیواریں اس مردے کو اس طرح سے دبا دیتی ہیں کہ اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف اور دوسری طرف والی پسلیاں پہلی جانب آ جاتی ہیں۔ قبر جہنم کا گڑھا ہے۔ جہنم کی آگ کی تپش قبر

میں آ جاتی ہے۔ لیکن جس نے نعت نبی پڑھی اور درود شریف پڑھا ہو گا اس کے لئے اس مشکل وقت ایک نہایت نورانی شکل و صورت والی ہستی قبر میں آ جائے گی۔ وہ نکیرین سے کہے گا کہ تم پیچھے ہٹ جاؤ اور قبر کی دیواروں کو بھی حکم دے گا کہ پیچھے ہٹ کر جگہ کشادہ کر دو۔ اے نکیرین تم اس میت سے کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ وہ تم مجھ سے پوچھو میں تمہارے سوالوں کا جواب دیتا ہوں۔ نکیرین کے سوالوں کا جواب دے کر وہ ہستی اس میت کو پاس کر دے گی۔ میت قبر کے امتحان میں کامیاب ہو جائے گی۔ اس کی قبر کو جنت کا باغ بنا دیا جائے گا۔ خطرہ ٹل جائے گا۔ نکیرین واپس چلے جائیں گے۔ وہ ہستی بھی جانے کو ہوگی تو وہ میت اس کا دامن پکڑ لے گی اور عرض کرے گی کہ حضرت صاحب آپ کون ہیں۔ آپ نے میری مشکل حل فرمائی ہے۔ وہ کہے گی کہ میں تیری پڑھی ہوئی نعت شریف اور درود شریف ہوں۔ آج اللہ تعالیٰ نے انسانی شکل میں مجھے تیری مشکل حل کرنے کے لئے یہاں بھیج دیا ہے۔ دکانداری بہت اچھی چیز ہے۔ حلال کی کمائی بھی عبادت ہے۔ پتہ نہیں کہ یہ وہاں کام آئے گی کہ نہیں آئے گی۔ اس کا حساب کتاب تو دینا پڑے گا لیکن جو نعت شریف پڑھی سنی درود شریف پڑھا اس کا ثواب اس کا اجر لینا پڑے گا۔ کاروبار کا حساب کتاب دینا پڑے گا لیکن نعت شریف اور درود شریف کا حساب لینا ہے۔ اگر اپنی قبر کا کوئی ساتھی بنانا چاہتے ہو تو نعت نبی اور درود شریف کو ساتھی بنا لو۔ نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرو۔ اگر نہیں تو کم از کم اس کو سنا کرو اور جتنا درود شریف پڑھ سکو وہ پڑھا کرو۔ یہ تمہاری قبر میں تمہارے ساتھی ہوں گے۔ قبر کے بعد پھر حشر ہے جو مشکل ترین وقت ہے۔ یہ چاند۔ سورج



ستارے اور تمام دنیاوی روشنیاں ختم کر دی جائیں گی۔ ہر سوائدھیرا ہی اندھیرا، کھڈے، دھکے ہی ہوں گے۔ راستہ نہیں ملے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور مفتی امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے بھی اس کو نقل فرمایا ہے کہ حشر میں روشنی تیرے درود شریف کی وجہ سے ہوگی۔ صرف ایک درود شریف کی اتنی روشنی ہوگی کہ اگر وہ تمام مخلوق کو بھی تقسیم کر دی جائے تو وہ سب کے لئے کافی ہوگی۔ اگر حشر میں اندھیرے سے بچنا چاہتے ہو۔ کھڈے اور دھکے سے بچنا چاہتے ہو تو درود شریف کی روشنی ساتھ لے جائیں۔ اگر وہاں راستہ کی تلاش کرنی ہے تو نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے جاؤ۔ درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ لے جاؤ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گلاں ساتھ لے جاؤ۔ پھر اس کے بعد میزان پر جاؤ گے۔ جہاں اعمال تو لے جائیں گے۔ کہا جائے گا کہ اپنی نیکیاں لے آؤ۔ بدیاں بھی لے آؤ ان کو میزان کے پلڑوں میں رکھ دو۔ اگر بدیاں بھاری ہو گئیں تو بیڑا غرق ہو جائے گا۔ پھنس جاؤ گے۔ پکڑے جاؤ گے۔ اگر نیکیاں وزنی ہو جائیں گی تو بچ جاؤ گے۔ ایک آدمی ایسا ہوگا کہ اس کی بدیاں وزنی ہوں گی اس کے لئے حکم ہو جائے گا کہ اس کو بیڑیاں پہنا دو۔ تھکڑیاں لگا دو اور اسے گھسیٹتے ہوئے جہنم میں پھینک دو۔ جب اسے فرشتے جہنم کی طرف لے جا رہے ہوں گے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ فرشتو رک جاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ یا اللہ میرا امتی جہنم میں جا رہا ہے۔ میں رسوا ہو رہا ہوں۔ یا اللہ اس کا حساب کتاب دوبارہ کرنے کا حکم فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم فرمائے گا کہ جس طرح سے میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں حکم دیں ویسے ہی کرو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں



کو حکم دیں گے کہ اس کو میزان پر لے چلو اور دوبارہ اس کے اعمال کے تول کرو۔  
فرشتے عرض کریں گے کہ ہم نے اس کا حساب کتاب بڑا دیکھ بھال کر کیا ہے۔ اس  
میں کوئی غلطی کا امکان نہیں ہے پھر بھی وہ حکم کے مطابق اس کی نیکیاں بدایاں دونوں  
پلڑوں میں رکھ دیں گے۔ بدایاں وزنی ہوں گے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی  
جیب مبارک سے ایک کاغذ کی چھوٹی سی چٹ نکال کر نیکیوں والے پلڑے میں رکھ  
دیں گے۔ نیکیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ اس بندے کی بخشش ہو جائے گی۔  
مبارک مبارک کے نعرے لگنے شروع ہو جائیں گے کہ اے بندے تو جنتی ہو گیا ہے  
دوزخ سے آزاد ہو گیا ہے۔ سب بھاگیں گے کہ دیکھیں کہ اس کاغذ کی چٹ میں کیا  
ہے جس نے ایک جہنمی بندے کو جنتی بنا دیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
فرمائیں گے کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس چٹ میں کیا ہے اس نے دل میں ایک درود  
شریف پڑھا تھا جو فرشتوں نے بھی نہیں سنا لیکن میں نے سن لیا۔ فرشتوں نے چونکہ  
نہیں سنا تھا اس لئے وہ اس کے نامہ اعمال میں نہیں لکھ سکے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
دل کی باتوں کو بھی جانتے ہیں اس لئے انہوں نے وہ درود شریف سنبھال کر اپنے پاس  
رکھ لیا تھا اور آج اس بندے کی نیکیوں والے پلڑے میں رکھ کر اس کی بخشش کرا دی  
تا کہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ بخشش نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کی  
وجہ سے ہوتی ہے۔ اگر کسی کے پاس نمازیں ہیں، روزے ہیں، حج ہیں قربانیاں ہیں،  
زکوٰۃ ہے، جہاد ہے، حفظ ہے، تفسیر ہے حتیٰ کہ شہادت بھی ہے، لیکن اس کے نامہ  
اعمال میں درود شریف نہیں ہے اسے جنت کا ٹکٹ بھی مل جائے گا کہ تم جنت میں چلے  
جاؤ لیکن وہ جنت کا راستہ بھول جائے گا اسے کبھی بھی جنت کا دروازہ نہیں ملے گا۔ وہ

دھکے کھانا رہے گا۔ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا کہ جنت میں داخلہ صرف درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا۔ آپ دعا مدار ہیں تو آپ کو کپڑے کی قیمت کا پتہ ہے۔ پرچون فروش ہیں تو صابن وغیرہ کی قیمت کا آپ کو پتہ ہے۔ حزل اسٹور کے مالک ہیں تو اس میں رکھی ہوئی تمام اشیاء کے نرخ آپ کو معلوم ہوں گے۔ جنت کی قیمت کا کیا اندازہ کرو گے۔ جنت کی قیمت یہ ہے کہ جب تو چار پائی پر سونے کے لئے لیٹ جائے تو تین مرتبہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھ لو تو جنت کی قیمت ادا ہو جائے گی۔ ایک طویل حدیث شریف ہے اللہ کرے کہ وہ آپ کو یاد رہے تو اس میں تیرا بھی بھلا ہو جائے اور میرا بھی بھلا ہو جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ رات سونے سے قبل چالیس ہزار درہم خیرات کر کے سویا کرو۔ ایک مرتبہ پورا قرآن مجید ختم کر کے سویا کرو جنت کی قیمت ادا کر کے سویا کرو۔ اگر دو مسلمان آپس میں ناراض ہوں، لڑے ہوئے ہوں ان میں صلح کرا کے سویا کرو۔ اور روزانہ ایک حج کر کے سویا کرو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ پھر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں رات کو کس طرح سے سو سکتا ہوں۔ دو بندے جو ناراض ہوں وہ آپس میں صلح کرتے بھی ہیں کہ نہیں کرتے ہیں۔ ایک قرآن ختم کرنے میں ساری رات لگ جائے گی تو میں کب سو سکوں گا۔ جنت کی قیمت کا کوئی علم ہی نہیں ہے۔ چالیس ہزار درہم میں روزانہ کہاں سے لاؤں گا جو خیرات کر سکوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو سارا کام بہت ہی آسان ہے۔ فرمایا کہ جب سونے کی غرض سے بستر پر لیٹ جائے تو چار مرتبہ الحمد شریف سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو تو چالیس ہزار درہم خیرات کرنے کا ثواب مل

گیا۔ تین مرتبہ سورۃ اخلاص قل ھو اللہ پڑھنا ایک قرآن مجید ختم کرنے کا ثواب مل گیا۔ تین مرتبہ درود شریف پڑھ لیا کرو تو جنت کی قیمت ادا ہو جائے گی اور دس مرتبہ استغفار پڑھ لیا کرو تو دونا راض مسلمان بھائیوں سے صلح کا ثواب مل گیا۔ چار مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھ لیا کرو تو ایک حج کرنے کا ثواب مل گیا۔ اس لئے جنت کی قیمت میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھنا ہے۔ جنت کی اور کوئی قیمت نہیں ہے نہ کوئی کرنسی میں ہے نہ سونا اور نہ ہی چاندی میں ہے۔ جنت کی قیمت صرف میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف بھیجنا ہے۔ یا اللہ ہمیں درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرما۔ ایک نہایت مشکل مرحلہ پل صراط پر سے گزرنا ہے۔ پل صراط بال سے باریک ہے۔ تلوار سے تیز ہے اور کوئی بہترین اٹھلیٹ پوری تیز رفتاری سے پندرہ ہزار سال بھاگتا رہے تو پل صراط کے ایک سرے سے دوسرے سرے پر پہنچے گا۔ اب آپ اندازہ کر لیں کہ یہ پل صراط پر سے گزر جانا کتنا مشکل اور دشوار ہے۔ کیا آپ تلوار پر چل سکتے ہیں، کیا بال جیسی باریک چیز پر چل سکتے ہیں، کیا مسلسل پندرہ ہزار سال بھاگ سکتے ہیں، یہ ممکن ہی نہیں ہے تو پھر آئیں اس مسئلہ کا کوئی حل تلاش کریں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پل صراط کس طرح سے پار ہوگی۔ فرمایا کہ یہ بہت آسان ہے۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح بیدار ہوئے تو خوشی کے آثار چہرہ انور پر تھے۔ فرمایا کہ اے میرے صحابہ میں نے آج ایک بہت خوبصورت نظارہ کیا ہے۔ یہ یاد رکھیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب سچا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ میرا ایک امتی پل صراط پر سے گزر رہا تھا جس کے نیچے دوزخ ہے وہ کبھی اُدھر گرتا کبھی اُدھر گرتا۔ پل صراط پر چل نہیں سکتا تھا کہ ایک نورانی شکل و



صورت والا بندہ آیا اس نے اس کا بازو پکڑا اور اسے ایک لمحہ میں پل صراط سے پار کرادیا۔ وہ خوش ہو گیا کہ وہ پل صراط پر سے گزر گیا ہے۔ وہ ہستی جب جانے لگی تو اس کا دامن پکڑ لیا کہ حضرت صاحب آپ کون ہیں آپ نے میری ایک بہت مشکل آسان کر دی۔ فرمایا کہ میں تیرا پڑھا ہوا درود شریف اور نعت شریف ہوں۔ آپ بھی نعت شریف کو اور درود شریف کو اپنا ساتھی بنا لو اور اسے ساتھ لے جاؤ۔ قبر تا حشر اور اس کے بعد تک کا ساتھی درود شریف اور نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نعت شریف کو پڑھنے اور سننے کی توفیق عطا فرمائے۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے

جس نے نعت نبی ایک بھی سنی ہو گی

ایک درود شریف پڑھنے کا ثواب ذرا سن لیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبرائیل تیری پرواز بہت تیز ہے تو ایک لمحہ میں سدرۃ المنتہیٰ سے مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کتنی طاقت سے نوازا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اور وسیلہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت ہی زیادہ طاقت عطا فرمائی ہے۔ میں ایک لمحہ میں روئے زمین پر تمام پانی کے قطرے گن سکتا ہوں۔ یہ میرے سامنے پانی کا ایک گلاس پڑا ہوا ہے۔ آپ سب مل کر بھی اس ایک گلاس پانی کے قطرے گن نہیں سکیں گے۔ پہلے تو یہ ہے کہ آپ اس پانی کے قطرے الگ الگ ہی نہیں کر سکیں گے ان کو گنتا تو بعد کی بات ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ مولیکول Molecule کیا ہوتا ہے۔ کیا آپ میں سے کوئی سائنس پڑھا ہوا ہے جو

مولکیول کی تعریف بیان کرے (حاضرین میں سے کوئی جواب نہیں ملتا) پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک لمحہ میں دنیا کے تمام صحراؤں اور مٹی کے ذرات گن سکتا ہوں۔ فرمایا کہ یہ بھی بڑی طاقت ہے اور کیا طاقت تمہیں حاصل ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے زمین پر جتنے بھی درخت ہیں میں ایک لمحہ میں ان سب کے پتے گن سکتا ہوں۔ فرمایا کہ تمہیں بڑی طاقت حاصل ہے لیکن کیا کبھی آپ عاجز بھی آئے ہو۔ عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی غلام درود شریف پڑھتا ہے تو اس کا ثواب لکھنے سے میں عاجز آجاتا ہوں، میں اپنا زور لگا کر بھی درود شریف کا ثواب نہیں لکھ سکتا۔ یہ تو تیرے اور میرے درود شریف کا حال ہے لیکن جب ایک بندہ درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے پر دس مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے۔ ہمارا درود شریف پڑھنا تو گرامر کے لحاظ سے ناقص بھی ہو سکتا ہے لیکن جو درود شریف اللہ تعالیٰ پڑھے وہ کتنا کامل اکمل اور مکمل ہوگا وہ کتنا اعلیٰ ہوگا۔ ہر قسم کے نقص سے پاک ہوگا پھر اس کا کتنا ثواب ہوگا۔ ہمارے درود شریف کا تلفظ غلط، اس کی ادائیگی غلط کہ ہم عربی نہیں جانتے تو ایسے ناقص درود شریف کا ثواب لکھنے سے حضرت جبرائیل علیہ السلام عاجز آجاتے ہیں تو جو دس مرتبہ درود شریف اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کیا ہے اس کا ثواب کون لکھ پائے گا۔ پھر یہ ہے کہ اس بندے پر میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دس ہزار مرتبہ درود شریف اسی لمحہ بھیج دیتے ہیں۔ ہمیں عطا فرما دیتے ہیں۔ وہ درود شریف بھی تو ہر طرح کی غلطی سے پاک ہوگا پھر اس کا ثواب کتنا ہوگا۔ پھر یہ دیکھیں کہ جب ایک درود شریف پڑھا جاتا ہے تو اس سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے وہ نور کے سمندر میں غوطہ لگاتا ہے باہر نکل کر اپنے پر



جھاڑتا ہے یا چھڑکتا ہے تو اس سے جتنے بھی قطرے گرتے ہیں ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ فرشتہ حشر تک اور اس کے بعد تک بھی وہ درود شریف پڑھنے والے بندے کی بخشش کے لئے دعا کرتا ہے۔ اب میرا خیال تو یہ ہے کہ اور کوئی کام تو کرنا ہی نہیں چاہیے صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف ہی پڑھنا چاہیے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ”گلاں“ ہی کرنی چاہئیں۔ تو پھر۔

جے خالق نوں راضی کرنا تے مھلاں کر سرکار دیاں

ہر غم کولوں بچ جاویں گا گلاں کر غم خوار دیاں

حضرات یہ دنیا کے غم آخرت کے غم کے مقابل کوئی چیز نہیں ہیں ان کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ اصل غم آخرت کا ہی ہے اور آخرت کے غم کا علاج درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ ایک اور بات بھی ہے جو مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے بڑا زور دے کر بیان فرمائی ہے وہ میں عرض کرتا ہوں کہ ایک نوجوان اپنے والد کے ساتھ حج کرنے کی غرض سے جا رہا تھا۔ راستہ میں والد فوت ہو گیا، مرتے ہی اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور اس کی شکل گدھے جیسی ہو گئی۔ اب وہ نوجوان پریشان ہو گیا کہ اس کو چھوڑ کر جا نہیں سکتا کہ وہ والد محترم ہے اور اس کے کفن و دفن کا انتظام کر نہیں سکتا کہ وہ گدھا بن چکا ہے۔ کون گدھے کو غسل دے گا، کون اس کی قبر کھودے گا، کون اسے دفن کرنے میں اس کی مدد کرے گا۔ وہ نوجوان سخت پریشانی کے عالم میں ہے ادھر رات ہو گئی، ایک نورانی ہستی تشریف لے آئی اور اس نے میت کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو میت کا چہرہ نورانی بھی ہو گیا اور انسانی شکل جیسا بھی ہو گیا۔ وہ نوجوان بہت خوش ہو گیا کہ اب وہ باپ کی تجھن و تکھن کر سکے گا۔ اس نے اس نورانی

ہستی کا دامن پکڑ لیا کہ حضرت صاحب آپ کون ہیں فرمایا کہ میں تیرا نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد صاحب کی شکل کیوں تبدیل ہو گئی تھی اس کی رنگت کیوں بدل گئی تھی۔ فرمایا کہ تیرا والد سود کھاتا تھا۔ کیا آپ کے ہاں سود چلتا ہے۔ کیوں جی قاری صاحب! آپ بتائیں۔ عظیم صاحب! آپ بتائیں۔ جی سرکار سارا نظام ہی سود پر چلتا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تیرا والد سود کھاتا تھا۔ گنہگار تھا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے سود خور اور گنہگار کے لئے بھی کرم فرمایا اور تشریف لے آئے۔ فرمایا کہ مجھ پر درود شریف بھی پڑھتا تھا۔ ہم بھی گنہگار ہیں۔ ہمارے پلے میں گناہوں کے سوا کچھ نہیں ہے اور ان کا حل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ہے۔ فرمایا کہ جہاں کوئی بھی بندہ درود شریف پڑھنے والا ہوگا اور وہ کسی مصیبت میں ہوگا تو میں خود آ کر اس کی مشکل کو حل کروں گا۔

جے خالق نوں راضی کرنا تے مھلاں کر سرکار دیاں

ہر غم کولوں بچ جاویں گا گلاں کر غم خوار دیاں

والد کی میت گدھے جیسی شکل اختیار کر چکی تھی اور اس کا رنگ بھی کالا سیاہ ہو چکا تھا۔ گدھا بن کر دنیا سے جانے والا تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مدد کے لئے بھی تشریف لا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں تشریف لے آئے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھی پڑھتا تھا۔ اس لئے گنہگار سے بھی گنہگار بندے کا بھی درود شریف قبول ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ سرمایہ ساتھ لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ درود شریف صرف سنی عقیدہ لوگوں کا ہی قبول ہوتا ہے کیونکہ درود شریف صرف مومن

اور ایمان والے کا ہی قبول ہوتا ہے۔ ادب اور محبت کرنے والے کا ہی قبول ہوتا ہے اور ادب۔ محبت اور ایمان صرف سنیوں میں ہی ہے۔ اس لئے میری عرض ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرو اور پھر ان پر درود شریف پڑھو تو یہ قبول بھی ہوگا اور ہر مشکل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری مدد بھی فرمائیں گے، میرے پاس طالب علم آتے ہیں کہ سرکار میں نے امتحان کی تیاری کی نہیں۔ جو پڑھا تھا جو یاد کیا تھا وہ بھی بھول گیا ہے۔ اب امتحان سر پر آ گیا ہے اب میں کیا کروں۔ بڑے گھبرائے ہوئے آتے ہیں۔ مطلبی بن کر آتے ہیں۔ میں عرض کر دیتا ہوں کہ جب تمہارے سامنے پرچہ سوالات آئے تو اس کو سامنے رکھ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچ مرتبہ درود شریف پڑھ کر دم کر دینا اور پھر پرچہ حل کرنا شروع کر دینا انشاء اللہ تمام بھولا ہوا بھی یاد آ جائے گا اور پرچہ بھی صحیح طریقہ سے حل ہو جائے گا۔ جواب صحیح ہو جائیں گے۔ ایک طالب علم نے پرچہ سوالات دیکھا تو بہت مشکل نظر آیا، کسی سوال کا بھی جواب ذہن میں نہیں آ رہا تھا اس نے درود شریف پڑھا تو سارا پرچہ ہی آسان نظر آیا اور سارا پرچہ ہی صحیح طور سے حل ہو گیا وہ طالب علم اس وقت آپ کی اس محفل میں بیٹھا ہوا ہے۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے درود شریف نے اس طالب علم کے قلم میں ایسی طاقت عطا فرمائی کہ اس نے تمام سوالات کے صحیح جوابات لکھ دیئے۔ اگر آپ اس دنیا میں اور آخرت میں اپنی مشکل حل کرانا چاہتے ہیں۔ وقت نزع، قبر، حشر میں کام آنے والی چیز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا ہے۔ یہ سرمایہ حیات ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ساتھ لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ سکندر اعظم کو جانتے ہو کون تھا۔ وہ ایک عظیم فاتح تھا جب وہ



فوت ہونے کو آیا تو اس نے وصیت کی کہ میرے ہاتھ کفن سے باہر رکھنا کہ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں ایک عظیم فاتح ہو کر دنیا سے خالی ہاتھ جا رہا ہوں۔ اپنے ساتھ اپنی فتوحات میں سے کچھ بھی نہیں لے جا رہا ہوں۔ کیا آپ اپنے ساتھ کوئی چیز لے جانا چاہتے ہیں۔ کوئی چیز تمہارے ساتھ نہیں جائے گی۔ نہ تیرا مکان، نہ تیری یہ دکان، نہ تیرا کوئی کاروبار، نہ کوئی جائیداد، نہ کوئی رشتہ دار، نہ کوئی دوست احباب ہر چیز ہمیں رہ جائے گی۔ اگر کوئی چیز ساتھ جائے گی تو وہ صرف درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس نے ہر مشکل مرحلہ پر کام آنا ہے۔ قبر میں تین سوال ہوں گے لیکن جس جواب نے تیری مشکل حل کرنی ہے وہ کون سا جواب ہے۔ پہلا سوال **مَنْ رَبُّكَ** ہے تو کہہ دے کہ **رَبِّيَ اللَّهُ**۔ سوال کا جواب صحیح ہے لیکن اس کے کوئی نمبر تمہیں نہیں ملے۔ دوسرا سوال **مَا آتَاكَ رَبُّكَ** ہے تو کہہ بھی دے کہ **بِأَمْرِ اللَّهِ**۔ سوال کا جواب صحیح ہے لیکن اس کے بھی تمہیں کوئی نمبر نہیں ملیں گے۔ اب دیکھیں کہ کس جواب پر تمہیں نمبر ملیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر قبر میں تشریف لاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے تشریف فرما ہوں گے اور پوچھا جائے گا۔ **مَا تَقُولُ فِي حَقِّ مُحَمَّدٍ** **مَحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** کے بارے میں تو دنیا میں کیا کہتا تھا اگر تو وہاں یہی کہہ دے کہ ۔

جے خالق نوں راضی کرنا تے مھلاں کر سرکار دیاں  
 ہر غم کولوں بچ جاویں گا گلاں کر غم خوار دیاں  
 یہ وہی سرکار ہیں جن کی میں محفل سجایا کرتا تھا۔ جن کی محفل میں آیا کرتا تھا جن کی نعمتیں

پڑھتا تھا جن کی نعتیں سنتا تھا تو پھر تیری قبر جنت کا باغ بن جائے گی۔ تمہاری قبر کو جنت کا باغ کس نے بنایا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی شان، کوئی عظمت والی بات تو اپنی زبان سے بیان کر دے تو تیری قبر اسی لمحے جنت کا باغ بن جائے گی۔ کوئی کہے کہ میں نمازی ہوں، میں روزہ دار ہوں، میں حافظ ہوں لیکن یہ اعمال تیری قبر کو جنت کا باغ نہیں بناتے اور نہ ہی یہ سوال ہوگا کہ کیا تو نمازی ہے، کیا روزہ دار ہے۔ کیا حاجی ہے، کیا حافظ ہے۔ ایسا سوال نہیں ہوگا بلکہ تم سے یہ پوچھا جائے گا کہ تو کون سی نعت پڑھتا تھا تو پھر تو یہ کہہ دے۔

تیری رحمتوں کا دریا سرعام چل رہا ہے  
مجھے بھیک مل رہی ہے میرا کام چل رہا ہے

اللہ تعالیٰ اسی کے صدقے میں تیرا بیڑہ پار کر دیں گے۔ حشر کے روز آخری جو پروگرام ہوگا جو ہم سب کے کام آئے گا وہ سلام ہے۔ تو آؤ ہم بھی سلام پڑھتے ہیں جب ہم کہتے ہیں **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ** صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **وَعَلَيْكُمْ**۔ **اَللّٰهُمَّ خَالِي الْفَاظِ** جاتے ہیں لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جب ہم پر سلامتی آتی ہے تو ہماری بخشش ہو جاتی ہے۔

**وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ**

خطاب محمدی چوک غلام محمد آباد

6-07-2011



## علم غیب پر اعتراض نفاق کی نشانی ہے

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْكَافِيَةِ اِلٰهَ رَبِّ الْمَلٰٓئِكِيْنَ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِ الرَّحْمٰنِ اِلٰهَ

وَسَلِّ عَلَى رَسُوْلِكَ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا

تَسْلِيْمًا اَللّٰهُمَّ اَللّٰهُمَّ عَلَيَّكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اِلٰهِ وَعَلَى اٰلِكَ

وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا صَبِيْهَ اِلٰهِ

احباب ذی وقار محترم سامعین و ناظرین اور قبلہ ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہ العالیہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ کا نزول فرمایا اس کا ترجمہ دلائل کے ساتھ اور متعدد حوالہ جات کے ساتھ عرض کر رہا ہوں حضرت سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو اپنی صحیح بخاری میں متعدد مقامات پر اس حدیث شریف کو بیان فرمایا ہے۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو نقل فرمایا ہے۔ آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے فرماتے ہیں کہ اے میرے صحابہ مجھ پر میری ساری اُمت پیش کی گئی اس طریقہ سے کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام پر آپ کی اولاد کی پیش کی گئی۔ یہاں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُمت کا ذکر فرمانے کے بعد فرمایا کہ میں نے ہر ایک کو جان لیا۔ میں نے ہر ایک کو پہچان لیا کہ مَنْ يَتُوبُنِيْ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرْ بِيْ اِنَّهٗ كَاوْرُكُونٌ كَفَرُ كَرَّهَ۔ فرمایا کہ میری ساری اُمت مجھ پر پیش کی گئی۔ اُمت کی بھی دو اقسام ہیں۔ ایک اُمت دعوت ہوتی ہے اور ایک اُمت اجابت ہوتی ہے۔ اُمت دعوت میں عیسائی بھی شامل ہیں یہودی

بھی شامل ہیں، مجوسی بھی شامل ہیں، مشرک اور کافر بھی شامل ہیں۔ ساری دنیائے انسانیت اور کائنات کی ہر چیز اُمتِ دعوت میں شامل ہے اُمتِ دعوت اسے کہتے ہیں کہ جس کو پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی دعوت دی ہو آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوری دنیائے انسانیت کو اسلام کی دعوت عطا فرمائی ہے اس لئے تمام انسان جو دنیا میں آباد ہیں وہ اُمتِ دعوت بنی۔ جس نے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کو قبول کر لیا اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھ لیا۔ سلام قبول کر لیا۔ مسلمان ہو گئے وہ اُمتِ اجابت بنی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جو یہ خطاب فرما رہے تھے کہ میں نے اپنی ساری اُمت کو دیکھا اور جس نے ایمان لانا تھا اسے بھی دیکھ لیا اور جس نے انکار کرنا تھا کفر اختیار کرنا تھا اسے بھی دیکھ لیا میں نے ان سب کو پہچان لیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کو آگے پھیلایا تو بَلَّغْ ذَٰلِكَ الْمَنَافِقِينَ مَعَكُمْ یَا نَبِیُّ اللَّهِ یعنی آپ نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنا بڑا دعویٰ کر رہے ہیں کہ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں میں سے جس نے ایمان لانا ہے اور جس نے کفر کرنا ہے میں ان سب کو جانتا ہوں پہچانتا ہوں۔ منافقین نے درپردہ باتیں کرنا شروع کر دیں انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ گمان ہے کہ وہ قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کو جانتے ہیں۔ کہ جس نے ایمان لانا ہے اور جس نے کفر کرنا ہے مَنِ يَتَّقِنِي بِهِ وَكَفَرْتَنِي بِهِ الْقَائِمُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا كَانُوا يَعْلَمُونَ یہ اتنا بڑا دعویٰ کیا ہے وَنَحْنُ فَاعِلُهُ وَلَقَدْ يَمْلِكُنَ الْكَافِرُ أَنْ يُضِلَّهُمْ زُلْفَىٰ هَهُنَا لیکن ان کو ہمارا تو کوئی علم نہیں ہے ہم اپنے دلوں میں خفاق چھپا کمان کے سامنے کھڑے

ہیں۔ ہمارے منہ پر تو ان کا کلمہ جاری ہے ہماری زبانیں ان کا کلمہ پڑھتی ہیں لیکن ہمارے دلوں میں ان کا بغض ہے۔ ہم اپنے دلوں میں خفاق رکھ کر ان کے پیچھے نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ ہمارا تو ان کو علم نہیں ہے اور دعویٰ اتنا بڑا کر رہے ہیں کہ قیامت تک آنے والوں کو میں جانتا ہوں جب منافقین نے یہ اعتراض کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلال میں آگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ممبر شریف پر تشریف فرما ہوئے اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم جو کچھ بھی مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو وہ پوچھ لو میں تمہیں ابھی بتا دیتا ہوں صرف یہ نہیں بلکہ جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے وہ میں تمہیں ابھی بتا دیتا ہوں اور جو کچھ ہو چکا ہے وہ بھی بتا دیتا ہوں۔ ایک صحابی رسول حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسب پر لوگ اعتراض کیا کرتے تھے، باپ اور بیٹے کی رنگت میں کافی فرق تھا تو لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ اپنے باپ کا نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اگر کبھی کسی سے کوئی جھگڑا یا کسی بات پر کوئی اختلاف ہوتا تھا تو ہر کوئی انہیں یہ طعنہ دیتا تھا کہ یہ اپنے باپ کا نہیں ہے۔ ان سے متعلق یہ بات بہت مشہور ہو گئی تھی۔ آپ لوگوں کے طعنے سن کر تنگ آ گئے تھے۔ انہوں نے دیکھا پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دریائے علم جوش پر ہے تو آپ نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھ ہی لیا کہ **مَنْ أَبَىٰ يَأْتِيَنَّكَ الرَّسُولُ حَيْثُ مَا كُنْتَ فَيَعْلَمُ بِكَ مَا فِي بَيْتِكَ** یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے۔ آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ اے میرے صحابی میں نے تو کہا ہے کہ اب سے لے کر قیامت تک کی کوئی بات لوچھ لو۔ میں نے مستقبل کی بات کی ہے لیکن آپ نے تو ماضی کی بات پوچھ لی ہے۔ میں گزری ہوئی ماضی کی باتیں نہیں بتا سکتا۔ مجھ سے تو صرف مستقبل کی بات

پوچھو۔ جو میرا دعویٰ ہے اس دعویٰ کے مطابق پوچھو یا پھر نماز، روزہ کا کوئی مسئلہ پوچھو، کسی کا بیٹا ہونا تو بڑے راز کی بات ہے۔ کون کسی کا نسب جان سکتا ہے۔ یہ میاں بیوی کا ایک ایسا راز ہوتا ہے جو کسی تیسرے شخص کو معلوم نہیں ہو سکتا۔ پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں جواب نہیں دیا بلکہ جب صحابی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا کہ **هَلْ لِي بِأَبِي رَسُولِي ﷺ** حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری طور سے جواب ارشاد فرمایا کہ تو حلالی ہے تیرا باپ حضرت حضرت حذافہ بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے بھرے مجمع میں یہ سوال پوچھ لیا تھا تو کسی نے جا کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کو یہ بتلایا کہ تیرے بیٹے نے آج تیری عزت خراب کی ہے وہ لوگوں کے جم غفیر میں اپنا نسب پوچھ رہا تھا وہ اپنے نسب کی تحقیق کر رہا تھا۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر پہنچے تو ان کی والدہ سخت ناراض اور غصہ کی حالت میں بولی کہ تو نے آج میری عزت خاک میں ملا دی ہے۔ مجھ پر الزام تراشی کی ہے کہ میں پاک دامن نہیں ہوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی عاجزی اور ادب کے ساتھ عرض کیا کہ اے میری ماں ہر کوئی میرے نسب پر اعتراض کرتا تھا کہ میں اپنے باپ کا نہیں ہوں یہ دراصل آپ کی عزت پر ایک بڑا دھبہ تھا اب زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیری عصمت اور پاک دامنی ثابت ہو گئی ہے لہذا اب آئندہ کے لئے آپ پر کوئی اعتراض اور الزام تراشی بھی تو نہ کر سکے گا۔ میرے دوستو اور بزرگو جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمادیا کہ ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جو میرے علم پر اعتراض کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ بلند آواز سے



فرمایا کہ تم یہ باتیں کر کے کب چپ ہو گے۔ تم بار بار میرے علم پر اعتراض کرتے ہو۔ تمہاری یہ زبان کب خاموش ہوگی جو کہتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنے بڑے بڑے دعوے کر رہے ہیں کہ قیامت تک آنے والوں کا علم ہے کہ کون مومن ہوگا اور کون کافر رہے گا لیکن ہم ان کے پیچھے کھڑے ہیں اور ہمارے خاق کا انہیں علم نہیں ہے۔ میرے دوستو اور بزرگوں کو حقیقت یہ تھی کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اپنی رحمت کی چھتری کے نیچے لیا ہوا تھا اور نہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تو جانتے تھے اور در پردہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو بتلا چکے تھے لیکن واضح طور پر اس لئے نہیں فرمایا تھا اور ان کو اپنی محافل سے اس لئے نہیں نکالا تھا کہ لوگ کیا کہیں گے۔ اسلام کا آغاز ہے نیا دنیا دور ہے۔ اسلام ابھی شروع ہی ہو رہا ہے۔ لوگ کیا کہیں گے کہ کلمہ پڑھنے والوں۔ نمازیں پڑھنے والوں کو اپنی صفوں میں سے نکال دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی مصلحت کے پیش نظر خاموش رہے۔ لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر اعتراض کھلے کھلم ہونے لگا اور وہ اعتراض کرنے والے کون تھے وہ منافقین تھے۔ جو زبانی طور سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ شریف پڑھتے تھے۔ قرآن کی تلاوت بھی کرتے تھے۔ جہاد میں شامل ہوتے تھے۔ کافروں کو قتل بھی کرتے تھے۔ یہ سارا کچھ کرنے کے باوجود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر اعتراض بھی کرتے تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے درگزر فرما رہے تھے۔ لیکن جب خالق کائنات نے اس برائی کو پھیلنے دیکھا تو قرآن مجید کی آیت کا نزول

کر کے اس برائی کو روک دیا فرمایا۔ مَا كَانَ الْإِلَهَ لِتَرْفَعِينَ عَلٰی مَا أَنْتُمْ

عَلَيْهِ يَٰٓأَهْلَ الذِّكْرِ ۚ إِنَّمَا إِلٰهُكُمُ الْغَلِيْبُ ۚ وَاللَّهُ مُنِزِّلُ الْقُرْآنِ ۚ (آل عمران: ۶۱) اللہ مسلمانوں کو اس حال پر



چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کر دے گندے کو سترے سے“ اللہ تعالیٰ کی شان نہیں ہے کہ اب وہ مومنوں کو ان کی پہلی حالت پہ چھوڑ دے۔ اب اللہ تعالیٰ پاک لوگوں کو جدا کرے گا اور پلیدوں کو جدا کرے گا۔ پاک اور پلید میں امتیاز کرے گا اب پاک اور پلید میں فرق نظر آئے گا۔ پہلے یہ اکٹھے کھڑے ہو کر نمازیں پڑھتے رہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے۔ مسجد نبوی کے اندر اکٹھے کھڑے رہے اور یہ یاد رہے کہ نماز پڑھنے کیلئے کوئی مجوسی نہیں آتے۔ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کیلئے مشرکین نہیں آتے تھے بلکہ یہی کلمہ پڑھنے والے ہی آتے تھے۔ یہ کلمہ بھی پڑھتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے۔ اور دل میں خفاق چھپا کر پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے جب خالق کائنات نے یہ برائی دیکھی تو درج بالا آیت (آل عمران ۱۷۹) نازل فرمائی اور فرمایا کہ جس طرح سے یہ پہلے اکٹھی نمازیں پڑھا کرتے تھے اب اللہ تعالیٰ ان کو اس طرح سے اکٹھے نمازیں نہیں پڑھنے دے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسا فرق پیدا کرے گا کہ پاک الگ ہو جائیں اور پلید الگ ہو جائیں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

**وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مَن يَرِيسُهُ مَن يَشَاءُ**

(آل عمران ۱۷۹) ”اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ جن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے“ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ تمہیں علم غیب دیدے لیکن وہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے وہ علم غیب عطا فرمادیتا ہے۔ اس نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے تو تم نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر اعتراض کرنا شروع کر دیا۔ یہ برائی تم میں

جہنم لینے لگی تو اس برائی کے سدباب کیلئے میں یہ کر رہا ہوں کہ مومنین کو الگ کر رہا ہوں اور منافقین کو الگ کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرمایا کہ منافقین کو اپنی مسجد سے نکال دو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لے لے کر منافقین کو اپنی مسجد سے نکال دیا۔ کافی تعداد میں منافقین مسجد سے نکال دیئے گئے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کیلئے آ رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک پوری سطر کی سطر مسجد سے نکل کر آ رہی تھی۔ میں سمجھا کہ جمعہ کی نماز ادا کی جا چکی ہے میں پریشان ہو گیا۔ میں راستہ بدل کر مسجد کی طرف گیا تا کہ یہ لوگ میرے متعلق گمان نہ کریں کہ میں لیٹ ہو گیا ہوں۔ لیکن جب میں مسجد میں پہنچا تو دیکھا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشادات فرما رہے ہیں اور صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ کو سن رہے ہیں۔ میں اندر جا کر بیٹھ گیا تو ایک صحابی نے مجھے بتایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبارک ہو کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پلیدوں کو مسجد سے نکال دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرمادیا کہ منافقین کو اپنی مسجد سے نکال دو۔ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نام لے لے کر تمام منافقین کو مسجد سے نکال دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کی پہچان کرادی اس طرح سے منافقین کی ابتدائی پہچان یہ ہے کہ وہ کلمہ کو بھی ہوں گے قرآن بھی پڑھتے ہوں گے۔ مسجد نبوی میں نماز بھی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء میں پڑھتے ہوں گے۔ زیارت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کرتے ہوں گے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مصافحہ بھی کرتے ہوں گے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کے انکاری ہوں گے۔ آج ہم سادہ لوح لوگ بہت جلد بھول جاتے ہیں کہ ایک بندہ ہاتھوں میں قرآن اٹھائے

اس کا درس دے رہا ہے۔ ایک بندہ ہاتھ میں تسبیح پکڑے ہوئے تبلیغ کر رہا ہے کہ یہ بڑا نیک بندہ ہے دین کا کام کر رہا ہے۔ صحیح مسلم میں حدیث شریف موجود ہے کہ جنگ حنین میں مسلمان مجاہدین کی صف اول میں ایک بڑا خوبصورت صحت مند نوجوان ہے جو جہاد کرنے کیلئے بالکل تیار کھڑا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بڑا پیارا نوجوان ہے بڑا صحت مند ہے امید ہے کہ یہ بہت سارے کفار اور مشرکین کو قتل کرے گا بڑی بہادری سے جنگ لڑے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **هَذَا مِنْ قِبَلِ الْجَنَّةِ**۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم پریشان ہو گئے کہ یہ معاملہ پہلی مرتبہ دیکھنے میں آ رہا ہے، اگر منافق ہوتا تو کسی پچھلی صف میں ہوتا اور جنگ میں آگے نہ بڑھتا۔ لیکن یہ تو صف اول میں بھی نمایاں جگہ پر کھڑا ہے اور کفار مشرکین کے خلاف جنگ کرنے کیلئے بالکل بے تاب نظر آ رہا ہے۔ لیکن آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ یہ جہنمی ہے۔ ہمیں یہ معاملہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو یقین تھا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام حق اور سچ فرما رہے ہیں اسکی ظاہری حالت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو تشویش تھی جس طرح سے ہم سادہ لوح لوگ تبلیغی جماعت کی ظاہری حالت کو دیکھ کر سب کچھ بھول جاتے ہیں اور ان کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ جب جنگ شروع ہوئی تو وہ بندہ اتنی بہادری اور دلیری سے جنگ میں شریک ہوا کہ اس نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے کہیں زیادہ کفار و مشرکین کو قتل کیا۔ جب جنگ ختم ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھاگتے ہوئے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ



علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے لیکن وہ تو اتنی بہادی سے لڑا کہ اس نے گاجر مولیٰ کی طرح کفار و مشرکین کو کاٹ کاٹ کر رکھ دیا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ يَخُفُّ مِنْكُمْ لَئِنَّكُمْ لَفِي غَيٍّ** (المؤمنہ: ۲۲) ”اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگروں جو انہیں کی جاتی ہے۔“ فرماتا ہے کہ میری زبان سے جو بات نکلتی ہے وہ کبھی تبدیل نہیں ہوتی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوا کرتی ہے۔ بلکہ میں تو اب بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ **هَٰذَا مِنْ لَدُنِّي جَنَّتِي** ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمائی رہے تھے کہ ایک صحابی بھاگتے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کو اہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور نبی کے معنی غیب کی خبر دینے والا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کو اہی دے رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ یہ جہنمی ہے یہ جہاں بھی لڑتا رہا میں اس کے پیچھے پیچھے رہا کہ دیکھوں کہ کیا کر رہا ہے، کہ جس کی بنا پر یہ جہنمی ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ میں اسے بھی بہت زیادہ زخم آئے اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے یہ صبر نہ کر سکا اور اس نے خودکشی کر لی ہے۔ جہاد میں مومن کو جو زخم آتا ہے اسے اس سے سکون ملتا ہے لیکن منافق کو سکون نہیں ملتا۔ اس نے اپنی ہی تلوار سے خودکشی کر لی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے اور فرمایا کہ اے میرے صحابہ کرام میں نے تمہیں پیشگی ہی بتا دیا تھا کہ یہ جہنمی ہے جہنم میں جائے گا نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تبلیغ دین، قرآن کا درس، حدیث کا درس، دین کیلئے دلائل تو بن سکتی ہیں۔ دین اسلام کیلئے

دلائل تو بن سکتی ہیں لیکن یہ بیان حق نہیں ہیں۔ یہ چیزیں بیان حق کیوں نہیں بن سکتیں اس لئے دیکھو کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظاہری زمانہ حیات تھا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بندہ اتنا نیک ہے اتنا پرہیزگار ہے کہ اس کی نیکیوں کے برابر ہماری نیکیاں نہیں پہنچ سکتیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی توجہ ہی نہ دی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے پھر عرض کر دیا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ بڑا منحوس ہے۔ اتنے میں وہی بندہ حاضر ہو گیا۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی وہ بندہ ہے۔ وہ بندہ آیا تو اس نے اپنی وہی نحوست دکھائی۔ ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام تک نہیں کہا۔ اس نے نہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو سلام کہا اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام عرض کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ میں نے تمہیں بتائیں دیا تھا کہ اس بندے میں نحوست ہے اور کیا میں تمہیں بتلا دوں کہ اس نے سلام کیوں نہیں کیا کیا میں تمہیں اس کے دل کی بات نہ بتلا دوں کہ اس نے سلام کیوں نہیں کیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بتلا دیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس نے سلام اس لئے نہیں کیا کہ یہ اپنے دل میں یہ کہہ رہا ہے کہ یہ بہت نیک ہے۔ میری بہت نیکیاں ہیں۔ میں نمازی ہوں تہجد گزار ہوں میں بہت پرہیزگار ہوں۔ تمہاری پرہیزگاری اس کی پرہیزگاری تک نہیں پہنچ سکتی اس لئے اس نے اپنے آپ کو تم سب سے بالاتر سمجھا اور سلام تک نہیں کیا۔ پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بتاؤ



تمہارے دل میں یہی بات تھی یا کچھ اور سوچ رہا تھا۔ اس نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی بات میرے دل میں تھی۔ اس شخص کا نام ذوی النخوہ تھیں۔

ذوی النخوہ ہرہ کی جو نشانیاں ہیں وہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں پانچ چھ جگہوں پر نقل فرمائی ہیں ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو یہ شخص ذوی النخوہ تھیں کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ **اَعْلَلْتُ يَدِي**

صلی اللہ علیہ وسلم یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم عدل کیجئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مجھے عدل کا درس دینے والے اگر میں عدل نہیں کروں گا تو پھر اور کون ہے جو عدل کرے گا۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں تو میں اس کا سر قلم کر دوں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عدل کا درس دیتا ہے۔ اسے کیا خبر تھی کہ پیارے محبوب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو عدل اور انصاف کا درس اس وقت ہی دے دیا تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رضائی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں ان کا ایک طرف کا دودھ پیا کرتے تھے اور دوسری طرف کا دودھ اپنے رضائی بھائی کیلئے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ ذوی النخوہ تھیں کو کیا علم تھا کہ عدل و انصاف کا درس اور مثالیں قائم کرنے والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا سر قلم کرنے کی اجازت مانگی تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رہنے دو اس کو چھوڑ دو۔ غنقریب اس کی ذریت میں سے اس کی اولاد میں سے ایسی قوم جاری ہوگی کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے۔ تم یہ سمجھو گے کہ تمہاری نمازیں ان کی

نمازوں کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ تم اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلہ میں سوائے بھوک پیاس کے اور کچھ نہیں سمجھو گے۔ یہ قرآن بھی پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے طلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ فرمایا کہ ان کا عمل اتنا ہوگا کہ تم سمجھو گے کہ تمہارا عمل ان کے عمل کے برابر نہیں ہو سکتا۔ ہمارے دور میں بھی یہ بات ظاہر ہو گئی ہے کہ مولانا مودودی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ امتی اپنے اعمال میں اپنی نیکیوں میں نبی علیہ السلام سے بڑھ جاتا ہے۔ جو بات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی وہ حق تھی کہ یہ کہیں گے کہ جتنی نمازیں ہم پڑھتے ہیں اتنی نمازیں کوئی نہیں پڑھ سکتا۔ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے برابر نہیں سمجھو گے تم اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلہ میں کچھ نہیں سمجھو گے۔ تم اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے مقابلہ میں بیچ سمجھو گے اور یہ بات ظاہر ہو رہی ہے اور قیامت تک ظاہر ہوتی رہے گی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خبر دے دی تھی۔ فرمایا کہ یہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح سے تیرکمان سے نکل جاتا ہے۔ جس طرح سے تیرشکار سے نکل جاتا ہے اسی طرح سے یہ دین سے نکل جائیں گے۔ تیرشکار کو لگتا ہے اور تیر کو شکار میں سے کچھ نہیں ملتا۔ تیر سے شکار ہو جاتا ہے لیکن خود تیر خالی کا خالی رہ جاتا ہے اس کے اوپر جو خول لگا ہوتا ہے اسے بھی اتار دیا جاتا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی واضح مثال دے کر فرمایا کہ جس طرح سے تیرشکار میں سے گزر جاتا ہے اور شکار میں سے اسے کچھ حصہ نہیں ملتا اسی طرح سے یہ لوگ قرآن میں سے گزر جائیں گے۔ نماز میں سے گزر جائیں گے۔ روزوں سے بھی گزر جائیں گے لیکن میرے علم غیب پر اعتراض کرنے والوں کو میری تکذیب کرنے والوں کو کچھ بھی نہیں

ملے گا۔ خالق کائنات نے فرمایا کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ان منافقوں کو اپنی مسجد سے نکال دنا کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ نماز کا پڑھنا بیان حق نہیں ہے۔ قرآن کا پڑھنا بیان حق نہیں ہے اگر قرآن کا درس دینا بیان حق ہوتا، امام ابن کثیر نے اپنی ابن کثیر میں نقل فرمایا ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ منافق قرآن کو سیکھیں گے۔ یہ قرآن کا درس بھی دیں گے لیکن میرے غلاموں سے اُلجھیں گے۔ میرے غلاموں سے جھگڑا کریں گے۔

تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے اُلجھیں

ہیں مکر عجب کھانے غرانے والے

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کوئی عام نگاہ نہیں تھی آپ نے احادیث مبارکہ کو نظم کی صورت میں پیش فرمایا ہے یہ شعر بھی اس حدیث شریف کا ترجمہ ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ منافق قرآن پڑھیں گے لیکن مومنوں کے ساتھ جھگڑا کریں گے۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو امیر المومنین فی التفسیر کہا جاتا ہے۔ یہ مومنوں میں تفسیر کے امام سمجھے جاتے ہیں۔ آپ کا فرمان صحیح بخاری میں موجود ہے۔ فرماتے ہیں کہ خطرہ یہ ہے کہ ایک دور آئے گا کہ منافق قرآن کو پڑھیں گے اس میں سے جو آیات اللہ تعالیٰ نے بتوں کی مذمت میں نازل فرمائی ہیں وہ ان کا اطلاق مومنین پر کریں گے۔ آج ہمارے زمانہ میں یہی کچھ ہو رہا ہے کہ جو آیت مبارکہ بت کی مذمت میں نازل ہوئی ہے وہ اٹھا کر حضرت داتا گنج بخش جھویری پر چسپاں کر دی جاتی ہے۔ حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب پر ڈال دی جاتی ہے یہ کوئی آج نئی بات نہیں ہے یہ سلسلہ اس وقت سے شروع ہے کہ جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے فرما رہے تھے کہ اے میرے صحابہ



انہوں نے میرے علم شریف پر اعتراض کیا ہے۔ میں تمہارے سامنے ہوں مجھ سے قیامت تک ہونے والے واقعات میں سے جو بھی پوچھنا چاہتے ہو وہ پوچھ لو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھنا شروع کیا اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتلانا شروع کیا تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رونا شروع کر دیا۔ آپ نے گھٹنے بل کھڑے ہو کر ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دین اسلام پر راضی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بطور دلیل راضی ہیں اور قرآن پر بطور امام راضی ہیں۔ ہم نے اسلام کو اپنا دین مانا ہے۔ قرآن کو اپنا امام مانا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مانا ہے۔ غیب کی خبریں دینے والا مانا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافق اگر یکو اس کرتے ہیں تو کرتے رہیں ہم ان کی طرف توجہ نہیں کریں گے ان کی باتوں کو نہیں مانیں گے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس روز جلال میں آگئے کیونکہ آپ کے علم شریف پر اعتراض کیا جا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی منافقین کو اس لئے مسجد سے نکال دینے کا حکم دیا تھا۔ اس سے پتہ چلا کہ منافق کی جو ابتدائی نشانی ہے وہ یہ ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو نہیں مانتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر اعتراض کرتا ہے۔ آج بھی یہی ہے کہ جو کوئی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر اعتراض کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر تنقید کرتا ہے وہ مومن نہیں ہو سکتا بلکہ وہ منافق ہے۔ اللہ تعالیٰ منافقت سے بچائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، ادب، اور عشق میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ **وما علینا الا البلاغ المبین۔**

خطاب حضرت علامہ عزیز جہاں صاحب

برہانش حاجی غلام محی الدین صاحب 11-05-13

## کیا قرآن میں تضاد ہے

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ وَالْكَرِيمَةِ اللَّهُ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

وَمَا كُنْتُ بِصَلَاةٍ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا

تَسْلِيمًا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَلِّمْ عَلَى الْكَ

وَأَصْدَاقِكَ يَا سَيِّدِي يَا صَبِيحَةَ الْبُكْرَةِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

ربخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے

آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے

ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں

اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے

در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے

ہو آپ کا بلاوہ تو رات بنتی ہے

معزز حاضرین! ایک یہودی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید میں تضاد ہے اس کا ایک حصہ کوئی

اور بات کہتا ہے اور دوسرا حصہ کچھ اور بات کرتا ہے۔ ایک جگہ کچھ کہتا ہے تو دوسری جگہ

اپنی ہی کئی بات کی نفی کر دیتا ہے۔ فرمایا کہ تو یہ کس طرح کہتا ہے۔ کہنے لگا کہ ایک جگہ



قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا قلیل ہے۔ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ۔ دنیا کی متاع بہت قلیل ہے بہت (النساء ۷۷) ”تم فرما دو کہ دنیا کا بڑا تھوڑا ہے۔“ دنیا کی متاع بہت قلیل ہے بہت تھوڑی ہے اور دوسری جگہ فرماتا ہے اِنَّا لَنَاطِقُ بِكُمُ الْكَلِمَاتِ (النور ۲۱) ”تو تمہیں بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا کی ہیں۔“ جب دنیا تھوڑی ہے قلیل ہے تو پھر اس سے کوڑ کس طرح سے دی جاسکتی ہے۔ یہ میرے سامنے ایک گلاس پانی رکھا ہوا ہے۔ یہ پانی تھوڑا ہے؟ اس میں سے دریا سمندر کس طرح سے نکل سکتے ہیں لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بھی تھوڑی ہے اور قرآن مجید بھی درست نہیں ہے۔ یہ گھر ایک چھوٹا سا مکان ہے، پانچ مرلہ جگہ ہے اس میں سے سارا فیصل آباد شہر تو نہیں نکل سکتا۔ اس ایک گلاس پانی میں سے دریا سمندر تو نہیں نکل سکتے۔ یہ اس یہودی کا سوال تھا۔ یہ اس کا اعتراض تھا۔ جس دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت نہ ہو اس میں اعتراض ہی ہوا کرتے ہیں۔ دنیا سے متعلق جب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ قلیل ہے تو پھر یقیناً یہ قلیل ہی ہوگی۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے ہی فرمایا ہے کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم نے تمہیں کوڑ عطا فرمائی ہے تو پھر یہ بھی ٹھیک ہی ہے۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے ہی فرمان ہیں اس لئے یہ دونوں ہی درست ہیں۔ لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ قلیل میں سے کوڑ کس طرح سے نکل سکتی ہے۔ حضرت سلمان فارسی ابتدائی طور سے مجوسی تھے لیکن وہ حق کی تلاش میں رہے۔ کئی جگہ پر کبے اور غلام بنے۔ بڑی محنت مشقت کرتے رہے۔ جو بھی ان کو خرید لیتا تھا پھر ان سے سخت مشقت لیتا تھا۔ ان کی بڑی طویل کہانی ہے۔ وہ آخر تک غلام ہی تھے اور جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے

اور اپنی ساری داستان سنائی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو یہودی مالک سے آزادی حاصل کر لے۔ تیری آزادی کے عوض وہ جو چاہتا ہے وہ اسے دے دے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے یہودی آقا کے پاس گئے اور کہا کہ آپ مجھے آزاد کر دیں اور اس کا جو معاوضہ آپ چاہتے ہیں وہ میں دینے کو تیار ہوں۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ تین سو پودے کھجور کے لگاؤ جب وہ پھل دینا شروع کر دیں گے تو پھر میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ اور ان پودوں کو لگانے کیلئے بھی تین سو گھٹلیاں میں خود اپنے پاس سے دوں گا۔ اس کے علاوہ چالیس اوقیہ سونا بھی لوں گا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ کھجور کا پودا جو آج لگایا جائے وہ بھی دس بارہ سال بعد پھل دینے لگتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ میرے پاس چالیس اوقیہ سونا کہاں سے آئے گا۔ یہ ایک طویل عرصہ لگ جائے گا۔ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہودی کا مطالبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کوئی مشکل نہیں ہے آپ جا کر اس سے تین سو گھٹلیاں کھجور کی لے آئیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودی سے فرمایا کہ وہ گھٹلیاں دے دو۔ کہنے لگا کہ صبح دوں گا اس نے تین سو گھٹلیاں لیں اور رات بھر ان کو باتا رہا۔ گھٹلی میں سے پودا بننے کی جو صلاحیت ہوتی ہے وہ ضائع کر دی۔ اسے Embryo کہتے ہیں اس نے ان تمام گھٹلیاں کے لمبر یو ختم کر دے تا کہ وہ اگ نہ سکیں ان گھٹلیوں سے پودے نہ بن سکیں۔ وہ نہ کھجور کے پودے بنیں گے نہ پھل لائیں گے اور نہ ہی میں اس کو آزاد کروں گا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ گھٹلیاں لے کر حاضر ہوئے فرمایا کہ کھرپہ

لے آؤ اور ایک لوٹا پانی کا بھراؤ۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھوٹے چھوٹے گڑھے بناتے گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست رحمت سے ان گڑھوں میں کھجور کی گٹھلی رکھ کر تھوڑا سا پانی ڈالتے گئے۔ جب اگلی صبح ہوئی تو پوری تین سو کھجوریں پودے بن چکی تھیں اور ان کو پھل آیا ہوا تھا مسجد قبا کے قریب وہ باغ تھا۔ ان پودوں سے تین چار پودے 1990ء تک موجود تھے اور میں نے ان کی زیارت کی ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ دنیا تو قلیل ہے لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ عطا فرمایا ہے وہ تو دنیا کا حصہ ہے ہی نہیں دنیا میں اگر کسی بیج میں Embryo ہوگا تو اس سے پودا بنے گا۔ یہودی نے بیج میں پودا بننے کی صلاحیت ختم کر دی تھی۔ اب ایسی گٹھلیوں میں سے پودا پیدا کر دینا یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہے اور یہی دلیل ہے۔ جلی سڑی ہوئی گٹھلیاں قلیل ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے جو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے وہ کثیر ہے کثیر ہے۔ یہودی نے جب یہ دیکھا تو کہا کہ چلو جی یہ تو ہو گیا ہے لیکن تیرے پاس سونا تو نہیں ہے تو کیسے آزاں ہو جائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی کے پاس سونا ہو تو لے آئے۔ ایک صحابی نے ایک کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا پیش کر دیا۔ ایک کھجور کی گٹھلی تو ایک تولہ وزن کی بھی نہیں ہوتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سونا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ سونا لے کر چلے تو وہ سونا یہودی تک پہنچتے پہنچتے پورا چالیس اوقیہ مقدار میں پورا ہو گیا یہ سونا کہاں سے آ گیا۔ کیا یہ دنیا کی کسی کان کا ہے۔ کیا یہ دنیاوی کارخانے کا سونا ہے دنیا قلیل ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کن کی زبان عطا ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو فرمادیتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔



وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں  
 اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام  
 اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خالی ہاتھ نہ دیکھو  
 اس میں دنیا و کائنات کے خزانے بھرے ہوئے ہیں۔

مالک کونین ہیں کو پاس کچھ رکھتے نہیں  
 دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں  
 اپنے پاس نہیں رکھتے۔ کوئی جیب نہیں کوئی لا کر نہیں ہے کوئی بک بیلنس نہیں ہے۔  
 لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرما دیتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ یہ سونا کہاں سے آ گیا  
 ہے۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوڑے کے خزانے سے آیا ہے۔ دنیا قلیل  
 ہے یہ دنیا کے خزانے سے نہیں آیا۔ یہ کوڑے اور کوڑے کے خزانے سے آیا ہے۔ یہ جو  
 ستون تمہیں نظر آ رہا ہے کیا اس میں سونا ہے۔ نہیں ہے۔ یہ کاربن ہے۔ سیمنٹ، ریت،  
 بجری وغیرہ سے یہ ستون بنا ہے اور یہ سب کاربن ہے۔ کاربن ایک Element  
 ہے۔ سو سے زائد ایٹمی نمٹ Element ہیں اور ہر ایٹمی نمٹ انفرادی حیثیت میں موجود  
 ہے ہر ایک کا اپنا Atomic Number ہے۔ کسی کا Atomic Number  
 تبدیل نہیں ہوتا اس وجہ سے ایک ایٹمی نمٹ دوسرے ایٹمی نمٹ میں تبدیل نہیں ہوتا۔ لوہا  
 چاندی نہیں بن سکتا۔ چاندی لوہا نہیں بن سکتی۔ اس طرح کوئی ایٹمی نمٹ سونا نہیں بن  
 سکتا۔ آکسیجن ہائیڈروجن نہیں بن سکتی۔ ہائیڈروجن آکسیجن نہیں بن سکتی۔ کاربن سونا  
 نہیں بن سکتی۔ لیکن اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس ستون کو کہہ دیں کہ سونا بن جا تو یہ  
 اسی وقت سونا بن جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو مکہ

مکرمہ کے سارے پہاڑ سونا بن جائیں گے اور اگر ان کو یہ بھی حکم دوں کہ میرے ساتھ ساتھ چلو یہ چل بھی پڑیں گے۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک میں جو طاقت ہے یہ کوڑ ہے۔ یہ کھجوروں کے درخت کہاں سے آگئے یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کوڑ سے آئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ میں تشریف لے گئے واپسی پر صحرا آگیا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ صحرا کیا ہوتا ہے۔ دور دور تک ریت ہی ریت کوئی درخت نہیں کوئی سایہ نہیں کوئی سبزہ نہیں۔ کوئی پانی کا نام و نشان نہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس پانی بھی ختم، ستوبھی ختم، اتنی شدت کی پیاس کہ جب اونٹ کو ذبح کرتے تو اس کی اوجھری کو چوس کر اپنی پیاس بجھانے کی کوشش کرتے۔ وہ اوجھری کہ جس کو آپ عید الضحیٰ کے موقعہ پر باہر گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیتے ہیں۔ جس سے بدبو اور نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی نہیں ہے۔ پیاس سے مر رہے ہیں۔ ستواور کھجوریں بھی ختم ہیں اور بھوک بھی تنگ کر رہی ہے۔ فرمایا کہ ایک پیالہ لے آؤ اور اگر کسی کے پاس کوئی پانی ہو تو وہ اس میں ڈال دیں۔ چند قطرے پانی کے نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا دست رحمت رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں مبارکہ کی درمیان سے پانی کی نہریں چل پڑیں۔ چودہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے پانی پی لیا۔ مشکیزے بھر لئے۔ اپنے جانوروں کو پانی پلا لیا۔ یہ پانی کہاں سے آیا۔ کیا یہ دنیا کا پانی ہے۔ یہ دنیا کا پانی نہیں ہے۔ صحرا میں تو ویسے ہی پانی نہیں تھا۔ یہ پانی کہاں سے آگیا۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کوڑ ہے۔ دنیا قلیل ہے لیکن یہ پانی تو دنیا کا ہے ہی نہیں۔ یہ تو اس کوڑ کا پانی ہے جو نبی



پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یا حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ لشکر میں سے کھجوریں اکٹھی کریں۔ سارے لشکر میں سے صرف اکاون (51) کھجوریں ملیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجوریں ایک جگہ رکھ کر اوپر چادر ڈال دی۔ فرمایا کہ اپنی اپنی ضرورت کے مطابق کھجوریں لے لو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے کھجوریں لے لیں۔ اپنے بورے بھی بھر لئے۔ برتن بھی بھر لئے۔ ہر طرف کھجوریں ہی کھجوریں نظر آ رہی ہیں۔ جب کپڑا اٹھایا گیا تو وہی اکاون کی اکاون کھجوریں موجود تھیں۔ یہ کھجوریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوثر سے آئی ہیں۔ اس یہودی نے دنیا کے قلیل ہونے کو دیکھ لیا۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کوثر کو نہ دیکھ سکا۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا قلیل ہے تو وہ سچ ہی فرماتا ہے اور جب وہ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوثر عطا کر دی ہے تو یہ بھی سچ ہی ہے قرآن سچا ہے۔ قلیل بھی سچ ہے اور کوثر بھی سچ ہے۔ یہ کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ یہ عقل کا فتور ہے۔ یہ ایک سازش ہے۔ کہ جب شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھٹانا ہو تو ایسی باتیں ذہن میں آتی ہیں۔ یہ قرآن کا تضاد نہیں ہے بلکہ نعوذ باللہ قرآن کو جھوٹا ثابت کرنے کی سازش ہے۔ اسلام کے خلاف ایک سازش ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد محترم حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال فرما گئے۔ وہ بہت مقروض تھے۔ ان کا ایک چھوٹا سا باغ تھا۔ کھجوروں کو پھل بھی زیادہ نہ آیا تھا۔ جو قرض خواہ تھے وہ اکٹھے ہو کر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ گئے کہ ہمارا قرض واپس کرو۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد صاحب فوت ہو گئے ہیں اور بہت سارا قرضہ چھوڑ گئے ہیں۔ اس سال کھجوروں کو پھل بھی اتنا نہیں لگا کہ سارا قرضہ اتر جانے کی امید ہو۔ قرض خواہ بڑی سختی سے قرض کی واپسی کا تقاضا کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ اگلے موسم میں قرض واپس کر دیں گے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ نہیں مانتے ہیں۔ فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ پھل کے پکنے کا تو انتظار کر لیں۔ وہ مان گئے۔ جب کھجوریں پک گئیں تو چند کلو کھجوریں اتریں۔ فرمایا کہ کھجوریں اتار کر لے آؤ۔ ان کو نیچے رکھ کر اور چادر ڈال دو اور تمام قرض خواہوں کو بلاؤ اور ان سے کہہ دو کہ فلاں نرخ پر اپنا اپنا قرضہ کے مطابق کھجوریں لے جاؤ۔ سارے قرضے اتر گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری نوجوان بہنیں بھی ہیں ان کی شادی بھی کرنی ہے۔ جس کیلئے جہیز وغیرہ کے خرچ اخراجات کی ضرورت وغیرہ بھی ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب اپنی بہنوں کے جہیز بنانے کیلئے کھجوریں بیچنی شروع کر دو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ قرضے اتر گئے۔ جہیز بھی بن گئے جب کپڑا ہٹایا گیا تو جو کھجوریں شروع میں تھیں وہ ویسی کی ویسی پڑی ہوئی تھیں۔ یہ قرضہ کہاں سے اتر ا۔ جہیز کس دنیا سے آیا۔ یہ کسی دنیاوی خزانے سے نہیں آیا بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کور کے خزانے سے آیا ہے۔ دنیا قلیل ہے لیکن کور قلیل نہیں ہے۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْعَبِيدُ -

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 11-07-15

## نسخہ تسخیر

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ اِنَّ رَبَّ الْمَلٰٓئِكِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَلِيُّ الْمَلِكِ

وَمَلِكُكَ يَصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا

تَسْلِيمًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلِّ عَلَى الْكَ

وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا صَبِيْهَ اللّٰهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں

اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے

رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے

آپ کی زلفوں کے سایے سے رات بنتی ہے

معزز حاضرین! گڈونے نعت پڑھی ہے کہ

یا نبی نسخہ تسخیر کو میں جان گیا

اس کو سب جان گئے آپ کو جو مان گیا

ڈوبتے ڈوبتے جب ان کی طرف دھیان گیا

لے کے ساحل کی طرف خود مجھے طوفان گیا

زندگی عشق محمد کے سوا کچھ بھی نہیں  
 اے زندگی تیری حقیقت کو میں پہچان گیا  
 سب نظارے مجھے دنیا کے لگے بے معنی  
 جب میرا گنبد خضراء کی طرف دھیان گیا  
 نعت شریف پڑھی گئی ہے جس میں ایک شعریوں بھی آیا ہے کہ  
 یا نبی نسخہ قنخیر کو میں جان گیا  
 اس کو سب جان گئے جو آپ کو مان گیا

یہ شعر سب سے زیادہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر Fit آتا ہے کہ  
 حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق کس نے مانا ہے۔ یہ میرے رب نے مانا  
 ہے۔ ہماری ان کو صدیق ماننے کی اتنی اہمیت نہیں ہے۔ ہم جس کو سب سے بڑا  
 دولت مند سمجھتے ہیں اس سے بڑھ کر بھوکا بندہ میں نے نہیں دیکھا۔ ہر وقت دولت  
 کی ہوس میں رہتا ہے۔ جو سب سے زیادہ شریف سمجھا جاتا ہے اس سے بڑھ کر  
 کوئی بد معاش نہیں ہوتا۔ جتنا کوئی نچی ہوتا ہے اس سے بڑھ کر وہ کنجوس ہوتا ہے۔  
 یہ سب الٹ ہی ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو بھی ہمارے ماننے کی کوئی اہمیت نہیں  
 ہوتی۔ ہمیں اس کی کسی چیز کا علم نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ کو تو ہر چیز کا علم ہے۔  
 حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا مانا تو  
 پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا جانا۔ صلح حدیبیہ کے  
 موقع پر مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس کی تمام تر شرائط  
 بظاہر مسلمانوں کے خلاف نظر آتی تھیں۔ مثال کے طور سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ



اگر کوئی کافر مسلمان ہو کر مسلمان کی طرف آئے تو اسے واپس کر دیا جائے گا لیکن اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر کافروں کی طرف چلا جائے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ مسلمانوں کیلئے ایسی شرائط قابل قبول نہ تھیں اس لئے وہ بڑے بے چین نظر آرہے تھے۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ذرا زیادہ ہی بے چین تھے اور انہوں نے تو عرض ہی کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ہنگ آمیز شرائط پر صلح کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور انہیں بھی ایسی ہی بات کہی تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ صلح نامہ کس نے کیا ہے۔ فرمایا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معاہدہ کیا ہے تو پھر ٹھیک ہی کیا ہے۔ اور اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بھی مانتا ہے اور پھر ان کے علم غیب پر اعتراض بھی کرتا ہے کہ یہ شرائط صحیح نہیں ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے نبی ہیں اور علم غیب جانتے ہیں ان کو سب معلوم ہے کہ ایسے معاہدے کا نتیجہ یقیناً مسلمانوں کے حق میں نکلے گا۔ اس موقع پر چودہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم موجود تھے اور ہر صحابی ہی صلح نامہ کی شرائط پر مطمئن نہ تھا بلکہ پریشان تھا لیکن جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استدلال سنا تو سب ہی مطمئن ہو گئے۔ ”اس کو سب جان گئے جو ان کو مان گیا۔“۔ اللہ تعالیٰ نے اس معاہدہ کو مسلمانوں کے لئے فتح مبین فرمایا ہے۔ معراج کے واقعہ کو لے لیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ



وسلم کی زبان اقدس سے یہ نہیں سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں یہ دیکھا ہے وہ دیکھا ہے۔ عمر بن ہشام جو اپنے آپ کو ابو الکھت کہلاتا تھا اور بعد میں ابو جہل جہالت کا باپ کہلایا ہے اس نے جب سنا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد اقصیٰ گیا ہوں اور واپس بھی آ گیا ہوں۔ اس نے سوچا کہ اب موقع ہاتھ آ گیا ہے کہ مسلمانوں کو ورغلا یا جائے کوئی بھی یہ ماننے کو تیار نہ ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے کچھ حصہ میں مسجد اقصیٰ گئے اور پھر واپس بھی آ گئے۔ وہ سب سے پہلے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور کہنے لگا کہ ایک بندہ کہتا ہے کہ وہ رات کے تھوڑے سے حصہ میں مسجد اقصیٰ گیا ہے اور پھر واپس بھی آ گیا ہے کیا ایسا ہو سکتا ہے کیا یہ ممکن ہے۔ فرمایا کہ نہیں ہو سکتا۔ ابو جہل نے تین مرتبہ یہ سوال دہرایا اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تینوں مرتبہ ہی نفی میں جواب دیا۔ ابو جہل کہنے لگا کہ تیرا نبی یہ بات کہتا ہے تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ طیش میں آ گئے فرمایا کہ تو کہتا ہے کہ ایک بندہ ایسا کہتا ہے۔ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک عام بندہ نہیں ہے جو تو نے سمجھ لیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں وہ اگر اس سے بھی کوئی بڑی بات کہیں تو میں اسے بھی بلا جھجک بلا پس و پیش تسلیم کرتا ہوں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معجزہ معراج کو مان کر آج سے حضرت ابو بکر صدیق، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گئے ہیں اور ابو الکھت اس واقعہ کی تکذیب کر کے ابو جہل بن گیا ہے۔ تصدیق اور تصدیق

کرو۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واقعہ معراج ایک کافر کے منہ سے سنا اور اس کی تصدیق فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطاب سے نوازا۔ ”اس کو سب جان گئے جو آپ کو مان گیا۔“ لوگ آج بھی ایسے ہیں جو واقعہ معراج کے انکاری ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ ایک خواب کی حالت تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری ایام میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ موتہ میں شہید ہونے والے مسلمان مجاہدین کا بدلہ لینے کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ لشکر ابھی مدینہ منورہ سے پانچ کلومیٹر دور ہی پہنچا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری وصال شریف ہو گیا تو یہ لشکر وہیں سے ہی واپس آ گیا۔ وصال شریف کے تین روز بعد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لشکر اسامہ کو اپنی منزل کی طرف روانہ ہونے کا حکم فرما دیا۔ صحابہ کرام اور خصوصی طور پر حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یہ وقت لشکر کی روانگی کے لئے موزوں نہیں ہے۔ اس کی روانگی موخر کر دی جائے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس لشکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ ہونے کا حکم فرمایا تھا میں اس کو ہرگز نہیں روک سکتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے نمائندہ کے طور پر حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پھر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا کہ اگر آپ لشکر اسامہ کو ضروری بھیجنا چاہتے ہیں تو کم از کم اس کے نوجوان امیر لشکر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تبدیل فرما کر ان کی جگہ کوئی عمر رسیدہ۔

تجربہ کار اور ماہر حرب جرنیل کو مقرر فرمادیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ آگیا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے خطاب کے بیٹے (عرب غصہ کی حالت میں اسی طرح بولتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر لشکر مقرر فرمائیں اور تم کہتے ہو کہ اس کو تبدیل کر دوں۔ جاؤ جا کر لوگوں سے کہہ دو کہ یہ ہم نہ تو ملوئی ہوگی اور نہ ہی اس کا امیر لشکر تبدیل ہوگا۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر فرمائے ہوئے ہیں اور میری طاقت نہیں ہے کہ میں اس سے انحراف کروں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ دلیل حب رسول اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم شاہکار ہے۔ لشکر اسامہ جس کامیابی سے سرخرو ہو کر واپس آیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فراست استقامت تدبیر اور بصیرت کے قائل ہو گئے اور انہیں صحیح فیصلہ کرنے کے مجاز سمجھ گئے ان کے استدلال سے مطمئن ہو گئے۔ ”اس کو سب جان گئے جو آپ کو مان گیا۔ لشکر اسامہ اور امیر لشکر کی نامزدگی جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اسے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جان گئے تھے تو تمام صحابہ ان کے اس فیصلہ کو مان گئے تھے۔ ہجرت کے موقع پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایڑھی مبارک پر سانپ نے ڈس لیا۔ سانپ کا زہر جسم میں سرایت کر گیا جس سے آپ کو پینہ آگیا اور ایک قطرہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر بھی گر گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے فرمایا اے ابو بکر کیا رو رہے ہو۔ عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ



علیہ وسلم رو نہیں رہا ہوں کسی موذی چیز نے کاٹ لیا ہے جس سے پسینہ آ گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایدھی میری طرف کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زخم پر اپنا لعاب دہن لگایا تو فوری طور سے شفا ہو گئی لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت پیاس لگ گئی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیاس لگ رہی ہے فرمایا کہ غار سے باہر نہر چل رہی ہے وہاں سے پانی پی آؤ۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی چوں چاں نہیں کی ذرا بھی سوچ بچار نہیں کی کہ ابھی تو باہر سے آئے ہیں وہاں کوئی نہر نہ تھی اور پھر اتنی بلندی پر نہر کا چلنا ویسے ہی محال اور ناممکن ہے۔ آپ غار سے باہر نکلے تو دیکھا کہ نہر چل رہی ہے آپ مانتے تھے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی فرمادیں ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ اس میں عقل کو کوئی دخل نہیں ہوتا اور نہ ہی عشق عقل استعمال کرتا ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہر کے ہونے یا نہ ہونے سے متعلق عقل استعمال نہیں کی آپ باہر نکلے تو نہر چل رہی تھی آپ نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ آپ واپس تشریف لائے اور پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہر کہاں سے آگئی اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تجھے پیاس لگی تو میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کر دیا کہ یا اللہ تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یا رکو پیاس لگ رہی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو حکم دیا کہ جنت میں بننے والی نہروں میں سے ایک نہر کا رخ غار ثور کی طرف موڑ دے کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حبیب صدیق اکبر کو پیاس لگ رہی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے



عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اللہ تعالیٰ کے ہاں میرا یہ مقام ہے فرمایا کہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ اور فرمایا کہ تیرے ساتھ بغض رکھنے والا ہرگز جنت میں نہیں جائے گا اگرچہ اس کے اعمال ستر انبیاء علیہم السلام کے اعمال کے برابر ہوں۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ مقام عطا فرمایا ہے جو انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین ہستی بنایا ہے اور سب آپ کو جان گئے ہیں۔ اس کو سب جان گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان گیا۔“

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں اس لئے ہے کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی انگلی عطا فرمائی کہ اس پر اسم اللہ لکھوا کر لائے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے اور انگلی پر اللہ مُحَمَّد لکھوا کر لے آئے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ انگلی مبارک پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تجھے کہا تھا کہ صرف اسم اللہ لکھوا کر لائیں۔ آپ نے اللہ بھی لکھوا دیا اور مُحَمَّد بھی لکھوا دیا اور ساتھ اپنا نام ”صدیق“ بھی لکھوا دیا ہے یہ کیا کیا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اسم اللہ لکھوانے کا حکم فرمایا تھا لیکن میری محبت نے کو ارا نہ کیا کہ صرف اللہ بھی لکھا جائے اور اس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نام نامی اسم گرامی مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وسلم نہ لکھا جائے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے نام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام الگ کرنا

مناسب نہ سمجھا لیکن میں نے اپنا نام صدیق خود میں نے نہیں لکھوایا اس کے لکھے جانے کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت نے اللہ کے نام سے آپ کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم علیحدہ کرنا کوارا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی صدیق کا نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ کرنا کوارا نہ کیا اور مجھے حکم دیا کہ اللہ کے ساتھ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم صدیق نے لکھوا دیا ہے اور مُحَمَّدٌ کا ساتھ ”صدیق“ تو لکھ دے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مقام ہے اور آپ کو یہ مقام کس طرح سے حاصل ہوا ہے کہ جب آپ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے تو اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہچان کرائی ہے۔ ”اس کو سب جان گئے جو آپ کو مان گیا۔“ جنت کا ٹکٹ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیں گے۔ پوچھا کہ آپ سب کو جنت کا ٹکٹ دیدیں گے فرمایا کہ نہیں میں صرف اس کو جنت کا ٹکٹ دوں گا جس کے دل میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت ہوگی۔ یہ مقام صدیق ہے اگر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کسی کے دل میں نہیں ہے تو اسے نہ جنت اور نہ جنت کا ٹکٹ ملے گا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل جانے میں اس کو مفتری کی سزا یعنی اسی کوڑے لگاؤں گا۔ ”اس کو سب جان گئے جو آپ کو مان گیا۔“ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا

ہے تو سب آپ کو جان گئے آپ کے مقام کو پہچان گئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات کو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے جنت عدن سے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم تجھ میں داخل نہیں ہوگا مگر وہ جو اس مولود سے محبت رکھتا ہوگا۔ یہ مقام صدیق ہے اللہ تعالیٰ آپ کی عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس میں سبق ہے کہ جب کبھی بھی کوئی مشکل پیش آ جائے تو درود شریف پڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کر کے جب اپنی مشکل اور حاجت روائی کی دعا کی جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدد کو پہنچتے ہیں اب آخری بات ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی عظیم ہستی کی دعا دیکھیں کہ کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے کچھ مانگ لو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھیں ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور بس اور مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ آپ بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دعا مانگ لیا کریں کہ کتے دیکھن توں پہلاں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب برہانش حاجی غلام محی الدین صاحب

## وسیلہ نجات کے

## 33 حصوں کی تعلیمات کا نچوڑ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ اللَّهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

وَمَا كُنْتُ بِصَلَاةٍ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا

تَسْلِيمًا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلِّ عَلَى

وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا صَبِيحَ الْوَسْطَى

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! وسیلہ نجات کے تینتیس (33) حصے چھپ چکے ہیں۔ اب کسی کو کہتے

ہیں کہ وسیلہ نجات پڑھو تو وہ کہتا ہے کہ تینتیس کتب پڑھنے کے لئے میرے پاس وقت

نہیں ہے، اتنی فرصت نہیں ہے تو بندہ لا پرواہی کر جاتا ہے، پڑھتا ہی نہیں ہے۔ آج

کی اس نشست میں ان تمام حصوں کی تعلیمات کا خلاصہ پیش کرتے ہیں تاکہ جو نہ

پڑھ سکے ہوں وہ سن ہی لیں اور اللہ کرے اس پر عمل بھی کر لیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے کہ جب تم صحت مند ہو تو جو کام کرنا چاہتے ہو وہ کر لو اس

سے قبل کہ تمہیں بیماری گھیر لے۔ فرمایا کہ تم اپنی امارت میں کام کر لو اس سے قبل کہ تم

مفلس اور غریب ہو جاؤ۔ آپ جانتے ہیں Money makes the mare go

دام بنائے کام۔ غربت کی وجہ سے تمہارے کئی کام رک جاتے ہیں جبکہ امیر اپنی دولت



کے زور پر ہر کام کر جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جوانی میں کام کر لو جو تم سے بڑھاپے میں نہ ہو سکے گا۔ جو کرنا چاہتے ہو زندگی میں کر لو اس کے قبل تمہیں موت آ جائے۔ اپنی فرصت میں کر لو اس سے قبل کہ تم مشغول ہو جاؤ۔ حدیث شریف کے مطابق ہر کام اپنے صحیح وقت کے مطابق کر لو۔ وہ کہتے ہیں تاکہ make hay while the sun shines یا یہ کہ Strike while the iron is hot۔ اب ان باتوں کے جواب میں ہے کہ ہم کریں کیا۔ کون سا کام کر کے ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ آپ کہیں کہ دوڑو، دوڑو، دوڑو۔ خوب زور سے دوڑو۔ میں دوڑ تو لگاؤں لیکن کس طرف کو دوڑوں۔ میری منزل مقصود کیا ہو۔ میری Destination کیا ہو، میرا Goal کیا ہو۔ پہلے منزل کا پتہ چلے پھر اس سمت میں دوڑوں۔ اگر اسلام آباد جانا ہے تو پہلے پتہ ہو تو پھر دوڑ لگاؤں گا تو اسلام آباد پہنچ جاؤں گا یا یہ کہ صرف دوڑنا ہی کافی ہے۔ کیا صرف بھاگنے سے کام بن جائے گا۔ اگر آپ دائرے کے محیط پر بھاگ رہے ہیں تو خواہ کتنا ہی وقت بھاگتے رہیں، کتنا ہی فاصلہ بھاگتے رہیں لیکن ساری دوڑ لگانے کے بعد آپ وہیں ہوں گے جہاں سے دوڑ شروع کی تھی۔ کہتے ہیں کہ کلہو کا تیل کسی منزل پر نہیں پہنچ پاتا کیونکہ وہ ایک ہی دائرے میں چکر لگاتا رہتا ہے۔ اب پہلے دیکھیں کہ جوانی میں کرنے والا کون سا کام ہے جو بڑھاپا آنے سے پہلے کیا جائے۔ جو صحت میں کیا جائے قبل اس کے کہ بیمار ہو جاؤ۔ میری میں کیا کرنا چاہیے قبل اس کے کہ مفلس ہو جاؤ۔ زندگی میں کام کر لو اس سے قبل کہ تمہیں موت آ جائے جو کرنے والی چیزیں ہیں وہ چند ایک ہیں جو آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ آپ ذرا غور فرمائیں اللہ کرے کہ آپ کو پسند آ جائیں اور اللہ تعالیٰ یہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان چیزوں میں

کوئی ترتیب نہیں ہے کہ پہلے یہ کرو پھر وہ کرو اور بعد میں وہ کرو۔ یہ تمام اکٹھی ہی شروع کی جائیں گی۔ سب سے اول نمبر یا سب سے آخر والی بات نہیں ہے۔ اولین اور اہم ترین بات یہ ہے کہ سنی بن جاؤ۔ اگر سنی نہیں ہے تو پھر کچھ بھی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت کے ہتھ فرقتے ہوں گے لیکن ان میں سے ہتر (72) فرقے جہنمی ہوں گے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ کلمہ کوہوں گے فرمایا کہ ہاں وہ کلمہ پڑھیں گے، نمازیں پڑھیں گے۔ روزے رکھیں گے حج زکوٰۃ، قربانی سب کچھ کریں گے لیکن پھر بھی جہنمی ہو گے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو جنتی فرقہ ہوگا اس کا نام کیا ہے۔ فرمایا: اس کا نام اہل سنت و جماعت ہے۔ صرف اس فرقے کی بخشش ہوگی۔ کسی دوسرے فرقے کی بخشش نہیں ہوگی۔ وہ خواہ کتنے ہی اعمال کر لیں گے۔ ساری عمر چلے نکالتے رہیں۔ ایسا فرقہ بھی ہے جن کے ہاں چلہ کشی کی بہت اہمیت اور فضیلت ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ جو ایک دفعہ چلہ نکال لیتا ہے اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ وہ جتنے بھی دن کا چلہ کرنا چاہیں کر لیں۔ ایک روز کا چلہ دو روز کا، تین روز کا، ہفتہ بھر کا چلہ، ایک ماہ کا چلہ، دو ماہ کا چلہ، تین ماہ کا چلہ، سال بھر کا چلہ، برما کا چلہ، رنگون کا چلہ، یورپ کا چلہ، انگلینڈ، امریکہ کا چلہ، لیکن اگر سنی عقیدہ نہیں ہے تو پھر یہ چلہ کشی بھی کام نہیں دیتی۔ اللہ تعالیٰ سب کو نصیب کرے، سب سے بڑی نعمت سنی ہونا ہے۔ اگر سنی نہیں تو سب کچھ ختم۔ داڑھی، ٹوپی، اڑگئی، بجدے غائب ہو گئے، روزہ بھوک پیاس کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ اس لئے پہلی چیز تو یہ ہے کہ ہمیں اپنی زندگی، جوانی، صحت اور فرصت کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ سنی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ دوسری چیز جو بہت اہم ہے وہ محبت رسول

صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے دل میں میری محبت نہیں ہے وہ بے ایمان ہے، جس کے دل میں میری محبت نہیں ہے اس میں ایمان نہیں ہے، جس دل میں میری محبت نہیں ہے اس میں ایمان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عطا فرمائے۔ کسی نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت ہے یا کہ اللہ تعالیٰ سے ہے۔ فرمایا: مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت ہے، کسی نے کہا کہ مومن کو تو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت مومن کو ہوتی ہے لیکن مومن بننے کے لئے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضروری ہے۔ اگر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دل میں نہیں ہے تو پھر تو مومن ہی نہیں ہے۔ اگر مومن نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ غلط ہے۔ پھر یہ بے ایمانی ہے اور بے ایمانی کا انجام آپ جانتے ہی ہیں کہ بے ایمان کہاں جائے گا۔ سیدھا جہنم میں جائے گا۔ حضرت سیدنا عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنی بڑی ہستی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں مجھ سے کتنی محبت ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیوی بچوں سے زیادہ محبت ہے۔ مال، کاروبار سے بھی زیادہ محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ فرمایا کہ کیا تمہیں اپنی جان سے بھی زیادہ محبت مجھ سے ہے۔ عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی ایسا نہیں ہے۔ فرمایا کہ پھر تو تیرا ایمان ہی کامل نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ فرمائی تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ فرمایا کہ بات اب بنی ہے۔ اب تیرا ایمان کامل ہوا ہے۔ آپ بھی اپنی بات بتالو۔ نبی



کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کر لو۔ یہ دوسری چیز تھی جو بہت اہم ہے کہ حضور نبی  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو، ہر کارِ غوثِ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے محبت ہو، ہر کارِ  
 غوثِ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے محبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے ہے  
 وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ہیں، ہم اس لئے ان سے محبت کرتے ہیں۔  
 اہل بیت سے محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے کرتے ہیں۔ ہم حضرت سیدنا  
 صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت اس وجہ سے کرتے ہیں کہ وہ آپ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔ یہ محبت کیا کرتی ہے فرمایا کہ جہاں تیرا محبوب ہوگا تو بھی اس  
 کے ساتھ ہوگا۔ حشر میں جنت میں اس کے ساتھ ہوگا۔ اگر خدا نخواستہ تیرا محبوب  
 جہنمی ہے تو پھر تو بھی اس کے ساتھ جہنم میں ہی ہوگا اس لئے ذرا ہوش سے محبت کرنا  
 کہ یہ محبوب اور محبت کو اکٹھا رکھتی ہے لہذا جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوگی  
 وہ کہاں ہوگا۔ وہ وہیں ہوگا جہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ اب ایک  
 تیسری چیز ہے جو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اہم ہے وہ ادب رسول صلی اللہ  
 علیہ وسلم ہے۔ اگر ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے تو پھر محبت رسول صلی اللہ علیہ  
 وسلم بھی گئی اور تمہارا سنی ہونا بھی گیا۔ آپ سورت الحجرات پڑھیں، اللہ تعالیٰ فرماتے  
 ہیں کہ اگر تمہاری آواز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہوگئی تو تمہارے  
 اعمال اکارت جائیں گے اور تمہیں شعور بھی نہیں رہے گا۔ آپ نے کلمہ پڑھا۔ نماز،  
 روزہ، حج، قربانی، زکوٰۃ تمام اعمال کئے، یہ تمام اعمال کب ضائع جاتے ہیں کہ جب  
 بندہ کافر ہو جاتا ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی سے چھوٹی بے ادبی  
 ہو جاتی ہے تو تمام اعمال صالحہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ ادب اتنی بڑی اہم چیز ہے۔



تقویٰ کیا ہوتا ہے۔ تقویٰ وہ ہے کہ جس کی وجہ سے بندے کی عزت اللہ تعالیٰ کے ہاں ہوتی ہے۔ اِنْ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ فَتَرَاهُ يَرْفَعُ رَجُلًا مِّنْكُمْ (سورۃ الحجرات)۔ یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔ ”پرہیز گاری گناہوں سے بچنا۔ خشوع و خضوع کرنا۔ ادب کرنا تقویٰ کہلاتا ہے۔ یہ ظاہری تقویٰ ہے۔ دل کا تقویٰ کیا ہے۔ سورت الحجرات میں ہی ہے کہ دل کا تقویٰ یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب تیرے دل میں ہو۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر دل کا تقویٰ بھی نہیں ہے اگر دل کا تقویٰ نہ ہو تو پھر ظاہری تقویٰ تو خود ہی Evaporate ہو جاتا ہے۔ Evaporation کیا ہوتا ہے یہ عمل تبخیر ہوتا ہے۔ جس طرح سے کہ پانی گرمی سے بھاپ بن کر اڑ جاتا ہے اسی طرح تمہارا ظاہری تقویٰ بھی اڑ جاتا ہے۔ اگر بظاہر کسی میں بہت تقویٰ ہے، بہت پرہیز گار ہے لیکن اگر دل میں ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے تو پھر اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ ریا کاری ہے، محض دکھلاوہ ہے۔ متقی وہی ہے کہ جس کے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ہو۔ اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے۔ وَتَذَكَّرُونَ وَتَتَّقُونَ (سورۃ الحجرات) ”اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو“ جب ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب رکن ایمان ہے۔ سورت الحجرات پڑھیں اور دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح سے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب سکھاتا ہے۔ فرمایا اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش قدمی نہ کرو۔ لہذا راستہ چلنے میں، بات کرنے میں یا کسی بھی صورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھنا بے ادبی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے پسند نہیں فرماتا۔ سورت نور میں فرمایا: ”رسول کے پکارنے کو آپس میں

ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں سے ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ ہم اپنی گفتگو میں ایک دوسرے کو بھائی۔ بھیا، ماموں، چچا وغیرہ کہہ کر مخاطب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے الفاظ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے سے منع فرمایا ہے۔ یہ بھی ادب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ پھر اسی سورت میں ہی فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی ایسے کام کے لئے حاضر ہوئے ہوں جس میں بلائے گئے ہوں یا جمع کئے گئے ہوں تو پھر جب تک اجازت حاصل نہ کریں وہاں سے نہ جائیں۔ پھر ادب کا تقاضا یہ ہے کہ جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اجازت فرمادیں وہ چلے جائیں اور جن کو اجازت نہ فرمائیں وہ نہ جائیں۔ بارگاہ نبوت میں آ کر پھر بلا اجازت چلے جانا منع ہے۔ یہ ادب کے خلاف ہے۔ سورت الاحزاب میں فرمایا: ”اے ایمان والو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں بلا اجازت داخل نہ ہوں۔“ مثال کے طور سے جب تمہیں کھانے کیلئے بلایا جائے تو وہاں کھانے کے پکتنے کا انتظار نہ کرو بلکہ جب بلائے جاؤ تو پھر حاضر ہو۔ جب کھانا کھا چکو تو پھر وہاں سے چلے جاؤ وہیں بیٹھے ہوئے باتوں میں دل نہ بہلاؤ۔ اس سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا ہوتی ہے لیکن وہ اپنے اخلاق کریمانہ کی وجہ سے تمہیں جانے کا حکم نہیں دیتے۔ یہ ان کی مہمان نوازی ہے لیکن تم ادب کا لحاظ ملحوظ خاطر رکھو۔ کھانا کھانے کے بعد اب جب تم فارغ ہو چکے تو پھر بے کار وہاں بیٹھے ہوئے باتوں میں نہ لگ جایا کرو بلکہ واپس چلے جایا کرو۔ پھر اسی سورت میں فرمایا کہ اگر تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے کوئی چیز استعمال کرنے کے لئے مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ اس میں زیادہ تقویٰ ہے اور ادب ہے۔ سورت البقرہ میں ہے۔ ”ایمان والو! اے اللہ کے رسول! کہہ دو“

حضور نبی کریم جب ارشادات فرماتے تو اگر کسی بات کی سمجھ نہ آتی تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم عرض کرتے کہ **اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِکَ** یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری رعایت فرماتے ہوئے یہ کلام واضح فرمادیں۔ یہودی کی زبان میں **اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِکَ** تھی۔ یہودیوں نے بُری نیت سے یہ لفظ کہنا شروع کر دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہودیوں کی زبان جانتے تھے۔ انہوں نے جب یہ سنا تو یہودیوں سے فرمایا کہ اگر تم نے یہ لفظ دوبارہ بولا تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ یہودیوں نے کہا کہ مسلمان بھی تو یہی لفظ بولتے ہیں اسی پر اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ نازل فرمائی اور مسلمانوں کو **اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِکَ** سے منع فرمادیا اور **اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِکَ** حکم فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف نگاہ کر فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ بارگاہ نبوت کا ادب و احترام خود سکھاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہی ہے کہ ایک قبیلہ کے لوگ دوپہر کے وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے آئے اور دروازہ سے باہر سے ہی بلند آواز میں پکارنا شروع کر دیا۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے ان کی بلند آوازیں سن کر بابر تشریف لائے اللہ تعالیٰ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل آنے کو پسند نہ آیا تو آیت مبارکہ نازل فرمادی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں باہر سے ہی آوازیں دینا شروع نہ کر دیا کرو بلکہ تمہارے لئے کیا ہی اچھا ہوتا کہ تم صبر کرتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم از خود ہی بابر تشریف لاتے۔ یہ ادب ہے۔ ان تین چیزوں کے علاوہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جو بات ہمیں سکھائی پڑھائی اس کی تعلیم دی کہ اے لوگو تم کسی کے بیعت ہو جاؤ۔ کسی ولی کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ نبی کریم صلی اللہ



علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے کہ جس کی بیعت نہیں وہ ایسے ہی مر گیا کہ جیسے جاہلیت کی موت مر گیا۔ علماء کرام سے پوچھا ہے کہ یہ جاہلیت کی موت کیسی ہوتی ہے۔ فرمایا کہ یوں سمجھو کہ جس طرح ابو جہل مر گیا۔ اگر بیعت نہیں ہے تو تمہاری موت ابو جہل کی موت کی طرح ہے۔ دین اسلام میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا کیا مقام ہے وہ ایسی ہستی ہیں کہ جنہوں نے فقہ حنفی بنائی ہے جس میں ساڑھے پانچ لاکھ مسائل کا حل ہے۔ نماز میں ہاتھ کہاں باندھنے چاہئیں۔ یہ مسئلہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فقہ میں حل فرمایا ہے۔ آپ نے احادیث مبارکہ اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر یہ فرمایا ہے کہ نماز میں ہاتھ ناف سے ذرا نیچے باندھیں۔ نماز شروع کیسے کی جائے یہ بھی انہوں نے بتایا ہے۔ رکوع کیسے کرنا ہے۔ سجدہ کیسے کرنا ہے ایسی چھوٹی چھوٹی چیزیں جن کی تعداد پانچ لاکھ سے زیادہ بنتی ہے۔ وہ آپ نے بیان فرمائی ہیں۔ آپ بڑی عمر کے ہو کر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیعت ہوئے۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت صاحب آپ خود بڑے عالم فاضل ہیں آپ فقہ خود بتانے والے ہیں مفسر ہیں قرآن کی ہر آیت مبارکہ کا شان نزول جانتے ہیں۔ نسخ منسوخ جانتے ہیں۔ محدث ہیں ہر حدیث کی شرح جانتے ہیں آپ کو بیعت ہونے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ فرمایا کہ اگر میں بیعت نہ کرنا تو جہنمی ہوتا۔ یہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ جس کے ہاتھ میں دامن پیر نہیں ہے اس کا اسلام میں حصہ ہی نہیں ہے اور حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

راہ دے راہ دے ہر کوئی آکھے تے میں وی آکھاں راہ دے  
 بنا مرشداں راہ نہیں لبھنا تے رل مرسلں وچہ راہ دے



اگر کسی مرشد کامل کا دامن تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے تو تمہارے اعمال صالحہ بھی کسی کام کے نہیں رہتے۔ حضرت سلطان العارفین حق باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔۔۔  
 تسبیح پھری تے دل نہ پھریا کی لینا تسبیح پھڑ کے ہو  
 چلے کڈھے کچھ نہ کھٹیا کی لینا چلیاں وڑ کے ہو  
 علم پڑھیا تے ادب نہ سکھیا کی لینا علم نوں پڑھ کے ہو  
 جاگ بنا دودھ حمد دے ناہیں بھانویں لال ہووے کڑھ کڑھ کے ہو  
 جتنے مرضی کلمے پڑھ لے۔ نمازیں پڑھ لیں۔ روزے رکھ لے۔ حج کر لے قربانیاں کر  
 لے۔ جو مرضی کر لیں لیکن اگر بیعت نہیں ہے تو جس طرح حضرت سلطان العارفین  
 رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جاگ کے بنا دہی نہیں بنتا۔ اس سے مکھن نہیں نکلتا۔ اسی  
 طرح بیعت کے بغیر تیری زندگی سے جنت نہیں نکلے گی۔ اگر بیعت ہے تو میاں محمد  
 بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔۔۔

فضل تیرے تھیں لوہے تر دے پھٹیاں دے سنگ جڑ کے

کتے وی جنت جان محمد چنگیاں دے سنگ لگ کے

اَلَا اِنَّ اَوْلٰىاَ لِلّٰهِ لَازِفٌ عَلَيْهِمْ وَاَتَّبِعُوْهُ (نور محمدیؑ) ”سن لو بے شک  
 اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔“ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اولیاء اللہ کو نہ کوئی  
 خوف ہے اور نہ ہی کوئی حزن۔ خوف کیا ہے کہ ولی کو کوئی ڈر نہیں ہے کہ اس نے جہنم  
 میں جانا ہے اور حزن یہ ہے کہ جو کوئی اس کا دوست بن گیا اس سے متعلق بھی کوئی غم  
 نہیں ہے کہ وہ جہنم میں جائے گا۔ ولی اپنے دوست کو بھی ساتھ لے کر جنت میں  
 جائے گا۔ یہ بیعت کی اہمیت ہے۔ قیامت کے دن آواز دی جائے گی قرآن مجید

اعلان فرما رہا ہے کہ **يَوْمَ نَتَعْبَا كُلَّ اَنْفُسٍ بِاَمَلِهَا** (اسرائیل ۷۷) ”جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔“ اس دن آواز دی جائے گی کہ جو تیرا پیر ہے اس کے ساتھ لگ جا۔ ہر کوئی اپنے پیر کے ساتھ اور وہ اپنے پیر کے ساتھ ہوتے ہوتے تمام لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے لواء الحمد کے نیچے آ جائیں گے اس روز کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔ کوئی شامیا نہ نہیں کوئی سہارا نہیں ہے نہ کوئی چھت نہ آسمان نہ سائبان کچھ بھی نہیں ہے اگر کوئی سایہ ہے تو وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے لواء الحمد کا ہی ہے جس کی پناہ میں جانے کے لئے تیرے ہاتھ میں مرشد کامل کا دامن ہونا ضروری ہے۔ بیعت کرنے کے بعد جو اہم چیز ہے وہ اعمال ہیں اعمال ضروری ہیں۔ جب انبیاء علیہم السلام نے اعمال نہیں چھوڑے تو آپ کس طرح چھوڑ سکتے ہیں۔ نماز ضرور پڑھیں جان بوجھ کر نماز چھوڑنا یہ کفر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی اس نے کفر کیا۔ روزے رکھیں کہ یہ بہترین عبادت ہے۔ استطاعت ہو تو حج کریں قربانی کر لیں زکوٰۃ ادا کریں۔ اسلام کے جتنے بھی تقاضے ہیں وہ پورے کریں۔ اعمال کریں اور ضرور کریں۔ لیکن اعمال کی ادائیگی میں لوگوں کے ذہنوں میں اختلاف ہے۔ تبلیغی جماعت، اسلامی جماعت اور سبز پگڑی والوں کا نظریہ ہے کہ جنت اعمال کی بنا پر ملے گی۔ وہ کہتے ہیں کہ چلہ کشی سے جنت ملتی ہے۔ اللہ کی راہ میں چلے کاٹو۔ سبز پگڑی والوں کے اجتماع میں چلے جاؤ۔ تو تمہیں یہی سبق ملے گا کہ سنتوں پر عمل کرو گے تو جنت ملے گی۔ رائے وٹڈ کے اجتماع میں چلے جاؤ تو تمہیں یہی پیغام ملے گا کہ اعمال کر لو۔ اعمال کی بنیاد پر ہی جنت کا جہنم کا فیصلہ ہوگا۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

کیا عمل سے جنت مل جائے گی۔ وہ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام صرف اعمال کا ہی درس دینے کے لئے آئے تو پھر تو عمل کیوں نہیں کرتا۔ وہ کہتے ہیں کہ تمہارے پڑھنے سے فلاں جنت مل جاتی ہے۔ حفظ کرنے سے فلاں جنت مل جاتی ہے۔ حج کرے گا تو فلاں جنت تیرے انتظار میں رہے گی۔ فلاں عمل کرو گے تو اتنی حوریں تمہارے نکاح میں آجائیں گی۔ کچھ بھی نہیں ہو گا۔ عقیدے کی اہمیت میں مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے حدیث قدسی نقل فرمائی ہے کہ جو کہتا ہے عمل سے جنت، عمل سے جنت، عمل سے جنت وہ خارجی ہے، وہ منافق ہے۔ یا اللہ جنت کس طرح سے ملتی ہے۔ فرمایا کہ میری رحمت اور فضل سے جنت ملتی ہے۔ یا اللہ تیری رحمت اور فضل کیا ہے۔ فرمایا کہ میری رحمت اور فضل میرا حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ سنیوں اور دوسروں میں فرق ہے اور وہ اعمال سے جنت لیتے ہیں ہم شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیتے ہیں۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ جنت شفاعت مصطفیٰ، شفاعت مصطفیٰ، شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے۔ پھر ایک بات اور بھی ہے جو ہمیشہ سے کرتے آ رہے ہیں۔ سرور جو آج کل ریکارڈنگ کر رہا ہے وہ بھی پروفیسر صاحب کی طرح ہی یہ کہے گا کہ ہمیشہ ایک ہی بات ہوتی ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ بات خواہ ایک ہی ہو وہی اگر تمہاری سمجھ میں آ جائے تمہیں یاد ہو جائے تو زندگی سنور جاتی ہے۔ سب سے زیادہ اعمال کس نے کئے ہیں وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ان کا ہر عمل اللہ تعالیٰ نے قرآن و احادیث میں اس طرح سے محفوظ کر لیا

ہے کہ اسے مٹنے نہیں دیا تا کہ قیامت تک کیلئے آنے والے لوگ یاد رکھیں کہ حضرت  
 ابراہیم علیہ السلام نے کیا اعمال کئے ہیں۔ آپ نے ساری کورنمنٹ اور قوم کے بت  
 توڑے ہیں۔ ان پر مقدمہ چلا، سزا تجویز ہوئی کہ اسے زندہ آگ میں جلا دیا جائے۔  
 آپ نے کوئی اپیل بھی نہیں کی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ آپ نہیں جلتے تو ملک بدر کر  
 دیئے گئے۔ گھر سے مجبوراً نکلتا پڑے تو پتہ چلتا ہے کہ اپنے ہی گھر سے نکلتا کیسا ہے۔  
 نوے سال کی عمر میں حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو حکم ہوا کہ اسے جنگل میں  
 چھوڑ آؤ۔ آج جہاں بیت اللہ شریف ہے اس کے پاس چھوڑ گئے آج تو مکہ مکرمہ آباد  
 ہے بہاریں ہیں ہر قسم کی سہولت، آسائش موجود ہے ان دنوں تو یہاں جنگل بیابان  
 تھا۔ پانی بھی نہ تھا۔ زندگی نام کی کوئی چیز نہ تھی کیا آپ میں سے کوئی اپنے چند روز کے  
 بچے کو ایسے جنگل میں تنہا چھوڑے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی رضا کی  
 خاطر اپنے بیٹے کو چھوڑا ہے، آپ تو اپنے بچے کو سکول تک بھی اکیلا نہیں چھوڑتے، خود  
 ساتھ جاتے ہیں۔ پھر چھٹی کے وقت لے کر بھی آتے ہیں۔ جب حضرت اسماعیل  
 علیہ السلام تیرہ برس کے ہوئے تو اسے واپس لے گئے۔ حکم ہوا کہ اپنی پیاری چیز میری  
 راہ میں قربان کرو۔ آپ نے بھیڑیں ذبح کر دیں، پھر قربانی کرنے کا حکم آ گیا تو  
 ساری بکریاں قربان کر دیں۔ پھر حکم ہوا کہ قربانی کرو، آپ نے گائیں ذبح کر دیں۔  
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جانوروں کے بڑے بڑے ریوڑ تھے۔ پھر حکم ہوا  
 کہ قربانی کرو تو اونٹ بھی ذبح کر دیئے۔ اب جانوروں کے ریوڑ تو ختم ہو چکے سب  
 اللہ کی راہ قربان کر دیئے، پھر حکم آیا کہ اپنی پیاری چیز کی قربانی کرو۔ عرض کیا کہ یا اللہ  
 اب تو صرف بیٹا ہی باقی ہے جو بڑھاپے میں ملا ہے فرمایا کہ اسے ہی قربان کر دو۔



سورت الصفہ کی آیت 102 تا 111 میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا تفصیل سے ذکر آیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربانی کے لئے بیٹے کو تیار کر لیا۔ ہاتھ پاؤں باندھ دیئے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لی۔ بیٹے کو زمین پر لٹا دیا۔ چھری تیز کر لی۔ چھری چلائی تو وہ چھری حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر تو نہ چلی البتہ جنت سے ایک دنبہ آیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ فدیہ کے طور پر ذبح ہو گیا۔ پھر آواز آئی کہ اے ابراہیم علیہ السلام تو نے اپنی خواب کو سچا کر دکھایا۔ اتنے اعمال والا بندہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حشر کے روز کیا اپنے اعمال کا سہارا لے گا کہ یا اللہ میری قربانیاں قبول فرما۔ میرے بچے قبول فرما۔ میرے بیٹے کی قربانی کو قبول فرما۔ میرے بت توڑنے کے عمل کو قبول فرما۔ میرے ملک بدن ہونے کو قبول فرما۔ بیٹے کو تنہا جنگل میں چھوڑنے کو قبول فرما۔ نہیں بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں جا رہے ہیں، اپنے اعمال کا واسطہ پیش نہیں کر رہے ہیں بلکہ آپ دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حشر کے روز ساری مخلوق جھولی پھیلا کر میرے در پر آئے گی اور شفاعت کی بھیک مانگے گی اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی کھڑے ہوں گے۔ جو آج شفاعت کے انکاری ہیں اور بخشش کے لئے اعمال کرنے کا درس دیتے ہیں وہ بھی اس روز وہیں در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی کھڑے ہوں گے۔ وہاں اپنے اعمال کو بھول جائیں گے اس لئے بہتر ہے کہ آج ہی اعمال کو بھول جاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو اپنے اعمال کا سہارا نہیں لے رہے ہیں تو کیا ان کے اعمال ان کے اعمال سے زیادہ ہیں۔ کوئی نبی علیہ السلام بھی اپنے اعمال کا سہارا نہیں لے گا تو پھر یہ کون ہوتے

ہیں۔ اعمال تو ویسے بھی نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتے ہیں۔ کیا آپ خود آئے ہیں۔ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز میرے نور سے بنی ہے۔ بندے بھی میرے نور سے بنے ہیں اور ان کے اعمال بھی میرے نور سے ہیں۔ اس میں ہمارا تو کچھ ہے ہی نہیں یہ تو ساری نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی عطا ہے۔ اس لئے اعمال پیش نہیں ہو رہے ہیں بلکہ دامن مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پناہ لی جا رہی ہے۔ اس لئے جو سب سے بڑا فتویٰ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے وہ یہ ہے کہ ۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا  
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

فرمایا کہ ”وہ“ یہ نہیں فرمایا کہ امیر ہے تو غریب نہیں۔ چھوٹا ہے تو بڑا نہیں۔ عورت ہے تو مرد نہیں۔ اس زمانے کا ہے تو اس زمانے کا نہیں۔ فرمایا ”وہ“ ہر کیلنگری کا بندہ ہر Description کا بندہ۔ ہر معیار کا بندہ، ہر شناخت کا بندہ۔ کیا نبی علیہ السلام تو کیا امتی۔ کسی کی بخشش ممکن نہیں جب تک وہ دامن مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پناہ نہیں لیتا۔ اگر کوئی کہے کہ مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا ضرورت ہے، میں نے ان کے پاس نہیں جانا ہے تو اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ جہنمی ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا سارا کلام قرآن و حدیث پر مبنی ہے۔ جب بخشش اور نجات، شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے تو پھر میں اعمال کیوں کروں۔ اعمال نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انبیاء علیہم السلام نے نہیں چھوڑے تو پھر تم کون ہو کہ اعمال چھوڑ کر بیٹھ رہو۔ پھر اعمال کس لئے کئے جائیں۔ اعمال جنت

کے حصول کے لئے نہ کریں بلکہ اس شکرانے میں کرو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے انسان پیدا فرمایا ہے یہ اس کی مرضی اور رضا ہے کہ تجھے انسان پیدا فرمایا ہے۔ اگر وہ ہمیں گدھا پیدا کر دیتا تو کیا کر سکتے اور گدھوں کا حال تمہارے سامنے ہے کہ انسان اس سے کتنی مشقت لیتا ہے اور پھر بھی سارا دن مالک سے بلا وجہ مار پیٹ کھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہمیں چوہا پیدا کر دیتا۔ ہمیں بھیڑ بکری بنا دیتا تو انسان جب چاہتا ہمیں کھاپی جاتا تو پھر ہم کیا کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے انسان بنایا ہے، تجھے عزت دی ہے، تجھے اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ ہر مخلوق پر تمہیں حکمرانی عطا فرمائی ہے تو اس شکرانے میں اعمال کرو کہ ہمیں انسان بنایا، پھر یہ کہ مسلمان بنایا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ عطا فرمایا، ان کا اُمتی بنایا، سب سے افضل اور محبوب ترین نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمایا۔ کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہونا کوئی چھوٹی چیز ہے۔ انبیاء علیہم السلام دعائیں کرتے گئے کہ یا اللہ ہمیں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُمتی بنا دے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام سے بھی پہلے کون جنت میں جائے گا۔ کوئی نبی علیہ السلام خواہ کتنی ہی شان والا ہو گا وہ جنت میں پہلے داخل نہیں ہو گا۔ سب سے پہلے میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے غلام جنت میں جائیں گے۔ کالج میں اگر داخلہ مل جائے تو شکرانے کے نوافل پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ مقدمہ جیت جائے تو شکرانے کے نوافل پڑھتے ہیں۔ کوئی مصیبت مل جائے تو شکرانے کے نوافل پڑھتے ہیں۔ یا پھر یہ ہے کہ کوئی حاجت درپیش ہو تو نفل پر نفل ادا ہو رہے ہیں۔ اور جب سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں عطا کئے گئے ہیں تو پھر تمہارے شکرانے کے نوافل کہاں گئے۔ کیوں نہیں پڑھتے ہو۔ سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم



والسلام ہے۔ سب سے بالا والا ہمارا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ شکرانے میں نوافل ادا کرنا بڑا افضل عمل ہے لیکن اس سے بھی افضل ایک طریقہ ہے جو شکرانے کے نوافل پڑھنے کی تحریک پیدا کرتا ہے۔ ہر شام تمام بندوں کے اعمال میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں۔ آپ کے نیک اعمال کو دیکھ کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہوتے ہیں۔ اس لئے تو نیک عمل کر کہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہو جائیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش ہونا کتنی عظمت والی بات ہے۔ فرمایا کہ جس سے میں خوش ہوا اس سے میرا رب خوش ہوا۔ اللہ تعالیٰ کو اعمال کر کے کوئی خوش نہیں کر سکتا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شرط لگائی ہے جس نے میرے پیارے کو خوش کیا اس سے میں خوش ہوا اور جس نے مجھے خوش کیا اس سے میرا رب خوش ہوا۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ صاحب نظر ہیں، وہ فرماتے ہیں ۔

شوق تیرا گرنہ ہو میری نماز کا امام

میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں نماز نہ پڑھوں تو میرا سجدہ ہی قبول نہیں ہے۔ تو بھی ایسے ہی نماز پڑھ۔ یہ عمل ہے، کوئی عمل ضائع نہیں جاتا لیکن اعمال جنت میں جانے کی سند نہیں ہیں۔ جنت میں داخلہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور جنت میں داخلہ کے بعد تیرا مقام تیرے اعمال کی بنا پر ہے۔ حافظ قرآن سے کہا جائے گا کہ اَلْحَمْدُ شَرُوعِ کَر واور وَالنَّاسُ تک پڑھتے چلے جاؤ اور ہر حرف کے بدلہ میں ایک درجہ بلند ہوتا جا۔ جہاں تو وَالنَّاسُ تک پہنچے گا وہ تیرا مقام ہوگا لیکن اگر وہ حافظ قرآن بدعتیہ ہے اور شفاعت مصطفیٰ



صلی اللہ علیہ وسلم کا انکاری ہے۔ علم غیب کا انکاری ہے تو وہ تو جنت میں داخل ہی نہیں ہوگا تو اس کے اعمال کیا ہوں گے اور اس کا مقام کیا ہوگا۔ اعمال کرو ضرور کرو لیکن رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کرو تو پھر تمہارے یہ اعمال تمہیں جنت میں درجہ دلائیں گے۔ یہ اعمال جنت میں داخلہ نہیں دیں گے۔ جنت میں داخلہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ہے۔ تمہارے اعمال تمہیں جنت میں درجہ دلائیں گے۔ یہ میرا مکان ہے اس میں تمہارا داخلہ میری مرضی سے ہے کہ میں اس مکان کا مالک ہوں۔ جنت کا مالک کون ہے۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنت میں داخلہ ان کی مرضی سے ہوگا۔ کیا تم اس میرے مکان میں سینہ زوری سے آسکتے ہو۔ نہیں آسکتے، اگر سینہ زوری سے داخل ہو بھی جاؤ گے تو دفعہ 452 کے مجرم ہو گے جس کی سزاسات سال قید با مشقت ہے۔ اگر جنت میں زبردستی داخل ہونے کی کوشش کرو گے تو وہاں تم پر ایسی دفعہ لگے گی جو تمہیں سیدھا جہنم میں لے جائے گی۔ میں بار بار یہ کہہ رہا ہوں کہ جنت میں داخلہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور اس میں درجہ تمہارے اعمال کی وجہ سے ہے جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنے ہوئے ہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں نور عطا کر کے اس سے عمل کرا رہے ہیں۔ ایمانی طہارت کون عطا کرتا ہے۔ قرآن اعلان فرما رہا ہے۔ **يَزَكِّيهِمْ** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں پاک و صاف و سقا رہا کرتے ہیں۔ یہ نہ سمجھو کہ میں خود مسلمان ہو گیا، میں نمازی ہو گیا، میں حاجی ہو گیا، میں خود ہی پاک صاف ہو گیا، میں قاری ہو گیا، میں حافظ قرآن ہو گیا۔ نہیں نہیں، تزکیہ نفس نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے کرم سے کرتے ہیں۔ قرآن کا فہم بھی وہی عطا کرتے ہیں اور حدیث کا فہم بھی

وہی عطا کرتے ہیں۔ فہم دین سب سے بڑی نعمت ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ملتا ہے اس کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے کوئی اور Source نہیں ہے۔ آپ علم حاصل کر سکتے ہیں لیکن فہم دین حاصل نہیں کر سکتے وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبضہ قدرت میں ہے۔ وہ آپ از خود کیسے حاصل کر لو گے۔ علم دین اور چیز ہے لیکن فہم دین ایک الگ چیز ہے۔ یہ چند ایک چیزیں ہیں ان کو اپنے ذہن نشین کر لیں۔ ایک اور بھی ضروری بات ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جہنمی، وہ جہنمی، وہ جہنمی۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں اور جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہنمی فرمادیں اس کے پھر جہنمی ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا وہ پکا جہنمی ہوتا ہے۔ اس کے جہنمی ہونے میں شک کرنے والا بھی جہنمی ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جہنمی، وہ جہنمی، وہ جہنمی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون جہنمی ہے۔ فرمایا کہ جس نے میرے دیکھنے کی تمنا نہیں کرنی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا بن گئی کہ میری آنکھیں ہوں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ انور ہو۔ اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہستی ہیں جو تمام انبیاء علیہم السلام اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد افضل ترین ہیں اور ان کی دعا ہے کہ میری آنکھیں ہوں اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ انور ہو۔ آپ صرف اتنا ہی کہہ دیں کہ کتے دیکھن توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ کو بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جماعت میں داخل کیا گیا۔ یا آپ کسی اور جماعت میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ایسی جماعت ہوگی جو مجھ سے سب

سے زیادہ محبت کرے گی اور میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون خوش نصیب ہیں۔ فرمایا کہ آپ ہی بتاؤ۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہم ہی ہو سکتے ہیں۔ فرمایا کہ نہیں تم وہ نہیں ہو۔ عرض کیا کہ پھر وہ فرشتے ہوں گے۔ فرمایا کہ وہ بھی نہیں ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی فرمادیں کہ وہ کون ہیں۔ فرمایا کہ وہ بعد میں آئیں گے اور وہ ایسے بندے ہوں گے کہ جو کہیں گے کہ یا اللہ ہماری جان لے لے۔ ہماری اولاد لے لے، ہمارا سارا مال لے لے اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کی ایک جھلک دکھا دے۔ یہ وہ بندے ہوں گے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت کرنے والے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت کرتے ہیں۔ ایک دیدار مرشد کریم کا ہو جائے تو اس کا کیا انعام ہے اس تمنا کا کیا صلہ ہے۔ ”اک دیدار مرشد دامنوں لکھ کر وڑاں جھاں ہو“ لیکن اگر زہے نصیب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہو جائے تو پھر کیا بن جاتا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا وہ جنتی ہے۔ جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا وہ بھی جنتی ہے۔ جو مجھے خواب میں دیکھے گا وہ بھی جنتی ہے۔ کیونکہ خواب میں صرف میں ہی ہوں گا۔ شیطان نہیں ہوگا۔ میری شکل و صورت میں شیطان آ ہی نہیں سکتا ہے۔ جس نے خواب میں مجھے دیکھا حق اس نے مجھے ہی دیکھا ہے۔ آپ خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی تمنا رکھیں۔ اگر وہ زیارت عطا کر دیں تو ان کی مرضی لیکن بالفرض اگر زیارت نہ ہو اور آپ یہ حسرت لے کر مر جائیں۔ کیا یہ حسرت لے کر مرنے کی کوئی قدر و قیمت ہے کوئی Value ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی



رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حسرت کی بھی بہت قیمت ہے۔ جب تیری قبر بند کر دی جائے گی۔ اندر اندر میرا چھا جائے گا تو یہ حسرت تیری قبر کو روشن کر دے گی۔

لحد میں عشق مصطفیٰ کے داغ لے کے چلے

سنی تھی رات اندھری یہ چراغ لے کے چلے

دیدار کی حسرت چراغ قبر ہے۔ تیرے دل میں اگر ہے کہ کتے دیکھن توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لیکن دیکھے بغیر مر گیا تو یہ جذ بہ شمع بن کر تیری قبر کو روشن کر دے گی۔ ایک عورت کی یہی دعا تھی کہ کتے دیکھن توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہ مر گئی لیکن زیارت نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے سامنے کھڑا کر لیا اور فرمایا کہ تو وہی ہے جس نے یہ گناہ کیا وہ گناہ کیا۔ عرض کرتی ہے کہ ہاں یا اللہ میں وہی گنہگار عورت ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ فرشتو اس کے سارے گناہ مٹا دو۔ یا اللہ ہم نے بڑی محنت سے اس کا نامہ اعمال تیار کیا۔ بڑے بڑے رجسٹر تیار کئے اب آپ کا حکم ہے کہ ان کو یکسر ختم کر دیں۔ اس کی کوئی وجہ ہمیں بھی بتادیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کی تمنا کرنے والی تھی۔ اس لئے میں نے اسے معاف کر دیا۔ کیا آپ بھی اپنے گناہ معاف کرانا چاہتے ہیں۔ تو پھر تمنا رکھو کہ کتے دیکھن توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر دیدار ہو گیا تو ولی بن جائے گا اگر دیدار نہ ہوا تو گناہ معاف اور جنتی بن جائے گا۔ اسی طرح کی ایک اور نعمت ہے وہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ذکر مصطفیٰ۔ میلاد مصطفیٰ اور محفل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صرف سنی ہی کرتے ہیں۔ دوسروں کو اس کی توفیق ہی نہیں ملتی ہے۔ وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اللہ کے ذکر کی



محفلیں سجاتے ہیں لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کو شرک اور بدعت سمجھتے ہیں۔ اس کو بے کار سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خالق کا ذکر کرو۔ مخلوق کو کیوں پکارتے ہو۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جہاں میرا اور میرے اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ ادھار نہیں ہے ہم اللہ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نظم اور نثر میں کرتے ہیں اور کر رہے ہیں تو ابھی سے ہی یہ جگہ جنت کی کیاری بن گئی ہے اور ہم جنت میں بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ ہمیں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کرنے بٹھایا ہے۔ اور یہ صرف سنی عقیدہ ہی کرتے ہیں۔ دوسروں کی مسجد میں جا کر آپ نعت شریف پڑھ کر دیکھیں۔ اگر صحیح سلامت واپس آ جائیں تو پھر کہنا۔ ہماری گلی کا ایک چوکیدار تھا جو نعت شریف پڑھتا تھا۔ وہ غلطی سے اس قرسی مسجد طیبہ میں چلا گیا۔ یہ دیوبندی عقیدہ والوں کی مسجد ہے۔ جو نعت نہیں پڑھتے بلکہ اسے شرک و بدعت کہتے ہیں۔ اس نے وہاں نعت پڑھنا شروع کی ابھی الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ اللہم اہل مسجد نے اسے اٹھا کر باہر گلی میں پھینک دیا اس کو چوٹیں آ گئیں اور مہینہ بھر وہ علاج کراتا رہا۔ وہ لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی سننے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ یا اللہ یہ تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی سننے کو بھی تیار نہیں بلکہ روکتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ بے شک روکیں میں اللہ ہو کر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند کرتا ہوں۔ **وَرَفَعْنَا كَقَدْرِهِمْ** تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ میں نے تو اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند کر کے اسے بھیجا ہے۔ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارا محتاج نہیں ہے کہ تم اس کا

ذکر کرو۔ میں نے اس کا ذکر بلند کر کے بھیجا ہے۔ یا اللہ آپ نے کیوں بھیجا ہے۔ فرمایا کہ اسے خوش کرنے کیلئے بھیجا ہے تو آپ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے ان کا ذکر بلند کر لو۔ اب آخری چیز جو قبولیت والی ہے۔ وہ رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ دعا مانگیں یا اللہ خاتمہ بالخیر کر دے۔ یا اللہ جنت عطا کر دے۔ یا اللہ مجھے ملازمت مل جائے۔ یا اللہ مجھے ڈگری مل جائے یا اللہ صحت عطا فرما دے۔ یا اللہ اولاد دزینہ عطا فرما دے کیا یہ دعا قبول ہوگئی ہے۔ اس کی کوئی سند نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے سنی ہی نہیں ہے۔ تیری دعا میرے پاس پہنچی ہی نہیں ہے۔ وہ زمین و آسمان کے درمیان معلق ہوگئی ہے۔ لٹک گئی ہے اس کے راوی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری دعا بارگاہ عالیہ میں کب پہنچتی ہے فرمایا کہ تو اپنی دعا کے شروع اور آخر میں درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لگا دو تو یہ پہنچ جائے گی۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ایک دعا آئی ہے جس کے شروع اور آخر پر درود شریف ہے۔ فرمایا کہ مجھے درود شریف منظور ہے اور اس کے طفیل اس کے اندر جو کچھ بھی طلب کیا گیا ہے وہ بھی قبول ہے۔ اللہ تعالیٰ

ارشاد فرماتا ہے۔ **إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا**

**صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا** (اب ۵۶) ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے

درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔“ اللہ تعالیٰ خود بھی درود بھیجتا ہے اور فرشتوں کو بھی حکم دیتا ہے کہ وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں۔ اور ایمان والوں کو بھی حکم ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود اور خوب سلام بھیجیں۔ اللہ تعالیٰ کا درود کیا ہے۔ فرمایا کہ یہ

شانے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ فرشتوں کو سامنے بٹھا کر میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت پڑھ رہا ہے اور یہی ہمیں بھی حکم ہے اور اس پر صرف سنی عقیدہ ہی عمل کرتے ہیں۔ باقی تمام فرقے اس کو شرک بدعت سمجھتے ہیں اور اس کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ درود بھیجیو اور سلام بھی پڑھو۔ اکثر لوگ ایسے ہیں جو درود ابراہیمی پڑھتے ہیں۔ نماز میں تو یہ درود شریف ٹھیک ہے۔ اس کا

سلام التحیات میں ہے **السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ**

میں پڑھا جائے تو قبول نہیں ہوتا۔ بعد میں اس درود شریف کی قبولیت ہے یا یوں سمجھ لیں کہ مکمل درود شریف وہ ہے جس میں صلوٰۃ اور سلام دونوں الفاظ آتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک اور بھی اہم بات ہے کہ اگر وہ نہ ہو تو بندہ سنی نہیں رہتا۔ سنیوں کی جماعت سے خارج ہو جاتا ہے۔ اگر تیرے دل میں یہ جذبہ نہیں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد جس کا مقام ہے وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ کسی لحاظ سے بھی کسی دوسرے کو ان سے افضل سمجھے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل و اعلیٰ اور مقدم کوئی اور بندہ نہیں ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس کا مقام ہے وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اگر کوئی کسی کو ان سے افضل مانتا ہے تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور علماء کرام فرماتے ہیں کہ وہ بندہ سنی نہیں رہتا۔ داڑھی ٹوپی رہ جائے گی لیکن سنی نہیں رہے گا اور اگر سنی ہی نہ رہا تو پھر کچھ بھی نہیں رہے گا کیونکہ بخشش صرف سنی کی ہے کسی دوسرے کی نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے



محبت کرو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کیا فائدہ ہوگا۔ فرمایا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہستی ہیں جن کو اجازت ہوگی کہ وہ جنت کے جس دروازے سے چاہیں داخل ہو جائیں لیکن وہ ایک دروازہ کے سامنے جا کر رک جائیں گے۔ کہ میں تو جنت میں داخل نہیں ہوں گا۔ فرشتے عرض کریں گے کہ حضرت صاحب ہم سے اگر کوئی غلطی یا کوتاہی ہوگئی ہے تو ہمیں معاف فرمائیں اور جنت میں چلے جائیں۔ آپ فرمائیں گے کہ نہیں کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ میرا ایک سوال ہے پہلے بارگاہ عالیہ سے اس کا جواب لے کر آئیں جی کیا سوال ہے۔ فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ سے یہ پوچھ کر آؤ کہ جو مجھ سے محبت کرنے والے ہیں میں ان کو ساتھ لے کر جنت میں جانا چاہتا ہوں۔ جب فرشتوں نے بارگاہ عالیہ سے عرض کیا تو حکم ہوا کہ اس کو اجازت ہے وہ جس کو بھی ساتھ لے کر جنت میں جانا چاہے لے جائے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے تمام مہمان یعنی محبت کرنے والوں کو ساتھ لے کر جنت میں جائیں گے۔ جب تک کسی کے دل میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت نہیں آتی ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ اگر کسی کے دل میں ان کا بغض ہے تو یہ بے ایمانی ہے اور اگر ان کی محبت ہے تو ایمان ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان اور سنت ہم پر ایسے ہی لازم ہے جس طرح سے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اور سنت لازم ہے۔ جب کہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آتا ہے۔ ہم پڑھتے ہیں یا سنتے ہیں تو ہم اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہیں۔ یہ کس کی سنت ہے۔ پہلے تو یہ حضرت آدم علیہ السلام کی سنت تھی۔ پھر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے زندہ



کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ میرا نامہ نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آتا ہے۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آنکھوں سے چوم کر آنکھوں پر لگاتا ہے اور ساتھ ہی درود شریف بھی پڑھتا ہے تو فرمایا کہ جو ایسا کرے گا اس کا گھر جنت میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے ساتھ ہوگا اور میں اس بندے کا شفاعتی ہوں گا۔ کیا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا طلبگار ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ نامی اسم گرامی آنے پر تو بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر کی سنت پر عمل کر لے۔ یہ ان کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ ساری چیزیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا بہت ضروری ہے اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے۔ **قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ هَبْ لَكَ فَلْيَفْرَحُوا بَوَخِيرٍ مِّمَّا يَجْمَعُونَ**

(یونس ۵۸) ”تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اسی پر چاہئے خوشی کریں وہ ان کی سب دھن دولت سے بہتر ہے۔“ یا اللہ تیرا فضل اور رحمت کیا ہے۔ فرمایا کہ فضل میرا قرآن ہے اور رحمت میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ لیلۃ القدر میں قرآن نازل ہوا اور میلاد کی رات نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی وجہ سے قرآن آیا۔ صدیق حسن بھوپالی اہل حدیث کا ایک بہت بڑا عالم تھا ان کا فتویٰ ہے کہ جو میلاد شریف نہیں مناتا یا اس کی خوشی نہیں کرتا۔ وہ بے ایمان ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ وہ بے ایمان ہے۔ کیا صدیق حسن کے کہنے سے کوئی زیادہ مان جائیں گے۔ جو میلاد کی خوشی کرنے کا منکر ہے وہ قرآن کا منکر ہے اور جو قرآن کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو میلاد منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کے دل میں مدینہ

جانے کی تمنا نہیں وہ بھی بے ایمان ہے اور جو کوئی مدینہ شریف جاتا ہے تو حضور  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنی شفاعت کا عندیہ دیتے ہیں۔ تحفہ دیتے ہیں۔  
**مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي** میری قبر انور کی زیارت کر لی مجھ پر  
 واجب ہو گیا کہ اس کی شفاعت کروں۔ جو آگیا اسے شفاعت کی خوشخبری مل گئی یہ چند  
 گزارشات ہیں جو وسیلہ نجات کے تئیس (33) حصوں میں چھپ چکی ہیں۔ شاید  
 آپ کو ان تمام حصوں کے پڑھنے کی فرصت نہ ہو تو یہ چند چیزیں آپ کی خدمت  
 میں پیش کر دی ہیں یہ خلاصہ ہے یہ نچوڑ ہے جو تعلیمات ان حصوں میں دی گئی ہیں۔  
 اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ آپ ان پر غور کریں۔ اور اس سے فائدہ حاصل کریں  
 اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے مستحق ہو جائیں۔ آداب سلام پڑھتے ہیں  
 جو ہر حال میں قبول ہوتا ہے۔ ہمارے تو خالی الفاظ **يَا نَبِيَّ سَلَامٌ عَلَيْكَ**  
 نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جاتے ہیں تو وہاں سے **وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ** بھرے  
 الفاظ واپس آتے ہیں اور ہماری بخشش ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شفاعت، رحمت  
 اور بخشش لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

**وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاءُ الْمُبِينُ**

خطاب برآستانہ عالیہ نقشبندیہ

22-07-11

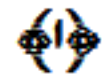


ارشاداتِ عالیہ مظہرِ نورِ خدا مظہرِ نورِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عاشقِ رسولِ محبتِ الِ رسول  
حضرت پیرِ پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

# وسیلہ نجات







بسم الله الرحمن الرحيم

## فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	نعت شریف	۲
۲	پیش لفظ	۳
۳	عرس اولیاء اللہ	۴
۴	فردِ واحد	۲۰
۵	ایمان اور نفاق	۴۰
۶	ذرے اس خاک کے تابندہ ستارے ہوں گے	۵۶
۷	يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا	۶۴
۸	اللہ تعالیٰ کہاں ملتے ہیں	۷۴
۹	اپنوں اور غیروں پر کرم	۹۱
۱۰	عقیدہ اور عمل	۱۰۳
۱۱	علم غیب کا ثبوت	۱۱۴
۱۲	مسجد کی تعمیر اور تقویٰ	۱۳۵
۱۳	اہل سنت و جماعت کا تعارف	۱۵۲
۱۴	اللہ کا فضل اور رحمت ملے تو خوشی کرو	۱۷۳
۱۵	اہل سنت و جماعت ہی جنتی ہیں	۱۹۳



## پیش لفظ

اللہ تعالیٰ اپنی کتاب لاریب قرآن مجید میں حکم فرماتے ہیں کہ جب تمہیں میرا فضل اور رحمت ملے تو خوشی مناؤ اور فرمایا کہ اے مومنو میں نے تم پر احسان کیا کہ تم میں سے ہی تمہیں اپنا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم کو یاد کرنے اور خوشی منانے کا بہترین طریقہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد ہے۔ میلاد النبی منانا اللہ تعالیٰ کی بھی سنت ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی سنت ہے۔ سنت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہے۔ جو محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انعقاد کا اہتمام کرتے ہیں اور جو خوش نصیب ان محافل میں شریک ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرمادیتے ہیں۔ اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے سیدی مرشدی حضرت قبلہ پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ کی زیر صدارت ماہانہ اور سالانہ محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شہر اور بیرون شہر فیصل آباد منعقد ہوتی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے فضل، رحمت اور اس نعمت کا ہی پرچار اور خوشی منائی جاتی ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیا جاتا ہے۔ صاحب موصوف کا اسلوب بیان انتہائی سادہ، دلنشین اور دل پر اثر کرنے والا ہوتا ہے جس کو کتاب وسیلہ نجات میں عوام الناس کے استفادہ کیلئے شائع کر دیا جاتا ہے۔ وسیلہ نجات کے مطالعہ سے ایمان تازہ اور عقیدہ اہل سنت و جماعت پختہ ہو جاتا ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب، محبت اور عشق قاری کے دل میں موجزن ہوتا ہے۔ اہل بیت اطہار، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیاء کرام سے عقیدت اور محبت پیدا ہوتی ہے۔ بدعتیہ کی نشان دہی ہو جاتی ہے اس سے بچنے کے طریقے بتائے جاتے ہیں اور عقیدہ اہل سنت کی اصلاح ہوتی ہے۔ وسیلہ نجات کا حصہ چونتیس (34) حاضر خدمت ہے۔ کتاب کی بہتر سے بہتر اشاعت کیلئے قارئین کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی  
رابطہ فون: 0302-7125492

## عرس اولیاء اللہ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَوَالِيهِمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
 الْعَالَمِينَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
 وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ  
 وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ

چند اشعار نعت شریف کے ہیں جو مجھے روشنی بھی دیتی ہے، میری راہبری کی بھی کرتی  
 ہے اور میری کفالت بھی کرتی ہے، یہ مجھے ذہانت بھی دیتی ہے، مجھے علم بھی دیتی ہے۔

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
 رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
 آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے  
 ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں  
 اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے  
 در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے  
 ہو آپ کا بلاوہ تو برات بنتی ہے  
 جسے وسیلہ بتایا تمام نبیوں نے  
 اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! بڑی عجیب بات ہے کہ ہم عرس منار ہے ہیں۔ ہم حضرت سرکار  
 نعمت اللہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ المعروف سرکار دادوی کا عرس منار ہے ہیں، خوشی کر رہے  
 ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تمہارے پیر صاحب فوت ہو گئے ہیں تو پھر  
 افسوس کرو تم الٹا خوشی منار ہے ہو۔ دیکھیں پکار رہے ہو۔ جھنڈیاں لگائی ہوئی ہیں، کیا  
 فوت ہونے پر اس طرح سے خوشیاں منائی جاتی ہیں، کچھ تو لحاظ کرو یہ تم خوشیاں کیوں  
 مناتے ہو وہ لوگ ہمیں طعنہ دیتے ہیں اور ہمیں منع کرتے ہیں، ہمیں روکتے ہیں۔  
 میری عرض ہے کہ اگر ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت نہیں ہوئے ہیں تو پھر  
 ہمارے اولیاء اللہ بھی فوت نہیں ہوئے ہیں کیونکہ ہر ولی، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام سے روشنی لیتا ہے۔ اگر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات ہیں، زندہ ہیں تو  
 پھر اولیاء اللہ بھی زندہ ہیں۔ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں۔ کیا حضور نبی  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے  
 اپنی قبر انور سے یہ آواز نہیں دی کہ دوست کو دوست کے پاس آنے دو۔ حضرت سیدنا  
 صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ جب میرا جنازہ پڑھا چکو تو میری میت  
 کو در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 غلام حاضر ہے، قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ جب وصیت کے مطابق عمل کیا گیا تو قبر انور سے  
 آواز آئی کہ دوست کو دوست کے پاس آنے دو۔ ایک تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنی دوستی کی مہر لگائی اور دوسرا  
 اپنی حیات اپنی زندگی کا ثبوت دیا اور ان لوگوں کے منہ بند کر دیئے جو کہتے ہیں کہ نبی  
 پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو گئے ہیں۔ مٹی میں مل گئے ہیں۔ اگر حضور نبی کریم



علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں تو اولیاء اللہ بھی زندہ ہیں اور حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ بھی زندہ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال کے تین روز بعد ایک اعرابی آیا اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تو وصال فرما گئے ہیں۔ اس اعرابی نے عرض کیا کہ مجھے تو اُن سے ملنا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس اعرابی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دو۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ دیکھیں کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بعد از وصال شریف بھی ملتے ہیں اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جانتے ہیں کہ نبی کریم بعد از وصال بھی ملتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ قبروں پر جانا شرک ہے اور یہاں دیکھیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں اس اعرابی کو قبرِ انور پر بھیج رہے ہیں تو کیا وہ شرک کر رہے ہیں، کیا وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ مردہ تسلیم کر رہے ہیں۔ نہیں بلکہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات مانتے ہیں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہ نہیں کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تو فوت ہو چکے ہیں۔ اب میں اعرابی کو ان سے کس طرح ملا دوں۔ یعنی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ حیات ہیں اور بعد از وصال بھی ملاقات کا شرف بخشے ہیں اور یہ کہ قبر پر جانا شرک نہیں ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس اعرابی کو لے کر قبرِ انور پر حاضر ہوئے اور اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اس اعرابی نے قبرِ انور پر کھڑے ہو کر



آیت کریمہ تلاوت کی۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ (النساء: ۶۴)  
 اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں۔  
 فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ (النساء: ۶۴) اور پھر اللہ سے معافی چاہیں۔ وَاسْتَغْفِرَ لَهُمُ  
 الرَّسُولُ (النساء: ۶۴) اور رسول ان کی شفاعت فرمائے۔ لَوْ جَدُّوَاللَّهُ تَوَّابًا  
 رَحِيمًا (النساء: ۶۴) ”تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں“۔ وہ اعرابی  
 یہ آیت مبارکہ تلاوت کرنے کے بعد عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ  
 سے گناہ سرزد ہو گیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 در پر حاضر ہو کر معافی چاہتا ہوں تو قبر انور سے آواز آئی کہ جاؤ اعرابی اللہ تعالیٰ  
 نے تیرے گناہ معاف کر دیئے ہیں اور تجھے بخش دیا ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ آواز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ  
 وسلم زندہ ہیں اور حیات ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے اولیاء اللہ بھی زندہ  
 ہیں۔ حضرت سرکارِ دادوی رحمۃ اللہ علیہ بھی زندہ ہیں۔ حضرت علامہ بو صیری رحمۃ اللہ علیہ  
 بیمار ہو گئے، ان کو فالج ہو گیا، لاچار ہو گئے۔ آپ نعت کو تھے، آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ  
 الصلوٰۃ والسلام کی شان میں قصیدہ لکھا جو قصیدہ بردہ شریف کے نام سے مشہور و معروف  
 ہوا۔ آج بھی لوگ بڑے وجد آفرین لہجہ میں جھوم جھوم کر اس قصیدہ کو پڑھتے ہیں۔ نبی  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وصال شریف کے چار سو سال بعد حضرت علامہ بو صیری  
 رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں تشریف لے آئے ان سے وہ نعت قصیدہ سنا اور اپنا دست  
 رحمت ان کے جسم پر پھیرا تو وہ شفا یاب ہو گئے۔ اپنے قصیدہ میں ایک شعر بھول گئے تو  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود ان کو یاد کرایا کہ وہ شعریوں ہے اس طرح سے

پڑھو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک انعام کے طور پر عطا فرمائی۔ جب صبح ہوئی تو وہ چادر مبارک سرہانے پڑی ہوئی تھی، چادر کو عربی میں بردہ کہتے ہیں اسی نسبت سے وہ قصیدہ بردہ شریف کے نام سے یاد کیا جاتا ہے تو کیا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں یقیناً وہ زندہ ہیں، حیات ہیں۔ پھر اولیاء اللہ بھی زندہ ہیں اور حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ بھی زندہ ہیں۔ دو یہودیوں یا عیسائیوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی طرف سرنگ کھودنا شروع کی ارادہ تھا کہ وہ جسم اقدس کو نکال کر لے جائیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نور الدین زنگی کو خواب میں زیارت کرائی اور فرمایا کہ دو کتے مجھے تنگ کر رہے ہیں، تم آؤ اور ان کو روکو۔ حضرت نور الدین زنگی مصر سے مدینہ شریف پہنچے اور ان کتوں کا سراغ لگایا وہ کتے بھی مل گئے، سرنگ بھی مل گئی تو کیا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں کہ نہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی زندہ ہیں۔ اولیاء اللہ بھی زندہ ہیں اور حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ بھی زندہ ہیں اسی لئے ہی ہم ان کی خوشی منا رہے ہیں۔ اگر کوئی فوت ہو جائے تو پھر ٹھیک ہے کہ غم ہوتا ہے لیکن کوئی فوت ہی نہ ہو تو اس کا غم کیسا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَٰهِدًا وَّ مُّبَشِّرًا وَّ نَذِيرًا (الاحزاب: ۴۵) ”اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دینا اور ڈر سنانا“۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موقعہ کے کواہ ہیں۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم آج ہماری اس محفل میں حاضر ہیں وہ تشریف رکھتے ہیں اور وہ کواہ ہیں کہ میں کیا کچھ عرض کر رہا ہوں۔ اس مسجد میں کون کون حاضر ہے۔ اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں تو ہمارے سائیں بابا سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ

بھی زندہ ہیں۔ 13-11-2011 کو فیصل آباد میرے گھر میں محفل ہوئی۔ وہ بھی حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ہی محفل منائی جا رہی تھی تو اہل نظر نے دیکھا کہ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ از خود اس محفل میں تشریف رکھتے تھے حالانکہ آپ کا وصال 1994ء میں ہو چکا ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں اس محفل میں تشریف رکھتے ہیں تو حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ضرور تشریف فرما ہیں یا تو یہ ہے کہ کوئی کہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ظاہری حیات میں شاہد تھے۔ اب پندرہ سو سال گزر چکے ہیں۔ اب وہ کہاں ہوں گے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ازل سے ابد تک کے لئے شاہد ہیں۔ اپنی دنیا میں تشریف آوری سے قبل بھی شاہد تھے۔ آج بھی شاہد ہیں اور قیامت بلکہ قیامت کے بعد تک کے بھی شاہد ہیں۔ پھر لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مان لیا کہ زندہ ہیں لیکن اولیاء اللہ کہاں زندہ ہیں۔ کئی سال ہوئے ہیں دادو شریف حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا تو جوان کا پیر خانہ تھا وہاں بھی مجھے حاضری دینا تھی، وہاں بڑے پروٹوکول سے جاتے ہیں۔ سر پر پگڑی ہو، ہاتھ میں عصا ہو، میرے پاس کوئی عصا نہیں تھا۔ حضرت سرکار سائیں بابا نے فرمایا کہ عصا میرے پاس ہے وہ میں تمہیں دے دیتا ہوں۔ آپ اندر گئے اور واپس آ کر فرمایا کہ تمہیں مبارک ہو یہ عصا میرے پیر و مرشد کا ہے۔ جب میں نے عصا لینے کے لئے دروازہ کھولا تو یہ عصا از خود ہوا میں اڑتا ہوا میرے ہاتھ میں آ گیا۔ جب پیر صاحب کا عصا فوت نہیں ہوا تو پیر صاحب خود کیسے فوت ہو گئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ اپنی طرف سے کہانیاں بتائی ہوئی ہیں۔ قرآن کیا فرماتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک زندہ ہوا ہے۔



اڑدھا بنا ہے تو پھر پیر کامل کا عصا بھی زندہ ہو سکتا ہے۔ کئی سال ہو چکے ہیں میں حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد کی بات کر رہا ہوں۔ جھگڑا تو یہی ہے کہ وصال کے بعد وہ کس طرح سے آسکتے ہیں۔ آپ خواہ مخواہ باتیں کر رہے ہیں۔ شیخوپورہ میں آپ کی ایک پیر بہن ہے۔ اس نے محفل کرنا چاہی، اس کے گھر میں یہ پہلی محفل تھی وہ گھبرائی ہوئی تھی کہ محفل کے انتظامات کیسے کرنا ہوں گے، لنگر کتنا پکانا ہوگا۔ حاضری کتنی ہوگی مرد کہاں بیٹھیں گے کوئی مقرر بھی آتا ہے کہ نہیں آتا۔ وہ بڑی گھبرائی ہوئی تھی کہ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وصال شریف کے چار سال بعد اس کے گھر ظاہری طور پر تشریف لے آئے۔ وہ ڈر گئی کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنا تعارف کرایا کہ میں تیرا دادا مرشد سائیں نعمت اللہ قریشی دادوی ہوں۔ بیٹی تو کیوں گھبراتی ہے۔ محفل میں حاضری پوری کروں گا۔ تو جو کچھ پکا سکتی ہے پکا لے لنگر میں خود ہی پورا کروں گا۔ نعت خواں میں لے کر آؤں گا۔ نعتیں میں خود ہی پڑھاؤں گا تقریر بھی میں کراؤں گا۔ اس سے زیادہ نورانی محفل میں نے آج تک نہیں دیکھی جو نعت خوانی ہوئی دوبارہ سننے میں نہیں آئی اور تقریر اس روز مجھ سے ہوئی وہ دوبارہ نہیں ہو سکی اور حاضری کا حساب لگائیں کہ ساڑھے تین سو تو عورتیں ہی بیٹھی تھیں مرد حضرات کا اندازہ اس سے کر لیں، کھانا بھی پورا ہو گیا۔ بلکہ لوگ لنگر لے کر بھی گئے اور پھر بھی بچ رہا۔ جب سلام پڑھا تو اہل نظر نے دیکھا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لائے اور حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے۔ تو کیا پھر وہ زندہ ہیں کہ نہیں۔ جب وہ زندہ ہیں تو پھر ہم ان کا عرس ہی منائیں گے خوشی ہی کریں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ



نے مٹی پر حرام کر دیا ہے کہ وہ کسی نبی علیہ السلام کے جسم کو کھائے اور یہ بھی حدیث شریف ہے کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ وہ لب پار کر کے ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جاتے ہیں ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا تصرف پہلے سے بھی دس گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہ اولیاء اللہ کی حیات ہے اللہ تعالیٰ ان سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پوتا مرید حافظ شہباز اسلام آباد میں رہتا ہے اس کا ماموں فوت ہو گیا جو اہل حدیث وہابی تھے۔ یہ حافظ صاحب اپنے چند دوستوں کے ساتھ فاتحہ خوانی کے لئے ان کے گھر چلے گئے۔ جب کہا کہ دعا فاتحہ کر لیں تو گھر والوں نے گالیاں نکالیں برا بھلا کہا کہ یہ تم کیا کرتے ہو یہ بدعت ہے، شرک ہے، خبردار جو دعا کی یا ہاتھ وغیرہ اٹھائے یہاں سے اٹھو اور چلے جاؤ ان میں جو ذرا زیادہ ہی وہابی تھے وہ بہت غصہ میں آ گئے اور مرنے مارنے تک آ گئے۔ حافظ شہباز صاحب بہت پریشان ہو گئے کہ دوستوں کے سامنے ان کی بے عزتی کر دی ہے۔ یہ دو سال پہلے (2009) کی بات ہے وصال کے پندرہ سال کے بعد کی بات ہے۔ حضرت دادوی رحمۃ اللہ علیہ از خود ظاہری طور سے وہاں تشریف لے آئے اور حافظ شہباز سے فرمایا کہ تم گھبراؤ نہیں تم فاتحہ خوانی بھی کرو ہاتھ بھی اٹھاؤ دعا بھی کرو، اس کا علاج میں ابھی کر دیتا ہوں۔ وہ مولوی صاحب پانی والی موٹر بسنگی پمپ چلانے لگا تو اس کی داڑھی جو کافی لمبی تھی وہ موٹر کی بیلٹ کی لپیٹ میں آ گئی جو داڑھی کے تھوڑی سے بال اور کھال سمیت اتار کر لے گئی۔ مولوی صاحب شدید زخمی ہو گئے اور ہسپتال داخل کر دیئے گئے۔ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ پھر تشریف لائے اور فرمایا کہ گستاخوں کا علاج ہم اسی طرح سے ہی کرتے ہیں اب

بتائے کہ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ زندہ ہیں کہ نہیں۔ پچھلے سال (2010) مجھے درگاہ شریف دادو سے خلیفہ محمد صدیق صاحب کا فون آیا۔ فرمایا کہ آپ کو مبارک ہو کہ حضرت سائیں بابا مجھے ملے ہیں اور بڑے خوش ہیں۔ میں نے پوچھا کہ خوشی کی وجہ کیا تھی۔ فرمایا کہ میں پیروں میں مرشد کریموں میں اول آ گیا ہوں۔ فرمایا کہ میرے سلسلہ میں سب سے زیادہ محافل میلاد منائی جاتی ہیں اور عرس منائے جائے ہیں اس وجہ سے سرکار دادو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اول قرار دیا ہے تو کیا آپ زندہ ہیں ابھی پرسوں (11-11-13) کو صاحبزادہ والا شان نخی عبدالرحمن دامت برکاتہ العالیہ میری رہائش گاہ (گرین ویو کالونی فیصل آباد) پر ایک کمرے میں تشریف لے گئے تو فرمایا کہ اس کمرے میں تو حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کا نور ہے۔ اگر نور ہے تو نور والا بھی ہوگا۔ اگر دھوپ ہے تو سورج بھی ہوگا، روشنی ہے تو چراغ بھی ہوگا۔ چاندنی ہے تو چاند بھی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ سے صحیح عقیدت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب بات یہ ہے کہ کوئی خوش نصیب ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر آئے اور کوئی کہتے ہیں کہ ہمیں سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نظر آئے، جن کو نظر نہیں آئے وہ کیا کریں کہ ان کو بھی نظر عطا ہو جائے، وہ کیا طریقہ اختیار کریں کہ وصال شریف کے بعد بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر آئیں حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ بھی نظر آئیں ہم بھی ان کا نظارہ کریں اور اپنے ایمان کو پختہ کریں۔ چند ایک چیزیں ہیں، اللہ تعالیٰ مجھے بھی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو بھی کرنے کی توفیق ملے، سب سے بڑا ہتھیار جو نور بصیرت کو زیادہ کرتا ہے وہ ذکر الہی ہے اس کے بغیر اندھیرا ہے۔ ذکر الہی زندگی عطا کرتا ہے۔ نبی

کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا کہ زندہ کون ہوتا ہے عرض کیا کہ جس کو سانس آتی ہو فرمایا کہ نہیں یہ زندگی نہیں ہے، زندہ وہ ہوتا ہے کہ جو ذکر الہی کرتا ہے پھر جو کوئی زندہ ہو گا تو اسے نظر بھی آئے گا مردے کو کیا نظر آئے گا۔ جب بندہ ذکر نہیں کرتا تو اس پر ایک شیطان اور بھی مسلط کر دیا جاتا ہے۔

وَمَنْ يَّعِشْ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقِيضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ (الزخرف ۳۶)  
 ”اور جسے تو غداً آئے رحمن کے ذکر سے، ہم اس پر ایک شیطان تعینات کریں کہ وہ اس کا ساتھی رہے“، وہ شیطان اس کو ایسا اندھا کرتا ہے کہ وہ ہر برائی میں پھنس جاتا ہے اور کسی برائی کو بھی برائی نہیں سمجھتا۔ اس لئے ہم میں جو پہلی کمی ہے وہ ذکر الہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ذکر الہی کرنے اور اس میں محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (المائدہ: ۳۵)  
 ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو، اس امید پر کہ فلاح پاؤ“ فرمایا کہ اے ایمان والو! اس کی طرف وسیلہ پکڑو اور وسیلہ پکڑنے کے بعد مجاہدہ کرو۔ مجاہدہ میں اول نمبر پر ذکر الہی ہے۔ دوسری چیز جو کرنے کی ہے وہ درود و سلام ہے جو ذکر الہی کو قبول کراتا ہے اور نور عطا فرماتا ہے جس میں صرف ذکر الہی ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صرف میرا ہی ذکر ہو اور میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ ہو، وہ ذکر روشنی کی بجائے اندھیرا ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو

واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے



جہنم کی چابی یہ ہے کہ تو اللہ اللہ تو کرے لیکن ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کرے۔ اگر ذکر الہی کو قبول کرانا ہے تو پھر درود مصطفیٰ اور سلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو لازم رکھو بلکہ زیادہ رکھو گے تو تمہارے ذکر الہی کو بھی رنگ چڑھے گا اور انشاء اللہ بصیرت زیادہ ہو گی۔ تیسری چیز جو کرنے والی ہے جس سے نور عطا ہوتا ہے۔ روشنی ملتی ہے، وہ تہجد کی نماز پڑھنا ہے۔ نماز تہجد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تو فرض تھی اور ہمارے لئے وہ نوافل ہیں لیکن ہر نماز فرض سے بھی زیادہ کرم نماز تہجد میں ہے۔ یہ ہماری زندگی کا نور ہے جو تہجد گزار ہے۔ اس کا چہرہ نورانی ہو جاتا ہے اور جو نماز تہجد ادا نہیں کرتا اس کے چہرے پر نور بھی نہیں آتا ہے۔ اگر آپ نے حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرنی ہے تو اس کے لئے یہ وسیلے ہیں۔ نفل دیدار محمدی کو لازم کرو۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ جس کی خاص تاکید فرمایا کرتے تھے وہ نفل دیدار محمدی ہیں۔ رات کو پڑھتے جاتے ہیں، ان نوافل کو ادا کرنے سے ہماری جو کمزوریاں ہیں وہ دور ہو جاتی ہیں۔ ایک تو ہم بہت زیادہ کھانا کھانے والے ہیں۔ ہمیں کھانے کا بہت انتظار رہتا ہے اور پھر نیند کے بہت زیادہ گرویدہ ہیں۔ سونے کے بہت ماہر ہیں، ان دو چیزوں سے نفل دیدار محمدی بے نیاز کرتے ہیں ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور اولیاء اللہ کی زیارت زیادہ ممکن ہو جاتی ہے۔ پھر کھڑے ہو کر سلام پڑھنا بھی اس میں شامل کریں۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہے اسے جنت کی بشارت ہے۔ فرمایا کہ میں محدث بھی ہوں۔ قاری بھی ہوں۔ میں فقیہ بھی ہوں، حافظ بھی ہوں لیکن مجھے کسی چیز کا بھروسہ نہیں ہے کہ وہ میری بخشش کا ذریعہ بنے گی۔ اگر میری بخشش کا کوئی بہانہ ہے تو وہ یہ



ہے کہ جو میں کھڑے ہو کر دو دو سلام پڑھتا ہوں، ان تمام چیزوں سے بڑھ کر ایک چیز ہے۔ وہ مرشد کریم کا دیدار ہے اور مرشد کریم کے در کی حاضری ہے کیونکہ اصل روشنی وہاں سے ملتی ہے۔ سوچ آں ہو گا تو بجلی آئے گی اگر تمہارا سوچ ہی آں نہیں ہوا ہے تو پھر آپ کیا کریں گے۔ آپ کا سوچ مرشد کریم کے ہاتھوں میں ہے وہ اسے آن کریں گے تو تمہارا کام بنے گا، ایک اور چیز بھی ہے جو کرنے کی ہے۔ وہ عاجزی اور انکساری ہے۔ اصحاب کھف کے کتے نے کیسے درجہ پایا۔ وہ کتے سے کیسے انسان بنا اور کیسے جنت میں گیا، وہ صرف اولیاء اللہ کے در پر بیٹھا رہا۔  
اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے۔

تھ سے در۔ در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت  
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا  
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے  
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا  
یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ آپ کا در ہو اور اس در پر کتا ہو، مجھے اس کا مرید کر دے  
نا کہ مجھے بھی وہ نشانی مل جائے کہ جو جنت میں جانے والوں کے لئے ہے۔ یہ  
انکساری بہت ضروری ہے۔

خس خس جتاں قدر نہ میرا تے صاحب نوں و ڈیاں  
میں گلیاں دا ڈوڑا کوڑا تے محل چڑھایا سائیاں  
اگر تو چھت پر چڑھنا چاہتا ہے، اگر تو عروج حاصل کرنا چاہتا ہے، ایک بہت بڑی  
شخصیت بننا چاہتا ہے تو پھر مرشد کے در کی خاک بن جاوہ تمہیں نواز دیں گے جو خود یہ

چاہتا ہے کہ مجھے مرشد کریم ہیرو بنادیں۔ مجھے بلند مقام عطا فرمادیں۔ وہ پھر زیرو ہی رہتا ہے اور جو کوئی زیرو بنتا ہے وہ ہیرو بن جاتا ہے۔ اکثر اوقات ہوتا ہے کہ بندہ ذکر الہی نہیں کرتا ہے اور تکبر میں آ جاتا ہے اور وہ ”خس خس جتاں“ پڑھتے تو ہیں لیکن خس خس بنتے نہیں ہیں۔ جب تو گلیوں کا ڈوڑا کوڑا بن جائے گا تو مرشد کریم تمہیں نظر بھی آئیں گے اور تجھے محل پر بھی چڑھائیں گے۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ تشریف بھی لائیں گے اور تمہاری مشکل بھی حل کر دیں گے۔ وہ زندہ ہیں ہم علمی طور سے مانتے ہیں ہمیں مشاہدہ نہیں ہے چند ایک خوش نصیب ہیں جن کی وجہ سے ہم بھی مانتے ہیں کہ وہ ہمیں بتاتے ہیں کہ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ زندہ ہیں وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے ہیں۔ فرشتوں کو دیکھتے ہیں۔ قبر کا عذاب ثواب دیکھتے ہیں، جنت میں اپنا گھر دیکھتے ہیں۔ جب تک جنت میں اپنا گھر نہیں دیکھ لیتے وہ مرتے نہیں ہیں۔ یہ ساری چیزیں ذکر الہی، درود مصطفیٰ، نفل دیدار محمدی، نماز تہجد اور دیدار مرشد کریم سے حاصل ہوتی ہیں۔

اک دیدار مرشد دا باہو مینوں لکھ کڑوڑاں حجاں ہو

آپ کہیں گے کہ یہ تو حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ حدیث شریف ہے کہ بزرگوں کی زیارت کفارہ گناہ ہے۔ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ ہم جو حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کر رہے ہیں تو ہماری اس محفل پر بھی رحمت کا نزول ہو رہا ہے اور جس پر رحمت کا ایک چھینٹا بھی پڑ جاتا ہے اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔

آل نبی تے اولاد علی دی سیرت شکل انہاں دی

ناں لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی

اللہ تعالیٰ ان چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں جان ڈال دے اور جو میں نے مجاہدے کی چند چیزیں عرض کی ہیں۔ ان پر تمام سامعین اور بالخصوص سلسلہ سے منسلک دوست احباب عمل کریں اور حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کے ظاہری نظارے کریں۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات ”ذکر مرد کامل“ کے نام سے لکھی گئی۔ یہ کتاب آپ کے وصال کے بعد لکھی گئی۔ فیصل آباد میں لکھی گئی اور اس کا مسودہ حضرت صاحبزادہ مخی عبدالرحمن صاحب دامت برکاتہ العالیہ کو بھیج دیا گیا کہ وہ اس کو پڑھ لیں اور اس میں جو کوئی کمی بیشی ہے اس کی نشان دہی فرما دیں تاکہ یہ کتاب چھپوائی جاسکے۔ صاحبزادہ صاحب نے وہ کتاب خود پڑھنے کی بجائے سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک پر رکھ دی اور عرض کیا کہ ابا جان یہ کتاب آپ سے متعلقہ لکھی گئی ہے۔ آپ خود ہی دیکھ لیں۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کی قبر میں سے آواز آئی کہ میں نے یہ کتاب پڑھ لی ہے اس میں جو کچھ بھی لکھا ہے وہ سب ٹھیک ہے۔ اس کو چھپوا دو۔ وہ کتاب دو مرتبہ چھپ چکی ہے۔ ابھی تک اس کی طلب بہت زیادہ ہے۔ انشاء اللہ۔ وہ کتاب پھر بھی چھپی گی۔ یہ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات ہے جو کوئی پڑھتا ہے اس کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے چند ماہ قبل ایک خواب دیکھا تھا کہ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ جنت کے دروازہ پر کھڑے ہیں اور انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کس کا انتظار ہے۔



فرمایا کہ میں اپنے سلسلہ کے تمام مریدین پوتے، نواسے سب کا انتظار کر رہا ہوں کہ میں ان سب کو لے کر جنت میں جانا چاہتا ہوں۔ یہ خوشخبری ہے کہ جو کوئی بھی ان کے سلسلہ میں ہے اس کا سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ انتظار کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان کے گیت بھی گائیں اور ان کا نظارہ بھی کریں۔ ان کی ظاہری زیارت بھی کریں۔ میرے بیٹے کو کچھ پریشانی ہوئی تو حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ اس کو ملے اور فرمایا کہ بیٹا پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ پڑھا کر تو ٹھیک ہو جاؤ گے۔ دوسرے ہی روز وہ پریشانی از خود ہی ٹھیک ہو گئی۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ آج بھی کرم فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ بہت کامل بستی ہیں اور وہ جو ہم سے چاہتے ہیں اور ہمیں تلقین کرتے ہیں کہ ۔

اے اہل نظر کیا رکھا ہے اس عید کے آنے جانے میں

جب تک نہ چمکے تیرا ستارہ مرشد کے مے خانے میں

اگر تیرے آستانہ عالیہ سے تیری کوئی وابستگی نہیں ہے کوئی عقیدت نہیں ہے تو پھر تو کچھ بھی نہیں۔ یہ عقیدہ ہے اس کو اپنے پلہ میں رکھیں۔ گھر میں سجا کے رکھیں۔ اپنی دیواروں پر لکھ کے رکھیں کہ ۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کے دو خاص اشعار وہ جو اکثر پڑھا کرتے تھے۔ وہ یہی دو اشعار تھے۔ آپ تلقین فرمایا کرتے تھے کہ ۔



اے اہل نظر کیا رکھا ہے اس عید کے آنے جانے میں  
 جب تک نہ چمکے تیرا ستارہ مرشد کے مے خانے میں  
 عید سے مراد نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہے صرف ایک لفظ ”عید“ میں تمام عبادات کی  
 طرف اشارہ فرمادیا کہ ان میں کچھ نہیں ہے جب تک تیرا ستارہ مرشد کے مے خانے  
 میں نہیں چمکتا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو بحال رکھا ہے۔ اس سے  
 وابستہ رہے ہیں اس کو چھوڑا نہیں ہے۔ یہ بہت کم آستانوں پر ایسا ہوتا ہے کہ حضور نبی  
 کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو بحال رکھا جائے۔ اولیاء اللہ کی عظمت پیش نظر  
 رکھی جاتی ہے اس لئے آپ فرماتے ہیں کہ ۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا  
 ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی  
 اور یہی میں نے بھی شروع میں نعت شریف میں پڑھا ہے کہ ۔  
 جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
 اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

حضرت سرکار سائنیں بابا رحمۃ اللہ علیہ میری یہ عرض گزارش قبول فرمائیں تو میری بھی  
 حاضری ہو جائے گی اور آپ سب کی بھی حاضری ہو جائے گی۔ ان کے حیات ہونے  
 کے ثبوت ہمیں بھی مل جائیں ہم بھی ان کو دیکھنے والوں میں سے ہو جائیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب سولہویں سالانہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بر آستانہ عالیہ

صوفی محمد سرور صاحب پک نمبر 36 ج ب کلاں فیصل آباد

15-11-2011

## فرد واحد

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ ﷺ  
 الْعَلَمِينَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
 وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ  
 وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! کیپٹن ریٹائرڈ عبدالعلیم صاحب نے کہا کہ یہ زرداری کی حکومت  
 تبدیل ہونا اب بہت ضروری ہو گیا ہے۔ عوام بہت پریشان ہیں اور تنگ آ چکے ہیں۔  
 میں عرض کرتا ہوں کہ جس بندے نے یا بندوں نے حکومت کو تبدیل کرنا ہے۔ برائی  
 ختم کرنی ہے اور اچھائی لانی ہے مہنگائی ختم کرنی ہے چور بازاری ختم کرنی ہے۔  
 رشوت ختم کرنی ہے ملاوٹ ختم کرنی ہے۔ چوری، ڈکیتی، جھوٹ، زنا، شراب نوشی ختم  
 کرنی ہے یہ آپ چاہتے ہیں۔ اب سوال ہے کہ وہ بندے کہاں سے آئیں گے ابھی  
 تک پاکستان کو ایسے افراد ملے نہیں ہیں۔ چونٹھ سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ اگر  
 وہ افراد اب تک ملے نہیں تو پھر اب وہ کہاں سے مل جائیں گے کیا وہ افراد پاکستان  
 میں موجود ہیں یا کہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں۔ اگر موجود ہیں تو وہ کون ہیں اور کہاں  
 ہیں اور وہ تعداد میں کتنے بندے ہونا ضروری ہیں۔ حضرات پاکستان سے متعلق بہت

غلط ٹاڑ دیا گیا ہے اور یہ آپ کے راہنماؤں لیڈروں نے ہی دیا ہوا ہے کہ یہاں تو آوے کا آواہی بگڑا ہوا ہے ایک نہیں دو نہیں تمام محکمے ہی غلط ہو رہے ہیں۔ پولیس غلط، ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ غلط، ریلوے ختم، پی آئی اے ختم، عدالتی نظام غلط، جج غلط اور فیصلے غلط مبنی بر رشوت فیصلے انصاف ختم اب کوئی فرد اور کوئی محکمہ ایسا نہیں ہے کہ جو غلط نہ ہو۔ کیا واپڈا ٹھیک ہے۔ جی نہیں واپڈا ابھی غلط ہے۔ یہ واپڈا کے افسر بیٹھے ہیں لہذا آوے کا آواہی بگڑا ہے تو پھر صحیح بندہ کہاں سے آئے گا۔ آخر وہ بندہ ہم میں سے ہی آئے گا یا کہیں باہر سے آئے گا۔ وہ ہم میں سے ہی ہو گا حضرات یہ تھیوری غلط ہے۔ ہم قرآن مجید سے راہنمائی لیتے ہیں یا اللہ وہ روشنی کہاں ہے کہ جس نے ہماری قسمت کو بدلتا ہے وہ لوگ کون سے ہیں اور کہاں ہیں اور کتنے افراد کی ضرورت ہے۔ جب شیطان کو راندہ درگاہ کیا گیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اعلان کیا کہ میں آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد کو ورغلاؤں گا میں آگے سے آؤں گا۔ پیچھے سے آؤں گا۔ دائیں سے آؤں گا۔ بائیں سے آؤں گا۔ اوپر سے آؤں گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے مخلص بندوں پر تیرا وار نہیں چلے گا لہذا اسی معاشرہ میں ہی وہ مخلص بندے موجود ہیں۔ آوے کا آواہی بگڑا ہوا ہے یہ تھیوری غلط ہے لیکن خواہ آوے کا آواہی گندہ ہو جائے پھر بھی اس میں وہ مخلص بندے ضرور ہوتے ہیں وہ مخلص بندے کس فرقے میں ہیں کیا تمام فرقوں میں ہیں تمام مسلمانوں میں ہیں سارے پاکستان میں ہیں۔ حضرات وہ مخلص بندے صرف سنیوں میں ہیں۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ وہ اہل حدیث میں ہیں۔ دیوبندیوں میں ہیں وہ دعوت اسلامی میں ہیں تبلیغی جماعت میں ہیں۔ پرویزوی میں ہیں چکرالوی میں ہیں جماعت اسلامی میں ہیں۔ نہیں ہیں قطعاً نہیں ہیں وہ مخلص



بندے صرف سنیوں میں ہیں لہذا جب بھی ملک کی تقدیر بدلتی ہے وہ سنیوں نے ہی بدلتی ہے اگر کوئی روشنی آتی ہے تو ان سے ہی آتی ہے کیونکہ صرف وہی مخلص ہوں گے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق نہیں ہیں وہ آپ سے کس طرح مخلص ہو سکتے ہیں وہ ملک سے کس طرح مخلص ہو سکتے ہیں۔ کیا اہل حدیث نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مخلص ہے اب تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی مخلص نہیں رہے تو پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کس طرح مخلص ہوں گے وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔ وہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے اللہ تعالیٰ دھوکہ دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے جب کچھ ہو جاتا ہے تو ہمیں بھی پتہ چل جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی پتہ چل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بھی اور تمہارا بھی ایک ہی معیار بنا دیا پھر وہ مخلص کیا ہوئے وہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی مخلص نہیں ہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی مخلص نہیں ہیں۔ اس لئے وہ مخلص بندے سوائے اہل سنت و جماعت کے اور کوئی نہیں ہوں گے جو پاکستان کی تقدیر بدل دیں گے۔ وہ عالم اسلام کی تقدیر بدلیں گے اور عالم دنیا کی تقدیر بدلیں گے۔ اگر آپ نے دیکھنا ہے تو ان کی طرف نگاہ کریں۔ بہت زیادہ افراد کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف ایک بندہ ہی کافی ہے۔ مغلیہ خاندان کا اکبر اعظم بادشاہ مطلق العنان ہو گزرا ہے اس کے سامنے سارا ہندوستان گھٹنے ٹیکتا تھا۔ اپنے آپ کو سجدہ کراتا تھا۔ کوئی چوں چراں نہیں کر سکتا تھا۔ کیا کوئی اس کے سامنے بول سکتا تھا بات کر سکتا تھا۔ نہیں کر سکتا تھا اس نے دین الہی کے نام سے ایک نیا ہی دین بنا دیا تھا اور تمام رعایا اس دین کو ماننے تھی سب دین الہی کو ماننے والے بن گئے تھے لیکن اکبر اعظم اور اس کے دین کا بیڑہ



غرق کرنے والا ایک فرد واحد تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جو سنی عقیدہ تھے اور اس ایک فرد نے ہندوستان کی تقدیر بدل کر رکھ دی تھی۔ پھر ایک ایسا وقت آیا کہ تمام فرقے اہل سنت و جماعت کے خلاف نعرے لگا رہے ہیں۔ اس مسلک کو مٹانے پر لگے ہوئے ہیں پھر بھی صرف ایک ہی فرد واحد حضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سنت و جماعت کے مسلک کا نعرہ بلند کیا تو آج بریلویوں کی تعداد تمام فرقوں سے زیادہ ہے اور درود و سلام کے نغمے گائے جا رہے ہیں نعرہ رسالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلند ہو رہا ہے اور ہر طرف کونج رہا ہے۔ پروفیسر صاحب زیادہ افراد کی ضرورت نہیں ہے صرف ایک فرد واحد کی ضرورت ہے۔ ہندوستان کس نے فتح کیا۔ یہ حضرت محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو سنی عقیدہ تھے اور دیکھیں کہ کس کی مدد سے فتح کیا۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی قمیض کے صدقے میں فتح کیا۔ محمود غزنوی کے پاس جو فوج تھی وہ بہت تھوڑی اور حملہ کرنے کیلئے نا کافی تھی سولہ حملے کر چکے تھے لیکن کامیابی نہیں ہوئی تھی سو منات فتح نہیں ہوا تھا وہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اپنی کامیابی کی دعا کے لئے حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میری قمیض لے جاؤ اور جب تمہیں ضرورت پڑے تو اس کا واسطہ دینا۔ جب حضرت محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے سترھویں مرتبہ حملہ کرنے کے لئے ہندوستان کا رخ کیا تو ہندوستان میں جتنے بھی راجاؤں تھے ہندو راجاؤں کی جو حکومتیں تھیں وہ تمام اپنی اپنی افواج لے کر مقابلہ پر آ گئے اور چاروں طرف سے گھیر لیا کہ اب کی بار یہ زندہ واپس نہ جانے پائے اس نے ہمیں کیا مصیبت میں ڈال رکھا ہے سولہ حملے کر چکا ہے ہمیں کوئی سکون ہی نہیں لینے دیتا۔ محمود غزنوی کی فوج اور وہ خود گھیرے میں آ گیا تو

اس نے قمیض نکالی اور اس کے صدقہ اور واسطہ سے دعا مانگی کہ یا اللہ اس قمیض کے صدقے فتح نصیب فرما دے اسی لمحہ ہر ہندو سپاہی کو دوسرا ہندو سپاہی مسلمان نظر آئے وہ ایک دوسرے پر ہی حملہ کرنے لگے ایک دوسرے کو ہی قتل کر رہے ہیں بہت سارے قتل ہو گئے مرکھپ گئے اور جو باقی بچے وہ بھاگ گئے اور حضرت محمود غزنوی کو فتح حاصل ہو گئی یہ فتح کتنے بندوں نے کی۔ صرف ایک فرد واحد اور ایک قمیض تھی۔ ایک واسطہ دینے والا اور ایک وہ کہ جس کا واسطہ لیا جا رہا ہے اور دونوں سنی عقیدہ تھے۔ حضرات اب بھی ایک قمیض ہی آئے گی اور جس دن وہ آگئی اس دن ہماری قسمت بدل جائے گی۔ آپ دوسروں کو روک رہے ہیں کہ اس دفعہ عمران خان آجائے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ نکل آئے۔ ووٹ تقسیم ہو جائیں گے کوئی ادھر ادھر ہو جائیں گے لیکن عمران خان سے کوئی روشنی نکلنے کی امید نہ کھواس سے کوئی آس نہ لگاؤ کیونکہ وہ اس کا اہل نہیں ہے وہ Qualify ہی نہیں کرتا، وہ اس کا اہل نہیں ہے۔ وہ سنی ہی نہیں ہے۔ آپ تاریخ پاکستان کا مطالعہ کریں قائد اعظم اور اس کے ساتھی کیا مطالبہ کر رہے تھے کہ وہ صرف سیٹیں Seats نشستیں ہی مانگ رہے تھے کہ مسلمانوں کو ہر صوبہ میں ان کی تعداد کے مطابق سیٹیں دے دیں۔ پنجاب میں اتنی دے دیں۔ بہار میں اتنی دیدیں وہ چودہ نکات پیش کر رہے تھے ان کے ذہن میں پاکستان کی کوئی سوچ ہی نہیں تھی کسی کے ذہن میں اسلامی حکومت Islamic state اسلامی ریاست کے حصول سے متعلق کوئی سوچ ہی نہیں تھی۔ پھر فرد واحد حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سنی عقیدہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر بیٹھ کر درود شریف پڑھنے والا سنی بولا کہ اے خدا کے بندو اپنے لئے ایک علیحدہ اسلامی ریاست کا مطالبہ

کرو پاکستان بناؤ یہ کس نے خیال پیش کیا کس نے علیحدہ مملکت اسلامیہ کا نظریہ  
 IDEA دیا اور اس نے کس کا انتخاب کیا۔ قائد اعظم کو بلانے والا اور اس کو آگے لانے  
 والا کون ہے یہ ایک فرد واحد حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہے اور یہ یاد رکھو کہ اب بھی  
 صرف ایک ہی نکلے گا اور قرب قیامت کے وقت جب بہت زیادہ فرائض ہوگی تو اس  
 وقت بھی صرف ایک ہی فرد واحد حضرت امام مہدی علی نکلے گا اور وہ بھی سنی ہوگا جب  
 تک سنی لوگوں کی حکومت رہی ہے اسلام پھیلا ہے اور جب دوسرے لوگ آئے تو وہ  
 پھر پیچھے چلا گیا۔ یزید سنی نہیں تھا اللہ جانے کہ وہ کون سا عقیدہ رکھتا تھا۔ اسلامی عقاید  
 کے خلاف اس کی حکومت تھی۔ حدیث شریف میں ہے کہ لوگ بادشاہ کے مذہب پر  
 ہوتے ہیں۔ ہم ڈھور ڈنگر ہیں جس طرز کا ہمارا بادشاہ ہے ہم بھی اسی جیسے ہی ہیں۔ وہ  
 رشوت خور ہے تو ہم بھی رشوت خور ہیں۔ وہ بگڑی باندھنے والا ہے تو ہم بھی بگڑی  
 باندھنے والے۔ وہ ٹوپی پہننے والا ہے تو ہم بھی ٹوپی پہن لیتے ہیں وہ ننگے سر ہے تو ہم بھی  
 ننگے سر ہیں۔ بادشاہ وقت کی ہر ادا ہماری ادا بن جاتی ہے۔ عوام اپنے بادشاہ کو دیکھتی ہے  
 اور بادشاہ ایک وقت میں صرف ایک ہی ہوتا ہے اگر وہ ایک ہی ٹھیک ہو جائے تو سب  
 ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اس لئے صرف ایک بندہ ہی آتا ہے وہ آج آ جائے یا کل آ جائے  
 وہ کہاں سے آتا ہے کیسے آتا ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جمہوریت سے متعلق آپ کہتے  
 ہیں کہ بہت اچھی ہوتی ہے۔ DEMOCRACY کی آپ بہت تعریف کرتے  
 ہیں کہ بہت چاند چڑھاتی ہے آپ پاکستان کو چھوڑیں کہ اس میں جمہوریت نہیں چل  
 سکی۔ کیا امریکہ میں چل رہی ہے کیا انگلینڈ میں چل رہی ہے کیا یورپ میں چل رہی ہے  
 سب سے زیادہ بھوک افلاس و ہیں پر ہی ہے کہاں گئی ان کی جمہوریت کہاں گئی



DEMOCRACY۔ آپ کو علم ہونا چاہئے کہ انہوں نے دو خاص چیزیں ہی دی ہیں اور ہم نے بھی ان کی نقل ہی کی ہے ایک انہوں نے SEX-FREEDOM دی ہے کیا آپ جانتے ہیں کہ SEX-FREEDOM کیا ہوتی ہے۔ ماں بہن بیٹی بیوی کی کوئی تخصیص نہیں ہے ہر عورت تمہاری بیوی ہے اور تم اس کے ساتھ میاں بیوی کی طرح کا سلوک کر سکتے ہو۔ کیا یہ انسانیت ہے کیا کوئی غیرت مند آدمی یہ برداشت کرے گا کہ اس کی بیٹی بہن ہر کسی کے ساتھ رشتہ ازدواجی قائم کرتی پھرے یہ SEX-FREEDOM امریکہ میں ہے انگلینڈ میں ہے ہر برائی جس میں تم جج ہو جاؤ وہ وہاں کا قانون بن جاتا ہے وہاں تو کوئی قانون ہی نہیں ہے پھر جمہوریت DEMOCRACY نے کیا دیا ہے کیا یہ بے غیرتی دی ہے۔ دوسرا کارنامہ جو انہوں نے دیا ہے وہ یہ ہے کہ لڑکے کے ساتھ مرد کے ساتھ مرد کا نکاح جائز ہے اور انہوں نے یہ کام بھی شروع کر دیا ہے اسے HOMO SEXILOCOTY کہتے ہیں۔ اس جمہوریت نے ہمیں کیا دیا ہے کیا یہی اخلاقی پستی دی ہے۔ منڈے بازی دی ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کیوں غرق ہوئی ان پر پتھروں کا عذاب کیوں آیا کہ ان میں منڈے بازی تھی اس وقت وہ ڈوب رہے ہیں اور انشاء اللہ ڈوبیں گے اس وقت ان کے نظام کے خلاف سوممالک میں ایک ہزار شہروں میں جلوس نکل رہے ہیں کہ یہ سارا نظام غلط ہے ان کی تحریک کا نام OCCUPY WALL STREET ہے تو کچھ DEMOCRACY کیا ہوئی اور جمہوریت نے ہمیں کیا پھل دیا ہے، وہ بڑے نعرے لگاتے ہیں کہ DEMOCRACY IS GOVT OF THE PEOPLE BY THE PEOPLE FOR THE PEOPLE.



جمہوریت ایک عوام کی حکومت عوام کیلئے عوام کی بنائی ہوئی ہوتی ہے لیکن اس عوامی حکومت میں سے کیا نکلا۔ جمہوریت نے ایک اور مصیبت بھی دی ہے کہ خوب خرچ کرو انہوں نے عوام کو CREDIT CARDS دے دئے اور کریڈٹ کارڈ نے یہ دیا کہ جس کی آمدنی ایک ہزار ڈالر تھی اس نے ایک لاکھ ڈالر خرچ کر لیا اور جب بینک نے قرضہ واپس مانگا تو اس نے انکار کر دیا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے تو پھر بینک نے اس کا مکان لے لیا اس کی کار واپس لے لی اس کا فرنیچر واپس فرنیچر واپس لے لیا صرف امریکہ میں نوے بینک دیوالیہ ہو چکے ہیں تو یہ جمہوریت کیوں پھیلی اور اس نے کیا کچھ گل کھلائے یہ صرف اس لئے کہ اس میں کوئی سنی بندہ نہیں تھا۔ انشاء اللہ وہ آئے گا۔ ایک حدیث شریف ہے کہ اہل سنت کبھی برائی پر جمع نہیں ہوں گے۔ یہ ہمیشہ اچھائی پر ہی جمع ہوتے ہیں اب دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ بندہ جلدی عطا کر دے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ میں سے ہی ہو۔ وہ آپ جیسا سنی ہوگا اور میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہوگا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کے بغیر کوئی بندہ بندہ بن ہی نہیں سکتا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

خدا بندے سے خود پوچھے کہ بتا تیری رضا کیا ہے

وہ کہتے ہیں کہ یہ خود انحصاری ہے کہ آپ اپنے وسائل سے سب کچھ بنا سکتے ہیں اس لئے کسی کی طرف مت دیکھو اپنی خودی ٹھیک کر لو تو تم ٹھیک ہو جاؤ گے حالانکہ یہ خودی نہیں ہے خودی کی جو اصل ہے وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی ہے ایک مثال سے یہ سمجھ لیں کہ خودی ہم سے کیا چاہتی ہے کہ ایک نوجوان خوبصورت لڑکی

خوب بن سنور کر پورا میک اپ کئے ہوئے آرہی ہے اور آپ اس کے مقابل جا رہے ہیں اور کوئی دوسرا شخص آپ کو نہیں دیکھ رہا ہے اور اگر تو اپنی نگاہ نیچی کر لے کہ میرے اللہ تعالیٰ نے اپنی نگاہ نیچی رکھے کا حکم فرمایا ہے۔ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ (النور۔ ۳۰) ”مسلمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔“ اور قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ۔ (النور۔ ۳۱) ”اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔“ تو بتائیے کہ اس وقت یہ تیری نگاہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا کی ہوئی نگاہ ہوگی اس وقت تیری نگاہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ میں فنا ہوگی یہ خودی ہے۔ معاشرے سے ڈرنا، ماں باپ سے ڈرنا۔ پولیس سے ڈرنا اور پھر اپنی آنکھیں نیچی رکھنا یہ خودی نہیں ہے۔ بلکہ خودی یہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا ہو کر اپنی نظریں نیچے رکھے جب تک یہ نہیں آئے گی اس سے اگلا مرحلہ بھی نہیں آئے گا اور خدا بھی نہیں پوچھے گا کہ بتا تیری رضا کیا ہے۔ خدا نے تمہیں اس وقت پوچھنا ہے کہ جب تم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں آؤ گے۔ حضرات جو بندہ آئے گا وہ خودی والا بندہ ہوگا اللہ کرے علامہ اقبال کی خودی والا بندی ہمیں مل جائے تو پھر کچھ بہتری کا آغاز ہوگا میں مسئلہ کا حل نہیں بتا رہا ہوں بلکہ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس کا طریقہ کیا ہوگا۔ کوئی کہتا ہے کہ نواز شریف آئے گا تو ملک سنوار دے گا۔ بالکل نہیں سنورے گا۔ اگر کہو کہ زرداری ٹھیک کر دے گا بالکل نہیں کرے گا۔ عمران خان نہیں کر سکے گا۔ آرمی بھی اب اس نظام کو بہتر نہیں کر سکے گی کیونکہ ان میں انقلاب لانے والی خوبیاں ہی نہیں ہیں۔ خوبی صرف میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام

میں ہوگی جس طرح میں نے کہا ہے کہ نگاہ صرف اس لئے نیچی کرے کہ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہے لیکن اگر وہ کھڑا ہو کر اس لڑکی کی طرف بڑے غور سے دیکھے گا تو اس میں خودی آ ہی نہیں سکتی ہے خواہ وہ خود انھاری کر بھی لیتا ہے۔ روحانی طاقت صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں ہی آتی ہے۔ خودی کسی ہندو، انگریز یا کسی بد مذہب میں نہیں ہوتی اور نہ ہی بلند ہو سکتی ہے اگر ہو سکتی ہے تو صرف سنی کی ہو سکتی ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر جانتا ہے اور جب ووٹ دیتا ہے یا کوئی فیصلہ کرتا ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ جو ہاتھ ہے یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ہے اور جو یہ فیصلہ ہے، یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی کے مطابق ہے۔ وہ ہمیشہ ٹھیک بات ہی کرے گا۔ غلط بیانی جھوٹ فریب، دعا بازی نہیں کرے گا۔ وہ ہاتھ جب تیرے ہاتھ میں آ جائے گا تو تیرا ہاتھ بھی خودی والا ہاتھ بن جائے گا۔ ہم ہر ایک پر امید لگائے بیٹھے ہیں کہ یہ ملک کی تقدیر بدل دے گا۔ کوئی تقدیر وغیرہ نہیں بدلے گی ہم ایک سے مار کھا کہ دوسرے کی طرف بھاگتے ہیں۔ مسلم لیگ آ جاتی ہے وہ تنگ کرتی ہے تو پیپلز پارٹی کی طرف جاتے ہیں اس سے مار کھاتے ہیں تو پھر مسلم لیگ کے طرف دار بن جاتے ہیں اب عمران خاں سے آس لگائے بیٹھے ہیں اور اس کی طرف جھک رہے ہیں جب کچھ نظر نہیں آتا تو آرمی کی طرف بھاگ جاتے ہیں یہ ان کی باریاں لگی ہوئی ہیں کبھی کسی ایک کی باری تو کبھی دوسرے کی باری۔ ان میں سے کسی میں بھی نہ خودی ہے اور نہ ہی سنی پن ہے اور نہ ہی ان میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی ہے ان میں کوئی خوبی بھی نہیں ہے۔ نواز شریف رائے و غڑ بھی جا رہا ہے ادھر بھی بھاگ رہا ہے۔ ادھر بھی بھاگ رہا ہے۔ لڑکیوں کا قانون بنانے میں سبھی شامل



ہیں وہ قانون کیا ہے کہ لڑکی کی اپنی مرضی ہو تو زنا نہیں ہے۔ زنا بالرضا زنا نہیں ہے اگر شرف پرویز اس میں شامل ہے تو باقی بھی سب ہی اس میں شامل ہیں اب شرف چلا گیا ہے تو اب یہ کیوں نہیں بدلتے۔ یہ اسلامی قانون نہیں ہے پھر اس کو کیوں نہیں ختم کر دیتے۔ اس کو کیوں نہیں بدل دیتے اس لئے کہ یہ سنی نہیں ہیں ان میں شرم و حیا نہیں ہے یہ شیعہ کا قانون ہے یہ امریکہ کا قانون ہے۔ SEX-FREEDOM امریکہ کا قانون ہے جب بندہ SEX-FREEDOM میں آ جاتا ہے ہر عورت کو بیوی سمجھتا ہے تو پھر حیا ختم ہو جاتی ہے اور ایمان ختم ہو جاتا ہے لیکن ان کی یہ سوچ ہے کہ یہ ہمارا ایمان ہے ہم مز لے لے رہے ہیں ہم پر اب کوئی زنا وغیرہ کی دفعہ نہیں لگے گی نہ ہی کوئی مقدمہ چلے گا ہماری موجیں ہو گئی ہیں اب ہم جو چاہیں سو کریں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کوئی روکنے والا نہیں ہے کوئی ٹوکنے والا نہیں ہے۔ ایک مثال ہے کہ انگریزوں نے ہندوستان پر حکومت کی تو ان دنوں کل کتنے انگریز یہاں موجود تھے۔ کیا ساری فوج انگریز تھی کیا ساری پولیس انگریز تھی کیا سارے جج انگریز تھے نہیں تھے صرف پچاس ہزار یا لگ بھگ ایک لاکھ بندہ انگریز تھا باقی سب ہندوستان کے باشندے تھے جن پر وہ حکومت کر گئے اگر ان سے کم تعداد میں بھی بندے مل جائیں تو تمہارا کام بن جائے گا اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی والا بندہ عطا کرے وہ جماعت عطا کرے کہ جب بھی روشنی نکلتی ہے تو غلام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی نکلتی ہے اور سنیوں سے ہی نکلتی ہے۔ کسی اور فرقے سے نہیں نکلتی گی۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ سعودیہ میں صبح کو رنمنٹ چل رہی ہے کیا شام میں ٹھیک ہے کیا مصر میں ٹھیک تھی کیا یمن میں ٹھیک ہے کہیں بھی نہیں ہے کیونکہ وہاں سنی نہیں ہیں۔ سنی بھی ہو تو



میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہو اور ان میں فتاہ بھی ہو پھر بات بنے گی۔  
 سنی عقیدہ اس وقت سب سے زیادہ پاکستان میں ہی ہیں اور انشاء اللہ انہی میں سے  
 نکلیں گے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک چیز عطا فرمائی ہے اور بغیر کسی وجہ کے ہی عطا فرمائی  
 ہے وہ ایٹم بم ہے ہم میں کوئی صلاحیت نہیں ہے ہمارے سائنس دان اس قابل نہیں  
 ہیں ہم تو ایک قمیص کا بٹن بھی نہیں بنا سکتے۔ ہم سوئی نہیں بنا سکتے ہم موبائل بھی نہیں بنا  
 سکتے۔ گھڑی بھی نہیں بنا سکتے۔ یہ پلاسٹک کی ٹوپی آپ نے پہن رکھی ہے ہم اس کا خام  
 مال بھی نہیں بنا سکتے تو پھر اتنی عظیم چیز ایٹم بم کس طرح سے بن گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی  
 خاص عنایت ہے کہ ملک پاکستان بچار ہے اور یہاں سے وہ روشنی نکلے کہ جو دنیا کو  
 ٹھیک کرنے والی ہو اللہ تعالیٰ نے ہم پر انعام عطا فرمایا ہے کہ ہمیں ایٹم بم عطا فرما دیا  
 ہے کہ جس کے ہم اہل نہ تھے اللہ تعالیٰ ہم میں سے وہ بندے بھی پیدا فرما دے کہ جن  
 سے روشنی نکلے۔ اس وقت بھی پولیس میں اچھے بندے موجود ہیں آرمی میں بھی ہیں  
 اور اس دور میں بھی اچھے جج موجود ہیں سبھی تو رشوت نہیں لیتے ہیں اچھے اساتذہ بھی  
 موجود ہیں۔ ریلوے میں اور واپڈا میں بھی اچھے لوگ موجود ہیں۔ ان کو ڈھونڈنا ہے  
 ان کو آگے لانا ہے جس دن وہ سامنے آگئے ملک کی تقدیر بدل جائے گی۔ قدرت الہی  
 سے وہ آگے آئیں گے ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ وہ فرد  
 واحد ہو گا کہ جس نے تقدیر بدلی ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے  
 زمانہ میں اسلام کی کیا حالت تھی اسلام نام کی کوئی چیز نہیں تھی دین مردہ ہو چکا تھا لیکن  
 صرف ایک ہستی نے سب کو ٹھیک کر دیا۔ یوں ہوا کہ ایک عیسائی نے دعویٰ کر دیا کہ  
 حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہیں اس نے

مسلمانوں کو مناظرہ کا چیلنج کر دیا کہ آپ کا قرآن ہی یہ بتا رہا ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کر دیتے تھے لیکن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو زندہ نہیں کیا اس لئے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا درجہ بلند ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درجہ نعوذ باللہ کم ہے۔ وہ جہاں بھی جا کر اپنی بات کرتا تو وہ مناظرہ جیت جاتا مسلمان ہار جاتے اور لوگ عیسائی ہو جاتے مسلمانوں کو پتہ نہیں لگ رہا تھا کہ اس کا جواب دیں کیونکہ اس نے کہا تھا کہ قرآن سے جواب دیں اور قرآن میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے مردہ زندہ کرنے کا معجزہ لکھا ہوا ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مردے زندہ کئے ہیں لیکن یہ قرآن میں نہیں ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو مردہ بچوں کو زندہ کیا ہے لیکن قرآن میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ وہ عیسائی بغداد شریف میں بھی آ گیا اور وہاں بھی چیلنج کر دیا اور لوگوں کو ورغلاانا شروع کر دیا اور مناظرہ کا چیلنج کر دیا۔ مسلمان اب پریشان ہیں کہ اس کا کیا جواب دیا جائے۔ لوگ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے اور سارا ماجرا بیان کیا حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے وہ چیلنج قبول کر لیا اور از خود ہی تشریف لے گئے اور اس عیسائی سے پوچھا کہ تیرا کیا سوال ہے اس نے کہا کہ میرا نبی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آپ کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں اور دلیل یہی دی کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مردہ کو زندہ کرتے تھے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہیں کرتے تھے یہ تمہارا قرآن ہی بتا رہا ہے اس لئے تم ان کا کلمہ چھوڑ دو اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھ کر عیسائی ہو جاؤ۔ ادنیٰ کو چھوڑ دو اور افضل کی طرف آ جاؤ۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بات فی الحال رہنے دو۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو معجزات اور تصرفات بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہوں گے وہی تصرفات اور کرامات میری اُمت کے اولیاء کرام میں بھی ہوں گے۔ یہ سچ ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کر دیتے تھے تو یہ طاقت اُمت محمدیہ کے اولیاء اللہ کو بھی حاصل ہے کہ وہ بھی مردے زندہ کر دیتے ہیں۔ میں اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام در غلام ہوں اگر میں مردوں کو زندہ کر دوں تو پھر کیا تم مسلمان ہو جاؤ گے۔ کہنے لگا کہ اگر آپ کسی مردہ کو زندہ کر دو تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا کہ قبرستان چلتے ہیں، قبر کی نشان دہی تم کرو اور اس قبر والے مردہ کو میں زندہ کرنا ہوں اب بتائیے کہ عیسائی کا مقابلہ کرنے کے لئے کتنے علماء کی ضرورت پیش آئی صرف ایک فرد واحد حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہی کافی تھے۔ بہت زیادہ علماء کرام کی ضرورت نہیں بلکہ صرف ایک غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہی کی ضرورت ہے۔ وہ ایک پرانے قبرستان میں لے گیا اور ایک نہایت پرانی قبر کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس کو زندہ کر دیں حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تمہیں پہلے ہی نہ بتا دوں کہ قبر والا کون ہے۔ فرمایا کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کا امتی ہے اور اسے فوت ہوئے کڑوڑ سال ہو چکا ہے اور یہ میرا عاشق ہے۔ یہ میرا نام لیتے ہوئے قبر سے اٹھے گا اور یہ نعت خوان ہے۔ نعت پڑھتا ہوا باہر آئے گا اور مجھ سے درخواست کرے گا کہ یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ مجھے اپنا مرید کر لیں اس عیسائی نے کہا کہ اگر اتنی بات ہو جائے تو میں کیوں مسلمان نہ ہوں گا فرمایا کہ مردہ کو زندہ کرتے وقت آپ کے نبی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کیا فرماتے تھے۔ کہنے لگا



کہہ فرماتے تھے قُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ عِلْمُ سَ اٹھ کھڑا ہو۔ فرمایا کہ میں یہ نہیں  
 کہوں گا بلکہ میں کہوں گا کہ میرے علم سے اٹھ قُمْ بِإِذْنِ عِيسَى اور بھی حیران ہوا  
 اور کہنے لگا کہ آپ اپنے علم سے مردے کو اٹھائیں۔ حضرت سرکارِ غوثِ الاعظم  
 رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قُمْ بِإِذْنِي تو وہ مردہ قبر سے نکل کر باہر آ گیا۔ وہ نعت پڑھتا ہوا  
 باہر آیا اور عرض کرنے لگا کہ یا غوثِ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ میری طرف توجہ فرمائیں مجھے  
 اپنا مرید کریں۔ وہ عیسائی اور جو اس کے ساتھ عیسائی آئے ہوئے تھے وہ سب یہ  
 کرامت دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ پکتان صاحب آپ ہی بتائیں کہ تقدیر بدلنے کے  
 لئے کتنے افراد کا ہونا ضروری ہے۔ بس صرف ایک ہی غوثِ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی  
 ضرورت ہے۔ رائے راجولا ہور کا کورز تھا اور اس کالا ہور اور پنجاب پر پورا قبضہ تھا۔  
 وہ جادوگر تھا ان دنوں مسلمانوں کا نام بھی سیدھا نہیں لیتے تھے بلکہ ان کو موسلے کہا  
 کرتے تھے۔ اور مسلمان کو ذرا بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ حضرت داتا گنج بخش  
 ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں تشریف لائے اور ایک جگہ اپنا ڈیرہ جما کر بیٹھ گئے۔  
 ایک عورت دودھ اٹھائے ہوئے گزری تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں بھی دودھ دے جاؤ  
 ہم اس کی قیمت ادا کر دیتے ہیں وہ کہنے لگی کہ نہیں میں نے آپ کو دودھ نہیں دینا ہے  
 یہ میں نے راجہ راجو کو دینا ہے۔ اگر اس کو دودھ نہ پہنچا تو اس نے ہماری بھینسوں کے  
 دودھ میں خون پیدا کر دینا ہے۔ فرمایا کہ آپ دودھ مجھے قیتا دے دو تو تمہاری بھینسوں  
 کے دودھ میں خون بھی پیدا نہیں ہوگا اور دودھ بھی بڑھ جائے گا۔ یوں سمجھ لیجئے کہ اس  
 عورت کی خوش قسمتی تھی یا یہ کہ ہم خوش قسمت تھے اس عورت نے دودھ حضرت داتا گنج  
 بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیا۔ اس کی بھینسوں کا دودھ بھی زیادہ ہو گیا اور دودھ



میں خون بھی پیدا نہ ہوا۔ وہ بہت خوش ہو گئی اور اس نے اپنے قبیلہ کی دوسری عورتوں کو بھی بتا دیا کہ آپ دودھ بھی فلاں بزرگ کو دے آیا کرو تو تمہاری بھینسوں کا دودھ بھی بڑھ جائے گا اور دودھ میں خون بھی نہیں آئے گا۔ ساری عورتیں دودھ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو دینا شروع ہو گئیں اور وہاں دودھ کی سبیل کا اجر شروع ہو گیا وہی سبیل آج تک لگ رہی ہے۔ یہ اسی کی نشانی ہے۔ رائے راجو کو جب دودھ جانا بند ہو گیا تو اس نے پتہ لگایا کہ کیا بات ہو گئی ہے ہمیں دودھ کیوں نہیں مل رہا ہے جب اس کو ساری صورت حال کا پتہ چلا تو وہ خود حضرت داتا صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور کہنے لگا کہ بابا جی اٹھو یہاں سے اپنا بستر کول کرو اور کہیں اور جا کر بیسرا کرو۔ یہ میرا علاقہ ہے اور یہ سب لوگ میرے مطیع ہیں۔ میں نے آپ کی یہاں دال نہیں گلنے دینی ہے۔ اور وہ اپنا شعبہ بازی دکھانے کے لئے اپنی طاقت کا اندازہ کرانے کے لئے ہوا میں اڑنے لگا۔ اتنا بڑا جادو گر تھا۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جوتی مبارک کو حکم دیا کہ جاؤ ذرا اس کی مرمت کرو۔ وہ جوتی ہوا میں اڑی اور رائے راجو کے سر میں پڑنے لگیں۔ وہ نیچے آ گیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور وہ پیر ہندی کے نام سے مشہور ہوا۔ آج بھی اس کی قبر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دائیں طرف موجود ہے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر سارا علاقہ ہی مسلمان ہو گیا۔ یہ کام کتنے بندوں نے کیا۔ صرف ایک فرد واحد اور حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔ اس لئے عین ممکن ہے کہ اب کوئی داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہی غلام آ جائے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہی غلام آ جائے۔ اجمیر شریف میں کتنے افراد شریف لے گئے تھے صرف ایک فرد واحد حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری

رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے۔ راجہ تھورا ان دنوں حاکم وقت تھا اس کے قبضہ میں پانی کا ایک وسیع تالاب تھا اس کے علاوہ پانی میسر نہ تھا۔ راجہ تھورا کسی کو پانی لینے نہیں دیتا تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے غلام گئے کہ پانی لے کر آئیں تو تالاب کے نگرانوں نے جواب دے دیا کہ وہ پانی نہیں دیں گے ورنہ ان کا پانی بھرشت یعنی پلید ہو جائے گا۔ مریدین نے کہا کہ ہمارے پیر صاحب نے وضو کرنا ہے صرف ایک لوٹا پانی دے دو اس سے کیا فرق پڑے گا۔ وہ مان گئے کہ صرف ایک لوٹا پانی لے لو۔ مریدین نے جب وہ لوٹا پانی لینے کیلئے تالاب میں ڈالا تو اس تالاب کا سارا پانی اس ایک لوٹے میں آ گیا اور تالاب خشک ہو گیا۔ تالاب کے محافظ بڑا شپٹائے کہ یہ صرف ان کی ملازمت کا ہی نہیں بلکہ زندگی کا مسئلہ ہے راجے کو پتہ چل گیا تو ہو سکتا ہے وہ ہمارے قتل کا حکم جاری کر دے۔ اور پانی چونکہ ختم ہو گیا تھا اس لئے وہاں کھرام مچ گیا ان دنوں یہ ٹوبہ ویل اور نہریں وغیرہ تو نہیں تھیں صرف وہی ایک تالاب تھا جس پر ساری آبادی کا انحصار تھا۔ انہوں نے کہا کہ جی آپ پانی لیتے رہنا لیکن ہمارا پانی واپس کر دیں۔ حضرت خواجہ معین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمام ہندو اکٹھے ہو جائیں تو میں ان کی موجودگی میں پانی واپس کروں گا۔ اعلان ہو گیا اور بہت کثیر تعداد میں ہندو اکٹھے ہو گئے۔ آپ نے لوٹا بھیج دیا جب اس لوٹے سے ابھی چند قطرے ہی پانی گرا تھا کہ سارا تالاب پانی سے بھر گیا یہ کرامت دیکھ کر نوے لاکھ ہندو مسلمان ہو گئے اب بتائیں کہ کتنے افراد کی ضرورت پڑی تھی صرف ایک فرد واحد حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی ہی ضرورت تھی۔ اس لئے کیپٹن صاحب میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ سارا نظام صرف ایک فرد نے ہی

سیدھا کرنا ہے۔ یہ آوے کا آواگبڑے ہونے کا نظریہ بالکل غلط ہے یہ تمام اسلام کے خلاف ہے۔ قرآن کے خلاف ہے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے موجود ہیں اور رہیں گے۔ اور جس روز اللہ کے بندے ختم ہو جائیں گے اس روز قیامت آجائے گی، وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعتیں پڑھتے ہیں اس کی وجہ سے یہ دنیا قائم ہے اور ساری کائنات قائم ہے جس روز وہ افراد ختم ہو جائیں گے قیامت آجائے گی۔ مخلص بندے موجود تو ہیں لیکن وہ کب برسر اقتدار آئیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے اور وہی جانتا ہے۔ کس نے آنا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں مخلص بندہ آپ میں سے ہی آئے گا اور وہ آپ کے ملک میں موجود ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے غلاموں میں سے آجائے حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے غلاموں میں سے آجائے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے غلاموں میں سے آجائے، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے غلاموں میں سے آجائے۔ آپ امید رکھیں مایوس نہ ہوں نا امید نہ ہوں۔

نہیں اقبال مایوس اپنی کشت ویراں سے

اگر ذرا غم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

انشاء اللہ وہ بندہ ضرور آئے گا اور پاکستان کی قسمت سنور جائے گی۔ آپ کہیں گے کہ یہ صرف ایک خواہش ہے۔ Wish ہے یہ صرف خواہش یا Wish ہی نہیں ہے تاریخ کواہ ہے کہ ایک فرد سے ہزاروں کی تقدیر بدلی ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تنہا ہی آئے تھے اور صرف تیس سال کی مدت میں کیا سے کیا ہو گیا۔



بت پرست شراب خور زانی قاتل جھگڑالو لوگ تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کا پرچم بلند کیا تو حضرت سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی معاشرہ میں سے نکل آئے اور افضل الصدیقین کتاب پڑھ کر دیکھیں کہ کس طرح سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کی بنیادیں مضبوط کر دیں،۔ فتنہ ارتداد ختم کیا۔ جھوٹے مدعیان نبوت کا خاتمہ کیا۔ مانعین زکوٰۃ کو کس طرح سے زکوٰۃ ادا کرنے پر آمادہ اور مجبور کر دیا۔ تارکین نماز کو نماز کا پابند کر دیا۔ حالانکہ تمام ہی صحابہ آپ کے ان اقدام کے خلاف تھے، پھر حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی معاشرہ سے ہی نکل آئے اور ان گنت اصلاحات جاری فرمائیں اور فتوحات کا ایسا سلسلہ شروع کیا کہ آپ کے دور حکومت میں بائیس لاکھ مربع میل سے زائد علاقہ فتح ہوا اور اسلامی ریاست میں نہایت ہی وسعت آ گئی۔ آج بھی کئی ممالک میں حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصلاحات پر ہی عمل ہو رہا ہے اور ایک موقع پر گاندھی نے بھی یہ کہا تھا کہ اگر کامیاب حکومت کرنا چاہتے ہو تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرز حکومت اپناؤ۔ پھر دیکھیں کہ حضرت خالد بن ولید جیسے کامیاب جرنیل بھی انہی لوگوں سے ہی نکل آئے جس کے تحت اسلامی فوج نے کارنامے دکھائے تو بندہ تو ایک ہی آیا۔ آپ اپنے شہر فیصل آباد کو ہی لے لیں۔ نسیم صادق صاحب ڈی۔ سی۔ او (2011) میں بن کر آئے تو اس ایک فرد واحد نے شہر فیصل آباد کی تھری بدل کر رکھ دی ہے۔ ناجائز تجاوزات ختم کر کے سڑکوں کو کشادہ کر دیا ہے۔ چوک چاروں طرف سے تراش کر کھلے اور وسیع کر دئے ہیں ٹریفک کے راستہ میں جو رکاوٹیں بنی ہوئی تھیں وہ تمام ختم کر دی



گئی ہیں دورو یہ سڑکوں کے درمیان گرین بیلٹ بنا دی گئی ہیں جن میں پودے گھاس لگا دی گئی ہے۔ نہر اور راجباہ جو وسط شہر سے گزرتے ہیں ان کے کنارے کوڑے کرکٹ سے بھرے پڑے تھے ان کی صفائی کر کے نہر کے دونوں جانب گھاس پودے لگادئے گئے ہیں جس سے شہر کی خوبصورتی میں زبردست اضافہ ہو گیا ہے۔ نہر اور راجباہ کے کناروں کو پختہ بنا دیا گیا ہے تاکہ یہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہوں اور ان کا پانی سڑکوں پر پھیلتا نہ رہے۔ سڑکیں جو کئی سال سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی تھیں ان کو نئے سرے سے تعمیر کر دیا گیا ہے۔ شہر میں موجود تفریحی پارک کوڑے کرکٹ سے بھرے پڑے تھے۔ ان کی صفائی کر کے ان میں پھولوں کی کیاریاں بنا دی گئی ہیں جن میں مہکتے پھول دل آویز نظارہ پیش کر رہے ہیں۔ آپ ہی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اب ہمیں بھی ایک ہی بندہ عطا کر دے جو ہماری تقدیر کو بھی بدل کر رکھ دے۔ بندہ ایک ہی کافی ہے۔ اور وہ بندہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی خودی والا بندہ ہوگا۔ جب بھی آئے گا اور انشاء اللہ ضرور آئے گا۔ مایوس اور ناامید ہونے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی گناہ ہے۔ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ (الزمر ۵۳) ”اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔“ پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھو۔ اللہ تعالیٰ انشاء اللہ ضرور کرم فرمائیں گے۔ آد سلام پڑھتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ۔

خطاب بر آستانہ عالیہ نقشبندیہ

26-11-11

## ایمان اور نفاق

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ وَالْكَرِيمِ اللَّهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ اللَّهُ

وَمَا يَكُنْهُ يَصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا

تَسْلِيمًا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلِّ عَلَى الْكَ

وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبِي اللَّهُ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَالْفُرْقَانِ الْمَجِيدِ وَلِتَبْرَهَانَ الرَّشِيدِ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ اللَّهُ

لِيُثَرِّقَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَا لَتُنَّمَّ عَلَيْهِ حَتَّى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ

اللَّهُ لِيُظْلِمَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ فَلَمَّا نَا

بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ

صَلِّ عَلَى اللَّهِ وَصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

معزز حاضرین، سامعین کرام اور قبلہ پیر صاحب دامت برکاتہ العالیہ میرے

بزرگوں دوستو اور بھائیو قبلہ پیر صاحب نے کھجلی محفل میں حکم فرمایا تھا کہ آپ نے

آئندہ محفل میں مومن اور منافق کی پہچان بتانی ہے اسی موضوع کو مد نظر رکھتے

ہوئے میں نے چوتھے پارہ میں سے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۹۷ کی تلاوت

کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ حق بیان

کرنے کی توفیق نصیب فرمائے میرے دوستو دیکھنے میں تمام انسان اور ان کے

جسمانی اعضاء ہاتھ پاؤں ناک کان آنکھیں وغیرہ ایک جیسے ہی نظر آتے ہیں لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جسم میں ایک لوتھڑا ہے اگر وہ ٹھیک ہو جائے تو پھر سارے کا سارا جسم بھی ٹھیک ہے اور کارآمد ہے لیکن اگر وہ لوتھڑا ٹھیک نہ ہو وہ خراب ہو تو پھر سارے کا سارا جسم بے کار ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سا لوتھڑا ہے وہ کون سا جسم کا حصہ ہے۔ فرمایا کہ وہ دل ہے۔ اگر دل ٹھیک ہے تو سارا جسم بھی ٹھیک ہے اور کارآمد ہے لیکن اگر دل خراب ہے تو خواہ سارا جسم بظاہر ٹھیک ہو لیکن وہ خراب ہے اور بے کار ہے اور اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ** (۱۰) ”اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے“۔ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت تمام کائنات پر ہے۔ خواہ کوئی منافق ہے خواہ کوئی کافر ہے۔ خواہ کوئی مومن ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت سب پر برس رہی ہے۔ اسی موضوع پر میں نے وہ آیت مبارکہ تلاوت کی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمائی اس میں رب کائنات نے فرمایا ”اللہ مسلمانوں کو اسی حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کر دے۔ گندے کو ستھرا سے۔ اور اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے۔ ہاں اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔ تو ایمان لاؤ اللہ

اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیز گاری کرو تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے۔‘ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ مومنوں کو ایسے ہی رکھے جیسا کہ مومنوں کے ساتھ ہو رہا ہے جب تک اللہ تعالیٰ پاکوں اور پلیدوں کو علیحدہ علیحدہ نہیں کر دیتا اور اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہے کہ وہ ہر کسی کو علم غیب عطا فرما دے لیکن جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اور رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ ان میں سے چن لیتا ہے اور ان کو علم غیب عطا فرما دیتا ہے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا ان کے لئے اجر عظیم ہے۔ اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ممبر شریف پر تشریف فرما ہیں اور وعظ فرما رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ آج ازل سے لے کر اب تک اور قیامت تک جو کچھ بھی ہو چکا ہے اور ہونے والا ہے اس سے متعلق تم جو سوال بھی کرنا چاہو وہ کر لو میں تمہیں اس کا جواب عطا فرماتا ہوں۔ قیامت تک کے لئے جو ہونا ہے وہ مجھ سے آج ہی پوچھ لو میں تمہیں بتائے دیتا ہوں۔ اے میرے صحابہ تم میں سے اور تمہاری اولاد میں سے جتنے بھی مومن ہوں گے میں ان سب کو جانتا ہوں۔ یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب شریف کا بیان ہے فرمایا کہ قیامت تک کے لئے جتنے بھی منافق ہوں گے میں ان کو بھی جانتا ہوں۔ اب کچھ منافق ایسے بھی تھے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے۔ داڑھیاں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ تہجد گزار بھی تھے۔ تفسیر کبیر والوں نے لکھا ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ارشاد فرمایا کہ میں قیامت تک آنے



والے منافقین کو بھی جانتا ہوں تو جو منافق تھے وہ کن انکھیوں سے ایک دوسرے کو اشارہ کر کے آپس میں کھسر پھسر کرنے لگے کہ دیکھو ہم منافق ہیں اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں تو جانتے نہیں پہچانتے نہیں۔ ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں موجود ہیں۔ ہم ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں ان کے ساتھ جہاد پر جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو بھی سنتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تو پہچانتے نہیں ہیں لیکن قیامت تک کے لئے آنے والے منافقین کو جاننے کا دعویٰ فرما رہے ہیں آپس میں اشاروں سے باتیں کرنے لگے۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ کچھ لوگ مسجد کے کونہ میں بیٹھ کر کھسر پھسر کر رہے ہیں اور اشارے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کر رہے ہیں حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ چپکے سے ان کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ لوگ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی اور توہین کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تو پہچانتے نہیں ہیں اور دعویٰ یہ کر رہے ہیں کہ میں قیامت تک کیلئے آنے والے منافقین کو جانتا ہوں۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت افسردہ اور غمگین ہوئے۔ آپ کے دل میں یہ خیال آیا کہ ہماری محفل میں بیٹھنے والے یہ منافق ہیں اب اگر یہ بتایا جائے تو کس کو بتایا جائے۔ کیا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا جائے پھر خیال آیا کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا جائے کیونکہ آپ ان کی سخت طبیعت سے واقف تھے۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ دروازہ پر دستک دی، حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باہر تشریف لائے اور پوچھا کہ اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا ماجرا ہے میں تو ابھی نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے آ رہا ہوں۔ عرض کیا کہ حضور آپ نے دیکھا تھا کہ آج نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صبح کتنے ناراض نظر آ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ کتنے ہی بد بخت ہیں وہ لوگ جو اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ حدیث شریف کے الفاظ میں عرض کر رہا ہوں۔ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غصہ کا اظہار فرما رہے تھے۔ بخاری شریف کے الفاظ ہیں کہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام غصہ میں ہوتے یا ناراضگی کا اظہار فرما رہے ہوتے تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھٹنوں پر اپنی کونیاں مبارک رکھ لیتے اور دستہ بستہ ہاتھ جوڑ کر اپنے گھٹنے ٹیک کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کرتے۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باادب ہو کر بیٹھنے کا انداز دیکھو۔ آپ ہاتھ جوڑ کر عرض کرتے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی اور رسول ہونے کو مانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو بھی مانتے ہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ عرض کرتے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرا دیتے میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اتنے جلال اور غصہ والا بندہ ہے اب تجھے کیا ہو گیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کی ہے اب مزاج میں ترشی اور غصہ باقی رہا ہی نہیں ہے اب اگر مزاج میں غصہ باقی ہے تو وہ منافقین اور کافرین کیلئے ہے اب مومن بھائیوں

کے لئے غصہ نہیں بلکہ محبت اور پیار ہے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا ہاں میرے بھائی اب بتاؤ کہ کس طرح سے آتا ہوا۔ عرض کیا کہ کچھ لوگ ہم میں ایسے موجود ہیں جو منافقت کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے میرے پیارے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذرا بتاؤ تو سہی کروہ کون کون ہے جو منافقت کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی محفل میں بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نمازیں پڑھ کر صحابہ کرام کا لبادہ اوڑھ کر۔ داڑھی رکھ کر، بھنگا نہ نماز پڑھ کر، تہجد گزار ہو کر وہ کون ہے جو منافقت کرتا ہے۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا نام نہیں لیا۔ ان کا پردہ رکھا ہے تو پھر میں کیوں بتاؤں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تو جانتے ہیں آپ آئیں ہم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کے نام ارشاد فرمادیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھ کر منافقت کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہمارے ساتھ مل کر جو منافق بیٹھتے ہیں۔ وہ منافقت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف باتیں بتاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر اعتراض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نام



ارشاد فرمادیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کوئی بھی بات رب کائنات کے حکم کے بغیر نہیں کرتا۔ ابھی تک اللہ تعالیٰ مجھے ان کے نام ظاہر کرنے کی اجازت نہیں فرمائی ہے۔ اس لئے میں ان کے نام نہیں بتاؤں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان منافقین کے نام نہیں بتائیں گے تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے کہ یا اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھنے والے منافقین کو ظاہر فرمادے یا اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کو ظاہر کرنے کی اجازت عطا فرمادے اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نہیں آ جاتا میں مسجد میں نہیں آؤں گا اتنا کہا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی چلے گئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بھی جا کر دعا کرو اور میں بھی رب کائنات سے اجازت طلب کرتا ہوں کہ ہم سے اب مومن اور منافق کو علیحدہ علیحدہ کر دیں۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین دن لگاتار روتے رہے آپ کی بیٹی پینے کیلئے پانی لے کر آئی۔ آپ نے پانی نہ پیا۔ کھانا لے کر آئی تو کھانا بھی نہ کھایا آپ گڑگڑا کر رب کائنات کی بارگاہ میں دعا کر رہے ہیں کہ اے رب کائنات تو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل فرماتا کہ تیرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مؤمنین اور منافقین کو علیحدہ علیحدہ فرمادے۔ اللہ کے بندے وہ ہیں کہ اگر وہ کوئی قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ وہ پوری کر دیتے ہیں۔ تیسرے روز فجر کی نماز کا وقت ہوا تو آپ صلی اللہ



علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ جاؤ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر لے آؤ۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش ہو گئے کہ رب کائنات کا ضرور کوئی پیغام آ گیا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب کائنات کی طرف سے کیا پیغام آیا ہے۔ فرمایا کہ اسی لئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا رہا ہوں۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن مجید کی سورت آل عمران آیت نمبر ۹۷ تلاوت فرمائی۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ مومنوں کو اس حال میں رکھے بلکہ رب کائنات پاکوں اور پلیدوں کو علیحدہ علیحدہ فرما دے گا۔ رب کائنات کی اجازت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لے لے کر فرمایا۔ اے فلاں انت منافق قسم انت فخرج من المسجد۔ فلاں تو منافق ہے تو کھڑا ہو جا اور مسجد سے باہر نکل جا۔ اے فلاں تو بھی منافق ہے کھڑا ہو جا اور مسجد سے نکل جا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لے لے کر منافقین کو مسجد سے نکال دیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ منافق بچکانہ نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھتے تھے۔ تہجد گزار تھے پھر بھی منافق تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے نام لے لے کر مسجد سے نکال دئے۔ روایت میں آتا ہے کہ ایک منافق پکے قدموں پر بیٹھا ہوا تھا اپنا نام سن کر بھی ٹس سے مس نہ ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام زور دار آواز مبارک میں لے کر فرمایا کہ فلاں منافق ابھی تک اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ہے۔ حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اسے فرمایا کہ اے منافق تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم کا فرمان نہیں سنا۔ آپ نے اس کو بالوں سے پکڑا گھسیٹتے ہوئے لے گئے اور اس کی کمر پر زور دار پاؤں مار کر اسے مسجد سے باہر پھینک دیا۔ معلوم ہوا کہ تمام نمازیں پڑھنے والے، تمام روزے رکھنے والے، تمام جہاد کرنے والے، سب داڑھیاں، ٹوپیاں رکھنے والے مومن نہیں ہو سکتے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تبلیغ فرمائی۔ یہ نہیں کہا کہ اے دنیا والو، نمازیں پڑھو، روزے رکھو، حج، زکوٰۃ ادا کرو بلکہ آپ مکہ مکرمہ کی گلیوں میں آواز بلند کر رہے ہیں کہ اے دنیا والو دیکھو میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنا خوبصورت ہے۔ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ والضحیٰ ہے اس کی وائیل کی زلفیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتنا خوبصورت بنا کر بھیجا ہے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کا ذکر فرمایا۔ وائیل زلفوں کا ذکر فرمایا۔ اَلَمْ نَشْكُرْكَ سَيِّئًا مَّا تُكْفِرُ فرمایا۔ یہ نہیں کہا کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کرو۔ بلکہ فرمایا کہ اے دنیا والو دیکھو تو سہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتنا حسن دے کر بھیجا ہے۔ کتنا خوبصورت بنا کر بھیجا ہے۔ سب سے پہلے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تبلیغ فرمائی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور مال غنیمت تقسیم فرما رہے ہیں۔ ذوی النخویصرہ تمہی اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصاف فرمائیں اور ایک روایت کے مطابق اس نے کہا کہ اے اللہ کے نبی

اللہ سے ڈرو۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اب دیکھو کہ کسی کو انصاف کرنے کو کہنا، کیا یہ کوئی بری بات ہے۔ یہ کوئی ایسی بھی بری بات نہیں ہے۔ اللہ سے ڈرو، کیا یہ کہنا کوئی بری بات ہے۔ نہیں ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ وہ تبلیغ کس وجہ سے کر رہا ہے۔ اگر تبلیغ کر رہا ہے تو کس ہستی کو تبلیغ کر رہا ہے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں رہنے دو۔ یہ میری امت کیلئے سبق ہے، اس کی اولاد میں سے ایسے منافق پیدا ہوں گے کہ جب مسلمان ان کو دیکھیں گے تو وہ قرآن ایسا پڑھیں گے کہ مسلمان حیران ہوں گے اور رشک کریں گے کہ قرآن تو یہ پڑھتے ہیں وہ اتنی خوش الحانی سے قرآن پڑھیں گے کہ لوگ سمجھیں گے کہ قرآن تو یہ پڑھتے ہیں۔ ہمیں تو قرآن پڑھنا ہی نہیں آتا۔ نمازیں، خجگانہ یہ پڑھتے ہیں، ہمیں تو نماز پڑھنے کا طریقہ، سلیقہ ہی نہیں ہے۔ صوم و صلوٰۃ کی پابندی تو یہ کرتے ہیں لیکن آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اے میرے صحابہ بن لو کہ اس کی اولاد میں سے منافق پیدا ہوں گے۔ قرآن بہت زیادہ پڑھیں گے، نمازیں بہت زیادہ پڑھیں گے، روزے بہت زیادہ رکھیں گے۔ صوم و صلوٰۃ کی پابندی بہت زیادہ کریں گے۔ لیکن یہ ایمان سے بہت دور ہو جائیں گے۔ بالکل اسی طرح سے کہ جس طرح تیرکمان سے دور چلا جاتا ہے۔ اے میرے صحابہ یہ میری بارگاہ میں آ کر مجھے ہی تبلیغ کر رہا ہے۔ آج کچھ لوگ ایسی ہی تبلیغ کرتے



ہیں۔ مسجد سے نمازی باہر نکلتے ہیں تو یہ ان کو پکڑ لیتے ہیں کہ کلمہ شریف سناؤ۔ یہ نہیں دیکھتے کہ یہ کس کو تبلیغ کر رہے ہیں۔ آپ خود کو تو پتہ نہیں کہ نماز بھی پڑھنی آتی ہے کہ نہیں آتی ہے۔ گلیوں میں بازاروں میں گھروں کے سامنے جا کر رک جاتے ہیں۔ دروازہ پر دستک دیتے ہیں، لوگ باہر نکلتے ہیں تو ان کو پکڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ شام کو فلاں مسجد میں ضرور آنا وہاں اللہ کی باتیں ہوں گی۔ ہمارے معلم آئے ہوئے ہیں وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی باتیں بتائیں گے۔ وہ نہیں جانتے کہ اصل تبلیغ کیا ہے جب تک دل میں آقا تا جدِ اربعہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں ہے تو نماز، نماز نہیں ہے۔ روزہ، روزہ نہیں ہے۔ حج، حج نہیں ہے۔ زکوٰۃ، زکوٰۃ نہیں ہے جس طرح سے کہ قبلہ پیر صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے فرمایا ہے کہ تمام اعمال صفر ہیں جب تک ان کے ساتھ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا ایک نہیں لگ جاتا، تمام اعمال صفر رہتے ہیں۔ اب کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تمام صفر ہیں جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا ایک لگ جاتا ہے تو تمام صفریں بھی کارآمد ہو جاتی ہیں۔ ایک جنگ کا موقعہ ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم صفیں باندھے کھڑے ہیں ان میں ایک نوجوان بڑا چست جوشیلا جنگ کیلئے بڑا بے تاب کھڑا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ جہنمی ہے حالانکہ وہ صحابہ کی صف میں کھڑا ہے، گھر سے جہاد کیلئے نکلا ہے۔ اس میں جنگ لڑنے کا جوش ولولہ پایا جاتا ہے بس اشارے کا منتظر ہے کہ جنگ شروع ہونے کا اعلان ہو اور وہ بھوکے شیر کی طرح دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ لیکن آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرما رہے ہیں کہ وہ جہنمی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم



جانتے تھے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ الفاظ ایسے ہی نہیں ہیں۔ جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے لفظ نکلتا ہے وہ قانون الہی بن جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (النجم: ۴-۳) ”وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگروہی جو انہیں کی جاتی ہے۔“ اے دنیا والو میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام کرنا۔ ان کا بیان کرنا رب کائنات کا ہی بیان کرنا ہے۔ ان کا بولنا رب کائنات کا بولنا ہے۔ اس نو جوان نے اپنی منافقت کو چھپایا ہوا ہے اور وہ بڑے جوش و جذبہ کے ساتھ کافروں سے جنگ کر رہا ہے اور کئی کفار کو اس نے واصل جہنم کر دیا۔ بڑی تعداد میں کافر قتل کر دیئے اور خود بھی سخت زخمی ہو گیا۔ اپنے زخموں کی تاب نہ لاسکا۔ زخموں کی تکلیف کو برداشت نہ کر سکا اور اپنی ہی تلوار سے خودکشی کر لی۔ وہ حرام کی موت مر گیا۔ ایک صحابی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں دوڑتے ہوئے، عرض کرتے ہیں صَلَّيْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيَّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے سچ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا سچا نبی اور رسول مانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو مانتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو نہ ماننا منافقت ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ بڑے جوش جذبہ سے کافروں سے لڑتا رہا۔ کافروں کو واصل جہنم کرتا رہا لیکن میرے دل میں یہ خیال تھا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے جہنمی فرمایا ہے۔ میں اسے دیکھتا رہا۔ اس کے پیچھے پیچھے رہا۔ وہ بڑی بہادری سے لڑا لیکن خود بھی بہت زیادہ زخمی ہو گیا اپنے زخموں کی تکلیف کو برداشت نہ کر سکا۔ جو

دل میں منافقت تھی وہ ابھر آئی اور اس نے خودکشی کر لی۔ حرام موت مرنا بھی منافقت کی نشانی ہے اس کے برعکس دیکھئے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم مبارک پر ستر زخم آئے۔ یہ مومن ہیں اور وہ منافق ہے۔ منافق کے جسم پر بھی زخم ہیں وہ زخموں کی تکلیف کو برداشت نہ کر کے خودکشی کر رہا ہے۔ ادھر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ اے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرا حال پوچھ رہے ہیں وہ عرض کرتے ہیں کہ آپ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جا کر عرض کر دو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بالکل ٹھیک ہے۔ وہ لیٹا ہوا تو میدان جنگ میں ہے لیکن وہ جنت کی بہاروں کو دیکھ رہا ہے اور میری یہ آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ میری شہادت کا ثواب بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی عطا فرما دے۔ زخم ادھر بھی ہیں اور زخم ادھر بھی ہیں لیکن ادھر بے صبری ہے اور ادھر صبر ہے۔ ایمان ہے اور دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی غلامی اور محبت ہے۔ ادھر منافقت ہے دل میں محبت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں، اس لئے خودکشی ہو رہی ہے۔ ادھر صبر ہے، ایمان ہے، محبت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے تو شہید ہونے سے پہلے جنت کی بہاریں نظر آرہی ہیں۔ جب جنگ سے فارغ ہوئے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے صحابہ کچھ لوگ ہیں جو مدینہ شریف میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ جنگ کے لئے نہیں آئے لیکن رب کائنات نے ان کو اتنا ہی ثواب عطا کر دیا ہے کہ جتنا تم لوگوں نے جنگ میں شریک ہو کر ثواب حاصل کیا ہے۔ جتنا ثواب تمہیں جہاد کر کے کافروں کے خلاف لڑ کر، زخمی ہو کر ملا ہے۔ رب

کائنات نے میرے ان غلاموں کو گھر بیٹھے ہی اتنا ثواب عطا فرما دیا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کیا وجہ ہوئی فرمایا کہ وہ جو گھر بیٹھے رہے ان کی نیت جہاد میں حصہ لینے کی تھی لیکن کسی نہ کسی عذر کی وجہ سے وہ جہاد میں حصہ نہ لے سکے۔ کوئی بیمار تھا، کسی کے پاس سواری نہ تھی، کوئی کسی وجہ سے تو کوئی کسی وجہ سے جنگ میں حصہ نہ لے سکا لیکن ان کا ایمان پختہ تھا وہ مومن ہیں رب کائنات نے ان کا گھر میں بیٹھے رہنا نہ دیکھا بلکہ ان کی نیت کو دیکھا اور ان کے دلوں کو دیکھا کہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پکی اور سچی محبت ہے ان کے دلوں میں منافقت نہیں ہے۔ ایک جنگ کرنے گیا لیکن جہنمی ہے، ایک گھر میں بیٹھے ہوئے جہاد کا ثواب لے رہا ہے، وہ منافق تھا یہ مومن تھے۔ رب کائنات نے یہ دیکھا کہ ان کے دلوں میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے حلیے، شکل و صورت کو نہیں دیکھتا۔ وہ تمہاری نمازوں کو نہیں دیکھتا۔ روزوں کو نہیں دیکھتا، تمہاری مساجد کو نہیں دیکھتا کہ یہ فلاں مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ تبوک سے واپس تشریف لائے تو اس اثنا میں منافقوں نے ایک مسجد بنالی، مسجد ضرار، ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ادھر سے گزریں گے ہم عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد میں ایک نماز پڑھا دیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مسجد میں نماز پڑھیں گے تو ہم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام جو مومن ہیں ان سے کہیں گے کہ آپ ہماری مسجد میں کیوں نہیں آتے کیا آپ یہ نہیں جانتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں نماز



پڑھی ہے۔ آؤ اور تم بھی اس مسجد میں نماز پڑھو۔ وہ آئیں گے تو ہم مسجد میں بیٹھ کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف پروپیگنڈہ کریں گے۔ لیکن جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو رب کائنات نے وحی نازل فرمائی۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضَرًا وَتَوَكُّعًا لِلْكَافِرِينَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ  
لَمِنَ حَارِبِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلِيَّ مَقَاتِلِهِمْ أَنْ يُدْفِنُوا بِهِمْ فَلِلَّهِ وَاللَّهِ

يَشْعُرُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ (التوبة: ۱۰۸-۱۰۷) ”وہ لوگ جنہوں نے

مسجد بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ کو اہ ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا۔“ اے میرے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ جو منافق ہیں انہوں نے بظاہر تو یہ مسجد بنائی ہے لیکن اے میرے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ کفر کا اڈہ ہے۔ معلوم ہوا کہ صرف مومن ہی مساجد نہیں بناتے بلکہ منافق بھی مسجد بناتے ہیں۔ رب کائنات نے فرمایا کہ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ یہ مسجد نہیں ہے بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے کے لئے انہوں نے یہ کفر کا اڈہ بنایا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے۔ اے میرے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس مسجد کو آگ لگا دو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد کو آگ لگوا دی۔ پتہ چلا کہ ہر مسجد مسجد نہیں ہے، مسجد صرف وہی ہے جس مسجد سے اللہ تعالیٰ کی



واحدانیت اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بلند ہو، جس مسجد سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا سبق ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ والضحیٰ کا ذکر ہو۔ والیل زلفوں کا ذکر ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی الفت، محبت اور ادب کا درس ملے وہ مسجد مسجد سمجھی جائے گی۔ جس مسجد سے صرف اللہ، اللہ کی آواز آئے وہ مسجد مسجد نہیں ہے کیونکہ رب کائنات نے فرمادیا کہ اے میرے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام جس مسجد سے تیرے ذکر کا آواز بلند نہیں ہوتا، جس مسجد میں تیری مخالفت ہوتی ہو وہ مسجد مسجد نہیں بلکہ کفر کا اڈہ ہے۔ اس لئے صرف مینار دیکھ کر جس مرضی مسجد میں داخل نہ ہو جایا کریں بلکہ یہ دیکھا کرو کہ کیا یہ مسجد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کی بنائی ہوئی ہے۔ کیا اس مسجد سے درود سلام کے آواز بلند ہوتے ہیں کہ نہیں ہوتے ہیں، کیا اس مسجد میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین تو نہیں ہو رہی ہے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت تو نہیں ہوتی۔ یہ دیکھ کر مسجد میں داخل ہو جایا کرو۔ ہمارے سادہ لوح سنی جو ہیں وہ ہر کسی کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ ہے اس کے پیچھے ہرگز نماز نہیں ہوتی، اپنی علیحدہ نماز پڑھ لینا بہتر ہے اگر سنی عقیدہ مسجد میں نماز باجماعت نہ ملے تو اپنی اکیلے میں نماز پڑھ لینا بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گستاخ کے پیچھے نماز پڑھنا منع فرمادیا اور ایسی مسجد میں جانے سے بھی منع فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی اور پکی غلامی نصیب فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا الْبَلَاغَ الْمُبِينِ

خطاب حضرت علامہ ضمیر حسین رضوی صاحب

برہانشاہ تہذیبیہ صاحب 30-07-2011

## ذرے اس خاک کے تابندہ ستارے ہوں گے

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ لِلَّهِ رَبِّ  
 الْعَالَمِينَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝  
 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
 وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ  
 وَعَلَىٰ اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات نبتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات نبتی ہے

معزز حاضرین! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح سے نوازتے ہیں اور اللہ  
 تعالیٰ کس طرح سے عزت دیتا ہے۔ خاک کے ذرے بیکار چیز ہیں ان کی کوئی  
 وقعت نہیں ہے ان میں الرجی ہے بیماری ہے اگر گرد و غبار آنکھوں میں پڑ جائے تو  
 آنکھوں کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں پینائی ختم ہو جاتی ہے۔ یہی گرد و غبار  
 پھپھروں میں جائے تو تپ دق، ٹی بی ہو جاتی ہے۔ دمہ اور کینسر ہو جاتا ہے لیکن  
 یہی خاک کے ذروں پر اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک لگ  
 جائیں تو پھر کیا ہو جاتا ہے۔

ذرے اس خاک کے تابندہ ستارے ہوں گے

جس جگہ آپ نے نعلین اتارے ہوں گے

ایک میں کیا ساری دنیا کے شہنشاہوں کے  
 تیرے ٹکڑوں پہ شب و روز گزارے ہوں گے  
 لوگ تو حسن عمل لے کے چلے روز حساب  
 سردراں ہم کو فقط تیرے سہارے ہوں گے  
 بوئے گل اس لئے پھرتی ہے مہکے مہکے  
 گیسو سرکار دو عالم نے سنوارے ہوں گے  
 پڑ گئی تیری جانب جب وہ نظر کرم  
 اس گھڑی قطب تیرے وارے نیارے ہوں گے

فرمایا کہ

ذرے اس خاک کے تابندہ ستارے ہوں گے  
 جس جگہ آپ نے نعلین اتارے ہوں گے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک میں جوتی اور اس جوتی مبارک  
 کے نیچے مٹی جب لگ جاتی ہے تو وہ ستاروں سے بھی افضل و اعلیٰ اور بلند تر ہو جاتی  
 ہے قطب صاحب بڑے صاحب نظر شاعر ہیں جنہوں نے یہ نعت شریف لکھی ہے۔  
 اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارک کے نیچے لگی ہوئی مٹی کی قسم اٹھاتا  
 ہے۔ لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَاءِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَاءِ (۱-۲) ”مجھے اس شہر کی  
 قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مکہ مکرمہ  
 میں نے تجھے اپنا گھر بیت اللہ شریف خانہ کعبہ دیا ہے، جو اسے دیکھ لے اس کے  
 گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ میں نے تجھے حجر اسود دیا ہے، صفا مروہ کی پہاڑیاں

دی ہیں ان کو بڑا مقام دیا ہے۔ آب زم زم دیا ہے کہ جو پی لے شفا یاب ہو جائے لیکن اے مکہ میں نے تیری قسم اس لئے نہیں اٹھائی ہے کہ تجھ میں ایسی عظمت والی چیزیں ہیں میں نے تیری قسم اس لئے اٹھائی ہے کہ تجھ میں میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام چلتا پھرتا ہے۔ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ گزر کی قسم اٹھائی ہے کہ مکہ مکرمہ کی قسم نہیں اٹھائی ہے۔ مکہ مکرمہ کو بہت کچھ دے کر بے حد دے کر خانہ کعبہ عطا فرمایا۔ کہ جو اس کو دیکھ لے اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ حجر اسود عطا فرمایا ہے کہ جو کوئی اس کا بوسہ لے لے اس کے سارے گناہ چوس لیتا ہے۔ آب زم زم عطا فرمایا کہ جو اس کو پی لیتا ہے وہ بیماری سے شفا یاب ہو جاتا ہے۔ صفا مروہ عطا فرمایا، سعی کا مقام عطا فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے مکہ تیری عظمت کے باوجود میں نے تیری قسم نہیں اٹھائی اور نہ ہی اٹھاؤں گا لیکن میں تیری قسم صرف اس لئے اٹھاتا ہوں کہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تجھ میں چلتا پھرتا ہے۔ فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ کی یہ عزت اور عظمت تیرے نعلین پاک کے نیچے لگے مٹی کے ذرات کی وجہ سے ہے۔ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا تو یہ طواف کرنا تیری امت کی بخشش کے لئے بہانہ بن گیا۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کا بوسہ لیا تو اس میں یہ تاثیر پیدا ہو گئی کہ جب تو اس کا بوسہ لیتا ہے تو وہ تیرے سارے گناہ چوس لیتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجر اسود کے سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تو صرف ایک پتھر ہے خواہ جنت کا ہے تجھ میں کوئی عظمت نہیں ہے میں تمہیں کبھی بوسہ نہ دیتا اگر میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ



وسلم نے تجھے بوسہ نہ دیا ہوتا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا نہ کہو کہ یہ پتھر ہی تھا مانا کہ یہ پتھر ہی تھا لیکن جب سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بوسہ دیا ہے تو یہ پتھر نہیں رہا اس میں عظمت پیدا ہو گئی ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے جو اس کا بوسہ لیتا ہے تو یہ اس کے سارے گناہ چوس لیتا ہے اب یہ پتھر نہیں ہے اب یہ گناہوں کی معافی کا سبب بنا ہوا ہے۔ ان سب سے نکارہ، بدتر مقام یثرب تھا ہر بیماری کا گھر، پیٹ میں کیڑے پڑ جاتے تھے پیٹ پھول جاتے تھے اسہال کی بیماری لگ جاتی تھی۔ باری کا بخار آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی اسے بیماری کا گھر بنایا تھا کہ لوگ اس کو دیکھ لیں اور اب اس میں جو تبدیلی آنے والی ہے وہ بھی دیکھ لیں لوگوں کو پتہ چل جائے کہ دارالامراض کس طرح سے دارالشفاء بن جاتا ہے۔ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف لے گئے اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک سے لگے مٹی کے ذرے اس دھرتی پر لگے تو وہاں کی تمام بیماریاں دور ہو گئیں جو دارالامراض تھا وہ دارالشفاء بن گیا۔ یثرب تو ختم ہو گیا اس جگہ کو یثرب کہنا بھی حرام ہے۔ اگر تمہارے منہ سے اس جگہ کا نام یثرب نکل جائے تو پھر دس مرتبہ اسے مدینہ منورہ مدینہ منورہ کہو گے تو تمہاری غلطی کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ مدینہ منورہ کو اب بھول کر بھی یثرب نہ کہو۔ یہ یثرب تھا لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگنے سے یہ اب کچھ اور ہی چیز بن گئی ہے۔ اب کائنات میں سب سے افضل مقام مدینہ منورہ ہے۔ حرم سے افضل، عرش معلیٰ سے افضل، سدرۃ المنتہیٰ سے افضل بیت المعمور سے بھی افضل جنت سے بھی افضل اب مدینہ منورہ ہے کہ جہاں

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قد میں شریفین لگے ہیں۔ میں نے تو اکناکس پڑھی ہے۔ پروفیسر صاحب بھی بیٹھے ہیں ہم تو یہی سوچتے ہیں کہ ان ذروں میں ہمارا کیا فائدہ ہے۔ یہ مانتے ہیں کہ ان ذرات نے شرب کو مدینہ منورہ، دارالشفاء بنا دیا ہے۔ بیت اللہ شریف کو طواف کا مقام بنا دیا ہے میں تو صرف اپنا ہی فائدہ ڈھونڈتا ہوں، مجھے خواہ لاکھوں چاند ستارے مل جائیں یہ میری بخشش کا بہانہ نہیں بن سکتے۔ مجھے سورج مل جائے سیارے مل جائیں کائنات کی ہر چیز ہی کیوں نہ مل جائے یہ میری بخشش کا بہانہ نہیں بن سکیں گے لیکن اگر کسی گناہ گار سے بھی گناہ گار کی قبر پر میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارکہ سے لگا ہوا مٹی کا ایک ذرہ پڑ جائے تو وہ اسی لمحہ بخش دیا جاتا ہے۔ اس لئے ہم یہ نعت بار بار پڑھا رہے ہیں اور سن رہے ہیں کہ اس میں عقیدہ بھی ہے آواز بھی ہے اور سر بھی ہے اللہ تعالیٰ کرے کہ سب کو اچھی لگے۔ جس کو یہ نعت اچھی لگتی ہے وہ اپنا ہاتھ کھڑا کرے (تمام ہاتھ کھڑے ہو جاتے ہیں) یہ نہیں ہے کہ میں نے کہہ دیا ہے کہ نعت اچھی ہے آپ اپنے دل کی آواز ظاہر کریں۔ اگر آپ کو یہ نعت شریف اچھی لگ رہی ہے جس طرح سے کہ آپ نے ہاتھ کھڑے کر کے اس کی تصدیق کی ہے تو پھر حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ سنیں فرمایا کہ جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت اور مقام اور کرم اور بات اچھی لگے وہ مومن ہے آپ نے نعت شریف کو پسند کر کے اپنے مومن ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ یہ جو آپ کے ہاتھ کھڑے ہوئے ہیں یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لئے ہیں اور وہ دیکھ رہے ہیں کہ آپ

اس بات کی کواعی دے رہے ہیں کہ ۔

ذرے اس خاک کے تابندہ ستارے ہوں گے

جس جگہ آپ نے نعلین اتارے ہوں گے

عرش معلیٰ کتنی عظمت والا ہے جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج شریف کی شب وہاں تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ یہ عرش بہت عظیم چیز ہے مجھے یہاں اپنے جوڑے مبارک اتار کر اس پر جانا چاہئے تو عرش رونے لگا کہ یا اللہ آپ ان سے فرمائیں کہ جوڑے مبارک نہ اتاریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جوڑے سمیت مجھ پر تشریف لائیں تاکہ میں ان کے جوڑے مبارک کا بوسہ لے سکوں۔ جب عرش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوڑے مبارک کا بوسہ لیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہلے تو محض عرش تھا آج سے تو عرش معلیٰ بن گیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بڑا خوف رہتا تھا کہ میرا استاد عزازیل مارا گیا ہے لعنتی بن گیا ہے راندہ درگاہ بن گیا ہے لیکن میں تو اس کا شاگرد ہوں طالب علم ہوں کہیں میرا بھی حشر اس جیسا نہ ہو جائے یہ خوف اس کے دل میں رہتا تھا وہ فرشتوں کا استاد تھا جواب لعنتی بن گیا ہے شیطان بن گیا ہے۔ معراج کی رات جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوؤں کے بوسے لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرائیل تو آج سے روح الامن ہے تو آج سے امن میں ہے تو کبھی شیطان نہیں بنے گا۔ یہ ان ذرات کی عظمت ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ان ذروں کو لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ جب اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے یورپ گئے۔ کچھ عرصہ وہاں



ٹھہرے جب واپس آئے تو کسی نے پوچھا کہ علامہ صاحب کیا آپ بچ بچا کر آگئے ہیں کیونکہ سنتے ہیں کہ وہاں خیر نہیں ہے۔ لپ سٹک کی بڑی یلغار ہے۔ وہاں فحاشی کی بڑی فروانی ہے، وہاں عریانی ہے کیا آپ جانتے ہیں کہ عریانی کیا ہوتی ہے۔ ”سستا کام سستا لپ سٹک۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تو بچ کر آگیا ہوں پوچھا کہ وہ کس طرح سے؟ فرمایا: ۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانش افروغ

سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

مجھے انگریزوں کی چمک دمک لپ سٹک اچھی نہیں لگی وہ اس لئے کہ میری آنکھوں میں خاک مدینہ اور خاک نجف اشرف کا سرمہ ڈالا ہوا ہے۔ اگر آپ مدینہ شریف جائیں اللہ کرے کہ آپ میں سے ہر کوئی جائے۔ جو مدینہ شریف جانے کی تمنا نہ کرے وہ بے ایمان ہے۔ آپ کسی سے پوچھیں کیا آپ نے مدینہ منورہ جانا ہے اور وہ کہے کہ نہیں میں نے تو ٹوکیو جانا ہے میں نے واشنگٹن جانا ہے، میں نے ماسکو جانا ہے تو سمجھ لیں کہ وہ پکا بے ایمان ہے، اس سے بڑا کوئی بے ایمان نہیں ہوگا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے نبی پاک صلی اللہ اللہ علیہ وسلم کی لعنت ہے فرشتوں کی لعنت ہے۔ اگر تمنا رکھے کہ میں نے مدینہ شریف جانا ہے اور وہاں سے کیا لے کر آتا ہے کیا کھجوریں لانی ہیں کہ آب زم زم لانا ہے۔ کپڑے خرید کر لانے ہیں یا کوئی اور چیز خریدنی ہے۔ یہ آپ نہ کریں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو محض میرے لئے آیا میں اس کی ابھی سے ہی شفاعت کروں گا۔ اور جو کوئی کپڑے وغیرہ خریدنے کے لئے آیا ہو وہ ان کپڑوں سے ہی اپنی شفاعت



کرائے میری تو اس کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ اللہ کرے کہ آپ مدینہ شریف جائیں تو میری عرض یہی ہے کہ خاک مدینہ کو اپنی آنکھوں کا سرمہ ضرور بنائیں خاک مدینہ کو اپنے ساتھ لے کر نہ آنا کیونکہ خاک مدینہ کہتی ہے کہ مر کر یہاں پہنچی ہوں اور تو مجھے پاکستان لے کر جا رہا ہے۔ مجھے اپنے ساتھ نہ لے کر جاؤ، مجھے یہیں رہنے دو اور اپنی آنکھوں میں مجھے ڈال لو۔ تیری آنکھوں کا سرمہ بھی بن جاؤں گی اور جب تو مجھے دھو ڈالے گا تو پھر تیری آنکھوں سے نکل کر مدینہ شریف ہی میں رہ جاؤں گی۔ میری قسمت مجھے یہاں لے آئی ہے اب آپ مجھے یہاں سے نہ لے کر جاؤ۔ آپ نے اپنی عاقبت کو سنوارنا ہے تو اپنے کفن پر تھوڑی سی گرد لگالیں اور وہ مدینہ شریف کے گرد آلود کفن کو پہن کر فوت ہو جائیں خواہ فیصل آباد میں ہو جائیں پاکستان میں کہیں بھی ہو جائیں یا دنیا میں جہاں کہیں بھی فوت ہو جائیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ جس بندے کی قبر پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین پاک سے لگے ہوئے مٹی کے ذرات بلکہ ایک ذرہ بھی پڑ جائے اسی لمحہ اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب برہانش طاہر سلیم صاحب

14-11-10

## يُخْلِصُ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَوْنِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

وَمَا يَكُنْهُ يَصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا

تَسْلِيمًا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ

وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبِي اللَّهُ

بعد از حمد و ثنا سامعین اور میرے قلمی قدر صد احترام جناب پیر طریقت راہبر شریعت

ڈاکٹر علی محمد صاحب دامت برکاتہ العالیہ آپ کے حکم سے اور آپ کی نظر کرم سے جو

کچھ مجھے ارشاد ہوا ہے میں اپنے علم کے مطابق کوشش کروں گا کہ جو کچھ مجھے رب

العزت نے عطا فرمایا ہے کہ میں اس آیت مبارکہ پر تبصرہ کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن

مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ يُخْلِصُ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا

”اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے۔ قرآن ایک

ہے۔ سورتیں ایک ہیں۔ الفاظ ایک ہیں۔ پارے ایک ہیں لیکن انہی کو پڑھ کر کچھ



لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں اور کوئی صرف زیارت قرآن سے ہدایت پا جاتے ہیں۔ میں

اپنے علم کے مطابق عرض کر رہا ہوں کہ آؤ پہلے ہم یہ تو دیکھیں کہ قرآن مجید کیا چیز ہے

پھر اس کے بعد گمراہی یا ہدایت کی طرف آئیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی اداؤں کا نام قرآن ہے۔ جب کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو محبت کا تقاضا یہ

ہوتا ہے۔ محبت کا اصول یہ ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے اس محبوب کی اداؤں سے بھی

محبت ہوتی ہے۔ پیار ہوتا ہے۔ جب قرآن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کا نام ہے تو جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی محبت ہوگی جتنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق زیادہ ہوگا جتنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار زیادہ ہوگا قرآن ان کو اتنا ہی زیادہ ہدایت عطا فرمائے گا۔ قرآن مجمل ہے اور حدیث پاک مفصل ہے۔ میں قرآن اور حدیث سے حوالہ دے کر سمجھانے کی کوشش کروں گا۔ قرآن عربی ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ صرف عرب والے ہی اسے سمجھیں۔ اگر عرب والے ہیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور پیار کرنے والے ہیں تو وہ ضرور قرآن کو سمجھیں گے۔ اگر عرب ہو کر بھی کہ ان کی مادری زبان عربی ہے قرآن عربی ہے لیکن ان کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے تو پھر قرآن ان کی اپنی زبان میں ہونے کے باوجود ان کو ہدایت نہیں دے گا بلکہ اس کو پڑھ کر وہ اور بھی زیادہ گمراہ ہو جائیں گے۔ آپ یہ کہیں گے کہ قرآن تو سراپا رحمت ہے تو رحمت تو ہر ایک پر یکساں برستی ہے۔ جب بارش ہوتی ہے تو یہ رحمت ہوتی ہے۔ کلیاں کھل جاتی ہیں پھولوں کی خوشبو اور مہک اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے لیکن یہی بارش اگر گندگی کے ڈھیر پر برے تو پھر اس گندگی کی بو بھی اور زیادہ نکلتی ہے۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مثال دی ہے کہ بارش آسمان سے نازل ہو رہی ہے اور قرآن کا نزول بھی آسمان سے ہی ہوا ہے جو مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینہ اقدس میں سا گیا۔ بارش بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت اور قرآن بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہے۔ جس دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت پیار ہے اس کا سینہ نہ  ہے اور جس نے نہ  نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے

محبت اور پیار نہیں ہے اس میں نور بھی نہیں ہے۔ اس میں غلاظت ہے۔ نجاست ہے تاریکی ہے پلیدی ہے کیونکہ قرآن مجید نے ان کو نجس کہا ہے۔ فتح مکہ سے قبل تمام مشرکین اور کفار بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے لیکن جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ**

**نَجَسٌ فَلَا يَقْرِبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بِأَعْيُنِكُمْ بَلْ بِزِينَةِ**

**وَالْمُشْرِكُ زَرْعٌ نَظَّاكٌ هِيَ تَوَاسِ بَرَسَ كَ بَعْدَ وَه مَسْجِدَ حَرَامَ كَ پَاسَ نَهْ آ نَ**

پائیں۔“ فرمایا کہ یہ جو مشرک ہیں یہ نجس ہیں ناپاک ہیں پلید ہیں لیکن میرا گھر

خانہ کعبہ پاک ہے۔ آج کے بعد کوئی پلید کعبہ میں مسجد حرام میں داخل نہیں ہو سکتا۔

اگر کوئی داخل ہوگا تو وہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ حضرت سیدنا صدیق

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ لیکن جو مشرک ہیں وہ نجس ہیں پلید ہیں وہ نہیں آئیں

گے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جو بارش کی مثال بیان

کی ہے کہ بارش پھولوں پر برستی ہے تو پھولوں کی خوشبو اور مہک اور بھی زیادہ تیز ہو

جاتی ہے اور وہی بارش اگر گندگی کے ڈھیر پر گرتی ہے تو گندگی کی بدبو بھی اور زیادہ

تیز ہو جاتی ہے۔ حالانکہ بارش ایک ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ اسی طرح

سے فرمایا کہ جب مومن قرآن سنتا ہے تو اسے وجد آ جاتا ہے اس کے ایمان میں

نکھار آ جاتا ہے اس کے ایمان کی کلیوں میں سے خوشبو نکلتی ہے۔ اور قرآن مجید کی

وہی آیت مبارکہ اگر کوئی نجس۔ پلید اور مشرک جس کا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

سے کوئی واسطہ نہیں ہے اس میں محبت رسول نہیں ہے اس میں ادب مصطفیٰ علیہ

الصلوة والسلام نہیں ہے وہ سنتا ہے تو وہ اس قرآنی آیات پر تنقید کرتا ہے۔ قرآن مجید



میں اللہ تعالیٰ نے ایک چھڑکی مثال بیان فرمائی تو مشرکین نے یہ تنقید کرنی شروع کر دی کہ اللہ تعالیٰ خود بہت عظیم ہے بہت بڑا ہے اگر وہ مثال دیتا ہی چاہتا تھا تو اپنی عظمت اور اپنی شان کے مطابق مثال دیتا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بے ادبی اور گستاخی کی اور جو اللہ تعالیٰ کی ذرہ بھر بھی بے ادبی کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ **اَلْحَقُّ اَلْاَدَبُ** ہے تو وہ ہمارے مسلک اہل سنت و جماعت میں ہی ہے ہمیں یہ سبق سکھایا جاتا ہے کہ ادب اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی سب کچھ ہے اسی میں نجات ہے اسی میں بخشش ہے۔ اگر ادب دیکھنا ہو تو اعلیٰ حضرت بریلی کے تاجدار میں دیکھو کہ حضرت حسن رضا فرماتے ہیں کہ جو نعلین مبارک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک سے مس کر گئے ہیں وہ اگر کہیں سے مجھے مل جائیں تو میں وہ سجا کر اپنے گھر میں نہیں رکھوں گا۔ میں کسی کپڑے کے غلاف میں نہیں رکھوں گا۔ فرمایا

گر سر پہ رکھے کو مل جائے نعل پاک حضور

تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

ہم فخر سے یہ منادی کرائیں گے کہ دیکھو ہمارے سر پر تاج سجا ہوا ہے۔ یہ محبت رسول ہے اس سے پتہ چل گیا کہ **يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَيَهْدِيْهِ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ** نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے وہ قرآن پڑھ کر گمراہ ہو جاتے ہیں وہ آیات کا غلط ترجمہ کرتے ہیں۔ ان کو قرآن کی سمجھ نہیں آتی۔ ان کو قرآن کا فہم و ادراک نہیں ہوتا خواہ وہ عربی ہوں اور ان کی زبان بھی عربی ہو۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ **اِنْ تَقْصِرُوْا اِلَیَّ قُرْاٰنًا حَسَنًا (العلقہ غلاکم**

اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے وہ تمہارے لئے اس کے دگنے کر دے گا۔ جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی تو جو مومن تھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرنے والے تھے انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنا تو مولا ناروم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

### عقل قربان کن پیش مصطفیٰ

اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے سامنے اپنی عقل کو قربان کر دے۔ یہاں عقل کو کوئی دخل ہی نہیں ہے۔ اپنی کوئی رائے اپنا کوئی فیصلہ نہیں دینا ہوگا۔ بلکہ یوں کہنا ہوگا کہ جو کچھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے وہی حق ہے۔ ہمیں یہ سبق حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بڑے بڑے امتحان آئے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف سے واپس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلے ابو جہل سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ دیکھو میں رات کے تھوڑے سے حصہ میں بیت المقدس گیا۔ وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک گیا پھر عرش پر گیا اور واپس پھر زمین پر آ گیا میں نے بیت المقدس میں تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام کی امامت بھی فرمائی۔ ابو جہل نے کہا کہ نعوذ باللہ اتنا بڑا جھوٹ کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے وہ وہاں سے چل پڑا۔ دیکھا کہ سامنے سے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے ہیں۔ اب دیکھیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلے ملاقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن سے ہوئی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کی پہلے ملاقات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور پیار کرنے والے کے ساتھ ہوئی۔

ابو جہل نے پوچھا کہ اے ابوبکر آپ نے کوئی بات سنی ہے۔ فرمایا کہ نہیں۔ کہنے لگا کہ اگر کوئی آدمی کہے میں رات کے تھوڑے سے حصہ میں بیت المقدس گیا۔ وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ گیا اور پھر عرش پر گیا اور واپس زمین پر بھی آ گیا تو کیا تو یہ بات مان لے گا۔ فرمایا کہ نہیں مانوں گا۔ ابو جہل بڑا خوش ہو گیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہنے والا ایک تو میرا ساتھی بن گیا۔ اس نے پھر کہا کہ اے ابوبکر یہ بتاؤ کہ اگر کوئی آدمی یہ کہے تو کیا تو مان لے گا فرمایا کہ نہیں کیونکہ کوئی نہیں جاسکتا نہ ہی آسکتا ہے۔ اس نے تیسری مرتبہ پھر کہا تو آپ نے پھر انکار کیا اور فرمایا کہ اے ابو جہل یہ بتاؤ تو سہی کہ یہ بات کس نے کہی ہے۔ کہنے لگا کہ تیرے یار نے یہ بات کہی ہے۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی سنا تو عقل کہاں سے کہاں چلی گئی۔ عشق جوش میں آ گیا اور فرمایا کہ اگر یہ بات میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بالکل سچ ہی کہا ہے۔ اگر وہ اس سے بڑی بات بھی فرمائیں گے تو میں وہ مان جاؤں گا۔ ابو جہل نے کہا کہ ابھی آپ کہہ رہے تھے کہ کوئی نہیں جاسکتا اب کہہ رہا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا ہے۔ فرمایا کہ اے ابو جہل اے نکلے میں اب بھی کہتا ہوں کہ کوئی جاسکتا لیکن یہ یاد رکھ کر میرا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ”کوئی“ نہیں ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اگر چاہیں تو عرش پر چلے جائیں اگر چاہیں تو فرش پر ہی رہیں۔ یہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ **اِن تَقْضُوا الْاَقْرَضَ الْاَلٰی قَرْضَ اللّٰهِ تَعَالٰی لَافْضَ حَسَنَةً** دو تو ان دنوں مدینہ منورہ میں یہودیوں کا ایک بہت بڑا عالم فخاص نامی بھی تھا۔ وہ یہودیوں کو



اکٹھا کر کے وعظ کر رہا تھا کہ دیکھو مسلمانوں کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے قرض حسنہ دو۔ ہمیں تو سمجھ نہیں آتی کہ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ **إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** (۲۰) ”بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔“ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک ہے۔ خالق ہے۔ رازق ہے اور وہ خزانے تقسیم کر رہا ہے اور ادھر یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے کہ مجھے قرض حسنہ دو۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے قرض مانگ رہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ غریب ہے اور ہم امیر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے قرض مانگتا ہے۔ وہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کر رہا تھا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاس سے گزر ہوا تو آپ نے سنا کہ وہ قرآن مجید کی آیت مبارکہ کا غلط نتیجہ نکال رہا ہے۔ آپ وہاں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اب بتاؤ تم قرآن مجید کی آیت مبارکہ کی کیا تشریح کرتے ہو۔ اس نے پھر کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ غریب ہے اور ہم امیر ہیں کہ وہ ہم سے قرض حسنہ مانگ رہا ہے۔ آپ نے اس عالم کے منہ پر زور سے تھپڑ مار دیا اور فرمایا کہ اے پاگل انسان اگر قرآن کے معنی سمجھنے ہیں تو پہلے صاحب قرآن سے تعلق قائم کرو۔ جب تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق جوڑے گا تو پھر قرآن تجھے رموز بتائے گا۔ پھر تجھے قرآن کی سمجھ آئے گی اگر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تیرا کوئی واسطہ نہیں ہے تو پھر قرآن بھی تمہیں کوئی ہدایت نہیں دے گا۔ **يَصِلُ بِهِ كَثِيرًا مِّنَ الْوَسِيلَاتِ** جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس یہودی عالم کو تھپڑ مارا تو وہ سارے یہودی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم والسلام کے پاس آ گئے وہ جانتے تھے کہ مسلمانوں کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام امین



ہے جو فیصلہ کرتے ہیں وہ حق سچ کا ہی فیصلہ کرتے ہیں وہ سچ بولتے ہیں جو وعدہ کر لیں اس کو پورا کرتے ہیں وہ کسی کی طرف داری اور رعایت نہیں کرتے۔ یہودیوں نے کہا کہ آپ کے دوست ابو بکر نے ہمارے عالم کو تھپڑ مار کر اس کی بے عزتی کی ہے ان کو سزا ملنی چاہئے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ اے صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا بات ہوئی، عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ہی پوچھ لیں کہ اس نے کیا کہا تھا یہودی کہنے لگے کہ اس نے تو کچھ نہیں کہا وہ تو ہمیں وعظ ہی کر رہا تھا۔ فرمایا کہ کیا وعظ کر رہا تھا۔ میرے دوستو مومن اور کافر میں فرق ہوتا ہے۔ مومن کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور کافر کبھی سچ نہیں بولتا۔ آج تو عجیب زمانہ آ گیا کہ مسلمان بھی سارا دن جھوٹ بولتا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ قرآنی آیت کی غلط تشریح کر رہا تھا۔ یہودیوں نے انکار کیا اور کہا کہ کوئی کواہ پیش کرو، اب ذرا غور طلب بات ہے ذرا سوچ سمجھ کر لینا۔ ذرا تھوڑی دیر کے لئے متوجہ ہونا اور مدینہ منورہ کی گلیوں کی سیر کرنا۔ یہودیوں نے مطالبہ کیا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا کوئی کواہ پیش کریں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کوئی کواہ نہیں تھا لہذا آپ خاموش ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے جبرائیل جلدی سے چلے جاؤ کہیں میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں میرے صدیق کی صداقت پر کوئی حرف نہ آ جائے۔ اگر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اگر کوئی اور شخص موجود نہ تھا تو اللہ تعالیٰ تو وہاں موجود تھے۔ فرمایا لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الْفٰثِنِیْنَ قُلُوْا اِنَّ اللّٰهَ فٰقِرٌ وَنَحْنُ الْغٰنِیُّوْنَ (النمل: ۱۸۱) ”بے شک اللہ تعالیٰ نے سن لیا

جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی۔“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سن لیا کہ وہ یہ باتیں کر رہے تھے کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔ اب بتائیے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیا عظمت ہوگی کہ جس کی کواعی خود اللہ تعالیٰ دے رہا ہے۔ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان ہے کہ ان کی کواعی اللہ تعالیٰ خود دے رہا ہے فرمایا کہ وہاں اگر کوئی اور کواہ موجود نہ تھا تو اللہ تعالیٰ تو خود موجود تھا۔ قرآن مجید میں ہے کہ اگر تم تین ہو تو چوتھا تمہارے ساتھ خدا ہوتا ہے۔ اس لئے قرآن کی اس آیت مبارکہ نے یہ ثابت کر دیا کہ اگر قرآن ہدایت دیتا ہے تو صرف اس کو دیتا ہے جس کا تعلق صاحب قرآن سے ہو۔ اس کے لئے ایک اور مثال سنیں۔ بڑے بڑے علماء نے قرآن مجید کی تفاسیر لکھی ہیں بڑے بڑے علماء نے قرآن مجید کے ترجمے لکھے ہیں تفاسیر بھی لکھی ہیں لیکن جب امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی باری آئی اور آپ عاشق رسول تھے آپ کے عشق کا یہ عالم تھا کہ جب آپ حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے آپ ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ایک جھلک دیکھو۔ جب آپ حج سے فارغ ہوئے۔ صفا مروہ کی سعی کی۔ منیٰ میں گئے میدان عرفات بھی گئے حج کے تمام رکن ادا کئے اور کعبہ شریف کا طواف کر کے جب مدینہ منورہ کی طرف رخ کیا تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

جب حج سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو آپ نے اپنی تصانیف میں لکھا کہ

اے احمد رضا تو نے مدینہ منورہ کا وہ ادب نہیں کیا جس کا وہ حق دار تھا ادب کا تقاضا یہ نہ تھا کہ تو دل لے کر واپس آ گیا لیکن چاہئے یہ تھا کہ تو اپنا دل نکال کر مدینہ منورہ کے کتوں میں تقسیم کر دیتا۔ ان کتوں کو اپنا دل کھلا دیتا تا کہ کملی والا آقا تجھ سے راضی ہو جاتا۔ لیکن تو اپنا دل لے کر پھر واپس آ گیا۔ دوسرے لوگوں نے قرآن مجید کے جو ترجمے کئے ہیں ان کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ترجمہ یوں لکھا ہوتا ہے کہ ”شروع کرنا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے۔“ لیکن علامہ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو ترجمہ کیا ہے وہ یوں ہے کہ ”اللہ کے نام سے شروع“ یعنی آپ نے اسم اللہ کو سب سے پہلے لکھا ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب اللہ سب سے پہلے ہے تو پھر اس کا نام بھی پہلے ہی ہونا چاہئے۔ لوگ ترجمہ کرتے ہیں۔ ”شروع کرنا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے“ یہ ہے یَضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِيْكَ رَبُّكَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ کہ اللہ کریم ہم سب کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت نصیب فرمائے جتنا تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہوگا اتنا ہی قرآن تمہیں ہدایت عطا فرمائے گا۔ نور عطا کرے گا۔ سرور عطا کرے گا۔ برکتیں عطا کرے گا۔ رحمتیں عطا کرے گا۔ جس نے جتنا ادب کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر اتنا ہی رحمتوں کا نزول عطا فرمایا ہے۔ اور جس نے صاحب قرآن کا ادب کیا ہے اس نے ہی ہدایت حاصل کی ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا الْاِلٰهَ الْغٰثِیْنَ -

خطاب حضرت علامہ فتح محمد صاحب

برہانش محمد شفیق صاحب 07-07-2011



## اللہ تعالیٰ کہاں ملتے ہیں

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَوَالِيَّ حَمْدُ اللَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
جسے وسیلہ بتایا تمام نبیوں نے  
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! آج ایک عورت میرے پاس آئی وہ کسی ٹی۔وی چینل کی نمائندہ  
تھی Representative تھی۔ ٹی۔وی کی طرف سے آئی تھی۔ مجھ سے پہلے وہ  
کئی علما کو ملی تھی۔ اس کا مضمون اس کا سوال یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو کیسے پایا جائے۔ اللہ تعالیٰ  
کہاں ملتے ہیں۔ اس کو کس طرح سے تلاش کیا جائے۔ کسی حوالے سے وہ میرے پاس  
بھی آگئی اور مجھ سے بھی وہی سوال کیا۔ اس عورت سے جو میری بات چیت ہوئی وہ  
میں آپ کی خدمت میں بھی پیش کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو کہاں سے پایا جائے۔ اس  
نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ شرگ سے زیادہ قریب ہے تو پھر وہ ملتا کیوں نہیں ہے۔  
وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ. (ق۔۱۶) ”اور ہم دل کی رگ سے بھی اس



سے زیادہ نزدیک ہیں۔“ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ صرف سنیوں کے قریب ہے۔ اور کسی دوسرے کے وہ قریب نہیں ہے۔ کوئی سامراجی ہو۔ دہریہ ہو۔ سکھ ہو۔ کیونسٹ ہو یا کوئی اور بد مذہب ہو اس کے پاس اس کے قریب اللہ تعالیٰ نہیں ہیں کیونکہ یہ تمام وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو مانتے ہی نہیں ہیں پھر ان کو اللہ تعالیٰ نے ملنا ہی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفت رحمن ہونے کے صدقے ان پر بھی رحم کر رہا ہے ان کو رزق عطا کر رہا ہے۔ سورج کی روشنی، گرمی ان کو مل رہی ہے اور جو کچھ بھی ان کو عطا ہو رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ اپنی صفت رحمن کے صدقے دے رہا ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتا کہ یہ سکھ ہے۔ یہ عیسائی ہے یہ کوئی اور بد مذہب ہے۔ وہ ہر ایک کو عطا کر رہا ہے۔ جس طرح سے سورج ہر ایک کو روشنی دے رہا ہے گرمی دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو رزق عطا کر رہا ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھو کہ جس کو رزق مل گیا اسے اللہ تعالیٰ بھی مل گیا۔ نہیں ایسا نہیں ہے۔ اسے صرف ایک ٹکڑا ملا ہے۔ لہذا تمام بد مذہب اللہ تعالیٰ کو پانے سے Out ہو گئے، فیل ہو گئے۔ اب صرف عیسائی اور یہودی رہ گئے جو اللہ تعالیٰ کو تو مانتے ہیں لیکن ان کی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔ جب وہ کسی شریعت کے پابند ہی نہیں رہے تو انہیں اللہ تعالیٰ کہاں سے ملتا ہے۔ لہذا عیسائی اور یہودی کو بھی اللہ تعالیٰ نہیں ملتا۔ اب باقی بچے مسلمان جن کی شریعت ہے وہ شریعت کے پیروکار ہیں اور ان کی شریعت قیامت تک اب باقی رہے گی۔ لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے۔ ان میں سے بہتر جہنمی ہوں گے۔ جب وہ جہنمی ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو کیسے ملے گا ان کو بھی اللہ تعالیٰ نہیں ملیں گے۔ صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا اور اسے ہی اللہ تعالیٰ ملیں گے اور اس ناجی فرقے کا نام اہل سنت و جماعت ہے اس

لئے اگر آپ اللہ تعالیٰ کی تلاش میں ہیں تو آپ کسی اہل سنت و جماعت کے صحیح عقیدہ عالم دین کے پاس جاؤ تو تمہیں اللہ تعالیٰ سے ملنے کا صحیح راستہ بتا دیں گے۔ تمہاری صحیح راہنمائی کریں گے ان کے علاوہ کوئی آپ کو سیدھے راستے پر نہیں ڈالے گا۔ وہ کہنے لگی کہ لوگ نفس کشی کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو پا لیتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں کوئی بھی نفس کشی یا چلہ کشی کر کے اللہ تعالیٰ کو نہیں پاتے بلکہ وہ صرف تکلیف اٹھاتے ہیں کوئی کسی طرح سے شیطانی روشنی ان کو مل جائے تو وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو مل گئے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ نہیں ہوتے وہ شیطان کی کارگردگی ہوتی ہے۔ وہ شیطان کے بہکاوے ہوتے ہیں اب بات یہ ہے کہ سنیوں کو اللہ تعالیٰ کہاں سے ملتے ہیں۔ ہر سنی کو بھی اللہ تعالیٰ نہیں ملتے لیکن سنی کو اللہ تعالیٰ کے ملنے کی گنجائش ہے تو قہر ہے اُمید ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سنی کو ملتے ہیں جو کسی ولی کا غلام ہوتا ہے۔ جو کسی کا غلام نہیں ہے جو کسی شیخ کامل سے بیعت نہیں ہے اس کو بھی اللہ تعالیٰ نہیں ملتے ہیں۔

راہ دے راہ دے ہر کوئی آکھے تے میں وی آکھاں راہ دے

بنا مرشداں راہ نہیں لہننا تے رل مرسیں وچہ راہ دے

اس لئے اگر اللہ تعالیٰ کو پانا چاہتے ہو تو کسی مرشد کریم کے در پر آ جاؤ۔ شیخ کامل کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ **وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ** (توبہ: ۱۲۳) ”جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔“ والی اللہ متقی ہوتا ہے۔ پھر میں نے اس عورت کو بتایا کہ تیرے سوال کا جواب سورت فاتحہ میں ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ہمیں تعلیم دیتے ہیں کہ ہم یہ دعا کریں۔ **اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ هِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** (الفاتحہ ۵۶)

”ہم کو سیدھے راستہ پر چلا۔ راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔“ ان لوگوں کے راستے پر ہمیں چلا کہ جن پر تو نے انعام کیا۔ اللہ تعالیٰ صراطِ مستقیم کی نشان دہی کر رہا ہے۔ کہ یہ ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر اس نے اپنا انعام کیا ہے۔ اسی راستے پر چل کر اللہ تعالیٰ نے ملنا ہے اب یہ دیکھیں کہ وہ کون لوگ ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام کیا ہے۔ اَنَعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّنَ وَالصّٰلِحِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ۔ (النساء ۶۹) ”اللہ تعالیٰ نے انعام کیا انبیاء علیہم السلام اور صدیق اور شہید اور نیک لوگوں پر۔“ میں نے عرض کیا کہ کسی نیک بندے کا دامن پکڑ لو تو تمہیں اللہ تعالیٰ مل جائیں گے اور تو اس راستے پر گامزن ہو جائے گی جس راستہ پر اللہ تعالیٰ ملتے ہیں۔ وہ کہنے لگی کہ پھر اللہ تعالیٰ کتنی جلدی مل جائیں گے میں نے کہا کہ اس کی مرضی ہے چاہے تو فوری طور سے ہی مل جائیں۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ رات بھر جاگنے والے عبادت گزار تھے آپ اپنی عبادت میں مصروف ہیں کہ ایک چور آ گیا وہ آپ کا جبہ چوری کرنے کی غرض سے آیا تھا وہ جبہ آپ نے پہن رکھا تھا یا کھونٹی پر لٹکایا ہوا تھا۔ چور چھپ کر بیٹھا رہا کہ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کسی ضرورت سے اٹھیں گے تو میں وہ جبہ چوری کر لوں گا۔ آپ کا جبہ مبارک بہت قیمتی ہوا کرتا تھا اس زمانے میں وہ ستر اسی ہزار درہم کا ہوا کرتا تھا کہ جب بکری صرف ایک آنے کی آ جاتی تھی۔ رات دو بجے حضرت خضر علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا سرکارِ غوث الاعظم فلاں علاقہ کا قطب فوت ہو گیا۔ قطب عطا فرمائیں۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صبح دیں گے۔ عرض کیا کہ صبح تک تو وہ علاقہ غرق ہو جائے گا اس سے بھی



پتہ چلتا ہے کہ جہاں قطب نہ ہو اللہ تعالیٰ کا کوئی نیک بندہ نہ ہو وہ علاقہ ہی غیر محفوظ ہو جاتا ہے اور قدرتی آفات کے گھیرے میں آ جاتا ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر اس وقت تو یہ چور ہی ہے اسے ہی لے جاؤ۔ آپ نے ایک نگاہ ڈالی اور چور کو قطب بنا کے رکھ دیا اور حضرت خضر علیہ السلام کے حوالے کر دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ ملتے ہیں تو وہ بھی کسی ولی کی نگاہ سے ملتے ہیں اور اتنی جلدی بھی مل سکتے ہیں کہ جتنی جلدی تک ایک چور قطب بن گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی شیخ کامل کی غلامی میں ملتے ہیں۔ حضرت سلطان العارفین حق باہور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تسبیح پھری تے دل نہ پھریا کی لینا تسبیح پھڑ کے ہو  
چلے کڈھے تے کچھ نہ کھٹیا کی لینا چلیاں وڑ کے ہو  
علم پڑھیا تے ادب نہ سکھیا کی لینا علم نوں پڑھ کے ہو  
جاگ بنا دودھ جمدے ناہیں بھانویں لال ہوون کڑھ کڑھ کے ہو

تو بھی جاگ لگوا لے تو تیرے دودھ سے بھی مکھن نکل آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کے در سے ملتے ہیں۔ پہلے آپ فنا فی الشیخ ہوں گی پھر فنا فی الرسول کا مقام ملے گا اور جب فنا فی الرسول ہوں گی تو پھر فنا فی اللہ کا مقام ملے گا۔ پھر بقا باللہ اور دیگر مقامات حاصل ہوں گے۔ جب فنا فی اللہ کا مقام عطا ہوگا تو اللہ تعالیٰ کا بھی قرب نصیب ہو جائے گا ویسے یہ مقام نہیں ملتا ہے۔ رحمانی شکل میں جو کسی پر عنایات ہو رہی ہیں اسے اللہ تعالیٰ کا ملنا نہ سمجھیں وہ تو اللہ تعالیٰ رحمن ہے اور ہر ایک کو عطا کر رہا ہے اور مہلت بھی دے رہا ہے کہ شاید تمہیں ایمان نصیب ہو جائے۔ جب کوئی فوت ہو جائے گا تو اس پر رحمانی عنایات ختم ہو جائیں گی اللہ تعالیٰ



اس دنیا میں رحمان ہے رحم کرنے والا ہے ہر ایک پر بلا تمیز بلا تخصیص رحم فرماتا ہے اور فوت ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ رحیم ہوگا وہ بھی رحم کرنے والا لیکن وہ رحم صرف اللہ والوں کے لئے ہوگا اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے والوں کے لئے ہوگا وہ رحم بدعتیدہ لوگوں کے لئے نہیں ہوگا۔ وہ صراط مستقیم پر چلنے والوں کے لئے ہوگا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صراط مستقیم پر چلنے والے ہیں صراط مستقیم کی ہدایت دینے والے ہیں فرمایا۔ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ (سین ۴-۳)

”بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسولوں میں سے ہیں اور سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی بیعت نہیں ہے اس کی موت جاہلیت کی موت ہے یعنی یوں سمجھ کہ وہ ایسے ہی مر گیا جس طرح سے کہ ابو جہل مر گیا۔ ابو جہل کو تو نہ اللہ تعالیٰ ملا ہے نہ ہی ملے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے ملتے ہیں کہ جو ایک مومن کی موت مرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (نہی اسرائیل ۷۱)

”جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حشر کے دن میں نے کسی بھی بندے کو جنت میں داخل نہیں کرنا ہے جب تک وہ اپنے پیر صاحب کے ساتھ اس کے دامن میں لپٹ کر نہیں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ کریم اور رحیم ہونے کے باوجود فرما رہا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا تَقُوْا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَۃَ (آل عمران ۳۵)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وسیلہ پکڑ کر میری طرف آؤ۔ وسیلہ کون ہے یہ تیرا پیر و مرشد ہے۔ فرمایا کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو یا اللہ کیا حکم ہے فرمایا: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا تَقُوْا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (توبہ ۱۱۹)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور بچوں کے ساتھ ہو۔“ فرمایا کہ کسی سچے کے ساتھ لگ جاؤ گے تو میرے پاس آ جاؤ گے۔ یہ تمام آیات اور احادیث مبارکہ یہی ظاہر کرتی ہیں کہ شیخ کامل کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیعت ہوئے تو کسی نے کہہ دیا کہ آپ تو خود بہت بڑے عالم ہیں آپ کو بیعت ہونے کی کیا ضرورت پیش آئی فرمایا کہ اگر میں بیعت نہ ہوتا تو میں جہنمی ہوتا۔ اگر اللہ والا بننا چاہتے ہو جنتی بننا چاہتے ہو۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں فناء ہونا چاہتے ہو تو پھر ضروری ہے کہ کسی شیخ کامل کا مرید ہو جائے۔ وہ کہنے لگی کہ اس میں تو چور بھی ہیں۔ بوٹی پینے والے بھی ہیں۔ اس میں نماز کے تارک بھی ہیں۔ جعلی پیر بھی بنے ہوئے ہیں۔ پھر میں کس طرح سے اندازہ کروں کہ فلاں صاحب سچے پیر ہیں وہ شیخ کامل ہیں میری راہنمائی کر سکتے ہیں مجھے صراط مستقیم پر چلا سکتے ہیں۔ اگر کوئی سچا پیر نہ ملے تو میں خواہ مخواہ ان کو نذرانے پیش کرتی رہوں ان کو مرغے اور بکرے کھلاتی رہوں اس سے بہتر نہیں ہے کہ میں وہ نذرانے بکرے خود ہی کھاؤں۔ جعلی پیر صاحبان کے مولوں کو میں کیوں کھلاتی رہوں۔ میں نے کہا کہ تو دو کام کرو ایک تو یہ ہے کہ کسی بھی پیر صاحب کے پاس جانے سے پہلے نیت کرو کہ میں پیر صاحب کے پاس اس لئے جا رہی ہوں کہ مجھے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو جائے تو پھر تو کبھی بھی غلط قسم کے پیر صاحب کے پاس نہیں جائے گی اور اگر یہ بھی تو نہ کر سکے تو پھر استخارہ کر لو۔ رات بعد از نماز عشاء دو نفل پڑھو اور پھر دعا کرو کہ یا اللہ مجھے طاقت نہیں ہے مجھے علم غیب نہیں ہے کہ میرا پیر خانہ کہاں ہے تو مجھے علم عطا فرما

دے تو پھر پانچ سات دنوں میں آپ کو اپنا پیر یا پیر خانہ دکھا دیا جائے گا۔ پھر تو تیرا دل مطمئن ہو جائے گا۔ پھر وہاں تو بیعت کر اور پیر صاحب کے بتائے ہوئے سبق اسباق و رد و وظائف کرو تو پھر تو اپنے پیر صاحب میں فتاہ ہو جائے گی۔ پھر مرشد کامل آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھری میں پہنچا دیں گے۔ ”پیر کامل سے ”بردا مصطفیٰ“ پھر تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ تک لے جائیں گے اور تجھے کریم صلی اللہ علیہ وسلم تجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک لے جائیں گے اور تجھے اللہ تعالیٰ مل جائیں گے۔ میں نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ میں تشریف رکھتے ہیں آپ کہیں گے کہ یہ آپ نے کہاں سے لے لیا ہے وہ تو ہر جگہ ہے۔ Omni Present ہے۔ پھر وہ خاص مدینہ شریف میں کیوں ہے۔ ایک مثال سے یہ بات ذرا واضح ہو جائے گی زیر زمین پانی ہر جگہ موجود ہے لیکن یہ ملتا نہیں ہے۔ آپ جہاں بھی گڑھا کھودو گے پانی نکل آئے گا۔ جہاں چاہو نکالو گا کر پانی نکال لو۔ پانی ہر جگہ موجود ہے لیکن ملتا وہاں سے ہے جہاں نکال لگایا جائے اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے لیکن وہ ملتا نہیں ہے اسے پانے کے لئے کسی اللہ والے کے پاس جانا پڑتا ہے۔

اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہ ملے

یہ اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے لیکن اپنی خاص رحمت کے ساتھ یہ مدینہ منورہ میں ملتا ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ شریف ہجرت فرمائی تو کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہجرت کر کے مدینہ شریف چلے گئے اور کچھ



نے ہجرت نہ کی اور مکہ شریف میں ہی بیٹھے رہے اور سمجھ لیا کہ یہاں بیت اللہ شریف ہے۔ طواف ہے سچی ہے۔ آب زم زم ہے جس طرح اللہ یہاں موجود ہے ویسے ہی مدینہ منورہ میں بھی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّيْنَاهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاَسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا قَالُوْا لَكَ مَا وُهِبْنَا مِنْ جَهَنَّمَ وَمَا نَاۤءُكَ مَطٰلِقًا (۹۷) ”وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے ان سے فرشتے کہتے ہیں تم کا ہے میں تھے۔ کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور تھے۔ کہتے ہیں کہ کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے تو ایسوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بہت بری جگہ پلٹنے کی۔“ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضرت جندع بن ضمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بہت بوڑھے لاغر اور کمزور تھے چل پھر نہیں سکتے تھے وہ کہنے لگے کہ میں اب مکہ مکرمہ میں نہیں رہوں گا۔ میری چار پائی کواٹھاؤ اور مدینہ شریف چھوڑ آؤ۔ ان کے بیٹے ان کی چار پائی کواٹھائے ہوئے چل دئے لیکن ابھی مقام معیم میں ہی پہنچے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ یہ خبر پا کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کہنے لگے کہ کاش وہ مدینہ شریف پہنچ جاتے تو کتنا بڑا اجر پاتے لیکن کفار اور مشرکین ہسنے لگے کہ جس مقصد کے لئے نکلے تھے وہ نہ ملا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ وَمَنْ يُخْرِجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ثُمَّ يُوَدِّرْهُ الْمَوْتَ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۱۰۰) ”اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرنا پھر اسے موت نے آ لیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“ اس سے پتہ چلتا ہے کہ نیک نیت اور عمل کا



اجر اور ثواب ہر حال میں ملتا ہے اور یہ نعمت صرف سنیوں کو ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرو۔ ورنہ تم پر عذاب آ جائے گا اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ میں ہیں اسی لئے تو فرما رہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرو۔ جب تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ جاؤ گے تو تمہیں اللہ تعالیٰ بھی مل جائیں گے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پانے کے لئے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پکڑنے کے لئے تیرے ہاتھ میں مرشد کریم کا دامن ہونا ضروری ہے۔ وہ کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ تو قرآن مجید سے مل جائیں گے حدیث شریف سے مل جائیں گے میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا پتہ نہ تو قرآن مجید ہی بتاتا ہے اور نہ ہی حدیث شریف بتاتی ہے۔ قرآن شریف علم ہے حدیث شریف بھی علم ہے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

علم کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں

تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

قرآن ایک ہے حدیث ایک ہے۔ سلیبس ایک ہے لیکن دیکھیں کہ جو سنی عقیدہ ہے وہ قرآنی آیات کا ترجمہ اور طریقہ سے کرتے ہیں اور جو دوسرے فرقے والے ہیں ان کا ترجمہ کسی اور طریقہ کا ہے۔ سورت فتح آیت نمبر ۲ پڑھیں۔

لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَخَلَّى عَنْكَ

سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔“ دوسرے فرقوں والے ترجمہ کرتے ہیں کہ اے نبی اللہ تعالیٰ نے تمہارے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمادئے۔ ان کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے بھی گناہ کئے

اور آئندہ بھی کریں گے۔ اے خدا کے بندو تم کچھ تو شرم و حیا کرو کہ کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ گناہ کرتے تھے۔ نبی علیہ السلام معصوم ہوتے ہیں ان سے گناہ سرزد ہوتے ہی نہیں ہیں اور اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ کرتے ہیں جیسا کہ عرض کیا ہے ”کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے روز ہی توحید بیان کرنے سے پہلے فرمایا کہ اے ہاشمی اے قریش تم مجھے کیسا پاتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو صادق اور امین پاتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نبوت کے ساتھ صادق اور امین ہیں اور کفار و مشرکین بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق اور امین کہہ رہے ہیں اور تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گنہگار بنائے بیٹھے ہو۔ وہ آیات مبارکہ کا ترجمہ اس طرح سے کرتے ہیں آپ ان کے تراجم کو پڑھ کر دیکھیں وہ دیوبندی ہو کہ اہل حدیث و ہابی ہو۔ تبلیغی جماعت والا ہو ان کا یہی ترجمہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ گنہگار ہیں۔ گناہ کرتے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہ معاف کر دئے ورنہ بڑا مشکل تھا اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ بھی بڑی شدید ہے۔ سنی عقیدہ کہ جن کو اللہ تعالیٰ ملنا ہے اور جن کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ملے ہوئے ہیں وہ ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے وسیلہ سے تیری وجہ سے تیرے تعلق سے تیرے پچھلے غلام اور اگلے غلام سب کو ہم نے معاف کر دیا۔ یہاں ہماری معافی ہو رہی ہے وہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف کیا جا رہا ہے۔ یہ فرق ہے۔ قرآن ایک ہے حدیث ایک ہے لیکن ترجمہ کرنے والے اس کی تشریح اور تفسیر کرنے

والے کچھ کا کچھ مطلب نکال لیتے ہیں۔ قرآن مجید جامد ہے حدیث شریف جامد ہے لیکن اس کو سمجھنے اور سمجھانے والے کو دیکھا جائے گا کہ اس کے باطن میں اس کے نظریے میں کیا ہے۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے ایک واقعہ بیان فرمایا ہے کہ ایک طالب علم غلام جیلانی نامی جو بعد میں بہت بڑے بزرگ صاحب علم صاحب بصیرت ہوئے ہیں وہ راولپنڈی کے کسی درس میں تعلیم حاصل کرتے تھے وہ کلڑہ شریف حاضر ہوئے۔ لالہ جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں کلڑہ شریف کی درگاہ کے سجادہ نشین تھے انہوں نے پوچھا کہ بیٹا کیا کام کرتے ہو عرض کیا کہ میں طالب علم ہوں اور فلاں مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔ فرمایا کہ جلدی کرو یہاں سے اپنی تعلیم چھوڑ دو اور ملتان سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں چلے جاؤ۔ وہاں اچھے رہو گے۔ وہ سعادت مند بیٹا تھا اپنی کتب بستر وغیرہ لپیٹا اور ملتان شریف پہنچ گیا۔ حضرت قبلہ شاہ صاحب نے جب اس کی بات سنی تو فرمایا کہ تم اچھے رہے ہو جو یہاں آ گئے ہو۔ عرض کیا کہ شاہ صاحب کلڑہ شریف والے بھی یہی فرما رہے تھے کہ ملتان چلے جاؤ وہاں اچھے رہو گے آپ نے بھی یہی فرما دیا ہے کہ میں یہاں اچھا رہوں گا آپ مجھے ذرا سمجھا دیں کہ میں یہاں کس طرح سے اچھا رہوں گا اور وہاں راولپنڈی کے مدرسہ میں اچھا نہیں تھا۔ قرآن ایک ہے حدیث ایک ہے وہی سارا نصاب ہے پھر فرق کیا ہے۔ فرمایا کہ یہ میرے بتانے سے تمہیں سمجھ نہیں آئے گی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ہی کرم فرمائیں گے اور تمہیں بتا دیں گے رات اس طالب علم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اپنی زیارت سے نوازا اور فرمایا کہ بیٹا تو



بہت اچھا رہا جو یہاں آ گیا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلڑہ شریف میں بھی یہی فرمایا گیا اور یہاں شاہ صاحب نے بھی یہی فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی فرما رہے ہیں کہ میں یہاں آ کر اچھا رہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازراہ کرم مجھے سمجھا دیجئے کہ یہ سارا معاملہ کیا ہے۔ فرمایا کہ جس مدرسہ میں تم پہلے تھے وہاں مجھ میں نقص ڈھونڈے جاتے ہیں لیکن یہاں میری عظمت بیان ہوتی ہے یہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کا راستہ ہے۔ جب تو اپنے پیر صاحب میں فنا ہوگی پھر تجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میں فنا ہونے کا مقام ملے گا پھر اللہ تعالیٰ کا قرب ملے گا تو فنا فی اللہ ہو جائے گی پھر اس سے اگلے مقامات بقا باللہ وغیرہ ہیں وہ تجھے نصیب ہو جائیں گے۔ پیر صاحب کے وسیلہ کے بغیر نہ تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ملیں گے نہ ہی مدینہ منورہ ملنا ہے کوئی چیز نہیں ملے گی۔ کہتے ہیں کہ اگر کوئی اپنے نفس کو پہچان لے تو وہ اپنے رب کو پہچان لیتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تو خالق کو دیکھے گی کہ وہ غنی ہے اور تو غنی نہیں ہے تو پھر تجھے پہچان ہو جائے گی کہ تیری اوقات کیا ہے جب تو دیکھے گی کہ تیرا خالق باقی ہے وہ مرنے والا نہیں ہے وہ مٹنے والا نہیں ہے وہ حی و قیوم ہے لیکن تو مرنے والی ہے فانی ہے تجھے ہر حال میں موت آنی ہے تو پھر بھی تجھے اپنی اوقات کی پہچان ہو جائے گی۔ یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ تو خود اللہ تعالیٰ بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کوئی نہیں بن سکتا وہ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَہ اللہ تعالیٰ رب ہے۔ میرا نبی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ پیر پیر ہے۔ پیر نبی نہیں ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ نہیں ہیں لیکن پیر صاحب وسیلہ ہیں۔ پیر و مرشد کے بغیر اللہ اور رسول دونوں نہیں ملتے۔ جب پیر



صاحب مل جاتے ہیں تو پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی مل جاتے ہیں بخشش بھی پیر صاحب کے وسیلہ سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مرشد کامل کا دامن پانے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ مجھے کہنے لگی کہ پھر مجھے بتائیں کہ میں کہاں جاؤں میں نے کہا کہ استخارہ کرلو جو اس میں بتایا جائے وہیں چلی جانا۔ کہنے لگی کہ میں نے بس استخارہ کر لیا ہے میں آپ کی مرید ہوتی ہوں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتی ہوں میں نے کہا کہ آپ میری بیعت ہو جاؤ لیکن زیارت تمہیں تب ہی ہوگی کہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کرم فرمائیں گے۔ پیر صاحب تو ایک وسیلہ ہیں۔ آپ بھی اپنی جھولی پھیلا لیں میں بھی اپنی جھولی پھیلا لیتا ہوں۔ جو سبق اسباق و ردو وظائف ذکر فکر میں تمہیں بتاتا ہوں وہ تم کرلو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضرور کرم فرمائیں گے۔

مالی دا کم پانی دینا بھر بھر مٹکاں پاوے

مالک دا کم مٹھل مٹھل لوٹا لاوے یا نہ لاوے

ذکر الہی کا سبق میں تمہیں دیتا ہوں درود شریف کا سبق میں تمہیں دیتا ہوں۔ جتنا وقت میں روزانہ یہ عمل کرنے کیلئے کہوں وہ تو کر لے تو پھر انشاء اللہ کرم ضرور ہوگا۔ پہلے بھی لوگوں پر کرم ہو رہا ہے تو آپ پر بھی ضرور ہو جائے گا۔ کہنے لگی کہ سچا کون ہوتا ہے اس کی پہچان کیا ہے میں نے کہا کہ سچا وہ ہے جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو میری زیارت ہو جائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو میری زیارت ہوئی حق اس نے مجھے ہی دیکھا۔ میری شکل میں شیطان نہیں آ سکتا۔ جب کوئی مرید نبی

پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا ہے تو وہ حق پر ہوتا ہے پھر کہنے لگی کہ چونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہوا نہیں ہوتا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لے بھی آئیں تو مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں نے کہا کہ یا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی فرمائیں گے کہ میں تیرا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یا کوئی تجھے بتائے گا کہ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یا پھر تیرا دل یہ کواہی دے گا کہ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے اپنے دادا مرشد کی زیارت خواب میں ان کی ظاہری ملاقات سے پہلے ہی کر لی تھی۔ آپ فیصل آباد تشریف لائے میں ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ خواب میں تمہیں میری زیارت ہوئی تھی میں نے عرض کیا کہ جی ہوئی تھی۔ اب دیکھیں کہ خواب مجھے آئی لیکن بتا دہ رہے ہیں۔ فرمایا کہ میں نے تمہیں اپنی زیارت اس لئے کرا دی تھی کہ تم نے مجھے دیکھا ہوا نہیں تھا اب آپ مجھے دیکھ رہے ہیں تو کیا وہ خواب والی شکل و صورت اور آج ظاہری شکل و صورت ایک جیسی نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ بالکل وہی شکل و صورت ہو رہا ہے میں نے تمہیں خواب میں زیارت اس لئے کرائی تھی کہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں دیکھا ہوا جس طرح مجھے دیکھ لیا ہے اسی طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دیکھ لے گا جس طرح مجھے پہچان لیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہچان لے گا آپ دعا کریں جو کچھ وہ عورت چاہتی ہے وہ اس کو مل جائے۔ سچا سلسلہ وہ ہے کہ جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو سچا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نقشبندی

سلسلہ میں نہ تو چلہ کشی ہے نہ ہی کوئی ایسا کام کرتے ہیں کہ جس میں سخت مشقت اور محنت کرنی پڑے ہمارے راہنما حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں میں نے اس عورت کو جب یہ بتایا کہ گزشتہ زمانہ میں لوگ بہت لمبے لمبے چلے نکالتے تھے حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلے چالیس روز تو بھوک ہوتی ہے اور بعد میں فاقہ شروع ہوتا ہے۔ اللہ جانے شاید وہ فاقہ کوئی اعلیٰ چیز ہوگی۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ دیکھا کہ اتنا زیادہ مجاہدہ کرنا ہوتا ہے یہ تو اپنی جان مارنے کا ایک طریقہ ہے ذریعہ ہے۔ یہ کیا بات ہوئی آپ سجدہ میں پڑ گئے اور چودہ دن سجدہ میں ہی رہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ کیا تمہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی نظر نہیں آتی جس کی بیویاں بھی ہیں۔ اولاد بھی ہے نمازی بھی ہیں گھر میں رہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمہ تن خدمت گزاری میں رہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ مجھے پانے کا بھی سچا طریقہ ہے۔ چلہ کشی کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ چلہ کشی تمہیں کچھ نہیں دیتی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چلہ کشی نہیں کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی چلہ کشی نہیں کی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود چند روز کے لئے غار حرا میں تشریف لے جاتے رہے اور پھر بعد میں کبھی چلہ کشی نہیں کی ہے۔ یہ چلہ کشی بہت بعد میں آئی ہے اور اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس کا کوئی جواز نہیں ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی نہایت آسان



ترین ہے اس کو پیش نظر رکھو۔ پیر صاحب نے جو ذکر فکر بتایا ہے وہ کرو تو انشاء اللہ آپ صراط مستقیم پر ہوگی اور جو بھی قدم اٹھے گا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی اٹھے گا اس عورت نے جب یہ سنا تو خوش ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ سنیوں پر کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے کہ میں تو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی رب ہوں۔ **قُلَّا وَرَبِّكَ (النساء ۶۵)** ”تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم“ اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے رب کی قسم میں تو ہوں ہی تیرا آپ اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بن جاؤ گے تو پھر تمہارا بھی وہ رب بن جائے گا۔ مدینہ شریف جاؤ گے مدینہ والی سرکار کے پاس جاؤ گے تو تمہیں بھی رب مل جائے گا لیکن تمہیں VIA پیر مرشد جانا ہوگا۔ VIA جانتے ہو کہ کیا ہوتا ہے۔ جس کو آپ بذریعہ یا براستہ کہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ تمہیں پیر خانہ پر ہی سب کچھ مل جائے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا تھی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو اور میری آنکھیں ہوں اور مجھے کچھ نہیں چاہئے ہم بھی یہی دعا کرتے ہیں کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا سے بھی اللہ تعالیٰ مل جاتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا الْإِلْبَاحَ الْمَبِينِ

خطاب برہانش حاجی فریاد حسین صاحب

26-09-11



## اپنوں اور غیروں پر کرم

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْمَوْلَى حَمْدُ اللَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اَللّٰهُ الرَّحْمٰنُ  
الرَّحِيْمُ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا  
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي  
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات نبتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات نبتی ہے  
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
آپ کی زلفوں کے سائے سے رات نبتی ہے  
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں  
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت نبتی ہے  
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے  
ہو ان کا بلاوہ تو برات نبتی ہے  
جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
اسے وسیلہ بناؤ تو بات نبتی ہے

معزز حاضرین! نعت شریف پڑھی گئی ہے جس میں ایک شعر آیا ہے کہ

غیروں پہ بھی ہیں تیرے الطاف نرالے  
اپنوں پہ بھی نوازش کا انداز جدا ہے

پوری نعت شریف یوں ہے۔

اکرام کی رم جھم ہے کہیں بخشش کی گھٹا ہے  
سرکار کی محفل ہے کہ مدینے کی فضا ہے  
اک بار تیرا نقش قدم چوم لیا تھا  
اس دن سے فلک شکر کے سجدے میں پڑا ہے  
خورشید تیری گرد راہ کا اک اڑتا ہوا ذرہ  
مہتاب تیرا ذرہ نقش کف پا ہے  
الہامی کتابوں میں ہے تیری شان کے چرچے  
قرآن میں بھی کیا تیرا حسین نقشہ کھچا ہے  
غیروں پہ بھی ہیں تیرے الطاف نزلے  
اپنوں پہ بھی نوازش کا انداز جدا ہے  
ہے ان کو اُمت سے پیار کتنا ہیں رحمتیں بے شمار کتنی  
ہمارے جرموں کو دھو رہے ہیں حضور آنسو بہا بہا کے  
سر حشر بخشش تیرے امداد کی طرف دیکھ رہی ہے  
محسن بھی وہاں پر اشک بار کھڑا ہے

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنوں پر ہی نہیں بلکہ غیروں پر بھی اتنا کرم فرمایا  
ہے جو کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ کہیں اور اس کی مثال نہیں ملتی۔ دونوں طرف نبی پاک  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کردار منفرد ہے۔ اس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔ نبی پاک صلی اللہ  
علیہ وسلم کے سب سے بڑے دشمن اسلام لانے سے قبل حضرت سیدنا عمر بن خطاب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اس سے بڑا غیر اور کون ہو سکتا ہے۔ اعلانیہ طور پر لاکار رہے ہیں کہ میں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنا ہے۔ اس پر بھی میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کرم فرماتے ہیں کہ یا اللہ اس کو ایمان عطا فرما دے اور ایسا ایمان عطا فرما کہ جس سے اسلام کو بھی عظمت ملے اور دوسرے ہی لمحہ اس دعا کے صدقے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لے آئے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیروں پر کرم ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں تشریف لے گئے۔ اہل طائف نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بھی نہ سنی اور غنڈے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لگا دیئے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے خون بہنے لگا حتیٰ کہ جوتی مبارک میں بھی خون بھر گیا۔ ان سے بڑا غیر اور کون ہو سکتا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں اپنے ساتھ یہ پہاڑوں کا فرشتہ لایا ہوں اس میں اتنی طاقت ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو یہ دنیا کے پہاڑ اٹھا کر طائف والوں کے سر پر مار سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمائیں تو یہ بھی پہاڑ اٹھا کر طائف والوں کے سر پر مار دے گا جس سے وہ سب دب کر مرجائیں گے۔ اس سے بڑی طاقت اور کیا ہوگی اور اس سے بڑا دکھ بھی کیا ہو سکتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں رحمت بن کر آیا ہوں زحمت بن کر نہیں آیا۔ میں عذاب بن کر نہیں آیا۔ عرض کیا کہ یا اللہ یہ طائف والے مجھے پہچانتے نہیں ہیں ان کو میری پہچان عطا فرما اور ان کو ایمان عطا

فرما۔ آج سارا طائف میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے صدقہ میں مسلمان ہے۔ ایک بوڑھی عورت مکہ مکرمہ کے چوک میں کھڑی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ گالیاں نکال رہی تھی ایک نوجوان آیا اور پوچھا کہ مائی صاحبہ کیا بات ہے۔ کہنے لگی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بہت خراب بندہ ہے وہ ایسا ہے ویسا ہے ہمارے خداؤں کو بُرا بھلا کہتا ہے۔ اس لئے میں نے مکہ میں نہیں رہتا ہے۔ میں نے یہاں سے دور چلی جانا ہے لیکن مجبوری یہ ہے کہ یہ میری گھڑی ہے یہ وزنی ہے اور یہ مجھ سے اٹھائی نہیں جاتی ہے میں نے اپنے گاؤں چلے جانا ہے۔ اس سے بھی بڑا کوئی غیر ہوگا۔ اس نوجوان نے کہا کہ مائی صاحبہ میں تیری گھڑی اٹھا لیتا ہوں اور تو جہاں جانا چاہتی ہے میں تجھے وہاں چھوڑ آتا ہوں۔ اس نوجوان نے گھڑی اٹھالی اور آگے آگے چل دیا۔ پیچھے پیچھے مائی صاحبہ جارہی ہے اس نوجوان کو دعائیں دے رہی ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مسلسل بُرا بھلا کہتی جارہی ہے اور اس نوجوان کو تلقین کرتی جارہی ہے کہ میرا بیٹا دیکھنا کہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بہلاوے میں نہ آ جانا ورنہ تم بے دین ہو جاؤ گے۔ منزل مقصود پر پہنچے اور گھڑی رکھ کر بولے کہ اب مجھے اجازت دیں۔ مائی صاحبہ نے بہت دعائیں دیں اور پھر کہا کہ میری تمہیں نصیحت ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بچ کر رہنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مائی جسے تو گالیاں دیتی آئی ہے اور اس سے بچنے کی تلقین کرتی آئی ہے۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی ہوں۔ مائی صاحبہ نے اسی لمحہ کلمہ شریف پڑھا اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہی واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئی۔ فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار جانثار ساتھ ہیں۔ شہر پر مکمل قبضہ ہے۔ مفتوح کافر و مشرکین گردن جھکائے کھڑے ہیں وہ وہی ہیں کہ جنہوں نے



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تشدد اور ظلم کے پہاڑ توڑ ڈالے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے شہر سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتاؤ آج تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ عرض کرتے ہیں کہ جو ایک کریم بھائی سلوک کرتا ہے۔ فرمایا کہ میں تم سب کو معاف کرتا ہوں۔ یہ غیروں پر انعام و اکرام کی بارش ہو رہی ہے کیا کوئی ایسا سلوک کر سکتا ہے۔ کیا کوئی اپنے دشمن کو معاف کرتا ہے۔ ہم نہیں کرتے کہ ہمارے دل چھوٹے ہیں ہم میں اتنا حوصلہ بھی نہیں ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فراخ دل با حوصلہ ہیں وہ رحمت اللعالمین ہیں۔ یہ تو غیروں پر کرم ہے اور اب دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنوں پر کس طرح کرم کمایا ہے۔ جو نبی ولادت با سعادت ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور اس میں کیا مانگ رہے ہیں۔ عرض کرتے ہیں۔ رَبِّ هَبْ لِيْ اُمَّتِيْ لِّلّٰهِ مِيْرٰى اُمَّتِ میرے حوالے کر دے میں اس کو خود ہی جنت میں لے جاؤں گا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اِنْ تُعَذِّبْتَهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (المائدہ - ۱۱۸) ”اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔“ دوسرے انبیاء علیہم السلام بھی فرما رہے ہیں کہ یا اللہ یہ تیرے بندے ہیں اگر تو چاہے تو بخش دے اگر چاہے تو ان کو عذاب دے جو تیری مرضی ہے اس کے مطابق کر لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم دیکھئے کہ وہ آتے ہی اپنی اُمت کو اپنے قبضہ میں لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ اے جبرائیل علیہ السلام تو کواہ رہنا کہ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آج اپنی اُمت کو نہیں بھولا ہے وہ حشر کو بھی نہیں بھولے گا۔ ان کی وجہ سے ان کی ساری اُمت بخش دی

جائے گی۔ ہم بید بعد میں ہوئے ہیں ہم نے کلمہ شریف بعد میں پڑھا ہے لیکن ہماری بخشش کا بہانہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے سے ہی بنا گئے ہیں یہ کون کر سکتا ہے۔ یہ نہ تو کسی نے کیا ہے اور نہ ہی کر سکتا ہے۔ معراج کی رات براق آ گیا تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری فرمائیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تشریف لے جائیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براق پر سوار ہونے سے انکار کر دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اگر کوئی غلطی کوتاہی ہو گئی ہے تو ہمیں معاف فرمادیں۔ فرمایا کہ نہیں غلطی کوئی نہیں ہے۔ میرا ایک سوال ہے پہلے اللہ تعالیٰ سے اس کا جواب پوچھ کر آئیں کہ آج میں تو براق پر سوار ہو کر اللہ تعالیٰ کے پاس جا رہا ہوں حشر کے دن میری امت اپنے سروں پر گناہوں کی گٹھریاں اٹھائے ہوئے لی صراط سے کیسے گزرے گی۔ مجھے اس کا جواب چاہئے۔ جب یہ سوال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ان کی امت کے ہر فرد کو ان کے صدقہ میں ایک براق عطا فرماؤں گا جو ان کو لے کر لی صراط سے پار کرادے گا۔ ہم ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے یہ جو نعمتیں ہم پڑھ رہے ہیں یہ سب بعد میں لکھی گئی ہیں جو باتیں ہم کر رہے ہیں یہ سب بعد میں ہی بتائی گئی ہیں۔ لیکن میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری بخشش کا بہانہ پہلے بنا گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ عالیہ میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کچھ مانگ لیں۔ عرض کیا کہ یا اللہ میری امت کو بخشش دے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا کہ کچھ مانگ لیں عرض کیا یا اللہ میری امت کو بخشش دے۔ پھر بھی فرمایا کہ کچھ مانگ لیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی یہی عرض کیا کہ یا اللہ میری امت کو بخشش دے۔ اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار مرتبہ پوچھا تو ستر

ہزار مرتبہ ہی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی عرض کیا کہ یا اللہ میری اُمت کو بخش دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے صدقے میں ساری اُمت محمدی بخش دی جائے گی۔ سجدوں کے صدقہ میں براق کے صدقہ میں اور پھر دعا کے صدقہ میں ساری اُمت کی بخشش ہی مانگی ہے۔ ہمارے گناہوں کو نہیں دیکھا بلکہ اپنی رحمت کو ہی دیکھا ہے اگر غیروں پر کرم نوازی ہے تو اپنوں پر کرم اس سے بھی زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (۵) ”اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تمہیں اپنی مرضی دے دی ہے۔ اب جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں گے میں وہی کروں گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی علیہ السلام کو ایک ایک ایسی دعا کرنے کا اذن عطا فرمایا ہے جو ہر حال میں قبول ہوگی اور تمام انبیاء علیہم السلام نے وہ دعا اس دنیا میں ہی رہتے ہوئے مانگ لی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہ دعا مانگ لی ہے فرمایا کہ نہیں میں وہ دعا حشر کے روز مانگوں گا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا دعا مانگیں گے اور کیا لے کر راضی ہوں گے۔ فرمایا کہ میں صرف ایک ہی چیز لے کر راضی ہوں گا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سی چیز ہے۔ فرمایا کہ میں اپنی اُمت کی بخشش لے کر راضی ہوں گا۔ اگر میرا ایک اُمتی بھی جہنم میں رہ گیا تو میں نے راضی ہی نہیں ہونا ہے۔ اگر آپ کو یہ اذن مل جائے تو آپ کیا لیں گے۔ کوئی ڈگری مانگے گا۔ کوئی



ملازمت مانگے گا۔ کوئی اولاد مانگے گا۔ کوئی کاروبار مانگے گا کوئی اپنی بخشش کی دعا مانگے گا۔ لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی مانگا ہے تو اپنی امت کی بخشش کیلئے مانگا ہے اپنے لئے کبھی کچھ نہیں مانگا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بہت بڑی نوازش ہے کہ جو صرف مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ سے ہمیں عطا ہوتی ہے۔ ایک عطا ایسی بھی ہے کہ جس کا کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ شاید ایسا کوئی بھی نہ کر سکے گا۔ فرمایا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کاپی آئی ہے جس میں ستر ہزار افراد کے نام ہیں جو میری وجہ سے حساب کتاب کے بغیر بخش دئے جائیں گے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو بہت تھوڑے ہیں۔ اگر حساب کتاب سے بخشش ہونا ہو تو پھر کسی کی بھی بخشش ممکن نہیں ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بھی جنتی بنائیں اس فہرست میں اضافہ فرمائیں۔ فرمایا کہ یہ جو ستر ہزار ہیں ان میں سے ہر فرد اپنے ساتھ ستر ستر ہزار افراد کو لے کر جنت میں چلا جائے گا۔ یہ پانچ ارب بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صرف ستر ہزار کی فہرست عطا فرمائی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے پانچ ارب جنت میں جا رہے ہیں۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں اور زیادہ کریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جو پانچ ارب ہیں ان میں سے ہر فرد اپنے ساتھ ستر ستر ہزار افراد کو لے کر جنت میں چلا جائے گا۔ یہ 350 سکھ بنتے ہیں۔ ایک بہت بڑا ہندوستان ہے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں۔ فرمایا کہ گنتی کو چھوڑو میں بک بھر کر افراد کو جنت میں ڈال دیتا



ہوں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے جا رہے ہیں کہ  
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اضافہ فرمائیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما  
 رہے ہیں۔ پانچ بک ڈال دئے گئے۔ جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور بھی ڈال دیں تو  
 حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اب بس کریں بہت ہو گیا ہے اب کوئی بھی جنت میں جانے سے نہیں رہے  
 گا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر خفا ہوتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا  
 اظہار ہو رہا ہے آپ کیوں روک رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ  
 میں روکتا نہیں ہوں بلکہ میرا ایمان یہ کہتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک  
 بک میں پوری کائنات آ جاتی ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے  
 صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنو کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھیک کہہ رہے ہیں میرے ایک  
 بک میں پوری کائنات آ جاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا کہ پوری کائنات میری ہتھیلی پر ایسے ہے کہ جیسے رائی کا دانہ ہو۔ اب دیکھیں  
 کہ امت کی بخشش میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کرا گئے ہیں یا تیرا بھی اس میں کوئی  
 حصہ ہے۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بک کی عظمت کو مان جاؤ تو ابھی سے  
 ہی بخشش لے لو۔ اس طرح سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنوں کو نوازا ہے۔ کیا  
 کوئی ایسا کر سکتا ہے۔ فَمَا يَسْأَلُ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يَرْضَوْا بِحَقِّكَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ  
 سے خوف فرمایا کہ تو جو بھی چاہے مانگ لے میں وہی تمہیں دیتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ  
 نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مت مانگو یہ شرک ہے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود

فرما رہے ہیں کہ مجھ سے جو چاہو مانگ لو میں خود مختار ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنی طاقتیں عطا فرمائی ہیں کہ میں سب کچھ دے سکتا ہوں۔ اے ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تیرے جی میں آئے وہ مجھ سے مانگ لو۔ اس سوال میں کتنی عظمت ہے کیا اس میں کوئی یہ بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دے سکتے ہیں اور یہ نہیں دے سکتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں جو کچھ بھی چاہو مانگ لو۔ خالق کل نے مجھے مالک کل بنا دیا ہے ہر چیز میری قدرت اور اختیار میں ہے

اب تنگی داماں پہ نہ جا کچھ اور بھی مانگ

ہیں آج وہ مانگ بہ عطا کچھ اور بھی مانگ

حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس دنیا میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور جنت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں رہنا چاہتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو ہو گیا اور بھی کچھ مانگو۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مجھے کچھ نہیں چاہئے۔

سب کچھ خدا سے مانگ لیا اک تجھ کو مانگ کر

اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

یہ میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنوں پر کرم ہے کہ آپ ان کے اپنے بن جاؤ۔ آپ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے تب ہی بن سکیں گے جب آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو مانو گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مانیں گے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب مانو گے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

حاضر ناظر مانیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات مانیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جو بھی شان اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کی ہے اس کو مانو گے پھر آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو جاؤ گے۔ جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہو جاؤ گے تو پھر ان کے ساتھ ہو جاؤ گے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کو جس سے محبت ہے حشر میں وہ اس کے ساتھ اور جنت میں بھی اس کے ساتھ ہو گا۔ فرمایا کہ جو سب سے زیادہ درود شریف پڑھے گا حشر کے دن وہ سب سے زیادہ میرے قریب ہو گا اور جنت میں بھی سب سے زیادہ قریب ہو گا۔ آپ جتنا زیادہ درود شریف پڑھو گے اتنا ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری کتنی طاقت ہے عرض کیا کہ میں ایک لمحہ میں روئے زمین پر جتنا بھی پانی ہے اس کے قطرے گن سکتا ہوں۔ یہ گلاس میں پانی رکھا ہوا ہے آپ سارے مل کر بھی اس ایک گلاس پانی کے قطرے نہیں گن سکتے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تمام دریاؤں، جھیلوں، تالابوں اور سمندروں کے پانی کے قطرے ایک لمحہ میں گن سکتے ہیں۔ فرمایا اور کیا طاقت ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری زمین کے صحراؤں اور خشکی کے مٹی کے ذرات ایک لمحہ میں گن سکتا ہوں۔ فرمایا اور کیا طاقت ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پوری روئے زمین پر موجود نباتات اور درختوں کے پتے ایک لمحہ میں گن سکتا ہوں۔ فرمایا کہ کیا کبھی تم کسی بات کے لئے عاجز بھی آئے ہو۔ کوئی ایسا بھی کام ہے کہ جو تم نہ کر سکتے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی غلام درود شریف



پڑھتا ہے تو اس کا ثواب لکھنے سے عاجز آ جاتا ہوں یہ ایک دفعہ درود شریف پڑھنے کا ثواب ہے۔ لہذا درود شریف پڑھا کرو تو تمہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب نصیب ہو جائے گا۔ تیرے ایمان کی نشانی یہ ہے کہ تیری زبان پر درود شریف ہے اور نعت شریف ہے۔ اگر یہ دونوں چیزیں نہیں ہیں تو پھر ایمان میں بھی تمہارا کوئی حصہ نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نوازشات میں بھی تیرا کوئی حصہ نہیں ہے۔ حالانکہ وہ بہت کریم ہیں۔ ہر جگہ ہر مقام پر تیری میری بخشش ہی مانگی ہے لیکن اس بخشش میں سے وہی حصہ لے سکتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو مانتا ہے۔ جو علم غیب کو نہ مانے وہ بھی out ہے یعنی ختم ہے جو شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکاری ہے وہ بھی ختم ہے۔ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی ایک شان کو بھی نہیں مانتا وہ بھی ختم ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کو نہیں مانتا وہ بھی out یعنی ختم ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور نہیں مانتا وہ بھی ختم ہے۔ جو عدل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانے وہ بھی گیا۔ جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلہ کو نہ مانے وہ بھی گیا۔ لہذا ان کا بننے کیلئے ان کی ہر شان کو مانو۔ اللہ تعالیٰ شان ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

**وما علینا الا البلاغ المبین**

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ

26-05-11



## عقیدہ اور عمل

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْمَكْلُومِ بِحَمْدِ اللَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اَللّٰهُ الرَّحْمٰنُ  
الرَّحِيْمُ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي  
يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات نبتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات نبتی ہے

معزز حاضرین! انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی اولاد میں کوئی چیز ہے، کوئی بات ہے کہ نہیں ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی اولاد وہ وہ نبی نہیں ہیں اور نبی نہ بھی ہوں اور کسی ولی کی اولاد وہ نبی نہ بھی ہو تو کیا ایسی اولاد کے پلے میں کوئی چیز ہے اگر ہے تو پھر ان کا ادب کر لو اور اگر نہیں ہے تو پھر یہ تمہاری مرضی ہے قرآن مجید میں تین جگہ پر یہ آیا ہے کہ اگر والدین کا عقیدہ صحیح ہے اور عمل بھی صحیح ہے وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے جنت میں جائیں گے اور ان کی اولاد کا عقیدہ صحیح ہے، عقیدے میں کوئی چھوٹ نہیں ہے لیکن اولاد کے اعمال والدین جیسے نہیں ہیں۔ اعمال میں کمی ہے، خامی ہے۔ اعمال تھوڑے ہیں تو ایسی اولاد کہاں جائے گی۔ قرآن مجید اعلان کر رہا ہے۔

وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ  
سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَذَرُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ

جَنَّتُهُنَّ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ  
وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَبِعَمَلِ  
عُقُوبَى الدَّارِ (الرعد: 22-24) اور وہ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا چاہنے  
کو۔ اور نماز قائم رکھی اور ہمارے دیئے ہوئے سے ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر کچھ خرچ  
کیا اور برائی کے بدلے بھلائی کر کے ٹالتے ہیں انہیں کے لئے پچھلے گھر کا نفع ہے۔  
بسنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے اور جولائق ہوں۔ ان کے باپ، دادا اور  
بیٹیوں اور اولاد میں اور فرشتے ہر دروازے سے ان پر یہ کہتے آئیں گے۔ سلامتی  
ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔“ حضرت علامہ محمد نعیم الدین  
رحمۃ اللہ علیہ نے ان آیات مبارکہ کی تشریح میں لکھا کہ جو لوگ مصیبتوں میں معصیت  
سے باز رہے۔ بدکلامی کا جواب شیریں نخی سے دیتے ہیں اور جو انہیں محروم کرتا ہے  
اس پر عطا کرتے ہیں جب ان پر ظلم کیا جاتا ہے تو معاف کرتے ہیں، جب ان سے قطع  
تعلق کیا جاتا ہے تو وہ اس کو ملاتے ہیں اور جب گناہ کرتے ہیں تو توبہ کرتے ہیں۔  
جب ناجائز کام دیکھتے ہیں اسے بدلتے ہیں۔ جہل کے بدلے علم اور ایذا کے بدلے  
صبر کرتے ہیں یعنی کہ وہ مومن ہوں پھر اگرچہ ان کی اولاد۔ بیٹیوں نے ان کے  
سے عمل نہ کئے ہوں جب بھی اللہ تعالیٰ ان کے اکرام کے لئے ان کو ان کے درجہ میں  
داخل فرمادے گا۔ قرآن مجید اعلان کر رہا ہے کہ بے عمل اولاد کو ان کے باعمل والدین  
کے ہمراہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور جنت میں بھی ایسی اولاد دو ہیں ہوگی جہاں  
کہ ان کے والدین ہوں گے۔ کیا اولاد کو کچھ ملا ہے کہ نہیں ملا ہے۔ اولاد کے  
اعمال والدین جیسے نہیں ہیں۔ والدین کے اعمال صالحہ ہیں لیکن اولاد کے اعمال صالحہ

نہیں ہیں پھر بھی اگر عقیدہ ایک جیسا ہے تو ایسی اولاد کو ان کے والدین کے ساتھ جنت میں داخل کر دیا جائے گا اب اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ ایسی اولاد والدین کے ساتھ نہیں ہوگی تو اس سے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ دو انبیاء علیہم السلام یا ایک نبی علیہ السلام اور دوسری ایک عظیم ہستی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام۔ پروفیسر صاحب! حضرت خضر علیہ السلام کا کیا Status ہے کیا درجہ ہے۔ سرکار وہ ایک ولی کامل ہیں۔ ہمایوں صاحب اب تشریف لائے ہیں ان کے لئے دوبارہ عرض کرتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی اولاد کی بات ہو رہی ہے کہ ان کی کیا حیثیت ہے۔ اگر والدین کا عقیدہ اور عمل صحیح ہے تو وہ جنت میں ہوں گے۔ اولاد کا عقیدہ صحیح ہو لیکن اعمال صحیح نہ ہوں، ان میں کمی ہو تو ازراہ مہربانی اللہ تعالیٰ اپنے کرم و فضل سے ایسی اولاد کو ان کے والدین سے ملا دے گا۔ والدین کو نیچے کرنا ظلم ہے لیکن اولاد کو اوپر لے جانا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل کرتا ہے، وہ اپنے فضل کے صدقے میں اولاد کو اپنے والدین کے ساتھ ملا دیتا ہے۔ اس میں ہم سب کے لئے ایک خوشخبری ہے کہ ہم روحانی طور سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہیں ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کے پر تو سے ہیں۔ فرمایا کہ ساری مخلوق میرے نور سے ہے تو پھر ہم بھی اس میں شامل ہیں اور اس سے بہرہ مند ہونے والے ہیں۔ ہمارا عقیدہ صحیح ہو کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ وہ لا شریک ہے اس میں کوئی کمی نہیں وہ رازق ہے، مالک ہے، مختار ہے۔ تمام تعریفیں اسی کے لئے ہی ہیں اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ حیات ہیں، شفیع ہیں اور بھی بے شمار صفات کے مالک ہیں۔ یہ تم مان جاؤ تو پھر جہاں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں گے، ہم گناہگار بھی انشاء اللہ



وہیں ہوں گے جس طرح سے ہے کہ والدین نیک ہوں، ان کے اعمال صحیح ہوں تو اللہ کے فضل اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے وہ جنت میں ہوں گے۔ ان کی اولاد کا عقیدہ صحیح ہو عمل صحیح نہ ہو تو جس طرح سے عرض کیا ہے۔ قرآن مجید اعلان فرما رہا ہے کہ ایسی اولاد اپنے والدین کے ساتھ جنت میں ہوگی اب آپ فیصلہ کریں کہ والدین کا حصہ اولاد کو ملا ہے کہ نہیں ملا ہے پھر جو یہ کہے کہ ولی کی اولاد بالکل بے کار ہے وہ تو صرف دروازہ کھولنے والے چڑا ہی ہیں۔ آپ ایسے شخص سے متعلق کیا کہیں گے۔ اب بات ہو رہی تھی کہ دو بیٹمبر یا یہ کہ ایک بیٹمبر اور ایک ولی کامل، دو یتیم بچوں کی دیوار بنا رہے ہیں۔ یہ سورت کہف ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہہ رہے ہیں کہ دیوار نہ بناؤ ان لوگوں نے تو ہمیں پانی تک نہیں پوچھا اور نہ ہی ہمیں کوئی اجرت دی ہے۔ آپ چھوڑ دیں یہ دیوار گرتی ہے تو گرتی رہے اسے نہ بناؤ۔ حضرت خضر علیہ السلام کہہ رہے ہیں کہ دیوار کو بناؤ یہ میں بعد میں بتاؤں گا کہ دیوار کو بنانے کی وجہ کیا ہے۔ دیوار بن چکی تو فرمایا کہ یہ دیوار دو یتیم بچوں کی ہے۔ ان کا ساتواں دادا ولی کامل تھا اور اس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ تھا اگر دیوار گر جاتی تو لوگ خزانہ لے جاتے، اس ساتویں دادا ولی کامل کی نسبت سے یہ دیوار بنائی ہے اور ان کے خزانہ کو محفوظ کیا ہے۔ اب جب یہ بچے جوان ہوں گے تو اپنا خزانہ نکال لیں گے۔ کیا اولاد کو حصہ ملا ہے کہ نہیں ملا ہے۔ اب جو یہ کہے کہ اولاد تو بے کار ہے تو ایسے شخص کا کیا علاج ہونا چاہیے۔ آپ اس سے متعلق کیا کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ اسے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلان فرمادیں



کہ اے لوگو! قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ۔ (الشوریٰ ۲۳)

”تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا مگر قرابت والوں کی محبت“۔ میں تم سے اپنی تبلیغ کی کوئی اجر نہیں چاہتا ہوں ہاں البتہ تم سے ایک تقاضا ہے کہ تم میری قرابت والوں سے محبت کرو۔ میری آل سے محبت کرو۔ آل میں کوئی نبی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ کوئی اہل بیت بھی نبی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ پر اجر نہ لیں لیکن لوگوں سے یہ تقاضا کریں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے محبت کریں تاکہ اس محبت کے صدقے میں یہ لوگ بھی بخش دیئے جائیں۔ آل نبی تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہی ہوگی اور اہل بیت سے تیری محبت کی نسبت سے تو بھی ان کے ساتھ ہی ہوگا۔ اہل بیت جنت میں ہوں گے اور تو بھی انشاء اللہ ان کے ساتھ جنت میں ہی ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کو جس سے محبت ہوگی اس کا حشر نشر اس کے ساتھ ہوگا۔ آپ بتائیں کہ اولاد کو اپنے والدین سے حصہ ملتا ہے کہ نہیں ملتا ہے۔ اہل بیت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوں گے اور اہل بیت سے تیری محبت تجھے بھی اہل بیت کے ساتھ ہی رکھے گی۔ یہ محبت تجھے جنت عطا کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت اطہار کو پاک صاف بنا دیا ہے بلکہ فرمایا کہ ازواج مطہرات جیسی کوئی اور عورت دنیا میں نہیں ہے۔ اس لئے حضرات ایک ولی ہو، اچھا ہو کہ جیسا بھی ہو انشاء اللہ اس کی اولاد اس کے ساتھ ہوگی۔ جو ولی کی اولاد سے بھض رکھے اس کا جنت میں کوئی حصہ ہی نہیں ہے۔ نہ دنیا میں اس کا کوئی حصہ ہے اور نہ ہی آخرت میں۔ اس کا کوئی حصہ ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت

دانا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے دادا پیر ہیں۔ آپ شای پہلوان تھے۔ دستور کے مطابق اگر کوئی دوسرا پہلوان آ کر شای پہلوان کو کشتی لڑنے کا چیلنج کرے تو اس کو چیلنج قبول کرنا ضروری ہوتا تھا۔ اگر شای پہلوان کشتی ہار جائے تو وہ اپنے عہدے سے معزول ہو جاتا تھا اور کشتی جیتنے والا شای پہلوان کے عہدہ پر فائز ہو جاتا تھا۔ ہر ملک میں ایک شای پہلوان ہوا کرتا تھا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک نہایت دبلے پتلے شخص نے کشتی کا چیلنج کر دیا۔ اب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو کشتی لڑنا ضروری تھا۔ سٹیڈیم میں لوگ کھجا کھچ بھر گئے، اکھاڑہ سج گیا۔ بادشاہ وقت بھی آ گیا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اکھاڑہ میں تشریف لے آئے اور آپ کا مد مقابل بھی حاضر ہو گیا۔ ایک طرف نہایت جسیم طاقتور پہلوان ہے۔ دوسری طرف نہایت کمزور لاغر، دبلا پتلا آدمی کھڑا ہے، یوں سمجھ لیجئے کہ ہاتھی اور چیونٹی کا مقابلہ ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حقیقت میں پہلوان اور مد مقابل کچھ بھی نہیں۔ کشتی شروع ہونے سے پہلے ہاتھ ملاتے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنے مد مقابل سے ہاتھ ملایا تو اس نے کہا کہ جنید میں کوئی پہلوان نہیں ہوں۔ میں سید زادہ ہوں مجھے کچھ رقم کی ضرورت ہے، میں نے کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنا کوارا نہیں کیا۔ میں نے سوچا کہ باعزت طریقہ سے انعام حاصل کر کے اپنی ضرورت پوری کر لوں۔ آپ شای پہلوان ہیں اور رہیں گے۔ اگر آپ آج نیچے چت گر جائیں میں کشتی جیت لوں گا اور انعام لے کر چلا جاؤں گا۔ میری ضرورت پوری ہو جائے گی۔ آپ اپنے عہدے پر فائز رہیں گے۔ اب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

کے لئے یہ ایک مشکل امتحان تھا، ایک طرف شاعی مرتبہ، شان و شوکت، جمال و جلال اور اپنا Status اور دوسری طرف آل رسول ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ کر لیا کہ اپنے شاعی مرتبہ کو بھول جاؤ، خود نیچے گر جاؤ اور آل رسول کو بلند مرتبت رکھو۔ آل رسول کے مقابلہ میں اپنی شان و شوکت کو قربان کر دو اور اس کی عظمت کو بحال رکھو۔ آپ زمین پر چت گر گئے اور سید زادہ آپ کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے پتھر مارنے شروع کر دیئے۔ آوازے کسنے شروع کر دیئے۔ لعن طعن کرنا شروع کر دیا کہ اس نے ملک کی بدنامی کرادی۔ عوام کی کرکری کردی، لوگوں نے بہت برا بھلا کہا۔ لیکن حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نہایت مطمئن تھے کہ انہوں نے آل رسول کی عظمت کا خیال اور لحاظ رکھا ہے۔ رات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زیارت سے نوازا۔ فرمایا کہ تو نے میری آل کا ادب کیا ہے۔ میں تمہیں اولیاء اللہ کا سردار بنانا ہوں۔ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کیا تو اولیاء اللہ کے سردار بن گئے۔ اگر یہ ادب نہ کیا ہوتا تو بدبختی تھی۔ اس لئے ہمیشہ نسبت کو دیکھو۔ اگر ایک ولی کامل فوت ہو جائے تو اس کا کوئی بیٹا یا اس کی کوئی اولاد میں سے اس کے مرید کے پاس جائے تو وہ ولی اللہ اپنی قبر میں سے کھڑا ہو کر باہر دیکھتا ہے کہ اس کا مرید اس کی اولاد کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ اس کا کیا ادب کرتا ہے۔ اگر اس کا مرید اس کی آل کا ادب کرتا ہے تو وہ ولی اللہ اپنے مرید کو اور بھی زیادہ نواز دیتا ہے اور اگر بے ادبی کرتا ہے وہ اسے اور بھی زیادہ گرا دیتا ہے۔ اگر تم نے بھی گناہ ہے تو اولیاء اللہ کی اولاد کی بے ادبی کرو۔ پیرو مرشد کی اولاد کی بے ادبی کرو اور خوب زور شور سے



کرو تو پھر مارے بھی جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح فہم عطا فرمائے۔ صحیح عقیدہ رکھنے  
 کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیٹائی جاتی رہی۔ حضرت  
 یوسف علیہ السلام مصر میں تھے ان کے بھائی وہاں غلہ لینے کی غرض سے گئے یہ  
 قرآن مجید سورت یوسف ہے۔ وہاں حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے  
 بھائیوں کو اپنی پہچان کرائی۔ طویل کہانی ہے۔ بھائیوں نے بتایا کہ والد صاحب  
 کی بیٹائی جاتی رہی ہے۔ فرمایا کہ میری قمیص لے جاؤ اور ان کی آنکھوں پر ڈال  
 دینا۔ بھائی قمیص لے گئے اور حکم کے مطابق حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں  
 پر ڈال دی۔ جو نہی قمیص آنکھوں پر ڈالی تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیٹائی  
 لوٹ آئی آپ بیٹا ہو گئے۔ آنکھوں میں روشنی آگئی اب دیکھیں کہ اس قمیص میں  
 کیا جوہر ہے۔ وہ قمیص دھو کر صاف کر کے نہیں ڈالی جس طرح سے لے گئے تھے  
 ویسی ہی سوکھی قمیص آنکھوں پر لگائی ہے۔ تو آنکھوں کی بیٹائی لوٹ آئی ہے۔ یہ  
 آنکھوں کی بیٹائی کیوں لوٹ آئی اس قمیص کو حضرت یوسف علیہ السلام سے نسبت  
 ہے کیا ولی کی اولاد میں اس ولی کی نسبت ہے اگر ہے تو پھر اولاد کا لحاظ کر لو ورنہ  
 تمہاری بیٹائی بھی جاتی رہے گی اور اگر اپنی بیٹائی گنوا دینے کا پروگرام ہے تو پھر  
 ضرور گنوا لو اور اگر چاہتے ہو کہ تمہاری آنکھیں تندرست رہیں تو پھر ولی کی اولاد  
 کا ادب کر لو۔ ان کا لحاظ کر لو۔ اللہ تعالیٰ صحیح عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے یہ  
 سبق ہے کہ ولی کی اولاد کا ادب کرو۔ جان لیا کہ ولی کی اولاد کسی پائے کی نہیں  
 ہے تو نہ سہی تمہیں تو اس اولاد کی نسبت کو دیکھنا ہے۔ ایک سید زادہ تھا جس کے  
 اعمال ذرا ٹھیک نہیں تھے کسی نے کہہ دیا کہ یہ کیسا سید زادہ ہے۔ اس کے اعمال



سید زادے جیسے نہیں ہیں۔ رات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعتراض کرنے والے کو اپنی زیارت سے نوازا اور اسے ڈانٹ کر فرمایا کہ تو میری اولاد کے اعمال پر اعتراض کرتا ہے۔ تمہیں اس کے اعمال نظر آئے تمہیں میرا خون نظر نہیں آیا۔ اس لئے اگر کوئی سید زادہ مل جائے تو اس کے اعمال پر نہ جاؤ۔ اس کی نسبت کو دیکھو اس کے خون کو دیکھو، اس کا لحاظ کرلو۔ سید زادے کا ادب کرلو۔ آپ اس کی بدخواہی کر کے کیوں جہنم خرید رہے ہو۔ ہمارا فرض ہے کہ اپنے پیرومرشد اس کی اولاد، پیرخانہ، اس کی مٹی میں کہہ رہا ہوں کہ پیرخانے کی مٹی کا بھی ادب کرلو۔ کسی نے کہا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ایک خامی نعوذ باللہ رہ گئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہید نہیں ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہادت کا مرتبہ نہیں ملا تھا تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہید ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خامی دور کر دی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کا بدل بن گئی۔ کسی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی وساطت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مولوی صاحب ایسا کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں جو شہادت کی کمی تھی وہ حضرت سیدنا امام حسین نے شہید ہو کر پوری کر دی۔ فرمایا کہ میری جوتی کے نیچے لگی ہوئی مٹی میں بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اس مٹی کی قسم کھا رہا ہے تو پھر مجھ میں کون سی کمی تھی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت میرا صدقہ اور میری خیرات ہے۔ کیا وہ میری ہی خیرات سے میری کمی پوری کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس مٹی کی قسم کیوں اٹھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس

مٹی کی نسبت دیکھی ہے تو آپ بھی نسبت کو دیکھ لیا کرو۔ آپ نسبت کو کیوں نہیں دیکھتے، تم نسبت کا لحاظ کیوں نہیں کرتے۔ ولی کی اولاد سے متعلق بدگمانی پیدا کر کے لوگوں کو ورغلا یا جا رہا ہے۔ آپ ایسے لوگوں کے ورغلانے میں ہرگز نہ آنا کہ پیر صاحب کی اولاد ایسی ہے، ویسی ہے۔ وہ جیسی بھی ہے تم اس کی نسبت کو مد نظر رکھو۔ اللہ تعالیٰ صحیح عقیدہ اور صحیح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان چند ایک مثالوں سے اگر اللہ تعالیٰ تمہیں سمجھ عطا فرمادے تو یہ اس کی مہربانی ہے اور اس کا احسان ہے۔ (سوال سرکار ذرا تصور سے متعلق فرمادیں) تصور صرف اپنے مرشد کریم کا ہی رکھنا ہوتا ہے اس کے علاوہ اور کسی کا کوئی تصور کام نہیں آتا اگر اپنے مرشد کریم کا تصور چھوڑ کر کسی دوسرے کا تصور کرو گے تو پٹری سے اتر جاؤ گے۔ De-rail ہو جاؤ گے جو تمہیں پیر و مرشد کے تصور سے منع کرے اور الٹی پٹی پڑھائے اس کے جھانے میں نہ آؤ۔ اس کے ورغلانے میں نہ آؤ ورنہ بہت نقصان اٹھا جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ السلام کو اپنے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائیں جنت اور دوزخ کی چابیاں عطا فرمائی ہیں۔ شفاعت کا شعبہ عطا فرمایا ہے۔ اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لمبے لمبے قیام اور سجدے کر رہے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے مالک ہیں، جنت عطا کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں اتنی مشقت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ عطا پر شکر ہوتا ہے پھر اگر اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمائیں کہ تم اللہ کی طرف رجوع نہ کرو صرف میری طرف ہی آؤ۔ میرے

پاس ہی سب خزانے ہیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہوتے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ اب بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر رہے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرما رہے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد جس بستی کا مقام ہے وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ کو جنت اور دوزخ کی چابیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی ہیں۔ انہوں نے تو یہ کبھی نہیں فرمایا کہ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ نہیں ہے۔ وہاں مت جاؤ، سیدھے میرے پاس آؤ، جنت تو میرے پاس ہے اور میں ہی دیتا ہوں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شکر گزار ہیں۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ مجھے پیر صاحب نے دو گنا Double عطا کر دیا ہے۔ ان کے پاس جانے کی ضرورت نہیں رہی، سیدھا میری طرف ہی آؤ، میں دو گنا فیض دیتا ہوں تو اب بتائیے کہ ایسا بندہ شکر گزار ہے کہ اپنے پیر صاحب کا باغی ہے۔ یقیناً وہ باغی ہے۔ میں آپ کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں۔

وما علینا الا البلاغ المبین۔

خطاب برہانش طاہر سلیم صاحب

2-10-2011



## علم غیب کا ثبوت

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَافِيهِمْ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اَللّٰهُ الرَّحْمٰنُ  
الرَّحِيْمُ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا  
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي  
يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات نبتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات نبتی ہے

معزز حاضرین! کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ بہت بڑے خزانے ہیں ان سے بڑا اور کوئی  
خزانہ نہیں ہے۔ یہ بڑی خوش قسمتی ہے کہ کسی کو کلمہ نصیب ہو جائے۔ کسی کو نماز ادا  
کرنے کی توفیق عطا ہو جائے۔ حج کرے۔ زکوٰۃ ادا کرے۔ قربانی کرے۔ حفظ  
کرے تفسیر پڑھے۔ حدیث شریف پڑھے اور اس پر عمل کرے۔ جہاد کرے۔  
قتال کرے اور شہید بھی ہو جائے یہ بہت بڑے خزانے ہیں۔ لیکن یہ تمام ایک ہی  
لحہ میں برباد بھی ہو جاتے ہیں۔ ایک سیکنڈ بھی نہیں لگتا یہ ختم ہو جاتے ہیں اس میں  
حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ۔  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر مدینہ منورہ جس میں رہتا  
اور مرنا بھی شامل کر لیں تو یہ تمام بھی ختم ہو جاتے ہیں لہذا اس مرض سے بچنا ضروری  
ہے کہ جو ان تمام چیزوں کو ختم کر دیتی ہے اور وہ مرض ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام



کے علم غیب کا انکار کرنا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم غیب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی عظمت ہے اس عظمت کا انکار کرنا کسی کو منافق بنا دیتا ہے۔ منافق وہ ہے کہ جس کو ابو جہل سے بھی زیادہ عذاب ہوگا۔ جہنم کے بدترین حصہ میں وہ بندے ہوں گے جو منافق ہوں گے۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرَكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ (النساء ۱۴۵) ”بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں۔“ یہ منافق بتا کس طرح سے ہے وہ کلمہ پڑھتے ہیں اور ان کا تلفظ ہم سے بہتر ہے کہ وہ عربی ہیں اور عربی زبان پر ان کو عبور حاصل ہے۔ نماز ہم سے زیادہ بہتر انداز میں پڑھتے ہیں۔ ان کی طہارت ہماری طہارت سے بہتر ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت ان کی بہترین ہے۔ زکوٰۃ ان کی زیادہ ہے۔ حفظ میں بہت آگے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد بھی کرتے ہیں۔ قتال بھی کرتے ہیں خود شہید بھی ہو جاتے ہیں لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کیا تو سب کچھ رائیگاں چلا گیا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کا انکار کیا تو سب کچھ ختم ہو گیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو نہ مانا تو سب کچھ تباہ و برباد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (الممتقون ۸) ”اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کیلئے ہی ہے۔“ لیکن منافق کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی عزت ہے ہی نہیں۔ مومنین تو کسی خاطر میں ہی نہیں ہیں مومن کی عزت تو ایک طرف رہی منافق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی کوئی عزت نہیں مانتا۔ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بی نفی کردی تو پھر باقی کیا رہ گیا پھر میری عرض ہے کہ اس سے بچا جائے۔ علم غیب سے متعلق آگاہی ہونی چاہئے۔ اس کو اپنے دماغ،

عقل، سمجھ، سوچ، فہم و ادراک میں پختہ کر لیا جائے اور ہر بات ایسی کرو کہ جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی تصدیق ہوتی ہو۔ فی زمانہ بھی یہی تعلیم دی جا رہی ہے کہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو ہے یعنی عَلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ۔ (الحشر ۲۲) ”ہر نہاں اور عیاں کو جاننے والا ہے۔“ خبردار اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو علم غیب مانو گے تو یہ شرک ہو جائے گا۔ یہ آج کل الزام تراشی ہو رہی ہے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دو تین دن کے بچے تھے ابھی پنگھوڑے میں تھے کہ آپ نے فرمایا قَالِ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اِنِّیْ الْکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا (مریم۔ ۳۰) ”فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) بتایا ہے۔“ وَ اَنْبِئُکُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدْخِرُوْنَ فِیْ بُطُوْنِکُمْ لَعَلَّ عِمْرَانَ (۴۹) ”اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔“ تم کیا کھا کر آئے ہو اور کیا تم اپنے گھروں میں رکھ کر آئے۔ یا یہ کہ تم کیا کھاتے رہے ہو اور کیا تم کھاتے رہو گے آپ نے سارے زمانے کا علم غیب بتا دیا۔ اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی ہیں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ابھی بچے ہیں۔ دو تین دن کی عمر شریف ہے اور آپ بتا رہے ہیں کہ میں نبی ہوں۔ میں کتاب لاؤں گا۔ پھر لوگوں کو ایک عام چیز بتا رہے ہیں کہ جو ان کے مشاہدے میں ہے کہ تم کیا کھا کر آئے ہو اور کیا اپنے گھروں میں رکھ کر آئے ہو۔ جنگ بدر ایک ایسی چیز ہے کہ جس میں یہ ساری چیزیں ہیں اس میں عظمت بھی ہے اختیار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اس کا چرچا کرو۔ جنگ بدر حق باطل میں تمیز کرنے والی ہے۔ آج بھی جتنے ہمارے مسائل ہیں ان کا حل جنگ بدر میں ہے۔ ہم

نہ تو تفسیر پڑھتے ہیں نہ ہمیں خود کو کوئی علم ہے تاریخ شاہد ہے اور ہر سال سترہ رمضان المبارک کی اخبارات جنگ بدر کے حالات اور واقعات سے بھری ہوتی ہیں۔ آپ ان کا مطالعہ کیا کریں اور اس سبق کو دہرایا کریں تاکہ ہمارے دماغ میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی عظمت اجاگر ہو جایا کرے اور ہمارا ایمان بھی بچ جائے۔ جنگ بدر کے علاوہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور شان ہے جو ہمیں یاد رکھنی ضروری ہے تاکہ مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا جاسکے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک کافر مل گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کہا کہ کوئی معجزہ دکھائیں تو میں ایمان لے آتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ شریف پڑھ لیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلند جگہ پر تشریف فرما تھے اور نیچے نشیمن جگہ پر ایک درخت تھا اس کافر نے کہا کہ وہ جو درخت ہے وہ اپنی جگہ سے چل کر آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی کوئی دے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم خود ہی جاؤ اور اس درخت سے کہہ دو کہ تمہیں نبی آخری زمان بلا تے ہیں۔ وہ کافر کیا اور درخت کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بتایا۔ وہ درخت اپنی جگہ سے نکلا اور اپنی جڑوں پر چلتا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی کوئی دے دی۔ کافر نے کہا کہ اب یہ درخت اپنی جگہ پر واپس بھی چلا جائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو حکم فرمایا کہ واپس اپنی جگہ پر چلا جا درخت واپس جا کر اپنی جگہ پر نصب ہو گیا۔ اس کافر نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ یہ جگہ ڈھلوان ہے۔ کوئی مادی چیز اپنے آپ ڈھلوان سے



اوپر کی جانب حرکت نہیں کر سکتی لیکن وہ درخت ڈھلوان سے بلندی کی طرف آیا تھا  
 نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آیا تھا۔ فطرت کے خلاف بلندی کی طرف چل کر  
 آیا تھا آج بھی اس ڈھلوان پر اگر کسی کار کو فری Free کر دیں تو وہ کار اپنے آپ  
 ڈھلوان سے بلندی کی طرف ایک سو بیس میل کی رفتار سے دوڑتی ہے۔ کوئی اس کو چلانے  
 والا نہیں ہوتا وہ از خود ہی چلتی ہے۔ اگر پانی وہاں گرا دیں تو وہ پانی بھی اپنی فطرت کے  
 خلاف بلندی کی طرف بہتا ہے آج بھی وہ زمین کا ٹکڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی  
 تعمیل کر رہا ہے اور جس طرح سے درخت نیچے سے بلندی کی طرف چل کر گیا تھا۔  
 وہاں چیزیں از خود نیچے سے بلندی کی طرف حرکت کرتی ہیں۔ گزشتہ محفل میں بھی یہ  
 بات ہوئی تھی تو ایک یعنی شاہد اس محفل میں بیٹھا تھا جو بتا رہا تھا کہ میرا دوست یہ معجزہ  
 دیکھ کر آیا ہے۔ یہاں آج اس محفل میں بھی ایک عورت اندر بیٹھی ہے اور اس کا بیٹا  
 یہاں موجود ہے وہ بھی یہ معجزہ دیکھ کر آئے ہیں۔ انہوں نے وہاں پانی زمین پر گرایا تو  
 وہ پانی بھی اوپر کی جانب جا رہا ہے۔ انہوں نے اپنی گاڑی وہاں پر Free کر دی تو وہ  
 بھی اوپر کی جانب جا رہی ہے۔ انہوں نے اس کی وڈیو بنائی اور میں نے وہ وڈیو  
 دیکھی ہے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور تصرف آج بھی کام کر رہا ہے۔ کیا  
 تم اس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا انکار کرتے ہو جس کا حکم آج پندرہ سو سال  
 گزرنے کے بعد بھی زمین مان رہی ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا اثر ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ایک اور بھی مقام ہے آج بھی میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہو رہا



ہے۔ پتہ نہیں کہ مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو جاگ نہیں کرتے Project نہیں کرتے۔ مسجد اقصیٰ کے قریب ایک پتھر ہے جو تقریباً سو فٹ لمبا اور چالیس فٹ چوڑا ہے اور چالیس فٹ اونچا ہے اور بہت وزنی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب معراج پر تشریف لے گئے تھے آپ نے مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء علیہم السلام کو نماز کی امامت کرائی اور اپنے براق کو اس پتھر سے باندھ دیا تھا اور نماز سے فارغ ہو کر جب معراج کے سفر کا آغاز فرمایا تھا تو اس پتھر پر پاؤں مبارک رکھ کر براق پر سواری فرمائی جب براق نے پرواز شروع کی تو وہ پتھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی اڑنے لگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہیں رک جاؤ۔ وہ پتھر وہیں رک گیا۔ زمین سے دس بارہ فٹ بلندی پر ہوا میں معلق ہو گیا اور آج بھی وہیں رکا ہوا ہے اس کے نیچے ایک کار کھڑی نظر آتی ہے یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ ہے اور ہم مسلمان ایسے بے حس ہیں کہ ہم یہ لوگوں کو دکھا بھی نہیں سکتے کہ وہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے معترف ہو جائیں۔ پندرہ سو سال سے وہ اتنا بڑا وزنی پتھر ہوا میں معلق ہے اور اگر پندرہ گز وڑ سال بھی ہو جائیں گے تو پتھر وہیں ہی رہے گا اور قیامت تک انشاء اللہ رہے گا۔ پانچ علوم غیبیہ ہیں کہ جو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کون کب کہاں مرے گا۔ بارش کب ہوگی۔ ماں کے پیٹ میں کیا ہے۔ قیامت کب آئے گی۔ یہ وہ علم غیب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے ہی قبضہ میں رکھے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَآؤُ (آل عمران ۱۷۹) ”اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا

علم دیدے ہاں اللہ جن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔“ اللہ تعالیٰ اعلان فرما رہا ہے کہ میں جن کو چاہوں یہ علم غیب بھی عطا کر دوں لوگ یہ آیت مبارکہ بھول گئے ہیں اور عَلِيمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَاتِ میں سنا رہے ہیں کہ بس علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے اور کسی کو علم غیب کا ہونا اگر تسلیم کیا جائے تو یہ شرک ہے اب آپ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور علم غیب کو دیکھو جنگ بدر سے ایک رات قبل میدان جنگ کا معائنہ کیا اور چھڑی سے نشان لگا کر فرمایا کہ ابو جہل کل یہاں مرے گا۔ کل کون کہاں مرے گا فرمایا کہ ابو جہل کل یہاں مرے گا۔ ستر کفار کے مرنے کی جگہ کو نشان فرمادیا۔ دوسرے روز صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ جس بندے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں نشان لگایا تھا وہ بندہ وہیں مرا پڑا تھا۔ یہ میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم غیب ہے۔ بہت لمبی چوڑی تفسیریں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے صرف جنگ بدر کو پڑھ لو تمہارا ایمان پختہ ہو جائے گا۔ اگر کوئی کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں ہے اسے جنگ بدر سنا دو۔ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ستر مرے گئے تو اکہتر نہیں مرے اور نہ ہی اہتر مرے ہیں۔ ستر ہی مرے ہیں نہ ایک کم اور نہ ہی ایک زیادہ۔ جنگ ہو رہی ہے تین سو تیرہ ایک طرف ہیں اور ایک ہزار دوسری طرف ہیں بھاگ دوڑ ہو رہی ہے۔ حملے کر رہے ہیں حملے روک رہے ہیں۔ ہر کسی کی توجہ جنگ پر لگی ہوئی ہے۔ کوئی مورچہ بند تو نہیں ہیں نہ ہی بکتر بند گاڑیوں میں سوار ہیں۔ کھلے میدان جنگ میں لڑائی آمنے سامنے ہو رہی ہے ہر کوئی پینترے بدل رہا ہے۔ دشمن پروار کر رہا ہے اور دشمن کے وار کو روک رہا ہے کسی کو کسی دوسرے کی کوئی خبر نہیں ہے لیکن نبی پاک

صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے مرنے کی جو جگہ نشان کر دی ہے وہ وہیں پر ہی مرا ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ہے۔

جو رات کو کہہ دیا دن تو دن نکل آیا

جو دن کو کہہ دیا رات تو رات ہو کے رہی

جو ان کے منہ نکلی بات وہ بات ہو کے رہی

جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے نکل گیا وہ ہو کے رہا۔ کوہ ہمالیہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ٹل نہیں سکتا۔ ستر کفار مارے گئے اور ستر کفار قیدی بنائے گئے۔ جنگ سے قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ تین سو تیرہ ہیں اگر یہ سب شہید ہو گئے تو قیامت تک تیرا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ قرآن تو رہے گا کہ اس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لی ہے لیکن اس کا چرچا اس کی تعلیم و تبلیغ نہیں رہے گی کیونکہ اس کی تعلیم اس کی تفسیر اس کی شرح اس کو پھیلا نا اولیاء اللہ کے ذمہ ہے۔ کیا فرمایا کہ کوئی بندہ اولیاء اللہ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اولیاء اللہ سے دور ہو کر کبھی کوئی فرد قرآن کو نہ حاصل کر سکتا ہے نہ اور اس کو سمجھ سکتا ہے۔ قرآن صرف اس کے پاس ہے جو کسی ولی اللہ کے دامن سے وابستہ ہے۔ کوئی ولی ایسا نہیں ہوتا جو علم غیب کو نہ مانے جو شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانے جو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانے ان عظمتوں کو نہ ماننے والا ایمان والا بھی نہیں ہوتا۔ اگر کوئی ان عظمتوں کو نہ مانے اور پھر بھی کہے کہ وہ ایمان والا ہے تو وہ جھوٹ کہتا ہے۔ جو ستر کفار قیدی بنائے گئے تھے ان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے



جوا بھی ایمان نہیں لائے تھے مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ان قیدیوں سے متعلق فیصلہ ہوا کہ ان سے فدیہ لے کر ان کو آزاد کر دیا جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چچا جان آپ بھی فدیہ دے کر آزاد ہو جائیں انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ جو میں ساتھ لایا تھا وہ کچھ تو اپنے ساتھیوں پر خرچ کر دیا ہے جو باقی بچا وہ آپ نے مال غنیمت کے طور سے اپنے قبضہ میں لے لیا ہے اب میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے پاس ہے۔ انہوں نے پھر انکار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اصرار کیا کہ آپ کے پاس ہے لیکن انہوں نے پھر انکار کیا۔ کچھ بحث و تمحیص کے بعد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ چچا جان جب آپ اپنے گھر سے چلے تھے تو کیا آپ نے اتنا سارا سونا اپنی زوجہ محترمہ اُم فضل کو نہیں دیا تھا اور اس نے وہ سونا اپنے مکان کے فلاں کونہ میں دفن نہیں کیا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ نہ تو میں نے کسی کو بتایا تھا نہ ہی اُم فضل نے کسی کو بتایا تھا یہ صرف ایک سچا نبی ہی بتا سکتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں میں کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہوتا ہوں۔ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کلمہ پڑھایا ہے۔ جو آج بھی علم غیب کو مان جائے گا اس کا کلمہ قائم رہے گا ورنہ ختم ہو جائے گا۔ کلمہ استقامت عطا نہیں کرتا بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان استقامت عطا کرتی ہے۔ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دامن اولیاء اللہ سے وابستگی ایمان کو قائم رکھتی ہے۔ دو بندے مکہ مکرمہ کی پہاڑی پر بیٹھے ہیں اور آپس میں باتیں کر رہے ہیں کہ ہماری بڑی کرکری ہوئی ہے۔ ہمارے ستر بندے مارے گئے سر کردہ لیڈر بھی قتل ہو گئے اور ستر افراد قیدی بنائے گئے ہیں



ہمارے پلے میں کچھ نہیں رہا بہت بے عزتی ہوئی ہے کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے ہیں۔ اب کیا کیا جائے کہ ہمارے زخموں کا کچھ مداوا ہو جائے، ہماری ناک رہ جائے ایک نے کہا کہ اس کا بدلہ تو اب یہی ہے کہ کسی طرح سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کر دیا جائے صرف اسی طرح سے ہی ہمیں تسلی ہوگی اور ٹھنڈ پڑے گی۔ دوسرے نے کہا کہ ان کو میں ہی قتل کر سکتا ہوں لیکن میں بہت مقروض ہوں اور میرے بچوں کا اور کوئی میرے علاوہ سہارا نہیں ہے۔ اگر کوئی میرا قرضہ اتارنے کی ذمہ داری قبول کر لے اور میرے بعد میرے بچوں کا کفیل بھی بنے تو میں جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیتا ہوں یہ ان دونوں کے درمیان مشورہ ہوا۔ دوسرے نے کہا کہ میں یہ ذمہ داری قبول کرتا ہوں تیرا قرضہ بھی اتار دوں گا اور تیرے بچوں کی بھی کفالت کروں گا آپ اپنے مشن پر چلے جاؤ۔ اس نے اپنی تلوار تیز کر لی اور تختہ کوز ہر آلود کر لیا اپنی تیاری مکمل کر لی اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گیا جب مدینہ منورہ میں پہنچا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے پہچان لیا کہ یہ تو وہی نوسر باز ہے۔ انہوں نے اس کو پکڑ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتاؤ تمہارا کیسے آنا ہوا۔ کہنے لگا کہ میرا بھتیجا ہے کہ کوئی رشتہ دار ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قید میں ہے میں اس کی رہائی کے لئے آیا ہوں۔ فرمایا کہ پھر یہ تلوار کیوں لے کر آیا ہے۔ کہنے لگا کہ تلواروں نے پہلے ہمارا کون سا کوئی ساتھ دیا ہے اور اب یہ تلوار میرا کوئی ساتھ دے گی بس یہ تو اپنی حفاظت کے لئے ساتھ لے کر آیا ہوں کہ راستہ میں کوئی جانور وغیرہ مجھے نقصان نہ پہنچائے۔ فرمایا کہ جو تختہ تیرے ساتھ ہے تو نے اس کو زہر آلود کیوں کیا ہے اور فلاں پہاڑی پر بیٹھ کر تو نے فلاں بندے کے

ساتھ جو مشورہ کیا تھا جس کے تحت تو یہاں آیا ہے وہ کیا تھا۔ اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتا ہوں۔ یہ کس نے کلمہ پڑھایا ہے۔ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب نے اس کو ایمان عطا فرمایا ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو مان جائے گا اس کا ایمان بھی پختہ ہو جائے گا علم غیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بہت بڑی شان ہے جس طرح معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی منفرد شان اور عظمت ہے۔ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہت بڑی شان ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک آنے والی انسانی نسل کو دکھایا گیا تو میں نے پہچان لیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کفر اختیار کرے گا۔ منافق کہنے لگے کہ ہم منافق ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھے ہیں، ہمارا تو ان کو علم نہیں ہے اور دعویٰ کر رہے ہیں کہ قیامت تک کیلئے آنے والوں کو جان لیا ہے، پہچان لیا ہے کہ کون ایمان لائے گا اور کون کفر اختیار کرے گا۔ منافق نے کیا اعتراض کیا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں ہے۔ یہی بے ایمانی ہے اور منافقت ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ممبر شریف پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ میرے علم غیب پر اعتراض کرتے ہیں۔ آج مجھ سے جو چاہو پوچھ لو۔ میں جواب دینے کو تیار ہوں۔ پوچھنا تمہارا کام ہے اور بتانا میرا کام ہے۔ یہ کون کہہ سکتا ہے کہ جس کو مکمل طور پر علم غیب ہو۔ کائنات میں جو کچھ ہو چکا ہے، ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے وہ سب میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھ لیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ

کون ہے۔ مجھے ہر کوئی طعنہ دیتا ہے کہ تو اپنے باپ کا نہیں ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میرے باپ کا نام بتادیں۔ یہ کتنا غیب ہے۔ میاں بیوی کا راز ہے، کون کس کا بیٹا ہے۔ بعض اوقات تو ماں کو بھی پتہ نہیں ہوتا کہ اس کا بیٹا کس کا ہے ایسی مائیں بھی ہوتی ہیں لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ ہے۔ ماں کو پتہ ہے کہ نہیں ہے۔ باپ کے علم میں ہو کہ نہ ہو لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ کون کس کے نطفے سے ہے فرمایا کہ تیرے باپ کا نام حضرت حذافہ بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ یہ علم غیب ہے کہ نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھٹنوں کے لم بیٹھ گئے اور ہاتھ جوڑ کر عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کے علم غیب کو مانتے ہیں، ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا سچا نبی مانتے ہیں اور نبی کے معنی ہی علم غیب جاننے والا کے ہوتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں معاف فرمادیں ہم آپ کے علم غیب کو مانتے ہیں۔ فرمایا کہ کون ہے جو میرے علم غیب پر طعن کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے منہ بند کر دیئے۔ اللہ کرے کہ ہمارے منہ بھی بند ہو جائیں۔ ہمارے دلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی عظمت اجاگر ہو جائے۔ لوگ آج بھی موجود ہیں جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کو نہیں مانتے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں جب معراج کی رات بارگاہ عالیہ میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے دل میں محسوس کی اور اس کی وجہ سے مجھے ہر اس چیز کا علم ہو گیا۔ جو ہو چکی تھی یا ہو رہی تھی یا ہونے والی تھی۔ یہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم



غیب ہے اور اس کا انکار سوائے سینوں کے باقی فرتے کر رہے ہیں اور اس کو پھیلا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اس وار سے بچائے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صبح کی نماز پڑھائی اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم فرمایا کہ بیٹھے رہو آج جانا نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ممبر شریف پر تشریف فرما ہو گئے اور جو کچھ ہو چکا تھا اور قیامت تک ہونے والا تھا وہ سب بتانا شروع کر دیا۔ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ نماز ظہر پڑھائی پھر بھی بیٹھے رہنے کا حکم فرما دیا اور علم غیب بتاتے رہے۔ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ نماز پڑھائی اور پھر بھی بیٹھے ہی رہنے کا حکم فرما دیا اور علم غیب بتاتے رہے حتیٰ کہ مغرب ہو گئی، عشاء ہو گئی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ قیامت تک اگر کوئی پتا بھی ہلنا تھا تو وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم غیب ہے۔ اس کا انکار منافقت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور علم غیب کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ شعر پڑھا گیا ہے۔

ہر راہی مدینے کا ہے سرکار کے قدموں میں

منزل ہی منزل ہے ہر راستہ مدینے کا

کوئی لاہور سے روانہ ہو، کوئی پشاور سے روانہ ہو، کوئی دہلی سے روانہ ہو، بیجنگ سے چلے، ٹوکیو، ماسکو سے چلے۔ جہاں سے بھی چلے اور اس کے دل میں یہ سچی لگن ہو کہ میں نے مدینہ شریف جانا ہے پھر اگر وہ راستہ میں ہی مر جائے تو اسے مدینہ شریف جانے کا ثواب عطا ہو گیا۔ وہ جہاں کہیں سے بھی مدینہ شریف جانے کی تمنا کرے پھر وہ مدینہ شریف پہنچ جائے یا نہ بھی پہنچ پائے وہ مدینہ شریف میں ہی ہے اس کے سفر کا ہر قدم مدینے میں ہے۔ وہ جہاں تک بھی پہنچ جائے، خواہ مدینہ شریف پہنچ جائے یا راستہ



میں ہی مر جائے اسے مدینہ شریف کی حاضری کا ثواب مل جائے گا۔ اس لئے ہر وقت  
دل میں تمنا رکھو کہ ۔

یا اللہ دکھا دے مدینہ کیسی بہتی ہے

جہاں دن رات تیری رحمت برستی ہے

پھر مدینہ شریف کی حاضری کا ثواب تمہیں یہیں بیٹھے ہوئے ہی مل جاتا ہے۔ کوئی بیمار  
ہے، کسی کو فرصت نہیں ہے، کسی کو چھٹی نہیں ملتی ہے، کسی کے پاس زادراہ نہیں ہے۔  
لیکن مدینے کی حاضری کی نیت کرنے پر تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اپنی نیت کرو کہ  
مدینے شریف جانا ہے تو مدینے شریف کی حاضری ہوگئی اور مدینے شریف کی حاضری  
کا کیا صلہ ہے۔ فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي نے میرے  
روضے کی زیارت کر لی مجھ پر واجب ہو گیا اس کی شفاعت کروں۔ ایک اور بھی شعر  
پڑھا گیا ہے۔ ۔

سرکار تو رہتے ہیں میرے دل کی دھڑکن میں

یوں مٹ جاتا ہے ہر فاصلہ مدینے کا

لاہور سے مدینہ منورہ کتنی دور ہے۔ تین چار ہزار میل کا فاصلہ ہوگا۔ ہوائی جہاز میں تین  
چار گھنٹے لگتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ مدینہ منورہ تو ہم سے دور ہے لیکن نبی پاک علیہ  
الصلوٰۃ والسلام تو ہم سے دور نہیں ہیں۔ ۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است

آبروئے ماز نام مصطفیٰ است

آپ مدینے والے کے بن جاؤ تو پھر نہ مدینہ دور ہے اور نہ ہی مدینے والا دور ہے۔

اللہ تعالیٰ شرگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ قَبْلِ الْوَرِيدِ (۱۴)  
 ”اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔“ اور ہماری روح سے بھی  
 زیادہ قریب کون ہے۔ النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ (الاحزاب: ۶) اور یہ نبی  
 مسلمانوں کا ان کی جان سے بھی زیادہ مالک ہے۔ ”قریب ہے تو پھر دوری کیا ہے۔“

سرکار تو رہتے ہیں میرے دل کی دھڑکن میں

یوں مٹ جاتا ہے ہر فاصلہ مدینے کا

جھولی دے تے پھیلا نہ توں سنگ دوستا

سدھا میرے نبی کولوں منگ دوستا

فرمایا کہ تو ذرا بھی جھجک محسوس نہ کر۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر اپنی جھولی  
 پھیلا لے وہ ہر چیز دینے پر قادر ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا دے سکتے ہیں  
 اور کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا ہے۔ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہو گا تو  
 پھر وہ دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پلے میں کچھ ہو گا تو وہ بھی دیں گے۔  
 اللہ تعالیٰ نے انہیں کیا کچھ عطا کیا ہے فرمایا: اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر: ۱) ”اے  
 محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا کی ہیں۔“ اے لوگو شک نہ کرنا، میں  
 نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کچھ عطا کر دیا ہے۔ اس سب کچھ میں کیا  
 ہے۔ بیٹا لینا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ السلام کے پاس ہے۔ نوکری لیتی ہے تو نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر جاؤ۔ ڈگری لیتی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے گی۔  
 دولت، کوٹھی، کار، بزنس ہر چیز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے گی۔ ایمان لینا ہے،  
 شفاعت لیتی ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ملے گی۔ کوثر میں ہر چیز ہے۔

زیادہ اُمت اس میں ہے، علم غیب بھی اس میں ہے۔ نور اس میں ہے۔ سادات اس میں ہیں، اولیاء اللہ اس میں ہیں، ہر خیر اس میں ہے۔ خالق کل نے مالک کل بنا دیا ہے۔ حدیث شریف ہے۔ اَللّٰهُ مُعْطٰی وَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ اللہ تعالیٰ صرف مجھے ہی دیتا ہے اور میں ہی تقسیم کرتا ہوں۔ ہر زمانے کو، ہر نبی علیہ السلام کو، ہر بادشاہ کو دینے والے صرف اور صرف میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ سب کچھ دینے والے ہیں۔ ایک حدیث شریف سنو کہ سن کر دل خوش ہو جاتا ہے۔ فرمایا: مَلِّ مَا سِئْتُ يَا رُبِّعَہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اے ربیعہ بن کعب جو تیرا دل چاہے مانگ لے، تو مانگ اور میں تجھے دیتا ہوں۔ یہ کون کہہ سکتا ہے جس کے پاس ہر چیز موجود ہو اور وہ دینے پر قدرت بھی رکھتا ہوں۔ کیا آپ میں سے کوئی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ ہر چیز دینے کا مجاز ہے۔ کیا آپ مجھے میڈیکل میں داخلہ دلا سکتے ہیں نہیں دلا سکتے کہ ہم میں یہ طاقت نہیں ہے۔ ہماری Power میں نہیں ہے۔ آپ لاہور سے ڈسنگی بخار کو نکال دیں، کیا نکال سکتے ہیں، پیرے کرو تو شاید نکل جائے۔ پہلا جو پیرے آئل آیا تھا وہ تو ہم خود کھانی گئے ہیں۔ اب آئندہ اور آئے گا تو دیکھیں گے۔ ہر جگہ پر نہ ہی نہ ہے ہر جگہ پر اگر مگر ہے، میں نہیں کر سکتا، میں نہیں دے سکتا، ہر جگہ بہانہ سازی چل رہی ہے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو تیرا جی چاہے مانگ لے میں وہ تمہیں عطا کرتا ہوں۔ میں ہر چیز دینے پر قادر ہوں۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا مانگا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتا ہوں جنت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور حاضری میں رہنا چاہتا ہوں۔ اب دیکھیں

کہ پہلے تو خاتمہ بالخیر ہو پھر قبر کے سوال جواب میں کامیابی ہو، لی صراط سے صحیح سلامتی سے گزر ہو جائے۔ میزان پر حساب کتاب درست ہو، حشر ٹھیک ہو جائے تو پھر جنت میں جانے کا حق دار ٹھہرے گا اور جنت میں بھی وہ مقام ہوگا جو اس کے اعمال کے مطابق ہوگا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اعمال کس کے ہوں گے کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں جگہ حاصل کر لے۔ لیکن حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ جنت میں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے وہیں پر ہی میں بھی رہنا چاہتا ہوں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال اور ہیں اور حضرت ربیعہ کے اعمال ان کو کہاں پہنچتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے مالک ہیں اور حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت کے محتاج اور حاجت مند ہیں لیکن عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور اور رفاقت میں ہی رہنا ہے۔ فرمایا کہ اے ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ تو ہو گیا ہے کچھ اور مانگ لو، وہ عرض کرتے ہیں کہ ”اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد“۔

فضل رب اعلیٰ اور کیا چاہیے

مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے

یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار ہے۔ سب سے حوصلہ افزا بات یہ ہے کہ آپ جو بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگیں وہ عطا کرتے ہیں۔

واہ کیا جود و کرم ہے فہم بطحا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا



کائنات میں نہ کہنے والا اگر کوئی نہیں ہے تو وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی زبان اقدس پر ”نہیں“ کا لفظ نہیں ہے جو بھی سائل آیا ہے اسے نہ نہیں کہا بلکہ اس کی جھولی بھر کر دیا ہے۔ ایک اہل حدیث آیا اور کہنے لگا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا شرک ہے۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا حافظہ بڑا کمزور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات بڑے غور سے سنتا ہوں لیکن جو نبی باہر نکلتا ہوں ہر چیز بھول جاتی ہے۔ دل چاہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات مجھے یاد رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حافظہ عطا فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے مانگ کر شرک کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے مانگو وہی عطا کرنے والا ہے۔ نہ ہی یہ فرمایا کہ کوئی ٹانگ وغیرہ کھایا کرو، نہ ہی یہ فرمایا کہ کوئی ورزش کیا کرو۔ نہ ہی کوئی دماغ کو تیز کرنے والی دوائی استعمال کرنے کا حکم فرمایا۔ بلکہ فرمایا کہ جاؤ کھیں لے آؤ۔ آپ کھیں لے آئے فرمایا کہ بچھا دو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یونہی ہوا سے بک بھر کر کھیں میں ڈال دیئے فرمایا کہ اس کو لپیٹ کر سینے سے لگا لو۔ آپ نے وہ کھیں سینے سے لگایا تو بعد میں کبھی کوئی چیز نہیں بھولی، آپ کم و بیش نوا کھ احادیث مبارکہ کے راوی ہیں۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی بات ہے، عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ پہلے تو صرف مجھے ہی گالیاں دیتی تھی اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بُرا بھلا کہتی ہے جو مجھ سے برداشت نہیں ہوتا لیکن پھر بھی وہ میری ماں ہے اس کی بے ادبی اور گستاخی کر نہیں سکتا، مہربانی فرمائیں، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ایمان کی دولت عطا فرمادے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ یہ

ہو گیا۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھاگے ہوئے گھر جا رہے ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ کیا بات ہے فرمایا کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ میں گھر پہلے پہنچتا ہوں کہ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا پہلے پہنچتی ہے۔ آپ گھر پہنچے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے والدہ نے آواز دی کہ ذرا ٹھہرو میں غسل کر رہی ہوں۔ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کلمہ پڑھنا ہے۔ یہ کون دیتا ہے، دینے کو منہ چاہیے، جو مانگو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عطا کرتے ہیں۔ اگر آپ کوئی ادنیٰ چیز مانگتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ چیز عطا فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ نہیں فرماتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کاپی آئی ہے جس میں ستر ہزار بندوں کے نام ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے میری شفاعت سے بغیر حساب کتاب کے بخش دیا ہے۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا نام بھی لکھ دیں۔ حالانکہ ستر ہزار کے نام بارگاہ عالیہ سے آئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام اپنی طرف سے درج کر رہے ہیں یہ اختیار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ نہیں کر سکتے، یہ صرف میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ناموں میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ یہ اختیار میرے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو بہت تھوڑے ہیں یہ تو گلبرگ لاہور میں ہی آجائیں گے۔ باقی پورے لاہور کی آبادی، پھر پاکستان اور پورے عالم اسلام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامت تک کتنے غلام ہوں گے وہ کہاں جائیں گے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کر رہے ہیں اور میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ جو ستر ہزار ایک ہیں ان میں سے ہر کوئی اپنے ساتھ ستر ستر ہزار کو لے کر جنت میں چلے جائیں گے۔ یہ پانچ ارب بنتے ہیں اور دنیا کی آبادی اس وقت چھ ارب ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر عرض کر دیتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں اور اضافہ فرمائیں فرمایا کہ یہ جو پانچ ارب ہیں ان میں سے ہر بندہ ستر ستر ہزار بندوں کو لے کر جنت میں چلا جائے گا۔ اب دیکھیں کہ یہ کتنے بن جاتے ہیں ہمیں تو ضرب بھی نہیں دینی آتی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خود ہند سے بنا رہے ہیں اب دیکھیں کہ کتنے بن جاتے ہیں۔ یہ تین سو پچاس پدم یا سنگھ بن جاتے ہیں اور ان سے بڑا کوئی ہندسہ ہی نہیں بنا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں Full stop لگا دیا ہے اس سے آگے کوئی ہندسہ ہی نہیں بن سکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صرف ستر ہزار کے نام بھیجے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے اس میں اضافہ کرتے جا رہے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اضافہ فرمائیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب ہند سے تو ختم ہو گئے ہیں، میں بک بھر کر بندوں کو جنت میں ڈال دیتا ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور بھی ڈال دیں۔ ایک بک اور بھی ڈال دیں پانچ بک ڈال دیئے تو حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب بس کر دیں، حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خفا ہوتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہو رہا ہے۔ آپ



کیوں روک رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں روک نہیں رہا ہوں میرا یقین اور ایمان ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بک میں پوری کائنات آ جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق سن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھیک فرما رہے ہیں۔ میرے ایک چلو میں پوری کائنات آ جاتی ہے بلکہ پوری کائنات میری ہتھیلی پر رائی کے دانہ کے برابر ہے۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہے۔ ان عظمتوں کو ماننا ایمان ہے اور نہ ماننا منافقت ہے۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

خطاب برہانش وقار ناصر صاحب لاہور 16-10-2011

یا اللہ ﷻ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یا رسول اللہ ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰی نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِمْ وَبَارَكَ وَجَلَّلَهُ

عشق سرکار کی اک شمع جلا لودل میں
بعد مرنے کے لمحہ میں اُجالا ہوگا

بفیضانِ نظر

پیر طریقت راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ  
حضرت پیر محمد فیض سرگودھا اکبر علی محمد چیمہ دہریہ دامت برکاتہ العالیہ

فیضانِ میلاد شریف قمری لحاظ سے ہر ماہ چوتھے ہفتے بروز ہفتہ بعد از نماز مغرب منعقد ہوتی ہے

برائے ایصالِ ثواب
وسیلہ نجات فری لائبریری

دالین محلہ رحمت آباد ٹکسٹ لکریہ میاں شاہد تنویر مکان نمبر B-380/5

گلی نمبر 10 محمود آباد فیصل آباد فون 8862351 موبائل 0301-7169263



## مسجد کی تعمیر اور تقویٰ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْمَكْلُومِ بِحَمْدِ اللَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اَللّٰهُ الرَّحْمٰنُ  
الرَّحِيْمُ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي  
يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات نبتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات نبتی ہے

جسے وسیلہ بتایا تمام نبیوں نے

اسے وسیلہ بناؤ تو بات نبتی ہے

معزز حاضرین! آپ کے حکم کے مطابق مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے حاضر ہیں۔

مسجد بنانے کا کتنا فائدہ ہے، کتنا اجر ہے، کتنا ثواب ہے اور مسجد نبتی کب ہے۔ ہر مسجد

مسجد نہیں ہوتی۔ کوئی مسجد تقویٰ ہوتی ہے، کوئی مسجد ضرار ہوتی ہے۔ ہر مسجد سر یا، اینٹ

سیمنٹ، پتھر سے بنی ہوئی ہوتی ہے لیکن ہر مسجد مسجد نہیں ہوتی۔ مسجد ایک الگ ہی

متبرک عمارت ہوتی ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسجد کی تعمیر میں ایک اینٹ بھی

لگا دیتا ہے تو اس کا جنت میں گھر تعمیر ہو جاتا ہے یہ اتنی بڑی عظمت والی چیز ہے۔ حضور

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس طرح سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی

میں سوار لوگ بچ گئے تھے جو سوار نہیں ہوئے تھے وہ سب پانی میں غرق ہو گئے تھے،

طوفانِ نوح میں ڈوب کر مر گئے تھے۔ میری اُمت کے لئے کشتی مسجد ہے، جو ان میں داخل ہو گیا وہ بچ گیا، وہ تر گیا اور جو نہ آیا وہ غرق ہو گیا، تباہ ہو گیا۔ لیکن یہ دیکھو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ حیات میں ایک مسجد تعمیر ہوئی وہ مسجد منافقین نے بنائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں اور اس مسجد میں ایک نماز کی امامت فرمادیں تاکہ یہ مسجد برکت والی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ مسجد ضرار ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو گھٹانے کے لئے بنائی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں نہ جائیں اس مسجد کو گرا دیں اور جلا دیں۔ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَوْلٍ خَلَفْنًا إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا (التوبة: ۱۰۷-۱۰۸) اور وہ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ کو اہ ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں اور اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا۔“ پھر فرمایا: لِمَسْجِدٍ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ (التوبة: ۱۰۸) ”بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پر ہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو، اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہیں“ مفسرین

فرماتے ہیں کہ اس مسجد سے مراد مسجد قبا ہے کہ جس کی بنیاد خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے رکھی۔ یہ مسجد تقویٰ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد ضرار میں جانے اور نماز پڑھنے سے منع فرما دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد تقویٰ یعنی مسجد قبا میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ضرار کو گرانے اور آگ لگانے کا حکم صادر فرمایا اور وہ مسجد جلا کر تباہ کر دی گئی۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہر مسجد ہی مسجد تقویٰ بنے اور آپ جو یہ مسجد تعمیر کر رہے ہیں یہ بھی مسجد تقویٰ ہو۔

مسجد تقویٰ کس طرح سے بنتی ہے۔ تقویٰ یہ ہوتا ہے کہ جس کام کے کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ فرمائیں وہ کرو اور جس کام سے منع کیا جائے اس سے منع ہو جاؤ۔ نماز کا وقت ہو گیا ہے تو نماز پڑھو یہ تقویٰ ہے۔ رمضان شریف کا مہینہ آ جائے تو روزے رکھو۔ یہ تقویٰ ہے۔ روزے نہ رکھو تو یہ تقویٰ نہیں ہے۔ یہ ظاہری تقویٰ ہے کہ نماز پڑھو، روزے رکھو، حج کرو، قربانی دو، حفظ کرو، زکوٰۃ ادا کرو، جہاد کرو، شہادت نصیب ہو جائے یہ سب اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور یہ ظاہری تقویٰ ہے۔ ایک دل کا تقویٰ ہوتا ہے۔ دل کا تقویٰ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب کرنا ہے۔ اگر ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دل میں ہے تو پھر ظاہری تقویٰ بھی ٹھیک ہے اگر دل میں ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے تو نہ دل کا تقویٰ ہے اور نہ ہی ظاہری کوئی تقویٰ ہے۔ اب دیکھیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کس طرح سے کر رہے ہیں۔ آپ اتنے زیادہ تعداد میں شریف رکھتے ہیں کیا آپ میں سے کوئی سرٹیفکیٹ دے سکتا ہے کہ وہ متقی ہے۔ کوئی نہ تو اپنے متعلق ہی سرٹیفکیٹ دے سکتا ہے نہ کسی دوسرے سے متعلق ہی کہہ سکتا ہے کہ وہ متقی ہے۔ آپ کو کیا خبر کہ میرے دل میں



کیا ہے اور مجھے کوئی علم نہیں کہ آپ کے دل میں کیا ہے۔ دلوں کے راز تو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسی ہستی ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے متقی ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا ہے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے بڑا متقی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ یہ قرآن مجید ہے۔ سورت والیل ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کس طرح سے ادب کرتے ہیں تو ہم بھی ان کی پیروی کر کے متقی بن جائیں۔ اگر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متقی ہیں تو ہم بھی متقی بن جائیں گے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر غارِ ثور میں لے گئے۔ غار کے سارے سوراخ اپنی چادر مبارک پھاڑ پھاڑ کر بند کر دیئے۔ ایک سوراخ بچ رہا آپ نے اس کو اپنی ایڑھی رکھ کر بند کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے زانو مبارک پر آرام کی غرض سے لٹا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو مبارک پر رکھا ہوا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں۔ اسی اثنا میں ایک سانپ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایڑھی مبارک پر ڈس لیا لیکن آپ نے ذرا بھی حرکت نہیں کی۔ سانپ ڈس جائے تو بندے کی۔ چیخیں نکل جاتی ہیں۔ اتنی شدید دور ہوتی ہے اور اس کا زہر بھی اثر کرتا ہے لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ایڑھی مبارک نہیں ہٹائی اور نہ ہی کسی قسم کی تکلیف کا کوئی احساس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہونے دیا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ زہر اثر کر



رہا ہے۔ تکلیف ہو رہی ہے تو آپ اپنی ایڑھی کو کیوں نہیں ہٹا رہے ہیں۔ فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل نہ آ جائے۔ میں اپنی جان تو دے سکتا ہوں لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آرام میں خلل نہیں آنے دوں گا۔ یہ دل کا تقویٰ ہے۔ سانپ کے زہر کی وجہ سے پینہ آ گیا اور آپ کی پیشانی سے ایک قطرہ پینہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور پر گر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے فرمایا کہ اے ابوبکر کیا رو رہے ہو۔ عرض کرتے ہیں کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اس کے زہر کی وجہ سے پینہ آ گیا ہے فرمایا کہ اپنی ایڑھی میری طرف کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن مبارک زخم پر لگایا تو فوری طور سے شفا ہو گئی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سب سے بڑے متقی ہیں ان کا تقویٰ اور فتویٰ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام پر اپنی جان بھی قربان کر دو اگر زہر ہے قسمت آپ کو ایسا موقع مل جائے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنی جان بھی قربان کرنی پڑے تو کیا تم اپنی جان قربان کر دو گے۔ جی ضرور کر دیں گے اگر ایسا جذبہ ہے تو پھر تمہاری یہ مسجد بھی تقویٰ والی ہے اور تم خود بھی متقی ہو لیکن اگر تم یہ کہو کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاطر کوئی زخم کھا کر تم ڈاکٹر کے پاس بھاگ جاؤ گے تو پھر یہ تقویٰ نہیں ہو گا اور نہ ہی تم متقی ہو گے۔ واڑھی، ٹوپی رکھ لینا ظاہری تقویٰ ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، قربانی وغیرہ کا ادا کرنا ظاہری تقویٰ ہے لیکن دل کا تقویٰ ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جب کبھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خفگی کے عالم میں ہوتے تھے تو حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھتے تھے۔ جب منافقین نے

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب پر اعتراض کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غصہ کی حالت میں اور طیش میں آ گئے۔ ناراضگی کا اظہار فرمایا تو حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھٹنے زمین پر ٹیک دیئے اور کہنیاں اپنے زانو پر رکھیں اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا سچا نبی مانتے ہیں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر ایمان لاتے ہیں، ہمیں معاف فرمادیں، ہم سے درگزر فرمائیں۔ ہماری غلطیوں کو معاف فرمادیں۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یقین رکھتے ہیں۔ اس انداز میں باادب ہو کر دو زانو ہو کر ہاتھ جوڑ کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بیٹھ جاتے اور معافی مانگتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیتے اور فرماتے کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کفر کے زمانہ میں تو بہت غر، بے خوف، جری اور غصہ والا طاقتور، تکبر والا ہوتا تھا، اب تجھے کیا ہو گیا ہے۔ آپ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آ گیا ہوں، اب وہ پرانی عادتیں نہیں رہیں اب عاجزی میں آ گیا ہوں۔ یہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ ہے۔ چار افراد ہیں کہ جن کے قدم پر چلنا صراطِ مستقیم ہے، جن کی سنتیں جن کے اقوال اور فرمودات ہم پر ویسے ہی لازم ہیں کہ جس طرح سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں اور احادیث مبارکہ لازم ہیں ان میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ دیکھیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے عمرہ کرنے کا ارادہ فرمایا اور حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو کفار مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرہ کرنے سے روک دیا۔ دونوں طرف سے سفیر آنے جانے لگے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی طرف سے سفیر مقرر فرمایا اور مکہ شریف بھیجنا کہ وہ کفار و مشرکین کو منائیں کہ وہ ہمیں عمرہ کی سعادت حاصل کرنے دیں، ہم کسی جنگ وغیرہ کے لئے نہیں آئے ہیں۔ حضرت عثمان غنی مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، کفار سے بات ہوئی لیکن وہ نہ مانے اور کفار نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ چونکہ آگئے ہیں آپ طواف کعبہ کر لیں۔ فرمایا کہ جب تک میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام طواف کعبہ نہیں کریں گے میں بھی طواف کعبہ نہیں کروں گا۔ یہ آپ کا ادب اور تقویٰ ہے کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک قدم بھی آگے نہیں نکلے۔ آپ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِۦ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الْخَبِرَات: ۱)

”اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو۔“ یہ دل کا تقویٰ ہے۔ حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ اللہ کے شیر ہیں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے شہر کے دروازے ہیں۔ ہر عمل، ہر بات اس علم کو مد نظر رکھ کر کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ سے واپس تشریف لائے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے زانو پر سر مبارک رکھ کر ان سے جنگ کی باتیں پوچھ رہے ہیں اور اسی اثنا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر ادا کر چکے تھے اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی نماز عصر ادا نہیں فرمائی تھی۔ نماز عصر کا وقت ختم ہوتا جا رہا ہے جو سب سے



زیادہ خطر اور تاکید والی نماز ہے۔ اب دیکھیں کہ ایک طرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آرام کرنا ہے اور دوسری طرف نماز عصر قضا ہو رہی ہے۔ آپ کا عمل اور تقویٰ دیکھیں آپ نے نماز عصر قضا کر دی لیکن آرام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں خلل نہیں آنے دیا۔ آپ کا تقویٰ یہ تھا کہ نماز کی قضا ہو سکتی ہے لیکن ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قضا نہیں ہو سکتی۔ آپ نے نماز قضا کر دی۔ نماز عصر کا وقت ختم ہو گیا، سورج غروب ہو گیا تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں آنسو چھلک آئے کیونکہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کبھی کوئی نماز قضا ہی نہیں ہوئی تھی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی نیند سے بیدار ہوئے۔ فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کیوں رو رہے ہیں۔ ہمیں تو اپنی نمازوں کی کوئی فکر ہی نہیں ہوتی قضا ہو جائیں کہ ادا ہو جائیں، پڑھی جاسکیں یا فوت ہو جائیں کوئی فکر ہی نہیں ہوتی ہے لیکن حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی نماز قضا ہونے پر رو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رونے کی وجہ پوچھی عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر قضا ہو گئی ہے۔ فرمایا کہ اب ادا پڑھنی ہے کہ قضا پڑھنی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے قضا ہو ہی نہیں سکتی۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کے لئے ہاتھ مبارک اٹھائے عرض کیا کہ یا اللہ یہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیری اور تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت میں تھے۔ اب دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کہاں ہو رہی ہے وہ کہتا ہے کہ نماز پڑھو لیکن حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نماز چھوڑے بیٹھے ہیں اگر غلامی اور اطاعت ہو رہی ہے تو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ



اداپسند آئی اس نے غروب شدہ سورج کو واپس کر دیا، سورج نماز عصر کے وقت پر آ گیا حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وقت پر نماز عصر ادا فرمائی لیکن یہ دیکھو کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی نماز کس پرواری ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادب پرواری ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (الحجرات: ۲) ”اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔ اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔“ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ نے بہت احتیاط لازم کر لی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بہت ہی پست آواز سے عرض کرتے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی بات کو سننا بھی دشوار ہو جاتا تو پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ يَغْضُوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لَلتَّقْوٰى لَّهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ۔ (الحجرات: ۳) بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے۔ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔“ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خصوصی طور سے اور ان کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے دلوں کا تقویٰ ہے۔ یہ ادب آپ بھی کر لو۔ آپ

بھی متقی ہو جائیں گے اور تمہاری مسجد بھی تقویٰ والی بن جائے گی۔ ذرا ادب کا مقام دیکھیں کہ صلح حدیبیہ کے مقام پر تقریباً چودہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے ہیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم وضو کے پانی کو زمین پر نہیں گرنے دیتے بلکہ اپنے ہاتھوں پر لیتے ہیں اور اپنے چہروں پر مل رہے ہیں، اپنے سینوں پر لگا رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تیرے تلووں کا دھوون ہے آب حیات

ہے جان مسیحا ہمارا نبی

اگر تیرے دل میں بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا ادب آجائے تو پھر تو بھی متقی ہے اور تیری مسجد بھی تقویٰ والی ہے لیکن اگر ادب نہیں ہے بلکہ برابری کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ میرے جیسے ہی ہیں، بشر ہیں، میری طرح سے ہی کھاتے پیتے، چلتے پھرتے ہیں وہ بھی کسی کی اولاد ہیں اور آگے ان کی بھی اولاد ہے۔ ازواج مطہرات ہیں۔ میں بھی کسی کی اولاد ہوں، میری بھی بیوی ہے اور میری بھی اولاد ہے تو پھر کیا فرق ہے اگر تیرا یہ عقیدہ ہے تو پھر نہ تو متقی ہے اور نہ ہی تیری مسجد تقویٰ والی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بال مبارک ترشواتے ہیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ان بال مبارک کو بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ اپنی جھولیوں میں تھام لیتے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بال مبارک تھے۔ انہوں نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ اے لوگو جب میں مروں تو یہ بال مبارک اور ناخن مبارک میرے کفن میں میری زبان پر رکھ دینا تاکہ میرا

حساب کتاب ٹھیک ہو جائے۔ یہ ان کا ادب ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنچنے لگوائے اور خون مبارک نکلا تو وہ خون مبارک حضرت عبدالرحمن بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا کہ اس کو ایسی جگہ رکھ کر آؤ جہاں اس کی بے ادبی کا احتمال نہ ہو۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف لے گئے لیکن کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی کہ جہاں اس خون مبارک کو رکھ دیں تو آپ نے وہ خون مبارک نوش ہی فرمالیا۔ جب واپس آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ وہ خون کہاں رکھا آئے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے زمین پر کوئی ایسی جگہ نہیں کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون مبارک کو رکھا جائے کہ وہ بے ادبی سے بچا رہے اس لئے میں نے تو وہ پی ہی لیا ہے۔ اب دیکھیں کہ خون پینا از روئے قرآن حرام ہے۔ خنزیر کا گوشت کھانا حرام ہے۔ مردار کھانا حرام ہے، شراب کا پینا حرام ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے حرام چیز پی لی ہے۔ کوئی سزا نہیں دی، کوئی کفارہ ادا کرنے کا حکم نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ تیری نسل میں کوئی زانی نہیں ہوگا اور تیری ساری نسل جنتی ہوگی۔ یہ ادب ہے اگر خدا کرے کہ تمہیں موقع مل جائے تو کیا تم بھی ایسا ادب کرو گے۔ جی ضرور کریں گے۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک پیو گے اگر ایسا کرو گے تو ذرا اپنے ہاتھ بلند کر کے کواہ ہو جاؤ۔ (تمام ہاتھ کھڑے ہو جاتے ہیں) بس تمہارے اس اعتقاد کی بنا پر تم بھی متقی ہو اور تمہاری مسجد بھی تقویٰ والی ہے۔ مسجد ضرار یعنی ضرر پہنچانے والی۔ ڈنگ مارنے والی، سانپ کی طرح ڈنگ مار کر زہر پہنچانے والی کیسے بنتی ہے۔ اگر اس کے بنانے والے یہ عقیدہ رکھیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تو علم غیب نہیں ہے۔ وہ تو شفاعت نہیں کر سکتے ان کی کوئی عزت



اور عظمت نہیں ہے یہ تو حیات نہیں ہیں۔ فوت ہو گئے ہیں، مٹی میں مل گئے ہیں، یہ مالک و مختار نہیں ہیں۔ یہ نور نہیں ہیں تو پھر تیرے دل میں نہ کوئی تقویٰ ہے نہ ہی تیری مسجد تقویٰ والی ہے بلکہ یہ مسجد ضرار بن جائے گی۔ مسجد اینٹوں، پتھر، مٹی، لوہا سمیت وغیرہ کا مجموعہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ تیرا عقیدہ ہے اگر تیرا عقیدہ صحیح ہے تو پھر یہ تیری مسجد بھی مسجد تقویٰ ہے، یہ مسجد ضرار نہیں بنے گی اور اگر عقیدہ غلط ہے تو مسجد بھی تقویٰ والی نہیں ہے بلکہ یہ مسجد ضرار ہے۔ منافق بھی یہی کہتے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں ہے۔ یہ شفاعت نہیں کر سکتے حالانکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز بھی پڑھتے تھے۔ روزے بھی رکھتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد بھی کرتے تھے۔ کافروں کو قتل بھی کرتے تھے۔ ان میں سے شہید بھی ہو جاتے تھے۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں رہنے والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں مرنے والے تھے لیکن جب شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکاری ہوئے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکاری ہوئے۔ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکاری ہوئے تو اب ان کو ابو جہل سے بھی زیادہ عذاب ہوگا حالانکہ یہ کلمہ کو ہوں گے۔ نمازی ہوں گے، روزے بھی رکھتے ہوں گے حج بھی کریں گے لیکن جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اور عظمت کے انکاری ہوئے تو ابو جہل سے بھی زیادہ عذاب کے مستحق ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر شان اور عظمت کو سمجھنے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی ایک بھی شان کے انکاری ہو جاؤ گے تو جہنمی ہو جاؤ گے۔ قادیانی آپ



سے زیادہ نمازیں پڑھتے ہیں آپ سے زیادہ زکوٰۃ دیتے ہیں آپ سے زیادہ محبت کرنے والے اور مفسار ہوتے ہیں آپ سے زیادہ اخلاق والے ہوتے ہیں۔ میں نے قادیانیوں سے بڑھ کر کوئی مفسار آدمی نہیں دیکھا پھر آپ نے ان کو کافر مرتد کیوں قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور بھی نبی آ سکتے ہیں۔ جب انہوں نے یہ کہا تو سب کچھ ختم ہو گیا نمازیں بھی گئیں۔ زکوٰۃ بھی گئی روزے بھی گئے مفساری بھی جاتی رہی۔ حضرات اگر اپنے آپ کو پہچانا چاہتے ہو تو اپنے اعمال کو پہچانا چاہتے ہو اپنی آخرت کو پہچانا چاہتے ہو تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اور عظمت کو مانو انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں ہم تو کچھ بھی نہیں ہیں قیامت کے روز تمام انبیاء علیہم السلام میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہوں گے اور شفاعت کی بھیک مانگیں گے۔ تمام انبیاء علیہم السلام خاموش ہوں گے میں ان کی طرف سے خطیب ہوں گا۔ وہ سب رک جائیں گے میں ان کا راہبر ہوں گا وہ میرے سہارے چلیں گے مجھے اس پر فخر نہیں ہے وہ میرے در پر جھولی پھیلائیں گے میں ان کا شفیع ہوں گا مجھے اس پر بھی فخر نہیں ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر فخر کیوں نہیں ہے فرمایا کہ فخر وہ کریں جن کا میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیاء علیہم السلام کا بھی شفیع ہے جو اس کا انکار کرتا ہے وہ کلمہ کے ساتھ، اپنی نمازوں کے ساتھ، روزے کے ساتھ، حج قربانی کے ساتھ، زکوٰۃ اور اعمال صالحہ کے ساتھ جہنم میں جائے گا۔ ابوجہل سے زیادہ اس کو عذاب آئے گا۔

اس لئے حضرات مسجد بناؤ ضرور بناؤ۔ بڑی وسیع بناؤ آپ کی اس مسجد کی تعمیر پر تخمینہ دو کروڑ روپے کا لگایا گیا ہے آپ اس سے بھی بڑی مسجد بناؤ لیکن دل میں ادب مصطفیٰ اور شان و عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاگزین کرو اور یہ شعر جلی حروف میں لکھ کر اپنی مسجد میں آویزاں کرو۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

”وہ“ میں ہر کوئی شامل ہے بڑا ہو کہ چھوٹا ہو۔ مرد ہو کہ عورت ہو۔ نیک ہو کہ بد ہو تمام جہنم میں جائیں گے اگر وہ یہ کہیں گے کہ ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے اعمال کافی ہیں وہ ہمیں جنت میں لے جائیں گے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور بہت بڑے اعمال کرنے والے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر جھولی پھیلائے کھڑے ہوں گے اور عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے تو جنت ملے گی تو پھر ہم کس باغ کی مولیٰ ہیں کس باغ کا تنکا ہیں مولیٰ تو آج کل بہت مہنگی ہے تنکا ہی کہا کریں۔ ہماری کیا حیثیت ہے ہماری کیا اوقات ہے۔ شاید آپ نے بھی یہ بات سنی ہوگی کہ پاکستان میں ایک بہت بڑے مولوی صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک کمی رہ گئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہید نہیں ہوئے تھے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی شہادت پیش کر کے وہ کمی دور کر دی ہے دو تین ماہ ہوئے ہیں کہ کسی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہہ

رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک کمی رہ گئی تھی جو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے پوری ہوئی ہے۔ فرمایا کہ سنو میری جوتی کے نیچے جو مٹی لگی ہوئی ہے اس کی قسم اللہ تعالیٰ اٹھاتے ہیں اس مٹی میں کوئی کمی نہیں ہے تو پھر مجھ میں کون سی کمی ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت میرا صدقہ اور خیرات ہے اور میری اجازت سے ہوئی ہے میں نے خود اس کو عطا فرمائی ہے۔ جو کچھ میری عطا سے ہوا ہے وہ میری کمی کس طرح پوری کر سکتا ہے۔ حضرات ان لوگوں سے بچ کر رہیں جو شانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام گھٹاتے ہیں۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے اپنی تصنیف میں لکھا ہے کہ ایک لڑکا تھا جو پنڈی کے کسی مدرسہ میں زیر تعلیم تھا۔ دینی تعلیم حاصل کر رہا تھا وہ کولڑہ شریف گیا۔ وہاں ان دنوں حضرت سرکارِ لالہ جی سجادہ نشین تھے انہوں نے پوچھا کہ بیٹا کیا کام کرتے ہو۔ عرض کیا کہ طالب علم ہوں۔ فلاں مدرسہ میں دینی تعلیم حاصل کر رہا ہوں فرمایا کہ جلدی کرو اپنا بستر اٹھاؤ یہاں تم برباد ہو جاؤ گے بدعتیہ ہو جاؤ گے تم ملتان شریف میں حضرت احمد سعید شاہ صاحب کاظمی کے مدرسہ میں جا کر داخل ہو جاؤ وہاں تم اچھے رہو گے۔ بیٹا سعادت مند تھا حکم کی تعمیل کی اور ملتان شریف پہنچ گیا۔ حضرت سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنی کہانی سنائی انہوں نے فرمایا کہ بیٹا تو بہت اچھا رہا جو یہاں آ گیا ہے۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب سرکار کولڑہ شریف والے بھی یہی فرماتے تھے کہ اچھے رہو گے۔ آپ بھی فرما رہے ہیں کہ اچھے رہو گے۔ میں یہاں کس طرح سے اچھا رہوں گا۔ قرآن ایک ہے احادیث کی کتب بھی وہی ہیں۔ طریقہ تعلیم بھی ایک



جیسا ہے۔ نصاب تعلیم بھی وہی ہے کورس بھی وہی ہے۔ تعلیم کا دورانیہ بھی وہی ہے وہی سند وہی سرٹیفکیٹ پھر میں یہاں کس طرح سے اچھا رہوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے بتانے سے تمہیں پتہ نہیں چلے گا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں از خود ہی بتا دیں گے۔ رات کو اس خوش نصیب سعادت مند بچے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت سے نوازا اور فرمایا کہ تم یہاں آگئے تو بہت اچھا ہوا تم یہاں اچھے رہو گے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلڑہ شریف والی سرکار حضرت لالہ جی سرکار نے بھی یہی فرمایا کہ ملتان چلے جاؤ اچھے رہو گے یہاں آیا تو حضرت سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نے بھی یہی فرمایا کہ یہاں تم اچھے رہو گے اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی فرما رہے ہیں کہ یہاں تم اچھے رہو گے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمائیں کہ میں یہاں کس طرح سے اچھا رہوں گا۔ فرمایا کہ پنڈی والے مدرسہ میں جہاں تم تعلیم حاصل کر رہے تھے وہاں میری شان میں نقص بیان کئے جاتے ہیں اور یہاں میری عظمت بیان کی جاتی ہے۔ یہ فرق ہے۔ قرآن ایک ہے لیکن قرآن کی تعلیم دینے والے میں فرق ہے۔ سورت فتح کی آیت نمبر 2 ہے۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ۔ ”نا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔“ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ترجمہ پڑھ لیں اور دوسرے فرقوں والوں کا کیا ہوا ترجمہ بھی پڑھ لیں۔ وہ ترجمہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تمہارے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیے ہیں۔ یعنی وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گنہگار بنائے



ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھلے گناہ بھی معاف اور جو گناہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ بھی کرنے ہیں وہ بھی معاف کر دئے ہیں۔ لیکن اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ کرتے ہیں کہ اے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور وسیلہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ غلام ہو پہلے گزر چکے ہیں اور جو بعد میں آنے والے ہیں ان سب کے گناہ معاف کر دئے ہیں۔ یہ عظمت ہے اور وہ نقص ہے۔ اللہ کرے کہ آپ کی اس مسجد سے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان ہو اور جو بھی کوئی نمازی آئے وہ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر واپس گھر جائے۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہمیشہ آباد رکھے اسے مسجد تقویٰ بنائے آپ کو بھی آباد اور شاد رکھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خواہ تمہاری پیشانی پر محراب ہو۔ داڑھی لمبی ہو۔ ٹوپی ہو اور خواہ خانہ کعبہ میں بیٹھے رہو تم میں تقویٰ نہیں آئے گا۔ تقویٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو ماننے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرنے سے ہی آتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب تقریب سنگ بنیاد جامع مسجد گلزار مدینہ

پک نمبر 258 رب لہماں پنڈ سمندری روڈ فیصل آباد

07-10-2011

## اہل سنت و جماعت کا تعارف

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَوَالِيْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ  
 الْعَالَمِيْنَ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ  
 وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ  
 وَعَلَى الْكَوَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ  
 قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ وَالْفَرْقَانِ الْحَمِيْدِ يَوْمَ تَبْيَضُ  
 وَجُوْةٌ وَتَسْوَدُ وَجُوْةٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اَسْوَدَتْ وَجُوْهُهُمْ اَكْفَرْتُمْ بَعْدَ  
 اِيْمَانِكُمْ فَلَنُوْقُوْا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ۝ وَالَّذِيْنَ اَبْيَضَتْ  
 وَجُوْهُهُمْ فَفِى رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۝ صَدَقَ اللّٰهُ وَصَدَقَ النَّبِيُّ  
 الْكَرِيْمُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان عالیشان ہے کہ جو بندہ مجھ پر ایک مرتبہ  
 درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر رحمتوں کے ستر دروازے کھول دیتا ہے۔ اور  
 اس بندے سے وہی بغض رکھے گا جس کے دل میں خفاق ہوگا۔ آج ہم یہ چاہتے ہیں  
 کہ ہر بندہ ہم سے محبت رکھے اور ہم سے کوئی بندہ بھی بغض نہ رکھے تو پھر ہمیں  
 چاہئے کہ درود شریف کو اپنا اور دو ٹیفہ بنا لیں۔

اگر کوئی اپنا بھلا چاہتا ہے  
 اسے چاہئے جسے خدا چاہتا ہے

درود ان پہ بھیجو سلام ان پہ بھیجو

یہی مومنوں سے خدا چاہتا ہے

محبت اور شوق کے ساتھ ایک مرتبہ درود شریف پڑھ لیں الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ  
 يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَعَلَى  
 الْكَوَاكِبِ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبِي لَعَلَّكَ تَرْضَى مَا نَعْمَدُكَ فِيهِ (سورۃ آل عمران آیت  
 نمبر ۷-۱۰۶) کی تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے فرمایا یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ  
 قِيَامَتِ كَیَوْمِ کَیَوْمٍ چہرے سفید ہوں گے چمکدار ہوں گے۔ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ اور کچھ  
 چہرے سیاہ اور کالے ہوں گے۔ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ  
 ایمَانِكُمْ حَتَّى تَكُونُوا كَالْعِزَّةِ كَالْجِبَالِ كَالْجِبَالِ كَالْجِبَالِ كَالْجِبَالِ  
 انکار کیا۔ تم نے کفر کیا جب کہ تم ایمان لائے تھے فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ  
 تَكْفُرُونَ تو اب عذاب چکھو اپنے کفر کے بدلے۔ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ  
 اور جن لوگوں کے چہرے سفید چمکدار ہوں گے، فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ تَجُودُونَ  
 رحمت میں ہوں گے هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ حضور نبی کریم  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ آیت مبارکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے  
 پڑھی تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ سے کیا مراد ہے۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر  
 درمنصور میں نقل فرماتے ہیں وہ تین اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال ہیں اور  
 احادیث مبارکہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهُ لَأَهْلِ السُّنَنِ کے چہرے چمکدار ہوں گے سفید ہوں گے وہ اہل سنت ہوں گے۔ اور وَتَسْوَدُّ وُجُوهُ اور جن کے چہرے سیاہ کالے ہوں گے وہ اہل بدعت ہوں گے۔ اسی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں فرمایا یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهُ لَأَهْلِ السُّنَنِ وَالْجَمَاعَةِ کے چہرے سفید چمکدار ہوں گے وہ اہل سنت و جماعت والے ہوں گے حدیث میں جس طرح سے آیا ہے کہ سنت پر بھی الف لام یعنی السُّنَنِ و الجماعت پر بھی الف لام یعنی وَالْجَمَاعَةِ ہے، دیوبندی اعتراض کر سکتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں اہل سنت و الجماعت کہ حدیث میں یہی الفاظ آئے ہیں تو ہم اپنے آپ کو والجماعت کہتے ہیں۔ اور تم سنی اپنے آپ کو جماعت کہتے ہو تو یہ کس طرح سے ہے تم تو حدیث شریف کے پیروکار نہیں ہو تم حدیث شریف کو ماننے والے نہیں ہو تم پر تو حدیث شریف صادق نہیں آتی ان کا یہ اعتراض اس طرح سے رد ہوتا ہے کہ حدیث شریف میں اہل السُّنَنِ وَالْجَمَاعَةِ آیا ہے۔ سنت پر بھی الف لام ہے جماعت پر بھی الف لام ہے۔ اگر آپ ہم پر یہ اعتراض کرتے ہیں تو پھر آپ اپنے آپ کو السُّنَنِ وَالْجَمَاعَةِ کہتے ہیں۔ آپ اپنے آپ کو سنت و الجماعت کیوں کہتے ہو۔ پتہ چلا کہ الف لام کا اضافہ اگر سنت پر نہیں ہوگا تو پھر جماعت پر بھی نہیں ہوگا۔ ہم اہل سنت و جماعت ہیں اور الحمد للہ ہمارا یہ مسلک برحق ہے۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جو تیسرا قول نقل فرماتے ہیں وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے کرتے ہیں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت مبارکہ



يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَهْلُ الْبِدْعَةِ وَالضَّلَالَةِ هُمْ فِي سَفَاةٍ وَمَقَاتِلٍ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاكِبُونَ  
وَالْجَمَاعَةُ فِي دَعْوَةِ اللَّهِ تَتَّبِعُونَ وَالْجَمَاعَةُ فِي دَعْوَةِ اللَّهِ تَتَّبِعُونَ وَالْجَمَاعَةُ فِي دَعْوَةِ اللَّهِ تَتَّبِعُونَ  
تَسْوَدُّ وُجُوهُ أَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالضَّلَالَةِ هُمْ فِي سَفَاةٍ وَمَقَاتِلٍ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاكِبُونَ  
والے ہیں اس سے پتہ چلا کہ مسلک برحق جو ہے وہ اہل سنت و جماعت ہے۔ یہ اپنی  
نئی بنائی بات نہیں ہے یہ ہم نے اپنے منہ سے نہیں بنائی بلکہ ہمارا جو لقب اہل سنت و  
جماعت ہے ہمارا مسلک ہے یہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان اقدس سے نکلا  
ہے۔ اور ایک روایت میں آتا ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کرام  
رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ جس عقیدہ پر جس مسلک پر آج ہم ہیں وہی اہل  
سنت و جماعت والے ہیں۔ یہ بتانے کا کیا مقصد تھا اَلْيَوْمَ كَالْفُظِّ جَوَاحِدِ مَبْرُكٍ  
میں آیا ہے اس کا مقصد یہ تھا، اے میرے صحابہ آج تو دنیا میں کوئی جاننے والا نہیں  
ہے۔ آج اہل سنت کہلوانے والا کوئی نہیں ہے جو میرا پیروکار ہے وہ صحابی کہلاتا  
ہے۔ لیکن کل یہی لوگ اہل سنت و جماعت مشہور ہوں گے۔ اسی نام سے پہچانے  
جائیں گے۔ اس سے متعلقہ احادیث مبارکہ تو بے شمار ہیں۔ ترمذی شریف میں اسے  
نقل کیا گیا ہے اور ترمذی میں اس کو حسن صحیح کہا گیا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ  
والسلام نے ارشاد فرمایا کہ یہودیوں کے اکہتر فرقے بنے یا ہتھتر فرقے بنے اور بے شک  
اس امت کے ہتھتر فرقے بنیں گے تمام کے تمام جہنم میں جائیں گے سوائے ایک فرقہ  
کے فرمایا کہ تمام کے تمام جہنم میں جائیں گے لیکن ایک مسلک ایسا ہے، ایک فرقہ ایسا  
ہے جو جہنم میں نہیں جائے گا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سا فرقہ ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ

فرقہ ایسا ہے کہ جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ وہ فرقہ جنتی ہے۔ اہل لیل و النحل کتاب میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نجات والا فرقہ اہل سنت و جماعت ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے پھر پوچھا کہ اہل سنت و جماعت والے کون ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ ایک بات یہاں سوچنے کی اور سمجھنے کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں نہیں فرمایا کہ قرآن تمہارے پاس موجود ہے جو اس کتاب لاریب قرآن مجید پر عمل کرے گا وہی جنتی ہے یا یہ کہ جو میری حدیث پر عمل کرے گا وہ جنتی ہے۔ قرآن برحق ہے۔ یہ اللہ کی کتاب ہے تمام کتب کی جامع ہے۔ اس پر عمل کرنے سے ہی بندہ مسلمان ہوتا ہے۔ قرآن مسلمان کے لئے احکام جاری کرتا ہے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جو قرآن کا عالم ہے، جو حدیث کو جاننے والا اور سمجھنے والا ہے وہ اہل سنت و جماعت ہے اور وہی جنت میں جائے گا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہیں وہ اہل سنت و جماعت ہیں اور وہی جنتی ہیں کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ تہتر فرقوں سے مراد یہ ہے کہ جو یہود و نصاریٰ کے بنے وہی ہمارے بھی بنیں گے۔ ایسی بات نہیں ہے بلکہ یہاں پر مراد یہ ہے کہ جو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کہنے والے ہوں گے۔ جو کلمہ کو ہوں گے، جو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرنے والے ہوں گے لیکن ان کا تعلق اہل سنت و جماعت سے نہیں ہوگا۔ ان کے عقائد میں ان کے اصول میں کسی نہ کسی قسم کا کوئی خلل واقع ہوگا۔ یہ میں مسلم شریف کے حوالہ سے بات کر رہا ہوں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ

تعالیٰ عنہم کا دور ہے اس دور میں معبد جگنی کہ یہ وہ پہلا شخص ہے کہ جس نے تقدیر کے مسئلہ پر بات کی تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بڑے پریشان ہوئے کہ اب کیا کیا جائے، اس کے مسئلہ کا کیا جواب دیا جائے، کس سے اس سے متعلق فتویٰ لیا جائے کہ قدر کے متعلق سوال کرنا ٹھیک ہے یا غلط ہے۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ جب کوئی کام ہوتا ہے تو جس طرح اس کے ہونے کے بعد ہمیں اس کے ہونے کا پتہ چل جاتا ہے ویسے ہی اللہ تعالیٰ کو بھی پتہ چل جاتا ہے وہ قدر یہ نظریہ والے تھے۔ حضرت یحییٰ بن یسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور خمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج پر گئے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دروازے سے اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا تو ہمارے ذہن میں فوری طور سے یہ مسئلہ آیا اور ہم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن پکڑ لیا اور ان سے عرض کیا کہ آپ اس مسئلہ کا حل ارشاد فرمائیں کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو قدر سے متعلق سوال کرتے ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وہ بھی ادا کرتے ہیں، وہ علم و تدبیر میں مشغول رہتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہی زیادہ علم والے ہیں لیکن وہ قدر سے متعلق سوال کرتے ہیں۔ آپ اپنا نظریہ بیان فرمائیں۔ آپ اس سے متعلق کیا فتویٰ جاری فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: مَا أَنَا بِرَبِّیْ مِنْظَرٍ مَّا کَانَ سَوَالُکَ رَنَ وَالْوَا ان قدر یوں سے جا کر کہہ دو کہ میں ان سے بری ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام اس وقت ایسا تھا کہ شرق و مغرب میں آپ کا فتویٰ چلتا تھا جب آپ نے یہ فرما دیا کہ میں تم سے بری ہوں اور فرمایا کہ اگر وہ سونے کا پہاڑ صدقہ کریں تو اس سے زیادہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ وہ قدر والے مسئلہ سے رجوع کریں۔ اس کو ترک کر دیں۔ میرا عقیدہ ان جیسا



نہیں ہے۔ میں ان کے طریقہ پر نہیں ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان اگر کوئی نئی بات پیدا ہوتی تو اس سے برأت یعنی کنارہ کشی اختیار فرماتے تھے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں۔ هُوَ سَمَّكُمُ الْمُسْلِمِينَ (الحج: ۷۸) ”اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔“ جب اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے تو پھر آپ کو اپنا الگ نام رکھنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ اپنے آپ کو حنفی کہلوانا یا بریلوی کہلوانا اس کی کیا ضرورت ہے۔ جو بہتر فرقے ہوں گے ان میں جو فروعی معاملات کے اختلافات ہوں گے اس وجہ سے الگ نام رکھنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

الگ فرقہ سے مراد کوئی فرقہ نہیں بلکہ فروعی معاملات کا اختلاف ہے۔ عقائد اور اصولوں کے اختلافات مراد ہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی یہ چاروں عقیدے کے اعتبار سے درست ہیں۔ اہل سنت و جماعت سے ان کا تعلق ہے۔ بات یہ ہو رہی تھی کہ هُوَ سَمَّكُمُ الْمُسْلِمِينَ جب تمہارا نام مسلمان ہے تو پھر حنفی، بریلوی کہلوانے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔ مَا كَانَ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَخْفُوا عَلَى مَا أَتَوْا عَلَيْهِ حَتَّى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ (آل عمران: ۱۷۹)

اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کر دے گندے کو ستھرے سے۔ ”اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حال پر نہیں چھوڑے گا جس پر وہ ہیں بلکہ پاک لوگوں کو خبیث لوگوں سے الگ کر دے گا۔ ان دونوں میں فرق پیدا کر دے گا۔ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منافقین کو ان کے نام لے لے کر مسجد سے نکال دیا اور فرمایا کہ تم ہماری مسجد میں نماز نہیں پڑھ سکتے ہو۔ پھر ان منافقین نے مسجد ضرار بنالی۔ اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعوت دی



کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد ضرار میں نماز ادا فرمائیں تاکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مسجد میں نماز ادا کرنے کی سنت بن جائے اور جو دور دراز رہنے والے مسلمان ہیں۔ نماز پنجگانہ کے لئے مسجد نبوی میں نہیں پہنچ سکتے وہ اسی مسجد میں ہی نماز ادا کر لیا کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتا دیا کہ یہ مسجد نہیں ہے بلکہ کفر کا اڈا ہے۔ کفر کا گڑھ ہے۔ گمراہی کا گڑھ ہے منافقین کا گڑھ ہے۔ یہ یہودیوں کی پالیسی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد میں نماز ادا نہ فرمائیں۔ دو احادیث مبارکہ ہیں حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ خیر دار ہو جاؤ کہ تم سے پہلے اہل کتاب بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور عنقریب یہ امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ان میں سے بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور وہ فرقہ ایک جماعت ہے۔ اس جماعت سے مراد اہل سنت و جماعت ہے۔ یہ دیوبندی اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہلاتے ہیں۔ الف لام کسی چیز کو خاص کرنے کے لئے آتا ہے۔ انہوں نے جماعت کو الجماعت کہہ کر خاص کر لیا لیکن سنت کے ساتھ الف لام لگا کر اسے خاص کیوں نہیں کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ابن ماجہ میں نقل کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئی اور میری امت بہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ تمام فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک فرقہ کے اور وہ جماعت سے وابستہ رہنے والے ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ مسلم ابن احمد کی حدیث شریف ہے کہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی دور ہو اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی۔

ترمذی شریف کی حدیث مبارکہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کا دستِ کرم جماعت پر ہے، جو شخص جماعت سے علیحدہ ہوا وہ دوزخ میں جائے گا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دین برحق پر قائم رہے گا جو اسے ذلیل کرنے کا ارادہ کرے گا یا اس کی مخالفت کرے گا تو وہ ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ اسی حالت پر رہیں گے۔ بخاری شریف کی حدیث مبارکہ ہے۔ حضرت ثعبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی امت کو گمراہ کرنے والے پیشواؤں سے ڈر ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ پر غور فرمائیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت کو گمراہ کرنے والے پیشواؤں سے ڈر ہے۔ لیکن میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر ہے اور وہی غالب رہے گا اس کو چھوڑنے والے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر یعنی قیامت واقع ہو جائے گی۔ ابن ماجہ کی حدیث شریف ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہ ہوگی جب تم اختلاف دیکھو تو بڑی جماعت کو لازم پکڑو۔ اسی طریقہ سے سوادِ اعظم کا ذکر آیا اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ جو جماعت سے علیحدہ ہوا وہ آگ میں داخل ہوگا۔ حضرت امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سوادِ اعظم یعنی بڑی جماعت سے مراد اہل

سنت و جماعت ہیں۔ شیخ محدث حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جماعت سے مراد اہل سنت و جماعت ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بڑی جماعت کی پیروی کرو جو مذاہب حقہ میں سے سوائے ان چار مذاہب فقہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کے باقی سب ختم ہو گئے لہذا ان کی اتباع و پیروی کرنا۔ سوا و اعظم کی ہی پیروی کرنا ہے اور ان سے باہر ہونا سوا و اعظم سے باہر ہونا ہے۔ یعنی جو کوئی حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی کی پیروی کرنا ہے وہ حق پر ہی ہے لیکن اگر اس کے عقیدہ میں خلل واقع ہے تو پھر وہ حق پر نہیں ہے۔ یہ دیکھئے! یہ ایک کتاب ہے اس میں دیوبندیوں کے بھی اقوال ہیں۔ دیوبندی حضرات بھی یہ کہتے ہیں کہ ہمیں پتہ چلا ہے کہ اہل سنت و جماعت ہی حق پر ہیں اور ہم یہی سنتے آئے ہیں۔ وہابیوں کے بھی اقوال ہیں۔ شیعوں کے بھی اقوال ہیں۔ اب اس بات کا پتہ لگانا ہے کہ اگر سنی نہیں ہے تو پھر کچھ بھی نہیں ہے۔ جو آیت مبارکہ میں نے تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ جَن لَوْكُوں كے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا کہ اَكْفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ کہ تم نے کفر کیا۔ بعد اس کے کہ تم ایمان لا چکے تھے۔ یہ قرآن مجید کے الفاظ ہیں ان پر غور کیجئے کہ وہ اہل علم لوگ ہوں گے۔ ایمان لا چکے تھے، کلمہ شریف لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ چکے تھے۔ نماز بھی پڑھتے تھے، روزے بھی رکھتے تھے، حج بھی کر لیا، زکوٰۃ بھی ادا کر دی، تمام احکام قرآن کو مان لیا۔ حادیث مبارکہ پر ایمان رکھ لیا لیکن تَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ جسے کہتے ہیں دل سے تصدیق نہ کی جو منافقین کا طریقہ ہے کہ جن کو تَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ نہیں



ہوتی۔ منافقین تصدیق زبان سے کرتے ہیں دل سے نہیں مانتے۔ جن لوگوں نے ایسا کیا ان سے یہ سوال ہوگا کہ تم نے ماننے کے باوجود بھی انکار کر دیا اور تم کفر میں چلے گئے بعد اس کے تم ایمان لا چکے تھے۔ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ اب تم اس کفر کے بدلے میں عذاب کا مزا چکھو۔ بخاری شریف جلد دوم، ص ۵۹۵، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے روز اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو پیاس لگی، نماز کا وقت بھی ہو رہا تھا کہ وضو کرتے اور نماز پڑھتے اور پانی نہیں تھا۔ اب دیکھنا ہے کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ کیا تھا۔ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي جِسْرٌ مِثْلُ مِثْرَةٍ أَوْ مِثْلُ مِثْرَةٍ، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ تھا صرف یہ بتانے کے لئے بخاری شریف کی بات کر رہا ہوں، میں ان لوگوں کی بات نہیں کر رہا ہوں۔

بنا عشق محمد کے جو پڑھتے ہیں بخاری

آتا ہے بخار ان کو بخاری نہیں آتی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن پانی نہیں تھا تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پیاس بھی لگی ہے۔ نماز پڑھنے کے لئے وضو بھی کرنا ہے لیکن پانی نہیں ہے۔ اب کیا کیا جائے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا شرک ہوتا تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ضرور یہ فرماتے کہ اے میرے صحابہ تم نے میرے پاس آ کر شرک کیا۔ تم نے تو نماز اللہ تعالیٰ کی پڑھنی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے پاس ہی جا کر پانی مانگو۔ میں نے تمہیں توحید کا راستہ بتا دیا ہے۔



قرآن کی آیات مبارکہ بتا دی ہیں، نماز پڑھنے کا طریقہ بتا دیا ہے، وضو کرنے کا طریقہ بتا دیا ہے جو کچھ مجھے بتایا گیا تھا وہ میں نے تم تک پہنچا دیا ہے۔ اب میرے پاس پانی لینے کے لئے آگئے ہو، کیا تمہیں پتہ نہیں ہے کہ پانی عطا کرنے والا کون ہے۔ اللہ ہی عطا کرنے والا ہے اس لئے تم صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگو اس سے ہی دعا کرو۔ اس کے سامنے التجا کرو۔ میرے پاس کیوں آئے ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری اس حاجت کے وقت میں ہماری حاجت روائی فرمائیں گے اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہ پتہ تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم مجھ سے امید لگا کر بیٹھے ہیں۔ میرے پاس آئے ہیں تو میرا رب بھی ان کو مجھ سے مایوس نہیں کرے گا۔ کہتے ہیں کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پانی سے وضو فرمایا تو وہ پانی بھی ختم ہو گیا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ہاتھ مبارک اس پیالے میں رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں مبارکہ سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے وضو بھی فرمایا اور اپنے مشکیزے بھی بھر لئے۔ خود بھی پانی پی لیا اور اپنے جانوروں کو بھی پانی پلا لیا۔ اب دیکھئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا کیسا عقیدہ تھا اور الحمد للہ ہم بھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے عقیدے پر عمل کرنے والے ہیں، ہم بھی سنی ہیں، ہم بھی یہی کرتے ہیں کہ جب کوئی مصیبت ہو یا کوئی حاجت ہو، جب کوئی پریشانی آجائے تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر آجائیں۔ ہمارا عقیدہ قرآن کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا

أَنفُسُهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفِرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوْ جَدُّوا اللَّهَ تَوَابًا  
 رَّحِيمًا (النساء: ۶۴) ”اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے  
 حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو اللہ کو  
 بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔“ اگر تم اپنی جانوں پر ظلم کر لو کوئی گناہ کر لو تو  
 بھر کہاں جاؤ۔ اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ میری بارگاہ میں آ جاؤ۔ قرآن فرماتا ہے کہ نبی  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر چلے جاؤ لیکن جس نے نہیں ماننا ہے اس نے کبھی بھی نہیں  
 ماننا ہے۔ خَسَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ۔ (البقرہ: ۷)  
 ”اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے۔“

اور قرآن مجید فرماتا ہے۔ إِنَّ شَرَّ الثَّوَابِ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا  
 يُؤْمِنُونَ (الأنفال: ۵۵) ”بے شک سب جانوروں میں سے بدتر اللہ کے نزدیک وہ  
 ہیں جنہوں نے کفر کیا اور ایمان نہیں لائے۔“ جانوروں میں سب سے بدتر وہ ہیں جو  
 کہ فہم و ادراک سے فارغ ہیں اور عقل نہیں رکھتے تو قرآن یہ فرماتا ہے کہ جب تم اپنی  
 جانوں پر ظلم کر لو کوئی گناہ کر لو تو کہاں آ جاؤ۔ جَاءُوكَ مُحِبِّينَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
 یہ تمہارے در پر آ جائیں کوئی محدث کوئی مفسر ایسا ہے کہ جو یہ ثابت کر دے کہ یہ آیت  
 مبارکہ منسوخ ہے۔ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات تھے اس وقت اس کا حکم  
 تھا اب یہ حکم نہیں ہے۔ کوئی یہ ثابت کر دے کہ اب اس آیت مبارکہ کا حکم جاری نہیں  
 ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے اس آیت مبارکہ کا حکم قیامت تک کیلئے باقی ہے۔ ارشاد فرمایا  
 کہ جب تم اپنی جانوں پر ظلم کر لو تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر آ جاؤ اور اے  
 محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ تمہارے در پر آ جائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ

سے ان کے گناہوں کی معافی چاہو تو اللہ تعالیٰ کو بخشے والا مہربان پائیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت طلب کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں کون سا صیغہ استعمال فرمایا تَوْبًا رَّحِيمًا۔ مبالغہ کا صیغہ ہے کہ بہت ہی زیادہ قبول کرنے والا۔ اب اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کرنے والا تو فرمادیا لیکن توبہ قبول نہیں کی جائے گی بلکہ فرمایا رَّحِيمًا مَّجِيدًا۔ مہربان بھی پاؤ گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا اس پر عقیدہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال شریف کے تین روز بعد ایک اعرابی آیا اور وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کرتا ہے کہ میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا سے رخصت ہوئے تین دن گزر چکے تھے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس اعرابی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار انور پر لے گئے تو وہ اعرابی عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے قرآن پڑھا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ہم تک پہنچایا ہے ہمیں پڑھایا ہے ہمیں اس کی تعلیم دی ہے میں نے اس میں یہ آیت مبارکہ پڑھی ہے کہ جب ہم گناہ کر لیں اپنی جان پر ظلم کر لیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہو جائیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہوں۔ قبر انور پر جانے والا کون ہے وہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس کو وہاں لے جانے والا کون ہے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو علم نبی کے شہر کے دروازے ہیں۔ نہ تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی سمجھا کہ وہ قبر پر جائیں گے تو شرک ہو جائے گا اور نہ ہی صحابی نے یہ سمجھا کہ قبر پر جانا تو شرک ہے وہ قبر انور پر حاضر ہو گئے اور عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے گناہ



ہو گیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پر حاضر ہو گیا ہوں۔ قبر انور سے آواز آئی کہ جاؤ اعرابی اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد وصال فرما گئے ان کے ذمہ بڑا قرضہ تھا۔ قرض خواہوں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے قرضے کا مطالبہ کر دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پریشان ہو گئے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ عرض کیا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے والد صاحب کے ذمہ بہت قرضہ ہے اور وہ وصال کر گئے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دلا سا دیا اور فرمایا کہ اپنی کھجوریں اکٹھی کرو۔ جب کھجوریں اکٹھی کر لی گئیں تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلا لو اور ان سے کہہ دو کہ وہ اپنا اپنا قرضہ وصول کر لیں قرض خواہ آتے گئے اور اپنے اپنے قرضہ کے مطابق کھجوریں لیتے گئے۔ تمام قرضہ ادا ہو گیا لیکن جو کھجوریں شروع میں موجود تھیں وہ ایسی کی ایسی ہی پڑی ہوئی ہیں۔ معلوم ہوا کہ سرکار مدینہ کے چاہنے سے بہت کچھ ہو جاتا ہے۔ صحابہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ جب کبھی کوئی پریشانی ہو، کوئی مصیبت ہو تو پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در اقدس پر ہی آنا چاہیے اور ہم الحمد للہ یہ شکر کرتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ بھی یہی ہے۔ ہم اہل سنت و جماعت ہیں ہمیں جب کبھی کوئی پریشانی آتی ہے تو ہم کہتے ہیں۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ اَنْظِرْ حَالِي نَلْحَقِيْبَ اللَّهِ اَسْمَعُ قَالَنَا

اَنْبِيْ فِيْ بَحْرِ غَمٍّ مُّغْرَضَةٌ بِدِيْ سَهْلَنَا اَثَقَالَنَا

جب کوئی پریشانی آتی ہے تو ہم عرض کرتے ہیں کہ اَذْرِ نَحْيِيْ يَا رَسُولَ اللَّهِ جب کوئی



پریشانی آتی ہے تو ہمارے بزرگ ہمیں بتاتے ہیں کہ درود شریف پڑھو تو انشاء اللہ ہر قسم کی پریشانی حل ہو جائے گی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے جو کچھ ملا وہ درود پاک سے ہی ملا، خواہ وہ دنیاوی ہے یا اخروی ہے۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ درود شریف جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ وہ آب کوثر کے پیالے بھر بھر کر پیئے تو اسے چاہیے کہ وہ درود پاک کی کثرت کرے اس سے پتہ چلا کہ ۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

جو سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن نہیں پکڑتا وہ کامیاب نہیں ہوتا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نجات پانے والا فرقہ اہل سنت و جماعت ہے، وہ سنی ہوں گے اور جو سنی نہیں ہو گا وہ کُلُّهُمْ فِي النَّارِ تمام کے تمام جہنم میں جائیں گے۔ سنیوں کو مبارک ہو۔ تفسیر جلالین میں لکھا ہوا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے نام یا کنیت سے نہ پکارو بلکہ یہ کہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا محبوب رب العالمین۔ ہم الحمد للہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کہتے ہیں اس لئے ہمارا عقیدہ وہی ہے جو مفسرین کا عقیدہ ہے۔ جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ ہے۔ مسلمان مجاہدین جنگوں میں نعرہ لگایا کرتے تھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو سیف اللہ کا لقب عطا ہوا تھا، حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو امین امت کا لقب عطا ہوا تھا وہ بھی نعرہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی لگاتے تھے جب بھی کبھی کوئی پریشانی آتی تھی تو وہ نعرہ لگاتے تھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بیداری کی حالت میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اے عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر تیار کرو کہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمہاری ضرورت ہے وہ اس وقت نغمے میں ہیں۔ کفار کے محاصرہ میں ہیں۔ اس وقت انہیں تمہاری ضرورت ہے۔ وہ رات کا وقت تھا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوپہر کے وقت محصور ہوئے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کو حکم فرما رہے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت مشکل میں ہیں۔ اے عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم جاؤ اور ان کی مدد کرو، معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب بھی ہے اور جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرماتے ہیں کہ جس پر میں اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہیں وہ فرقہ نجات والا ہے تو کیا اس سے علم غیب ثابت نہیں ہوتا تو پھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کو کیوں نہیں مانتے۔ ہاں یہ علم غیب تب مانتے اگر انہوں نے قرآن کو مانا ہوتا۔ قرآن مجید میں علم غیب کی تمام آیات مبارکہ موجود ہیں اگر ان آیات مبارکہ کو نہیں مانا ان کو سمجھا نہیں ہے تو پھر یہ احادیث مبارکہ کو کیسے مان لیتے۔ پتہ چلا کہ ان کا قولی۔ قولی یعنی زبانی، زبانی عقیدہ ہے کہ ہم صحابہ کو ماننے والے ہیں یہ صرف ان کی بات ہی نہیں ہے۔ وہابی حضرات بھی ہیں، شیعہ بھی موجود ہیں، مرزائی بھی ہیں، تمام موجود ہیں ان کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا، ان تمام سے الگ اور علیحدہ اہل سنت و جماعت کا ذکر کیا گیا ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے عقیدہ پر ہیں۔

جو جانتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بھی ہے اور جب ہمیں کوئی حاجت ہوگی تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری حاجت روائی بھی کریں گے۔ وہ جانتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے سب کچھ ممکن ہو جاتا ہے۔ کفار نے مطالبہ کیا تھا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کریں، کفار کو بھی علم تھا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو طاقت ہوتی ہے۔ اسے اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کیا ہوتا ہے جس وجہ سے وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ حبیب یمنی کا مطالبہ تھا اور اس نے یہ بھی کہا تھا کہ ایک اس کی ایسی خواہش ہے کہ وہ بھی پوری ہو جائے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے از خود ہی فرما دیا تھا کہ جاؤ تیری جو بچی معذور ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا عطا کر دی ہے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاند کے بھی دو ٹکڑے کر دیئے تھے یہ کفار کو بھی یقین تھا کہ نبی وہ ہوتا ہے کہ اس کو یہ طاقت حاصل ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر لے کر آتا ہے۔ یہ معجزات دیکھ کر وہ حبیب یمنی اور اس کے ساتھی سب مسلمان ہو گئے تھے۔ حبیب یمنی کی بیٹی بھی مسلمان ہو گئی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ ایک سفید نورانی چہرے والے بزرگ آئے اور میرے سر پر ہاتھ پھیر کر مجھے شفا یاب کر دیا اور مجھے مسلمان بھی کر دیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تو مکہ مکرمہ میں تھے وہ یمن کس طرح سے چلے گئے پتہ چلا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں جہاں جہاں چاہے جا سکتا ہے۔ قبر کے سوال برحق ہیں اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار قبر میں ہوگا اور سرکار سے متعلق بھی سوال ہوگا کہ مَا تَقُولُ فِي حَقِّ هَذِهِ الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



اس ہستی کے بارے میں تو کیا کہتا تھا۔ دنیا میں اربوں انسان ہیں ایک وقت میں کتنے افراد مرتے ہیں تو کیا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے ایک کے پاس پھر دوسرے کے پاس پھر تیسرے کے پاس، اس طرح سے باری باری جاتے ہیں۔ نہیں نہیں بلکہ ایک ہی وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قبر میں موجود ہوتے ہیں۔ پتہ چلا کہ آج بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں چاہیں جب چاہیں حاضر ہو سکتے ہیں۔ سنیو تمہیں مبارک ہو کہ تمہیں جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حاجت ہوتی ہے تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتے ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری دلداری فرما دیتے ہیں۔ جن لوگوں کا عقیدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں درست نہیں ہے ان کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی درست نہیں ہے۔ جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ بھی جھوٹ بولنے پر قادر ہے تو اسے کیا کہا جائے گا۔ پتہ چلا کہ ان کا عقیدہ تو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی درست نہیں ہے تو پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ان کا کیا عقیدہ ہو گا۔ صحابہ کرام سے متعلق ان کا کیا عقیدہ ہو گا، اولیاء اللہ سے متعلق ان کا عقیدہ کیا ہو گا، میں نے قرآن مجید اور احادیث کے حوالہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ بیان کیا ہے۔ پتہ چلا کہ جو ۔

بنا عشق نبی کے جو پڑھتے ہیں بخاری

آتا ہے بخار ان کو آتی نہیں بخاری

ان کو تو قرآن نہیں آتا پھر بخاری کس طرح سے آئے گی۔ قرآن ان کو کس طرح سے آئے گا، ان میں تو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں ہوا۔ کیوں نہیں ہوا کہ ان کے دلوں پر مہریں لگی ہوئی ہیں ان کے کانوں پر، ان کی آنکھوں پر مہریں



لگی ہوئی ہیں، ان کے دل کدوت سے بھرے ہوئے ہیں وہ اندھی تقلید کرتے ہیں اور اندھی تقلید کرنا کہ جو ہمارے پیشوانے کہہ دیا اسی کو ہی ماننا منافقین کا طریقہ ہے اور منافقین کُلُّهُمْ فِي الْعَذَابِ دَرَجَاتٍ میں جائیں گے۔ اور قرآن فرماتا ہے۔  
 إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (۱۷۱) ”بے شک منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہیں۔“ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ ہوتا ہے وہ دوزخ کے نچلے درجہ میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان گستاخوں سے ہر دم محفوظ فرمائے اور ہم تو مرتے دم تک بلکہ قیامت تک ہیں کہیں گے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

ہم تو قیامت کے روز بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلام پڑھیں گے ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا خوانی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ ہم نے سنا اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اگر اس میں کچھ غلطی اور کوتاہی ہوئی تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے اور جو صحیح باتیں بیان ہوئیں وہ بزرگوں کی عنایت اور اللہ تعالیٰ کا کرم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عقیدہ اہل سنت و جماعت پر کار بند فرمائے۔ آمین سوال: جو نیک سنی ہوں گے وہ تو جنت میں جائیں گے لیکن جو گنہگار سنی ہوں گے ان کا کیا بنے گا؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو اپنے اعمال کی سزا بھگت کر جنت میں جائیں گے۔ ایسے جو لوگ ہوں گے وہ صحیح اہل سنت و جماعت والے ہی ہوں گے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس نے

اہل سنت و جماعت کا لیبل لگا لیا وہ جنتی نہیں ہو گیا بلکہ اس کو قرآن مجید اور احادیث کے تمام احکامات پر عمل بھی کرنا ہو گا ورنہ اسے سزا ملے گی اور اپنی سزا بھگت کر وہ جنت میں جائے گا۔ ایک اُمت، اُمت دعوت ہوتی ہے اور ایک اُمت اجابت ہوتی ہے۔ اُمت دعوت وہ ہے کہ تمام کو دعوت اسلام ہے خواہ وہ یہودی ہے، نصرانی ہے کہ عیسائی ہے، مسلمان ہے۔ خواہ کچھ بھی ہے کہ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں اور اُمت اجابت وہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والی ہے۔ کلمہ شریف پڑھنے والی ہے۔ جس کے ذمہ کوئی صغیرہ کبیرہ گناہ ہو گا وہ اس کی سزا بھگت کر جنت میں جائے گا۔ یہ اسی اہل سنت و جماعت کے بارے میں ہے کیونکہ جو باقی بہتر فرقے ہوں گے وہ تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں ہی رہیں گے اور جو جنت میں جائیں گے وہ ہمیشہ کے لئے پھر جنت میں ہی رہیں گے۔ ہاں اگر اللہ کا کرم ہو گا تو کچھ لوگ بغیر حساب کتاب کے بھی جنت میں جائیں گے۔ اعمال کی بنا پر کوئی جنت میں نہیں جائے گا کیونکہ ہمارے جو اعمال ہیں وہ ہم جانتے ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ۔

خطاب حضرت علامہ محمد وقاص رضا عطاری

برہائش حاجی حمید شاد صاحب

3-11-2011

## اللہ کا فضل اور رحمت ملے تو خوشی مناؤ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَوَالِيهِمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
 الْعَالَمِينَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
 وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ  
 وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ  
 قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ وَالْفَرَقَانِ الْحَمِيْدِ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ  
 وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ اللّٰهُ  
 وَصَدَقَ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ ۝

احباب ذی وقار بڑی محبت کے ساتھ درود و سلام پڑھئے۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ  
 يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ. الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَحْمَةً الْعَالَمِينَ  
 وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ يَا شَفِيعَ الْمُذْنِبِينَ.

عرض ہے کہ میں نے سورت یونس کی آیت نمبر 58 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا  
 ہے اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ  
 صلی اللہ علیہ وسلم اعلان فرمادو قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ تَمَّ كُوْمِرَافَضْلُ طے وَبِرَحْمَتِهِ  
 اور میری رحمت ملے۔ میری رحمت اور فضل ملنے پر فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا کو چاہئے  
 کہ یہ خوشی منائیں۔ فضل ملے تو خوشی مناؤ۔ رحمت ملے تو خوشی مناؤ اور یہ خوشیاں منانا



هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ نیا و جہاں کی دھن دولت کو اکٹھا کرنے کی نسبت زیادہ بہتر ہے۔ دنیاوی طور سے دیکھیں کہ اگر کوئی طالب علم اپنے امتحان میں کامیاب ہو جائے یہ ایک بڑی اچھی بات ہے تو پھر یہ ایک خوشی کی بات ہے کہ نہیں ہے۔ کسی کو اللہ تعالیٰ بیٹا عطا فرمادے تو یہ خوشی کی بات ہے۔ کوئی اور ایسی نعمت ملے تو خوشی مناتے ہیں۔ بیٹے کا عطا ہونا بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ امتحان میں کامیاب ہونا بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے تو جب اللہ کا فضل ملے تو حکم ہے کہ خوشیاں مناؤ اور جب اللہ تعالیٰ کا پیارا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لے آئے جو سب سے بڑا فضل اور رحمت ہے تو پھر خوشیاں کیوں نہ منائی جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب میرا فضل ملے تو خوشیاں مناؤ۔ یا اللہ تیرا فضل تو بے حد و بے حساب ہے یا اللہ تیرا فضل کون کون سی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ (البقرہ ۶۴) ”اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم گھانا پانے والوں میں ہو جاتے۔“ اور ایک دوسری جگہ پر فرمایا۔ وَلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَا تَبْغُتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا (النساء ۸۴) ”اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیچھے لگ جاتے مگر تھوڑے“ اے لوگوں تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو سب شیطان کے پیروکار بن جاتے مگر تم میں سے تھوڑے بچتے۔ حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ فضل سے مراد ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ ہے۔ اب فضل پر ایک آیت کریمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا دَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِآذَنِهِ



وَمَرْجَا مُنِيرٌ (الاحزاب ۴۶-۴۵) ”اے غیب کی خبریں بتانے والے بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضرناظر اور خوش خبری دیتا اور ڈر سنا تا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چکا دینے والا آفتاب۔“ یٰٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ اے غیب کی خبریں دینے والے حبیب پیارے علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ہمارے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے۔ اس کا ترجمہ دیوبندیوں نے بھی کیا ہے وہابیوں نے بھی کیا ہے پرویزیوں نے ترجمہ کیا ہے مرزائیوں نے ترجمہ کیا ہے ان تمام نے جو ترجمہ کیا ہے نذیر احمد دہلوی کا ترجمہ دیکھو ان سب نے یٰٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ ترجمہ ہی کیا ہے کہ اے نبی۔ اب بتائیے کہ انہوں نے یہ ایسا ترجمہ کیوں کیا ہے۔ سارا قرآن عربی زبان میں ہے جب قرآن مجید کا ترجمہ کریں گے تو اس کے ہر ایک حرف کا ترجمہ کرنا ضروری ہے۔ سارے قرآن مجید کا ترجمہ انہوں نے کیا لیکن جب حرف ”نبی“ آیا تو اس کا ترجمہ نہیں کیا بلکہ صرف نبی کہہ کر آگے چل دئے سورت احزاب کی آیت ۴۵ کا ترجمہ دیکھ لیں انہوں نے لفظ ”نبی“ کا ترجمہ نہیں کیا ہے۔ کیوں نہیں کیا کہ اس سے عقیدہ اہل سنت و جماعت ظاہر ہوتا تھا۔ آپ لغت اٹھا کر دیکھیں کہ نبی کہتے ہی اس کو ہیں کہ جو غائب کی خبریں دینے والا ہو۔ نبی ہوتا ہے۔ ”غیب کی خبریں دینے والا“ تو انہوں نے نبی کا ترجمہ ہی نہ کیا کہ بات کول مول ہی رہ جائے اور ہمارا عقیدہ ظاہر ہی نہ ہو۔ میرے دوستو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ اللَّهِ فَضْلًا كَثِيرًا (الاحزاب ۴۷) ”ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے۔“ فرمایا کہ اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم نے تمہیں حاضرناظر بنا کر بھیجا۔ ہم نے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کو خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کا چمکتا دمکتا سورج بنا کر بھیجا۔ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مومنوں کو بشارت دے دو کہ تمہارا شاہد بن کر آنا، تمہارا بشارت دینے والا بن کر آنا اور اللہ کا ڈر سنانے والا بن کر آنا اور اللہ کی طرف بلانے والا چمکتا دمکتا آفتاب بن کر آنا یہ اللہ کی طرف سے تم پر ایک بہت بڑا فضل ہے۔ اگر کوئی چھوٹا فضل ملے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خوشی مناؤ اور جب اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں مل جائے تو پھر ہم کیوں نہ خوب زور شور سے خوشیاں منائیں جب اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں مل جائے تو ہم کیوں نہ دل کھول کر خوشیاں منائیں۔ یا اللہ تیری رحمت تو بے حد و بے حساب ہے یا اللہ تیری کون کون سی رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ (التوبہ: ۶۱) ”اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں۔“ میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مومنوں کے لئے رحمت بن کر آیا ہے۔ اور دوسری جگہ پر فرمایا۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء: ۱۰۷) ”اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔“

میرے آقا ہیں محبوب رب جلیل  
وہ خدا کی عدالت میں سب کے وکیل  
ہیں وہی سب سے زیادہ حسین و جمیل  
جن کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل

۴ ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی ۴

۴ سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ۴

۴ سب سے بالا و والا ہمارا نبی ۴

قرآن مجید کی ان چار آیات مبارکہ سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کا فضل ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت جب ہمیں ملتی ہے تو ہم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد منا کر خوشی کرتے ہیں تو دراصل ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ میلاد کہاں لکھا ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے۔ سورت یونس آیت نمبر 58 پڑھ کر دیکھو کہ جو آیت مبارکہ میں نے تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے کہ جب تمہیں اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت ملے تو خوشیاں مناؤ۔ خوشیاں منانے کا طریقہ بیان نہیں فرمایا ہے۔ اس لئے جس طرح سے تمہارا دل چاہے تم خوشیاں مناؤ۔ جھنڈیاں لگاؤ خواہ روشنی کی لڑیاں لگاؤ۔ جب اللہ اور اس کے رسول نے تمہیں روکا نہیں ہے تو پھر یہ روکنے والے لوگ کون ہوتے ہیں ان کے جھانسنے میں نہ آؤ۔ میرا عرض کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کتنی برکت والی چیز ہے آپ دیکھیں کہ اگر درخت کو پانی نہ دیں تو وہ درخت سوکھ جاتا ہے اور اگر اسے پانی ملتا رہے تو وہ درخت سرسبز و شاداب رہتا ہے۔ میں بھی آپ کو پانی ہی دے رہا ہوں۔ آپ نے علماء کرام سے حدیث شریف سنی ہوگی۔ پہلے میں یہ عرض کر دوں کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ میلاد منانے کا کوئی جواز نہیں ہے کوئی ثبوت نہیں ہے یہ آپ نے کہاں سے لے لیا



ہے۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ ہم بھی احادیث مبارکہ کو پڑھتے ہیں اور یہ معترض بھی احادیث مبارکہ کو پڑھتے ہیں یہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں لیکن یہ احادیث مبارکہ کو پڑھتے نہیں ہیں۔ اگر پڑھتے بھی ہیں تو جہاں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان والی احادیث مبارکہ آتی ہیں تو یہ وہاں اپنی آنکھوں کو بند کر لیتے ہیں بلکہ اپنے دلوں کو بھی بند کر لیتے ہیں۔ ترمذی شریف میں حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عنوان قائم کیا باب مَا جَاءَ نَبِيَّ مِيلَادِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيَّ كَرِيمٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے میلاد کا باب۔ یہ کہتے ہیں کہ میلاد کہاں لکھا ہے اس عنوان کے تحت حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث شریف نقل فرمائی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عباس بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اے عباس آپ بڑے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عمر میں بڑے ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں۔ لیکن میں پہلے پیدا ہو گیا تھا یہ دیکھو کہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کا ادب کتنا ہے۔ حضرت مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ بڑا عالم وہ ہے کہ جو حدیث شریف کو پڑھ کر اس سے یہ بتائے کہ اس حدیث سے فلاں مسئلہ بھی حل ہوتا ہے فلاں مسئلہ کا بھی حل ملتا ہے۔ یہ مسئلہ بھی معلوم ہو جاتا ہے اگرچہ میں عالم نہیں ہوں علماء کے جوتے اٹھانے والا ہوں لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میلاد کہاں سے ثابت ہے یہ سنیوں کی اختراع نہیں ہے بلکہ یہ اس حدیث شریف سے ثابت ہے کہ عنوان ہی یہ بتا رہا ہے کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم



ہے اور محدثین کا بھی عقیدہ یہی ہے۔ دوسری بات یہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کا اتنا ادب کرتے تھے کہ عمر میں بڑے ہونے کے باوجود بھی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا کہ بڑے تو اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں لیکن میں پہلے پیدا ہو گیا تھا۔ تیسری بات یہ ثابت ہوئی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد شریف کا تذکرہ کرتے رہتے تھے۔ تم بڑے ہو کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے ہیں اس لئے ذکر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث شریف سے ثابت ہے۔ صحیح بخاری شریف میں حدیث شریف موجود ہے اور عبد اللہ بن عبد الوہاب نجدی نے بھی اس حدیث شریف کو نقل کیا ہے۔ اس نے بھی سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم لکھی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چچا ابو لہب۔ ابو لہب کے معنی شعلوں والے کا باپ ابو لہب اتنا سرخ و سفید اور چمکتا و ملتا تھا کہ جیسے شعلے چمکتے دیکھتے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن کی آیت مبارکہ نازل ہوئی فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ اِلَّا قَرَبَيْنِ (اشعراء ۲۱۴) ”اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ“۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے اپنے خاندان اور کنبہ والوں کو اکٹھا کیا۔ پہلے خویش بعد درویش حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیال فرمایا کہ تبلیغ اپنے گھر والوں سے شروع کرنی چاہئے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اپنے خاندان والوں کو بلایا ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو لہب بھی آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اللہ تعالیٰ کی توحید کا بیان سنایا کہ صرف ایک اللہ کو مانو، بت پرستی

چھوڑ دو، ایک اللہ کی عبادت کرو جو ساری کائنات کو پیدا کرنے والا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے خاندان والو، اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے تم مجھ پر ایمان لاؤ۔ ابولہب نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں، نقل کفر، کفر نہ باشد اللہ تعالیٰ معافی دے، کیا تو نے ہمیں اس لئے بلایا تھا کہ ہم تجھ کو مان جائیں۔ تجھ کو رسول اور نبی مانیں۔ ابولہب نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گستاخی کی اور کہا نعوذ باللہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام سے صرف اس وجہ سے بھی ممتاز ہے کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام میں سے اگر کوئی امتی کسی نبی کی گستاخی کرتا تھا تو اللہ اسے خود جواب نہیں دیتا تھا لیکن ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی شان و عظمت ہے کہ اگر کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی بے ادبی اور گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دینا۔ تیری طرف سے میں تیرا رب موجود ہوں۔ ابولہب نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں ایک گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک پوری سورت ابی لہب اس کی مذمت میں نازل فرمادی فرمایا ”بتاہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ بتاہ ہو ہی گیا۔ اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا۔ اب دھنستا ہے پیٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کی جورو لکڑوں کا گتھاسر پر اٹھاتی اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا“ فرمایا کہ اے ابولہب بے ایمان میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ کیوں ٹوٹیں تیرے

ہاتھ ہی ٹوٹیں۔ تو جہنم میں جائے تیرا مال کسی کام نہ آئے، تیری بیوی تیری اولاد تیرے کسی کام نہ آئے۔ دیکھو کہ ابولہب نے ایک گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو کتنی سنائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر اللہ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں کوئی گستاخی کرے تو اس کو جواب دینا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اب جو حدیث شریف میں عرض کرنے والا ہوں یہ صحیح بخاری میں موجود ہے۔ حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئی اور ابولہب سے کہا کہ آپ کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بھتیجا عطا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کود میں بیٹا عطا کیا ہے۔ اس نے آ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشخبری سنائی۔ ابولہب نے اپنے یتیم بھتیجے کی ولادت کی خوشی سنی تو اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اے ثویبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تو نے مجھے یہ خوشخبری سنائی ہے تو میں اسی خوشی میں تمہیں آزاد کرتا ہوں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت پیر کے روز ہوئی جو دنوں کا بھی پیر ہے۔ جمعہ کا دن مومنوں کے لئے عید کا دن ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمام دنوں کا سردار دن جمعہ کا ہے لیکن پیر کا روز جمعہ کا بھی سردار دن ہے۔ پیر کے روز ہی حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور پیر کے روز ہی امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لائے۔ ابولہب نے پیر کے روز ہی حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کیا۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ لوٹ ی آزاد ہوگئی اور پھر ایک عرصہ گزر گیا اور ابولہب فوت ہو گیا۔ اس کے مرنے کے بعد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت



عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے کہنے لگا کہ تم سے جدا ہو کر مجھے خیر نہیں ملی۔ عذاب میں مبتلا ہوں ہر طرف سے آگ مجھ پر مسلط ہے اور اس میں زنجیروں میں جھکڑا ہوا ہوں لیکن جب پیر کا دن آتا ہے تو میری اس شہادت کی انگلی سے سفید رنگ کا پانی یا شہد کی رطوبت نکلتی رہتی ہے تو میں اس کو چوس لیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ چوبیس گھنٹے کے لئے مجھے عذاب نہیں دیتا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ اے ابولہب تم پر یہ کرم کس وجہ سے ہوتا ہے کہنے لگا کہ پیر کے روز میں نے اپنی لوٹری ٹویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کیا تھا۔ میرے دوستو حدیث شریف تو یہاں ختم ہے لیکن اس حدیث شریف کو نقل کرنے کے بعد علامہ بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری شرح بخاری جلد دوم ص 95 پر لکھا کہ ابولہب تو بے ایمان تھا وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گستاخ تھا لیکن ہم تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام ہیں۔ وہ تو دشمن تھا لیکن ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ان کے امتی مسلمان ہیں اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر خوشی نہیں کی تھی اس نے تو یتیم بھتیجا سمجھ کر حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا بیٹا سمجھ کر خوشی منائی تھی لیکن ہم تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر خوشی مناتے ہیں حضرت علامہ بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بے ایمان خوشی منائے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے خالی نہیں جاتا تو محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے اور سچے غلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلا دپر خوشیاں منائیں تو خدا کی قسم ہم بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے خالی نہیں لوٹ سکتے ہیں۔ جب



حضرت آدم علیہ السلام کی آنکھ کھلی تھی تو آپ نے عرش کے پایہ پر یہ لکھا دیکھا تھا کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ آپ نے یہ خیال فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ جس کا نام جوڑ کر لکھا ہے وہ کوئی معمولی ہستی نہیں ہیں اس نام والا بھی بڑی شان والا ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام یہ نام والا بڑی شان والا میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو نہ میں زمین بناتا اور نہ ہی آسمان بناتا۔ نہ عرش بناتا یہ فرش بناتا نہ جنت بناتا نہ دوزخ بناتا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ اے آدم علیہ السلام میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔ پھر جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے اسی نام کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کو قبول فرمایا۔ لہذا اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ ہمارے جدا مجد ہمارے سب کے ابا جان حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ وسیلہ کوئی چیز نہیں ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ وسیلہ پکڑو گے تو بات بنے گی حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ہی قبول ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواری اللہ تعالیٰ عنہا کی توبہ میدان عرفات یعنی پہچان کی جگہ کہ جہاں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواری اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک دوسرے کو تین سو سال کے بعد پہچانا تو اس جگہ کا نام ہی میدان عرفات ہو گیا۔ اور جس دن پہچانا اس دن کا نام ہی یوم عرفہ ہو گیا۔ ارشاد فرمایا کہ اے پیارے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نوذوالحجہ عرفہ کے دن جہاں تمہاری توبہ قبول ہوئی ہے اس جگہ پر جو بھی کوئی تیری اولاد میں سے

آ کر میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے جو بھی دعا مانگے گا میں سب کی دعا کو قبول کر لوں گا۔ زرقانی میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ اے آدم علیہ السلام آج تو نے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے اپنی توبہ کے لئے دعا مانگی ہے اگر تو آج زمین و آسمان کے سب رہنے والوں کے لئے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا مانگ لیتا تو میں سب کی توبہ قبول کر لیتا۔

کشتی نوح میں نارنرود میں بطن مابی میں یونس کی فریاد پر

سب کے کانوں میں ہے نام محمد صلی علی ہر جگہ، ہر مصیبت میں کام آ گیا

فرمایا وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ (المائدہ ۳۵) ”اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔“ اگر اللہ تک پہنچنا ہے تو کسی اللہ والے کا وسیلہ پکڑو اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید کو سمجھنے اور سمجھانے کی توفیق عطا فرمائے اور سن سنا کر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ والوں کے ہاتھوں میں ہاتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک اعتراض یہ بھی لوگ کرتے ہیں کہ جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابولہب کو خواب میں دیکھا تھا اس وقت حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہی نہ ہوئے تھے وہ ابھی کافر ہی تھے اور کافر کا خواب معتبر نہیں ہوتا۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ایمان لا چکے تھے مسلمان ہو چکے تھے لیکن انہوں نے اپنا ایمان ظاہر نہیں کیا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ بدر میں شامل تھے اور ابولہب جنگ بدر کے ایک سال بعد فوت ہوا ہے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ بدر میں قید ہوئے اور آپ نے اسلام قبول کر لیا

اور ایمان لے آئے یہ ایک علیحدہ مضمون ہے بات لمبی ہو جائے گی سچ پوچھو کہ ایک روز حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعت پڑھ کر سناؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چچا جان ضرور سنائیے۔ معلوم ہوا کہ نعت سننا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے اور نعت سننا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے۔ اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب میں اس نعت کو عربی زبان میں نقل کیا ہے۔ اس کا ترجمہ یوں ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو نمرود نے آگ میں ڈالا تھا اور آگ نے آپ کو نہیں جلایا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی پشت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک جلوہ گر تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر سچ پوچھیں تو میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس دن سے ہی ایمان لا چکا ہوں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پنگھوڑے میں ہی لیٹے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن کا زمانہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پنگھوڑے میں لیٹے ہوئے تھے اور میں نے دیکھا کہ چاند کبھی کوہ صفا کی طرف چلا جاتا ہے اور کبھی کوہ مروا کی طرف چلا جاتا ہے۔ میں حیران ہو گیا کہ چاند کو کیا ہو رہا ہے لیکن جب میری نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئی تو سارا مسئلہ ہی سمجھ میں آ گیا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی جس طرف کواٹھ جاتی تھی چاند اسی طرف ہی چلا جاتا تھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو اس وقت سے ہی ایمان لا چکا ہوں۔ میرے دوستو یہ یاد رکھنا کہ میرے آقا



علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی مٹی سے نہیں کھیلتے تھے۔ ہم مٹی سے بنے ہیں ہمارے بچے مٹی کے ہیں اور مٹی کی بنی ہوئی چیزوں سے ہی کھیلتے ہیں لیکن میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی مٹی سے نہیں کھیلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھیلے ہیں تو کبھی سورج سے اور کبھی چاند سے کھیلے ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کھیلتے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لئے  
کیونکہ خود سراپا نور ہیں اور وہ کھلونا نور کا  
چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں  
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا  
آقا تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا  
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا  
آقا میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا  
نور دن دونا تیرا دے ڈال صدقہ نور کا

تحقیق یہ ہے کہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابولہب کے مرنے سے ایک سال پہلے ظاہری ایمان لا چکے تھے لیکن حقیقتاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن سے ہی ایمان لا چکے تھے۔ بالفرض اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ خواب آنے کے وقت تک حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافر ہی تھے تو پھر بھی کیا ہوا تحقیق تو میں نے عرض کر دی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب خواب دیکھا اس وقت اگر وہ کافر تھے تو یہ یاد رکھو کہ خواہ کوئی کافر ہو یا مومن لیکن پہلے میں یہ عرض کر دوں کہ ہو سکتا ہے کہ ابولہب نے جھوٹ بولا ہو کیونکہ وہ تو بے ایمان تھا۔



حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق تو تم اختلاف کرتے ہو کہ وہ مسلمان تھے کہ نہیں تھے لیکن ابولہب تو کافر تھا اور بے ایمان تھا اور اس نے جھوٹ بولا ہو کہ میری انگلی سے شہد نکلتا ہے۔ اگر دل میں منافقت ہو اگر دل میں بغض ہو تو پھر اعتراضات کے علاوہ کوئی چیز نہیں سوچتی اور اگر دل میں محبت ہو تو پھر اعتراضات آتے ہی نہیں ہیں۔ یہ یاد رکھو کہ کوئی کافر ہو یا مومن وہ دنیا میں تو جھوٹ بول سکتا ہے لیکن جب قبر میں چلا جاتا ہے تو نہ کافر ہی جھوٹ بول سکتا ہے اور نہ ہی مومن جھوٹ بول سکتا ہے۔ اس کی دلیل میں عرض کرنا ہوں کہ قبر میں سوال جواب ہوں گے۔ قبر میں مومن ایمان والا بھی جائے گا اور کافر بھی جائے گا۔ نکیرین آئیں گے اور سوال کریں گے مَنْ دُبَّكَ تِیْرَابِ کون ہے مَا دِیْنُکَ تِیْرَا دین کیا ہے۔ مَا تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس بستی کے بارے میں تو دنیا میں کیا کہتا تھا جو کافر ہو گا وہ کہے گا کہ میں تو ان کو نہیں جانتا۔ لَا اَدْرِیْ۔ لَا اَدْرِیْ تو وہ فرشتے اس کافر کی بات کو سچا سمجھتے ہیں کہ جھوٹ سمجھتے ہیں۔ وہ اسے سچا سمجھتے ہیں۔ کہ یہ سچ ہی کہہ رہا ہے کہ یہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں جانتا فرشتے اس کے بیان کو سچا سمجھ کر اس کی قبر میں جہنم کی کھڑکی کھول دیتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اختیار الاخیار میں لکھا ہے کہ دوسرے مسائل پر علماء کا اختلاف رہا ہے لیکن حاضر و ناظر ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر کسی کو کبھی کوئی اعتراض نہیں رہا ہے جو حاضر و ناظر کے مسئلہ پر بحث کرنے والی قوم ہے یہ بعد کی پیداوار ہے۔ فرمایا کہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہر امتی کو جانتے بھی ہیں پہچانتے بھی ہیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر قبر میں تشریف لاتے ہیں۔ ابو جہل اور ابولہب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں موجود تھے کہ نہیں۔ انہوں نے اپنے سر کی آنکھوں سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تھا کہ نہیں۔ لیکن قبر میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچانتے کیوں نہیں۔ ہم نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری زیارت نہیں کی ہے۔ قیامت تک جو محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے غلام ہیں وہ اہل سنت و جماعت ہی ہوں گے اور اللہ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام قیامت تک آئیں گے جنہوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری زیارت نہیں کی ہوگی لیکن وہ قبر میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچان سکیں گے کہ نہیں۔ وہ یقیناً پہچانیں گے کیونکہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان کا ذریعہ سر کی آنکھیں نہیں ہیں بلکہ نور ایمان ہے اور ابو جہل اور ابولہب نور ایمان سے خالی تھے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائیں گے تو کہیں گے۔

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گروں  
جب فرشتے مجھ سے پوچھیں تو میں ان سے یوں کہوں  
کہ میں پائے مصطفیٰ سے اے فرشتو کیوں اٹھوں  
ارے مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دربار کے واسطے

مسلم شریف میں یہ حدیث موجود ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیر کے روز روزہ رکھتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے۔ ہم

سال بعد میلاد منائیں تو لوگوں کو در داٹھتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سوموار کو روزہ رکھتے ہیں فرمایا کہ اس روز میرا میلاد ہوا تھا میری ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سوموار کو اپنا میلاد مناتے ہیں ہم تو سال بعد میلاد مناتے ہیں پھر بھی شرک اور بدعت کے فتوے لگتے ہیں معلوم ہوا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد منانا سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اَلْهَادِیْ لِلسَّعَادِیْ عنوان قائم کیا الحسن المقصد بالعمل المولد اور اس کے تحت اس حدیث شریف کو نقل کیا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مدنی دور میں مدینہ منورہ میں اپنے میلاد کی خوشی میں فقراء کو بکرے ذبح کر کے کھلایا کرتے تھے۔ جو اعتراض کرنے والے ہیں۔ انہوں نے تو اعتراض ہی کرتے رہتا ہے اور ہم نے انشاء اللہ ان کے جواب دے کر ان کی صفائی کرتے ہی رہتا ہے۔ یہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بکرے ذبح کئے تھے وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عقیقہ کیا تھا ایک مسئلہ یاد رکھیں کہ جو احکام قربانی کے ہیں وہی احکام عقیقہ کے ہیں۔ قربانی کے جانور گائے، اونٹ میں سات حصے ہوتے ہیں ان میں سے عقیقہ بھی ہو سکتا ہے مثال کے طور سے ایک شخص کا ایک بیٹا ہے اور دو بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹے کے دو حصے اور بیٹیوں کا ایک ایک حصہ اس طرح سے کل چار حصے عقیقہ کے ہوں گے باقی تین حصے قربانی کے ہوں گے۔ اس طرح سے عقیقہ بھی ہو جائے گا اور قربانی بھی ہو جائے گی۔ قربانی کے جانور میں کم از کم ایک حصہ قربانی کا ضرور ہونا چاہئے باقی چھ حصے خواہ عقیقہ کے ہوں تو قربانی بھی ہو جائے



گی اور عقیقہ بھی ہو جائے گا۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا عقیقہ کیا تھا لیکن یہ یاد رکھو کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دادا جان حضرت عبدالمطلب نے مکہ مکرمہ میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے بعد کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیقہ کر دیا تھا اور شرعی مسئلہ یہ ہے کہ عقیقہ صرف ایک مرتبہ ہی ہوتا ہے دوبارہ نہیں ہوتا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا عقیقہ خود نہیں فرمایا بلکہ وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان حضرت عبدالمطلب ادا کر چکے تھے اس لئے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے میلاد کی خوشی میں بکرے ذبح کر کے فقراء کو کھانا کھلاتے تھے۔ حضرت عبدالرحمن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب المیلا والنوی کے عنوان سے لکھی ہے اس میں آپ نے لکھا ہے کہ ملک شام میں ایک میاں بیوی مسلمان رہتے تھے ان کے پڑوس میں ایک یہودی اور اس کی بیوی رہتے تھے وہ مسلمان اپنی بساط کے مطابق ہر سال اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد مناتا تھا کھانا پکا کر لوگوں کو کھلاتا تھا۔ ایک سال ربیع الاول کا مہینہ آیا تو اس نے حسب معمول آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد پر کھانا پکا کر لوگوں میں تقسیم کیا اور اس یہودی کے گھر میں بھی کھانا بھیج دیا۔ شام کو جب یہودی گھر آیا تو یہود نے اپنے خاوند سے کہا کہ یہ جو ہمارا مسلمان ہمسایہ ہے یہ کیا پکھنڈ کرتا ہے۔ ہر سال لوگوں کو کھانا پکا کر کھلاتا رہتا ہے۔ فضول خرچی کرتا رہتا ہے اس یہودی نے کہا کہ یہ جو ہمارا ہمسایہ ہے یہ مسلمان ہے اس کا یہ گمان ہے کہ جس روز یہ لوگوں کو کھانا پکا کر کھلاتا ہے اس روز اس مہینہ میں اس کے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے یہ ان کی ولادت



باسعادت کی خوشی میں لوگوں کو کھانا پکا کر کھلاتا ہے۔ یہود نے کہا کہ یہ کوئی اچھا کام نہیں ہے یہ فضول خرچی ہے اس کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ رات کو وہ یہود جب سو گئی تو اس کی قسمت جاگ اٹھی اس نے خواب میں کیا منظر دیکھا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کرام کے جھرمٹ میں اس طرح سے تشریف لارہے ہیں کہ جس طرح سے ستاروں کے جھرمٹ میں چودھویں کا چاند چمک رہا ہو۔ اس یہود نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی تو اس نے ایک صحابی سے پوچھا کہ یہ حسین و جمیل چہرے والے کون ہیں۔ اس نے کہا کہ یہ ہمارے نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس یہود نے اس صحابی سے کہا کہ اگر میں تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام کروں تو کیا یہ میرے سلام کا جواب دیں گے۔ فرمایا کہ ہاں تو سلام کر یہ تیرے سلام کا جواب دیں گے۔ وہ یہود آگے بڑھی اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہود عورت کے سلام کا جواب دیا تو وہ یہود رونے لگی، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ اے نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب پر نہیں ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر نہیں ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سلام کا جواب کیوں دیا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے تیرے سلام کا جواب اس لئے دیا ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ تو ابھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے گی اور مجھ پر ایمان لے آئے گی اللہ تعالیٰ کا کرم ہو انبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر رحمت ہوئی اور وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی غلام بن گئی اور کلمہ پڑھ کر وہ مسلمان ہو گئی۔ اس عورت کو بقیہ رات گزارنی مشکل ہو گئی اس نے یہ

ارادہ کر لیا کہ اگر میں بھی صبح تک زندہ رہی تو میں بھی اپنے مسلمان ہمسائے کی طرح جس کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میں نے کلمہ پڑھا ہے میں بھی اس کے میلاد کی خوشی میں لوگوں کو کھانا پکا کر کھلاؤں گی صبح ہوئی تو بازار میں جا کر خورد و نوش کا سامان لے کر آئی۔ کھانا پکایا اور شام کو لوگوں کو اکٹھا کر کے انہیں کھانا کھلا رہی ہے۔ ادھر اس کا خاوند یہودی بھی شام کو گھر آیا تو دیکھا کہ اس کی بیوی کیا کر رہی ہے۔ وہ یہود دن بولی کہ اے میرے سرتاج جو کچھ میں کر رہی ہوں کیا تجھے اس پر کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پر یہ خوشی منا رہی ہے لوگوں کو کھانا پکا کر کھلا رہی ہے۔ بیوی نے کہا کہ تجھے کیسے پتہ چل گیا کہ میں یہ کچھ کر رہی ہوں اس نے کہا کہ جس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجھے رات کلمہ پڑھایا ہے تجھ پر کرم کیا ہے اسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ پر بھی کرم فرما دیا ہے یہ ہے کہ جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد مناتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحمتیں نازل فرماتے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ان پر کرم فرماتے ہیں جو آج بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد منائے گا انشاء اللہ العزیز پورا سال میلاد کی برکتیں اس پر نازل ہوتی رہیں گی اور یہ قبر میں بھی کام آئیں گی اور حشر میں بھی کام آئیں گی۔ موضوع طویل ہے دلائل بھی اور بہت سارے ہیں میں اختصار کے ساتھ اسی پر ختم کرتا ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطاب حضرت علامہ محمد شعیب صاحب

برہانش حاجی حمید شاد 3-11-11

## اہل سنت و جماعت ہی جنتی ہیں

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَوَالِيهِمُ لِلَّهِ رَبِّ  
 الْعَالَمِينَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ  
 وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ  
 وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ  
 قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ  
 صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ  
 اٰمِيْنَ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ، صَدَقَ اللّٰهُ وَصَدَقَ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ  
 وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

حضرات بڑی محبت کے ساتھ اپنے آقا و مولا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 بارگاہ میں تین مرتبہ جھوم جھوم کر دو دو سلام کا نذرانہ پیش کریں۔ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ  
 عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ  
 اللّٰهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ عَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ  
 يَا شَفِيْعُ الْمُدْنِيْنَ محمد صلوٰۃ کے بعد عرض کیا ہے کہ میرے نہایت ہی واجب الاحترام  
 عزیز و دوستو اور بزرگوں کو حضور پیر صاحب نے میرے ذمہ ایک مضمون لگایا ہے کہ  
 صرف اہل سنت و جماعت ہی جنتی ہیں۔ آج کا دور بڑا پر فتن دور ہے۔ بے شمار  
 فرقے فرقاں جنم لے رہی ہیں۔ ہر ٹولہ ہر فرقہ ہی یہ کہتا ہے کہ میں سچا ہوں میں



جنتی ہوں۔ ایک ٹولہ ایسا بھی ہے جو یہ کہتا ہے کہ نماز ہی تو پرہنی ہے ہم سب مسلمان ہیں۔ امام خواہ کوئی بھی ہو خواہ وہ مرزئی ہی کیوں نہ ہو سب کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ یاد رکھو کہ نمازیں، روزے اور نیکیاں تب ہی کام آئیں گی جب کہ ایمان ہوگا۔ اگر ایمان نہیں ہے تو پھر کچھ بھی نہیں ہے اور ایمان نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی اور سچی محبت کا نام ہے ترمذی، ابن ماجہ مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث شریف موجود ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کی قوم کے بہتر فرقے تھے میری امت کے بہتر فرقے ہوں گے۔ وہ سب جہنم میں جائیں گے صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ کُلُّهُمْ فِي النَّارِ جہنم میں جائیں گے۔ إِلَّا هَلَّتْ وَاحِدَةٌ صَافٍ جنت میں جائے گا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا مَا هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَهُوَ کون سا فرقہ ہے جو جنتی ہے فرمایا۔ وَمَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي میرے طریقہ پر چلے گا اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقے پر چلے گا وہ جنتی ٹولہ ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ جس کو ہم سنت کہتے ہیں اور صحابہ صحابی کی جمع ہے صحابہ ایک جماعت ہے کو یا فرمایا کہ جو اہل سنت و جماعت ہو گا وہ جنتی ہو گا وہی بخشش کے لائق ہوگا۔ آج کے دور میں عام انسان یہ نہیں دیکھتا کہ جو قرآن پڑھ کر سنارہا ہے وہ اس کا ترجمہ کیا کر رہا ہے وہ اس کا کیا مفہوم نکالتا ہے۔ ہر کسی نے اپنی طرف سے یا وہ کوئی کر کے قرآن کے مفہوم کو بگاڑ دیا ہے حالانکہ قرآن مجید کی آیت ہے وَالنَّاسُ لَكَ قِرَآنٌ سَارٍ سَارٍ صَافٍ سَافٍ تَهْرَافٍ اس میں کسی قسم کی کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ عام لوگ ہر داڑھی والے کو



مولوی صاحب سمجھ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بھی ممبر پر بیٹھے ہیں یہ بھی تو قرآن ہی پڑھ رہے ہیں۔ وہ ترجمہ جو بھی چاہیں سو کریں سادہ لوح مسلمان بڑا پشیمان ہے کس کی سنے کس کی طرف جائے کون سچا ہے کون جھوٹا ہے۔ میں نے جو حدیث شریف بیان کی اس سے متعلق امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفا میں لکھا کہ جو کوئی بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقہ پر چلے گا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقہ پر چلے گا وہ جنتی ہے۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے محدث ہوئے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ وہ اہل سنت و جماعت کا ٹولہ ہے اسی حدیث شریف کے تحت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ شریف میں لکھا کہ اہل سنت و جماعت کے جنتی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ یہ سارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے غلام ہیں میں عرض کر رہا تھا کہ عام فہم بندہ پریشان ہے اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کون سچا ہے کون جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ نے سورت فاتحہ میں ہمیں ایک راستہ بتایا ہے کہ اس راستہ پر چلو گے تو بیڑہ پار ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ رَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ (الفاتحہ ۷-۸)

”ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔ نہ ان کا جن پر غضب ہوا۔ اور نہ بہکے ہوؤں کا۔“ ہر بندہ نماز میں یہ دعا کرتا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ یا اللہ ہمیں سیدھا راستہ چلا۔ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یا اللہ ان لوگوں کا راستہ کہ جن پر تیرا انعام ہوا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون انعام یافتہ ہیں اور جو انعام یافتہ لوگوں کے راستے پر چلے گا اسی ٹولے کا بیڑہ پار

ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے کو راہ دکھا رہا ہے کہ اے بندے تو میری بارگاہ میں دعا کر کہ  
یا اللہ مجھے سیدھا راستہ دکھا۔ یا اللہ ان لوگوں کا راستہ دکھا جن لوگوں پر تو نے انعام  
عطا فرمایا ہے یا اللہ تو ہی ان لوگوں کی نشان دہی فرما دے کہ جن پر تیرا انعام عطا  
ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّنَ وَالصّٰدِقِیْنَ  
وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ (النساء 49) ”اللہ نے فضل کیا انبیاء علیہم السلام اور  
صدیق اور شہید اور نیک لوگوں پر۔“ اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا ہے انبیاء علیہم السلام  
پر۔ صدیقین پر، شہداء پر اور صالحین پر، جب بندہ نماز پڑھتا ہے تو اپنی نماز میں  
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہے کہ یا اللہ مجھے اپنے پیارے انبیاء علیہم السلام  
کا راستہ دکھا۔ یا اللہ مجھے صدیقوں کا راستہ دکھا۔ یا اللہ مجھے حضرت سیدنا ابوبکر  
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا راستہ دکھا۔ یا اللہ مجھے شہداء اور حضرت سیدنا امام  
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا راستہ دکھا۔ یا اللہ صالحین کا راستہ دکھا۔ بندہ عرض کرتا  
ہے کہ یا اللہ میں تیرے دربار میں حاضر ہوں اور اب یہ دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ  
مجھے نیک لوگوں کا راستہ دکھا۔ یا اللہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا راستہ دکھا۔ یا اللہ  
داتا صاحب کا راستہ دکھا۔ یا اللہ سلطان العارفین کا راستہ دکھا۔ بندہ دعا کرتا ہے  
کہ یا اللہ اپنے انعام یافتہ لوگوں کا نبیوں کا، صدیقوں کا شہداء کا اور صالحین کا  
راستہ دکھا۔ اولیاء اللہ کا راستہ دکھا۔ آج ہر فرقہ یہ کہتا ہے کہ ہم جنتی ہیں لیکن جو  
انعام یافتہ لوگوں کے راستہ پر چلے گا وہی جنتی ٹولہ ہو گا آپ تمام فرقوں کو  
دیکھو آپ کو ان میں بڑے بڑے سکالر نظر آئیں گے بڑے بڑے شیخ القرآن  
اور شیخ الحدیث نظر آئیں گے لیکن اگر کوئی داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستی نظر

آئے گی تو وہ صرف اہل سنت و جماعت میں نظر آئے گی اگر غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ جیسی کوئی ہستی نظر آئے گی تو وہ بھی اہل سنت و جماعت میں ہی نظر آئے گی۔ جتنے بھی اولیاء اللہ ہو چکے ہیں یا اب دور حاضر میں موجود ہیں یا قیامت تک آئیں گے وہ سب اہل سنت و جماعت میں ہی ہوئے ہیں اور ہوں گے اس لئے جو اولیاء اللہ کے راستے پر چلے گا وہی جنتی ہے اسی کا بیڑہ پار ہوگا۔ آج بھی آپ دیکھیں کہ کس فرقہ میں اولیاء اللہ ہیں یہ صرف اہل سنت و جماعت میں ہی ہیں اگر کسی اور فرقے میں ہیں تو اس کا کہیں مزار دکھاؤ، بہت آئے اور آ کر مر گئے کسی کا نام لینے والا کوئی نہیں ہے۔ لیکن حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تقریباً ایک ہزار سال ہو چکا ہے آج بھی ان کا نام روشن ہے ان کا مزار مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اللہ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سچی لو لگائی ہے اور اب جو ان اللہ والوں سے لو لگائے گا اسی کا بیڑہ پار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مسلک اہل سنت و جماعت پر ہی کار بند رکھے۔ اسی میں ہماری موت آئے اور اسی میں ہمارا دوبارہ زندہ ہونا عطا فرمائے۔ اہل سنت و جماعت کا طریقہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت والے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ نماز پڑھو۔ روزے رکھو۔ نماز اور روزہ کی پوچھ ہوگی۔ لیکن نماز، روزہ تب ہی قبول ہوگا کہ جب ایمان کامل ہو۔ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ (المائدہ ۲۵) ”اور خوشخبری دے ان کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔“ بشارت ہے ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے۔ دیکھئے کہ ایمان پہلے ہے اور اچھے اعمال بعد میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان کو مقدم کیوں



رکھا ہے اور اعمال کو بعد میں کیوں رکھا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ نیک اعمال کرنے والے بہت ہوں گے۔ نمازیں پڑھنے والے بہت ہوں گے۔ روزے رکھنے والے بھی بہت ہوں گے لیکن ان کا ایمان والا کا خانہ خالی ہوگا۔ ایمان کو اسی لئے پہلے رکھا جو ایمان والا ہوگا نیکیاں اور نیک اعمال بھی اسی کے لئے کام آئیں گے۔ جو ایمان والا نہیں ہوگا اس کی کوئی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نیک عمل کام نہیں آئے گا۔ ایمان کیا چیز ہے صحیح بخاری کی حدیث ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ النَّاسِ أَجْمَعِينَ میں سے کوئی ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے والدین اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ دوست و احباب سے زیادہ مجھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں کرتا۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی جان کے علاوہ باقی ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی تیرا ایمان مکمل نہیں ہوا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ کون سی کمی رہ گئی ہے کہ میرا ایمان ابھی مکمل نہیں ہوا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ فرمائی تو پھر آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب تیرا ایمان بھی مکمل ہوا ہے۔



محمد ہیں متاع عالم ایجاد سے پیارے

پدر، مادر، برادر، جان و مال اولاد سے پیارے

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس وقت تک تم ایمان والے ہو ہی نہیں  
سکتے جب تک کہ میں تمہیں اپنی بیوی بچوں سے آل اولاد، دوست احباب اور کل  
کائنات کے لوگوں سے زیادہ، اپنے والدین سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔ اس  
لئے جس میں ایمان ہو گا وہ نمازیں، روزے اور دیگر اعمال صالحہ بھی صرف اسی  
کے ہی کام آئیں گے اور ایمان نام ہے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ پھر جو  
ایمان والا ہو گا وہی جنت میں جائے گا جو اولیاء اللہ کے طریقے پر چلنے والا ہو گا  
وہی جنت میں جائے گا۔ لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ تم مشرک ہو، شرک کرتے ہو،  
اولیاء اللہ کے مزارات پر جاتے ہو۔ ان کی دست بوسی کرتے ہو۔ تم انبیاء علیہم  
السلام اور اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ سے ہی ملا دیتے ہو۔ یہ شرک ہے یہ یاد رکھو کہ  
شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (۱۳) ”بے شک شرک  
بڑا ظلم ہے۔“ جس طرح سے شرک کرنا ایک بہت بڑا ظلم ہے۔ اسی طرح کسی  
مسلمان کو مشرک کہنا بھی بہت بڑا ظلم ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ شرک کی تین  
قسمیں ہیں۔ شرک فی العبادت، شرک بالذات اور شرک فی الصفات، شرک  
فی العبادت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی مخلوق کی عبادت کرنا اور شرک فی الذات  
یہ ہے کہ جس طرح سے اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس طرح سے ہی کسی مخلوق کو اللہ  
جیسا سمجھنا۔ اور شرک فی الصفات یہ ہے کہ جیسی اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں ویسی ہی  
صفات کسی مخلوق میں سمجھنا۔ پہلے شرک فی العبادت کی مثال سمجھئے۔ اللہ تعالیٰ نے

اپنی عبادت کی علاوہ کسی دوسرے کی عبادت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے۔ نہ کوئی نبی اور نہ ہی کوئی ولی عبادت کے لائق ہے پوری کائنات میں سب سے بڑھ کر ادب و احترام کی جگہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ انور ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی قدر ہے۔ ہم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبادت نہیں کرتے تو پھر اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہم نے اور کسی کی کیا عبادت کرنی ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں شرک فی العبادت سے منع فرمایا ہے۔ فرمایا وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِلَهًُا (اسرائیل ۲۳) ”اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو“ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا ہے کہ اس رب کے علاوہ عبادت کے لائق کوئی نہیں ہے وَلَا يُشْرِكْ لِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا (الکہف ۱۱۰) ”اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے اس رب کے علاوہ مخلوق میں کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ پھر شرک فی الذات اور شرک فی الصفات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے شرک سے بھی منع فرمایا ہے۔ فرمایا: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ (الاخلاص ۱-۴) ”تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ ہی وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ ہی اس کے جوڑ کا کوئی“۔ اللہ ایک ہے وہ بے نیاز ہے، اللہ جیسی کسی کی ذات نہیں ہے اس کا کوئی ہم پلہ نہیں ہے اس جیسی کسی کی صفات نہیں ہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے شرک فی الذات اور شرک فی الصفات سے بھی ہمیں منع فرمایا ہے۔ عبادت کس کو کہتے ہیں مفسرین نے اور حضرت علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر بیضاوی میں عبادت کا یہ معنی کیا ہے کہ عاجزی کی

انتہا کو عبادت کہتے ہیں اگر عاجزی کی انتہا کا معنی عبادت ہے تو پھر نبی کریم علیہ  
 الصلوٰۃ والسلام نے تو عاجزی کی انتہا کر دی اس کے آگے تو عاجزی کی کوئی حد ہی  
 نہیں ہے۔ اہل حدیث کے مولوی صاحب نے اپنی کتاب الرجب المکتوب میں  
 نقل کیا ہے کہ عروہ بن مسعود ثقفی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا  
 اور اس نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا دیوانہ وار منظر دیکھا اور واپس جا کر  
 اس نے اپنے لوگوں کو بتایا کہ اے لوگو میں بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار میں  
 گیا ہوں۔ نجاشی کے دربار میں بھی گیا ہوں۔ قیصر و کسریٰ کے دربار میں بھی گیا  
 ہوں۔ میں نے آج تک اتنا ادب و احترام ان کے درباریوں کو بادشاہوں کا  
 کرتے ہوئے نہیں دیکھا جیسا ادب و احترام میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے  
 غلاموں کو اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرتے دیکھا ہے۔ عروہ بن  
 مسعود نے بتایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام وضو فرمانے کا ارادہ  
 کرتے ہیں تو ان کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اپنے ہاتھوں کو آگے کر دیتے  
 ہیں اور وضو کا پانی زمین پر گرنے نہیں دیتے بلکہ اپنے چہروں پر مل لیتے ہیں۔ جب  
 نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا کنگھار مبارک نیچے پھینکنا چاہتے ہیں تو صحابہ کرام  
 اپنے ہاتھ آگے کر دیتے ہیں اور کنگھار مبارک کو اپنے ہاتھوں پر لے لیتے ہیں اور  
 اپنے چہروں پر مل کر بڑی فرحت محسوس کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ کونین کی دولت  
 ہمارے حصہ میں آگئی ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے عاجزی کی انتہا  
 کر دی ہے۔ کسی کے تھوک کو اپنے چہرے پر مل لینا اس سے بڑھ کر اور کیا عاجزی  
 ہو سکتی ہے۔ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں مبارک کے دھون کو پی لینے



سے زیادہ اور کیا عاجزی ہو سکتی ہے۔

جس کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات

ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی ۱۱

مفسرین نے عبادت کا جو معنی کیا ہے کہ عاجزی کی انتہا کا نام عبادت ہے اس سے کوئی تسلی نہیں ہوتی ہے۔ کسی کی ذات کو مستقل سمجھ کر اس کا ادب کیا جائے یہ عبادت کہلاتی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کو مستقل سمجھ کر اس کی عبادت کرتے ہیں واجب بالذات سمجھ کر اس کا ادب و احترام کرتے ہیں اس کو اللہ سمجھ کر اس کا ادب و احترام کرتے ہیں۔ اس لئے اگر مستقل بالذات سمجھ کر اس کا ادب و احترام کیا جائے تو یہ عبادت کہلاتی ہے لیکن اگر اللہ کا پیارا سمجھ کر اس کی مخلوق سمجھ کر غیر مستقل سمجھ کر کسی کا ادب و احترام کیا جائے تو یہ عبادت نہیں بلکہ تعظیم کہلاتی ہے۔ کیا تمام فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا ہے کہ نہیں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَإِذَا سَوَّيْتُهُ

وَنَصَّخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ (۷۲) ”پھر جب میں اسے

ٹھیک بنالوں اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونکوں تو تم اس کے لئے سجدہ میں

گرتا“ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اے میرے فرشتو جب میں آدم علیہ السلام کو بنا

سنوار لوں اور آدم علیہ السلام میں روح ڈال دوں تو پھر تم سب نے اس کو سجدہ

کرنا ہے۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ یا اللہ جیسا تیرا حکم ہے وہ بجالائیں گے۔ جب

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام میں روح پھونکی تو فرشتوں کو حکم دیا کہ اب تم

حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے۔

فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ (۷۳) ”تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا ایک



ایک نے کہ کوئی باقی نہ رہا، اللہ تعالیٰ کے تمام فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ تو کیا فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی سجدہ کیا یا اللہ تعالیٰ کی مخلوق سجدہ کر کیا۔ کیا مستقل سجدہ کر سجدہ کیا یا غیر مستقل سجدہ کر سجدہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ تمام فرشتے جو اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے تھے وہ اسے اللہ تعالیٰ کی سجدہ کرتے تھے تو فرشتوں کا یہ سجدہ کرنا عبادت بنا اور جو کام انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کیا اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں بلکہ تعظیم بنا۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب تم کسی کے سامنے جھکتے ہو تو یہ بھی ایک سجدہ کی ہی شکل ہے۔ یاد رکھو کہ یہ جھکنا اور چومنا سجدہ نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو معبود نہ سجدہ کر سجدہ کیا جائے وہ سجدہ نہیں ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اپنی اپنی سوار یوں پر سوار ہیں اور حاضر خدمت ہو رہے ہیں۔ یہ ابو داؤد شریف میں موجود ہے کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی اپنی سوار یوں سے چھلانگیں لگا دیں اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک اور پاؤں مبارک کو بھی چومنا شروع کر دیا۔ اگر ہاتھ پاؤں کو چومنا شرک ہوتا تو صحابہ کرام آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ اور پاؤں مبارک کو کبھی نہ چومتے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو ان کی پیشانی کو چومتے اور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در دولت پر حاضر ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے اور اپنی لخت جگر کی پیشانی پر بوسہ دیتے تھے۔ اس لئے چومنا شرک نہیں ہے۔ حضرت یوسف علیہ

السلام کے والد محترم حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کو ہی سجدہ کیا کرتے تھے۔ سورت یوسف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي كُنْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ رَأَيْتُهُمْ لِي سَجْدًا قَالَ يٰبْنِي لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ (یوسف ۵-۴) ”یا دیکرو جب یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا۔ اے میرے باپ میں نے گیارہ تارے اور سورج اور چاند دیکھے انہیں اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا۔ کہا اے میرے بچے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا کہ وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے۔ بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔“ فرمایا کہ خیر دار بیٹا اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں سے نہ بتانا۔ وہ تمہارے ساتھ ضرور کوئی داؤ کھیلیں گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کو ورغلا کر حضرت یعقوب علیہ السلام سے لے گئے اور جا کر کنویں میں پھینک دیا۔ پھر ایسا وقت بھی آیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام جیل سے نکل کر تخت نشین ہو گئے۔ مصر کے بادشاہ بن گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اور ان کے والد مصر میں آئے اور آپ کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کیا کہ ابا جان میں نے جو خواب دیکھا تھا کہ گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند نے مجھے سجدہ کیا تھا آج چالیس سال کے بعد اس خواب کی تعبیر ہوئی ہے کہ جو آپ سب نے مجھے سجدہ کیا ہے۔ اب بتائیے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے سب بھائیوں نے جو سجدہ کیا تھا کیا وہ انہیں

خدا سمجھ کر کیا تھا یا اس کا پیارا سمجھ کر کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹے خدا کو بھی سجدہ کرتے تھے اور انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی سجدہ کیا تھا۔ وہ خدا کو خدا سمجھ کر معبود سمجھ کر اللہ سمجھ کر سجدہ کیا کرتے تھے لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کو خدا کا پیارا سمجھ کر مخلوق سمجھ کر اور غیر مستقل سمجھ کر سجدہ کیا تو جو خدا کو سجدہ کیا وہ عبادت بنا اور جو حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا وہ عبادت نہیں بلکہ تعظیم بنا۔ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی مخلوق کو سجدہ جائز نہیں ہے جس طرح سے سور کا گوشت کھانا حرام ہے اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی مخلوق کو سجدہ کرنا حرام ہے اس سے بڑی اور کیا توحید ہو سکتی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں کسی کو شریک نہیں کرتے۔ ہم اللہ تعالیٰ کو خدا اور اِلٰہِ سَمِیْعَتِہِیں صرف اسی کو سجدہ کرتے ہیں اس کے علاوہ کسی مخلوق کو سجدہ کرنا جائز نہیں سمجھتے۔ شرک کی تیسری قسم شرک فی الصفات ہے۔ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ چلو مان لیتے ہیں کہ تم شرک فی الذات نہیں کرتے ہو تم اللہ جیسی کسی کی ذات نہیں سمجھتے ہو لیکن تم شرک فی الصفات ضرور کرتے ہو۔ حاضر و ناظر تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے لیکن تم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی حاضر و ناظر مانتے ہو۔ علم غیب تو صرف اللہ ہی جانتا ہے لیکن تم انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ میں بھی علم غیب مانتے ہو۔ مشکل کشا تو صرف اللہ تعالیٰ ہے تم انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ سے بھی مدد مانگتے ہو۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں ہم ایسی صفات کسی مخلوق میں نہیں مانتے ہیں۔ نہ کسی نبی علیہ السلام میں اور نہ ہی کسی ولی میں۔ لفظی اشتراک کی وجہ سے شرک لازم نہیں آئے گا



قرآن مجید سے ہی مثال عرض کرتا ہوں اللہ تعالیٰ زندہ ہے ہم بھی زندہ ہیں تو پھر یہ تو برابری ہوگئی کیا یہ شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ خود بخود زندہ ہے اس اللہ تعالیٰ کو کسی نے زندہ نہیں کیا لیکن ہمیں زندہ کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ خود بخود زندہ ہے لیکن ہم اس کی عطا سے زندہ ہیں۔ ہم اس کے زندہ کرنے سے زندہ ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ برابری نہ ہوئی اور شرک بھی نہ ہوا فرمایا۔ **اللّٰهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ (البقرہ ۲۵۵)** ”اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھے والا۔ اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔“ اللہ زندہ ہے اور قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ شہداء کو کیا فرماتا ہے۔ **بَلْ أَحْيَا (البقرہ ۱۵۴)** ”بلکہ وہ زندہ ہیں۔“ اللہ تعالیٰ بھی زندہ ہے شہداء بھی زندہ ہیں تو پھر یہ برابری ہوگئی اور شرک ہوگیا۔ اگرچہ لفظ ایک ہے اللہ تعالیٰ بھی زندہ اور شہداء بھی زندہ لیکن شرک تب ہوگا کہ جب معنی میں برابری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کو کسی نے زندہ نہیں کیا وہ از خود زندہ ہے وہ سنتا ہے اور دیکھتا بھی ہے فرمایا۔ **إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (بنی اسرائیل ۱)** ”وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔“ اللہ سمیع و بصیر ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو بھی سمیع و بصیر بننے والا اور دیکھنے والا بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی سمیع و بصیر ہے اور انسان بھی سمیع و بصیر ہے تو کیا یہ شرک ہوگیا۔ نہیں ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ خود بخود سمیع و بصیر ہے اور ہم اس کے بنانے سے اس کی عطا سے سمیع و بصیر ہیں۔ الفاظ اللہ تعالیٰ کے لئے بھی وہی ہیں اور ہمارے لئے بھی وہی ہیں ان الفاظ کے اشتراک کی وجہ سے شرک ثابت نہیں ہو جاتا جب تک کہ معنی میں برابری نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ مددگار ہے اور مدد فرماتا ہے۔ **إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ**



اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا (المائدہ ۵۵) تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔“ اے لوگو! اللہ بھی تمہارا مددگار ہے اور اس کا رسول بھی تمہارا مددگار اور ایمان والے بھی تمہارے مددگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے بھی لفظ مددگار بولا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی اور مومنین کے لئے بھی۔ لفظ اگرچہ ایک ہے لیکن یہ شرک نہیں ہوگا جب تک کہ ان کے معنی میں برابری نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ خود بخود مدد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کو ہماری مدد کرنے کے لئے کسی سے کچھ لینا نہیں پڑتا اور اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے بندے ایمان والے جب کسی کی مدد کرتے ہیں تو وہ اللہ سے لیتے جاتے ہیں اور آگے دیتے جاتے ہیں۔ بعض لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ نماز میں تو تم پڑھتے ہو اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْزُ (لقاحہ ۴) ”ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔“ اور قرآن میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی کوئی مدد کرتا ہے فرمایا وَلَوْ اَنْتُمْ رَضُوا مَا اتَّهَمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُہٗ (التوبہ ۵۹) ”اور کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دیئے پر راضی ہو جاتے۔“ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بھی دیتا ہے اور اس کا رسول بھی دیتا ہے۔ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُّدُنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗ (التوبہ ۵۹) ”اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔“ اور یہ کہتے ہیں کہ اللہ ہی ہمیں کافی ہے اور وہ اپنے فضل سے ہمیں دے گا اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے فضل سے ہمیں عطا فرمائے گا۔ قرآن فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا رسول بھی عطا کرتا ہے اور اس کے غلام بھی عطا فرماتے ہیں بلکہ جنت میں وہی جائے جو یہ کہے گا۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ

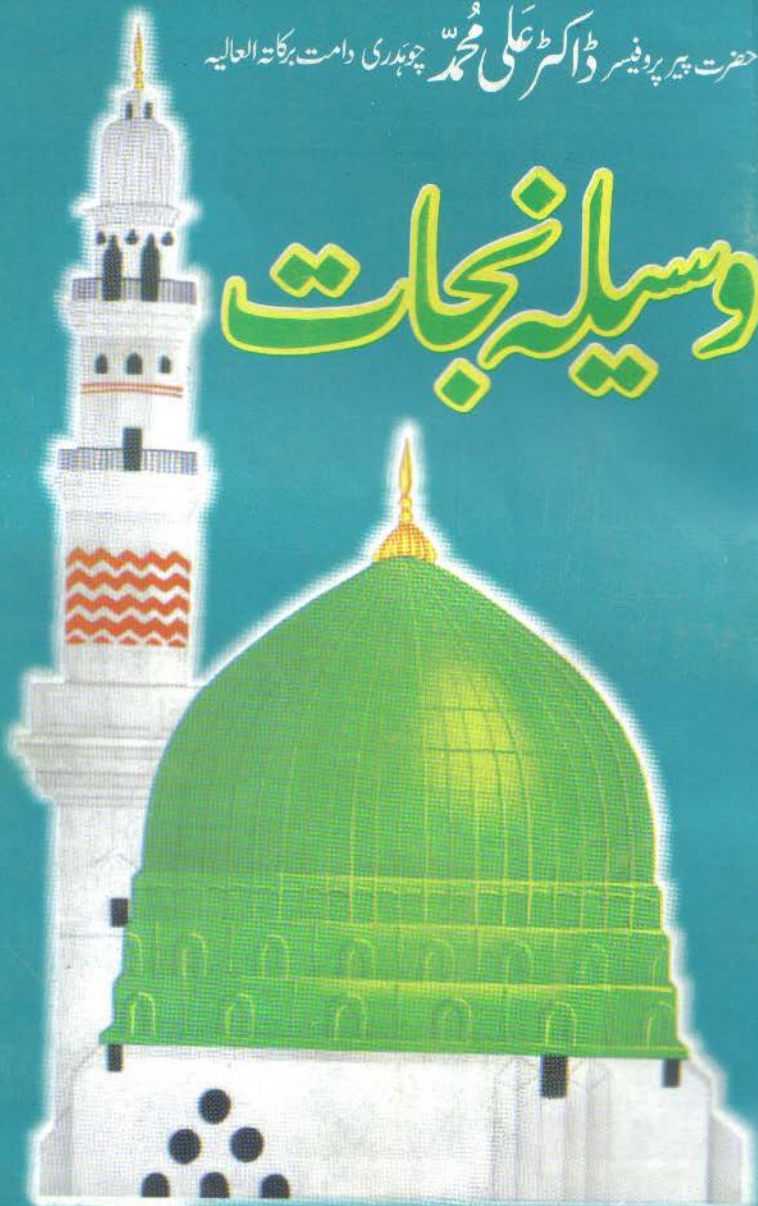
میرے دوستو اور بزرگوں میں نے دلائل حقہ سے یہ ثابت کیا کہ ہم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے غلام ہیں ہم مشرک نہیں ہیں ہم خدا کو خدا مانتے ہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا سچا رسول مانتے ہیں۔ ہم کسی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کی ذات اور اس کی صفات میں شریک نہیں مانتے اور میں نے یہ بھی عرض کیا کہ جنت میں جانے والا ٹولہ صرف ایمان والوں کا ہے اور ایمان والا وہ ہے کہ جس کے دل میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی اور سچی محبت ہو اور ایمان والے وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام عطا فرمایا ہے۔ انعام یافتہ وہ ہیں کہ جو انبیاء علیہم السلام ہیں صدیقین ہیں شہداء ہیں اور صالحین ہیں جو ان چار انعام یافتہ لوگوں کے راستے پر چلے گا وہی جنتی ہے اور وہ کون سا ٹولہ ہے جو ان کے راستے پر چلتا ہے وہ اہل سنت و جماعت کا ٹولہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اولیاء اللہ کے دامن سے وابستگی نصیب فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

خطاب حضرت علامہ محمد شعیب صاحب برہان محمد افضل صاحب

ارشاداتِ عالیہ مظہرِ نورِ خدا مظہرِ نورِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عاشقِ رسولِ محبِ آلِ رسول  
حضرت پیرِ پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

# وسیلہٴ نجات



35

پیش کش:- پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی



بسم الله الرحمن الرحيم

## فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	نعت شریف	۲
۲	پیش لفظ	۳
۳	نعت شریف سرطور کوئی جائے کی تشریح	۴
۴	وسیلہ کیا ہے	۲۱
۵	شفیع المذنبین	۴۱
۶	بیعت ضروری ہے	۵۳
۷	منافق کی پہچان	۶۴
۸	مرید نہیں تو کچھ بھی نہیں	۹۲
۹	سنی نہیں تو کچھ بھی نہیں	۱۰۷
۱۰	محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شٹ	۱۱۹
۱۱	اصلاح معاشرہ اور شیعہ مذہب	۱۴۰
۱۲	شفاعت کبریٰ	۱۵۷
۱۳	حضرت داتا گنج بخش جویری رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۳



## نعت شریف

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروّت کیجئے  
 ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں چھیڑنا شیطان کا عادت کیجئے  
 مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں ذکر آیات ولادت کیجئے  
 غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے  
 کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام جان کافر پر قیامت کیجئے  
 آپ درگاہ خدا میں ہیں وجیہہ ہاں شفاعت ہالوجاہت کیجئے  
 حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب اب شفاعت بالمحبت کیجئے  
 اذن کب کا مل چکا اب تو حضور ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے  
 شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے  
 غوث اعظم آپ سے فریاد ہے زندہ پھر یہ پاک ملت کیجئے  
 یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہی اولیاء کو حکم نصرت کیجئے  
 نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا مفلسو سامان دولت کیجئے  
 دے خدا ہمت کہ یہ جان حزیں آپ پر واریں وہ صورت کیجئے  
 جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا  
 یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

## پیش لفظ

جب کبھی اسلامی معاشرہ میں لادینیت، بدعتیہ کی اور بدعتیہ پیدا ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سدباب کیلئے علماء عظام اور اولیاء کرام کو پیدا فرمادیتا ہے۔ علماء اپنی تقاریر و تحاریر اور اولیاء کرام اپنی روحانی توجہ سے لوگوں کی اصلاح فرماتے ہیں۔ فی زمانہ بھی یہ مرض عروج پر ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور خصوصی طور سے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات کا انکار ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا ہی بشر سمجھا جا رہا ہے اور ان سے استعانت طلب کرنا شرک تصور کیا جاتا ہے۔ انبیاء اولیاء کو حاجت روا سمجھنا کفر تصور کیا جاتا ہے۔ نبی کرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا انکار ہو رہا ہے اور ان کو شدائد میں پکارنا بالکل ناجائز اور بدعت کہا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں کئی بدعتیہ گمراہ لے رہی ہیں اور پھیل رہی ہیں۔ سیدی مرشدی حضرت قبلہ پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ کے زیر صدارت ماہانہ اور سالانہ محافل ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انعقاد ہوتا ہے جس میں موصوف نہایت ہی دل نشین اور سادہ عام فہم الفاظ میں عقائد کی اصلاح فرماتے ہیں۔ بدعتیہ کی نشان دہی فرماتے ہیں اور ان سے بچنے کی ترغیب دلاتے ہیں آپ کے ان فرمودات اور ارشادات کو کتاب وسیلہ نجات میں شائع کر دیا جاتا ہے تاکہ عوام الناس اس کے مستفید ہو سکیں۔

وسیلہ نجات کا حصہ پینتیس (35) حاضر خدمت ہے کتاب کی بہتر اشاعت کے لئے قارئین کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

31-01-12

رابطہ نمبر: 0302-7125492

## نعت شریف

سر طور کوئی جائے..... کی تشریح

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَوَالِمْ حَمْدُ اللَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ ۝ اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ  
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي شَأْنِ حَبِيبِهِ مُخْبِرًا وَآمِرًا صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا  
تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلِيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا  
آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ قُلُوبُهُمُ الْإِيمَانَ  
وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ  
الْمُفْلِحُونَ. صَدَقَ اللَّهُ النَّبِيَّ الْكَرِيمَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

محمد ہیں متاع عالم ایجاد سے پیارے

پدر مادر برادر جان مال اولاد سے پیارے

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

احباب ذی وقار۔ نعت شریف پڑھی گئی ہے۔

سر طور کوئی جائے اسے آپ کیا کہیں گے  
 جسے خود خدا بلائے اسے آپ کیا کہیں گے  
 سبھی تو حسن عمل سے خدا کو منا رہے ہیں  
 جسے خود خدا منائے اسے آپ کیا کہیں گے  
 جو خطا پہ خوب پکڑے وہ خدائے لم یزل ہے  
 جو خطائیں بخشوائے اسے آپ کیا کہیں گے  
 اللہ کے غضب سے دوزخ بھڑک رہی ہے  
 جو اس آگ کو بجھائے اسے آپ کیا کہیں گے  
 جنت تو حسن عمل سے ملی ہے نہ ملے گی  
 جو اس جنت کو بسائے اسے آپ کیا کہیں گے  
 اللہ تو غیب رہا ہے سب سے بلند رہا ہے  
 جو اللہ کو دیکھ آئے اسے آپ کیا کہیں گے  
 جو کہا جا رہا ہے نہیں ہرگز لائق اس کے  
 جو سمجھ میں ہی نہ آئے اسے آپ کیا کہیں گے

فرمایا گیا ہے کہ

سر طور کوئی جائے اسے آپ کیا کہیں گے  
 جسے خود خدا بلائے اسے آپ کیا کہیں گے

سر طور جو کوئی جاتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کا کلیم کہا جاتا ہے اور جس کو خود خدا بلائے اس کو  
 اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کہا جاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ



علیہ وسلم کو اپنا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بنالیا تو حبیب کے معنی ہوتے ہیں ”سب سے پیارا“۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سے سب سے زیادہ محبوب اور قریب ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی بات کو موڑتا نہیں ہے۔ اس پوری نعت شریف کا لب لباب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کو موڑتا نہیں ہے۔ سنن ترمذی شریف میں حدیث شریف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی تشریف فرما تھے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا صفی بنایا تھا۔ دوسرا کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تھا۔ تیسرا کہتا ہے کہ اس سے بھی زیادہ تعجب والی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو باپ کے بغیر پیدا فرمایا اور اسے روح اللہ اور کلمۃ اللہ بنایا تھا۔ چوتھے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ بنایا اور ان سے ہم کلامی فرمائی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی یہ گفتگو سماعت فرماتے رہے۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ساری گفتگو سماعت فرمانے کے بعد فرمایا کہ اے میرے صحابہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا صفی بنایا اور یہ بھی حق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا کلیم بنایا ہے اور یہ بھی حق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی روح اور اپنا کلمہ بنایا ہے لیکن یہ یاد رکھو کہ اَلَا وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰهِ تعالیٰ نے مجھے یہ شرف عطا فرمایا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ

کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔ اس حدیث پاک میں یہ سارے خطابات صفی، خلیل، کلیم، کلمہ اور روح اور حبیب موجود ہیں۔ اس سنن ترمذی شریف کے جو محاشی ہیں جنہوں نے سنن ترمذی شریف کا حاشیہ لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی باتوں کو بڑے غور سے سماعت فرمایا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو صفی مان رہے تھے وہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ مان رہے تھے، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو وہ اللہ تعالیٰ کا کلیم کہہ رہے تھے، حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو وہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح مان رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ساری باتیں سنیں اور فرمایا آلا خبر دار انا حبیب اللہ اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس کے حکم سے جنت کے دروازے کو کھولا جائے گا وہ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ فرمایا کہ جس کی امت سب سے پہلے جنت میں جائے گی وہ بھی میں ہی اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں اور مجھے اس پر بھی کوئی فخر نہیں ہے۔ فرمایا کہ سب سے پہلے جس کی قبر کھولی جائے گی وہ بھی میں ہی اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں اور مجھے اس پر بھی کوئی فخر نہیں ہے۔ میرے ساتھ غربا اور مساکین ہوں گے، میں سب سے پہلے جنت میں جاؤں گا اور اپنے ساتھ غربا اور مساکین کو لے کر جاؤں گا۔ مجھے اس پر بھی کوئی فخر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شفاعت کی چابی بھی میرے ہاتھ میں دی ہے۔ سب سے پہلے گنہگاروں کی شفاعت بھی میں ہی کروں گا۔ مجھے اس پر بھی کوئی فخر نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ساری باتیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو بتائیں،

حاشیہ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو صفی اللہ بنایا ہے کسی کو خلیل اللہ بنایا ہے کسی کو کلیم اللہ بنایا ہے کسی کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بنایا ہے تو اس میں فرق کیا ہے۔ حبیب کون ہوتا ہے؟ کلیم کون ہوتا ہے۔ خلیل کون ہوتا ہے۔ روح اور کلمۃ کون ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اصل بات یوں ہے کہ یہ تمام صفات خواہ وہ صفی والی ہوں، کلیم والی ہوں، خلیل والی ہوں کہ روح والی ہوں ان تمام صفات کو اکٹھا کر کے جس ذات میں جمع کر دی جائیں اسے اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتے ہیں۔ جس میں صرف کلیمیت ہو وہ اللہ تعالیٰ کا کلیم ہے، جس میں صرف خلیلیت ہو وہ اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے۔ جس میں صرف روحانیت ہو وہ اللہ تعالیٰ کی روح اور کلمہ ہے جس میں صرف صفی ہونے والا وصف موجود ہو وہ اللہ تعالیٰ کا صفی ہے لیکن حبیب وہ ہوتا ہے کہ جس میں یہ ساری صفات جمع کر دی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بنا کر بھیجا ہے اس لئے جو حبیب ہوتا ہے اس کی کوئی بات موڑی نہیں جاتی اس لئے جو خود چل کر طور پر جائے اسے اللہ تعالیٰ کا کلیم کہا جاتا ہے۔ پھر اسے آپ کلیم اللہ کہیں گے اور جس کو خود خدا بلائے اسے اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کہا جاتا ہے تفسیرات میں ایک بات لکھی ہوئی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب معراج کی رات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچے اور قَابِ قَوْسَیْنِ اَوْ اَذْنٰی (النجم ۹) ”اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم“۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب

علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے دیکھیں، پیچھے دیکھیں، دائیں دیکھیں، بائیں دیکھیں صرف  
 اَنَّا نَتْلٰکَ تِیْرِ ذَاتِہٖ اور ایک میری ذات ہے اور اے میرے محبوب علیہ  
 الصلوٰۃ والسلام جو کچھ بھی میں نے پیدا فرمایا ہے وہ سارے کا سارا تیرے نام پر قربان  
 ہے میں نے یہ سب کچھ تیرے لئے ہی بنایا ہے۔ پوری کائنات کا جو نقشہ بنایا ہے اور  
 اسے بسایا ہے یہ صرف اور صرف تیری خاطر ہی کیا ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے اس بات کو سنا تو عرض کیا کہ یا اللہ ایک تیری ذات ہے ایک میری ذات ہے  
 جو کچھ بھی آپ نے بنا کر میرے حوالے کیا ہے میں یہ سارے کا سارا تیرے نام پہ  
 قربان کرتا ہوں۔ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اے میرے محبوب علیہ  
 الصلوٰۃ والسلام میں خالق کائنات ہوں اور تجھے میں نے مالک کائنات بنا دیا ہے۔  
 اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ بھی میں نے تخلیق کیا ہے اس سارے کا  
 مالک تجھے بنا دیا ہے وہ سارا تیرا ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر نبی کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی ہر شان کو بیان کیا جائے تو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ تم نے رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی ملا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شریک بنا دیا  
 ہے۔ لیکن ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا شریک بالکل نہیں مانتے بلکہ  
 اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام مانتے ہیں کیونکہ شریک پورے کا مالک نہیں  
 ہوتا بلکہ ایک حصہ کا مالک ہوتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مالک کائنات  
 ہیں شریک کائنات نہیں ہیں۔ کاروبار میں شراکت ہوتی ہے۔ جتنے بھی حصہ دار  
 ایک کاروبار شروع کرتے ہیں تو اس کاروبار میں ہر ایک حصہ دار شریک ہوتا  
 ہے۔ اگر ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا شریک مان لیں تو اس میں



آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کم ہوتی ہے۔ زیادہ نہیں ہوتی۔ اس لئے ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں مانتے بلکہ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام مانتے ہیں کہ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پورے کا مالک ہوتا ہے اور شریک صرف ایک حصہ کا مالک ہوتا ہے۔

خدا فرمایا محبوبا زمانے سارے تیرے میں  
عرش والے فرش والے دیوانے سارے تیرے میں  
میں خالق ساری دنیا دا توں مالک ساری دنیا دا  
کسے نوں خالی نہ موڑیں خزانے سارے تیرے میں  
معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی طلب کریں گے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مل جایا کرے  
گا۔ اس لئے جو خود جائے وہ کلیم اللہ ہے اور جس کو بلایا جائے وہ حبیب اللہ ہے۔  
پھر فرمایا:.....

سبھی تو حسن عمل سے خدا کو منا رہے ہیں  
جسے خود خدا منائے اسے آپ کیا کہیں گے  
ہر کوئی حسن عمل کر کے اچھے اچھے اعمال کر کے دن رات گڑ گڑا کر دعائیں مانگ کر  
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو منانا چاہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے  
حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کے لئے اپنا ذکر عطا کرتا ہے۔ قرآن مجید  
ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا فَسَبِّحْ وَ  
أَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ (اور دن کے کناروں پر اللہ تعالیٰ کی تسبیح

بیان کر کہ تو راضی ہو جائے۔“ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام تسبیح بیان کیا کرو اور دن کے دونوں کناروں میں میرا ذکر کیا کرو اور میری تسبیح و تحلیل بیان کیا کرو تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں اللہ تعالیٰ کا ذکر اس لئے کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ (اسرائیل ۴۴) ”اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔“ فرمایا کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اور ایک ایک چیز میرا ذکر کر رہی ہے اور میرا ذکر کر کے مجھے بنا رہی ہے لیکن اے انسان تجھے اتنی عقل نہیں ہے کہ تو اس کے ذکر کو پہچان سکے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اس لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتا ہے کہ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میرا ذکر فکر اس لئے کرو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود راضی ہو جائیں دیکھیں کہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا مقام ہے۔ حدیث قدسی میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ساری دنیا سجدے کے رکوع کر کے اور راتوں کو جاگ جاگ کے مجھے راضی کرنے میں لگی ہوئی ہے لیکن اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک میں ہوں کہ جو چاہتا ہوں کہ تو راضی ہو جائے۔ یہاں تو فرمایا کہ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ تا کہ تو راضی ہو جائے اور وہ مقام کہ جہاں قبلہ تبدیل کرنے کا حکم آیا ہے وہاں بھی اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا (البقرہ ۱۴۴) ”ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔“ اے

میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا رخ انور کسی قبلہ کی طرف پھیر لو۔ قبلہ نکرہ ہے نکرہ عام ہوتا ہے جیسے کہ کہا جائے شہر تو شہر کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن کسی خاص شہر کا نام لیا جائے جیسے کہ فیصل آباد تو یہ معرفہ بن جاتا ہے۔ ایک مخصوص اور معروف نام بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا رخ انور پھیر لیں کسی بھی قبلہ کی طرف اور قبلہ آپ کسی بھی سمت کو کہہ سکتے ہیں۔ قبلہ کے معنی سمت کے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی سمت کو قبلہ بنا لو تا کہ تَرُضُّہَا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی سمت میں اپنا رخ انور پھیر لیں کہ جس سمت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں۔ آپ تفاسیر کی کتب کا مطالعہ کر کے دیکھو کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر راضی تھے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا قبلہ بیت اللہ شریف خانہ کعبہ بنا دے۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا تھی جو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رضا بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دنیا والوں کا قبلہ یہ ہے کہ وہ مجھے راضی کریں لیکن اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارا قبلہ تو تیری رضا ہے جس طرف کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا رخ انور پھیر لیں گے وہی ہماری رضا ہوگی۔ قرآن مجید کی ان دو آیات مبارکہ سے پتہ چلا اور حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا بھی اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی عطا کر دی ہے فرمایا کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام جس پر تو راضی ہو جائے اسی پر میں بھی راضی ہو جاؤں گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام مبارک سے نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنا دیا۔ یہ ایک علیحدہ طویل موضوع ہے لیکن ہمیں قرآنی آیات اور احادیث سے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے تو تیری رضا ہی چاہئے۔ وہ شعر تھا کہ

سبھی تو حسن عمل سے خدا کو منا رہے ہیں  
جسے خود خدا منائے اسے آپ کیا کہیں گے  
تو جس کو خود خدا منائے وہ اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔  
الغرض فرماتے ہیں کہ

خدا کی مرضی ہے ان کی مرضی  
ہے ان کی مرضی خدا کی مرضی  
انہی کی مرضی سے ہو رہا ہے  
انہی کی مرضی سے کام ہو گا  
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم  
خدا چاہتا ہے رضا ئے محمد ﷺ

اس لئے دوستو اور بزرگو جس کو خود خدا منائے اس کو اللہ تعالیٰ کا محبوب علیہ السلام کہا جائے گا۔ نعت شریف کا یہ شعر اللہ تعالیٰ کی ارشاد قرآنی آیات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ کا ترجمہ ہے۔ اس سے اگلا شعر ہے کہ

جو خطا پر خوب پکڑے وہ خدائے لم یزل ہے  
جو خطائیں بخشوائے اسے آپ کیا کہیں گے  
اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ (۱۲)



”بیشک تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے یہ اصول بنا دیا ہے کہ میں گنہگاروں کو سخت پکڑوں گا لیکن اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے وعدہ لے لیا ہے کہ میں بھی اتنے متک راضی نہیں ہوں گا اور سجدے سے سر نہیں اٹھاؤں گا جب تک کہ اپنے آخری گنہگار امتی کو بھی بخشوا کر جنت میں نہیں لے جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کا کام پکڑنا ہے جو نیک ہیں وہ تو اپنے اعمال کی بنا پر بخش دئے جائیں گے وہ تو جنت میں چلے جائیں گے لیکن ایک طویل حدیث مبارکہ ہے کہ حشر کے روز ساری مخلوق حضرت آدم علیہ السلام کے پاس اکٹھی ہو جائے گی اور ان سے شفاعت کی درخواست کرے گی۔ حضرت آدم علیہ السلام انکار فرمائیں گے پھر ساری مخلوق دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام کے در پر حاضر ہو کر شفاعت کی طلبگار ہوگی لیکن ہر نبی علیہ السلام بھی جواب دے دیں گے کہ آج وہ شفاعت نہیں کر سکتے۔ آخر ساری مخلوق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پر حاضر ہو جائے گی اور شفاعت کی بھیک مانگے گی تو کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ انا لہا میں تو بنا ہی تمہارے لئے ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مقام ناز ہوگا کہ جس دن ساری مخلوق آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام ناز کو دیکھنے آئی ہوگی۔ حضرت حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِمْ بِذَاتِ الصُّدُورِ (الشوریٰ ۲۴) ”اللہ تعالیٰ دلوں کی باتیں جانتا ہے۔“ جو نیکیاں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی جانتا ہے جو برائیاں کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے۔ اس لئے چاہئے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز کسی کا حساب نہ لیتا کیونکہ وہ سب کچھ جانتا ہے سب کے اعمال کو جانتا ہے وہ دلوں کے بھید بھی جانتا ہے اسے ہر کسی کا علم ہے کہ کون کیا کر رہا ہے۔ لیکن ساری

مخلوق کو اکٹھا کر کے میزان کیوں لگایا جائے گا۔ فرمایا: ے

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا

کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کو ایک جگہ اکٹھی کر کے میزان پر لائے گا اور

وہاں ان کے اعمال تو لے جائیں گے آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا: ے

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا

کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

وہ دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محبوبی دکھانے کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ اس روز

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ناز دکھائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رب کائنات کی

بارگاہ میں سجدہ کریں گے اور ایسا سجدہ کریں گے کہ اللہ تعالیٰ خود فرمائیں گے کہ اے

میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اب کافی سجدے ہو گئے اب آپ سجدہ سے سر

اٹھائیں۔ اپنی زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے لمبے لمبے سجدے کرتے آئے ہو

کہ مجھے یہ کہنا پڑا۔ يٰٓاَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ اَلَيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا نَّصْفَةً اَوْ نَقْصُ مِنْهُ

قَلِيْلًا ۝ اَوْزِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا (المزل ۴-۱) ”اے جبرمٹ مارنے

والے رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرو یا اس پر

کچھ بڑھاؤ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔“ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں بڑے لمبے لمبے سجدے کر آئے ہو اب یہ مقام سجدہ

کرنے کا نہیں ہے۔ یہ دن تو میں نے اس لئے بنایا ہے کہ پوری کائنات کو ایک جگہ

اکٹھا کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دکھائی جائے آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

شان دکھانے کا دن ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر سجدہ میں رکھ دیا ہے اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا سر مبارک اٹھائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہنا چاہیں وہ کہتے جائیں اور میں سنتا جاؤں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مانگتے جاؤ اور میں عطا کرتا جاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرماتے جاؤ گنہگاروں کو مجھ سے چھڑواتے جاؤ اور میں ان کو چھوڑتا جاؤں گا۔ کوئی حسن عمل کر کے اللہ تعالیٰ کو منارہا ہے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے چھٹکارہ حاصل کر رہا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آئے ہوئے کو چھڑواتے ہیں۔ تو شعر کہہ رہا ہے کہ جو خطائیں بخشوائے آپ اسے کیا کہیں گے۔ ہم اسے اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کہیں گے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بنایا ہے تو اللہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کو نہیں موڑیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی طلب فرمائیں گے اللہ تعالیٰ وہ عطا کرتے جائیں گے۔ اس سے اگلا شعر ہے کہ ۔

اللہ کے غضب سے دوزخ بھڑک رہی ہے

جو اس آگ کو بجھائے اسے آپ کیا کہیں گے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ کی اس بھڑکتی ہوئی آگ کو بجھائیں گے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کی چھتری ہوگی۔ پل صراط بال سے بھی باریک اور تلوار سے بھی زیادہ تیز ہوگی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اس پر سے بھی گزر جائیں گے۔ پل صراط ایک بڑھکتی ہوئی آگ پر پل بنایا گیا ہے لیکن کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ عنایت سے اور نگاہ شفاعت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے سارے کے سارے اس پل پر سے صحیح سلامت

گزر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے آتش دوزخ کو بجھا دے گا۔ پھر فرمایا کہ ۔

جنت تو حسن سے عمل سے ملی ہے نہ ملے گی

جو اس جنت کو بسائے اسے آپ کیا کہیں گے

جنت ایک بڑی عظیم شان کی مالک جگہ ہے لیکن جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں وہ جگہ جنت سے بھی زیادہ افضل ہے۔ اس پر علماء کرام کا اتفاق ہے اور حضرت علامہ امام عزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اور تمام علماء کی سب باتوں کا نچوڑ لکھا ہے کہ جس جگہ پر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں وہ جگہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے اعلیٰ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ مَا بَيْنَ

مِمْبَرِيَّ وَبَيْنِي أَوْ مَا بَيْنَ قَبْرِي وَمِمْبَرِيَّ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

کہ میرے ممبر اور میرے گھر یا فرمایا کہ میرے ممبر اور میری قبر اقدس کے درمیان والی

جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اس لئے جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کے قدمین شریفین لگتے ہیں وہ جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جاتی

ہے اور جنت سے بھی اعلیٰ و ارفع و افضل جگہ بن جاتی ہے۔ وہ جگہ عرش اعظم سے بھی

افضل ہے۔ جنت سے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ وہ ایسی جگہ ہو

گی اس میں ایسے میوے ہوں گے ایسی نہریں ہوں گی۔ پھلوں کے گچھے لٹک رہے

ہوں گے۔ شراب طہور کے ایسے مٹکے رکھے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ذکر کر کے

مومن کے دل لباتا ہے۔ اتنی پیاری جنت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس

جنت میں تشریف لے جائیں گے تو اس کا حسن اور بھی زیادہ دو بالا ہو جائے گا اللہ تعالیٰ



اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں بھیج کر جنت کو بسا دے گا۔ پھر فرمایا۔ ے

اللہ تو غیب رہا ہے سب سے بلند رہا ہے

جو اللہ کو دیکھ آئے اسے آپ کیا کہیں گے

فرمایا کہ جو خدا کو دیکھ کر آئے اللہ تعالیٰ کو مل کر آئے اسے آپ کیا کہیں گے اسے  
اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کو اپنے پاس لامکان میں بلایا اور بے حجاب اپنا دیدار کرایا۔ اور حضور نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ایسی حقیقت دکھائی کہ جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے  
بھی پوشیدہ تھی۔ معراج کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو اپنی حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کو عطا فرمائی اس حقیقت سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی واقف نہیں تھے۔  
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صرف ایک تجلی دیکھی تو آپ اللہ تعالیٰ کے جلوؤں میں کھو  
گئے اپنے ہوش و حواس بھی برقرار نہ رکھ سکے یہ ان کی اپنی شان کے لائق تھا کہ وہ  
بے ہوش ہو گئے۔ حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ  
علیہ السلام اپنے چہرے پر پردہ ڈال کر رکھتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور ان  
کے چہرے پر اتنا تھا کہ کوئی ان کو دیکھنے کی تاب نہ لاسکتا تھا۔ کسی آنکھ میں اتنی طاقت  
نہیں تھی کہ وہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے چہرے کو دیکھ سکے تو جو اللہ تعالیٰ کی  
صرف ایک تجلی دیکھے اس کے چہرے پر نور اور اس کا حسن اتنا ہوتا ہے کہ اگر چہرے  
سے پردہ اٹھ جائے تو کوئی دیکھ نہ سکے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی  
ذات بابرکات کو بے حجاب دیکھا ہے پھر بھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم تکلی باندھ  
کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھا کرتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ علامہ

شہیر احمد عثمانی جو کہ دیوبند کا ایک بہت بڑا محدث مانا جاتا ہے اس نے صحیح مسلم شریف کی شرح لکھی ہے وہ لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج شریف سے واپس آنے کے بعد اپنی حقیقت کے پردے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر ڈال دئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت کو چھپا دیا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال ظاہر کو چھپا دیا تھا کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کے پردے اٹھا دیتا تو پھر کسی کی مجال نہ ہوتی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی طرف آنکھ بھی اٹھا کر دیکھ سکتا۔ اسی لئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا کہ اے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نے میرا بچپن بھی دیکھا ہے، میرا لڑکپن بھی دیکھا ہے، میری چڑھتی جوانی بھی دیکھی ہے، میرا شباب نبوت بھی دیکھا ہے۔ مجھے اپنے کندھوں پر سوار کر کے غار ثور تک بھی لے گئے ہو، لیکن تم کہیں یہ دعویٰ نہ کر بیٹھنا کہ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو پہچان لیا ہے۔ میری حقیقت میرے اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور پر اتنا جمال تھا کہ حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں دیواروں کے قریب سے گزرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے وہ دیواریں بھی روشن ہو جایا کرتی تھیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ان دیواروں میں اپنے چہرے دیکھ لیا کرتے تھے ان دیواروں میں اپنا عکس دیکھ لیا کرتے تھے اس لئے جو خدا کو دیکھ آئے اسے اللہ تعالیٰ کی حقیقت کہیں گے اللہ تعالیٰ نے ایسی حقیقت اپنے حبیب علیہ

الصلوة والسلام کو عطا فرمائی اور اپنی حقیقت کے پردے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کے لئے اٹھا دیئے کہ اس حقیقت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اور پہچان نہیں سکتا پھر فرمایا:

جو کہا جا رہا ہے ہرگز نہیں لائق اس کے

جو سمجھ میں ہی نہ آئے اسے آپ کیا کہیں گے

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کسی کی سمجھ میں نہیں آئی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک وصف بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ ذات کو سمجھنے کے لئے تو ہماری عقل فہم ادراک شعور سب قاصر ہیں وہ ذات ورئی الوریٰ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایک وصف بھی ہماری عقل و سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ وصف تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بھی معجزہ دیکھ لیں اور ہر معجزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک وصف ہے اور معجزہ اس کو کہتے ہیں جو انسانی عقل و شعور میں نہ آئے جسے سائنس بھی حل نہ کر سکے۔ مافوق الفطرت بات کو معجزہ کہتے ہیں اس کو سمجھنے میں عقل و شعور عاجز آ جاتے ہیں۔ معجزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی وصف کی بھی پہچان ممکن نہیں ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذات کی پہچان کہاں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

خطاب حضرت علامہ قاری عزیز جہاں صاحب

برہانش پروفیسر محمد مختار احمد صاحب 01-10-11

## وسیلہ کیا ہے

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ مُحَمَّدٍ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ  
وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ

حضرات محترم اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ

وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوا (الحجہ ۳۵)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔“ فرمایا۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے ایمان والو۔ اللہ تعالیٰ نے کسی یہودی کو مخاطب نہیں فرمایا کسی عیسائی کو مخاطب نہیں کیا۔ کسی غیر مسلم بد مذہب کو خطاب نہیں کر رہا ہے۔ فرمایا یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے ایمان والو پہلے یہ دیکھنا ہے کہ ایمان والا کون ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اَمَنُوا کے چار حرف ہیں الف، میم، نون، واؤ۔ فرماتے ہیں کہ الف سے مراد اللہ۔ میم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ نون سے مراد نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور واؤ سے مراد ولی ہے فرمایا کہ جو ان چاروں کو مان جائے وہ ایمان والا ہے۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَقُوا اللَّهَ ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ متقی بن جاؤ پرہیزگار بن جاؤ۔ تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ کیا ہوتا ہے۔ علماء کرام مفسرین نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق



تقویٰ کی تعریف کی ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی آیا ہے کہ یوں سمجھ لیں کہ جس طرح سے کوئی خاردار جھاڑیوں میں سے گزر رہا ہو اور اپنے جسم پر چادر اوڑھ رکھی ہو تو وہ اپنے کپڑوں کو بڑا پیٹ کر سنبھال کر گزرتا ہے کہ کہیں اس کے کپڑے اس کی چادر کسی کانٹے میں نہ پھنس جائیں اس طرح سے اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جا کہ کہیں تو کسی کانٹے میں نہ پھنس جائے یعنی اس اللہ تعالیٰ کو ماننا اس کے امر کو ماننا۔ جو اس نے حکم دیا ہے اس کی تعمیل کرنا جس چیز سے مالک نے روک دیا ہے اس سے باز رہنا ہر شک و شبہ سے باطن کو پاک و صاف کر کے رکھنا تقویٰ ہے یعنی متقی وہ ہے کہ جو یکا نمازی، روزہ دار، حاجی، زکوٰۃ، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو خوف اور حزن والا ہو۔ فرمایا کہ اے ایمان والو متقی بن جاؤ۔ تقویٰ اختیار کرو اور پھر فرمایا۔ **وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** اللہ تعالیٰ کے راستہ میں۔ اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ وسیلہ پکڑ نہیں فرمایا بلکہ **وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ وسیلہ کو تلاش کرو۔ کیوں کہ وسیلہ تیرے پاس نہ آئے تو خود وسیلہ کی طرف جا۔ وسیلہ ڈھونڈنے کے بعد پھر سست ہو کر نہ بیٹھ رہنا۔ **وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ** اس کے راستہ میں مجاہدہ کرو۔ تو پھر یا اللہ کیا ہو گا فرمایا **لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ** کہ تم فلاح پا جاؤ۔ نجات پا جاؤ اور جنتی بن جاؤ۔ اب بات یہ ہے کہ وسیلہ کیا چیز ہے تمام محدثین مفسرین اور علماء امت، صلحاء امت، اولیاء اللہ۔ فرماتے ہیں کہ وسیلہ سے مراد مرشد کامل شیخ کامل کی ذات ہے۔ سب سے پہلا شخص جس نے وسیلہ کا انکار کیا وہ ابن تیمیہ ہے جس نے قرآن مجید کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ اور تمام امام اہل سنت تمام اولیاء امت تمام مفکرین کرام فرماتے ہیں کہ وسیلہ سے مراد شیخ کامل کی ذات ہے یعنی مرشد کریم کی بیعت ہے۔ اب یہ معاملہ ہے کہ اس نظریہ میں ڈیڑھ سو

سال سے اختلاف پیدا ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ وسیلہ عمل ہے عامل نہیں ہے وہ ذرا غور فرمائیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ **وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ (البقرہ ۴۵)** ”اور صبر اور نماز سے مدد چاہو“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد مانگو۔ عرض کیا کہ یا اللہ کیا میں صبر سے مدد مانگوں یا نماز سے مدد مانگوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبر سے مدد مانگو کیا صبر خدا ہے۔ نہیں ہے اگر صبر سے مدد مانگنا جائز ہے تو پھر میرے آقا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صبر کا سرخیل ہے اس سے مدد مانگنا کیوں جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ماننے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کی ہی بات کافی ہے کسی اور کی بات ضروری نہیں ہے۔ تمام اہل سنت تمام اولیاء اللہ متفق ہیں اس سے متعلق جتنے بھی حوالہ جات چاہوں مل سکتے ہیں جو دل میں آئے وہی تفسیر پڑھ کر دیکھ لیں۔ اب مخالف کا معاملہ باقی رہ گیا۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے شاہ ولی اللہ دہلوی کی بیعت کی ہے۔ میں بلا تعصب بیان کر رہا ہوں ان کی تحقیق ہے۔ ان کی کتاب احمد بن عبد الوہاب کی کتاب توحید کا ترجمہ ہے۔ یہ کتاب تقویۃ الایمان ہے جو جامعہ سلفیہ میں پہلے سال کے نصاب میں لازمی طور سے پڑھائی جاتی ہے اس کتاب کو پڑھے بغیر ان کا مولوی بنتا نہیں ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تصنیف صراط مستقیم ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ وسیلہ سے مراد اللہ کی راہ میں مرشد کریم کی ذات ہے اور اہل سلوک اس آیت مبارکہ کو سلوک کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں اور وسیلہ مرشد کریم کو جانتے ہیں پس مرشد کریم اللہ کی راہ میں پہنچنے کا وسیلہ ہے یہی سنت اللہ پیاری ہے بدوں راہبر اس راہ میں اس راستے کو پالینا نہایت نادر اور کمیاب ہے اب اسی شاہ صاحب کی کتاب منصب امامت ص 75 پر وہ لکھتے ہیں کہ وسیلہ سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے مرید کو

اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے یہاں بھی وسیلہ سے مراد مرشد کریم کی ذات ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب قول جمیل میں لکھا ہے کہ وسیلہ سے مراد ارادت اور مرشد کریم کی بیعت ہے۔ یہ جو دیوبندی ہیں یہ سب شاہ ولی اللہ کے پیروکار ہیں۔ ارادت سے مراد مرید ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ارادہ کرے اور اسی سے ارادت ہے اور مرشد کامل جو اللہ تعالیٰ کی پہچان کا وسیلہ ہے اور وہ بے صورت ذات بغیر صورت کے نظر نہیں آتی اب تو معاملہ صاف ہو گیا کہ ماننے اور نہ ماننے والے بھی وسیلہ سے مراد مرشد کریم کی ذات لیتے ہیں اور یہ کسی بندے کا اپنے پیر کے ہاتھ پر بیعت ہونا ہے اور جو مخالفین ہیں ان کی کتب میں سے بھی یہ واضح ہو گیا کہ وسیلہ سے مراد مرشد ہی کی ذات ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے جو یہ حکم دیا کہ **وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْمُسْلِمَةَ** اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اس وسیلہ سے مراد مرشد کریم کی ہی ذات ہے اب اللہ تعالیٰ کے حکم کے بعد پھر کس کے حکم کا انتظار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تقویٰ اختیار کرو اور تقویٰ اختیار کرنے کے لئے فرمایا کہ کسی وسیلہ کو تلاش کرو اور وسیلہ کون ہے یہ مرشد کریم کی ذات ہے لہذا کسی ولی اللہ کی بیعت کرو۔ کسی شیخ کامل کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ کہ شیخ کامل کے بغیر کوئی تقویٰ حاصل نہیں کر سکتا ہے۔ جو کوئی چیز لینا ہو اس چیز کی دکان پر جانا پڑتا ہے۔ قصاب کی دکان سے گوشت تو مل سکتا ہے تقویٰ نہیں ملے گا۔ صراف کی دکان سے سونا مل سکتا ہے۔ سونا خریدنے کے لئے سنار کے پاس جانا ہوگا۔ کپڑا خریدنا ہو تو بزاز کی دکان پر جانا ہوگا۔ جو جنس خریدنی ہو اسی سے متعلقہ دکان پر جانا ہوگا۔ تقویٰ حاصل کرنے کے لئے کسی متقی اور پرہیزگار کے پاس جانا ہوگا کسی عالم دین اور مفسر کے پاس جانا ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے۔ ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ (البقرہ ۲) ”وہ بلند رتبہ کتاب کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں ہدایت ہے ڈروالوں کو۔“ قرآن متقی لوگوں کے لئے ہدایت ہے لیکن ہدایت حاصل کرنے کیلئے کسی مرشد کامل سے بیعت ہونا ضروری ہے کسی مرد کامل کی قدم بوسی ضروری ہے کہ یہ تقویٰ کی دکان ہے اس دکان سے تمہیں تقویٰ حاصل ہوگا۔ جس کے اپنے پاس تقویٰ نہیں ہے وہ تمہیں تقویٰ کہاں سے دے گا۔ علم لینا ہے تو کسی مدرسہ سے ملے گا۔ دولت لینی ہو کسی دولت مند سے ملے گی اگر تقویٰ لینا چاہو تو وہ کسی مرشد کامل سے ملے گا۔ اگر تقویٰ حاصل کرنا ہو تو وہ کسی متقی کی نگاہ سے ملے گا جب مرشد کریم کی نگاہ پڑے گی تو يُزَكِّيهِمْ انہیں پاک کرتے ہیں۔“ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پاک کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے مرشد کریم بھی پاک کرتے ہیں۔ اب دیکھیں کہ ہمیں تقویٰ کی دکان کا پتہ چل گیا کہ تقویٰ کہاں سے ملتا ہے تو جب تقویٰ جو حاصل کرنا ہے تو پھر مرشد کریم سے بیعت کر لی اور اپنے سچے شیخ کامل کے ہاتھوں میں ہاتھ دیدئے اب یہ نہیں ہے کہ بس بیعت کر لی ہے پیر کامل کا دامن پکڑ لیا ہے اب اور کوئی ضرورت نہیں رہی کسی عمل وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں رہی اور پیر صاحب بھی یہ کہیں کہ اب تمہارے لئے خیر ہی خیر ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ فرمایا وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ اس کی راہ میں مجاہدہ کرو۔ کوشش کرو یہاں جَٰهَدُوا کے معنی کوشش کرنا ہے۔ جہاد میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کے دین کی خاطر کوشش کرتے ہیں کفار و مشرکین کو سیدھی راہ پر لانے کیلئے کوشش کرتے ہیں اگر وہ نہ مانیں تو پھر ان کے خلاف جنگ کر کے ان کو قتل کرتے ہیں کہ وہ قتل کے خوف سے ہی ڈر جائیں اور سیدھی راہ پر آجائیں۔ کسی شیخ کامل کے دامن سے



وابستہ ہونے کا مطلب ہے کہ متقی بن جانا۔ تقویٰ حاصل کرنا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در تک پہنچنا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق استوار کرنا ہے۔ اس کے لئے کوشش کرنا ہے اب جہاں مرشد کریم بٹھائے وہاں بیٹھ جاؤ۔ جہاں کھڑے ہونے کا حکم دیں وہاں کھڑے ہو جاؤ۔ جو بھی وہ حکم دیں اس کو مان جاؤ۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (التوبة ۱۱۹)** ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔“

فرمایا کہ سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ ظاہری باطنی طور سے بھی ان کے ساتھ ہو جا۔ روحانی طور سے بھی ان کے ساتھ ہو جاؤ تیرا ذکر فکر ہر وقت ان کے ساتھ ہو جائے ان کا بن کر رہے۔ اگر تو ان کا بن کر رہے گا تو پھر متقی بن جائے گا جب متقی بن گیا تو پھر تمہیں کیا حاصل ہوگا فرمایا۔ **لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُوا** کہ تم فلاح پاؤ۔ فلاح پانے کے لئے متقی بن جانا ضروری ہے اور متقی مرشد کریم کے دامن سے وابستہ ہو کر ہی بنتا ہے لہذا بیعت بہت ضروری ہے۔ جس کتے کے گلے میں پٹہ ہوتا ہے وہ اس بات کی نشانی ہوتی ہے کہ یہ کسی کا پالتو کتا ہے اس کو کمیٹی والے بھی نہیں مارتے ہیں۔ دوسرے جو آوارہ کتے گلی کو چوں میں پھرتے ہیں۔ خواہ مخواہ لوگوں پر بھونکتے ہیں۔ لوگوں کو کاٹتے ہیں۔ بیماریاں پھیلاتے ہیں ان کو کمیٹی والے تلف کر دیتے ہیں ان کو جان سے مار دیتے ہیں۔ جس کتے کے گلے پٹہ ہوتا ہے وہ خواہ کیسا ہی بھونکنے والا کیوں نہ ہو۔ وہ کیسا ہی کاٹنے والا ہو اس کو کمیٹی والے بھی کچھ نہیں کہیں گے۔ لہذا آپ بھی کسی کا بن کر رہیں کسی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال کر رہتا کہ **لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُوا** کہ تم فلاح پا جاؤ تم کامیاب ہو جاؤ۔ پہلے ایمان لے آئے پھر متقی بن گئے اور تقویٰ اختیار کرنے کے

لئے کسی مرشد کامل کی بیعت کر لی اور بیعت کرنے کے بعد مرشد کریم کے بتائے ہوئے ذکر فکر و وظائف میں مجاہدہ کیا کوشش کر لی تو فلاح ابھی باقی ہے۔ فلاح اس وقت پائے گا جب تو ہر طرح سے مرشد کریم کا بن جائے گا۔ ان تمام کاموں کے لئے اللہ تعالیٰ نے شرط رکھی ہے اور وہ شرط ہے **وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** ڈھونڈو یعنی کسی شیخ کامل کی بیعت کرو اور اس شرط کا حاصل کیا ہے کہ **لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُوا** کہ تم فلاح پا جاؤ۔ اگر شرط پوری نہیں کی تو اس کا حاصل بھی کچھ نہیں ہے۔ اگر پیر کامل نہیں ہے تو پھر فلاح بھی نہیں ہے اگر فلاح نہیں ہے تو فرمایا **أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ** (المجادلہ ۱۹) وہ شیطان کے گروہ ہیں۔ فلاح نہ پانے والے شیطان کا ٹولہ ہے۔ اس لئے جس کو فلاح نہ ہو وہ شیطان کے پیروکار ہیں اور ان کا انجام کیا ہے۔ **أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ** (المجادلہ ۷۱) ”وہ دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا۔“ وہ جہنمی ہیں اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے جب فلاح سے نکل گیا تو اللہ تعالیٰ کی جماعت سے نکل گیا۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ سے نکل گیا۔ کافر ہو گیا۔ شیطان کی جماعت میں داخل ہو گیا۔ بچے سکول میں داخل کرائے جاتے ہیں کہ وہ استاد کے بغیر پڑھ نہیں سکیں گے۔ پڑھائی کے لئے تعلیم حاصل کرنے کے لئے استاد کا ہونا ضروری ہے۔ اگر ریاضی پڑھنی ہو تو ریاضی کے استاد کے بغیر وہ نہیں پڑھ سکے گا۔ انگریزی پڑھنی ہو تو انگریزی کے استاد کے پاس جانا ہوگا۔ انجینئرنگ کا کورس کرنا ہو تو تو کسی قابل انجینئر کے بغیر نہیں کر سکتا۔ خرد کا کام سیکھنا ہو تو کسی خردیئے استاد کے بغیر نہیں سیکھ سکتا دنیا کا کوئی بھی کام لے لو جو بھی کام کرنا ہوگا اس کا فن سیکھنا ہوگا تو اس فن کا ماہر اس فن کا استاد جب تک نہیں پکڑے گا تو وہ فن اس کو نہیں آ سکتا۔ لہذا شریعت

بھی ایک علم ہے۔ شریعت قانون ہے اور طریقت اس قانون کا نفاذ ہے عمل ہے جو اپنے آپ پر نافذ کرنا ہوتا ہے اس کو طریقت کہتے ہیں۔ حقیقت وہ ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے اور معرفت وہ ہے کہ جب قَابِ قَوْسَيْنِ کا اتصال ہو جاتا ہے۔ یہ تمام ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہیں۔ شریعت کا علم حاصل کرنے کے لئے علماء کے پاس جانا ہوگا صرف اور نحو پڑھنا پڑے گی گردانیں یاد کرنی پڑیں گی۔ گرائمر ساری پڑھنی پڑے گی تو پھر علم حدیث علم تفسیر پڑھے گا درس نظامی کا کورس مکمل کرے گا تو پھر مولوی بنے گا عالم بنے گا۔ اور جب متقی بننا ہوگا تو پھر متقی استاد سے سبق اسباق سیکھنے ہوں گے۔ مرشد ہدایت دینے والا۔ رشد کا راہ دکھانے والا۔ امیر، استاد، پیشوا، شیخ اور بیعت، مرید، شاگرد، طالب ہے۔ بیعت کے لغوی معنی بک جانا بیعت کا معنی عہد، اقرار کرنا ہے جب بندہ بیعت کرتا ہے تو وہ اقرار کرتا ہے کہ اب جو بھی مرشد کریم بتائے گا وہ مرید وہی کرے گا۔ مرید اپنے مرشد کریم سے عہد کرتا ہے۔ مرشد تقویٰ کی دکان ہے اگر کہیں اور چلے جاؤ گے تو تقویٰ نہیں ملے گا۔ حضرت عبدالوہاب شیرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے قطب ہیں۔ قطب کے معنی کلی۔ پرانے زمانہ میں چکی ہوتی تھیں۔ عورتیں اپنے ہاتھوں سے آٹا پیسا کرتی تھیں۔ پتھر کے دو ٹکڑوں کے درمیان ایک کھلی ہوتی تھی جس کے گرد پتھر گھومتا تھا۔ ایک ہاتھ سے اس میں دانے ڈالے جاتے تھے ایک پتھر دوسرے پتھر پر گردش کرتا تھا۔ اب تو زمانے کے انداز تبدیل ہو گئے۔ مشینیں آ گئی ہیں ہاتھ سے کام کرنے کا دور ختم ہو گیا۔ جو دانے اس قطب کے ساتھ چمٹ کر رہتے تھے اس کھلی کے گرد لگے رہتے تھے وہ نیچے رہتے تھے اور جو دانے اس کھلی سے دور ہو جاتے تھے وہ پتھر کے نیچے آ کر پس جاتے

تھے اور آئنا بن جاتے تھے۔ جو دانہ گلی کے ساتھ چٹ کر رہ جاتا ہے اس کو کچھ نہیں ہوتا خواہ وہ چکی سو سال بھی چلتی رہے۔ اگر تو پیر کامل کے ساتھ چٹ کر رہے گا تو زمانے کی ہر آفت و بلا سے محفوظ رہے گا اور اگر مرشد کریم کی پناہ سے دور ہو جائے گا تو شیطان کے گھیرے میں آ جائے گا اور شیطان کے ساتھ ہمیشہ کے لئے جہنم میں چلا جائے گا۔ حضرت عبدالوہاب شیرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پیرو مرشد سے سنا کہ مالی کے بغیر کوئی پودا از خود جاگ جاتا ہے۔ خود رو پودا ہوتا ہے اس کو پتے تو لگ جاتے ہیں لیکن اس کو پھل نہیں لگتا ہے۔ اگر کسی شخص کا کوئی پیرو نہیں ہے وہ اگرچہ کتنا ہی علامہ بن جائے وہ کتنا ہی زاہد بن جائے۔ وہ کتنا ہی عابد ہو جائے وہ نفس شیطانی کا بندہ ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلُ بِہٖ خَبِيْرًا (الفرقان ۵۹) ”وہ بڑی مہر والا۔ تو کسی جاننے والے سے اس کی تعریف پوچھ۔“ تم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ہے اللہ تعالیٰ کو پانا ہے تو پھر فَسْئَلُ بِہٖ خَبِيْرًا لہٰذا اس سے پوچھو جس کو اس کی خبر ہے۔ اس کے پاس جاؤ تا کہ وہ تمہیں راستہ دکھائے۔ یہ شیطان بڑا مردود ہے۔ حضرت سرکار جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید جو اپنے پیر صاحب کی صحبت میں رہا تو اس میں کمال پیدا ہو گیا۔ اس نے سوچا کہ مجھ میں تو بہت کمال پیدا ہو گیا ہے میں بہت باکمال ہو گیا ہوں اس نے اپنے پیرو مرشد کی صحبت ترک کر دی اور اپنے گھر بیٹھا رہا۔ حالانکہ جس میں کمال پیدا ہوا وہ کتنا متقی اور پرہیزگار ہوگا۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

راہ دے راہ دے ہر کوئی آکھے میں دی آکھاں راہ دے

بنا مرشداں راہ نہیں لمھناتے رل مرسیں وچہ راہ دے



آدمی جتنا مرضی کامل ہو جائے لیکن اگر وہ پیر و مرشد کو چھوڑ دے گا تو وہ گمراہ ہو جائے گا۔ اگر کوئی سمجھے کہ میں تو اب خود کامل ہو گیا ہوں سمجھو کہ وہ گمراہ ہو گیا۔ وہ جو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا اس کو بہت خوشبو آنے لگی اس کی چار پائی اور پراٹھ جاتی وہ ایک باغ میں پہنچ جاتا کہ ہر طرف پھول کھلے ہوئے اور مہکتے لہراتے ہوئے ہوتے ان کی خوشبو بڑی مسحور کن ہوتی اس نے دوسرے لوگوں کو بھی اپنی کیفیت بتانی شروع کر دی اور اس کا بڑا چرچا ہونے لگا۔ آہستہ آہستہ اس کی بات حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تک بھی پہنچی آپ تو سب کچھ جانتے تھے آپ ایک روز اٹھے اور اس کے پاس تشریف لے گئے اور باطنی طور سے دیکھا کہ اس میں بہت غرور اور تکبر ہے فرمایا کہ بھی اب تو بڑی کرامت والا ہو گیا ہے لیکن اب جب تو پرواز کرے اور بلندی پر پہنچے تو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ پڑھ لینا۔ رات ہوئی تو اس کی پرواز پھر جاری ہو گئی اس کی چار پائی جب بلندی پر پہنچی تو اسے خیال آ گیا کہ پیر صاحب نے فرمایا تھا کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ پڑھ لینا۔ اس نے پڑھا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ تو اس کی چار پائی یک دم نیچے گری چاروں طرف بدبو پھیل گئی اس کا رنگ کالا سیاہ ہو گیا اس کو پتہ چل گیا کہ اصل ماجرا کیا تھا۔ ضمیر ہمیشہ حق کی راہنمائی کرے گا یہ کبھی برائی کی بات نہیں کرتا۔ نفس خمیٹ ہے وہ ہمیشہ برائی کی بات ہی کرتا ہے۔ پیر صاحب نفس کو نکیل ڈال کر رکھتا ہے۔ اس کی کنڈی اپنے پاس رکھتا ہے اور وہ اپنی کنڈی کو اپنے پیر کے ساتھ جوڑ کر رکھتا ہے نفس کی نکیل کی جو کنڈی ہوتی ہے وہ تیرے پیر صاحب کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اس طرح یہ کنڈی درکنڈی ایک زنجیر بن جاتی ہے اور جو آخری کنڈی ہوتی ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

دست مبارک میں ہوتی ہے جب تک تیرے نفس کی کنڈی تیرے پیر صاحب کے ہاتھ میں رہے گی تو پھر تو بھی سیدھی راہ پر رہے گا اگر تو وہ کنڈی پیر صاحب کے ہاتھ سے کھینچ لے گا پیر صاحب سے رابطہ ختم کر دے گا پیر و مرشد سے واسطہ ختم کر دے گا تو تیرا بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ مرشد کریم کے بغیر نفس سے بچنا ناممکن ہے۔ عارف رومی حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے آپ کی دستار مبارک کا شملہ بہت لمبا ہوتا تھا اتنا لمبا ہوتا تھا کہ ستر آدمی آپ کے پیچھے کھڑے اس کو تھامے رکھتے تھے کسی نے پوچھا کہ حضرت صاحب آپ کی دستار کا شملہ اتنا لمبا کیوں ہوتا ہے فرمایا کہ میرا علم بھی اتنا ہی لمبا ہے۔ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس بہت ساری کتب پڑی ہوئی تھیں جو ساری کی ساری ہاتھوں سے ہی لکھی گئی تھیں۔ حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ اس مسجد میں تشریف لے آئے تو حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی توجہ نہ فرمائی اور آپ کے پاس سے گزر گئے اور ایک حقیر نظر سے دیکھا کہ یہ کون ہے اور کیوں آیا ہے۔ حضرت تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کا دریائے رحمت جوش میں آ گیا۔ آپ نے کتب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ ایں چیست یہ کیا ہے مولانا روم نے فرمایا تو نے دانی یہ وہ ہے جو تو نہیں جانتا۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور اندر تشریف لے گئے فرمایا کہ یہ ایک ایسا علم ہے جسے تو نہیں جانتا تجھے ان کتب سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ حضرت شاہ شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ جوش میں آ گئے اور ساری کتب اٹھا کر مدرسہ کے حوض میں پھینک دیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ پریشان ہو گئے کہ میری ساری عمر کی کمائی تباہ ہو گئی میرا سارا علم برباد ہو گیا۔ حضرت شاہ شمس تبریزی رحمۃ اللہ

علیہ نے جب مولانا روم کی پریشانی دیکھی تو فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہنے لگے کہ میرے پلے میں تو کچھ بھی نہیں رہا میرا سارا علم تباہ و برباد ہو گیا میری ساری عمر کی کمائی آج تباہ ہو گئی ہے۔ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ حوض میں ہاتھ ڈالتے ہیں اور کتاب باہر نکالتے ہیں اسے جھاڑتے ہیں تو اس میں سے مٹی اڑتی ہے اور کتاب بالکل خشک ہے آپ نے ساری کتب پانی سے نکال کر باہر رکھ دیں کوئی کتاب ضائع نہیں ہوئی تمام کتب بالکل خشک ہیں کسی کی سیاہی نہیں اتری حالانکہ حوض کا سارا پانی سیاہی دھل کر کالا ہو گیا تھا اب حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ پوچھتے ہیں کہ حضور ایں چیست حضرت صاحب یہ کیا ہے حضرت شاہ شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایں تو نے دانی یہ وہ ہے جو تو نہیں جانتا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سب کچھ چھوڑ کر حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہو گئے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ شریعت علم ہے طریقت عمل ہے حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھیں کہ مرید ہو کر ان کو کیا ملا فرمایا۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم

تا غلام شمس تبریزی نہ شد

جب تک میں نے شاہ شمس تبریز کی غلامی اختیار نہیں کی جب تک میں ان کا غلام نہیں بنا ان کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیا۔ جب تک ان کا مرید نہیں ہوا تب تک میں مولائے روم نہیں بن سکا میں مولائے روم اس وقت بنا جب میں نے شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی اختیار کی مشکوٰۃ شریف اور مسلم شریف میں یہ حدیث موجود ہے کہ اگر کوئی بندہ ایسے مر گیا کہ اس کے گلے میں بیعت کا پٹہ نہیں ہے تو وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا (الکہف ۱۷) اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز

اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر میں نے کسی کو گمراہ کر کے مارنا ہو تو میں کسی ولی کو اس کا مرشد بننے ہی نہیں دیتا۔ جس کو گمراہ کرنا ہو وہ کسی ولی کو مرشد نہیں مانے گا۔ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَهَّابًا لِّمَنْ يَكْفُرُ لَمْ يُقِمْ وَجْهًا لِلَّهِ لِيَأْذَنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا تَوَلَّوْا ۚ (سورہ اعراف: ۳۸) کسی ولی کو اپنا مرشد۔ لیکن اگر تم نے فلاح پانی ہے تو پھر کسی کے ہاتھوں میں ہاتھ دیدو۔ کسی شیخ کامل کی بیعت ہو جاؤ اللہ ہر جگہ موجود ہے لیکن وہ ہر جگہ ملتا نہیں ہے۔ ریلوے لائن ہر جگہ موجود ہے اور ریلوے گاڑی ہر جگہ اس پر رول دواں ہے۔ گاڑی اپنی لائن پر چلتی ہے لیکن وہ تمہیں ہر جگہ پر میسر نہیں آئے گی اگر گاڑی پکڑنی ہو تو تمہیں اسٹیشن پر جانا ہوگا۔ اگر تم لائن کے ساتھ کہیں بھی کھڑے ہو جاؤ گے کہ گاڑی یہاں سے گزرے گی تو میں چھلانگ لگا کر اس پر سوار ہو جاؤں گا یہ ممکن نہیں ہے یا اللہ آپ خود ہی بتا دیں کہ آپ کہاں ملتے ہیں۔ میں مسجد میں گیا تو مجھے نہیں ملا میں کعبہ شریف گیا تو مجھے نہیں ملا۔ میں راہب بن کر کلیسا گیا تو مجھے وہاں بھی نہیں ملا۔ یا اللہ تو کہاں ملتا ہے۔ فرمایا کہ میں ہر جگہ موجود ہوں لیکن میں تمہیں نہیں ملتا۔ اگر مجھے ملنا ہی ہے تو فرمایا: وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (التوبہ ۱۲۳) اور جان رکھو کہ اللہ پر ہیزاروں کے ساتھ ہے۔“ فرمایا کہ مجھے ملنا ہو تو جہاں کہیں میرا کوئی ولی ہے وہاں چلے جاؤ میں تمہیں وہیں پر ملوں گا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کا ارادہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھنے کا ہو وہ اہل تصوف کے ساتھ بیٹھ جائے۔ صوفی با صفا کے ساتھ بیٹھ جائے اللہ تعالیٰ کے ولی کے پاس بیٹھ جائے اس لئے حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کیمیا پیدا کن از مشتے گلے

بوسہ زن بر آستانِ کاٹے



فرمایا کہ اپنی مٹی کو اگر تو نے سونا بنانا ہے تو کسی پیر کامل کے آستانہ پر بوسہ دے دو۔ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ تیرے جسم کی مٹی سونا بن جائے اس میں چمک آجائے تو پھر کسی کامل مرشد کے دامن سے وابستہ ہو جا۔ حضرت صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے مہمان بنے ہوئے ہیں اس لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت لے کر میری کلی کے چوکیدار بنے ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ آپ کی محفل لگی ہوئی تھی۔ ایک کتا وہاں سے گزرا، یہ واقعہ ہماری کتب میں بھی موجود ہے اور دیوبندیوں کی کتب میں بھی لکھا ہوا ہے۔ ایک کتا آپ کی محفل کے قریب سے گزرا۔ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ایک نظر دیکھا۔ وہ کتا بڑا ادب ہو کر محفل سے دور بیٹھا رہا، اب ہوا یہ کہ وہ کتا جہاں کہیں بیٹھتا ہے شہر کے باقی کتے اس کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھتے ہیں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب یہ کتا شہر کے دوسرے کتوں کے لئے شیخ بن گیا ہے۔ حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید دریائے دجلہ کو پار کرنے لگا۔ دریا اس وقت طغیانی میں تھا۔ وہ مرید لہروں میں پھنس گیا اور ڈبکیاں کھانے لگا۔ اس کو غوطے آگئے وہ مرید تھا کسی شیخ کامل کے دامن سے وابستہ تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام دریا میں ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دو تا کہ میں تمہیں دریا سے باہر نکال دوں۔ وہ بڑا غیرت مند مرید تھا اس نے کہا کہ میں مرتا ہوں تو مرنے دے میں حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں میں ہاتھ دے چکا ہوں اب یہ ہاتھ کسی دوسرے کے ہاتھوں میں نہیں دوں گا۔ اس کو کہتے ہیں پیر کو ماننا تو بھی ذرا یہ کر کے تو دیکھ۔ ایک دودھ فروش نے پانچ کلو دودھ میں دو کلو پانی ملا دیا۔ اب یہ سات

کلو ہو گیا۔ پانی مفت مل جاتا ہے لیکن دودھ ساٹھ روپے کلو مل رہا ہے اب جو پانی دودھ میں مل گیا ہے اس کی قیمت بھی دودھ کی قیمت کے برابر ہو گئی ہے۔ میں نے پوچھا کہ اے پانی تو مفت میں بھی مل جاتا ہے آج تیری اتنی قیمت کیوں ہو گئی ہے آج تو بھی ساٹھ روپے کلو بک رہا ہے۔ پانی نے بول کر کہا کہ اے مولوی تجھے سمجھ نہیں آئی میں تو بالکل مفت ہی مل جاتا ہوں۔ میری تو کوئی قدر و قیمت نہیں ہے لیکن آج میں اس کے ساتھ مل گیا ہوں جو مفت میں نہیں ملتا ہے۔ وہ قیمت سے ملتا ہے۔ اب جو اس کی قیمت ہے وہی میری قیمت ہے۔ یا اللہ میں گناہ گار ہوں میں خطا کار ہوں میں سیاہ کار ہوں لیکن میں نے اس شیخ کامل کا دامن پکڑ لیا ہے جس نے دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑا ہوا ہے۔

خدایا بخت بنی فاطمہ  
کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ  
در دعویٰ تن کنی ور قبول  
من و دست و دامن آل رسول

جب تو آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہو جائے گا ان کا دامن پکڑ لے گا تو پھر جو ان کی قدر و قیمت ہوگی وہی تیری بھی ہو جائے گی قیامت کے روز دوزخی دور و یہ کھڑے کر دیئے جائیں گے اور جنتی لوگوں کو ان کے درمیان سے گزار کر جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ اللہ کے ولی جنت میں جا رہے ہیں۔ دوزخیوں میں سے ایک نکل کر ایک جنتی کے پاس آئے گا اور عرض کرے گا کہ بابا جی کیا آپ نے مجھے پہچانا ہے کہ نہیں بابا جی کہیں گے کہ پہچان کو چھوڑو تو بتا تجھے مجھ سے کیا کام ہے کیا

غرض ہے۔ وہ کہے گا کہ حضرت صاحب میں نے آپ کو پانی کا پیالہ پلایا تھا۔ کوئی اور بھی نکل کر آ جائے گا اور کہے گا کہ حضور میں نے آپ کو وضو کرایا تھا جو جو کسی پیر کی خدمت کی ہوگی وہ اسے بتائیں گے تو وہ جنتی عرض کریں گے کہ یا اللہ اس نے میری خدمت کی تھی مہربانی فرما اور اس کی بخشش فرما دے۔ اللہ تعالیٰ حکم دیں گے کہ تم جس کو ساتھ لے کر جنت میں جانا چاہتے ہو لے جاؤ۔ اب قیامت کے روز جو تمہیں یہ یاد آئے گا کہ تم نے کسی ولی کامل کو پانی پلایا تھا تو کیوں نہ آج ہی اس دنیا میں رہتے ہوئے کسی شیخ کامل کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ وہاں جو اپنی بخشش کے لئے کسی کی منت سماجت کرنی ہے تو آج ہی کسی کو اپنا پیر بنا لے۔ نماز میں ہر کوئی کہتا ہے۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (سورۃ البقرہ ۲۱۷) ”ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔“ یا اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہر کوئی یہ مانتا ہے کہ نماز وہی قبول ہوتی ہے جو خشوع و خضوع اور عاجزی کے ساتھ ادا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ذلیل ہو کر کھڑا ہو جائے نہایت ہی ذلت کا مقام ہے کہ ناک کو زمین پر رگڑنا اپنی پیشانی کو نیچے رکھ کر گرد آلود کر لینا۔ فرمایا کہ جو نماز خشوع و خضوع کے بغیر ہو وہ منہ پر مادی جاتی ہے، اکیلا آدمی سنتیں پڑھے گا نفل پڑھے گا اور فرض تو جماعت کے ساتھ پڑھے گا۔ نماز میں قیام کرتا ہے تو کہتا ہے إِيَّاكَ نَعْبُدُ تعالیٰ کو کہتا ہے۔ إِيَّاكَ تَعْبُدُ عبادت اور اپنے آپ کو کہتا ہے نَعْبُدُ عبادت کرتے ہیں۔ نماز تو وہ قبول ہے کہ جس میں عاجزی اور انکساری ہوتی ہے اور خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کی جائے۔ جس میں خشوع و خضوع ہو اور ادب بھی ہو لیکن وہ صیغہ جمع کا استعمال کرے تو ذرا اس کے معنی تو سمجھاؤ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ تعالیٰ ہی عبادت کرتے ہیں۔ سوڈیم اور کلورین دو

مختلف ایلیمنٹ ہیں سوڈیم کو الگ طور سے استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے اور کلورین ویسے ہی زہریلی گیس ہے۔ اگر سانس کے ذریعہ سے اندر جاتی ہے تو پھیپھڑوں کو نقصان پہنچاتی ہے اور اس سے موت بھی واقع ہو سکتی ہے لیکن اگر سوڈیم اور کلورین کو کیمیادی عمل کے ذریعہ سے یکجا کر دیا جائے تو یہ سوڈیم کلورائیڈ یعنی خوردنی نمک بن جاتا ہے۔ کھانے والا نمک بن جاتا ہے جس کے بغیر ہمارے کھانے بد ذائقہ اور پھیکے رہ جاتے ہیں سوڈیم کلورائیڈ ہماری زندگی میں ہماری صحت کے لئے ایک لازمی اور مفید جزو بن جاتا ہے۔ ایک بندہ انفرادی طور سے سمجھتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ یا اللہ میرے سجدہ کی کوئی قیمت نہیں میرے رکوع کی کوئی قیمت نہیں ہے میری نماز کی کوئی حقیقت نہیں ہے یا اللہ مجھے ان لوگوں کے ساتھ ملا دے جن کے سجدوں کی قیمت ہے جن کے رکوع کی کوئی قیمت ہے جن کی نمازیں تیری بارگاہ میں قبول ہیں تاکہ میرے سجدے میرے رکوع اور میری نماز بھی ان کے صدقے میں قبول ہو جائیں۔ سوڈیم کلورین کے ساتھ مل کر اپنی قدر و قیمت بنالیتا ہے اسی طرح سے ایک گناہ گار خطا کار سیاہ کار بندہ اولیاء اللہ کی جماعت میں مل کر ان کی پناہ میں آ کر اپنی عبادت اپنے سجدے اپنے رکوع قبول کرا لیتا ہے۔ اس لئے وہ ”ہم“ بولتا ہے اِیْسَاکَ نَعْبُدُکَ ہی عبادت کرتے ہیں۔ جب اولیاء اللہ کی جماعت میں شامل ہو جاتا ہے تو جمع کا صیغہ استعمال کرتا ہے۔ قرآن ہمیں یہ سبق دیتا ہے مقناطیس کے پاس اگر ایک سادہ لوہے کی سلاخ چند روز کے لئے رکھ دی جائے تو اس سلاخ میں بھی مقناطیسی طاقت از خود پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ایک گناہ گار خطا کار بے عمل مرید جب بیعت کر لیتا ہے کسی شیخ کامل کے دامن سے وابستہ ہو جاتا ہے تو شیخ کامل اس کو بھی باعمل نیک



سیرت بنا دیتا ہے کہتے ہیں کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ بے عمل مرید پر بھی شیخ کامل کا رنگ چڑھ جاتا ہے، تو وہ باعمل شریعت و طریقت کی راہ پر چلنے والا بن جاتا ہے ولی بن جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بھی بندہ اپنے اعمال کی بنا پر جنت حاصل نہیں کر سکتا۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت تک میرے سلسلہ میں بیعت کرنے والا، میرا مرید ہونے والا میرے کسی مرید شیخ کا مرید میری ضمانت پر ہے۔ سلسلہ قادریہ میں کسی بھی شیخ کامل کا مرید ہو یا اگر کسی اور سلسلہ کا بھی ہو لیکن وہ مجھ سے عقیدت رکھتا ہو میں اس کا بھی ضامن ہوں اس لئے بیعت ضروری ہے۔ تیرا ہاتھ تیرے پیر صاحب کے ہاتھ میں ان کا ہاتھ ان کے پیر صاحب کے ہاتھ میں اور ان کا ہاتھ ان کے پیر صاحب کے ہاتھ میں اس طرح سے کڑی سے کڑی ملتی چلی جاتی ہے اور آخری کڑی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک تک پہنچ جاتی ہے۔ پیر صاحب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در اقدس تک پہنچا دیتا ہے، اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر آگے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ بن جاتے ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ (الفتح ۱۰) ”اور جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ تو جس نے شیخ کامل کی بیعت کی اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی بیعت کی اور جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے ہی بیعت کی۔ یہی بیعت کی اصل ہے، بیعت نہایت ضروری ہے یہ سنت صحابہ ہے۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور بیعت کی تجدید بھی کی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بھی بیعت لی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیالے میں پانی لے کر اس میں اپنا دست مبارک ڈال دیتے تھے پھر عورتوں سے فرماتے تھے کہ تم بھی اپنا ہاتھ اس پانی میں ڈال دو۔ اس طرح سے رابطہ ہوتا تھا تار سے تار مل جایا کرتی تھی اور کرنٹ مل جاتا تھا پھر خواہ وہ کرنٹ تار کے ذریعے سے جہاں تک مرضی لے جائیں لیکن اگر وہ تار کہیں راستہ میں ٹوٹ جائے تو کرنٹ آگے نہیں پہنچتا۔ وہ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں جن کو سلسلہ حاصل ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ بیعت کا صرف دنیا ہی میں فائدہ نہیں ہے قیامت کے روز بھی سات لاکھ ایسے خوش نصیب ہوں گے جو حساب کتاب کے بغیر جنت میں جائیں گے۔ ان کا امام پیشوا سب سے آگے ہوگا اور وہ بھی جنت میں اس وقت تک نہیں جائے گا جب تک اس کا سب سے آخری مرید بھی جنت میں نہیں چلا جاتا۔ وہ اتنے لچال ہوتے ہیں اس لئے اب بھی وقت ہے کہ بیعت کر لو کسی شیخ کامل سے نسبت پیدا کر لو پھر جہاں وہ ہوں گے تو بھی وہیں ہوگا۔ جو کسی کی شکل و صورت اختیار کرتا ہے وہ اس کے ساتھ ہوگا جو کسی سے محبت کرتا ہے قیامت کے روز وہ اسی کے ساتھ ہوگا۔ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے علماء سے یہ سنا ہے اولیاء اللہ سے سنا ہے کہ جس نے کسی نجات پانے والے کی زیارت کر لی اس نے بھی نجات حاصل کر لی۔ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے جب تک کسی ولی اللہ کا ذکر کرتے رہو گے اللہ تعالیٰ کی رحمت تم پر برستی رہے گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کا ذکر عبادت ہے اور اولیاء اللہ کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے۔ اسلام ایک درخت ہے۔ ایمان اس کی جڑ ہے

شریعت اس کے پتے ہیں اور طریقت اس کا پھل ہے۔ اگر کسی شیخ کامل کا دامن نہیں پکڑے گا تو نہ پتے کام آئیں گے اور نہ ہی کوئی پھل لگے گا۔ پھر فلاح کا، نجات کا، بخشش کا، رحمت کا، برکت کا، کوئی ذریعہ نہیں ہے اگر یہ چاہتے ہو تو کسی شیخ کامل کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ اور اس کا بن کر رہو تو پھر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تیرے ہیں اور اللہ بھی تیرا ہے۔ فرمایا: لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرِ (الفتح ۱۸) ”بیشک اللہ راضی ہو گیا ایمان والوں سے جب وہ اس درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے، رَضِيَ یعنی راضی ہو گیا۔ یہ ماضی کا صیغہ ہے اور يُبَايِعُونَكَ کا صیغہ ہے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا اس نے اپنی رضا عطا کر دی ان ایمان والوں کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرتے ہیں یا کریں گے۔ مضارع کا صیغہ ہے۔ فعل حال اور فعل مستقبل کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا جو آپ کے دست مبارک پر بیعت کرتے ہیں۔ یا قیامت تک کریں گے۔ آپ بھی کسی شیخ کامل کے دست مبارک پر بیعت کر لو، اللہ تعالیٰ قبول منظور فرمائے۔

وما علينا الا البلاغ المبين

خطاب حضرت علامہ محمد رفیق صدیقی صاحب

برہائش میاں مقبول حسن صاحب

17-11-11

## شفیع المذنبین

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ مُحَمَّدٍ لِلَّهِ رَبِّ  
 الْعَالَمِينَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
 وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ  
 وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
 رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
 آپ کی زلفوں کے سایے سے رات بنتی ہے  
 ملے جو اذن ثنا کا تو لفظ ملتے ہیں  
 اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے  
 جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
 اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے  
 در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے  
 اگر ہو آپ کا بلا وہ تو برات بنتی ہے  
 معزز حاضرین کئی روز سے ایک نعت شریعت سن رہے ہیں جس میں ایک شعر ہے کہ  
 جو خطا پہ خوب پکڑے وہ خدائے لم یزل ہے  
 جو خطا نہیں بخشوائے اسے آپ کیا کہیں گے



اس شعر کی وضاحت کے لئے ایک دنیاوی مثال عرض کرتے ہیں کیونکہ مثال سے ذرا جلدی اور آسانی سے مسئلہ کی سمجھ آ جاتی ہے اور قرآن مجید کا اسلوب بیان بھی یہی ہے کہ وہ مثالیں دے کر دعوتِ فکر دیتا ہے فرمایا۔ **وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ لِنَصْرِ بِهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ** (الحشر ۲۱) ”اور یہ مثالیں لوگوں کے لئے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں“۔ یوں سمجھئے کہ چور پکڑا گیا اس سے چوری کا مال بھی برآمد ہو گیا۔ چور بھی اقبالی ہے، چوری کے عینی شاہد بھی موجود ہیں۔ اب وہ چور پولیس کی حراست میں ہے اور جیل میں بند کر دیا گیا ہے۔ تھانیدار بڑا ایمان دار ہے۔ رشوت نہیں لیتا۔ اب اس چور کی رہائی کس طرح سے ممکن ہو سکتی ہے وہ کیسے جیل سے باہر آ سکتا ہے۔ ہمارے معاشرہ میں یہ اس طرح سے ممکن ہے، کہ کوئی ایم این اے، کوئی وڈیرا، کوئی بڑا زمیندار، کوئی دولت مند شخص از خود تھانے چلا جائے اور تھانیدار سے مل کر کہے کہ یہ میرا آدمی ہے، یہ میرا دوڑ ہے، اس نے غلطی کر لی ہے۔ آپ مہربانی فرمائیں اس کو چھوڑ دیں۔ ایم این اے کی سفارش پر اگر تھانیدار اس چور کو چھوڑ دے تو اس ایم این اے کی بلے بلے ہو جاتی ہے۔ وہ چور اور اس کا سارا خاندان اس ایم این اے کا شکر گزار اور مداح خوان بن جاتا ہے اس کا منہ بولتا اشتہار بن جاتا ہے اور اس کے دیکھا دیکھی دوسرے جرائم پیشہ لوگ بھی اس ایم این اے کی پناہ میں آ جاتے ہیں اور آئندہ الیکشن میں اسے ہر صورت کامیاب کر دیتے ہیں کہ یہ بڑے کام والا بندہ ہے۔ ہماری مصیبت اور مشکل میں کام آنے والا ہے۔ لیکن ایم این اے کے اس فعل سے جرائم بھی بڑھ جاتے ہیں جرائم پیشہ لوگوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے ان کی تعداد میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ جرائم کی نوعیت بھی شدید ہو جاتی ہے۔ چوری سے ڈکیتی

اور دیکھتی سے قتل و غارت تک پہنچ جاتی ہے اور معاشرہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے اس سے ایم این اے کی عزت تو بہت زیادہ ہو گئی لیکن ان کا کام غلط ہے۔ مجرم کو چھڑانا کون سی اچھی بات ہے۔ یہ تو صرف ایک مثال تھی۔ لیکن اب دیکھیں کہ ہم گناہ گار ہیں خطا کار ہیں ہمارے پلے گناہوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ہمارے نامہ اعمال گناہوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ہاتھوں سے بھی گناہ کرتے ہیں۔ آنکھوں سے، کانوں سے، زبان سے، پاؤں سے گناہ کرتے ہیں۔ گناہوں کی اتنی فراوانی ہے کہ اگر گناہوں کی وجہ سے پکڑ ہونے لگے تو شام تک انسان تو کجا چرند، پرند، درند بھی پکڑے جائیں اور جیل بند کر دیئے جائیں قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهِا مِنْ دَلَالٍ (۴۵) ”اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے کئے پر پکڑتا تو زمین کی پیٹھ پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا۔“ قیامت کے روز ہم گناہ گار بھی پکڑے جائیں گے۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُغْلِقُمْ أَصْفَادُهُمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ (یسین ۶۵) ”آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کر دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کئے کی گواہی دیں گے۔“ ہماری زبانیں بند کر دی جائیں گی اور ہمارے ہاتھ پاؤں ناک کان آنکھیں سب ہمارے کئے ہوئے گناہوں کی گواہی دیں گے۔ نکیرین بھی گناہوں سے بھرپور ہمارا اعمال نامہ پیش کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ خود بھی علیم ہے خبیر ہے وہ ہمارے اعمال کو جانتا ہے لیکن اتمام حجت کیلئے ہمارے ہاتھ پاؤں سے پوچھے گا تو وہ ہمارے خلاف گواہی دیں گے۔ قرآن ارشاد فرماتا ہے۔

وَسِيرَىٰ اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُوَدُّونَ إِلَىٰ عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيَنْبِتُكُمْ

بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (۹۴) ”اور اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے اعمال دیکھتے ہیں پھر اس کی طرف پلٹ کر جاؤ گے جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔“ اب دیکھیں کہ ساری دنیا میں ہی چور ہوں۔ مال بھی برآمد ہو جائے۔ گواہ ہی بڑے پختہ ہوں پکے ہوں اور حج میرا اللہ تعالیٰ ہو۔ مال برآمد اور ہاتھ پاؤں اور فرشتے گواہ کہ یہ چور ہے اللہ تعالیٰ کو تو کوئی لالچ بھی نہیں اس کو کسی کا کوئی ڈر خوف بھی نہیں ہے وہ رشوت بھی نہیں لیتا ہے اس کو کسی کی کوئی پرواہ بھی نہیں ہے۔ گناہ گار اس کی عدالت میں پیش کر دئے گئے اب بتائیں کہ وہاں ان مجرموں کو کون چھڑا سکتا ہے۔ ساری کائنات میں کوئی ایسا نہیں جو اب ان گناہ گاروں کو چھڑالے گا۔ یہ صرف میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جس کو یہ پاور ہے تصرف ہے طاقت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہم گناہ گاروں کو چھڑا سکتے ہیں۔ نبی کریم روف و رحیم ہیں ان کی سفارش سے ان کی شفاعت سے ہماری بخشش ہو جائے گی ہمیں معافی مل جائے گی۔ ایم این اے کی سفارش سے مجرم کو جیل سے رہائی مل جاتی ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سفارش سے مجرم کو دوزخ سے رہائی مل جاتی ہے تو پھر کس کا اختیار زیادہ ہے۔ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا شکر گزار ہونا چاہئے ان کی کتنی بے بلے ہونی چاہئے ان کے کتنے گیت گانے چاہئیں اس کا اندازہ کرنا بھی مشکل ہے۔

جو خطا پہ خوب پکڑے وہ خدائے لَمَّ يَهْزَلْ

جو خطائیں بخشوائے اسے آپ کیا کہیں گے

اللہ تعالیٰ کی پکڑ بہت سخت ہے۔ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ (البروج ۱۲) ”بے شک

تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے۔“ لیکن اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

شفاعت بھی کچھ کم نہیں۔ اس لئے جو خطائیں بخشوائے اسے ہم شَفِيعُ الْمُذْنِبِينَ کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ کوئی راجہ صاحب ہو، کوئی چوہدری صاحب ہو یا ملک صاحب ہو سب یہی کام ہی کرتے ہیں وہ مجرموں کو ہی چھڑاتے ہیں۔ چور، ڈاکو کو چھڑاتے ہیں یہ گناہ ہے یہ برائی میں اضافہ کرتے ہیں جرائم کو بڑھا رہے ہیں۔ ظلم کو بڑھا رہے ہیں۔ چور کو نہ چھڑاتے اس کو سزا ہو جاتی تو وہ دوسروں کے لئے عبرت کا نشان بن جاتا اور جیل سے باہر آ کر دوسرے لوگوں کو بھی منع کرتا کہ بھی جرم نہ کرو اس کی بڑی سخت سزا ہو جاتی ہے بڑی مار پڑتی ہے لیکن اس کو چھڑا کر لے آتے ہیں تو اس کا حوصلہ اور بھی بڑھ جاتا ہے وہ اس سے بھی بڑا چور بن جاتا ہے۔ یہ برائی ہے یہ خطا ہے لیکن جب میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام گناہ گاروں کو چھڑا رہے ہیں تو وہ خطا کیوں نہیں ہے اس کی وجہ کیا ہے۔ راجہ صاحب، چوہدری صاحب، ملک صاحب مجرم کو چھڑائے تو خطا ہے وہ ظلم کو بڑھا رہا ہے اور ظالم کی طرف داری بھی ظلم ہے حدیث شریف ہے کہ اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہے یا مظلوم۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مظلوم کی مدد کرنا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن ظالم کی مدد کرنا کس طرح سے ہے۔ فرمایا کہ ظالم کو ظلم کرنے سے منع کرنا اسے ظلم سے باز رکھنا اس کی مدد کرنا ہے۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی کہ یا اللہ جو کسی نے تیرے گناہ کئے ہیں یعنی حقوق اللہ برباد کئے ہیں وہ تو خود مہربانی فرما کر انہیں معاف کر دے نماز نہیں پڑھی تو اللہ تعالیٰ معاف کر دے روزہ نہیں رکھا اللہ تعالیٰ معاف کر



دے تو کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ کیا یہ ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا گناہ کیا ہے اور وہ خود ہی معاف کر رہا ہے تو تمہیں کیا تکلیف ہے اس کی مرضی ہے جو وہ چاہے سو کرے۔ اگر حقوق العباد میں کوئی گناہ کیا ہے کسی کا مال ناحق کھا گیا ہے کسی کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ کسی کو گالی نکالی کسی کو تھپڑ مار دیا کسی کو ڈنڈا، چھڑی مار دی تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یا اللہ تو قادر ہے۔ جس کسی پر کوئی زیادتی ہوئی ہے اسے فرما دے کہ تمہارے ساتھ یہ زیادتی ہوئی تھی اگر تو معاف کر دے تو میں تمہیں اس کا صلہ عطا فرماتا ہوں۔ تجھے انعام عطا فرماتا ہوں۔ یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش پر ہی ہوگا۔ یہ گناہ نہیں ہے یہ کوئی ظلم نہیں ہے نہ ظلم میں زیادتی کرنے کا کوئی موجب بنتا ہے یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری خطائیں معاف کر رہے ہیں۔ ظالم بندے کو وہاں اس طرح سے معافی ہوگی کہ جو اس نے ظلم کیا ہے اللہ اس مظلوم کو منائے گا کہ تو معاف کر دے تو میں تجھے جنت میں یہ مقام عطا کرتا ہوں اس لالچ میں آ کر وہ مظلوم اپنے ظالم کو معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سفارش کو مانتے ہوئے اس ظالم کو بھی بخش دے گا اس دنیا میں بھی یہ ہوتا ہے کہ دیت لے کر قاتل کو معاف کیا جاتا ہے۔ ہمارا دوسرا معیار یہ ہے کہ جو دولت مند ہے، فیکٹری کا مالک ہے، کوئی بڑا زمیندار ہے، مل مالک ہے، بڑی جائیداد کوٹھیاں وسیع کاروبار والا ہے ہماری نظر میں وہ بہت عزت والا ہوتا ہے کہ یہ جی لاکھ پتی ہے یہ کڑوڑ پتی ہے اس کو بہت سلام ہوتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ دام بنائے کا کام اس لئے دولت مند کے کام تو چل رہے ہیں۔ دنیاوی طور پر اس کی بہت عزت ہوتی ہے ان تمام دولت

مندوں سے زیادہ دولت مند میرا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اس لئے اگر عزت کرنی ہے ادب کرنا ہے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرو۔ کیا پوری روئے زمین کا کوئی بادشاہ ہے وہ میرا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ تمام زمین اور آسمان پر حکومت میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے فرمایا کہ میرے دو وزیر آسمان پر ہیں جو حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام ہیں اور میرے دو وزیر زمین پر ہیں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اگر بادشاہی کے لحاظ سے حکومت کے لحاظ سے کسی کا ادب کرتے ہو تو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی کر لو۔ حکومت کا ادب دنیاوی لحاظ سے ہی تو کرنا ہے۔ دنیا اور آسمانوں میں اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی چابیاں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہیں۔ کیا ان کی ملکیت سے کوئی چیز باہر ہے۔ فرمایا۔ اِنَّا اَعْطَيْنَكَ الْكُوْثَرَ (الکوثر) اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا کی ہیں۔ ”کوثر کی بڑی لمبی تفسیر ہے کہ وہ نور ہے، وہ حیات ہے، وہ شفاعت ہے، وہ سادات ہیں، وہ امت ہے، وہ اولیاء اللہ ہیں، وہ جنتیں ہیں، وہ علم ہے اور ایک تفسیر اس کی یہ ہے کہ کوثر کی کوئی حد ہی نہیں ہے۔ کوثر وہ چیز ہے کہ جس کی کوئی حد ہی نہ ہو۔ اکثر یا کثرت کی حد ہو سکتی ہے لیکن کوثر اور الکوثر کی کوئی حد نہیں ہوتی اگر کوثر کی حد بندی ہو جائے تو وہ کوثر اور بالخصوص الکوثر نہیں رہتی پھر وہ بے حد کون ہے۔ جنت کی حد ہے، دوزخ کی حد ہے، کائنات کی حد ہے، خزانوں کی حد ہے، معدنیات نباتات جمادات فلکیات سب کی حد ہے لیکن الکوثر کی حد نہیں ہے وہ الکوثر کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہے اب

عزت کرو تو کس کی کرو گے۔ صدر پاکستان کی کرو گے صدر امریکہ کی کرو گے یا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرو گے۔ دنیاوی صدور اور ان کی حکومت چند روزہ ہے۔ بادشاہ بنتے آئے اور مرتے مٹتے گئے۔ اب اکبر بادشاہ کہاں ہے۔ سکندر اعظم کہاں ہے۔ یہ آئے اور گئے لیکن میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکومت ازل تا ابد جاری اور ساری ہے۔ حاجی فضل صاحب کی نعت کا شعر ہے کہ۔

کہاں تک گنوں اور کہاں تک گناؤں

خدا بھی خدا کی قسم آپ کا ہے

ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی چابیاں عطا ہو گئیں۔ زمین و آسمان اور کائنات کی چابیاں بھی عطا ہو گئیں ان سب کی بھی حد ہے لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک ایسی شان بھی ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں اور وہ ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان کن کی زبان ہے جو فرما دیا وہ ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بندے سے فرمایا کیا تو ابوزر ہے اس نے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو ابوزر نہیں ہوں فرمایا کہ تو ابوزر ہو جا تو وہ اسی لمحہ ابوزر بن گیا۔

جو رات کو کہہ دیا دن تو دن نکل آیا

جو دن کو کہہ دیا رات تو رات ہو کے رہی

جو تیرے منہ سے نکلی بات وہ بات ہو کے رہی

دوپہر کا وقت تھا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قمیص مبارک اتاری ہوئی تھی کھجور کی چٹائی پر آرام فرما رہے تھے جسم مبارک پر مٹی بھی لگ رہی تھی اور چٹائی کے نشان بھی جسم مبارک پر نمایاں ہو رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس حالت میں دیکھ کر رونا شروع کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا ہوا کیوں رو رہے ہو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے بادشاہ تو آرام دہ بستروں پر لیٹیں۔ ٹھنڈے کمروں میں سوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ نہ کوئی پنکھانہ کوئی بستر بلکہ زمین پر ہی آرام فرما رہے ہیں اور جسم مبارک پر مٹی بھی لگ رہی ہے۔ فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ میری غربت نہیں ہے یہ میری مرضی ہے میں امیروں کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں تو غریبوں کا بھی ہوں میں نے ہر بندے کو اس کا معیار دینا ہے۔ یہ میری غربت نہیں ہے بلکہ اختیاری ہے اگر میں یہ کہوں کہ مکہ مکرمہ کے تمام پہاڑ سونے کے بن جائیں تو وہ ابھی سونے کے بن جائیں گے اور اگر میں ان کو حکم دوں کہ یہ میرے ساتھ ساتھ چلیں تو یہ میرے ساتھ بھی چلیں گے۔ اب بتائیے کہ یہ کون سی حکومت ہے اگر حکومت کی بنا پر ہی عزت ہے۔ تو پھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر کس کی حکومت ہوگی اور جس طرف اشارہ فرمایا تھا آج بھی ان پہاڑوں سے سونا نکل رہا ہے اس کو ماننا ایمان ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو اشارہ فرمایا کہ واپس ہو جاؤ اس نے عرض کیا کہ یا اللہ میں تو ایک نظام میں Fit ہوں اپنے راستہ پر چلنے کا پابند ہوں مجھے فرشتے چلا رہے ہیں میں کس طرح سے واپس آ جاؤں اگر فلکیات والوں سے پوچھیں کہ کیا سورج



اپنے مدار سے باہر نکل کر واپس ہو سکتا ہے تو وہ کہیں گے کہ ہرگز نہیں یہ ممکن ہی نہیں ہے سورج پر کئی طاقتیں اثر انداز ہیں اس کا اپنا راستہ ہے مدار ہے اس کی خاص سمت ہے کہ جس پر اس نے چلنا ہے یہ اپنے راستے سے ذرا بھی انحراف نہیں کر سکتا ورنہ سارا نظام شمسی ہی تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا۔ سورج آزاد FREE نہیں ہے وہ کئی ایک طاقتوں FORCES میں جھکڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے حکم سے جھکڑا ہوا ہے میرے قانون کو توڑ دے اور میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے تابع ہو جا اور واپس ہو جا میں اپنا حکم واپس لے سکتا ہوں لیکن میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمانے کی بھی قسم اٹھائی ہوئی ہے۔ وَقَبْلَهُ (الزخرف ۸۸) ”مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم“ جب اس نے یہ کہہ دیا ہے کہ واپس ہو جا تو بس تو واپس ہو جا۔ اور سورج واپس ہو گیا یہ کیسی حکومت ہے اگر حکومت کی وجہ سے ہی عزت ہے تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کس کی حکومت ہے شق القمر چاند کو دو ٹکڑے کرنے والا واقعہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تو چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور پھر جڑ بھی گئے یہ کیسی حکومت ہے پوری کائنات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکومت ہے۔ ہر چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تابع ہے۔ اگر حکومت کی بنا پر ہی عزت ہے تو پھر میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت سے بڑھ کر کس کی عزت ہوگی۔ اگر عزت ہی کرنی ہے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت کرو۔ اگر دولت کی بنا پر ہی عزت کرنی ہے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت کرو۔

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا

بُتّی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کاروبار میں برکت کے لئے دعا فرمادیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جاؤ یہ ہو گیا تو وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر مٹی کو بھی ہاتھ لگاتے تو وہ بھی سونا بن جاتی۔ یہ کمال ہے یہ تصرف ہے یہ حکومت ہے شفاعت کرنا سب سے مشکل ہے لیکن یہ بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کرتے ہیں گناہ گاروں کو چھڑانا سب سے زیادہ مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ بڑی سخت ہے اللہ تعالیٰ سے کسی کو چھڑانا کسی کے بس کی بات نہیں ہے ہاں البتہ یہ صرف میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ سے بھی گناہ گاروں کو چھڑالیں گے انہیں جہنم سے آزاد کرالیں گے اور جنت میں داخل کرادیں گے۔

جو خطا پہ خوب پکڑے وہ خدائے کَمْ یَزُلْہِ  
جو خطائیں بخشوائے اسے آپ کیا کہیں گے  
تو جو خطائیں بخشوائے اسے ہم شفیع المذنبین کہیں گے اس کو ماننا ایمان ہے اور اس کا انکار جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم کی عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔  
اب آخر میں یہ ہے کہ

جو کہا جا رہا ہے ہرگز نہیں لائق اس کے  
جو سمجھ میں ہی نہ آئے اسے آپ کہیں گے  
مَا اِنْ مَّدَحْتُ مُحَمَّدٍ بِمَقَالَتِي  
وَلَكِنْ مَّدَمْتُ مَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ  
ہم اپنی باتوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں کر سکتے البتہ ان کا

نام لے لے کر اپنی قسمت کو سنوار لیتے ہیں اور یہی کچھ ہم بھی کر رہے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا آپ مجھے جانتے ہیں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے پہلا مسلمان ہوں اور ہر دم ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں سفر حضر، امن جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتا ہوں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تو مجھے نہیں جانتا میں تو اللہ تعالیٰ کا راز ہوں میری حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس لئے عرض ہے کہ جو سمجھ میں ہی نہ آئے ہم اسے اللہ تعالیٰ کا راز کہیں گے اور جو کچھ بھی ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کر رہے ہیں یہ صرف ہمارا اپنا تصور ہے وجدان ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ تو ورئی الوریٰ ہے۔ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ان کی شان کی مطابق بیان نہیں کر سکتا۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب بر آستانہ عالیہ صاحبزادہ اشتیاق الحسن صاحب دامت برکاتہ العالیہ

10-11-11

آئے انہوں نے فرمایا کہ بھاگ جاؤ۔ آپ وہاں سے بھاگے۔ دروازے اور ان کے تالے از خود ہی کھلتے گئے۔ حضرت زینحہ بھی پیچھے بھاگیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کو پیچھے سے پکڑ لیا لیکن وہ قمیص پھٹ گئی حضرت یوسف علیہ السلام بھاگ گئے۔ یہ بھی قرآن مجید ہے طویل واقعہ ہے۔ حضرت زینحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت یوسف علیہ السلام کا دامن تھام لیا تو نجات پا گئی۔ آپ بھی کسی مرشد کامل کا دامن پکڑ لیں گے تو نجات پا جائیں گے۔ لہذا بیعت بہت ضروری ہے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے کوئی نجات نہیں ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا الْبَلَاغُ الْمُبِين۔

خطاب حضرت علامہ محمد رفیق صدیقی صاحب برہانش رانا شاہد علی صاحب

05-11-11

یا رسول اللہ ﷺ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
یا اللہ ﷻ

صَلَّى اللَّهُ عَلَىٰ حَبِيبِهِمُ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِمُ وَسَلَّمَ ۝

عشق سرکار کی اک شمع جلا لودل میں
بعد مرنے کے لحد میں اُجالا ہوگا

بفیضانِ نظر

پیر طریقت راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ  
حضرت پیر محمد فیروز اکبر علی محمد شیخ درویشی دامت برکاتہ العالیہ

پیر محفل میلاد شریف قمری الحافظ سے براہ چوتھے نئے بروز ہفتہ بعد از نماز مغرب منعقد ہوتی ہے

برائے ایصالِ ثواب
وسیلہ نجات فری لائبریری

طالبینِ معرفت و احسان و اہلِ حق

میاں شاہد تنویر مکان نمبر B-380/5

گلی نمبر 10 محمود آباد فیصل آباد فون 8862351 موبائل 0301-7169263



## منافق کی پہچان

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى  
 سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ الطَّيِّبِينَ وَالطَّاهِرِينَ كَمَا بَعْدُهُ  
 فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَإِذْ  
 قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتُ الْمُنَافِقِينَ  
 يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُوكَ صَدَقَ اللَّهُ وَصَدَقَ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَالْحَمْدُ  
 لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

حضرات گرامی حمد و ثنا درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صاحب کے حکم  
 کے مطابق میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس کی ربوبیت اور جلال کی قسم کھا کر  
 کہتا ہوں کہ اس نوجوان نے جو کلام پیش کیا ہے۔

نہیں بس کہ عرب و عجم آپ کا ہے	محیط دو عالم کرم آپ کا ہے
وہ تکمیل محبوبیت کی سند ہے	عرش پہ جو نقش قدم آپ کا ہے
کہاں تک گنوں اور کہاں تک گناؤں	خدا بھی خدا کی قسم آپ کا ہے
جو اُم الکتاب ہے کتاب آپ کی ہے	جو اُم القرئیٰ ہے حرم آپ کا ہے
ہے میر ملائک بھی مشتاق خدمت	عجب رتبہ محترم آپ کا ہے
زمین ہو کہ افلاک کی وسعتیں ہوں	گزر ہر کہیں دم بدم آپ کا ہے
مراد رسل ہیں شفیع الامم ہیں	کہ محشر میں اونچا علم آپ کا ہے
اے امید گاہ سلاطین عالم	نرالا ہی جاہ و حشم آپ کا ہے

رضا نقشبندی کو اپنوں میں لکھ لیں کہ لوح آپ کی ہے قلم آپ کا ہے جو آخری سانس آنے تک اس عقیدے پر قائم رہے وہ مومن ہے اور جو اس عقیدے سے ایک بال برابر بھی انکار کرے وہ منافق ہے۔ کیونکہ إِنَّ الْأَعْمَالُ بِالْعَوَاقِبِ۔ اعمال کا دار و مدار خاتمہ پر ہے۔ ساری زندگی اس کا عقیدہ خواہ کچھ بھی رہے لیکن مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ اپنی پناہ میں رکھے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ ایمان محفوظ فرمائے اور آخری دم تک اس عقیدہ پر قائم فرمائے۔ حضرات ایک کافر ہوتا ہے اور ایک منافق ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جتنا عذاب دنیا کے تمام کافروں کو ہوگا اتنا ہی ایک منافق کو ہوگا۔ چور جب چور کے روپ میں آئے تو وہ خطرناک نہیں ہوتا لیکن اگر چور اپنا بھیس بدل کر بہروپ دھار کر آئے تو پھر وہ بہت خطرناک ہوتا ہے کیوں کہ جب چور چور کے روپ میں آتا ہے تو ہر کوئی اسے جانتا ہے کہ یہ چور ہے اس لئے اس سے دفاع کرنا کوئی مشکل نہیں ہوتا لیکن اگر صورت و شکل دیکھو تو ایک ولی کامل کی جیسی ہو اور اندر سے وہ ایک یزید کی جیسا ہو تو پھر وہ بڑا ہی خطرناک ہوتا ہے چور جب شیخ الحدیث کا لبادہ اوڑھتا ہے جب چور اپنے اوپر شیخ القرآن کا لیبل لگاتا ہے۔ چور جب شیخ التفسیر بن کر آئے چور جب حضرت الایام کے روپ میں آئے۔ چور جب شیخ الحدیث بن کر آئے تو پھر وہ بڑا ہی خطرناک ہوتا ہے اسی کو ہی منافق کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَإِذْ قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا مَا أَنْزَلَ إِلَهُهُ وَالْأَلَىٰ الرَّسُولُ (النمل: ۶۶) ”اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آؤ۔“ جب ان منافقوں

سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے یعنی قرآن مجید وَرَأَيْتَ الْمُنْفِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُلُوكَهُمْ (۶۱) ”تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔“ یہ تیری طرف سے بڑا منہ موڑتے ہیں۔ اس آیت مبارکہ میں دو دعوتیں ہیں ایک تو ہے مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ كَچھ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت ہے۔ قرآن مجید کی طرف دعوت ہے اور دوسری دعوت ہے وَالسَّارُّسُلُوعُفَّارُوالے عظمت والے علم والے محبوبیت والے رسول کی طرف۔ یہاں لفظ رسول استعمال نہیں ہوا۔ رسول نکرہ ہے کہ کوئی بھی رسول ہو لیکن جب رسول پر الف لام زیادہ کر دیا جائے یعنی الرَّسُولُوہ معرفہ یعنی خاص بن جاتا ہے رسول کوئی بھی ہے لیکن الرَّسُولُکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ ہے کہ سب سے منفرد سب سے نرالی شان والا رسول۔ لہذا اس آیت مبارکہ میں دو دعوتیں ہیں ایک اللہ تعالیٰ کی طرف اور دوسری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَرَأَيْتَ الْمُنْفِقِينَ اس رَأَيْتَ کے لفظ نے ہی فیصلہ کر دیا۔ فرمایا کہ رَأَيْتَ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے ہیں۔ الْمُنْفِقِينَ کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کو دیکھ رہے ہیں۔ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُلُوكَهُمْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کو بڑی تکلیف پہنچتی ہے ان کی پیشانی پر بل پڑتے ہیں۔ لہذا قرآن یہ فرما رہا ہے کہ منافق وہ ہے کہ اگر اسے کہا جائے کہ نماز پڑھو تو وہ بڑے شوق سے نماز پڑھے گا۔ اگر کہو کہ روزہ رکھو تو وہ بڑے شوق اور اہتمام سے روزہ رکھے گا۔ اگر کہو کہ قرآن پڑھو تو بڑی خوش الحانی سے قرآن پڑھے گا اگر کہو کہ حج کرو تو وہ پورے انہماک کے

ساتھ حج کرے گا۔ اگر کہو کہ زکوٰۃ دے تو وہ زکوٰۃ دے گا اگر کہو کہ قربانی کرو تو وہ قربانی بھی کرے گا۔ اگر اس کو کہا جائے کہ تبلیغ کرو تو گلی گلی پھرے گا سیدھی سی بات ہے۔ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ كُفْرًا لِّكَفَرٍ نَّازِلٍ بِمَا هُوَ اس پر عمل کرو تو وہ اعمال کریں گے اور ان کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی کوئی دکھ تکلیف نہیں ہوگی کوئی ندامت نہیں ہوگی۔ کوئی پیشانی پر بل نہیں پڑیں گے۔ لیکن منافق کون ہے فرمایا وَرَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ جب اس سے کہا جائے گا کہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادب کی طرف آؤ۔ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل میلاد میں آؤ تَوَيْضُدُونَ عَنْكَ صَلَواتِہٖ باغی ہے یہ باغی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ کافر اور مومن کی ایک ہی تعریف ہے۔ کافر وہ ہے کہ جس کا ظاہر اور باطن کفر میں ایک ہی ہو اور مومن کا اپنے ایمان میں ظاہر اور باطن ایک ہی ہوتا ہے لیکن منافق وہ ہوتا ہے کہ جس کے ظاہر اور باطن میں فرق ہو۔ اس کے ظاہر اور باطن میں تضاد ہوتا ہے اس کے قول و فعل میں تضاد ہوتا ہے اس کا ظاہر مسلمانوں اور مومنوں جیسا ہوتا ہے لیکن باطن ابو جہل جیسا ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے یہ فیصلہ کر دیا کہ جو محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم نہیں کرتا، جو محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب نہیں کرتا، جو محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف نہیں آتا اور محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانتا اور عذر کرتا ہے وہ منافق ہے جو اللہ تعالیٰ کو تو مانتا ہے اس کی دعوت کی طرف تو آتا ہے لیکن محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادب کی طرف نہیں آتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی طرف نہیں آتا وہ منافق ہے اس لئے منافق کی پہچان کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ کوئی مشکل بھی نہیں ہے آپ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت



پڑھنا شروع کر دو تو جس کے چہرے پر خوشی آ جائے وہ جھوم اٹھے تو مومن ہے اور جس کی پیشانی پر بل آ جائے جو جل سڑ جائے تو سمجھ لو کہ وہ منافق ہے۔ آپ نے منافق کی تعریف سن لی کہ جس کا ظاہر بالکل صاف ستھرا ہو پاک ہو وہ توحید کا اقرار کرتا ہے رسالت کو مانتا ہے۔ کہتا ہے کہ اَنْتَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں لیکن باطن میں خبیث ہے باطنی طور سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَرَآیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کو دیکھ رہے ہیں۔ منافقت ظاہری چیز نہیں ہے دل کے چھپے ہوئے حال کا نام منافقت ہے۔ قرآن فرماتا ہے کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم دلوں کے چھپے ہوئے حال کو بھی جانتے ہیں بلکہ صرف جانتے ہی نہیں بلکہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں تو جو محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ کو مانتا ہے دل کے راز کو جاننے والا مانتا ہے وہ مومن ہے اور جو انکار کرتا ہے جسے تکلیف ہو جائے وہ منافق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا وَرَبِّكَ (النساء ۶۵) ”تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم۔“ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے تیرے رب کی قسم یہ نہیں فرمایا کہ فَلَا وَاعْلٰی اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے میری قسم ہے بلکہ فرمایا فَلَا وَرَبِّكَ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے تیرے رب کی قسم۔ اے میرے محبوب یہ میرے بندے ہیں ان کو اپنے رب کی طرف بلاؤ۔ اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ لَعَلَّ (۱۲۵) ”اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ۔“ ان کو اپنے رب کی طرف بلاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَلَا وَرَبِّكَ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے تیرے رب کی قسم عرض کیا کہ یا اللہ کیا تو صرف میرا

رب ہے کیا دوسروں کا کوئی اور رب ہے۔ ہاں میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاشبہ میں تیرا رب ہی ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ یہ کیوں نہیں فرماتا کہ مجھے میری قسم ہے۔ فرمایا کہ بلاشبہ مجھے قسم تو میری ہے لیکن اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے اپنی قسم بھی تیرے وسیلہ کے ساتھ ہے تاکہ یہ پتہ چل جائے کہ وسیلہ کے بغیر میری طرف آنے والوں میں تو رب ہو کر اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑ نہیں سکتا۔ پھر تم کون ہو، فرمایا: اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے بندوں کو میری طرف بلاؤ عرض کیا کہ یا اللہ تو تمام بندوں کا رب ہے میں کس کو بلاؤں فرمایا کہ بے شک میں تمام انسانوں کا رب ہوں۔ ابو جہل ابولہب کو بھی میں نے ہی پیدا کیا۔ عتبہ عتیبہ کو بھی میں نے ہی پیدا کیا۔ ایمان والوں کو بھی میں نے ہی پیدا کیا۔ بے ایمان کو بھی میں نے ہی پیدا کیا میں تو سب کا ہی رب ہوں لیکن اذْعُ الْاِلٰی سَبِيلِ رَبِّكَ بندوں کو میری طرف بلاؤ جو بھی میری طرف آئے گا وہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آئے گا پھر تیرے بلانے سے تیرے بتانے سے تیرے کہنے سے وہ میری طرف آئے گا۔ وہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانے گا پھر تیرے وسیلہ سے میری طرف آئے گا۔ کوئی مجھے کئی لاکھ کروڑ مرتبہ بھی رب تسلیم کرے تو میں نہیں مانوں گا جب تک وہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب تسلیم نہیں کرتا۔ جو کوئی مجھے تیرا رب مان کر آئے گا میں بھی مان جاؤں گا۔ عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے اتنی بڑی قسم اٹھائی ہے لیکن اب آپ ہمیں کیا بتانا چاہتے ہیں فرمایا۔ لَا يُؤْمِنُ (تِلْكَ اٰیَاتُ الْكِتَابِ) ”وہ مسلمان نہ ہوں گے۔“ وہ ایمان والے نہیں ہو سکتے۔ یا اللہ وہ تو بہت نمازی ہے۔ فرمایا لَا يُؤْمِنُونَ نمازی تو ہیں لیکن مومن نہیں۔ عرض کیا کہ یا اللہ وہ تو روزے

بھی رکھتے ہیں فرمایا کہ وہ روزہ دار تو ہیں لیکن مومن پھر بھی نہیں۔ یا اللہ انہوں نے حج بھی کئے ہوئے ہیں۔ فرمایا کہ حاجی بھی ہوں گے لیکن مومن نہیں۔ یا اللہ وہ شیخ القرآن ہے وہ شیخ الحدیث ہے شیخ التفسیر ہے فرمایا کہ ہوں گے اور ضرور ہوں گے لیکن میں تو ان کے مومن ہونے کی بات کر رہا ہوں۔ یا اللہ پھر آپ ہی بتادیں کہ وہ مومن کب بنیں گے۔ فرمایا: حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ۔ ”جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔“ جب تک وہ اپنے معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حاکم تسلیم نہ کریں وہ مومن بن ہی نہیں سکتے شاید کوئی یہ کہہ دے کہ مولوی صاحب نے ترجمہ غلط کر دیا ہے۔ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاکم کلی نہیں مانتا وہ مومن نہیں ہے حاکم وہ ہوتا ہے جس کے پاس زیادہ علم ہوتا ہے زیادہ اختیار ہوتا ہے کیا وہ بھی کوئی حاکم ہے کہ جس کے پاس کوئی اختیار ہی نہ ہو۔ حاکم وہی ہوتا ہے جس کے پاس کل اختیار ہوتا ہے۔ لہذا قرآن مجید نے فیصلہ کر دیا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مختار کل ہیں اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک یہودی اور ایک منافق جو نمازی بھی ہے روزہ دار بھی ہے حاجی بھی ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء میں نماز پڑھنے والا ہے ان میں پانی کی باری کا تنازعہ ہو گیا۔ اس یہودی نے کہا کہ میں تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی تو نہیں مانتا لیکن وہ صادق اور امین ہیں ان سے فیصلہ کرا لیتے ہیں۔ دیکھو کہ ایک یہودی ہو کر بد مذہب ہو کر بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلہ کو مانتا ہے لیکن منافق مسلمانی کا دعویٰ کر کے بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاکم نہیں مانتا ہے یہ اتنا بد بخت ہے ابو جہل بھی آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کو صادق اور امین مانتا ہے۔ توریت اور انجیل کو دیکھیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتنی تعریف ان میں آئی ہے۔ ہندوؤں، سکھوں کی کتب کو دیکھ لیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ان میں کتنی آئی ہے لیکن منافق اللہ جانے کس قسم کا بے ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسا حسین بنایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننے والے بھی تعریف کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ سو کن کبھی اپنی سو کن کی تعریف نہیں کرتی خواہ وہ کتنی ہی حسین کیوں نہ ہو لیکن سو کن بھی تعریف کرنے پر مجبور ہو جائے تو پھر اندازہ کر لو کہ وہ سو کن کتنی حسین و جمیل ہوگی۔ وہ یہودی اور منافق حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دونوں سے دلائل سنے اور یہودی کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ وہ منافق جو بظاہر مسلمان بنا ہوا تھا وہ باہر نکل کر کہنے لگا کہ مجھے یہ فیصلہ منظور نہیں ہے۔ اب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں یہودی نے کہا کہ اب مجھے کوئی فکر نہیں ہے چلو ان کے پاس چلتے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ باہر تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا بات ہے۔ عرض کیا کہ ہم دونوں میں ایک تنازعہ ہے آپ فیصلہ فرمادیں۔ یہودی نے کہا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ جو بھی فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہوگا لیکن فیصلہ کرنے سے پہلے میری ایک بات سن لیں کہ یہ آپ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس گیا۔ انہوں نے فیصلہ میرے حق میں کر دیا ہے اب یہ آپ کے پاس آ گیا ہے آپ جو بھی فیصلہ کر دیں مجھے منظور ہے۔ آپ نے فرمایا ذرا رک جاؤ میں ابھی اندر سے ہو کر آتا ہوں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ



حد فاصل ہیں۔ مسلمانوں اور منافقوں میں فرق کرنے والے ہیں آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروق کا لقب عطا فرمایا۔ آپ اندر تشریف لے گئے اور تلوار لے کر باہر نکلے اور جو نمازیں پڑھنے والا، روزے رکھنے والا بظاہر مسلمان لیکن منافق تھا اس کی گردن اڑادی۔ فرمایا کہ جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیصلہ نہیں مانتا اس کا فیصلہ عمر کی تلوار کیا کرتی ہے۔ مدینہ منورہ میں شور مچ گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا ہے۔ وہ اس وقت حاکم بھی نہیں ہیں اور صرف پانی کی باری کے فیصلہ کیلئے ایک مسلمان کو قتل کر دیا جائے یہ کون سی دانشمندی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ قرآن لے کر میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو جا۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ (النساء ۶۵) ”تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے۔“ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ بالکل مومن نہیں ہو سکتے وہ ایمان والے نہیں ہو سکتے جو حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کو نہیں مانتے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو نہیں مانتے۔ وہ مومن نہیں ہیں۔ بخاری شریف، مسلم شریف، ابوداؤد شریف، ابن ماجہ شریف اور دوسری تمام کتب احادیث میں بھی یہ حدیث مبارک موجود ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مال غنیمت تقسیم فرما رہے ہیں۔ مختلف روایات ہیں کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن سے سونا لے کر آئے ابھی وہ صاف بھی نہیں کیا گیا ہے مٹی اس کو لگی ہوئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی جھولی مبارک میں رکھ لیا اور اس میں سے چار آدمیوں کو دیا اس کے علاوہ وہ چاندی بھی آئی ہوئی تھی وہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم تقسیم فرما رہے تھے۔ ذوی الخویصرہ تیمی نامی ایک شخص کھڑا ہوا کہنے لگا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم انصاف کریں وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنے والا ہی تھا کہنے لگا اِغْدِلْ يَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم عدل کیجئے۔ انصاف کیجئے۔“ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اوبد بخت اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو کون کرے گا۔ صحیح روایت کے الفاظ ہیں کہ سب سے زیادہ عدل کرنے والا میں ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار نکال لی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس خبیث منافق کی گردن اڑا دوں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو چھوڑ دو اس وقت مشرکین اور کافرین کا دور ہے اسلام ابھی اپنی شروعات میں ہی ہے۔ مشرکین اس انتظار میں ہیں کہ ہمیں طعنہ زنی کا کوئی نہ کوئی موقعہ ہاتھ آئے اور ہم لوگوں کو اسلام سے بدظن کریں۔ وہ مشرکین یہ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیروکاروں کو قتل کرا دیتے ہیں۔ ذوی الخویصرہ تیمی کی ظاہری شکل و صورت بڑی مومن جیسی تھی۔ بہت نمازی، روزہ دار، حاجی، زکوٰۃ تھا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی نسل بڑی لمبی ہوگی آخر زمانہ میں ان سے ایک جماعت پیدا ہوگی وہ نمازی بھی ہوں گے، روزہ دار بھی ہوں گے۔ دیکھو کہ یہ خطاب کس کو ہو رہا ہے یہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جا رہا ہے۔ فرمایا کہ میرے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال ایسے ہے کہ جیسے نماز میں تکبیر اولیٰ ہے اور میرے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال میری امت میں ایسے ہے کہ جیسے

نماز میں قرأت ہوتی ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال میری امت میں ایسے ہے کہ جیسے نماز میں رکوع ہوتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال میری امت میں ایسی ہے کہ جس طرح سے نماز میں سجدہ ہوتا ہے۔ فرمایا:

مَثَلُ أَبِي بَكْرٍ فِي أُمَّتِي كَمَثَلِ التَّكْبِيرِ الْأَوَّلِيِّ فِي الصَّلَاةِ وَمَثَلُ عُمَرَ فِي أُمَّتِي كَمَثَلِ الْقِرَاءَاتِ فِي الصَّلَاةِ وَمَثَلُ عُثْمَانَ فِي أُمَّتِي كَمَثَلِ الرُّكُوعِ فِي الصَّلَاةِ وَمَثَلُ عَلِيٍّ فِي أُمَّتِي كَمَثَلِ السُّجُودِ فِي الصَّلَاةِ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی نمازوں کی کیفیت ہے اور فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلہ میں حقیر جانو گے اور اتنے لمبے لمبے رکوع اور سجود کریں گے تم اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلہ میں حقیر جانو گے وہ بہترین قاری ہوں گے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اور یہ دین سے ایسے نکلے ہوئے ہوں گے جس طرح تیرا اپنی کمان سے نکل جاتا ہے۔ آپ تیرے شکار کریں تو دیکھیں کہ تیرے پھل کے ساتھ اس کے دستے کے ساتھ کچھ بھی نہیں لگا ہوتا ہے وہ شکار کے جسم سے پار بھی ہو جاتا ہے وہ شکار کر لیتا ہے لیکن تیر کو اس کو شکار میں سے کچھ بھی نہیں ملتا ہے وہ اسی طریقے سے دین سے نکلے ہوئے ہوں گے لیکن وہ اپنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ سے بالکل فارغ ہی ہوں گے۔ بخاری شریف اور ترمذی شریف میں بھی مختلف الفاظ کے ساتھ یہ حدیث شریف موجود ہے اور طبرانی شریف میں تو اس کا حلیہ بھی لکھا ہوا ہے اس سے آپ بھی پہچان کر سکتے ہیں فرمایا کہ ایک شخص آیا جس کی آنکھیں اندر کی طرف کو دھنسی ہوئی تھیں رخسار پھولے ہوئے تھے۔ پیشانی ابھری ہوئی

تھی۔ داڑھی لمبی اور بڑی گھنی اس کی پنڈلیاں موٹی اور ٹیڑھی تھیں اور حدیث شریف کے الفاظ ہیں کہ اس کی پیشانی پر محراب بھی تھا۔ یہ ذوی الخویصرہ تہمی کا حلیہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اب تو آپ کو منافقین کی پہچان نہایت آسان ہوگی۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابی حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی کسی مرضیہ، کسی خارجی کسی رافضی کے پاس نہ بیٹھنا یہ برتن کی طرح الٹا کر دیتے ہیں۔ اگر برتن پانی سے بھرا ہوا ہو اور آپ اسے الٹا کر دیں تو کیا اس میں کچھ باقی بچ رہے گا فرمایا کہ وہ انسان کو اپنے دین میں اس طرح سے بدل دیتے ہیں کہ جس طرح سے یہود و نصاریٰ اپنے دین کو بدل دیتے ہیں آؤ اب ہم دیکھیں کہ وہ کس طرح سے دین کو پلٹ دیتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سب کچھ ہے اس کے پاس ہر اختیار ہے ہر علم ہے لیکن وہ کسی کو عطا نہیں کرتا ہے یہی عقیدہ آج کے منافقین کا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس علم غیب ہے لیکن وہ نہ تو اپنے کسی نبی علیہ السلام کو دیتا ہے اور نہ ہی کسی ولی کو دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس سارا اختیار ہے آپ ان کی کتب کا مطالعہ کر لیں تقویۃ الایمان پڑھ لیں۔ اہل حدیث وہابی، دیوبندی، چکرا لوی، رافضی خارجی سب کی کتب دیکھ لیں کہ وہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام، ولی اللہ، پیر، پیغمبر اور کسی فرشتے کو اپنے علم غیب سے مطلع کر دے وہ جب چاہے علم غیب کو جان لے یہ صرف اللہ صاحب کی شان ہے اس فقرے پر ذرا غور کریں کہ وہ منافق تو تھا ہی لیکن وہ کافر بھی ہو گیا۔ کہتا ہے کہ یہ اللہ صاحب کی شان ہے۔ نقل کفر، کفر نہ باشد



علیہ وسلم پرتھوپ دیتے ہیں۔ قرآن فرماتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ  
 فَاَسْمِعُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا دُبَابًا  
 وَلَوْ اَجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الدُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَفِذُوْهُ مِنْهُ <sup>الْحَجّ ٧٣</sup>  
 ”اے لوگو ایک کہاوت فرمائی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو۔ وہ جنہیں اللہ کے سوا  
 تم پوجتے ہو وہ ایک مکھی نہ بنا سکیں گے اگرچہ سب اس پر اکٹھے ہو جائیں۔ اور اگر  
 مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو اس سے چھڑا نہ سکیں۔“ یہ باتیں انہوں  
 نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہی ہیں اور ان آیات کو دلیل بنا کر  
 اپنی کتب میں لکھا ہے آپ تمام مفسرین کی کتب دیکھ لیں وہ فرماتے ہیں کہ یہ  
 آیات بتوں کی مذمت میں نازل ہوئی ہیں۔ فرمایا کہ جن بتوں کو تم پوجتے ہو یہ تو

ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اور اگر ان پر ایک مکھی بیٹھ جائے تو اس کو اڑا نہیں سکتے اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر اڑ جائے تو یہ اس سے واپس نہیں چھین سکتے۔ لیکن ذرا قرآن مجید سے ہی پوچھ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں فرمایا۔ اِنِّیْ خَالِقُ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ”میں مٹی سے انسان بناؤں گا۔“ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مٹی سے پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے متعلق فرمایا کہ میں پیدا کرتا ہوں اب دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اِنِّیْ اَخْلَقْتُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَيْئَةِ الطَّیْرِ فَانْفُخْ فِیْهِ فِیْکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ اَلْاَمْرَانِ (۴۹) ”میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے۔“ فرمایا کہ میں مٹی سے تمہارے لئے پرندے بناتا ہوں اَخْلَقْتُ میں پیدا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے اَخْلَقْتُ میں پیدا کرتا ہوں جو کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے وہی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی کر رہے ہیں اب اگر کوئی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی اس بات کو نہ مانے وہ قرآن کا منکر ہے اور قرآن کا منکر کافر ہے۔ جو کسی نبی علیہ السلام کے معجزہ کو نہ مانے وہ کافر ہے اور اگر وہ مان لیں تو پھر ان کے مذہب میں یہ شرک ہے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو خطاب فرمایا اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد پڑھا۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان فرمائی۔ وَاِذْ قَالَ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلِ یَّآئِیْ مِنْ بَعْدِیْ اَسْمَآءُ اَحْمَدُ (۶) اور یاد کرو جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے فرمایا۔ اے نبی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی

کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا۔ اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔“ اور یہ یاد رکھو کہ نبی بننا ہی تب ہے کہ جب وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور رسالت کا اقرار کرتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے۔ وَاذْأَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّنَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ (آل عمران ۸۱)“ اور جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتب کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔“ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوش خبری اپنی قوم کو سنائی فرمایا کہ ایک بڑی شان والا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لانے والا ہے۔ آپ کی قوم نے پوچھا کہ کیا ان کی شان آپ سے بھی زیادہ ہوگی تو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس قابل بھی نہیں ہوں کہ ان کے قدموں میں بیٹھ کر ان کے جوتوں کے تسمے بھی کھول سکوں۔ اور انجیل میں ایک دوسری جگہ پر لکھا ہے کہ کاش میں ان کے قدموں میں بیٹھ کر ان کے جوتوں کے تسمے باندھ سکتا۔ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مکھی کا ایک پر بھی نہیں بنا سکتا لیکن میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

غلام حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پورے پرندے بنا رہے ہیں جو یہ کہے کہ نبی علیہ السلام مکھی کا پر نہیں بنا سکتا وہ منافق ہے جو کہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بے اختیار ہیں وہ منافق ہے جو کہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں ہے وہ منافق ہے میں منافق کی پہچان عرض کر رہا ہوں اور قرآن وحدیث سے ثابت کر رہا ہوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اس پر منافقین نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کیا ہے کیا اب بھی منافق کی پہچان ہوئی ہے کہ نہیں ہوئی ہے۔ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاوے وہ مومن ہے اور جس کو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ملنا ناگوار ہو وہ منافق ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔ (النساء ۸۰) ”جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا ہی حکم مانا۔“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر ادا فرمائی ہے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی نماز عصر ادا نہیں فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی کام کی غرض سے روانہ فرمایا آپ وہ کام کر کے واپس آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کام کی تکمیل سے متعلق عرض کر دیا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ جو ولایت کا خاصہ ہیں وہ تشریف فرما ہیں اور نبوت کا خاصہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے زانو مبارک پر سر رکھ کر آپ سے باتیں کر رہے ہیں اور اسی اثنا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔ سورج غروب ہو گیا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی



آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا بات ہے آنکھوں میں آنسو آنے کی وجہ کیا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر قضاء ہوگئی ہے یہ تفسیر روح البیان میں ہے اب حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیش نظر دو مسئلے تھے ایک طرف اطاعت اللہ تعالیٰ کی ہے اور دوسری طرف اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے شہر کے دروازہ ہیں۔ آپ جانتے تھے کہ نماز تو پھر بھی ادا ہو جائے گی۔ نماز کی قضا تو ہو سکتی ہے لیکن آرام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں خلل کی قضا نہیں ہو سکتی۔ آپ یہ بھی جانتے تھے کہ اگر نماز کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل ہو جاوے گا تو عین ممکن ہے کہ پہلے پڑھی ہوئی تمام نمازیں بھی بر باد ہو جائیں۔ جو اعتراض کرنے والے ہیں وہ اپنے علما سے پوچھیں کہ نماز کو قضا کرنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے یا کہ بغاوت ہے۔ نماز کو قضا کرنا گناہ ہے لیکن حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی نماز قضا کر دی۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب آپ نماز ادا پڑھیں گے یا قضا پڑھیں گے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں قضا کیسے ہو سکتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک اٹھائے دعا فرمائی کہ اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَلِيًّا كَانَ فِيْ طَاعَةِكَ بِشَكِّ حَضْرَتِ عَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهٖ تَبَرُّي طَاعَةٍ مِّنْ فَطَّرَها وَاَطَاعَةً رَسُولِكَ فَيُتَابِرُ رَسُوْلَكَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کى اطاعت ميں تھا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو نماز قضا کر دی تھی پھر یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت

کہاں تھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تو ضرور تھی اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ نماز اپنے وقت پر ادا کرو اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نماز چھوڑے بیٹھے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی اطاعت تو نہ تھی۔ فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیری اور تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت میں تھا تو اس کے لئے سورج کو واپس کر دے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتا دیا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے لیکن منافق کیا کہتا ہے کہ یہ شرک ہے۔ جنگ مصطلق سے واپسی پر ایک جگہ قافلہ نے پڑاؤ کیا۔ رات کو آندھی آگئی۔ جانور ڈر گئے اور ادھر ادھر بھاگ گئے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناقہ مبارکہ بھی گم گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ میری اونٹنی کو تلاش کرو اور ساتھ ہی فرما دیا کہ مدینہ منورہ میں رفاعہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ منافقین بولے کہ عجیب بات ہے کہ اپنی اونٹنی کی تو خبر نہیں کہ کہاں کھو گئی ہے اور مدینہ منورہ میں انتقال کرنے والے کی خبریں دے رہے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی طرف اشارہ کرنے لگے اور مذاق کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ نازل کی دی۔ **قُلْ اَبَا لِّلّٰهِ وَالْيَتٰى وَرَسُوْلُهُ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُوْنَ التَّوْبَةُ ۶۵** ”تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو“ کیا تم اللہ کی آیات کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مذاق کرتے ہو۔ منافقین نے علیحدہ ہو کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہو کر باتیں کیں اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو انکار کر دیا کہ ہم نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ میری ناقہ کی نکیل فلاں گھائی کے پیچھے ایک بیری کے

درخت کے ساتھ اٹک گئی ہے جاؤ اسے وہاں سے چھڑا کر لے آؤ۔ میں تو صرف یہ چاہتا تھا کہ تمہیں منافقین کی بولی سنا دوں جو میرے علم غیب پر طعن کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ۔ ”بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔“ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کو نہ مانے وہ منافق ہے۔ صحیح آیات مبارکہ اور صحیح احادیث مبارکہ جن میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان آئی ہے وہ بیان کرنی شروع کر دو اور ان کے چہروں کو دیکھنا شروع کر دو جس کا چہرہ خوشی سے کھل جائے اس کا پلہ پکڑ لینا اس کی قدم بوسی کرنا کہ وہ مومن ہے اور جس کی پیشانی پر پل پڑ جائے اس سے دور بھاگ جانا اس سے بچ جانا ورنہ وہ تیرا بیڑہ غرق کر دے گا۔ اس کی نحوست سے بچو اس کے سایہ سے بھی بچو خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دیکھ لینا کوئی بھی منافق حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ نہیں کرے گا کوئی بھی منافق حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت نہیں کرے گا کوئی منافق حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کر ہی نہیں سکتا اور جو مومن ہوگا وہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیچھے رہ ہی نہیں سکتا ہے۔ جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ فرمان نبوی سنا تو وہ فرماتے تھے کہ ہم راستوں میں جا کر کھڑے ہو گئے اور جو ہمارے بیٹے عزیز رشتہ دار تجارت کے لئے یا اونٹ چرانے کیلئے باہر گئے ہوئے تھے جب وہ واپس آتے تو ہم ان سے پوچھتے کہ ان کے دلوں میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا مقام ہے کیا تم حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرتے ہو کہ نہیں کرتے ہو تو جو یہ جواب دیتا کہ مجھے

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ہے اسے ہم اپنے گھروں میں داخل کر لیتے اس کو واپس گھر آنے کی اجازت دے دیتے اور جو یہ کہتا کہ اسے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت نہیں ہے اس کو فرماتے کہ تو منافق ہے تجھے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے تم یہاں سے نکل جاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیا شان ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلاصہ ولایت ہیں آپ امام الاولیاء ہیں۔ علی ولی ہے ولی علی ہے۔

علی ولی کے پسینے سے پھول بنتے ہیں  
انہیں کے قدم سے اصول بدلتے ہیں  
ہر سکندر کرتا ہے ان کی خادیت کو سلام

جوان کے قدموں تک پہنچتا ہے وہ ولی بن جاتا ہے۔ تم کسی ولی کے قدموں تک ہی پہنچ جاؤ گے تو پھر علی تک پہنچ جاؤ گے جب علی کے قدموں تک پہنچو گے تو نبی کے قدموں تک پہنچ جاؤ گے۔ جو ولی سے محبت کرے سمجھو کہ وہ مومن ہے جو ولی کو دیکھ کر گھورتا ہے ولی کا ذکر سن کر جل سڑ جاتا ہے۔ سمجھو کہ وہ منافق ہے۔ ابن ماجہ شریف میں حدیث شریف ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پیشانی پر بل ڈالنے والوں کے ساتھ جنگ کرتا ہے جب کہ اپنے اولیاء اللہ کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ اور جوان کو اچھا نہ سمجھے اور ان کو دیکھ کر تیوری چڑھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ جنگ کرتا ہے۔ کیا کوئی مومن اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کرنا چاہتا ہے لیکن وہ منافق ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کرنے سے باز نہیں رہے گا۔ جو کسی ولی کی تعظیم نہیں کرتا بلکہ ان کی گستاخی کرتا ہے وہ منافق ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ ہیں کہ یہ جو



ولی ہیں یہ ہدایت کے روشن مینار ہیں وہ لوگوں کو ہر قسم کی ظلمت سے نکالتے ہیں۔ وہ شرک کی تاریکی سے نکالیں گے وہ بدعت کی تاریکی سے نکالیں گے۔ گستاخی اور بے ادبی کی تاریکی سے نکالیں گے جب دنیا حیا و شرم کی تاریکی سے نکالیں گے ہر قسم کی تاریکی سے نکالیں گے اور اگر یہ تاریکیوں سے نہ نکالیں اور اگر کوئی اپنے آپ ہی تاریکیوں سے نکل جائے تو یُخْرَجُوْنَ ”وہ سب نکالتے ہیں۔“ کا صیغہ استعمال نہیں ہوگا ان کا تاریکیوں سے نکالنا صادق نہیں آئے گا۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھو کہ اولیاء اللہ کے پاس جاؤ گے تو شرک بدعت سے بچے رہو گے اور پھر جو یہ کہے کہ ولی کے پاس جانا شرک ہے۔ بغداد شریف جانا، حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر جانا، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جانا، پاکپٹن جانا، حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں جانا یہ تو اولیاء اللہ کی بات ہو رہی جو یہ کہے کہ مدینہ شریف جانا شرک ہے وہاں قبر پرستی ہوتی ہے تو وہ سب سے بڑا منافق ہے کیا اب آپ کو منافق کی پہچان ہو گئی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ ہمارے شام میں برکت عطا فرما۔ ہمارے یمن میں بھی برکت عطا فرما ملک شام سے آئے ہوئے شامی اور یمن کے لوگ یمنی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ نجدی بھی تھے اور نجدی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دشمنی میں مشہور ہے۔ یہ انفرہ فرقہ بھی نجد سے ہی نکلا ہے اس کی خبر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دے دی تھی اور تمام امت اس پر متفق ہے کہ یہ وہ کرنل شیطان ہے جس کی خبر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی تھی بلکہ اس کا جو بڑا بھائی ہے کرنل سلیمان اس سے متعلق اس نے لکھا کہ میرا بڑا بھائی طرد ہے اس بے ایمان نے اپنا دین تبدیل کر لیا ہے بلکہ یہاں تک لکھ

دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد بن عبد الوہاب کو جو کہ ایک معروف وہابی ہے کو قوت طاقت نہیں دی ورنہ یہ نبی ہونے کا دعویٰ کر دیتا یہ اس کے اپنے گھر کی گواہی ہے۔ حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اس کے پیروکار بہت کم عقل والے اور گندی ذہنیت کے مالک تھے یہ نجد سے نجدی نکلے اور اطراف مکہ مکرمہ میں پھیل گئے اور ان کا عقیدہ تھا کہ صرف وہ ہی حق پر ہیں اور باقی تمام مشرک ہیں اور سب سے پہلے انہوں نے ہی ۱۱۴۱ ہجری میں انگریزوں کے ساتھ ساز باز کر کے عرب پر قبضہ کر لیا اور حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات کو توڑ پھوڑ کر کے مسمار کر دیا۔ ورنہ اس سے قبل وہ تمام مزارات موجود تھے اور ان کی کتب سے بھی یہ ثابت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شام اور یمن میں برکت کے لئے دعا فرمائی۔ ایک نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نجد کے لئے بھی خیر و برکت کی دعا کر دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسری طرف رخ انور پھیر لیا وہ شخص پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی طرف ہوا اور پھر عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نجد کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اپنا رخ انور دوسری طرف کو موڑ لیا اس شخص نے تیسری دفعہ پھر عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نجد کے لئے بھی دعا فرمادیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں زلزلے ہوں گے فتنے ہوں گے اور وہیں سے ہی شیطان کا سینک نکلے گا۔ اور جو شیطان کا سینک نکلا وہ وہی ہے کہ جس نے کہا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کچھ کرنے پر قدرت نہیں رکھتے۔ وہ از خود کچھ نہیں کر سکتے

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی ولی، پیر، پیغمبر تمام چوہڑے چمار سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ اپنی دائیں طرف ایک کرسی رکھائے گا اور وہ کرسی زمین و آسمان سے بھی بڑی ہوگی اور وہ کرسی اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بٹھانے کے لئے ہوگی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتنی عزت ہے اور وہ حکم دیتا ہے کہ **وَتُعَزِّدُوهُ وَتُوقِّرُوهُ**۔ (الفتح ۹) ”اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرو۔“ تو بس پھر اب آپ ہی سمجھ جاؤ کہ منافق کون ہے اور اس کی نشانی کیا ہے۔ قرآن مجید نے منافقین کی ایک نشانی اور بھی بتائی ہے فرمایا۔ **وَمَا نَقْمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَطْرِهِمْ**۔ (۷۴) ”اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ اور رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔“ کیا منافقین کو یہی بات بری لگی کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دولت مند کر دیا۔ فرمایا **وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ**۔ (التوبہ ۵۹) ”اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔“ کہتے ہیں کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیا ہے اور آئندہ بھی دیتے رہیں گے۔ یہ ایمان والوں کی نشانی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شام کیلئے کیوں دعا فرمائی اس لئے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی سرزمین ہے۔ بنی اسرائیل کے ستر ہزار انبیاء علیہم السلام شام میں آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کیلئے کیوں دعا فرمائی کہ وہ اولیاء کرام کی سرزمین ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ مجھے یمن سے رحمن کی خوشبو آتی ہے۔ حضرت خواجہ اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشبو آتی تھی۔ حدیث شریف میں ہے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے راوی ہیں کہ کسی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ آپ شام والوں کے لئے بددعا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں شام کیلئے بددعا نہیں کرتا کیونکہ میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے کہ ملک شام میں ہر وقت ابدال رہتے ہیں ان کے وسیلہ سے رزق دیا جاتا ہے۔ اور ان کے صدقہ سے ہی مسلمانوں کو جنگ میں فتح عطا کی جاتی ہے اور ان ہی کی صدقہ سے زمین والوں سے عذاب اٹھایا جاتا ہے اب بتائیں کہ مشکل کشا اور کسے کہتے ہیں۔ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کو مانے وہ مومن ہے اور جو اولیاء اللہ کو، اغیاث کو، ابدالوں کو مشکل کشا مانتا ہے مددگار مانتا ہے دیکھتا ہے اور ان کی اطاعت کرتا ہے وہ مومن ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے وہ منافق ہے یہ کہتے ہیں کہ مدینہ شریف جانا شرک ہے لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي نے میری قبر انور کی زیارت کر لی مجھ پر واجب ہو گیا کہ اس کی شفاعت کروں اور جو حج بیت اللہ شریف کے لئے آیا لیکن وہ مدینہ شریف نہیں آیا اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ فرمایا کہ مدینہ شریف کی خاک میں شفا ہے۔ فرمایا کہ مدینہ شریف کے دروازوں پر اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں کہ طاعون اور دجال کو مدینہ شریف میں داخل نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ یہ لوگ ان دونوں میں سے کیا چیز ہیں جو نہ مدینہ شریف جاتے ہیں اور نہ ہی جانے دیتے ہیں۔ لیکن ایمان والے عاشقوں کا عقیدہ ہے کہ مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے بہتر ہے افضل ہے حدیث



شریف میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے مدینہ کو تم مکہ مکرمہ سے افضل اور بہتر جانو۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کی بڑی شان ہے اور مدینہ سے مکہ مکرمہ افضل ہے پہلے ایک مسئلہ کی وضاحت کر دوں کہ ہمارے علماء میں کچھ اختلاف ہے کچھ یہ کہتے ہیں کہ مسجد الحرام کعبہ شریف یعنی بیت اللہ شریف مدینہ شریف کی جو باقی زمین ہے اس سے افضل و اعلیٰ ہے لیکن جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اقدس ہے وہ جگہ پوری روئے زمین، عرش اور جنت سے بھی افضل ہے یہ ایک اجتماعی فیصلہ ہے تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے اور اس سے کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن بات چونکہ زمین سے متعلق ہو رہی ہے اس لئے جب خلیفہ المسلمین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب پتہ چلا تو آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا لیا اور فرمایا کہ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یا امیر المؤمنین میں اللہ تعالیٰ کے حرم اور اس کی برکتیں اور رحمتیں جو وہاں ہیں میں ان کی بات کر رہا ہوں۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلال میں آگئے فرمایا کہ میں بیت اللہ شریف کے بارے میں نہیں پوچھ رہا ہوں میں حرم سے متعلق نہیں پوچھتا تو صرف یہ بتا کہ تو نے کہا ہے کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین مرتبہ یہ جملہ دہرایا۔ محدث لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے اگر وہ اقرار کرتے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو تعظیم سکھانے کیلئے ضرور سزا دیتے۔ یہ ایمان والوں کا عقیدہ ہے۔ جس کسی

## مرید نہیں تو کچھ بھی نہیں

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ مُحَمَّدٍ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ  
وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ

حضرات محترم! آج کا میرا موضوع سخن ہے ”مرید نہیں تو کچھ بھی نہیں“ یہ موضوع اپنی  
جگہ بڑی اہمیت و افادیت رکھتا ہے۔ میں انشاء اللہ اس کی ضرورت، فضیلت، اہمیت  
اور افادیت کو قرآن و حدیث اور اکابرین اُمت کے اقوال کی روشنی میں بیان کروں  
گا۔ پہلے مرید اور بیعت کا معنی سمجھیں کہ مرید لفظ ارادہ سے بنا ہے بمعنی قصد کرنا۔ اس  
کا ماخذ یہ آیت کریمہ ہے۔ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ جو اللہ  
کی رضا چاہتے ہیں وہی لوگ کامیاب ہیں ”لہذا مرید کے معنی ہوئے ارادہ کرنے والا  
چوں کہ مرید اللہ کی رضا کا طالب ہو کر شیخ کے پاس جاتا ہے۔ اس لیے اسے مرید کہا  
جاتا ہے اور لفظ بیعت ”بیع“ سے بنا ہے۔ بمعنی ”بیچنا“ یا بک جانا چونکہ مرید شیخ کے  
ہاتھ پر بک جاتا ہے اس کو بیعت ہونا کہتے ہیں۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا

تو نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

مرید بننے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اللہ تعالیٰ سے

عہد کرتا ہے کہ یا اللہ میں تیرا فرماں بردار بندہ رہوں گا۔ براہ راست اللہ تعالیٰ تک ہماری رسائی نہیں ہے اس لئے ہم کسی نیک بندے کے ہاتھ پر یہ عہد کرتے ہیں۔ جیسے خدا کو سجدہ کرنا ہو تو کعبہ کی طرف سجدہ کر لیتے ہیں۔ حالانکہ کعبہ خدا نہیں اور وہ سجدہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہوتا ہے۔ بیت اللہ شریف یعنی کعبہ تو قبلہ نماز ہے۔ اسی طرح سے پیر قبلہ عہد و پیمان ہے۔ بادشاہ کے گورنر وزراء سے حلف وفاداری لیتے ہیں۔ سامنے گورنر ہوتا ہے۔ مگر حلف بادشاہ کے لیے ہوتا ہے۔ ایسے ہی سامنے شیخ ہوتا ہے مگر حلف اور عہد اللہ تعالیٰ سے (بوسیلہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء) ہوتا ہے اس لیے فرمان خداوندی ہے۔ **يَذُكُّهُ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ (۱۰)** ”ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔“ بیعت کرتے وقت شیخ کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں۔

نگاہ مرشد کامل سے عشق مصطفیٰ حاصل

خدا کا قرب دیتی ہے محبت پیر خانے کی

بیعت کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ جو قرآنی اصطلاح ہے احادیث مبارکہ اور کتب تفسیر و تصوف میں بھی بکثرت مستعمل ہے۔

پہلی آیت: **إِنَّ الَّذِينَ يُسَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُسَايِعُونَ اللَّهَ يَذُكُّهُ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ.**

(الفتح ۱۰) ”وہ تو اللہ سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔“ اس

میں 400 اصحابہ کرام علیہم الرضوان نے بیعت کی اور اس کو ”بیعت رضوان“ کہا جاتا

ہے اور فرمایا۔ **لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ.**

(الفتح ۱۸) ”بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری

بیعت کرتے تھے۔“ یہ آیت بھی انہیں حضرات کے حق میں نازل ہوئی۔ یہ آیت

کریمہ بیعت کے امر شرعی ہونے کی دلیل ہے۔

دوسری آیت: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوا الْوَسِيْلَةَ.

(المائدہ ۳۵) ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔“ اقول

الجبیل میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ وسیلہ سے مراد ذات

مرشد ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے۔ واعلم ان الایۃ الکریمۃ مرحت بلام

یابتغا والوسیلۃ ولا بدمنها البتۃ فان الوصول الی اللہ تعالیٰ لایحصل

الا بالوسیلۃ وہی علماء الحقیقۃ ومشائخ الطریعۃ ”جان لے کہ اس آیت

کریمہ نے اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرنے کی مراحت فرمائی ہے اور یہ بے حد ضروری

ہے کیوں کہ وسیلہ کے بغیر اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ناممکن ہے۔ اور وسیلہ سے مراد علمائے

حقیقت اور مشائخ طریقت (پیرانِ عظام) ہیں۔“ لہذا ثابت ہوا کہ ”مرید نہیں تو کچھ

بھی نہیں۔“ کیونکہ قرب خداوندی کیلئے مرشد کا وسیلہ اور بیعت کا ذریعہ و معاملہ ضروری

ہے۔ فرمایا: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تَقُوْا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ . (التوبہ ۱۱۹)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔“ علامہ اسماعیل حقی

علیہ الرحمۃ صاحب روح البیان اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ ”الصّٰدِقُوْنَ ہم

المرشدون“ ”سچے وہ ہیں جو مرشد کریم ہیں۔“ فرمایا يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جِآءَكَ

الْمُؤْمِنَاتُ فَيٰبِيعْتِكَ عَلٰی اَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ

وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا

يَعْصِيْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعُهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهُ (الممتحنہ ۱۲) ”اے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم (غیب بتانے والے) جب آپ کے پاس ایمان والی عورتیں ان



شرطوں پر بیعت کے لئے حاضر ہوں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گی اور نہ چوری کریں گی نہ زنا کریں گی نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی، نہ بہتان لائیں گی، اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان۔ یعنی موضع ولادت کو اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو۔“  
اس آیت مبارکہ سے عورتوں کا داخل بیعت ہونا ثابت ہے۔

### احادیث مبارکہ سے بیعت کا ثبوت:

(۱)..... عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله وحوله عصابة من اصحابه تبايعوني على ان لا تشركوا بالله شيئاً ولا تسرقوا ولا تنزنوا ولا تقتلوا اولادكم. (بخاری شریف جلد دوم) ”حضرت عباده بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ آپ کے گرد صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت موجود تھی کہ اے صحابہ میری بیعت کرو۔ اس امر پر کہ تم خدا کے ساتھ شرک نہ کرو گے اور نہ چوری کرو گے اور نہ زنا کرو گے اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے۔“ اس حدیث پاک میں جہاد بالنفس کے لیے بیعت لینے کا ذکر موجود ہے جو اس وقت سے آج تک جملہ سلاسل عالیہ کے مشائخ عظام اور پیران طریقت میں جاری و ساری ہے۔

(۲)..... عن عمرو بن العاص رضي الله عنه قال اتيت النبي صلى الله عليه وسلم فقلت ابسط يمينك لابايك فسط يمينه فقبضت يديه الخ (رواه مسلم) ”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ پس میں نے عرض کی کہ اپنا دایاں

ہاتھ مبارک کھولیں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔ پس آپ نے اپنا داہنا دست پاک کھول دیا۔ تو میں نے بیعت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک پکڑ لیا میں نے اس شرط پر بیعت کی کہ میرے لئے بخشش طلب کی جائے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو نہیں جانتا کہ اسلام قبول کرنا ہجرت اور حج پہلے گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں۔“ یہ حدیث پاک اعمالِ صالحہ پر بیعت کے مسنون ہونے کی وضاحت کر رہی ہے۔

(۳)..... غزوہ خندق کے موقع پر جب حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین کے لیے دعا فرمائی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی۔ ”نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا“۔ ”ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کی ہے۔“ (بخاری شریف جلد دوم) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے یوں وضاحت کی ہے کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سے مختلف قسم کی بیعتیں لیتے تھے۔ تارة على الهجرة والجهاد تارة على اقامة اركان الاسلام وتارة

على الثبات والقرار فى معركة الكفار وتارة على التمسك بالسنة والاجتناب عن البدعة والحرص على الطاعات..... الخ کبھی ہجرت اور جہاد پر، کبھی ارکان اسلام (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) کی ادائیگی پر، کبھی معرکہ کفار میں ثبات و قرار پر اور کبھی سنت نبوی پر عمل کرنے، بدعت سے بچنے اور عبادات کے لیے حریص ہونے پر بیعت لیا کرتے تھے۔“ تاریخ اسلام میں بیعت عقبہ اولیٰ اور عقبہ ثانیہ کی مثالیں عملِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں جو کہ اہل علم پر عیاں ہیں۔ علاوہ ازیں مشکوٰۃ شریف کتاب الامارۃ القضاء میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يقول من خلع يداً من طاعة لقي الله يوم القيامة ولا حجة له من مات  
 ويس في عنقه بيعة مات ميته أهلية. (رواه مسلم) ”میں نے رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو فرماں برداری سے ہاتھ نکال لے وہ قیامت  
 کے دن اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی اور جو اس  
 طرح مرا کہ اس کے گلے میں بیعت نہیں وہ جاہلیت کی موت مرا۔ حضرت مفتی  
 عشق مفتی احمد یار خاں نعیمی نور اللہ مرقدہ مرآہ شرح مشکوٰۃ جلد نمبر ۵ میں اس  
 حدیث کی تشریح یوں بیان کرتے ہیں۔ اس حدیث میں دلیل سے مراد بندے  
 کے ایمان و تقویٰ کی دلیل و ثبوت ہے۔ اور بیعت سے اگر خلیفہ و سلطان اسلام کی  
 بیعت مراد ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ جب خلیفہ رسول یا سلطان اسلام موجود ہو پھر یہ  
 اس کی بیعت خلافت نہ کرے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اور اگر بیعت سے  
 عام بیعت مراد ہے خواہ وہ بیعت خلافت ہو یا بیعت ارادہ، تو حدیث مطلق ہے کہ  
 جو بغیر مرشد پکڑے مر جائے تو اس کی موت کفار کی سی ہے صوفیاء فرماتے ہیں۔  
 جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔ (من لا شیخ لہ شیخ لہ الشیطان)  
 یہ حدیث ان کی دلیل ہے۔ خیال رہے کہ بیعت بہت قسم کی ہے بیعت اسلام،  
 بیعت خلافت، بیعت اطاعت اور بیعت ارادت وغیرہ، ان مذکورہ بالا احادیث  
 مبارکہ کی روشنی سے ثابت ہوا کہ ”مرید نہیں تو کچھ بھی نہیں“ فرمایا کہ وَمَنْ  
 يُضِلُّ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْسِدًا (الکہف ۱۷) ”اور وہ جسے گمراہ کرے پس تم  
 ہرگز اس کے لیے کوئی حمایتی (ولی) اور راہ دکھانے والا (مرشد) نہ پاؤ گے۔“ تو  
 ثابت ہوا کہ گمراہ وہی ہوتا ہے جس کا کوئی پیر و مرشد نہیں ہوتا۔ جو بے پیر ہو وہ بے نور

ہوتا ہے۔ الحمد للہ جو لوگ صاحب نسبت ہوتے ہیں وہ گمراہی اور بد عقیدگی سے بھی بچ جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں سورہ بنی اسرائیل میں بھی ارشادِ خداوندی ہے۔  
 يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاَمَامِهِمْ (بنی اسرائیل ۷۷) ”ہم اس دن (قیامت کو) ہر شخص کو اس کے امام پیشوا کے ساتھ بلائیں گے۔“ اور حدیث پاک میں ہے کہ  
 الْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. جو شخص دنیا میں جس کے ساتھ محبت کرتا ہوگا وہ قیامت والے دن بھی اسی کے ساتھ ہوگا تو ثابت ہوا کہ اللہ والوں کی محبت اور نسبت صرف دنیا ہی میں نہیں بلکہ آخرت میں بھی کام آئے گی۔

میں گردشِ کوئے یار کرتا ہوں  
 بس یہی کاروبار کرتا ہوں  
 نہیں بندگی کی کچھ خبر مجھ کو  
 میں تیرے بندوں سے پیار کرتا ہوں

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ بن ثابت بن زوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اِنِّى اَحَبُّ الصَّالِحِينَ وَاَكْسَبُ مِنْهُمْ نِيكَ لَوْ كُنْتُ مِنْهُمْ۔ اگرچہ میں ان میں سے نہیں ہوں۔“ یہ امام صاحب کی کس نفسی ہے ورنہ آپ تو خود بہت بڑے ولی کامل اور نیک انسان ہیں۔ بلکہ آپ یوں بھی فرماتے ہیں۔ ”لَوْ لَا سَتَّانِ لَهْلَكَ نَعْمٌ“ لکھنؤ (جو میں نے سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گزارے ہیں) نہ ہوتے تو نعمان (ابوحنیفہ) ہلاک ہو جاتا۔ تو ثابت ہوا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی یہی ہے کہ مرید نہیں تو کچھ بھی نہیں۔  
 عزیزانِ گرامی القدر بیعت کی حقیقت یہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے قرآن



پاک میں ارشاد فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ  
لَهُمُ الْجَنَّةَ الْاٰثِرَةَ (”بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں اور ان  
کے مال خرید لیے ہیں۔ اس بدلے پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔“ بیعت بھی بیع  
سے مشتق ہے۔ ایک چیز دے کر دوسری چیز اس کے بدلے خرید لینا۔ تو اس لین  
دین کو بیع کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ بندہ جب کسی پیر کامل کے ہاتھ پر بیعت  
کر کے اپنی جان اور مال کو اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے  
احکامات و فرامین کے تابع کر دینے کا عہد کر کے اس کے بدلے رضائے الہی اور  
مغفرت حاصل کر لیتا ہے تو یہی حقیقت بیعت ہے۔ جس طرح خرید و فروخت کی  
تکمیل کے لیے صرف نیت کافی نہیں بلکہ عمل کے ذریعے اس کا اظہار بھی ضروری  
ہوتا ہے۔ اسی طرح بیعت بھی صرف زبانی یا قلبی نیت تک ہی محدود نہیں بلکہ عزم  
بالحزم کے ساتھ شریعت اور طریقت کے آداب و شرائط کے ساتھ عملی مظاہرے کا  
نام بیعت ہے۔ جملہ سلاسل عالیہ خصوصاً نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ وغیرہ  
کے بزرگان دین نے بہ طریق بیعت مخلوق خدا کو فیض یاب فرمایا۔ اور اسی طرح  
چراغ جلتا آیا۔ اور طریقت و تصوف کی انہی سرگرمیوں کی بدولت دینا کے گوشے  
گوشے میں اسلام کے انوار جگمگانے لگے اور آج بھی اسلام کے برگ و بار کی  
نشو و نما اور روحانی اقدار کی بقا و ارتقاء کے لیے اولیائے کاملین عارفین کی نگاہ  
فیض بار کی اشد ضرورت ہے۔ پیری مریدی محض ایک رسم و رواج کا نام نہیں۔  
بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ عہد خداوندی کی عملی فرماں برداری کی شہادت  
و پاسداری کا نام ہے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے اور تاریخ کا ایک

ادنیٰ سا طالب علم بھی اس سے بخوبی واقف ہے کہ دنیا میں خصوصاً اس برصغیر میں اشاعتِ اسلام کا سہرا صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کے سر ہے۔

حضراتِ محترم! ”الطريقة کلة“ طریقت کے کچھ آداب ہیں۔ اس میں تزکیہٴ نفس اور تصفیہٴ قلب کی غرض۔ حصولِ قربِ خدا اور وصولِ الی اللہ (اللہ تعالیٰ تک پہنچنا) ہے۔ اسلام کے جملہ امور اور علوم و فنون کا مقصد خدا تک رسائی ہے۔ مقصود صرف ذاتِ حق عزوجل ہے۔ جیسا کہ قرآن میں فرمانِ رحمن ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى (الاعلیٰ ۱۴) ”بے شک وہ مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا۔“ فرمایا:

إِلَىٰ رَبِّكَ مُنْتَهَىٰ (النازعات ۴۴) ”تمہارے رب ہی تک اس کی انتہا ہے۔“

یعنی تیرا مقام آخر اللہ تعالیٰ تک رسائی ہے۔ بندہ طالب اور اللہ مطلوب (مقصود) ہے طالب و مطلوب کے درمیان پیر کامل وسیلہ ہے۔ مرشد کے اوصاف یہ ہیں کہ اس کے عقائد اہل سنت کے مطابق ہوں۔ وہ شریعت کا عالم اور عامل ہو متقی، زاہد اور آخرت کا راغب ہو۔ متبع سنت اور عاشق رسول ہو اس کا شجرہ طریقت مربوط اور مسلسل ہو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صلاحیت رکھتا ہو۔ نیز صحبت کا ملین سے فیض یاب ہو۔ سلوک باطنی طے کر چکا ہو، صاحبِ حضوری، ترکِ ماسوی اللہ اور سیر الی اللہ کے راستوں سے واقف ہو۔ ایسے پیر کامل کی بیعت اور صحبت کو اکسیر سمجھنا چاہئے۔ ان حقائق و معارف سے ثابت ہوا کہ ”مرید نہیں تو کچھ بھی نہیں۔“ اب مرید کا بھی ان صفات ذیل سے متصف ہونا ضروری ہے کہ جو اپنے آپ کو کسی مردِ کامل کے حوالے کر دے تو اس کی کیفیت ایسے ہو جیسے ”مردہ بدست زندہ۔“ الطالب عند المرشد کالمیت بین یدی الغاسل۔ یعنی مرید

اپنے پیر کے ہاتھ میں اس طرح ہوتا ہے جیسے مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ بلکہ سیدنا مجدد الف ثانی امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”دریں راہ اند کے جنوں ہم در کا داست“، یعنی اس راہ (طریقت) میں تھوڑی سی دیوانگی بھی ضروری ہے۔ المرید لا یمرید الا اللہ یعنی مرید صادق وہ ہوتا ہے جس کی دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے کی خواہش نہ ہو اور وہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے پیر سے سب سے زیادہ محبت کرے۔

تو پیر نگر میں بیٹھ کر نبی نگر کو جا

نبی نگر میں بیٹھ رب کے درشن پا

ایک دن حضرت شاہ نقشبندی بخاری علیہ الرحمۃ الباری اپنے مرشد برحق حضرت خواجہ امیر کلال علیہ الرحمۃ ذوالجلال کی زیارت و قدم بوسی کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں حضرت خضر علیہ السلام ملے انہوں نے محبت آمیز لہجے میں کئی مرتبہ پکارا۔ بہاؤ الدین کہاں جاتے ہو؟ ذرا ٹھہرو۔ میں نے تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں لیکن خواجہ نقشبند نہ ٹھہرے اور اپنے شیخ کامل کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو گئے۔ حضرت خواجہ امیر کلال علیہ الرحمۃ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ بہاؤ الدین آج راستے میں تمہیں حضرت خضر علیہ السلام ملے مگر تم نے ان کی طرف توجہ نہ کی تو آپ نے نہایت ادب سے عرض کیا حضور! جس کو آپ جیسا خضر راہ پیر کامل مل جائے تو اسے کسی دوسرے خضر سے کیا کام۔ ”سبحان اللہ“ یہ ہے ارادت اور عاشق رسول مولوی غلام رسول عالم پوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

کچے یار نوں یار نہ جاننے ہاں  
کچے یار دے سر دستار ناہیں

پیر اور مرید کا باہمی تعلق خادم اور مخدوم کا ہے۔ کیوں کہ آج تک خدمتِ خلق کے بغیر کوئی انسان مسندِ ارشاد تک نہیں پہنچا۔ ”ہر کہ خدمت کردا و مخدوم شد“ پیر اپنے مریدوں کی خدمت باعثِ سعادت سمجھتا ہے اور مرید بھی پیر کی خدمت کو وسیلہ قرب جانتا ہے۔ ایمانی اور روحانی رشتہ میں منسلک ہونے والے یار ان طریقہ یا پیر بھائی بننے کا شرف حاصل کر لیتے ہیں۔ پیر بھائیوں کا یہ باہمی رشتہ محبتِ حقیقی بھائیوں سے بھی زیادہ مضبوط ہوتا ہے اور بڑا اہم ہوتا ہے۔ کیونکہ حقیقی بھائی آپس میں جسمانی رشتہ اور پیر بھائی روحانی رشتہ کے حامل ہوتے ہیں۔ مشائخِ کرام فرماتے ہیں کہ مرید دو بار پیدا ہوتا ہے۔ ایک بار اپنی ماں کے پیٹ سے (جسمانی جنم) اور دوسری بار اپنے پیر کے سینے سے (روحانی جنم) قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلَا خَلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اَلْمُتَّقِينَ (لُحُوفِ ۶۷) ”گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار۔“ ثابت ہوا اللہ والوں کا رشتہ ایمان و روحانی قیامت کے دن بھی نہیں ٹوٹے گا۔ کیوں کہ ان کا تعلق تقویٰ کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک پیر بھائی کسی وجہ سے ناراض ہو گیا۔ آپ نے اس سے مصالحت کے لیے خود ابتداء فرمائی اور مکتوبات شریف میں تحریر فرمایا۔ اس ”نسبت ہم پیر کی نہ ازاں قبیل است کہ گستہ می شود۔“ یعنی پیر بھائی والی نسبت کبھی نہ ٹوٹنے والی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پیر بھائیوں کا باہمی تعلق صرف



رضائے الہی اور محبت الہی کے لیے ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ جل جلالہ ارشاد فرمائے گا۔ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ لِیْ (یعنی وہ لوگ کہاں ہیں؟ جو میرے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ پھر آواز آئے گی۔ اَیْنَ الْمُتَجَاوِسُوْنَ (یعنی وہ لوگ کہاں ہیں؟ جو میری رضا کی خاطر مل کر بیٹھتے تھے۔ پھر فرمائے گا۔ اَیْنَ الْمُتَزَاوِرُوْنَ (یعنی وہ لوگ کہاں ہیں؟ جو میری خوشنودی کے لیے ایک دوسرے کی زیارت و ملاقات کرنے والے تھے۔ چنانچہ ان سب کی بخشش اور نجات ہو جائے گی۔ ”سچ ہے کہ مرید نہیں تو کچھ بھی نہیں۔“

حضرات محترم! جیسے خدا تک پہنچنے کے لئے پیغمبر کی ضرورت ہے ایسے ہی رسول تک پہنچنے کے لیے پیر کی حاجت ہے جس کے گلے میں کسی مرشد کا پٹہ چاہئے وہ کتنا نفس ہے۔ اسے آزاد نہ رہنے دو۔ اس کے گلے میں زنجیر ڈال کر کسی کے ہاتھ میں دے دو۔ زنجیر میں کڑیاں ہوتی ہیں پہلی کڑی پٹہ میں آخری کڑی مالک کے ہاتھ میں ہو کسی بھی سلسلہ عالیہ چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی کے مشائخ اس زنجیر کی کڑیاں ہیں۔ جس کی آخری کڑی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ہے اور پہلی کڑی ہمارے نفس کے گلے میں اپنے مرشد کریم کی وساطت سے ہوتی ہے۔ بقول اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ۔

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہونست مجھ تو

میرے گلے میں بھی رہے دور کا دُورا تیرا

جو کوئی شمع سے دور ہوا سے چاہئے کہ ایسے آئینوں کے سامنے بیٹھے جس سے نور چھن کر آ رہا ہے۔ مشائخ طریقت کے سینے شفاف آئینے ہیں اور جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

وسلم شیخ بزم ہدایت ہے۔ جو کوئی بارش نہ پائے وہ تالاب سے پانی لے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بارانِ رحمت اور مرشد تالاب کی مانند ہیں اپنی ایمان، ایقان اور وجدان کی کھیتیاں اس سے سیراب کرو۔ مشائخ مصیبت میں کام آتے ہیں۔ جیسے سیدنا یعقوب علیہ السلام کنعان میں تھے اور ادھر زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بند کمرے میں بلایا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس بند کمرے میں بھی اپنا چہرہ انور دکھا کر یوسف علیہ السلام کو حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ارادہ سے روکا۔ حضرت نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمۃ نے امام فخر رازی علیہ الرحمۃ کی نزاع کے وقت امداد فرمائی اور ان کا ایمان بچایا۔ قیامت کے دن ہم سب اپنے اپنے پیرومرشد کے ساتھ بلائے جائیں گے اگر پیر ہی نہ ہوا تو پھر کس کے ساتھ بلائے جائیں گے۔ سچ ہے کہ ”مرید نہیں تو کچھ بھی نہیں۔“ آج کل کے بدعقیدہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے پیر تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہم صرف ان کے مرید ہیں ہمیں کسی اور پیر وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے تو ہم انہیں یہ کہتے ہیں کہ جس طرح سیدنا آدم علیہ السلام پوری نسل انسانیت کے باپ ہیں لیکن ان کو اپنا باپ ثابت کرنے کے لیے والد کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے والد حقیقی کے ذریعہ آباؤ اجداد کی وساطت سے ہمارا شجرہ نسب حضرت آدم علیہ السلام تک اپنی والدہ کے وسیلہ سے حضرت حواری اللہ عنہا تک پہنچتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اسی طرح بے شک سرکارِ دو عالم رحمت العلین صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات کے مرشد برحق ہیں۔ لیکن آپ سے روحانی ایمانی تعلق قائم کرنے کے لیے کسی شیخ کامل کے شجرہ طریقت اور سلسلہ بیعت کی ضرورت ہے ورنہ دعویٰ باطل ہوگا۔

جیسے قلب کا تعلق باقی جسم سے رگوں شریانوں کے ذریعے سے ہے اسی طرح حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم قلب انور ہیں اور عالم جسم اور پیران عظام گویا رگیں ہیں، شریانیں ہیں۔ نیز جس طرح پاؤں ہاؤس کا تعلق تمام شہر سے بذریعہ بجلی کے تاروں سے ہوتا ہے۔ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نور کے پاؤں ہاؤس ہیں۔ ساری دنیا آباد شہر، پیران عظام گویا بجلی کی تاریں ہیں۔ علمائے کرام ان تاروں کے کھنچے، پول ہیں۔ ایمان کی حفاظت اولیاء اللہ کے کرم سے ہوتی ہے۔ علمائے ربانی شریعت اور اولیاء اللہ طریقت سے سکھاتے ہیں۔ شریعت اور طریقت لازم و ملزوم ہیں۔ مزید برآں جیسے آتش شیشے کے واسطے سے آفتاب کی شعائیں ایک جگہ مرکوز ہو کر تیز روشنی اور حرارت پیدا کرتی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب، مرشد کامل آتش شیشہ اور مرید کامل مرکز بن جاتا ہے۔ اگر یہ مرشد کامل کا واسطہ نہ ہو تو عشق کی جلن اور روشنی پیدا نہ ہوگی۔ پس ثابت ہوا مرید نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ الغرض مرشد روحانی معالج ہوتا ہے جو کہ قرآن کے نسخہ کیمیا سے علاج کرتا ہے اور ہر طرح کی بد عقیدگی اور بد اعمالی کا پرہیز بھی بناتا ہے تاکہ ”مرید“ کا نفس امارہ، لوامہ، نفس مطمئنہ میں ذکر الہی اور عشق مصطفیٰ سے بدل جائے پھر وہ **فَاذْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَ اِذْخُلِيْ جَنَّتِيْ** (الفجر ۳۰-۲۰) ”میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں“ کا مصداق بن جائے گا۔ یعنی پہلے میرے بندوں میں داخل ہو جاؤ پھر ان کی صحبت اختیار کرو اور ان کے حلقہ ارادت میں آ جاؤ پھر میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اور مرشد کامل کی انتہائی محبت کو فنا فی الشیخ کہا جاتا ہے۔ مولائے روم علیہ الرحمۃ مرشد کی حقیقت یوں بیان کرتے ہیں۔

پیر را بگریں کے بے پیر ایں سفر  
 ہست بس پر آفت و خوف و خطر  
 پس رہے را کہ ترشتی تو سچ  
 ہیں مرد تنہا، ز ہر سرچ  
 ہر کہ او بے مرشدی در راہ شد  
 او ز غولان گمرہ و در چاہ شد  
 گر نیا شد سایہ پیر اے فضول  
 پس ترا سرگشتہ دارد مانگ غول

تو مرشد کو منتخب کرے کہ بغیر مرشد کے (طریقت) کا یہ سفر بے پناہ آفات اور خوف و خطرات سے بھرا پڑا ہے۔ پس ایک ایسے راستے پر کہ جس پر تو پہلے کبھی نہیں گیا خبردار تنہا نہ چل اور رہبر کی طرف سے روگردانی نہ کر کہ ہر وہ آدمی جو بغیر مرشد کے اس راستے پر چلا ہے وہ شیاطین کے ہاتھوں گمراہ ہوا ہے۔ اور گمراہی کے کنویں میں جا گرا ہے۔ اے کم عقل! اگر مرشد کا سایہ تجھ پر نہیں تو شیاطین کی آوازیں تجھے گمراہ کر دیں گی۔ القصہ المختصر کہ ”مرید نہیں تو کچھ بھی نہیں۔“ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ بوسیلة مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری اولیاء اللہ سے نسبت قائم دائم رکھے۔ آمین اور قیامت والے دن ان پاک باز لوگوں کی غلامی میں اٹھائے۔ آمین ثم آمین

آخر دعوانا عن الحمد اللہ رب العلمین

تحریر: خادم الفقراء والعلماء طالب نظر کرم راہِ حجاز مقدس

الفقر ابوالنور نقشبندی عبداللطیف رضوی شیخوپورہ، 10-11-2011



## سنی نہیں تو کچھ بھی نہیں

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ فَكُلُّنَا نَحْمَدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ  
وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ

حضرات محترم! دین کے دو اجزاء ہیں۔ (۱) عقائد۔ (۲) اعمال۔ عقیدہ کی مثال  
جڑ کی طرح ہے اور اعمال کی مثال شاخیں ہیں۔ اگر جڑ مضبوط ہوگی تو شاخیں پھل  
اور پھول دیں گی۔ اسی طرح اگر عقیدہ درست ہے تو اعمال فائدہ مند ورنہ کارآمد  
نہ ہوں گے نجات کا وسیلہ صرف اور صرف غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت  
رسول ہے۔ کیونکہ منافق لوگ بھی کلمہ گو اور نمازیں پڑھنے والے، روزے رکھنے  
والے حج و زکوٰۃ ادا کرنے والے بلکہ جہاد بھی کرنے والے تھے۔ مگر ان سب اعمال  
کے باوجود مومن نہیں کیونکہ وہ عشق مصطفیٰ سے خالی ہیں۔

معزز سامعین! حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جزو ایمان نہیں، عین ایمان  
نہیں بلکہ جان ایمان، روح ایمان اور اصل ایمان ہے کیونکہ اسلام کا تصور ہی یہ ہے کہ

"Islam" I shall love alway muhammad (S.A.W)

تو گویا جب کوئی انسان کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتا ہے تو زلفِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسیر  
ہونے کی بعد غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو کر یہ اعلان کرتا ہے کہ میں

ہمیشہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا رہوں گا۔

حضرات محترم! اہل سنت درحقیقت اہل محبت ہوتے ہیں اہل نسبت ہوتے ہیں اہل ادب ہوتے ہیں۔ اہل عقیدت ہوتے ہیں۔ کیونکہ الحمد للہ سنی ہی صحیح العقیدہ اور صاحب ایمان ہوتے ہیں۔ چنانچہ عارف شریعت حضرت سرسید محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری علیہ الرحمۃ الباری المعروف حضرت صاحب کرباں والے فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اہل ایمان کو یا ایہا الذین امنوا کہہ کر مخاطب فرمایا ہے۔ اور اٰمَنُوْا میں وہ کامل الایمان والا تب ہوگا جب اٰمَنُوْا کے ”الف“ سے مراد اللہ ”میم“ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ”نون“ سے نبیوں اور ”واو“ سے مراد ولیوں کو مانے گا۔ سبحان اللہ کسی نے خوب فرمایا ہے۔

سنی ام نعرۃ تکبیر و رسالت می زخم  
دم ز ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر می زخم  
قادری ام نعرۃ یا غوث اعظم می زخم  
دم ز شاہ احمد رضا خاں قطب عالم می زخم

الحمد للہ سنی ہی سب کو مانتے ہیں۔ یہ کسی کے منکر نہیں ہیں صرف ان کے پاس ہی تھوک کا سودا ہے۔ کوئی صرف توحید کا دعویٰ دار ہے۔ تو کوئی سپاہ صحابہ ہونے پر فخر محسوس کرتا ہے اور کوئی محفل محب اہل بیت کا لیل لگائے بیٹھا ہے۔ لیکن الحمد للہ ہم توحید باری تعالیٰ کو بھی مانتے ہیں کہ وہ وحدہ لا شریک ہے وہ واجب الوجود ہے۔ اس کی جملہ صفات بالذات، بالاستقلال اور لامتناہی ہیں اور اس کی ذات پاک معبود برحق یکتا و بے مثل و مثال ہے ہم عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے

حوالہ سے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا محبوب اعظم مانتے ہیں۔ آپ کی جملہ صفات اور کمالات و معجزات محض عطیہ خداوندی اور عطاء الہی ہیں تو پھر شرک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو شرک توڑ مسئلہ ہے کیونکہ جو پیدا ہوتا ہے وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے ہم اللہ تعالیٰ کا میلاد نہیں مناتے ہیں کیونکہ وہ پوری کائنات کا خالق مالک اور رازق ہے۔ اس کی صفات لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ ہی کسی نے اس کو جنا ہے۔ ہم یا رسول اللہ کا نعرہ لگا کر دنیا والوں کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ ہم اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول مانتے ہیں اس کا شریک نہیں مانتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا حبیب مانتے ہیں کیونکہ شرک آدھے حصے یا جتنا اس کا حصہ ہے اس کا مالک ہوتا ہے وہ پورے کا مالک نہیں ہوتا جب کہ ہمارے حضور پر نور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی خدائی کے بادشاہ اور مالک کل بن کر آئے ہیں۔ خالق کل نے ان کو مالک کل بنا دیا ہے۔ بقول اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

اس لئے کہ اس خالق الخلق نے آپ کو مالکِ مملکت بنایا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تدبیر میں اپنی تقدیر، آپ کی حرکت میں اپنی برکت رکھی ہے تو گویا مملکت رب کی ہے اور سلطنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے بلکہ یوں سمجھیں کہ خلقت رب کی اور امت مصطفیٰ کی ہے۔ ہم سنی دیگر جملہ انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی ان کی عظمت اور شانوں کے ساتھ مانتے ہیں اور سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں

ازواج رسول، اصحاب و آل رسول کے بھی ماننے والے ہیں اور الحمد للہ افراط و تفریط سے بھی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ پاک ہے۔ اور اولیائے کاملین عارفین سے نسبت و عقیدت رکھنے والے ہیں۔ ہمارا آئمہ مجتہدین اور اولیائے متصوفین سے بھی گہرا تعلق ہے۔ جملہ سلاسل طریقت برحق ہیں۔ آئمہ اربعہ بھی برحق اور اہل سنت و جماعت ہیں۔ ان کا راستہ ہی صراطِ مستقیم اور انعام یافتہ لوگوں والا ہے۔ ان کے ماسوا گمراہی اور بے دینی ہے۔ کیونکہ ”الْبُرُكَةُ مَعَ اَكْبَرِ كُفْمِکُمْ“ کے مطابق صرف سنی ہی کامیاب و کامران ہے۔

بندۂ پروردگارم امت احمد نبی  
دستدار چہار یارم تابع اولاد علی  
مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل  
خاکپائے غوثِ اعظم زیر سایہ ہر ولی

اہل سنت و جماعت وہ ہیں جن کے متعلق حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔ ”عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ“ میری اور میرے خلفائے راشدین مہدیین کی سنت لازم ہے اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ ”اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ مَنْ شَدَّ فِيهِ“ (للصلوات) سوا و اعظم (سب سے بڑی جماعت) کی پیروی کرو۔ پس جو ان سے الگ ہو وہ جہنم میں گیا۔ اور سنن ابی داؤد شریف میں یہ حدیث پاک موجود ہے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔ ”فَتَفَرَّقَتِ الْيَهُودُ إِحْدَى أَوْ ثِنْتَيْنِ وَسَيَعَيْنَ فِرْقَةٌ وَتَفَرَّقَتِ النَّصَارَى“



عَلَىٰ أَحَدَىٰ أَوْتُنْتَيْنِ وَسَيِّئَ فِيقَةً وَتَفَرُّقُ أُمَّتِي عَلَىٰ ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ  
فِرْقَةً“ ”یہودی ۱۷ یا ۲۷ فرقوں میں بٹے تھے اور نصاریٰ (عیسائی) بھی اکہتر یا بہتر  
فرقوں میں بٹے تھے لیکن میری اُمت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ مزید فرمایا کہ  
ثَنَتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ کہ ان میں بہتر  
فرقے جہنم میں جائیں گے۔ جب کہ صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور وہ  
(سب سے بڑی) جماعت ہے ایک اور حدیث میں فرمایا کہ مَا أَنَا وَعَلَيْهِ صَحَابِي  
جُوَيْرِے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوں گے۔ چنانچہ غوثِ حمدانی محبوبِ سبحانی  
شہباز لامکانی الشیخ السید ابو محمد محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنى والحسين جعفری  
بغدادی رضی اللہ عنہ نے غنیۃ الطالبین میں اس کی یوں تشریح فرمائی ہے۔ پس ۷۳  
فرقوں کی اصل دس فرقے ہیں یعنی اہل سنت خوارج، شیعہ، معتزلہ، مرجیہ، جہمیہ،  
مزاریہ، نجاریہ اور کلابیہ چنانچہ اہل سنت و جماعت کا ایک ہی فرقہ ہے جبکہ خواج  
کے پندرہ فرقے ہیں۔ معتزلہ کے چھ فرقے مرجیہ کے ۱۲ فرقے، شیعہ کے ۳۲ فرقے  
جہمیہ نجاریہ، مزاریہ اور کلابیہ میں سے ہر ایک فرقے کا ایک ہی فرقہ ہے۔ اور  
مثبتہ کے تین فرقے ہیں تو یہ مل کر ۷۳ بنتے ہیں۔ اور ان میں نجات پانے والا فرقہ  
اہل سنت و جماعت ہے بلکہ اسی طرح سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی  
نقشبندی مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ناجی گروہ کی نشاندہی یوں فرمائی۔

طريق النجاة متابعه اهل السنة والجماعة كثرهم الله سبحانه في  
الاقوال والافعال وفي الاصول والفروع فانه الفرقة الناجية وماسوا  
هم من الفرق فهم في معرض الزوال وشرف الهلاك علمه اليوم احدا

اولم يعلم اما فی الغد فیعمللمہ کل احد وہ ینفع. (مکتوبات شریف)

فرمایا۔ ”نجات کا راستہ اہل سنت و جماعت کی پیروی میں ہے اللہ تعالیٰ ان کے اقوال و افعال اور اصول و فروع میں برکت مرحمت فرمائے۔ کیونکہ نجات پانے والی جماعت یہی ہے اور اس کے سوا سب باقی فرقے خرابی اور ہلاکت میں پڑے ہوئے ہیں۔ آج خواہ کسی کو اس بات کا علم نہ ہو لیکن کل ہر ایک جان لے گا۔ جبکہ وہ جاننا فائدہ نہ دے گا۔“ شیخ محقق الشاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اشعة اللمعئل بھی فرماتے ہیں۔ اگر کہیں کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ ناجی گروہ اہل سنت و جماعت کا ہے۔ یہی راہِ راست اور خدا کی طرف جانے کا راستہ ہے اور دوسرے تمام راستے جہنم کے راستے پر ہیں۔ حالانکہ ہر فرقہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ راہِ راست پر ہے اور اس کا مذہب برحق ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کے برحق ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ان کا دین اسلام نقل ہوتا آیا ہے۔ جب کہ یہاں صرف عقل کافی نہیں ہوتی۔ اور متواتر جزوں سے معلوم ہوا۔ نیز احادیث و آثار کی چھان بین سے یقین آیا کہ سلف صالحین میں سے صحابہ و تابعین اور ان کے بعد والے تمام بزرگ اسی عقیدے اور طریقے پر تھے۔ مذہب اور ارشادات اکابر میں بدعت اور من مانی کا رروائی کی ملاوٹ پہلی صدی کے بعد واقع ہوئی صحابہ کرام اور پہلے بزرگوں میں سے کوئی دوسرے فرقوں کے طریقوں پر نہ تھا اور وہ ان راستوں سے بری تھے۔ جاری ہونے کے بعد ان فرقوں نے بزرگوں سے صحبت و محبت کا رشتہ توڑ لیا۔ اور منہ موڑ لیا۔ حالانکہ سلف صالحین، محدثین، آئمہ مجتہدین اور جملہ اولیائے کاملین عارفین اہل سنت و جماعت ہیں۔

الغرض ہمارا یہ دعویٰ الحمد للہ برحق ہے کہ ہمارے مسلک کی حقانیت کی دلیل یہ ہے کہ تمام اولیاء کرام اہل سنت ہیں۔ کوئی بدعقیدہ لوگوں میں سے ولی ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے کیونکہ ولی کی نشانی قرآن پاک نے یوں بیان کی ہے۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (یونس ۶۳) ”وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔“ یہ صاحب ایمان اور صاحب تقویٰ ہوتے ہیں۔ مولوی ہر فرقے میں آ سکتے ہیں۔ لیکن ولی نہیں کیونکہ ولی صاحب حال ہوتے ہیں اور مولوی صاحب قال ہوتے ہیں ایسا تو ممکن ہے کہ کوئی عالم بھی ہو اور کافر بھی کیونکہ ابو جہل بارہ زبانوں کا ترجمان تھا۔ اور کافر بھی۔ مرزا قادیانی بظاہر علم کا دعویٰ بھی کرتا تھا۔ مگر اس کے ساتھ وہ پکا کافر بھی تھا لیکن ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ خدا نخواستہ کوئی ولی بھی ہو اور کافر بھی ہو۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کا ایمان معیار ایمان ہے چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ جل جلالہ ہے۔ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰلِیُّہُمْ (۱۳۷) ”پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائیں جیسے تم لائے۔“ پس اگر وہ ایمان لائیں جیسے تم (اے صحابہ کرام) ایمان لائے ہو۔ یعنی تمہاری طرح ایمان لائیں گے تو ان کا ایمان قابل قبول ہوگا ورنہ نہیں۔ اب اگر کوئی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ایمان میں شک کرے گا تو وہ اپنے ایمان کی خیر منائے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے صحابہ کو وہ مرتبہ وہ مقام عطاء فرمایا ہے کہ کسی اور کو نہیں ملا۔ قیامت تک لوگ نمازی، روزہ دار اور حاجی ہو سکتے ہیں لیکن کوئی صحابی نہیں بن سکتا۔ اور نہ اس کے رستے کو پہنچ سکتا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سب سے اعلیٰ مرتبہ خلفائے راشدین کا ہے۔ چنانچہ امام الائمہ سراج الامۃ کاشف الغمہ امام اعظم حضرت سیدنا

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سے ہم حنفی کہلاتے ہیں۔ آپ سے کسی نے سنی کی پہچان پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ سنی کی تین نشانیاں ہیں۔ (بحوالہ سبع ستاہل)

(۱)..... تفضیل الشیخین.

(۲)..... والحب الختین.

(۳)..... والمسح علی الخفین.

کہ سنی شیخین حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اور تمام صحابہ کی ہر فضیلت کو مانتا ہے اور دامادان مصطفیٰ (حضرت عثمان و علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما) سے محبت کرتا ہے۔ اور موزوں پر مسح کرنا سنی کی علامات ہیں۔ ”سبحان اللہ“ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علامات اہل سنت بیان فرمائی ہیں۔ اب اگر کوئی حنفی کہلانے کے باوجود فضیلت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ مانے تو وہ حنفی کہلانے کا حق دار نہیں ہے۔ باقی رہا اہل بیت اطہار کا معاملہ تو اس کیلئے سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکتوبات میں یوں فرمایا ہے کہ محبت اہل بیت سرمایہ اہل سنت است، اہل بیت کی محبت اہل سنت کا سرمایہ ہے۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ اہل سنت ہی اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں۔ چنانچہ جامع صغیر میں حدیث پاک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُذَلُّوا أَوْلَادَكُمْ بِسَلَفَةِ خِصَالٍ حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ أَهْلِ بَيْتِهِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ بِنِيَّانٍ اُولَادُكُمِ خَصَلَتِي (عادتیں) سکھاؤ۔ اپنے نبی کی محبت اور آپ کی اہل بیت کی محبت اور قرآن پڑھنا۔“ تو اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ قرآن پاک کا پڑھنا سمجھنا اور عمل کرنا حب رسول اور آل رسول کی محبت کے



بغیر بے کار ہے۔ یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کی اہل بیت سے محبت پہلے ہے اور قرآن کی قرأت بعد میں ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے۔ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ (الشوریٰ ۲۳) ”تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قربت کی محبت۔“ اے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے کسی چیز کا اجر نہیں مانگتا مگر یہ کہ میری قریبی لوگوں سے محبت کرنا۔ کسی شاعر نے خوب کہا۔

عظمتِ آلِ نبی بھول نہ جانا لوگو!

کسی غیر کی باتوں میں نہ آنا لوگو!

ہم اہل سنت و جماعت نسبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے سب کو مانتے ہیں۔ جیسا ماننے کا حق ہے۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا مصلیٰ امامت عطا فرمایا۔ اور حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیر خدا کو جھنڈا عطا فرمایا۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ وہ جھنڈا کیا تھا۔ سیرتِ حلبیہ میں ہے۔ ”مِنْ مَّ بُرْدٍ عَائِشَةٍ“ یعنی سیدنا ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دوپٹا مبارک تھا۔ جو کہ مولائے شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جھنڈا بنا۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنگِ خیبر کے موقع پر عطا فرمایا تھا۔ تو ثابت ہوا کہ اگر ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چادرِ تطہیر کا بھی احترام کرنا ہوگا۔ اور پھر ایک گروہ (خارجی) صرف مصلیٰ والے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیتے ہیں۔ اور جھنڈے والے علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منکر ہیں اور دوسرے (رافضی) جھنڈے والے کی محبت کا دعویٰ کرتے اور مصلیٰ والے کا انکار کرتے ہیں۔ ”چہ معنی دارد“ تو اس کا کیا مطلب ہے۔

المختصر یہ کہ ایک فرقہ مصلیٰ اٹھائے ہوئے در بدر پھر رہا ہے اور جھنڈا بھلائے ہوئے ہے اور دوسرا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہے اور اپنے نصیبوں کا ماتم گلیوں بازاروں میں کر رہا ہے۔ اور مصلیٰ بھلائے ہوئے ہے۔ الحمد للہ ہم مصلے اور جھنڈے دونوں کے غلام ہیں اور سنی ہی کامیاب ہے کیونکہ سنی نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اس لیے کہ آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام والتکیم نے ارشاد فرمایا ہے کہ الصَّحَابِيُّ كَالنُّجُومِ فَبِأَيِّهِمْ أَقْتَدَيْتُمْ فَاهْتَدَيْتُمْ۔ صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے تم جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔“ اسی لیے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي كَسَفِينَةِ نُوحٍ۔ میری اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا وہ نجات پا گیا۔ اور جس نے مخالفت کی وہ غرق ہو گیا۔ لہذا ثابت ہوا کہ سنی نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ نجات صرف اور صرف اہل سنت و جماعت میں ہے کیونکہ یہ وہ جماعت ہے جس میں امیر ملت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری علیہ الرحمۃ تشریف لائے ہیں۔ عارف گولڑوی حضرت پیر سید مہر علی شاہ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا البریلوی سیدنا مجدد الف ثانی، غوثِ حمدانی، خواجہ اجمیری اور داتا علی ہجویری علیہم الرحمۃ سب کے سب اسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ الرحمانی اولیائے کرام کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں کہ ولی کی علامت یہ کہ وہ طریق میں داخل ہونے سے پہلے عقائد اہل سنت سے واقف ہو۔ (انوارِ قدسیہ) حضرت

خواجہ محمد بن سلیمان جزولی علیہ الرحمۃ دلائل الخیرت شریف میں یوں دعا گو ہیں۔

”اللّٰهُمَّ اَمْتِنَا عَلٰی السَّنَةِ وَالْجَمَاعَةِ وَالشُّوْقِ اِلٰی لِقَائِكَ يَا ذَا الْجَلَالِ

وَالْاِكْرَامِ“ اے اللہ! ہمیں مسلک اہل سنت و جماعت پر اور اپنی ملاقات کے شوق پر

موت دے یا ذوالجلال والاکرام۔ الحمد للہ شریعت و طریقت اور معرفت و حقیقت ہر

اعتبار سے اہل سنت و جماعت کا مذہب ہی برحق ہے۔ اور دنیا و آخرت میں کامیابی

اسی میں ہے۔ بلکہ تفسیر مظہری میں یہ حدیث پاک موجود ہے۔ عن ابن عمر عن

النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال تبيض وجوه واهل السنة وتسود وجوه.

(اہل البلاء) ”قیامت کے دن اہل سنت کے چہرے چمکتے اور بدعتیہ لوگوں کے

چہرہ سیاہ ہوں گے۔“ بلکہ دو قومی نظریہ کے بانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

مکتوبات شریف میں یوں فرماتے ہیں کہ اہل سنت کے عقیدہ اقوال، افعال اور اصول

وفروع میں سے سرمو انحراف بھی زہر قاتل ہے۔ جس کے عقائد درست نہ ہوں اس کی

نجات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ آپ نے یوں دعا کی۔ اللّٰهُمَّ مَبْتَئِنَا عَلٰی مَعْتَقِدَاتِ

اهل السنة والجماعة وامتنانی زمرتہم واحشرنا معہم۔ ”یا اللہ! ہمیں اہل سنت و جماعت کے

عقائد پر ثابت رکھ اور انہیں کے گروہ میں ہمیں مار اور انہی کے ساتھ ہمارا حشر فرما۔

(آمین) بلکہ علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے بیٹے جاوید اقبال کو نصیحت کی کہ اہل

سنت و جماعت کے ساتھ وابستہ رہیں اور اہل بیت سے محبت کرنا اپنی زندگی کا شعار

بنائے رکھیں۔ (بحوالہ نوائے وقت 10-10-1986 م۔ ش کی ڈائری)

عزیزانِ گرامی: مذکورہ بالا دلائل اور حقائق کی روشنی میں یہ ثابت ہوا کہ سنی نہیں تو

کچھ بھی نہیں۔ سنی ہے تو سب کچھ ہے کیونکہ غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نسبت

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسداری کا نام سنیت ہے۔ اب اگر کوئی خود کو شیخ الاسلام کہلوائے اور رافضیوں کو خوش کرنے کے لیے فضیلتِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار کرے اور آپ کو محض سیاسی خلیفہ سمجھے تو یہ اس کی صریحاً غلط فہمی اور مسلکِ اہل سنت و جماعت سے انحراف ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے متعلق بدگمانی کرنا بھی اہل سنت کا شیوا نہیں ہے۔ سیدنا مجددِ پاک رضی اللہ عنہ مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی آپس میں جو جنگیں ہوئی ہیں ان کی لڑائی عنادی نہیں بلکہ اجتہادی تھی اور مجتہد کی خطا بھی معاف ہوتی ہے۔ اگر اس کا مسئلہ درست ہو تو اسے دو گنا ثواب ورنہ اجتہادی خطا پر بھی ثواب ملتا ہے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنے محبوبِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ اور آپ کے وسیلہ عظمیٰ کی خیرات ہمیں مذہبِ مہذب مسلکِ حقِ اہل سنت و جماعت پر قائم و دائم رکھے۔ اور اسی مسلکِ عشق و محبت پر موت آئے اور قیامت والے دن اپنے پاک باز بندوں کی غلامی اور معیت میں اٹھائے۔ آمین ثم آمین۔ اور خصوصاً شیخ عارف شریعت شیخ طریقت واقف اسرارِ حقیقت کشتہ عشق رسالت سرمایہ اہل سنت قبلہ ذاکر علی محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ آفتابِ علم و حکمت کا سایہ عاطفت ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے اور انہیں عمرِ خضر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بحرمۃ رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر: الفقیر ابوالنور عبداللطیف اختر نقشبندی مجددی رضوی معصومی



## محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹسٹ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ لِنَحْمَدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ  
وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
ریخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے  
آپ کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے  
جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ایمان نہیں ہے۔ ہر بندہ اور ہر  
فرقہ ہی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت ہے۔ اس کا  
کچھ ٹسٹ بھی ہونا چاہیے کہ محبت ہے کہ نہیں ہے۔ یہ میرے سامنے گلاس میں پانی رکھا  
ہوا ہے۔ کیا اس پانی کا کوئی ٹسٹ ہے کہ یہ ہلکا پانی ہے کہ بھاری پانی ہے اس میں کون  
کون سی کثافتیں اور نمکیات ہیں۔ تجزیہ ANALYSIS کرنے سے پتہ چل جاتا  
ہے کہ یہ پانی کیسا ہے۔ یہ پینے کے قابل ہے یا یہ مضر صحت ہے۔ یہ ادنیٰ ٹوپی آپ

نے پہن رکھی ہے۔ اس اون WOOL کا بھی ٹسٹ ہے کہ اس کی کوالٹی QUALITY کیسی ہے۔ اصلی ہے کہ نفلی ہے۔ لیکن محبت کا ٹسٹ کیا ہے۔ محبت کے بھی کئی ٹسٹ ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ محبت کو اپنے محبوب سے زیادہ اور کوئی بھی اچھا نہ لگے۔ اسی پر ہی آج بات ہوگی۔ محبت کے لئے سوائے اس کے محبوب کے باقی سب کچھ جل سڑ جائے، تباہ و برباد ہو جائے، ختم ہو جائے۔ محبت سمجھتا ہے کہ سب خوبیاں صرف اس کے محبوب میں ہی ہیں اس کے علاوہ اور کسی کے پلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو ہم اللہ تعالیٰ سے ہی پوچھ لیتے ہیں کہ یا اللہ کیا آپ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ بھی کسی کو دیکھتے ہیں۔ کیا آپ کی نظروں میں کوئی اور بھی ہے۔ فرمایا کہ نہیں، میری نظروں میں میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ میں نے الکوثر کی شکل میں سب کچھ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی عطا کر دیا ہے۔ ان کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے میں نے کچھ نہیں رکھا ہے۔ کوثر ساری کی ساری خیر ہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے سب اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر کے باقی تمام کی جھولیاں خالی کر دی ہیں اب جو کچھ بھی کسی نے لینا ہے وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی لینا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی اور کو بھی دے دیتا تو لوگ کہتے کہ اپنا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تو تھا اس کے علاوہ اور لوگوں کو بھی دے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوثَرَ (الکوثر: ۱) ”اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا کی ہیں۔“ فرمایا اِنِّیْ اَبْجَبُ شَکِّہُمْ نے۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے شک نکالا اور زور دے کر فرمایا کہ ہم نے دیا۔ یہ عطا ہے۔ مانا کہ ہر چیز کا مالک خود اللہ تعالیٰ

ہے لیکن اس نے اپنی عطا سے سب کچھ میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دیا ہے۔ پھر اس پر اضافہ بھی فرمایا کہ میری رضا بھی میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی حاصل ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ بلیٹک چیک کی کتنی قدر و قیمت ہوتی ہے۔ جتنا کسی کا بینک بیلنس ہوتا ہے وہی بلیٹک چیک کی Value ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بیلنس تو لامحدود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ لامحدود میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دیا ہے۔ اب اگر کسی نے کوئی رضا لینی ہے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں ہی لینی ہے۔ جب کوئی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام بن جائے گا تو وہ بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جائے گا لیکن غلامی میں نہ آئے تو پھر کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بلیٹک چیک بھی دیا اور اپنی رضا بھی عطا کر دی اور پھر بھی اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے اب بتائیے وہ کس طرح سے ہوگی۔ آپ کا سارا بینک بیلنس تو آپ نے دے دیا ہے اور پھر اس پر اضافہ کریں اور بھی ادا کریں وہ کیسے کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے کوثر کی شکل میں سب کچھ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دیا ہے۔ باقی کچھ رکھا ہی نہیں ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں اور جب حبیب کو دیا جاتا ہے تو پھر اپنے پاس کچھ بھی بچا کے نہیں رکھا جاتا۔ پھر فرمایا کہ ہر آنے والی گھڑی پہلی سے بہتر ہے وہ کس طرح سے ہے یہ صرف اللہ ہی جانتا ہے وہ قادر ہے قدرت والا ہے وہ کر سکتا ہے لیکن انسانی عقل یہاں ختم ہو جاتی ہے۔ ہم عاجز آ جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت میری ہی اطاعت ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ میری اطاعت اس کی اطاعت ہے۔ فرمایا کہ اس کی غلامی میری غلامی ہے اس سے محبت مجھ

سے محبت ہے۔ اس کی رضا میری رضا ہے۔ اس کا کام میرا کام ہے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ کنکریاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ماری ہیں وہ میں نے ماری ہیں۔ وَمَا رَمَيْتْ اِذْ رَمَيْتْ وَلَكِنَّ اللّٰهَ لَمَّا لَلِیْ نَفَال ۱) ”اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔“ ہر عظمت والی چیز اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دی ہے۔ وہ محبت ہے وہ عطا کر سکتا ہے۔ اگر ہم اس کی اس عطا کو مان ہی جائیں تو ہمارا بیڑہ پار ہو جائے گا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دیا ہے کیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصول کر لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف فرمان سے پتہ چل جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیا کچھ ہے، فرمایا کہ سَلُّ مَا شِئْتَ يَا رِبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ اے ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تیرا جی چاہے مانگ لے میں دینے کا مختار ہوں۔ یہ کون کہہ سکتا ہے کیا دنیا میں کوئی ایسا ہے جو ہر چیز دینے پر قادر ہو۔ نہیں ہے لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اعلان فرما رہے ہیں کہ اے ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مانگنا تیرا کام ہے اور عطا کرنا میرا کام ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا عظمت ہوگی۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہوں اسی طرح سے جنت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہی رہنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ یہ تو ہو گیا اور بھی کچھ مانگ لو۔ اگر آپ یہ حساب کتاب کریں کہ جنت کس طرح سے ملتی ہے تو دماغ کو چکر آ جائے۔ پہلے تو یہ ہے کہ اعمال صالحہ ہوں نیک سیرت ہو، پابند صوم و صلوٰۃ ہو، شریعت کا عالم ہو پھر خاتمہ بالخیر ہو۔ قبر کے سوال جواب ٹھیک ہو جائیں پل صراط سے صحیح سلامت گزر جائے۔



میزان پر نیکیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے تو پھر کہیں جنت کا حق دار ٹھہرے گا۔ پل صراط بال سے باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ اور پندرہ ہزار سال کی مسافت ہے کوئی اٹھلیٹ نو جوان پوری تیز رفتاری سے بھاگے تو شاید پل صراط پار کر جائے لیکن بال سے بھی باریک اور تلوار سے بھی تیز چیز پر کس طرح سے دوڑ سکے گا۔ دنیا میں تو تیز بھاگ سکتا ہے پل صراط پر تو بھاگ بھی نہیں سکتا ہے۔ سارے مراحل طے کرنے کے بعد بھی کوئی اپنے اعمال کی بنیاد پر جنت میں نہیں جاسکتا۔ جنت میں داخلہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ہوگا۔ اور اگر جنت میں چلا بھی جائے تو جنت میں درجہ اس کے اعمال کی بنیاد پر ہوگا۔ میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے اعمال کس کے ہوں گے اس لئے کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا درجہ جنت میں نہیں پاسکتا لیکن اگر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا کر دیں تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین میں بھی پہنچ سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی انتہا دیکھیں فرمایا کہ جو تمہارا دل چاہے مجھ سے پوچھ لو میں تمہیں بتاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ (نساء ۱۱۳) ”اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔“ مطلق طور پر فرمایا کہ جو کچھ تم پوچھنا چاہتے ہو میں تمہیں بتانے کو تیار ہوں یہ نہیں ہے کہ فزکس کا علم نہیں دیا کیمسٹری کا علم نہیں دیا ہے، ریاضی یا اکناکس کا علم نہیں دیا ہے۔ جو بھی علم دنیا میں بنا ہے یا بنے گا وہ میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو دیکھیں فرمایا وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا (نساء ۶۴) ”اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر

اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔“ گناہ تو اللہ تعالیٰ کا کیا ہے لیکن وہ گنہگار کو اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر بھیج رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ گناہ بھی اس نے میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کیا ہے۔ اسی لئے تو ان کے در پر بھیج رہا ہے۔ جس کا گناہ کیا ہو معافی بھی تو اسی سے ہی مانگی جاتی ہے۔ پھر فرمایا کہ وہاں جا کر مجھ سے معافی مانگو اور ان سے عرض کرو کہ وہ تمہاری شفاعت فرمائیں اگر وہ تمہاری سفارش کر دیں گے تو پھر میں تم کو بخش دوں گا گناہ کی کوئی نوعیت نہیں بتائی کہ یہ کرو اور یہ نہ کرو۔ بلکہ فرمایا کہ جو بھی گناہ تم کر لو جو بھی بندہ کر لے اور جہاں بھی اور جب بھی کرے زمانے کی بھی کوئی قید نہیں لگائی جگہ کی بھی کوئی قید نہیں لگائی۔ بس وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در اقدس پر پہنچ جائے تو ان کی بخشش ہو جائے گی اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ مبارک اس کی بخشش کے لئے ہل گئے تو اسی لمحہ اس کی بخشش ہو جائے گی۔ گناہ کی کوئی قید نہیں کہ وہ حقوق اللہ میں سے ہو کہ حقوق العباد میں سے ہو صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کی ضرورت ہے۔

سر حشر بخشش تیرے ابرو کی طرف دیکھ رہی ہے

اک زمانہ بھی وہاں اشک بار کھڑا ہے

اللہ تعالیٰ ساری کائنات کو پیدا کرنے والا ہے لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ زمین پر بھی میری حکومت ہے اور آسمانوں پر بھی میری حکومت ہے۔ میرے دو وزیر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمین پر ہیں اور میرے دو وزیر حضرت جبرائیل علیہ السلام اور

حضرت میکائیل علیہ السلام آسمانوں پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جنت دوزخ کی چابیاں بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان تمام چیزوں کو صرف ایک فقرہ میں بیان فرما دیا ہے۔ فرمایا کہ کائنات کی ہر چیز میرے نور کے پرتو سے بنی ہے۔ فرشتے حوریں اور غلمان بھی میرے نور سے، بندے اور ان کے اعمال بھی میرے نور سے بنے ہیں۔ نعت پڑھی گئی ہے کہ میں مدینہ منورہ میں آیا ہوں۔ یہ ایسا نہیں ہے بلکہ یوں کہو کہ میں مدینہ منورہ میں لایا گیا ہوں۔ فرمایا کہ ہر مخلوق اور اس کے اعمال میرے نور مبارک سے ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی چابیاں میرے پاس ہیں۔ فرمایا کہ اللّٰهُ يُعْطِيْ وَ اَنَا قَالِ اللّٰهُمَّ تَعَالٰی صرف مجھے ہی عطا کرتا ہے اور میں ہی تقسیم کرتا ہوں۔ اگر کسی نے کچھ لینا ہے تو اسے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی ملے گا۔ اگر نبوت میں ہی عظمت ہے تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تو تمام انبیاء علیہم السلام کے بھی نبی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء ہیں۔ یہودیوں کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں عیسائیوں کے نبی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ہر امت کا اپنا نبی علیہ السلام ہے لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تو کل کائنات اور اس میں موجود ہر چیز کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اَلْحَضْرَت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جیسے سب کا خدا ایک ہے

ویسے ہی اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

ہمارا نبی سب کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور اس پر یہ کہ سب کا شفیع بھی ہمارا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ کوئی کتنا ہی عمل کر لے خواہ وہ خود بھی نبی علیہ السلام ہی ہو وہ بھی

ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ہی جنت میں جائے گا۔

جنت تو حسن عمل سے نہ ملی ہے نہ ملے گی

اس جنت کو جو بسائے اسے آپ کیا کہیں گے

ہم اس کو حبیب خدا کہیں گے اور اپنا محبوب کہیں گے۔ آپ اس کو اپنا محبوب بنا لو گے تو اچھے رہو گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو جس سے محبت ہوگی وہ اسی کے ساتھ ہوگا آپ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کر لو۔ ہم تو غافل ہیں لیکن جو عاشق ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا مانتے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت ہے یا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ یہ کیسا سوال ہے۔ آپ نے برملا فرمایا کہ جیسے کہ آپ نے پہلے ہی سوچ رکھا تھا یا یہ کہ پہلے سے ہی آپ کے عقیدہ میں تھا۔ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت ہے اور آج تک ان پر کسی نے شرک کا فتویٰ نہیں لگایا کہ مومن کو تو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے اور یہ کیسا مومن ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت ہے۔ علماء کرام نے اس اعتراض کا جواب یوں دیا ہے کہ مومن کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے لیکن مومن بننے کے لئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہونا ضروری ہے۔ مومن بنو گے تو اللہ تعالیٰ سے محبت کرو گے اور مومن بنانے والی چیز محبت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کوئی چیز مانگ لیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کو دیکھئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو بھی علم عطا فرمایا ہے وہ میں نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے



سینے میں بھر دیا ہے وہ اس علم کے ساتھ بات کرتے ہیں اور ہمیں سمجھاتے ہیں تعلیم دیتے ہیں جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے کچھ مانگ لو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا صرف ایک سوال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو اور میری آنکھیں ہوں۔ اس لئے ایمان یہ کہتا ہے کہ اگر تو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہٹ کر کوئی دوسری چیز کو دیکھتا ہے تو پھر تو ان کا عاشق نہیں ہے۔ اگر راہب کو چھوڑ کر اس کی بھینسوں کی طرف دیکھے تو کیا وہ ہیر کا عاشق ہے۔ وہ ہیر کا عاشق نہیں ہے اس کے مال و دولت ڈھور ڈنگر کا لالچی ہے۔ اسی طرح سے دوسرے جو دنیاوی عاشق ہو گزرے ہیں پنوں ہے مجنوں ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ اگر محبت کرو تو وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی کرو اور اگر کچھ مانگنا چاہتے ہو تو یہی مانگو کہ کتے دیکھن توں پہلاں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ دنیا و کائنات میں بڑے بڑے عاشق پیدا ہوئے ہیں جو دین کو سمجھتے ہیں ان کو فہم دین ہے ان میں ایک بڑی ہستی جو ہو گزری ہے وہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ہیں وہ بہت بڑے عالم ہوئے ہیں ان کا صرف ایک شعر ہی آج کی ساری گفتگو ہے وہ فرماتے ہیں۔

بہترین و مہترین انبیاء جز محمد نیست در ارض و سما  
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے سردار ہیں۔ مجھے یوں معلوم ہو رہا ہے کہ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دنیا میں کچھ ہے ہی نہیں۔ جو بھی جلوے نظر آتے ہیں ان میں سے ہر جلوے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نظر آتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے علاوہ نہ کوئی چیز نظر آتی ہے اور نہ ہی آنکھوں میں

چجتی ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بڑے قلم توڑے ہیں۔ ہمیں پڑھانے سکھانے اور تعلیم دینے کی بہت کوشش کی ہے کہ ہم صحیح سمجھ جائیں۔ ان کے نعتیہ مجموعہ حدائق بخشش میں پہلا شعر ہی ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ حدائق بخشش کے کیا معنی ہے۔ حدائق حدیقہ کی جمع ہے۔ حدیقہ کے معنی باغیچے کے ہیں۔ حدیق باغ کو کہتے ہیں اس لئے حدائق بخشش کے معنی ہیں بخشش کے باغ باغیچے کیا آپ بخشش کا باغ لینا چاہتے ہیں تو پھر ان کے اس نعتیہ کلام کو پڑھا کرو تمہیں بھی بخشش مل جائے گی آپ نے بخشش کا باغ بنایا ہے اور اس میں لگایا کیا ہے۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، کتاب کے نام سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں کیا ہوتا ہے فرمایا کہ اگر جنت لینا چاہتے ہو تو میری لکھی ہوئی نعتیں پڑھا کرو۔ ان کا پہلا شعر ہی اتنا عظیم ہے کہ اس کی تفسیر کرنا ہی مشکل ہے اور عظمت مصطفیٰ کے سامنے گردن جھک جاتی ہے۔ فرمایا: ۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

جو کچھ بھی مانگو وہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دینے کا مختار ہے یہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو بھی تیری طلب ہے وہ مانگ لو۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ نہیں کریں گے یہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سَلُّ مَا شِئْتَ يَا رَبِّیْ عَلَّاکَا ترجمہ نعت کی شکل میں کیا ہے۔ کوثر کا بھی ترجمہ اسی میں ہے۔ رضا کا ترجمہ بھی اسی میں ہے ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے بھی اس میں جھلکتی ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت نظر آتی ہے تو

دل سے از خود ہی ”واہ“ نکل جاتی ہے واہ والی معنی سبحان اللہ۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

آپ مانگیں تو سہی۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو کچھ بھی طلب ہے ابھی مانگ لیں میرے  
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا در کھلا ہے۔ دل کھول کر مانگ لیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ  
والسلام نہ ہی نہیں فرمائیں گے وہ تیری طلب سے بھی سوا عطا کریں گے۔

ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو تیرے در سے

اک لفظ نہیں ہے جو تیرے لب پر نہیں ہے

کلمہ شہادت کے علاوہ لفظ نہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہیں استعمال ہی نہیں  
فرمایا ہے۔

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں

اور لَا کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

اے خدا کے بندو جس نے ہر حال میں دینا ہے نہ کبھی بھی نہیں کرنی ہے وہ صرف میرا  
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکل جائے تو میں عرض کرتا ہوں  
کہ اللہ تعالیٰ بھی ہر چیز نہیں دیتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ قَالَ رَبِّ  
أَرِنِي أَنْظُرُ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَوَلَّىٰ عُرَافِی (۱۴۳) ”عرض کی اے رب میرے!  
مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔ فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔“ کیا اللہ تعالیٰ  
نے اپنا دیدار کرانے سے نہ نہیں کی۔ لیکن میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تو کبھی نہ نہیں  
کرتے یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ تیرا ہے اور یہ میرا ہے۔ بلکہ فرمایا کہ میں اور میرا سب کچھ بھی تیرا ہی ہے۔ صرف یہ کہا کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام تو میرا ہے باقی سب کچھ تیرا ہے۔ اطاعت تیری، رضا تیری، محبت تیری اور کام بھی سارے تیرے لیکن اے محبوب صرف تو میرا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ طرز اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ فرمایا

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں

کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

فرمایا کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی مبارک کو دیکھ رہا ہے وہ اب کسی غیر کا چہرہ کیسے دیکھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن مبارک کی بات ہو رہی ہے۔ فرمایا کہ کائنات میں جتنا حسن تخلیق ہوا ہے اس کا 9/10 حصہ صرف حضرت یوسف علیہ السلام کو مل گیا ہے اور باقی تمام مخلوق 1/10 حصہ حسن سے اپنا حسن لے رہی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی غیرت نے گوارا نہ کیا عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی 1/10 حصہ میں ہی ہیں۔ فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایسی بات نہیں ہے جب میرے حسن کا صدقہ اترتا ہے تو اس سے حسن یوسفی بنتا ہے یہ محبت کی نشانی ہے کہ محبت کو اپنے محبوب کے علاوہ کوئی اور حسین نظر نہیں آتا پھر فرماتے ہیں کہ

لا ورب لعرش جس جو کو ملا ان سے ملا

بُتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی



الحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ قسم اٹھاتے ہیں کہ جس نے جو کچھ بھی لیا ہے وہ سب میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی عطا ہے۔ یہ اپنے محبوب کی عظمت بیان کر رہے ہیں۔

وہی نور حق، وہی ظل رب، ہے انہیں سے سب، ہے انہیں کا سب  
نہیں ان کی ملک میں آسمان زمین نہیں کہ زمان نہیں  
یہ قرآن وحدیث کا ترجمہ کیا ہے۔ اس شعر کو دیکھیں فرمایا۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مفر  
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں  
رب کا کوئی در نہیں ہوتا وہ در سے پاک ہے۔ در صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کا ہے جہاں سے سب کچھ ملتا ہے۔ جو کچھ بھی ہونا ہوتا ہے وہ اسی در سے ہی ہونا  
ہوتا ہے یہیں آ کر ہی سب کچھ بنتا ہے۔ تمہارے کام تمہاری بخشش، تمہاری صورت  
تمہارے کردار، تمہارے علم واعمال کا جو بھی کارخانہ ہے وہ در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ  
وسلم پر ہی ہے پھر فرماتے ہیں۔

وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو  
وہ جان ہیں جہان کی جان ہے تو جہان ہے  
تم میں جان ہے تو یہ بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی عطا کی ہوئی ہے۔ اسی پر  
حضرت مہر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

ایس صورت نوں میں جاں آکھاں  
جان آکھاں کہ جانِ جہان آکھاں

سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں  
 جس شان تھیں بنیاں سب شاناں  
 کیا حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب کو کوئی اور نظر آتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جو بھی شان  
 تجھ میں ہے وہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی عطا ہے۔

ایہہ صورت شالا رہے پیش نظر  
 وقت نزع تے روز حشر  
 وچہ قبر تے پل تھیں ہو سی گزر  
 کھوٹیاں تھیں تڈھ کھریاں

جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت مبارک نظر آئی تو تمام کام اور تمام مراحل  
 ٹھیک طرح سے طے ہو جائیں گے لیکن خدا نہ کرے وہ صورت مبارک نظر نہ آئی تو پھر  
 کوئی کام بھی نہیں بنے گا۔ ایک اور بہت عظمت والا شعر ہے اگر اس کو مان جائیں تو  
 ابھی سے ہی بخشش ہے۔ فرمایا کہ

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہو گی کہ روز جزا  
 دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں  
 اگر کوئی اور سہارا ہے تو بتائیں۔ کہتے ہیں کہ محبوب کے ہوتے ہوئے سب کچھ حل  
 جائے تو جل جائے لیکن محبوب کا وصل ہو جائے۔ کیا تمہارے نوافل، تمہاری نمازیں،  
 تمہارے حج تمہیں جنت میں لے جائیں گے۔ نہیں لے جائیں گے اگر جنت میں  
 جانا ہے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم اور ان کی شفاعت سے ہی جانا ہے۔  
 پھر اور بھی سینے، فرمایا:

اللہ رے جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا  
 رورو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

ان آنسوؤں کے صدقے میں ہماری بخشش ہو رہی ہے۔ وہ خوش نصیب ہیں کہ جن کو اپنے گناہوں پہ رونا آجائے لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے حلیم و کریم ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر امتی کے گناہوں پر آنسو بہاتے ہیں اور ان آنسوؤں کے صدقہ میں ہی اللہ تعالیٰ نے ہم گناہ گاروں کی بخشش فرمائی ہے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا عقیدہ پیش کیا ہے۔ انہوں نے خراج عقیدت پیش کیا ہے کہ جو کچھ بھی ہے وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہی ہے۔ فرمایا:

یاز نور مصطفیٰ او را بہا است  
 یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

آپ فرماتے ہیں کہ جو بھی کوئی چیز بنی ہے وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی بنی ہے اور اگر کسی نے ابھی کچھ بننا ہے تو جب اسے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملے گا تو وہ بھی بن جائے گی۔ ے

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو  
 چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو  
 ہو نہ یہ ساقی تو مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو  
 بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو  
 اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوں تو کچھ بھی نہ ہو۔ نہ ہی کوئی

اللہ تعالیٰ کو مانے اور نہ ہی تم ہو۔ ے

خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے  
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے  
حضرت سلطان العارفین حق باہور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خزانہ عقیدت پیش کیا ہے۔  
ے نال شفاعت سرور عالم چھٹی عالم سارا ہو  
کیا انہوں نے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور سہارا لیا ہے۔  
لوگ تو حسن عمل لے کے چلے روز حساب  
سردراں ہم کو فقط تیرا سہارا ہو گا  
حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہمیں تعلیم دیتے ہیں۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ اُنْظُرْ حَالَنَا يَا حَيُّبَ اللَّهِ اِسْمَعْ قَالَنَا  
اِنْنِي فِي بَحْرِ غَمٍّ مُّغْرَقٌ هَذِي يَدِي سَهْلَنَا اَنْقَالَنَا  
حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی کوئی عظمت نظر نہیں آئی۔ حالانکہ اگر  
ان کا قصیدہ غوثیہ پڑھیں تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ سب کچھ ان کا ہی ہے لیکن جب  
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے آتے ہیں تو عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم ہوگی تو میرا بیڑہ پار ہوگا ورنہ  
نہیں ہوگا اور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو بھی میں نے  
کام کئے ہیں فقہہ بنائی ہے۔ مجھے میرے کسی عمل کا سہارا نہیں ہے اگر کوئی سہارا  
ہے تو وہ مجھے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی سہارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم علیہ  
الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے اور ے



جو کچھ بھی کہا جا رہا ہے ہرگز نہیں ہے لائق اس کے  
 جو سمجھ میں ہی نہ آئے اسے آپ کیا کہیں گے  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو مجھے کیسا جانتا  
 ہے انہوں نے بڑی تعریف بیان فرمائی تو فرمایا کہ آپ مجھے بالکل نہیں جانتے ہیں،  
 میں تو اللہ تعالیٰ کا راز ہوں۔ میری حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔  
 حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مَا اِنْ مَّدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِيْ

وَلَكِنْ مَّدَحْتُ مَقَالَتِيْ بِمُحَمَّدٍ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتیں کرنے سے، اشعار بیان کرنے سے آپ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی تعریف بیان نہیں ہو سکتی۔ صرف یہ ہوتا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کا نام نام اسم گرامی لب پہ آتا ہے تو بندے کی قسمت سنور جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ  
 ہمیں اپنی قسمت چکانے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ محبت کا ایک ٹسٹ ہے اگر آج  
 کی بات تمہیں اچھی لگی ہے تو آپ محبت ہیں اور پھر آپ کا مقام کس کے ساتھ ہوگا  
 جس کے ساتھ تمہیں محبت ہے۔ یہ بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی فرمان  
 ہے۔ ایک صحابی حاضر خدمت ہوئے، عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 قیامت کب آئے گی۔ فرمایا کہ تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ عرض کیا  
 کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی تیاری نہیں ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور  
 اعمال کا کوئی ذخیرہ نہیں ہے۔ فرمایا کہ پھر تیرے پاس کیا ہے جو قیامت کا انتظار  
 کر رہا ہے۔ عرض کیا کہ میرے پاس اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

محبت ہے۔ فرمایا کہ تو اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ تیری محبت ہے۔ صحابہ کرام اس فرمان کو سن کر اتنے خوش ہوئے کہ پہلے کبھی اتنے خوش نہ ہوئے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے دل میں ہے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں گے۔ سہارے سے متعلق ایک اور بھی بات ہے کہ ازواج المطہرات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویاں ہماری کیا لگتی ہیں وہ ہماری مائیں ہیں۔ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُ (الحزاب: ۶) ”اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔“ اگر ازواج المطہرات ہماری مائیں ہیں تو پھر ہم حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کیا بنے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ میری ماں ہے تو پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہوا۔ قرآن مجید نے تین جگہ پر اعلان فرمایا ہے کہ اگر باپ نیک ہو اور اولاد کا عقیدہ صحیح ہو یہ جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں یہ عقیدہ ہے ان باتوں کو مان لینا عقیدہ ہے۔ نماز، روزہ، حج وغیرہ اعمال ہیں لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو مان لینا عقیدہ ہے۔ فرمایا کہ باپ کا عقیدہ اور اعمال بھی ٹھیک ہیں وہ جنتی ہے لیکن اولاد کا عقیدہ صحیح ہے لیکن اعمال درست نہیں ہیں تو قرآن مجید اعلان کر رہا ہے کہ ایسی اولاد اپنے باپ کے ساتھ ہوگی۔ رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّتِ عَدْنِ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِم (المومن: ۸) ”اے ہمارے رب اور انہیں بسنے کے باغوں میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ان کو جو نیک ہوں ان کے باپ دادا اور بیبیوں اور اولادیں۔“ دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: جَنَّتِ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ

يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ (الرعد: ۲۳) بسنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے اور جو لائق ہوں ان کے باپ دادا اور بیٹیوں اور اولاد میں۔ فرشتے ہر دروازے سے ان پر کہتے آئیں گے۔ ”سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ“ (الرعد: ۲۴) ”سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔“ اسی سورت الرعد کی آیت نمبر ۲۲ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ”اور وہ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا چاہنے کو اور نماز قائم رکھی اور ہمارے دیئے سے ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر کچھ خرچ کیا اور برائی کے بدلے بھلائی کر کے ٹالتے ہیں انہیں کے لئے پچھلے گھر کا نفع ہے۔“ یعنی جو لوگ نیک ہیں ان کا عقیدہ درست ہے اور اعمال بھی نیک ہیں وہ جنت میں جائیں گے اور ان کی اولاد۔ بیٹیوں اور والدین میں سے بھی اگر کچھ لوگ ایسے ہوں کہ ان کا عقیدہ صحیح ہو اور اعمال میں خواہ وہ ان جنتی لوگوں جیسے نہ بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ ان جنتی لوگوں کے اکرام کے لئے اپنے فضل سے ان لوگوں کو بھی جنت میں داخل کر دے گا۔ اور فرشتے جنت کے دروازے پر ان کو خوش آمدید اور سلامتی کا پیغام دیں گے کہ تمہارے صبر کا خوب صلہ ملا۔“ پھر آپ خود ہی دیکھ لیں کہ آپ کس کے ساتھ ہوں گے ہم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوں گے تو پھر اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہوگی اور اس سے بڑھ کر اور کیا سہارا ہوگا۔ بس یہ ہے کہ عقیدہ درست رکھو۔ کوثر کی عطا کو مان لو۔ رضائے الہی کے حصول کو مان جاؤ۔ ہر گھڑی آنے والی پہلی سے بہتر مان جاؤ۔ سَلِّ مَا شِئْتَ يَا كَرِيمُ جَلَّو۔ شفاعت کو مان جاؤ۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام بھی میری شفاعت سے ہی جنت میں

جائیں گے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:  
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنیٰ ہوا  
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

ہر وہ بندہ جو یہ کہے کہ مجھے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت نہیں  
ہے وہ جہنم میں جائے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اتنے بڑے اعمال کے  
ساتھ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر جھولی پھیلائے کھڑے ہوں گے  
کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے تو  
میری بخشش ہوگی اور ہم حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے بھی آگے کس طرح ہو  
سکتے ہیں۔ یہ عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں ہمیشہ  
ہی یہ بات پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو یہ بات اچھی لگی ہے۔ یہ صرف اس لئے کہ  
محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کو  
نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات اچھی لگے وہ مومن ہے۔ آپ کو آج کی بات  
اچھی لگی تو آپ مومن ہیں جس کا دل مرجھا جائے وہ جل سڑ جائے وہ دوسری پارٹی  
ہے اللہ تعالیٰ اس پارٹی سے محفوظ فرمائے اور ہمیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی  
شان سن کر خوش ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آج کی گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ  
محبت کے سامنے اس کے محبوب کے علاوہ ہر چیز عبث ہے اگر محبت کی توجہ اپنے  
محبوب کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف بھی رہے تو وہ نہ محبت ہے اور نہ ہی وہ  
اس کا محبوب۔ اگر آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق ہیں تو اپنی ہر عظمت  
اور ہر چیز کو مٹا دو۔



ہر عظمت تو ہے سرکار کے قدموں میں  
 اور سرکار کا مسکن ہے یہ خطہ مدینے کا  
 ہر عظمت تو ہے سرکار کے قدموں میں  
 اور سرکار تو رہتے ہیں میرے دل کے سینے میں  
 وہ تو رہتے ہیں میرے دل کی دھڑکن میں  
 یوں مٹ جاتا ہے ہر فاصلہ مدینے کا

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ منورہ میں ہیں اور جب وہ  
 ہمارے دل میں بھی ہیں تو پھر ہمارا دل مدینہ بنا ہے کہ نہیں۔ پروفیسر صاحب ایک  
 سوال نوٹ فرمائیں کہ ہمارے محبوب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو پھر ہم کس  
 کے محبوب ہیں یہ بات غور سے سن لیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ  
 کوئی شخص مجھ سے پہلے محبت نہیں کر سکتا۔ پہلے میں اس سے محبت کرتا ہوں اور  
 زیادہ محبت میں کرتا ہوں پھر مجھ سے تھوڑی وہ مجھ سے کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ اس کا  
 شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبوب  
 ہیں وہ ہم سے محبت کرتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب بر آستانہ عالیہ صاحبزادہ اشتیاق الحسن صاحب دامت برکاتہ العالیہ

## اصلاح معاشرہ اور شیعہ مذہب

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ فَكَوْنُوا لَهُمْ لِقَاءَ رَبِّ  
 الْعَالَمِينَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
 وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ  
 وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ

معزز حاضرین! آپ اخبارات میں پڑھیں گے اور علماء کرام کی تقاریر بھی سنیں گے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے تمام مسائل کا حل مساجد کو آباد کرنے میں ہے۔ جب مساجد آباد ہو جائیں گی تو لوگ نیک ہو جائیں گے نمازی بن جائیں گے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لیں گے پھر نہ کوئی چوری رہے گی۔ نہ ڈاکہ زنی ہوگی، نہ ہی قتل ہوں گے۔ اغوا بھی نہیں ہوں گے۔ زنا نہیں ہوگا، ملاوٹ ختم ہو جائے گی۔ رشوت بھی ختم ہو جائے گی بس صرف یہ ہے کہ مساجد کو آباد کریں۔ آپ بچوں کو حفظ کرائیں۔ تبلیغ شروع کر دو، سبز پگڑیاں باندھ لیں۔ بستر اٹھا لو اور گلی گلی مکان مکان پھرتے رہو دو، دو چار، چار دنوں اور ہفتوں کے تبلیغی چلوں پر چلے جاؤ۔ لیکن اس سے ابھی تک اصلاح معاشرہ نہیں ہو سکا۔ مساجد کی تعداد پہلے سے کہیں زیادہ ہو چکی ہے۔ ہر گلی میں مسجد بنی ہوئی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مسائل پہلے سے بھی زیادہ پیدا ہو رہے ہیں۔ آپ دیکھ لیں کہ نمازیوں کی تعداد بھی پہلے سے زیادہ ہے حاجیوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہو رہی ہے۔ حاجیوں کی تعداد پچھلے سال (2010) میں جتنی تھی اس سے پہلے اتنی کبھی

نہیں ہوئی۔ پھر مسائل کیوں حل نہیں ہو رہے ہیں۔ لہذا تجزیہ ANALYSIS میں ضرور کوئی غلطی ہے۔ لوگ کہہ رہے ہیں کہ چوریاں ہو رہی ہیں، ڈکیتاں ہو رہی ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ نمازیں پڑھ لو۔ نماز پڑھنے کا فائدہ ہے، تبلیغ کا بھی ضرور فائدہ ہے، سبز پگڑی، نسواری پگڑی کا بھی فائدہ ہے لیکن اس سے مسائل حل نہیں ہو رہے ہیں۔ پہلے تو پورے پاکستان میں دو مفتی ہوتے تھے اب ہر محلہ میں ہر مدرسہ میں چار چار مفتی مل رہے ہیں۔ اتنی زیادہ دینی مدارس کی تعداد اور ان میں اتنی زیادہ تعداد مفتی صاحبان اور حفاظ کرام کی ہو رہی ہے۔ پروفیسر صاحب جانتے ہیں کہ مائیکرو MICRO اور میکرو MECRO میں کیا فرق ہوتا ہے۔ مائیکرو تھوڑی تعداد، گھریلو، انفرادی کو کہتے ہیں یہ جو کہتے ہیں کہ مساجد تعمیر کر لو۔ مساجد آباد کر لو یہ انفرادی اصلاح ہے۔ اس سے آپ انفرادی طور پر صحیح ہو جائیں گے۔ طہارت ہو جائے گی۔ پاک صاف ہو جائیں گے۔ حفظ کر لیں گے۔ تفسیر پڑھ لیں گے، محدث بن جائیں گے۔ قرآن وحدیث کا علم تمہیں آ جائے گا۔ سبز پگڑی باندھ لیں گے۔ علامہ بن جائیں گے۔ بستر اٹھا لو مبلغ اسلام بن جاؤ لیکن اس کا معاشرے کو کیا فائدہ ہوگا۔ یہ ایک ذاتی اصلاح ضرور ہے۔ یہ اجتماعی طور سے اصلاح نہیں ہے۔ معاشرتی مسئلہ میکرو MECRO ہے۔ اجتماعی مسئلہ جو ہے وہ رشوت ہے، ڈکیتی ہے، چوری ہے، اغواء ہے، ملاوٹ ہے، ذخیرہ اندوزی ہے، بلیک مارکیٹنگ ہے، اس میں کوئی نماز، روزہ نہیں ہے۔ لیکن ہمیں اس کا کوئی اور ہی ہل بتایا جا رہا ہے۔ معاشرتی مسائل کا حل ہمیں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت نے بتایا ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیش نظر چالیس سالہ خلفاء راشدین کا دور ہے۔ مساجد کی تعداد بھی بہت تھوڑی تھی اور

اتنی مساجد کے ہوتے ہوئے معاشرتی مسائل بھی نہ ہونے کے برابر تھے۔ حفاظ کی کم تعداد کے ساتھ بھی سب کچھ درست اور صحیح تھا لیکن یزید کے زمانہ میں یہ سب کچھ کہاں کھو گیا تھا۔ مساجد بھی وہی تھیں قرآن وحدیث بھی وہی تھا۔ حافظ بھی وہی تھے۔ مفسر ومحدث بھی وہی تھے، مفتی بھی وہی تھے۔ پھر جب یزید آیا تو یہ سب کچھ کہاں غائب ہو گیا۔ اور کیوں غائب ہو گیا۔ اب دیکھیں کہ محرم (1433) کا مہینہ شروع ہو گیا ہے۔ بڑے ماتم ہو رہے ہیں۔ مرثیہ خوانی ہو رہی ہے۔ زنجیر زنی ہو رہی ہے۔ یہ عجیب مذہب ہے، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو اپنے آپ کو تھپڑ مارے۔ گریبان چاک کرے کپڑے پھاڑے اور جاہلیت کے نعرے لگاتا پھرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور شیعہ مذہب کا تو شعار ہی یہی ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ سب سے بڑا سخی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے دیتا ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مال میرے لئے اور اسلام کیلئے اتنا زیادہ خرچ کیا ہے کہ اس کا بدلہ دنیا میں نہیں دیا جاسکتا اور فرمایا کہ اس کے مجھ پر اتنے احسانات ہیں کہ دنیا میں ان کا بدلہ نہیں دیا جاسکتا اللہ تعالیٰ ہی قیامت کے روز ان کا بدلہ دے گا۔ جس کسی نے بھی مجھ پر کوئی احسان کیا ہے میں نے اس کا بدلہ دے دیا ہے سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ اور شیعہ کہتے ہیں کہ اس سے برا کوئی کنبوس ہی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ سورۃ ولیل میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی رضا اس کو دے دی ہے۔ اور شیعہ سب سے زیادہ اس کو ہی گالیاں دے رہے ہیں تو یہ کیا مذہب ہے اللہ تعالیٰ ان کی سازشوں سے بچائے اس میں کوئی عافیت نہیں ہے کوئی صداقت نہیں ہے۔ وہ عشرہ مبشرہ میں اول نمبر

پر ہیں اور مصدقہ جنتی ہیں یہ کہہ رہے ہیں کہ ان سے بڑا کوئی دوزخی ہی نہیں ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غاصب تھے زبردستی انہوں نے منصب خلافت پر قبضہ کر لیا۔ دوسوا دو سال وہ قابض رہے پھر جاتے ہوئے حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے گئے۔ وہ قابض رہے اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حق مارتے رہے۔ یہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نعوذ باللہ برا بھلا کہتے ہیں گالیاں تک نکالتے ہیں۔ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہستی ہیں کہ عشرہ مبشرہ میں دوسرے نمبر پر ہیں۔ جنتی ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو جنتی فرما رہے ہیں لیکن یہ کہتے ہیں کہ وہ غاصب ہیں تو پھر یہ کون سا مذہب ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہوتے ہیں۔ یعنی آپ میں وہ تمام اوصاف تھے جو ایک نبی علیہ السلام میں ہوتے ہیں آپ کا یہ مقام ہے۔ اور شیعہ مذہب میں وہ غاصب ہیں اور یہ ان کو نعوذ باللہ گالیں تک نکالتے ہیں اور جہنمی قرار دیتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آدھا اسلام اور آدھی شریعت آگے پھیلائی ہے خاص طور پر قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور شریعت میں جو عورتوں سے متعلق ہیں وہ سب ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہی بتائے اور سمجھائے ہیں اور ان کا حل بتایا ہے۔ عورتوں کے مسائل نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعے سے ہی بتائے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے بڑی عالمہ اور فقیہہ ہیں اور یہ ان کو گالیاں دے رہے ہیں۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے کہ



وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُ (المحزاب ۶) ”اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں“۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات مومنین کی مائیں ہیں جس طرح سے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری ماں ہے اسی طرح سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ہماری مائیں ہیں۔ اگر شیعہ حضرات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گالیاں نکالتے ہیں تو وہ دراصل اپنی ماؤں کو ہی گالیاں نکالتے ہیں بخاری شریف کی حدیث شریف ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری اہل بیت پاک ہیں۔ جنگ مصطلق سے واپسی پر جب قافلہ والوں نے مدینہ شریف کے قریب ہی پہنچ کر پڑاؤ کیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ہودہ سے نکلیں اور اپنی ضرورت کیلئے چلی گئیں وہاں آپ کا ہار گم گیا آپ اس کی تلاش میں رہیں۔ دیر ہو گئی آپ واپس آئیں تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا، طویل واقعہ ہے۔ آپ بعد میں ہمراہ حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف پہنچیں تو لوگوں نے الزام تراشی شروع کر دی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان لگایا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پاک ہیں لیکن اس کا اظہار اس لئے نہیں کرتا ہوں کہ لوگ شک کریں گے کہ اپنے گھر کی بات تھی اس لئے پردہ پوشی کر دی ہے اور وہ یہ گمان کرنے سے بے ایمان ہو جائیں گے۔ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر الزام لگا تو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے پتھروٹے میں لیٹے ہوئے اپنی والدہ ماجدہ کی پاک دامنی کی گواہی دی۔ حضرت یوسف علیہ السلام پر الزام لگا تو حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہی ایک قریبی رشتہ دار بچہ نے آپ کی پاک دامنی کی

گواہی دی۔ اور جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگی تو اللہ تعالیٰ نے خود سورت نور میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکدامنی اور طہارت میں اٹھارہ آیات مبارکہ نازل کر کے آپ کی عفت اور برأت کی گواہی دی۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان ہے اور آپ کی پاک دامنی اور طہارت کی اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہوگی کہ قرآن کا نزول ایسی حالت میں بھی ہوا جب کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک ہی لحاف میں ہوتی تھیں۔ اور شیعہ ان کو جہنمی قرار دیتے ہیں گالیاں نکالتے ہیں پھر یہ کون سا مذہب ہے اللہ تعالیٰ ان کے سائے سے بھی بچائے۔ اہل بیت کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ بھی کم ہے۔ وہ جنت کی روشنی ہیں۔ جنت کے سردار ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت کے مالک ہیں اور جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں لیکن ہم نے کبھی ان کا نام تک نہیں لیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ باطنی طور سے ہم سب ہی شیعہ ہیں۔ ہم نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت کے بعد نعرہ حیدری پر پہنچ جاتے ہیں اور نعرہ صداقت، نعرہ عدالت اور نعرہ سخاوت چھوڑ جاتے ہیں۔ ان کی طرف ہمارا خیال تک نہیں جاتا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جس کے دل میں سب سے زیادہ محبت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہیں ہے وہ بے ایمان ہے۔ لیکن ہم نے کبھی ان کا نوٹس تک نہیں لیا ہے۔ جنت کے آٹھوں دروازوں سے جن کو جنت میں جانے کی اجازت ہوگی کہ وہ جس دروازے سے چاہیں جنت میں داخل ہو جائیں ان کا سردار حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہے۔ اہل بیت کی بڑی عظمت ہے۔ قرآن ارشاد فرماتا ہے قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ (الشوریٰ ۲۳) تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت، مودت ایسی محبت ہوتی ہے کہ جس کے بغیر محبوب اپنے محبت سے علیحدہ ہو کر زندہ ہی نہیں رہ سکتا۔ جس طرح سے کہ مچھلی کو پانی سے محبت نہیں بلکہ مودت ہوتی ہے اسے پانی سے باہر نکال دیں تو وہ تڑپتی ہے اور اتر جاتی ہے۔ پانی کے بغیر وہ چند لمحے بھی نہیں گزار سکتی ہمیں پانی سے محبت ہے مودت نہیں ہے۔ اگر دو چار گھنٹے بھی پانی نہ ملے تو ہم اس کیلئے تڑپتے نہیں ہیں۔ پانی کے بغیر کئی گھنٹے گزار لیتے ہیں۔ روزہ کی حالت میں کئی گھنٹے پانی نہیں پیتے خواہ گرمیوں کے روزے ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم اہل بیت سے مودت کریں۔ جو ان کی محبت میں مر گیا وہ شہید ہو کر مرا۔ وہ جب قبر میں جائے گا تو فرشتے اس کا استقبال کریں گے اور اس سے سوال جواب بھی نہیں ہوں گے اور جنت کی کھڑکی اس کی قبر میں کھول دی جائے گی۔ یہ اہل بیت کی عظمت ہے اور جو ان کی عظمت کو نہ مانے اور ان کو برا بھلا کہے وہ کون ہے اور اس کا مذہب کیسا ہے۔ پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی نعوذ باللہ گالیاں دیتے ہیں ان کو بھی غاصب کہتے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسی ہستی ہیں کہ فرشتے بھی ان سے حیا کرتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیوں کا نکاح ان سے کیا ہے اور یہ ایک ایسا اعزاز ہے جو کسی بھی نبی علیہ السلام کے کسی امتی کو حاصل نہیں ہوا۔ اسی عظمت کی بنا پر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کو ذوالنورین فرمایا ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو دونوروں والا فرما رہے ہیں اور یہ علی کے متوالے ان کو گالیاں دے رہے ہیں۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو مجھے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل جانے میں اس کو مفتری کی سزا اسی کوڑے لگانے کی سزا دوں گا۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں پندرہ ہجری میں قحط پڑ گیا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلہ کے ایک ہزار اونٹ منگوائے۔ تاجر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ غلہ کا دو گنا منافع لے لیں اور ہمیں غلہ دے دیں فرمایا کہ مجھے اس سے زیادہ منافع مل رہا ہے۔ تاجروں نے تین گنا، چار گنا حتیٰ کہ پانچ گنا منافع کی بھی پیشکش کر دی لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے اس سے بھی بہت زیادہ منافع مل رہا ہے۔ تاجر حیران تھے کہ کون ہے جو پانچ گنا سے بھی زیادہ منافع دے رہا ہے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ سارا غلہ مدینہ شریف کے غریب عوام میں مفت تقسیم کر دیا اور قحط ختم ہو گیا۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں پانی کی قلت تھی صرف ایک ہی کنواں بیڑ رومہ میٹھے پانی کا تھا جو ایک یہودی کی ملکیت تھا اور وہ بڑے مہنگے داموں پانی فروخت کرتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آدھا کنواں بارہ ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ یہودی کی آمدنی میں جب کمی آئی تو اس نے بقیہ آدھا حصہ بھی آٹھ ہزار درہم میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ آپ نے وہ بھی مسلمانوں کیلئے وقف کر دیا۔ جنگ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار اونٹ بمعہ ساز و سامان خورد و نوش اور سامان حرب چندہ میں دیا اور ایک ہزار اشرفیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی مبارک میں ڈال دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان اشرفیوں کو اپنی جھولی میں اچھال رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے اور خوش ہو کر فرما

رہے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے دو دفعہ جنت خرید لی ہے۔ آپ عشرہ مبشرہ میں تیسرے نمبر پر ہیں اور مصدقہ جنتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے اور شیعہ مذہب انہیں بھی غاصب اور نعوذ باللہ دوزخی قرار دیتے ہیں تو پھر وہ اپنا انجام سوچ لیں کہ کیا ہوگا۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی غاصب تھے انہوں نے زبردستی خلافت پر قبضہ کیا تھا۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب زخمی کر دیا گیا تو وصال سے قبل صحابہ نے عرض کیا کہ آپ اپنی جگہ کسی دوسرے کو خلیفہ نامزد کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں ان چھ صحابہ کو جن سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی اور خوش رہ کر اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں ان میں سے کسی ایک کو اپنا خلیفہ منتخب کر لیں۔ آپ نے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، اور حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام لئے، جن میں حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص نے از خود اپنے نام واپس لے لئے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے بھی خود ہی فرما دیا کہ میں اپنے لئے خلافت کو پسند نہیں کرتا۔ اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے علیحدہ علیحدہ مشورہ کیا اور ان سے فرمایا کہ میں تم میں سے جسے خلیفہ نامزد کر دوں کیا آپ کو قبول ہو گا۔ دونوں نے فرمایا کہ ہمیں منظور ہے۔ آخر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی غاصب تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے بچائے۔ حضرت سیدنا



عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کیلئے کس نے سب سے پہلے ووٹ دیا۔ کس نے سب سے پہلے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جن کی مرضی اور رضا سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کا منصب سنبھالا۔ پھر وہ غاصب کیسے ہوئے شیعہ حضرات ان تینوں خلفاء راشدین کو معاذ اللہ ظالم ڈاکو اور غاصب کہتے ہیں۔ شیعہ کا کلمہ، آذاں اور نماز بھی الگ ہے نماز کا طریقہ بھی الگ ہے اللہ جانے یہ کیسا مذہب ہے۔ اہل بیت کو جہنمی کہنے والے خود جہنمی ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ میری آنکھیں اور کان ہیں اور میرے مشیر ہیں۔ فرمایا کہ خلفاء راشدین کا فرمان اور ان کی سنت تم پر ایسے ہی لازم ہیں کہ جس طرح سے میرا فرمان اور سنت تم پر لازم ہے۔ یہ شان اہل بیت ہے۔ فرمایا کہ میری اہل بیت کشتی نوح کی طرح ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کے صحابی جو کشتی میں سوار ہو گئے وہ بچ گئے باقی سب پانی میں ڈوب کر مر گئے تھے۔ جو اہل بیت کے ساتھ محبت رکھے گا ان سے وابستہ رہے گا قیامت کے روز اہل بیت ان کی شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت کو قبول کرتے ہوئے گناہ گاروں کی بخشش فرمادیں گے۔ قرآن مجید سے متعلق شیعہ مذہب کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کے چالیس سپارے تھے ان میں سے دس سپارے بکری کھا گئی۔ اور ان دس سپاروں میں ہی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اور تعریف بیان ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَخٰطِفُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ قرآن مجید کی حفاظت کا

ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ اگر بکری دس سپارے کھا گئی تو پھر اللہ تعالیٰ کی حفاظت کیا ہوئی۔ یہ الزام کس پر جاتا ہے۔ نعوذ باللہ یہ الزام اللہ تعالیٰ پر جاتا ہے کہ وہ اپنے قرآن کی حفاظت کا ذمہ لے کر بھی اس کی حفاظت نہ کر سکا۔ پھر یہ کیسا مذہب ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ سال کی عمر میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ بچوں میں سب سے پہلے آپ نے ہی اسلام قبول کیا تھا۔ اب شیعہ مذہب کیا کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر وحی آئی تھی قرآن کا نزول آپ پر ہی ہونا تھا لیکن حضرت جبرائیل علیہ السلام کو غلطی لگتی رہی وہ وحی لے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے رہے۔ اور قرآن کا نزول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا رہا۔ ذرا غور کرو کہ یہ الزام کس پر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو نازل کرنے والے، حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کو لانے والے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن، وحی وصول کرنے والے، نعوذ باللہ یہ تینوں ہی اس الزام سے بری نہیں ہوتے۔ کیا اللہ تعالیٰ نہیں جانتے تھے کہ میں تو وحی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیج رہا ہوں اور یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر کس کے پاس چلے جاتے ہیں اور کیوں چلے جاتے ہیں۔ کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام جو وحی کو لے کر آتے تھے ان کو نبی علیہ السلام اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرق ہی پتہ ہی نہ چلتا تھا۔ اور پھر یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیس سال تک وحی نعوذ باللہ غلط ہی وصول کرتے رہے۔ یہ ان کا مذہب ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے محفوظ رکھے۔ اگر کسی کے دل میں یہ باتیں گھر کر جائیں تو وہ بے ایمان ہو جائے گا اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ آپ ان کی مجلسوں میں نہ جایا کرو اور نہ ہی ان کی باتوں کو سنا کرو۔ بات ہو رہی تھی کہ معاشرہ کی اصلاح

کس طرح سے ممکن ہے۔ بعض نے کہا کہ مساجد کی تعمیر کرو، ان کو آباد کرو۔ بچوں کو نمازی بناؤ، حفظ کراؤ۔ تفسیر پڑھاؤ۔ عوام میں تبلیغ کر کے انہیں نماز، روزہ حج وغیرہ کی تلقین کرو۔ ان کو نیکی کے راستے پر لاؤ۔ لیکن یہ معاشرہ کی درستی کا حل نہیں ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت نے یہ پیغام دیا ہے کہ جب تک تمہارا سب سے بڑا حاکم، صدر مملکت، وزیر اعظم ٹھیک نہیں ہوگا۔ تمہاری مسجد بھی کوئی کام نہیں دے گی۔ مساجد کی تعداد خواہ کئی گناہ کر لو، درخت کی جڑ نیچے زمین میں ہوتی ہے لیکن رشوت کی جڑ صدارتی محل میں ہوتی ہے، جب تک تمہارا صدر، وزیر اعظم ٹھیک نہیں ہوگا رشوت چلتی رہے گی۔ غبن ہوتا رہے گا۔ چوری ڈکیتی ہوتی رہے گی۔ ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی ہوتی رہے گی۔ زنا، اغوا ہوتا رہے گا۔ لیکن اگر صدر مملکت ٹھیک ہو جائے تو پھر سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ ایک فرد کی ضرورت ہے ایک ہی بندہ سب کچھ ٹھیک کر دیگا۔ اگر ایک فرد واحد ہی ٹھیک آ جائے گا تو سارے معاشرہ کی اصلاح ہو جائے گی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عوام اپنے بادشاہ کے مذہب پر ہوتے ہیں۔ جیسا بادشاہ ہو ویسی ہی رعایا ہوتی ہے۔ اگر وہ پکڑی باندھنے والا ہے تو تم بھی پکڑی باندھ لو گے اگر وہ ٹوپی پہنتا ہے تو تم بھی ٹوپی پہننے والے بن جاؤ گے۔ وہ شلوار قمیص پہننے والا ہے تو تمہارا بھی لباس شلوار قمیص بن جائے گا۔ اگر بادشاہ رشوت خور ہے تو رعایا بھی رشوت خور ہوگی۔ اگر وہ زانی ہوگا تو رعایا میں بھی زنا عام ہوگا۔ اگر وہ شراب پینے والا ہے تو یہ بھی شرابی ہوگی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ جب تک تیرا ووٹ دینا ٹھیک نہیں ہوگا۔ تیری حکومت کا سربراہ ٹھیک نہیں ہوگا۔ اس وقت تک تیرے ملک میں افراتفری رہے گی۔ اغوا بھی ہوتے

رہیں گے۔ غبن بھی ہوتے رہیں گے۔ ملاوٹ ختم نہیں ہوگی۔ رشوت کا بازار گرم رہے گا۔ فیصلے حق پر مبنی نہیں ہوں گے۔ تعلیمی اداروں میں تعلیم کا فقدان رہے گا۔ واپڈا سیدھا نہیں ہوگا۔ ریلوے نہیں چلے گی۔ پی آئی اے نہیں چلے گی۔ سٹیل ملز کام نہیں کرے گی۔ آپ خواہ کتنا ہی زور لگالیں۔ بس اتنا ہی سبق ہے کہ ووٹ صحیح بندے کو دیں گے تو ملک و قوم کی تقدیر بدل جائے گی۔ معاشرہ کی اصلاح ہو جائے گی۔ شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد ماتم کرنا نہیں ہے۔ مرثیہ خوانی نہیں ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جتنی بھی آپ تعریف کر لیں اگر آپ شہید نہ بھی ہوتے تو پھر بھی وہ تمام تعریفوں کے لائق تھے۔ وہ جنت کی روشنی تھے۔ وہ جنت کی خوشبو تھے اور جنتی نوجوانوں کے سردار تھے۔ ان سے محبت کرنے والا شہید مرے گا اور فرشتے قبر میں اس کا استقبال کریں گے۔ اس کی قبر میں جنت کی کھڑکی کھولیں گے۔ پندرہ سو سال سے ہر بندے نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہادت کے مقصد کو بھلا دیا ہوا ہے۔ صرف ایک فرد ہے اور وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

شاہ ہست حسین پادشاہ ہست حسین      دین ہست حسین دین پناہ ہست حسین  
سردار نہ داد دست در دست یزید      حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین

فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں دین کی بنیاد بتادی دین کو پناہ دینے والا نسخہ بتا دیا۔ دین کو زندہ کرنے والی تدبیر بتادی لیکن اللہ جانے کہ ہم کس قسم کے بندے ہیں ہم نے ان میں سے ایک بھی نہیں سیکھی۔ ہم نے ماتم کرنا ضرور سیکھ لیا ہے جو کہ شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قطعاً نہیں ہوا۔ آپ جانتے

ہیں کہ سب سے پہلے ماتم کہاں ہوا تھا اور کس نے کیا تھا۔ کیا جب حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو اس پر ماتم ہوا؟ کیا جب حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو ان کی شہادت پر ماتم ہوا؟ کیا جب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو ماتم ہوا ہے؟ جب کرب و بلا کے میدان میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھی اور جانثار شہید ہوئے اور ان کے جسد مبارک خیموں میں آتے تھے تو کیا وہاں ماتم ہوا۔ اگر نہیں ہوا تو پھر ماتم کہاں ہوا۔ ماتم کی ابتدا کہاں سے ہوئی۔ سب سے پہلے ماتم یزید کے گھر میں ان کی عورتوں نے کیا تھا۔ وہاں سے یہ رسم نکلی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت ماتم مرثیہ اور نوحہ خوانی کے لئے نہیں دی۔ سبیلین اور خیمے لگانے کے لئے شہادت نہیں دی۔ شہادت کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ جب تک تیری حکومت کا سربراہ ٹھیک نہیں ہوگا تو اسلام کا ایک بھی فائدہ تجھے یا تیرے ملک کو نہیں پہنچے گا۔ تمہاری ریلوے کیوں تباہ ہوئی ہے۔ انڈیا میں تو چل رہی ہے تمہاری کیوں رک گئی ہے۔ اس کا جواز یہ پیش کر رہے ہیں۔ کہ یہاں سڑکیں بن گئیں ہیں۔ ویگن اور بس سروس بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ اس لئے لوگ ریلوے کی طرف دھیان نہیں کر رہے ہیں۔ کیا انڈیا میں ویگن بس سروس نہیں آئی۔ کیا وہاں سڑکیں تعمیر نہیں ہوئی ہیں۔ ہماری چھوٹی سے چھوٹی کار بھی کم از کم پانچ لاکھ میں مل رہی ہے اور وہی کار انڈیا میں ڈیڑھ لاکھ میں مل رہی ہے۔ اب تو اس سے بھی کم قیمت پر مل رہی ہے۔ پھر وہاں تو ریلوے چل رہی ہے ہمارے ہاں ریلوے کیوں بند ہو رہی ہے۔ ہم غبن کرنے والے ہیں۔ ہم رشوت لینے والے ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی پیغام دیتے ہیں کہ جب تک تمہارے



ملک کا سربراہ صدر مملکت، وزیر اعظم صحیح بندہ نہیں ہوگا تمہیں اسلام کی کسی بھی چیز سے فائدہ نہیں ہو سکتا۔ مساجد ہوں گی قرآن ہوگا۔ حدیث ہوگی تفسیر بھی ہوگی۔ نعت بھی ہوگی۔ نماز روزہ، حج، زکوٰۃ بے شمار ہوں گے لیکن ان تمام اعمال کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر بادشاہ غلط ہے تو پھر آپ بھی غلط ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا مقصد ہے کہ جو اپنا نمائندہ منتخب کریں کہ جس نے حکومت میں شامل ہو کر ملک کا نظام چلانا ہے وہ صحیح ہونا چاہئے۔ ہم صحیح بندہ منتخب کرتے ہی نہیں ہیں۔ ہم ووٹ دیتے وقت یہ دیکھتے ہیں کہ میرا پڑوسی یہ میری برادری ہے۔ اس نے مجھے تنگ کرنا ہے۔ اس نے مجھے رقم دی ہے۔ اس نے مجھے اغوا کر دینا ہے۔ یہ ان لوگوں کے حربے ہیں۔ وہ ووٹ زور سے لے لیں۔ وہ ووٹ ڈر خوف پیدا کر کے لے لیں، وہ ووٹ خرید کر لیں۔ ہر صورت ووٹ اسی نے ہی لینا ہے۔ اور بار بار وہی ووٹ لے کر کامیاب ہو رہے ہیں۔ مہنگائی کرنے والے آج بھی ووٹ لے رہے ہیں لوڈ شیڈنگ اور گیس کی بندش کرنے والے آج بھی ووٹ لے رہے ہیں۔ ضمنی الیکشن کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ اس میں کون کامیاب ہو رہے ہیں۔ یہ وی لوگ ہیں کہ جن کی اپنی ڈگریاں جعلی ہیں۔ لوڈ شیڈنگ کراتے ہیں۔ ڈگری چوری کرتے ہیں۔ گیس مفت میں کھا جاتے ہیں ان وزراء کے ذمہ کڑوڑوں کے بل ہیں جو وہ ادا نہیں کرتے ہیں اور پھر بھی ان کے میٹر چل رہے ہیں۔ بجلی گیس ان کو مل رہی ہے اور ان کے اضافی بل ہم غریب عوام دے رہے ہیں۔ یہ کون کر رہا ہے یہ غبن ہے۔ یہ عوام پر ظلم ہے اور ہم پھر بھی انہیں کو ہی ووٹ دے رہے ہیں۔ لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ان کو ووٹ نہ دیں۔ لیکن پندرہ سو سال گزر چکے ہیں کہ ہمیں یہ

توفیق ہی نہیں ہوئی کہ ہم کسی اچھے بندے کو ووٹ دیں۔ اسلام بہت اچھا اور اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ مذہب ہے لیکن ہم نے اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اگر ہم اسلامی قوانین کو مد نظر رکھتے ہوتے تو رشوت، غبن ختم ہو جاتے۔ ملاوٹ ختم ہو جاتی۔ ذخیرہ اندوزی نہ ہوتی، پولیس تعلیمی ادارے، واپڈا، ریلوے، عدالتیں تمام صحیح طریقہ سے چل رہے ہوتے۔ لیکن یہ ختم نہیں ہوئے کہ ہم نے صحیح بندے منتخب نہیں کئے۔ اگر اللہ تعالیٰ اسی بات پر ہی گرفت کرنے پر آئیں تو یہ پکڑ تیری میری ہونی ہے۔ ہم اگر نہ بھی ووٹ دیں تو اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ہمارے ووٹ جعلی طور سے بھی پڑ جاتے ہیں اور جب اصلی ووٹر ووٹ دینے جاتا ہے تو اس کو پتہ چل جاتا ہے کہ اس کا ووٹ تو پہلے ہی استعمال ہو چکا ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنا سر دینا پڑے تو دے دینا لیکن غلط بندے کو ووٹ نہ دینا۔ ہم نے آپ کے اس فرمان پر کتنا عمل کیا ہے وہ آپ جانتے ہی ہیں۔ ہم نے سر کو بچا لیا ہے لیکن ووٹ غلط بندے کو دے دیا ہے۔ دنیا میں سب سے زرخیز ملک پاکستان ہے۔ اس کی نوے فیصد زمین نہروں سے سیراب ہوتی ہے کسی ملک میں پانی کی اتنی فراوانی نہیں ہے۔ آب و ہوا اور موسم ایسے ہیں کہ ہر کھیت سے دو، تین اور چار تک فصلیں سالانہ لے سکتے ہیں لیکن یہی ملک ہے کہ جس میں آٹا بھی سب سے مہنگا ہے۔ اور چینی بھی مہنگی ہے۔ بجلی بھی بہت مہنگی ہے۔ ہر چیز کی مہنگائی ہے کہ عالمی منڈی میں آپ دوسرے ممالک سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کپاس آپ کے ملک کی پیداوار ہے لیکن بنگلہ دیش آپ سے ہی کپاس لے کر زیادہ منافع حاصل کر رہا ہے اور دنیا پر چھایا ہوا ہے۔ ہم نے شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی سبق نہیں سیکھا اور مار کھا رہے ہیں۔ اگر زیادہ نہیں

تو کم از کم شرمندہ ہی ہو جائیں کہ یا امام ہم آپ کی شہادت سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکے۔ ہم آپ کے نقش قدم پر چلے نہیں ہیں۔ اگر چل جاتے تو پھر ہمارا ملک واقعی پاکستان ہوتا۔ پاکستان کا مطلب کیا ہے۔ پاک لوگوں کے رہنے والا گھر۔ لیکن آپ نیچے پٹواری سے لے کر اوپر صدر پاکستان تک کو دیکھ لیں کہ کون پاک ہے۔ میری عمر اسی سال ہو رہی ہے۔ میں ساری عمر سے دیکھ رہا ہوں کہ غریبوں کی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ غربت کی وجہ سے وہ خون خوار ہو رہے ہیں۔ غریب کے پاس جسمانی طاقت اور اسلحہ ہے۔ اس کو جو ڈو کر لے بھی آتے ہیں۔ پہلے جو چور ہوتے تھے چوری کرنے آتے تھے۔ گھر والے جاگ جائیں تو چور ڈر کر بھاگ جاتے تھے اب وہ خود آ کر گھر والوں کو جگاتے ہیں کہ اٹھو اور چابیاں ہمارے حوالے کرو۔ بتاؤ تمہارا زیور اور نقدی کہاں ہے۔ اتنا فرق آ گیا ہے اور یہ بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ جب یہ ساٹھ فیصد سے بڑھ گئے تو جرائم، ڈکیتیاں قتل اتنے زیادہ ہو جائیں گے کہ تمہارے شہر تباہ و برباد تمہارے صدارتی محل اور وزیراعظم ہاؤس اور دیگر سرکاری اور نجی عمارتیں جل جائیں گی۔ تباہ کردی جائیں گی اور اب یہ ساری دنیا میں ہو رہا ہے۔ کوئی سو ملک ایسے ہیں کہ جن میں غریب لوگ کھڑے ہو گئے ہیں ہزاروں شہروں میں تحریک شروع ہو چکی ہے۔ جس کو OCCUPY WALL STREET کا نام دیا گیا ہے۔ قتل و غارت شروع ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب بر آستانہ عالیہ صاحبزادہ اشتیاق الحسن صاحب دامت برکاتہ العالیہ

06-12-11

## شفاعت کبریٰ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ  
الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ وَشَفِيعُ الْمُذْنِبِينَ وَعَلَى آلِهِ الطَّيِّبِينَ  
وَالطَّاهِرِينَ ۝ اَمَّا بَعْدُ ۝ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ  
الرَّحِيْمِ ۝ عَسَىٰ اَنْ يَّيْعَنَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مُّحْمُوْكَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ  
يَا سَيِّدِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَى الْاَكْ وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ  
حضرت قبلہ دامت اقبالہ اللہ تعالیٰ آپ کے اقبال کو بلند فرمائے آپ کا سایہ متوسلین  
کے سروں پر ابد الابد قائم و دائم فرمائے اور جنت کالونی کے باسیو۔ میری مراد صرف  
یہ ایک علاقہ نہیں بلکہ گلشن حبیب یعنی جنت کے باسیو بلا تمہید میں حکم کئے گئے مضمون کی  
طرف آتا ہوں آپ سنیں گے کہ شانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ساتھ عقائد  
اہل سنت و جماعت از خود ہی نکھرتے چلے جائیں گے۔ میں نے جو یہ کہا ہے کہ جنت  
کالونی کے باسیو وہ میں نے کیوں کہا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
اِذْ مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا. قَالُوا وَ مَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ خَلْقُ الذَّكْرِ.  
(مہکلوۃ شریف) کہ میرے غلامو جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو خوب سیر  
ہو کر کھاپی لیا کرو۔ غلاموں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا زمین پر بھی  
جنت کے باغ ہیں۔ فرمایا کہ ہاں جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو میرا ذکر ہو۔ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ  
علیہ وسلم کی محافل ہوں وہ جگہ جنت کا باغ ہے۔ اس لئے یہ جگہ بے شک جنت کا باغ  
ہے۔ قرآن مجید کی آیت مقدسہ جو میں نے تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ عَسَىٰ اَنْ يَّعْتَمَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوٰمًا (مَنْ لَّزَلْنَا نِل) ”قریب ہے کہ تمہارا رب اسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔“ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرا رب تجھے عنقریب مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔ حضرات نیکی پر جزا اور برائی پر سزا۔ اعمال حسنہ کی جزا اور اعمال سیئہ کی سزا، حساب کتاب، حشر نشر کی ہر جز و ضروری ہے لیکن محشر میں سرور کونین، فخر موجودات، حبیب کبریا، اصل تخلیق کائنات شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر ایمان لانا بھی ایمان کی ایک شرط ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ اعمال حسنہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تو درکنار جو کوئی خانہ کعبہ کی زیارت کرنے والا ہے اس کے اپنے گھر میں آنے سے پہلے اس سے دعا کراؤ تو تمہاری بخشش ہو جائے گی۔ یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی حدیث شریف ہے لیکن یہ بخششیں کب ملتی ہیں یہ اعزاز صرف خانہ کعبہ کو ہی نہیں بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء، غوث، قطب، ابدال، صلحاء، علماء، شہداء اور سادات کرام، خلفاء کرام بھی شفاعت فرمائیں گے اور گنہگاروں کو بخشوائیں گے لیکن یہ کب ہوگا علماء کا صلحاء کا بخشوانا، اولیاء اللہ، قطب، ابدال، اغیاث کا شفاعت کرنا، خانہ کعبہ کو دیکھ کر کسی پر رحمت ہونا یہ تمام تر میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کا ہی صدقہ ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ کا ہی ایک جزو ہے۔ اس لئے اصل الاصول حقیقت میں یہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی شفاعت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی کعبہ کو کعبہ بنایا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَتَا مُسْتَجَلَّتَيْنِ تَعَالٰی نے ہر نبی علیہ السلام کو ایک مقبول دعا عطا فرمائی۔ اگرچہ ہر نبی علیہ السلام کی ہر دعا



قبول ہوتی ہے لیکن یہ ایک عجیب شان کی دعا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر نبی علیہ السلام نے اپنے اپنے وقت میں اس مقبول دعا کو اللہ تعالیٰ سے مانگ لیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بھی دعا مانگ لی۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے دعا مانگ لی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا کب مانگیں گے۔ فرمایا کہ میں نے قیامت کے دن مانگنی ہے جس روز تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا میں اس روز مانگوں گا۔ خالق کائنات نے بھی ہمیں نجات کا ایک راستہ بتایا ہے۔ فرمایا وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا (النساء ۶۴) ”اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔“ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے امتیوں کو فرما کہ جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں۔ ظلم سے مراد گناہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو جائے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے توبہ کرے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ کہہ دیں کہ یا اللہ اس کو معاف کر دے تو پھر میں اسے معاف کر دوں گا اس کی توبہ قبول کر لوں گا اور وہ اللہ تعالیٰ کو بہت مہربان اور بخشنے والا پائیں گے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تین شرائط عائد کی ہیں۔ پہلی یہ کہ جب کوئی گناہ کر لے تو دربار رسالت کی حاضری دے۔ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوں اور وصال

شریف کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور پر حاضر ہوں جو دور ہو یا کسی وجہ سے روضہ انور پر نہ آ سکتا ہو وہ روضہ انور کا تصور ہی کر لے اور پھر توبہ کرے۔ دربار رسالت کی حاضری پہلی شرط، توبہ کرنی دوسری شرط ہے اور تیسری شرط یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت کرے۔ اگر اکیلا ساری رات سجدہ میں سر رکھے یا بیت اللہ شریف کے غلاف کو پکڑ کر بھی دعا کرے جو دل میں آئے ساری زندگی کرتا رہے لیکن اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک نہیں بلیں گے جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفارش نہیں کریں گے میں ان کو نہیں بخشوں گا۔ میں ان کو تب ہی بخشوں گا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سفارش کریں گے خواہ ساری عمر بیت اللہ شریف کے غلاف سے چمٹا رہے۔ آنسو بہاتا رہے سجدہ میں پڑا رہے لیکن اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ان کو معاف نہیں کروں گا جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سفارش نہیں کریں گے۔ قرآن مجید قیامت تک کیلئے ہے اور اس کا ہر حکم قیامت تک کیلئے ہے۔ اس آیت مبارکہ میں قیامت تک پیدا ہونے والے ہر انسان کو حکم دیا جا رہا ہے کہ جب بھی گناہ کر لو تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ کرے پھر میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی شفاعت فرمائے۔ تو میں بخش دوں گا ورنہ بخشش کی کوئی صورت نہیں ہے۔ غوث، قطب، ابدال، حفاظ، شہداء اپنے اپنے مریدین کی شفاعت کریں گے۔ ہر پیر اپنے مریدین کی شفاعت کرے گا ہر امام اپنے متعلقین اور مقتدین کی شفاعت کرے گا لیکن یہ بھی تب ہی شفاعت کریں گے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت فرمائیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی بدولت ہی

ان کو شفاعت کا اذن دیا جائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے کہ یا اللہ ان کو بھی شفاعت کرنے کا حق عطا فرما دے شفاعت کبریٰ کا تاج میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر مبارک کی ملکیت ہے۔ یہ شفاعت کبریٰ ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ لیں کہ سب سے پہلے شفاعت کا دروازہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کھولیں گے۔ کسی دوسرے کے کہنے سے نہیں کھلے گا۔ پھر جس کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت کا پروانہ دیں گے وہی شفاعت کر سکے گا۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کا پر مٹ تقسیم کر دیں گے۔ قرآن ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (الضحیٰ ۵) ”اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔“ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں آپ کو اتنا عطا کروں گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں۔ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی نہیں ہوتے میں عطا ہی کرتا رہوں گا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کب راضی ہوں گے فرمایا۔ لَا أَرْضَىٰ حَتَّىٰ وَاحِدٌ أُمَّتِي فِي النَّاجِبِ تَكْمِلُ مِيرَالِيکِ بَیْ اُمْتِی جَنَمِیْ مِیْن رَہے گا میں راضی نہیں ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کروں گا۔ ذرا غور فرمائیں کہ

فردوس میں رسول ہمارا نہ جائے گا جب تک کہ ہر اک اُمّتی بخشا نہ جائے گا  
ارے میں کیا دوزخ میں میرا سایہ نہ جائے گا ارے میں کیا دوزخ میں میرا سایہ نہ جائے گا  
جو کائنات کا والی ہے اپنی اُمّت کا غم خوار ہے جس کی زبان مبارک پر پیدا ہوتے ہی  
رَبِّ هَبْ لِيْ اُمَّتٍ هَيَّارُوں مِیْن رُوو کے اپنی اُمّت کیلئے دعائیں کرتے

رہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بھی اُمتی جہنم میں رہ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے برداشت نہیں ہوگا۔ تین دن سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو نظر نہیں آئے وہ پریشان ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں پھر رہے ہیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چند صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے اور چلتے ہوئے ایک جنگل میں پہنچ گئے۔ وہاں پہاڑ میں ایک غار ہے اور بکریاں اس غار کے گرد پھر رہی ہیں اور ان کا چرواہا موجود ہے۔ جناب شہنشاہ صداقت تاجدار صداقت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے امام جناب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس چرواہے سے پوچھا کہ اے بکریوں کے رکھوالے کیا تو نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام اور ان کی اُمتوں کا رکھوالا بھی کہیں دیکھا ہے۔ اے شبان حال شبان مابدو اے بکریوں کے رکھوالے کہیں ہمارے رکھوالے کا بھی علم ہے تمہیں کہیں ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی علم ہے۔ اس نے کہا کہ میں آپ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو نہیں جانتا۔ لیکن تین دن ہو گئے ہیں اس غار کے اندر سے کسی کے رونے کی آواز آ رہی ہے۔ میری بکریاں تین دن سے اس غار کا طواف کر رہی ہیں انہوں نے کھانا پینا چھوڑ رکھا ہے اور اس کے رونے کی آواز سن کر یہ بھی رو رہی ہیں آنسو بہا رہی ہیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ کیا وہ آواز آپ نے سنی بھی ہے کہ وہ کیا آواز آ رہی ہے۔ کہنے لگا کہ ہر لمحہ ایک ہی آواز آتی ہے۔ رَبِّ هَبْ لِيْ اُمْتِيْ۔ اُمْتِيْ۔ اُمْتِيْ۔ یا اللہ میری اُمت میرے حوالے کر دے۔ مولوی ترجمہ کرتے ہیں کہ یا اللہ میری اُمت کو بخش دے، هَبْ لِيْ معنی بخشش نہیں ہے هَبْ لِيْ مجھے ہبہ کر دے، مجھے دیدے، میرے

حوالے کر دے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب فرماتا ہے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آدھی اُمت کو بغیر حساب کتاب جنت میں لے جائیں یا پھر شفاعت کا اذن قبول کر لیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے شفاعت کو اختیار کیا۔ کیونکہ اگر آدھی اُمت کی بخشش قبول فرمالیتے تو پھر باقی آدھی اُمت کا کون والی ہوتا۔ فرمایا کہ میں نے شفاعت کو اختیار کیا اور میں اس وقت تک راضی ہی نہیں ہوں گا جب تک کہ میرا ایک بھی اُمتی جنت سے باہر رہے گا۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ ایک روز حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا۔ فَمَنْ بَعِنِي أَنَّهُ مِنِّي يَا اللَّهُ جس نے میری تابعداری کی وہ میرا ہے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام عرض کرتے ہیں۔ إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (الانعام ۱۱۸) ”اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔“ یا اللہ اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں مطلب کیا کہ مجھے ان سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ تیری مرضی ہے جو تو چاہے ان سے سلوک کرے۔ حشر کے روز ہر نبی علیہ السلام ہی یہ عرض کرے گا کہ یا اللہ نیک میرے اور برے تیرے ان بروں سے جو تیری مرضی ہے وہی سلوک کر۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت جوش میں آگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا دئے عرض کیا رَبِّ هَبْ لِي أُمَّتِي۔



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حشر کے روز بھی عرض کریں گے کہ یا اللہ نیک تیرے اور برے میرے۔ نیک لوگوں سے جو تو چاہے سلوک کرے لیکن جو برے ہیں ان کو میں نے کچھ نہیں کہنے دینا۔

سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں

سلام اس پر کہ جس نے بروں کو فرمایا کہ یہ میرے ہیں

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اَنَاسِيْدُ وُلْدِ اَدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَيَبْدِي لِسَوَاءِ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرًا پ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز تمام اولاد آدم کا میں ہی سردار ہوں گا۔ یہ میں فخر یہ بات نہیں کر رہا ہوں بلکہ حقیقت بیان کر رہا ہوں یہ میں فخر کے طور سے بیان نہیں کرتا ہوں تاکہ تمہارا عقیدہ درست ہو جائے اور لِسَوَاءِ الْحَمْدِ جھنڈا بھی میرے ہاتھ میں ہوگا اور مجھے اس پر بھی فخر نہیں ہے۔ ترمذی شریف اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے جس کے راوی حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ كُنْتُ اِمَامُ النَّبِيِّنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَخَطِيْبُهُمْ وَمَا حَبَّ شَفَاعَتِهِمْ وَلَا فَخْرًا مَایا کہ قیامت والے دن تمام انبیاء علیہم السلام کا امام بھی میں ہی ہوگا اور ان کا خطیب بھی میں ہی ہوں گا اور ان سب کی شفاعت کرنے والا بھی میں ہی ہوں گا اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ عام الناس تو عام الناس رہے انبیاء علیہم السلام کی شفاعت بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرمائیں گے۔ یہ میں آپ کو عقیدہ بتا رہا ہوں اپنا عقیدہ درست کرو۔ یہ کہنا کہ عقیدہ درست ہو، اعمال نیک ہوں بندہ صحیح ہو تو وہ بغیر شفاعت کے ہی جنت میں چلے جائیں گے یہ بالکل غلط ہے شفاعت کے بغیر تو جنت کا

دروازہ ہی نہیں کھلے گا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اَنَا اَوَّلُ مَنْ يُنْزِلُ  
 الْجَنَّةَ بَعْضَ الْجَنَّةِ وَلَا فَخْرَ. اَنَا اَوَّلُ مَنْ يُحْرِكُ بَعْضَ الْجَنَّةِ وَلَا فَخْرَ  
 مختلف الفاظ کے ساتھ بہت ساری احادیث مبارکہ ہیں فرمایا کہ وہ میں ہی ہوں جو  
 سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ میں ہی وہ ہوں جو سب سے پہلے جنت  
 کی زنجیر ہلاؤں گا۔ میں ہی وہ ہوں جو سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولوں گا۔ فرمایا  
 اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفِّعٍ وَلَا فَخْرَ، میں ہی وہ اول ہوں جو سب سے پہلے  
 شفاعت کروں گا اور میں ہی وہ ہوں کہ جس کی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے  
 گی اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ ایک اور بھی واضح حدیث مبارکہ ہے اور ہر کوئی جانتا  
 ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بھی اپنے اعمال کی بنا پر جنت  
 میں نہیں جاسکتا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے ساتھ۔ خواہ کوئی بھی ہو کیسا بھی ہو  
 کتنا ہی عابد اور زاہد ہو وہ اپنے اعمال کی بنا پر جنت میں نہیں جاسکتا۔ یہ بالکل سقہ  
 حدیث ہے صحیح حدیث ہے اور واضح حدیث ہے اور پھر یہ کہنا کہ ایک آدمی ایسا ہوگا جس  
 کے اعمال درست ہوں گے۔ اس کا عقیدہ صحیح ہوگا اور وہ بغیر شفاعت کے جنت میں  
 داخل ہوگا یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ  
 کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اعمال کی بنا پر جنت میں نہیں  
 جائیں گے فرمایا کہ ہاں میں بھی نہیں مگر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے مجھے ڈھانپ  
 رکھا ہے۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تو میں ہوں کیونکہ اس نے مجھے سراپا رحمت  
 بنایا ہے قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (انبیاء: ۱۰۷)  
 ”اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کیلئے۔“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر

جس چیز کیلئے میں رب ہوں میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کیلئے رحمت ہیں۔ وہ عالمین کا رب ہے یہ عالمین کیلئے رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ظہور کس طرح سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کس طرح سے افشا ہوگی یہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدقہ ہے ورنہ اس کی رحمت ازلی ہے یہ اس کی ازلی صفت ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو قَالَ الْعَرْشُ الْمُحَمَّدُ لِي عَرْشُ نے کہا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے ہیں۔ وَقَالَ الْكُرْسِيُّ الْمُحَمَّدُ لِي كُرْسِي نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے ہیں وَقَالَ الْجَنَانُ الْمُحَمَّدُ لِي جَنَّت بُولِي کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہیں۔ وَقَالَ اللَّوْحُ الْمُحَمَّدُ لِي بُولِي کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہیں وَقَالَ الْقَلَمُ الْمُحَمَّدُ لِي بُولِي کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہیں آواز آئی کہ اے عرش، اے قلم، اے لوح، اے کرسی اور اے جنت خبردار ایسے مت کہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہیں بلکہ یوں کہو کہ ہم سب ہی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہیں۔ ہم سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ يَا مُحَمَّدُ اِنِّي اَعْطَيْتُكَ الْعَرْشَ وَالْكُرْسِيَّ وَالْوَحَّ وَالْقَلَمَ وَالْجَنَّةَ حَبِيبِ عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ میں نے اپنا عرش، کرسی، لوح، قلم اور جنت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مالک ہیں۔ لوح کیا چیز ہے کہ جس پر مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ هُوَ كَتَبَ جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا وہ سب کچھ لکھا ہوا ہے اور یہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت ہے پھر وہ کون سا علم ہے کہ جو مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوشیدہ ہے۔ حضور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ یا اللہ میں نے آپ سے عرش، کرسی، لوح، قلم اور جنت کب طلب کی ہے یا اللہ میں یہ نہیں مانگتا ہوں فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا چاہتے ہیں عرض کیا اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ میں اپنی اُمت سے متعلق سوال کرتا ہوں رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ لِّلّٰہِ میری اُمت میرے حوالے کر دے۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تَقُولُ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لب مبارک ہلا کر اُمتی اُمتی کہہ دے۔ اَقُولُ رَحْمَتِیْ رَحْمَتِیْ میں اپنی طرف رحمت، رحمت کا اعلان کر دیتا ہوں اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کب ہوگی یہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ ہے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ملفوظات میں ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ پہلی اُمتوں میں سے اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو چار سو سال زندگی عطا فرمائی اس نے آبادی کو چھوڑا اور ایک ایسے پہاڑ پر جہاں کسی کا کوئی گزرنہ ہوتا تھا وہاں ڈیرہ جمالیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے وہاں ایک پانی کا چشمہ جاری کر دیا اور ایک انار کا درخت لگا دیا۔ وہ اس چشمے سے پانی پیتا اور اس پودے سے انار کھاتا رہا اور اللہ کی عبادت میں لگا رہتا۔ اس سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ اس کا نامہ اعمال گناہوں سے پاک تھا اب دیکھیں کہ جہاں کوئی دوسرا فرد موجود ہی نہیں اور نہ ہی وہاں سے کسی کا گزر ہوتا ہے وہ اکیلا ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہے لہذا کسی گناہ کے سر تکب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا نہ وہ کسی سے جھوٹ بولے گا، نہ ہی غیبت کرے گا، نہ وہ کسی کی چغلی کرے گا، نہ وہ حسد کرے گا، نہ وہ کسی کا حق مارے گا، یہی زیادہ تر گناہ انسان سے ہوتے ہیں اب جب

کہ کوئی دوسرا بندہ موجود ہی نہیں ہے اس لئے وہ گناہ کر ہی نہیں سکتا اس کا نامہ اعمال پاک صاف ہوگا چار سو سال کے بعد جب اس کی موت کا وقت آیا تو حضرت ملک الموت اس کی روح قبض کرنے کیلئے آگئے اس نے عرض کیا کہ مجھے مہلت دے کہ میں وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کر لوں جب میں دوسری رکعت کے سجدہ میں جاؤں تو میری روح قبض کر لینا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اتنی مہلت میں تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے لے کر آیا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی اجازت عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ میرے بندے نے کیا مانگنا ہے اس نے پہلے ہی فرمادیا کہ اگر میرا بندہ اتنی مہلت مانگے تو دے دینا۔ اس نے وضو کیا دو رکعت نماز نیت کی جب دوسری رکعت کے سجدہ میں گیا تو ملک الموت نے روح قبض کر لی۔ آپ لکھتے ہیں کہ اس بندے کا جسم صحیح سلامت ہے اور وہ دفن نہیں ہوا اور ابھی تک وہ سجدہ میں ہی ہے۔ اس کی روح قبض ہو چکی ہے اور اس کا جسم صحیح سلامت ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم جب آسمان سے اترتے ہیں اور واپس اوپر جاتے ہیں تو ہم اس بندے کو دیکھتے ہیں کہ وہ اسی طرح سے ہی سجدہ میں ہی پڑا ہوا ہے اور اس کا جسم تروتازہ ہے اور قیامت تک وہ اسی طرح سے ہی سجدہ میں ہی پڑا رہے گا۔ قیامت کے روز اس کو اٹھایا جائے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اِذْهَبُوا بِعَبْدِي اِلَىٰ جَنَّتِي بِرَحْمَتِي مُرَّرَ بِنَدَىٰ مِيْرِي رَحْمَتِ كَے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔ وہ بندہ عرض کرے گا کہ یا اللہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے ساری عمر تیری عبادت میں ہی گزاری ہے تو یا اللہ کیا اب بھی تیری رحمت کے سہارے جنت میں جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اچھا رک جاؤ تیرا حساب کتاب ابھی ہو جاتا



ہے۔ اسے میزان پر لے جایا جائے گا اور اس ی چار سو سال کی عبادت ایک پلڑے میں رکھ دی جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس کو جو میں نے نعمتیں عطا کی تھیں ان میں سے صرف ایک نعمت ایک آنکھ کی نعمت والا پلڑہ بھاری ہو جائے گا۔ چار سو سال اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ اس ایک آنکھ کی نعمت والا پلڑہ بھاری ہو جائے گا۔ چار سو سال کی بے ریا عبادت بلکی ہو جائے گی اللہ تعالیٰ فرمائے گا اِذْ هَبُوا بِعَبْدِي فِي النَّارِ اس بندے کو عدل و انصاف کی خاطر دوزخ میں داخل کر دو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تمہیں دو آنکھیں عطا کی تھیں ان میں سے ایک آنکھ کی نعمت بھی تیری ساری عبادت سے بھاری ہے ابھی تو دوسری آنکھ اور دوسری نعمتیں باقی ہیں جن کا تو نے حساب دینا ہے۔ تجھے ہاتھ پاؤں دیئے، ناک کان زبان عطا فرمائی، دماغ، دل، عقل عطا فرمائی اور ایسی ہی دوسری بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں وہ بندہ ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو جائے گا کہ یا اللہ رحم فرما دے مجھے معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا کہ میرے اس بندے کو میری رحمت کے سہارے جنت میں داخل کر دو۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر کوئی بندہ جنت میں نہیں جاسکتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں اور دس سال نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی اور خدمت میں رہے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری وصال شریف ہونے کو آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اپنے اللہ تعالیٰ کے پاس اس حالت میں جا رہا ہوں کہ میں تم سے راضی ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہیں صبح سے شام تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہنے والے آقا علیہ

الصلوة والسلام کی زبان مبارک سے قرآن سننے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ والضحیٰ کی زیارت کرنے والے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرنے والے وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے روز میری شفاعت فرمادینا اگر اعمال سے ہی بیڑہ پار ہونا ہوتا تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کس کے اعمال سچے اور سچے ہوں گے آپ نے امت کو بتا دیا کہ خبردار اپنے اعمال پر انحصار نہ کرنا، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ پر انحصار نہ کرنا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک ہلیں گے تو پھر بیڑہ پار ہوگا۔ نماز، روزہ، حج بیت اللہ اور پیرومرشد بھی تب ہی کام آئیں گے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سَأَلْتُ نَبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُشْفِعَنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز میری شفاعت فرمادینا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تو نمازی ہے حاجی ہے زکوٰۃ ہے روزے رکھنے والا ہے میری خدمت کرنے والا ہے۔ ہر دم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رہنے والا ہے تجھے شفاعت اور سفارش کی کیا ضرورت ہے بلکہ فرمایا نَعَمْ ہاں اے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تیری شفاعت کروں گا۔ پھر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محشر کے میدان میں اتنی زیادہ مخلوق خدا ہوگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں تلاش کروں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کہاں ملیں گے۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا تَطْلُبُنِي عَلَى الصُّفَرِ مَا يَلِكُ سَبَّ سَبِّهِ مِنْ مَجْهَلٍ

صراط پر دیکھنا اور اگر میں وہاں نہ ہوا تو فَاطِمَةُ عَلِيٍّ عِنْدَ الْمِيزَانِ جہاں میزان پر نیکیاں اور بدیاں تولی جا رہی ہوں گی وہاں آ جانا میں تمہیں وہاں مل جاؤں گا اگر میں وہاں بھی نہ ہوا فَاطِمَةُ عَلِيٍّ عِنْدَ الْحَوْضِ صُحْرُوحُ کوثر پر آ جانا میں تمہیں وہاں ضرور مل جاؤں گا مطلب یہ ہے کہ محشر کے روز میں تین جگہ میں سے ایک جگہ پر ضرور مل جاؤں گا اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ محشر کے روز حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی پل صراط پر تشریف فرما ہوں گے اپنی اُمت کے گنہگاروں کو پل صراط سے پار گزارتے ہوں گے کبھی میزان پر آ جائیں گے اور اپنی گنہگار اُمت کی نیکیاں بڑھا رہے ہوں گے اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر پر تشریف فرما ہوں گے اور اپنی اُمت کے پیاسوں کو پانی پلا رہے ہوں گے۔ ان مقامات پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کی طرف داری کر رہے ہوں گے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غم خواری اپنی اُمت کیلئے ہوگی۔ پھر یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جو کرسی ہوگی وہ ہماری کرسیوں جیسی نہیں ہوگی بلکہ فرمایا وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ (البقرہ ۲۵۵) ”اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین۔“ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں چھوٹی ہیں اور کرسی ان سب سے بڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ بیٹھنے کے پاک ہے اس نے کرسی پر نہیں بیٹھنا ہے۔ کرسی اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے۔ وَهُوَ جَلَّاسُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں گے اور شفاعت کا تاج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ہوگا۔ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْكُرْسِيِّ وَالْعَرْشِ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کرسی اور عرش پر تشریف فرما ہوں گے۔ شفاعت کی کئی اقسام ہیں اور پہلی شفاعت یہ ہوگی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرض

کریں گے کہ یا اللہ حساب لے لیں۔ اس سے پہلے کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا۔ محشر کا میدان بڑا سخت ہے نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔ سورج سر پر ہوگا ہر شخص اپنے اعمال کے مطابق اپنے پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا۔ انسانوں کے گناہ برہنہ، عریاں اور ننگی صورت میں ان کے سامنے ہوں گے تمام پردے اٹھادئے جائیں گے۔ جو بھی کسی کی کرتوت ہے وہ اس کے سامنے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ پورے غیض و غضب میں ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی اپنے ٹخنوں تک کوئی گھٹنے تک، کوئی کمر تک، کوئی گلے تک اور کوئی مکمل طور سے اپنے ہی پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا۔ ایسا سخت عذاب ہوگا۔ اس دنیا کے پچاس ہزار سال عالم برزخ کا ایک دن اور عالم برزخ کے پچاس ہزار سال قیامت کے ایک دن کے برابر ہوں گے۔ ساری مخلوق بے تابی کے عالم میں ہوگی۔ ذرا غور کریں کہ اتنا لمبا اور طویل دن محشر کا ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاللّٰهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ (النور ۳۹) ”اور اللہ جلد حساب کر لیتا ہے۔“ اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ علماء کرام کی تحقیق ہے کہ ساری مخلوق کا حساب دنیا کا جو سب سے چھوٹا دن ہے اس دن کے آدھے حصہ میں اللہ تعالیٰ یہ سارا حساب کتاب مکمل کر دے گا یعنی صرف چار گھنٹے کا وقت درکار ہوگا جس میں تمام مخلوقات کا حساب لے لیا جائے گا تو پھر قیامت کا دن اتنا طویل کیوں بنایا ہے یہ صرف اس لئے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان لوگوں کو دکھائے اس روز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان محبوبی دکھائی جائے گی۔

فقط اتنا سب ہے انعقاد بزم محشر کا

کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

فرمایا عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوٰمًا (متنب بتا ہے کہ جب کوئی دوسرا اس کی حمد بیان کرنے والا موجود ہو۔ جب تک کوئی حامد نہ ہو محمود بھی نہیں ہوتا۔ یعنی ساری مخلوقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد، تعریف، توصیف اور نعت بیان کرے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ دنیا میں نعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سن کر تو اپنی پیشانی پر تیوری چڑھاتا تھا اب یہاں کئی پچاس ہزار سال کھڑا ہو کر نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھو اور سنو۔ صرف اس لئے یہ اتنا طویل دن بنایا ہے کہ آج میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان دیکھو۔ محشر کے دن کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہوگا۔ بیٹا باپ کو بھول جائے گا اور باپ بیٹے کو بھول جائے گا۔ بیٹی ماں سے بیگانہ ہو جائے گی ماں بیٹی کو بھول جائے گی ہر کسی کو نفسی نفسی پڑ جائے گی۔ ساری مخلوق پریشان حال ہوگی۔ ساری مخلوق مشورہ کرے گی کہ آج کوئی ایسی ہستی تلاش کرو جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کرے ہماری نجات کا وسیلہ بن جائے۔ ساری مخلوق عرض کرے گی کہ اگر دوزخ میں ہی ڈالنا ہے تو ہمیں دوزخ میں ہی ڈال دے اللہ تعالیٰ ہمارا حساب جلدی سے لے لے اور ہمیں اس مصیبت سے نجات مل جائے۔ لیکن کسی کی کوئی بات کوئی فریاد نہیں سنی جائے گی۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ دنیاوی اصول ہے کہ عدالت میں اپنا کیس پیش کرنے کیلئے کسی وکیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ وکیل کے بغیر عدالت میں کیس کی سماعت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جب یہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں جب یہ گناہ کر لیں تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا ہے عدالت الہیہ کا وکیل میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ میری عدالت میں اس کے سوا کسی کی شنوائی نہیں ہوگی ورنہ کیا وجہ سے کہ



بندہ گناہ تو اللہ تعالیٰ کا کرتا ہے لیکن وہ اسے اپنی طرف نہیں بلاتا ہے در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جانے کا حکم دیتا ہے کوئی گناہ اللہ تعالیٰ کا کرتا ہے لیکن اس کی معافی اور بخشش کیلئے اسے در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جانے کا حکم دیتا ہے۔ فرمایا کہ شنوائی صرف اس کی ہوگی جو میری عدالت کے وکیل سے رابطہ کرے گا۔ جو ان کے وسیلہ سے میری طرف آئے گا صرف اسی کی بات سنی جائے گی۔ ساری مخلوق مشورہ کرے گی کہ جناب آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوتے ہیں وہ ہم سب کے باپ ہیں۔ تمام لوگ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے۔ ترمذی شریف اور مشکوٰۃ شریف میں حدیث شریف موجود ہے کہ ساری مخلوق حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس جا کر عرض کرے گی اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ پ تمام نسل انسانی کے باپ ہیں خَلَقَ اللّٰهُ بَيْدَهُ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے تخلیق فرمایا وَ نُفِخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِہِ آپ کے اندر اپنی روح پھونکی وَ اَمَرُ الْمَلٰٓئِکَۃَ فَسَجَدُوْا لِلّٰہِ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا اور انہوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کا بڑا مقام ہے۔ دیکھو کہ ہمارا کیا حال ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائیں حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ آج بڑی جباری اور قہاری میں ہے میں اس کی بارگاہ میں دم نہیں مار سکتا۔ اِذْهَبُوْا اِلٰی نُوْحٍ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ ساری مخلوق اکٹھی ہو کر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہو جائے گی۔ وہ بھی فرمائیں گے اِذْهَبُوْا اِلٰی غٰیْرِہُمْ سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ یہاں تم بڑے فتوے لگاتے ہو کہ غیر کے پاس جانا شرک ہے وہاں پھر غیر کے پاس کیوں جاتے ہو۔ وہاں بھی نہ جانا سیدھا اللہ تعالیٰ کی طرف

جانا پھر پتہ چل جائے گا کہ غیر کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ اگر وہاں غیر کے پاس جانا ہے تو اس دنیا میں ہی غیر اللہ کے پاس چلا جا۔ حشر کے روز ہر نبی علیہ السلام یہی فرمائے گا کہ اِذْهَبُوا اِلٰی غَيْرِیْ میرے علاوہ کسی دوسرے کے پاس جاؤ میں تمہاری شفاعت نہیں کر سکتا۔ ساری مخلوق حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے در پر حاضر ہو جائے گی اور عرض کریں گے اَنْتَ خَلِیْلُ اللّٰہِ آپ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں۔ ہماری شفاعت فرمائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے اِنَّمَا کُنْتُ خَلِیْلًا مِنْ وِرَآءِ مِنْ وِرَآءِ میں ضرور اللہ تعالیٰ کا دوست تھا لیکن آج سے پہلے پہلے تھا لیکن آج نہیں۔ آج وہ بڑا قہر اور غضب میں ہے۔ اِذْهَبُوا اِلٰی غَيْرِیْ میرے علاوہ کسی دوسرے کے پاس چلے جاؤ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کے دروازوں سے دھکے کھاتے ہوئے سارے لوگ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہو جائیں گے۔ وہ فرمائیں گے کہ میں تو کچھ نہیں کر سکتا لیکن میں تمہیں ایک ہستی سے متعلق بتا دیتا ہوں اگر انہوں نے ہاں کر لی تو بیڑہ پار ہو جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اِذْهَبُوا اِلٰی مُحَمَّدٍ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جاؤ۔ ساری مخلوق حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جائے گی۔ وہاں لواءِ محمد کا جھنڈا لہرا رہا ہوگا۔ وہاں اللہ تعالیٰ کا بھی کوئی جھنڈا نہیں ہوگا صرف نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لِوَاءُ الْحَمْدِ جھنڈا ہوگا۔ وہاں سب عرض کریں گے یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے رسول ہیں لَیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ . (الفتح ۲) ”تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے

پچھلوں گے۔“ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اور وسیلہ سے آپ کے اگلے اور پچھلے غلاموں کے گناہ معاف کر دئے ہوئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا مقام ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء علیہم السلام ہیں یَا رَسُوْلُ اللّٰہِ اِشْفَعْ لَنَا رَبِّکَ یَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیں۔ اَلَا تَرٰی مَا نَحْنُ فِیْیَلِیْہِ یَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہمارا کیا حال ہو رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے اَنَا لَہَذَا جَاؤْ جِسْ کا آج کوئی نہیں ہے میں اس کا والی ہوں میرے جھنڈے کے نیچے آ جاؤ ساری مخلوق نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوتی جائے گی۔

نوح کو بھی طوفان نوح سے کنارہ مل گیا

حضرت موسیٰ کو بھی لطف نظارہ مل گیا

الغرض ہر اک بے چارے کو چارہ مل گیا

ہم غریبوں کو محمد ﷺ کا سہارا مل گیا

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر نبی علیہ السلام کے لئے کرسی لگائی جائے گی یَجْلِسُوْنَ اِلَیْہِہِیْ عَلَیْہِہِ السَّلَام اپنی اپنی کرسی پر بیٹھ جائے گا وَ یَسْکُنِیْ مِنْہِیْ صرف میرا ممبر خالی رہے گا لَا اَجْلِسُ مِنْہِیْ نہیں بیٹھوں گا وَ کَانَ بَیْنَ یَدَیْ رَبِّیْ میں اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اَجْلِسْ یَا حَبِیْبِیْ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیٹھ جائیں میں تیری امت

کے ساتھ وہی کروں گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں گے۔ فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے سجدہ کروں گا سب سے پہلے سجدہ کرنے کا اذن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کریں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اِذْفَعْ رَأْسَكَ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا سر اٹھائیے اور مانگئے کہ میں تمہیں عطا کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں تو میں قبول کروں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اُمت کو جنت میں لے جائیں تو ستر ہزار بندے بغیر کسی حساب کے جنت میں داخل کردئے جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے کہ یا اللہ میں ابھی راضی نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جن کے دل میں ایک مٹھی بھر بھی ایمان ہے ان کو بھی جنت میں لے جاؤ۔ وہ بھی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے کہ یا اللہ میں تو ابھی راضی نہیں ہوں فرمایا جائے گا کہ جن کے دلوں میں ایک ذرہ بھر بھی ایمان ہے ان کو بھی جنت میں لے جائیں۔ وہ بھی جنت میں چلے جائیں گے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے کہ یا اللہ جن کے پلے میں ذرا بھی عمل نہیں انہوں نے صرف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھا ہے آپ مجھے اجازت دیں کہ ان کو بھی جنت میں داخل کر دوں۔ حضرت امام حاکم اور حضرت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حدیث شریف نقل فرماتے ہیں جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محشر کے روز ہر نبی علیہ السلام اپنی اپنی سواری پر سوار ہو جائے گا اُبْعَثْ عَلَى الْبَرَّاقِ میں اپنے براق پر سوار ہو جاؤں گا وَيُعْنَةُ بِلَالُ عَلَى نَاقَةٍ نُوفَّةٍ إِلَى الْجَنَّةِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی اونٹنی کے اوپر سب سے

آگے آگے ہوگا بَیْدِی لَوَاءَ الْحَمْدِ اور حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور میرے پیچھے میری اُمت اور اس کے پیچھے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی سواریوں پر ہوں گے اور ان کے پیچھے ان کی اُمتیں ہوں گے۔ تاجدار شفاعت کی سواری جاری ہے اگر یہ جلوس نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے آگے آذان دیتے ہوئے جارہے ہوں گے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ. اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ نَبِیْ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کلمہ پر آئے گا تو تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی اُمتیں پکار اٹھیں گی نَشْهَدُ عَلٰی ذٰلِکَ اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔ لیکن آج اس بات کو مانے یا نہ مانے۔ تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی اُمتیں بھی کہیں گی کہ نَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلَیْہِ سَلَامٌ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ ہر کوئی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف بیان کرے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ مَقَامُ الشَّفَاعَةِ شفاعت کا مقام ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دے گا عَسٰی اَنْ یَّعْطٰکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا کایت مبارکہ میں نے تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے یہی مقام شفاعت ہے۔ اس طریقہ سے جلوس جارہا ہوگا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَيَسْتَقْبِلُنِیْ اَنْ جَبَّارَ تَعَالٰی۔ اللہ تعالیٰ خود میرا استقبال کرے گا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جھنڈا شفاعت حمد کا جھنڈا ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صدر نشین ہیں اور دیوان حشر کرسی نشین ہیں۔



## حضرت داتا گنج بخش ہجویری ؒ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ مُحَمَّدٍ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ  
وَعَلَى الْكَوَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے  
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے  
جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے  
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین قاری صاحب نے تلاوت فرمائی ہے کہ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ  
لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس ۶۲) سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ  
کچھ خوف ہے اور کچھ غم۔ اولیاء اللہ کو بڑی عطا ہوئی ہے ان کو زمین کا وارث بنا دیا ان  
کو جنت کی خوشخبری دے دی اور ان کو خوف اور حزن سے پاک کر دیا لیکن اس سے  
ہمیں کیا ملا۔ ہماری جھولی تو خالی رہی اگر اس میں کچھ پڑے تو ہمیں بھی پتہ چل جائے  
کہ اولیاء اللہ بڑی عظمت والے ہیں۔ فرمایا کہ اولیاء اللہ کو کوئی خوف نہیں مطلب یہ  
ہے کہ ان کو جہنم میں جانے کا کوئی خوف نہیں ہے وہ جہنم میں نہیں جائیں گے اور نہ ہی  
ان کو کوئی حزن ہے۔ حزن دوست کے لئے ہوتا ہے۔ انہیں یہ بھی ڈر نہیں ہے کہ ان

کے دوست جہنم میں جائیں گے بلکہ وہ بھی ان کے ساتھ ہی جنت میں جائیں گے تیرے پیرومرشد کو نہ اپنا کوئی خوف ہے اور نہ ہی تیرا حزن ہے تو پھر ہمیں کچھ ملا ہے کہ نہیں ملا ہے۔ جنت عطا ہوگئی ہے اور کیا چاہئے۔ اولیاء اللہ کا صرف ذکر کرنے سے ہی سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

آل نبی تے اولاد علی دی نے سیرت شکل انہاں دی  
 ناں لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی  
 تلاوت قرآن پاک سے باطن کی میل ختم نہیں ہوتی۔ نماز، روزہ وغیرہ سے بھی یہ ختم نہیں ہوتی اگر ان اعمال سے یہ میل ختم ہوتی تو منافق کی ضرور چلی جاتی۔ ان کی باطنی میل ختم نہیں ہوئی۔ باطنی میل اس وقت ختم ہوتی ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں جب اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کی عظمت ہمارے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَہُمْ الرّٰحْمٰنُ مَوْجِبًا (۹۶) ”بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لئے رحمن محبت کر دے گا“۔ اللہ تعالیٰ ولیوں کی محبت دل میں سجا دیتا ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر زائرین کا بہت ہجوم ہوتا ہے۔ دو گھنٹے کے انتظار کے بعد نذرانہ سلام پیش کرنے کی باری آتی ہے۔ وہاں اتنے لوگ کیوں جا رہے ہیں ان کو کیا ہو گیا ہے۔ اتنی سردی میں بھی بھاگے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی محبت پیدا کر دی ہے۔ جو زائرین حاضر ہو رہے ہیں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کی جھولیاں بھی بھر رہے ہیں اور ان کے ذکر سے اس محفل پر بھی کرم ہو رہا ہے۔ جب اولیاء اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو نزول رحمت ہوتی ہے اور جس پر

رحمت کا ایک قطرہ بھی پڑ جاتا ہے اس کی بخشش ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ ایسی بخشش لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر آج حاضر تو نہیں ہو سکے اس لئے یہیں سے ہی خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اور ان کو سلام عرض کر لیتے ہیں

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

آپ ہی بتائیں کہ سب سے بڑا خزانہ کون سا ہے۔ سب سے بڑا خزانہ ایمان ہے۔ ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیا داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمیں یہ دے سکتے ہیں اگر وہ دے سکتے ہیں تو وہ داتا صاحب ہیں اگر نہیں تو پھر دوسرے فرقہ والے تو پہلے ہی اعتراض کرتے ہیں۔ داتا صاحب۔ آپ گنج بخش ہیں تو کیا آپ خزانے تقسیم کرتے ہیں۔ گنج بخش یعنی خزانے بانٹنے والا۔ فیض عالم سارے زمانے کو فیض دینے والا۔ صرف آپ کے دربار پر ہی نہیں بلکہ فیض عالم جہاں کہیں بھی کوئی ہے وہیں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیض لے رہا ہے۔ آپ مظہر نور خدا ہیں آپ سے نور خدا کا اظہار ہوتا ہے۔ نور خدا آپ سے جاری ہو رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ درخت میں سے روشنی نکل رہی ہے آپ قریب گئے تو آواز آئی کہ میں تیرا رب ہوں۔ درخت تو رب نہیں ہے لیکن اس میں سے اللہ تعالیٰ کے نور کا اظہار ہو رہا ہے ایسے ہی داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے نور کا اظہار ہو رہا ہے۔ سب سے بڑا خزانہ ایمان ہے اور اس زمانے کا سب سے زیادہ بے ایمان آدمی رائے راجو تھا۔ لاہور کا گورنر تھا۔ بہت بڑا جادوگر تھا، جو جادو کرتا ہے وہ بھی بے ایمان ہوتا ہے اور جو جادو کرتا ہے وہ

بھی بے ایمان ہوتا ہے۔ وہ اپنے جادو کے زور پر گوجروں سے دودھ لیتا تھا۔ جب داتا صاحب لاہور میں تشریف لائے تو پہلے بھی یہ بات ہو چکی ہے کہ رائے راجو کو دودھ ملنا بند ہو گیا اور داتا صاحب کے ہاں دودھ کی سبیل جاری ہو گئی جو آج تک جاری ہے اگر موقع ملے تو وہاں اس سبیل سے جا کر ضرور دودھ پی لیں یہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا لنگر ہے۔ پورے لاہور اور گرد و نواح میں دودھ نہیں مل رہا ہے لیکن داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر دودھ کی سبیلیں لگی ہوئی ہیں۔ وہاں دودھ کا سیلاب آیا ہوا ہے۔ رائے راجو کو دودھ نہ ملا تو وہ تنگ آ گیا اور کہنے لگا کہ اس بابے نے ہمیں کس مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ بڑے جوش کے ساتھ آیا اور بڑے رعب و جلال سے بولا کہ باباجی اٹھو یہاں سے اور چلتے بنو یہ میرا علاقہ ہے میرے کاروبار کا بیڑہ غرق ہو گیا ہے میں بہت طاقتور ہوں تمہیں جلا کر رکھ کر دوں گا۔ وہ اپنے جادو کے زور پر ہوا میں اڑنے لگا اور کہنے لگا میں آگ کی بارش برسا دوں گا۔ وہ ہوا میں اڑتے ہوئے بڑی بڑکیں مار رہا تھا اور داتا صاحب کو لکا رہا تھا کہ اگر تم میں کوئی جوہر ہے تو آؤ میری طرح ہوا میں اڑو اور مجھ سے مقابلہ کرو۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جوتی مبارکہ کو حکم دیا کہ جاؤ ذرا اس کی مرمت کر دو۔ آپ کی جوتی اڑی اور رائے راجو کے سر پر پڑنے لگیں۔ وہ نیچے آیا اور داتا صاحب کے قدموں میں بیٹھ کر کلمہ شریف پڑھنے لگا۔ اب بتائیے کہ یہ خزانہ ہے کہ نہیں ہے۔ داتا صاحب کے دربار پر جانے والوں کیلئے سب سے بڑی رکاوٹ یہی بندہ تھا۔ اور اب داتا صاحب کے دربار پر آنے والوں کا وسیلہ بن گیا اور ایمان پھیلانے کا ذریعہ بن گیا۔ سارے لاہور کو ایمان نصیب ہو گیا بلکہ پورے پنجاب میں اسلام پھیلانے کا ذریعہ بنا۔ پیر ہندی کے نام سے مشہور ہوا۔ آج

بھی اس کی قبر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پہلو میں موجود ہے۔

خاک پنجاب از دم تو زندہ گشت صبح ما از مہر تو تابندہ گشت

یہ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کا قدم مبارک جب یہاں لگا تو تمام ہندوستان میں اسی لمحہ اسلام پھیل گیا۔ اور ہماری ایمان کی صحیحیں آپ کے چہرہ انور سے پھوٹنے لگیں کیا یہ کرم ہے کہ نہیں ہے تو پھر ہم کیوں نہ کہیں۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

ایک ہندوؤں کی بارات جاری تھی وہ راستہ بھول گئے۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی چھوٹیڑی میں تشریف فرما تھے۔ وہ ہندو کہنے لگے کہ باباجی ہم نے مدینہ جانا ہے۔ یہ مدینہ دریائے جہلم کے قریب کسی گاؤں کا نام تھا۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تمہیں مدینے کا راستہ بتا دوں یا مدینے پہنچا ہی دوں۔ کہنے لگے کہ اگر آپ پہنچا دیں تو اس سے بڑی اور کیا بات ہوگی۔ فرمایا کہ آنکھیں بند کرو۔ پھر فرمایا کہ آنکھیں کھول دو۔ جب انہوں نے آنکھیں کھولیں تو وہ اپنے گاؤں مدینہ میں نہیں بلکہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہر مدینہ منورہ تھے۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ ہندو کلمہ شریف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کر مسلمان ہو گئے۔ کسی بھولے بھٹکے ہوئے کو منزل پر پہنچا دینا کتنا کرم ہے اور سب سے بڑی منزل در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کائنات میں افضل ترین جگہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا در ہے۔ اگر یہ خزانہ ہے تو حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تقسیم فرما رہے ہیں۔



اعتراض کرنے والے ہر زمانے میں ہی ہوتے ہیں اور وہ اس زمانہ میں بھی تھے۔ کسی نے کہا کہ ان کے پلے میں کچھ نہیں ہے ان کی تو اپنی مسجد کا رخ قبلہ کی طرف نہیں ہے۔ وہ لوگوں کو آپ کے پاس آنے سے روکتے تھے۔ آپ نے ان لوگوں کو دعوت دی نماز کی امامت فرمائی تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے سامنے محراب میں بیت اللہ شریف خانہ کعبہ نظر آ رہا ہے۔ لاہور میں بیٹھے ہوئے خانہ کعبہ کی زیارت کرا دینا اگر خزانہ ہے تو یہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقسیم فرما رہے ہیں۔ میرا بیٹا پی ایچ ڈی کی ڈگری کیلئے کام کر رہا تھا، کمپیوٹر میں LINEAR PROGRAMME ہوتا ہے جو بڑا پیچیدہ سا کام ہے وہ پروگرام ہم سے لگ نہیں رہا تھا۔ پورے فیصل آباد میں کمپیوٹر کے ماہرین سے رابطہ کیا لیکن جواب یہی ملا۔ یہ پروگرام کمپیوٹر نہیں دے سکتا۔ ہم نے سوچا تعلیمی چھٹی تین سال کی ختم ہونے کو ہے اور اگر یہ پروگرام نہ بن سکا کمپیوٹر نے اس کا کوئی حل نہ دیا تو چھٹی بھی بے کار جو شاید دوبارہ نہ ملے اور تین سال کی تنخواہ بھی واپس کرنی پڑے گی۔ ہم نے پروگرام بنایا کہ داتا صاحب حاضری دے کر عرض کرتے ہیں وہ ہر چیز تقسیم کرتے ہیں ہماری بھی ضرور مدد فرمائیں گے۔ ہم حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ داتا صاحب اگر اس پروگرام نے حل نہ دیا تو بڑی مشکل ہو جائے گی۔ پی ایچ ڈی بھی نہیں ہوگی۔ تنخواہ بھی واپس کرنا ہوگی مہربانی فرمائیں ہماری مدد فرمائیں۔ جب دعا کی تو بہت سکون ملا۔ داتا صاحب کے دربار پر تلاوت اور ذکر کی گونج رہتی ہے۔ خاموشی نہیں ہوتی۔ لیکن جب دعا کی تو ہر قسم کی گونج اور آوازیں بند ہو گئیں۔ قلبی سکون عطا ہو گیا۔ میں نے سوچ لیا کہ ہمارا کام بن گیا۔

نوازش دل مرا کن کہ دل نواز توئی بساز کار غریباں کہ کار ساز توئی

یہ شعر داتا صاحب کے مزار پر لکھا ہوا ہے۔ ہم نے یہ شعر بھی بار بار پڑھا کہ آپ نوازش کرنے والے ہیں اور دل نواز آپ ہی ہیں مہربانی فرمائیں کہ کارساز آپ ہی ہیں اور ہمارا کام کر دیں۔ مجھے بھی دلی طور سے تسلی ہوگئی اور بیٹے کو بھی دلی تسلی ہوگئی۔

واپس فیصل آباد آئے تو وہی بٹن دبایا کہ جس پر کمپیوٹر ”NO“ کا جواب دے رہا تھا اب اس نے سارا پروگرام کھول کر دکھا دیا اس کا حل نکل آیا۔ بیٹے کی ریسرچ اور THESIS مکمل ہوگئی اور آج بھی زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں اول نمبر پر آنے والا THESIS وہی ہے جو بیٹے نے لکھا۔ یہ پروگرام نہ مجھ سے لگ سکا نہ بیٹے سے ہی لگ سکا اور نہ ہی اب تک پی ایچ ڈی کرنے والے کسی طالب علم سے لگ سکا۔ نہ کوئی کمپیوٹر کو جاننے والا EXPERT ماہر اس کو لگا سکا۔ یہ پروگرام میرے داتا ججویری رحمۃ اللہ علیہ نے لگایا۔ ملک رمضان صاحب یہاں آپ کی محفل میں آیا کرتے تھے وہ فوت ہو چکے ہیں۔ اس نے اپنی ملازمت کیلئے پبلک سروس کمشن میں انٹرویو دینا تھا۔ یہ ایک بڑا مشکل اور کٹھن انٹرویو ہوتا ہے۔ پورے پنجاب کو گریڈ سترہ اور اس سے اعلیٰ کے گریڈ میں ملازمت اسی ادارے کے ذریعہ سے ہی ملتی ہیں۔ وہ میرے پاس آیا کہ انٹرویو میں کامیابی کی دعا فرمادیں میں نے کہا کہ حضرت داتا گنج بخش ججویری رحمۃ اللہ علیہ ہر چیز تقسیم کرتے ہیں آپ بھی ان سے ہی لیں وہ داتا جو ہوئے وہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضر ہوا اور ملازمت کے حصول کے لئے دعا کی انٹرویو دیا تو انٹرویو نہایت ناقص کسی سوال کا بھی صحیح جواب نہیں۔ اس انٹرویو کمیٹی کے ایک رکن نے مجھے بتایا جو ہماری یونیورسٹی سے بحیثیت ٹیکنیکل ممبر اس میں شامل تھا کہ ملک رمضان نے کسی سوال کا جواب نہیں دیا۔ تین ممبر تھے ہر ایک کے

پاس بیس بیس نمبر تھے۔ ایک نے بیس میں سے چھ۔ دوسرے نے سات اور تیسرے نے آٹھ نمبر دیئے۔ اب ان تمام کی اوسط نکالنا تھی چیئر مین کمیٹی کے پاس نتیجہ گیا تو اس نے دیکھا کہ چھ کے سولہ بنے ہوئے ہیں سات کے سترہ اور آٹھ کے اٹھارہ بنے ہوئے تھے۔ اس نے ممبران سے پوچھا کہ آپ نے بہت زیادہ نمبر دیئے ہوئے ہیں۔ ایک نے کہا کہ میں نے تو صرف چھ نمبر دیئے تھے۔ چیئر مین کمیٹی نے کہا کہ یہاں تو سولہ لکھے ہوئے ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ میں نے تو سات نمبر دیئے تھے۔ چیئر مین کمیٹی نے کہا کہ یہاں تو سترہ لکھے ہوئے ہیں، خود چیئر مین کمیٹی نے کہا کہ اس نے آٹھ نمبر دیئے تھے لیکن وہاں اٹھارہ بنے ہوئے تھے۔ چیئر مین نے کہا کہ یہ کسی کے کرم کی بات ہے اس کو ایسے ہی رہنے دو۔ رمضان صاحب کو سب سے زیادہ نمبر ملے اور وہ انٹرویو میں اول قرار پایا۔ علم اسے آیا نہیں، انٹرویو غلط لیکن داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کامیاب کر دیا کیوں کہ وہ داتا ہیں اور عطا بھی کرتے ہیں۔ اسلام بھی دے رہے ہیں، ایمان بھی دے رہے ہیں۔ اور دنیا بھی دے رہے ہیں۔ پھر بھی لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ داتا سے مانگنا شرک ہے۔ داتا علی عثمان ہجویری نہیں ہے بلکہ داتا اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ رازق ہے، مالک ہے، وہی دیتا ہے تم خواہ مخواہ کسی اور کے پیچھے بھاگے پھر رہے ہو۔ ان کی تعریفیں کرتے پھرتے ہو۔ میں آپ کو ایک بات بتا دوں کہ سنی جس کی بھی تعریف کرے کہ یہ ولی ہے تو وہ ولی اللہ ہوتا ہے۔ ولی کا کوئی ٹسٹ نہیں ہوتا کہ کون ولی ہے اور کون ولی نہیں ہے۔ سنی جسے ولی کہہ دیں وہ ولی ہو جاتا ہے جسے داتا کہہ دیں وہ داتا ہو جاتا ہے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ ہمیں کیا پڑھا رہے ہیں۔ داتا تو صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے۔ سنی عقیدہ

کے علاوہ باقی سب یہی کہتے ہیں کہ داتا صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے اس کے علاوہ کسی کو داتا ماننا شرک ہے جو کچھ بھی لینا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے ہی مانگو۔ ہم مانتے ہیں کہ داتا اللہ تعالیٰ ہے ضرور ہے لیکن جب تم بیمار ہوتے ہو تو پھر ڈاکٹر کے پاس کیوں جاتے ہو اللہ تعالیٰ کے پاس جاؤ کیونکہ شفا دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ آپ ڈاکٹر سے علاج کیوں کراتے ہو اس سے دوائی کیوں لیتے ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر سے دوائی لینا یا اپنی بیماری کی شفا کے لئے ڈاکٹر سے علاج کرنا شرک نہیں ہے تاہم ایسے اعتراضات کا جواب قرآن و حدیث سے ہونا چاہیے، فرعون کی سب سے زیادہ طاقت اور قوت اس کے جادوگر تھے۔ ہزار بارہ سو جتنے بھی اس کے پاس جادوگر تھے وہ اس کی ملکی طاقت تھی جس طرح سے آپ کے پاس اینٹیم بم ہے۔ فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام آپ میرے جادوگروں سے مقابلہ کرو، اگر آپ جیت جائیں گے تو میں تمہیں مان جاؤں گا۔ جادوگروں سے مقابلہ ہوا، مقابلہ شروع کرنے سے پہلے ان جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ مقابلہ کے لئے پہل آپ کریں گے یا آپ ہمیں اجازت دیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ پہل تم ہی کرو۔ جادوگروں کے اس ادب کرنے کی وجہ سے ان کو ایمان نصیب ہو گیا اور اس کا وسیلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا بنا۔ مقابلہ شروع ہوا تو جادوگروں نے اپنی رسیاں پھینکیں تو وہ سانپ بن کر چلنے پھرنے لگیں۔ اتنی طاقت تھی کہ رسیاں سانپ بن گئیں۔ تمام رعایا مرعوب تھی کہ اگر ہم کوئی اگر مگر کریں گے تو فرعون اپنے جادوگروں کے ذریعہ سے ان کو تباہ و برباد کر دے گا۔ اس لئے اس کو بادشاہ مانو۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ

تَلَقَّفْ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدٌ سَاحِرٌ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى (طہ: ۶۹) اور ڈال تو دے جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے۔ اور ان کی بناوٹوں کو نگل جائے گا وہ جو بنا کر لائے ہیں وہ تو جادو کا فریب ہے اور جادو گر کا بھلا نہیں ہوتا کہیں آئے۔ اے موسیٰ علیہ السلام آپ اپنا عصا پھینک دیں آپ نے جب اپنا عصا پھینکا تو وہ اڑدھا بن گیا اور جادو گروں کے بنائے ہوئے تمام سانپوں کو کھا گیا۔ فرعون کی ساری طاقت ختم ہوگئی، ملیا میٹ ہوگئی۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک کی طاقت تھی، ان کی اپنی طاقت کا کیا اندازہ ہوگا۔ عصا مبارک میں اتنی طاقت تھی کہ اس نے فرعون کی ساری طاقت کو ختم کر دیا۔ فَالْقَى السَّحَرَةُ سُجْدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ. (طہ: ۷۰) ”تو سب جادو گر سجدے میں گر لائے گئے۔ بولے ہم اس پر ایمان لائے جو ہارون علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا رب ہے۔“ وہ سارے جادو گر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ فرعون نے کہا کہ قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السَّحَرَ فَلَا قِطْعَنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَلَا صَلْبَنَكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمَنَّ أَيْنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ. (طہ: ۷۱) فرعون بولا کیا تم اس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں، بے شک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا۔ تو مجھے قسم ہے ضرور میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تمہیں کھجور کے ڈھنڈ پر سولی چڑھاؤں گا اور ضرور تم جان پاؤ گے کہ ہم میں کس کا عذاب سخت اور دیر پا ہے۔“ تم نے میری اجازت کے بغیر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھ لیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے ہو۔ میں



تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دوں گا۔ تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ تمہیں پھانسی چڑھا دوں گا۔ قَالُوا لَنْ نُؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ إِنَّمَا تَقْضِي هَذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللَّهُ خَبِيرٌ (طہ ۷۳-۷۴)

”بولے ہم ہرگز تجھے ترجیح نہ دیں گے۔ ان روشن دلیلوں پر جو ہمارے پاس آئیں۔ ہمیں اپنے پیدا کرنے والے کی قسم تو کر چک جو تو کرنا چاہتا ہے تو اس دنیا کی ہی زندگی میں کرے گا۔ بے شک ہم اپنے رب پر ایمان لائے کہ وہ ہماری خطائیں بخش دے اور وہ جو تو نے ہمیں مجبور کیا جادو پر۔ اور اللہ بہتر ہے اور سب سے زیادہ باقی رہنے والا۔“ جادو گروں نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہم سے کہیں زیادہ طاقتور ہیں ہم ان کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں ان کا مقابلہ کرنے کے قابل بھی نہیں ہیں اب تیرا جو جی چاہے وہ کر لے ہم ایمان لا چکے ہیں۔ فرعون نے ایک طرف سے ہاتھ اور دوسری طرف سے پاؤں کٹوا دیئے لیکن وہ جادوگر ایمان کی حالت میں مرے۔ ایمان کی حالت میں مرنا زیادہ اچھا ہے کہ فرعون کے حواری ہو کر مرنا اچھا ہے۔ ایمان پر خاتمہ ہونا بہتر ہے تو پھر جادو گروں کو کس نے ایمان دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک نے ان کو ایمان عطا فرمایا۔ اگر لکڑی کا عصا ایمان کا وسیلہ بن سکتا ہے۔ تو پھر میرا داتا جویری رحمۃ اللہ علیہ بھی ایمان عطا کر سکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام جو تصرفات رکھتے ہوں گے وہی تصرفات میری امت کے اولیاء اللہ بھی رکھیں گے۔ بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کے جو معجزات ہوں گے وہ امت محمدی کے اولیاء اللہ کی کرامات ہوں گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون

کے جادوگروں کو شکست دے کر ان کو ایمان نصیب کیا اور حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بڑے جادوگر رائے راجو کو شکست دے کر ایمان عطا کیا۔ پھر آپ مانتے کیوں نہیں ہو۔ اعتراض کیوں کرتے ہو۔ ولی اللہ کی عظمت کا انکار کر کے دراصل تم حدیث شریف کا انکار کرتے ہو اور جو حدیث شریف کا منکر ہے وہ نبوت کا منکر ہے اور نبوت کا منکر کافر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے جادوگر ختم کئے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جوتی نے جادوگر کو ختم کر دیا۔ اگر ایسا ہے تو ماننا پڑے گا کہ ۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

پھر یہ ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر جب بھاگے لیکن وہ تو فرعون کی لیبر فورس بنی ہوئی تھی۔ فرعون بنی اسرائیل سے بیگار کا کام لیتے تھے۔ بھتے کا کام لیتے تھے۔ وَلَقَدْ أُوحِيَآ إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاصْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ۔ (طہ: ۷۷) اور بے شک ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے چل اور اپنا عصا مار کر ان کے لئے دریا میں سوکھا راستہ نکال دے۔ تجھے ڈرنہ ہوگا کہ فرعون تمہیں آ لے اور نہ کوئی خطرہ۔“ حضرت موسیٰ علیہ السلام حکم الہی پا کر رات کے اوّل وقت میں ستر ہزار بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر مصر سے روانہ ہوئے۔ جب بنی اسرائیلی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رات کے اندھیرے میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ فرعون کو پتہ چل گیا اس نے اپنی فوج ان کے پیچھے لگا دی کہ ان کو پکڑ کر لائیں یا قتل کر دیں۔ آگے آگے بنی اسرائیل، پیچھے پیچھے فرعون بنی اسرائیل کی فوج تھی۔ آگے دریا ئے نیل آ گیا کہ بحر قلزم آ گیا۔ نہ کوئی

کشتی نہ کوئی پل، نہ کوئی راہ گزر۔ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے سب کی چچیں نکل گئیں کہ اب موت یقینی ہے۔ وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے موسیٰ علیہ السلام پانی پر اپنا عصا مارو۔ جب آپ نے پانی پر عصا مارا تو بارہ راستے بن گئے۔ پانی ایسے کھڑا ہو گیا کہ جیسے یہ دیوار ہے۔ بارہ قبیلے اور ان کے لئے بارہ راستے بن گئے۔ بنی اسرائیل والے اپنے ساز و سامان اور مویشی گھوڑے، گدھے سمیت بخیریت دریا سے پار ہو گئے ان کے کتے بھی ان کی نسبت سے دریا پار ہو گئے۔ یہ کس نے راستہ دیا، یہ کس نے پار کرایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت نے پار کرایا۔ کیا یہ خزانہ ہے۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک بچا رہا ہے تو پھر داتا صاحب بھی بچاتے ہیں۔ یہ کوئی شرک نہیں ہے اگر عصا سے مدد لینا شرک نہیں ہے تو داتا صاحب سے بھی مدد لینا شرک نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم دریا پار کر گئی۔ فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ (طہ: ۷۸) ”تو ان کے پیچھے فرعون پڑا۔ اپنا لشکر لے کر۔ تو انہیں دریائے ڈھانپ لیا۔ جیسا ڈھانپ لیا۔“ فرعونی فوج بھی دریا میں انہیں راستوں سے داخل ہو گئی جن میں چھ لاکھ قبطی تھے جب درمیان میں پہنچے تو پانی مل گیا۔ راستے بند ہو گئے اور ساری فرعونی فوج دریا میں غرق ہو گئی۔ سب مر گئے تمام مر کھپ گئے۔ فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تفصیلی واقعہ سورت الشعراء میں بھی ہے۔ فرعون جب ڈوبنے لگا تو بولا کہ اِنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔ (یونس: ۹۰) ”میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں۔“ جب موت سامنے نظر آجائے تو پھر توبہ قبول نہیں ہوتی فرعون ڈوب کر مر گیا اور کئی سال بعد اس کی

لاش دریا سے مل گئی جو آج بھی مصر کے عجائب گھر میں رکھی ہوئی ہے اور لوگوں کے لئے عبرت کا نشان بنا ہوا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر عرب میں داخل ہو گئے۔ ملک عرب زیادہ تر صحرائی ہے۔ مکہ مکرمہ سے دس بارہ کلومیٹر باہر نکلو تو سارا جنگل ہے۔ پانی آج بھی وہاں موجود نہیں ہے۔ کوئی چرند پرند موجود نہیں ہے۔ کہیں کہیں جو ہڑکی شکل میں پانی ہے لوگ اپنی بکریوں کو وہاں سے پانی پلاتے ہیں۔ مدینہ شریف سے بھی دس بارہ کلومیٹر دور چلے جائیں تو صحرا ہی صحرا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو پانی نہ ملا تو عرض کی کہ پانی نہیں ہے ہم پیاس سے مر رہے ہیں۔ وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبًا (المقرہ ۶۰) ”اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو۔ فوراً اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے اور ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا۔“ حکم ہوا کہ اپنا عصا مبارک پتھر پر مارو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر اپنا عصا مبارک مارا تو بارہ چشمے جاری ہو گئے آج بھی ان چشموں کے آثار موجود ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ہر قبیلہ کے لئے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ انہوں نے پانی پیا۔ جان بچ گئی۔ یہ جان کس نے بچائی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اپنی قوم کے افراد کی پیاس بجھا رہا ہے ان کی جان بچا رہا ہے اسی طرح سے داتا صاحب ہمیں بھی بچا رہے ہیں۔ یہ کوئی شرک نہیں ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت کے اولیاء اللہ کی وجہ سے بارش ہوتی ہے۔ قحط ان کی وجہ سے دور ہوتے ہیں۔ رزق ملتا ہے۔ عذاب ٹلتے ہیں۔ فتح ان کی وجہ سے ہوتی ہے۔ قرآن مجید بتا رہا ہے کہ بنی اسرائیل کے پاس ایک صندوق تھا جسے

تابوت سیکنہ کہتے ہیں۔ سورۃ بقرہ آیت نمبر 248 میں اس کا ذکر ہے۔ جب وہ صندوق اپنے پاس رکھتے تھے تو ان کو فتح ہوتی تھی ان سے کچھ غلطیاں کوتاہیاں ہونیں تو صندوق گم ہو گیا پھر جب جنگ پر جاتے تو شکست پر شکست ہوتی۔ چالیس سال تک شکست کھاتے رہے۔ چالیس سال بعد نئی پود آ گئی وہ توبہ تائب ہوئے تو صندوق پھر آ گیا۔ اب اس کو ساتھ لے کر جنگ کیلئے جاتے ہیں تو فتح یاب ہوتے ہیں۔ ان کو بڑی جتو ہوئی کہ اس صندوق میں کیا ہے کوئی ایٹم بم ہے یا کوئی ایسی کون سی چیز ہے RAYS شعاعیں ہیں کہ جس سے فتح ہوتی ہے۔ جب صندوق نہیں ہوتا تو فوج اور اسلحہ کے باوجود شکست ہوتی ہے۔ اور جب صندوق ساتھ ہوتا ہے تو اسی فوج اور اسلحہ کے ساتھ فتح ہوتی ہے۔ انہوں نے وہ صندوق کھولا تو اس میں اور تبرکات کے علاوہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوتی مبارک نکلی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوتی مبارک تابوت سیکنہ میں موجود ہے تو وہ فتح دلا رہی ہے۔ کیا داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جوتی مبارک نے کام نہیں کیا ہے۔ رائے راجو کو کس نے کلمہ پڑھایا۔ یا تو یہ ہے کہ آپ یہ کہیں کہ تابوت سیکنہ نے فتح نہیں دی۔ موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک نے کوئی کام نہیں کیا۔ جادو گر ختم نہیں کئے۔ دریا میں راستے نہیں بنائے۔ پتھروں سے پانی کے چشمے جاری نہیں کئے۔ اگر آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک کو مانتے ہیں تو پھر آپ داتا صاحب کو بھی مان جاؤ اچھے رہو گے۔ اور جو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نفی کرے گا اس کی اپنی نفی ہو جائے گی۔ کیونکہ جب کوئی ولی کے خلاف بغض رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ یہ حدیث قدسی ہے۔ جس بندے کے خلاف خود اللہ تعالیٰ اپنی فوج لے کر آ جائے اس کا کیا حشر



ہوگا۔ اس کا ایمان بھی نہیں بچے گا۔ حضرات یہ ساری جو کرم نوازی ہو رہی ہے یہ اولیاء اللہ کے صدقہ میں ہو رہی ہے۔ نبوت کا دروازہ اب بند ہو چکا ہے۔ اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لیکن نبوت کا فیض اس کی رحمت اس کی برکت اولیاء اللہ کے فیض سے جاری ہے۔ يُزَكِّيهِمْ پاك کرتے ہیں۔ سورۃ جمعہ آیت نمبر 2 کا صیغہ اب کہاں استعمال ہو رہا ہے۔ یہ فیض اب اولیاء اللہ سے جاری ہے۔ اس زمانے میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پاك کرتے تھے۔ اب یہی کام اولیاء اللہ کر رہے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاتھ میں ننگی تلوار لئے آ رہے ہیں اور لکا رہے ہیں کہ میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنا ہے اور ادھر نبی پاك علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کر رہے ہیں کہ یا اللہ دو عمروں میں سے ایک کو ایمان نصیب فرما اور اس سے اسلام کو عظمت عطا فرما۔ دوسرے ہی لمحہ وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں بیٹھے کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہو رہے ہیں۔ اور فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ ایسے ہی حضرت داتا گنج بخش ہجویری کرم کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ یہ کرم کرتے ہیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے در پر ایک چور آ گیا۔ پہلے وقتوں میں اگر گھر والے جاگ جائیں تو چور بھاگ جاتے تھے لیکن آج کل کے چور بھاگتے نہیں ہیں خود آ کر گھر والوں کو جگاتے ہیں کہ اٹھو ہمیں چائیاں دو اور بتاؤ کہ تمہاری نقدی اور زیور وغیرہ کدھر ہیں۔ چور آیا اور چھپ کر بیٹھ رہا کہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کسی غرض سے انھیں گے تو میں ان کا جبہ مبارک چوری کر لوں گا آپ کا جبہ مبارک اور جوتی مبارک بہت قیمتی ہوا کرتے تھے۔ اس زمانے میں جبہ مبارک ستر اسی ہزار درہم کا ہوتا تھا اور جوتی مبارک بھی بہت قیمتی

ہوتی تھی۔ کسی نے پوچھا کہ آپ اتنی مہنگی جوتی کیوں پہنتے ہیں فرمایا کہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ میری نظر میں دنیا کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ رات کے دو بجے حضرت خضر علیہ السلام تشریف لے آئے اور عرض کیا کہ یا سرکار غوث الاعظم فلاں علاقے کا قطب فوت ہو گیا ہے۔ قطب عطا فرمائیں۔ فرمایا کہ صبح دیں گے۔ عرض کیا کہ صبح تک تو وہ علاقہ ویسے ہی غرق ہو جائے گا۔ جس جگہ کوئی ولی نہ ہو وہ علاقہ غیر محفوظ ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ پھر اس وقت تو یہ ایک چور ہی ہے اسے ہی لے جاؤ۔ آپ نے نگاہ ڈالی تو چور کو قطب بنا کر رکھ دیا۔ حضرت علی بن عثمان المعروف حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دادا، پردادا مرشد کریم ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے حضرت علی بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ ملتا تو میں ضرور ان کے دست مبارک پر بیعت کر لیتا۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ وہ ہستی ہیں کہ ولایت ان کے در سے ملتی ہے۔ جب کسی کی گردن پر ان کا قدم مبارک آتا ہے تو وہ ولی بن جاتا ہے لیکن حضرت داتا صاحب سے متعلق آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر مجھے ان کا زمانہ ملتا تو میں ان کا مرید ہو جاتا۔ اس سے آپ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا اندازہ کر لیں۔ آج بھی داتا ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی چوکھٹ پر تم بوسہ دے دو اسی لمحہ جنتی ہو جاؤ گے۔ بنی اسرائیل کے ایک بندے نے سونل کئے پھر اسے فکر ہوئی کہ بخشش کا کوئی بہانہ ہونا چاہئے۔ کسی نے بتایا کہ اولیاء اللہ کے در پر چلے جاؤ۔ تمہاری بخشش ہو جائے گی۔ وہ اولیاء اللہ کے ڈیرے کی طرف چل دیا۔ ابھی تھوڑا ہی فاصلہ گیا تھا کہ فوت ہو گیا۔ دونوں قسم کے فرشتے آ گئے۔ دوزخ والے کہیں کہ یہ جہنمی ہے اس نے سونل کئے ہیں۔ دوسرے فرشتے کہہ رہے ہیں کہ یہ اولیاء اللہ کے در

کی طرف جا رہا تھا اس لئے یہ جنتی ہے۔ دونوں میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور فرشتہ کو بھیج دیا کہ جا کر ان میں فیصلہ کرو۔ اس نے آ کر کہا کہ فاصلہ ناپ لو اگر اپنے گھر کے قریب ہے تو جہنمی ہے اگر اولیاء کے در کے قریب ہے تو جنتی ہے۔ یہ حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور اس کا وسیلہ وہ فرشتہ ہے لیکن اصل بات اللہ تعالیٰ کی ہی جانب سے ہے۔ سو کا قاتل ہے۔ یہ حقوق العباد کی پامالی ہے کہ حقوق اللہ کی ہے۔ کہتے ہیں کہ حقوق العباد معاف نہیں ہوں گے اب دیکھیں کہ حقوق العباد کس طرح سے معاف ہوتے ہیں۔ یہ حقوق اللہ کی بات نہیں ہے کہ نماز کا تارک ہے۔ روزہ نہیں رکھا ہے۔ بلکہ یہ حقوق العباد کی بات ہے کہ کتنی عورتیں بیوہ کی ہیں۔ کتنے بچے یتیم کئے ہیں۔ کتنی ماؤں کے لخت جگر قتل کر دیئے ہیں۔ فیصلہ کیا ہوا کہ اگر گھر کے قریب ہے تو جہنمی ہے اگر اولیاء اللہ کے در کے قریب ہے تو جنتی ہے۔ یعنی اولیاء اللہ کے در کے قریب جنت ہے۔ بخشش ہے تو کیا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے در کے قریب جنت نہیں ہے۔ اگر جنت ولی کے در کے قریب ہے تو پھر داتا صاحب کے در بار کے قریب بھی جنت ہے۔ فیصلہ کے مطابق جہنم والے فرشتے کہنے لگے کہ یہ جہنمی ہے کیونکہ گھر کے قریب فوت ہو گیا ہے۔ لاہور سے فیصل آباد جانا ہے لیکن شاہدرہ کے قریب مر گیا ہے لیکن فیصلہ کرنے والے فرشتے نے کہا کہ فاصلہ ناپنے کا حکم ہے لہذا فاصلہ ناپا جائے گا۔ جب ناپنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے تھوڑے فاصلہ کو حکم دیا کہ پھیل جاؤ اور زیادہ فاصلہ کو حکم دیا کہ سکڑ جا۔ شاہدرہ گٹ والا بن گیا۔ وہ قاتل گھر سے دور ہو گیا اور اولیاء اللہ کے در کے قریب ہو گیا۔ تو اپنے گھر سے نیت کر کے چل کہ میں نے داتا صاحب جانا ہے لیکن گھر کے دروازہ سے باہر نکلتے ہی فوت ہو جائے تو جنتی ہے۔ یا تو آپ کہیں کہ یہ حدیث ختم

ہوگئی ہے۔ منسوخ ہوگئی ہے بس وہ بنی اسرائیل کا ایک فرد اس سے فائدہ اٹھا گیا ہے۔ اب آئندہ کے لئے یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے اور یہ رعایت کسی اور کو نہیں ملے گی تو ایسی کوئی بات نہیں قیامت تک جو بھی اولیاء اللہ کے در کی طرف چلے گا جنتی بنا رہے گا۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے در سے چور قطب بنتے رہیں گے۔ مطلب کہ گنہگاروں کی بخشش ہوتی رہے گی جو بھی سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے در پر آئے گا اس کی بخشش ہو جائے گی۔ جو بھی داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے در پر حاضری دے گا اس کی بھی بخشش ہو جائے گی۔ آپ کو داتا سنیوں نے کہا ہے اور جو سنی کہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ ایک جنازہ آیا صحابہ کرام نے اس مرنے والے کی تعریف کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وَجَبْتُ اس پر واجب ہوگئی۔ ایک اور جنازہ آیا صحابہ کرام نے اس کی تعریف نہ کی بلکہ بدتعریفی کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَجَبْتُ اس پر واجب ہوگئی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس شخص کے لئے ہم نے تعریف کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بھی وَجَبْتُ اور جس شخص کی بدتعریفی ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بھی وَجَبْتُ اور جس شخص کی بدتعریفی ہوگئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا واجب ہوگئی۔ فرمایا کہ اگر مرنے کے بعد لوگ مرنے والے کی تعریف کریں تو میں نے کہا کہ اس پر جنت واجب ہوگئی اور مرنے کے بعد جس کی بدتعریفی کی گئی میں نے اس کے لئے کہا کہ دوزخ واجب ہوگئی۔ اس میں تمام فرقے اپنا حصہ نہ ڈالیں یہ صرف سنیوں کی بات ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سنی تھے۔ اب بھی سودا عظم سنی ہے۔ سنی یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ داتا ہیں تو وہ داتا ہی ہیں پھر تقویٰ رکھ

محبوبوں والا آدوارہ ملے۔ تو آپ کو بھی داتا صاحب عطا فرمائیں گے صرف عقیدہ  
 راسخ ہونے کی بات ہے۔ آپ داتا صاحب کے دروازہ پر حاضر ہو کر مانگیں اگر وہ عطا  
 نہ کریں تو مجھے پکڑ لینا۔ اور میں ان کا دامن پکڑ لوں گا۔ داتا صاحب کا عرس ہے تین  
 تین سو میل سے لوگ سائیکلوں پر آ رہے ہیں تو کیوں آ رہے ہیں آپ کو داتا مانتے ہیں  
 تو آ رہے ہیں نہ سردی کی فکر نہ گرمی کا ڈر۔ زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو۔ جو سنی کہہ دیں وہ  
 ہو جاتا ہے دین کی بات جب آتی ہے تو صرف سنی کی ہی طرف سے آتی ہے۔ اللہ  
 تعالیٰ ان کی عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ سے لینے کی توفیق  
 عطا فرمائے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک عظمت کی بات دیکھو وہ  
 اپنے زمانہ کے داتا ہیں اور حضرت علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے  
 کے داتا ہیں۔ ایک نابینا شخص حاضر خدمت ہوا عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کیا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف رکھتے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں  
 بیٹھے ہوئے ہیں۔ عرض کیا کہ کیا مجھے اجازت ہے کہ میں ان کی داڑھی مبارک کو ہاتھ  
 لگاؤں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا  
 کہ اس کو اجازت دیں کہ یہ آپ کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگالے۔ حضرت سیدنا  
 صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم کی تعمیل کی۔ اس نابینا نے آپ کی داڑھی مبارک  
 کو ہاتھ لگایا اور عرض کیا کہ یا اللہ اس داڑھی کے صدقے مجھے آنکھیں عطا فرمادے۔  
 یہ حدیث شریف ہے اسی لمحہ اس کی بینائی لوٹ آئی اسے نظر آنا شروع ہو گیا۔ حضرت  
 جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے تو  
 مانگا ہی کچھ نہیں ہے۔ اگر یہ کہہ دیتا کہ یا اللہ ساری دنیا کے اندھوں کو آنکھیں عطا کر



دے تو یہ بھی ہو جاتا۔ کیا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داتا ہیں کہ نہیں ہیں۔ قیامت کے روز پل صراط پر ایک کرسی لگائی جائے گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما ہوں گے۔ پل صراط بال سے باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اس پر کوئی چل نہیں سکتا۔ لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرسی مبارک اس پر لگی ہوئی ہوگی۔ ایک فرشتہ آئے گا اور فرمائے گا کہ کیا لوگو تم مجھے پہچانتے ہو جو مجھے جانتے ہیں وہ جانتے ہیں جو مجھے نہیں پہچانتے میں ان کو بتا دوں کہ میرا نام مالک ہے اور میں جہنم کا داروغہ ہوں، مجھے جہنم کی جو چابیاں اللہ تعالیٰ نے دی ہیں وہ میں آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کرتا ہوں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں یہ چابیاں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کرتا ہوں۔ ایک اور فرشتہ آیا اور کہنے لگا کہ اے لوگو! کیا مجھے پہچانتے ہو جو نہیں پہچانتے وہ دیکھ لیں کہ میں رضوان ہوں، جنت کا مالک فرشتہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو جنت کی چابیاں عطا کی ہیں وہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتا ہوں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ چابیاں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دو۔ فرمایا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ جس کو چاہیں جنت میں لے جائیں اور جس کو چاہیں جہنم میں پھینک دیں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ جنت کا ٹکٹ آپ دیں گے لیکن جنت کا ٹکٹ اسے دینا ہے کہ جس کے دل میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت ہوگی۔ یہ سارے زمانے کے داتا ہیں ان کو مانتے جاؤ اور جنت کے ٹکٹ لیتے جاؤ۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت کے مالک ہیں، جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں اور آپ کو جنت کے

آٹھوں دروازوں سے اندر جانے کی اجازت ہوگی۔ آپ ایک دروازہ کے سامنے جا کر رک جائیں گے۔ فرشتے عرض کریں گے کہ حضرت صاحب آپ جنت میں داخل ہو جائیں اگر ہم سے کوئی غلطی ہوگئی ہے تو ہمیں معاف فرمادیں۔ آپ فرمائیں گے کہ تم سے کوئی غلطی نہیں ہوئی، میرا ایک سوال ہے، پہلے آپ مجھے اس سوال کا جواب لے کر دیں۔ جی کیا سوال ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر آئیں کہ جس نے بھی مجھ سے محبت کی ہے میں اسے اپنے ساتھ جنت میں لے جانا چاہتا ہوں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ یا اللہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک سوال ہے کہ جس نے بھی ان سے محبت کی ہے وہ ان کو اپنے ساتھ لے کر جنت میں جانا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ان کو اجازت ہے وہ جس جو چاہیں اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو جنت میں لے جا رہے ہیں۔ وہ جنت کے داتا ہیں اور لاہور کا داتا حضرت علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ قیامت کے روز جنتی لوگوں کو دو رویہ کھڑے کر دیا جائے گا۔ اور جہنمیوں کو ان کے درمیان سے بیڑیاں لگا کر گھسیٹ کر جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ ایک جہنمی بھاگ کر ایک جنتی کو پکڑ لے گا اور عرض کرے گا کہ حضرت صاحب آپ نے مجھے پہچانا ہے کہ نہیں وہ فرمائے گا کہ میں نے تو تمہیں نہیں پہچانا ہے۔ وہ عرض کرے گا کہ میں وہ ہوں جس نے آپ کو پانی کا ایک گلاس پلایا تھا۔ جنتی کہے گا کہ اب کیا چاہتا ہے وہ عرض کرے گا کہ میری شفاعت فرمائیں اور اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں۔ وہ جنتی عرض کرے گا کہ یا اللہ مجھے پانی پلانے والا میری خدمت کرنے والا جہنم میں جا رہا ہے مہربانی فرما کر اس کی بخشش فرمادے۔ اللہ تعالیٰ حکم دیں

گے کہ جاؤ اس کو اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔ یہ دیکھ لو کہ اس کو جہنم کا حکم ہو چکا ہے لیکن کس کی خدمت کرنے پر کس کی درخواست پر جنت مل رہی ہے۔ اسی طرح سے ایک اور آدمی بھاگ کر ایک جنتی کا دامن پکڑ لے گا اور عرض کرے گا کہ حضرت صاحب مجھے پہچانیئے اور میری سفارش فرمائیے۔ وہ پوچھیں گے کہ آپ کون ہیں، میں تو آپ کو نہیں پہچانتا ہوں، عرض کرے گا کہ میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک دفعہ وضو کرایا تھا۔ اس جنتی کی سفارش سے یہ جہنمی بھی معاف کر دیا جائے گا اور اسے بھی اس کے ساتھ جنت میں جانے کی اجازت مل جائے گی۔ دنیا میں سب سے زیادہ پلید اور نجس چیز کیا ہے۔ اگر سارے سمندر کا پانی بھی صرف کر لیں اور صابن، شیمپو، ڈیٹر جنٹ جو بھی چاہیں استعمال کر کے اس کو نہلا دیں وہ پہلے سے بھی زیادہ پلید ہو جائے گا لیکن اگر وہ کسی ولی کے در پر بیٹھ جائے تو قرآن مجید اعلان فرماتا ہے کہ وہ جنتی ہے۔ اصحاب کہف کے در پر کون سی چیز بیٹھی تھی یہ کتنا تھا جس کی جنس ہی پلید ہے۔ یہ نجس العین ہے۔ یہ کبھی پاک نہیں ہو سکتا۔ اس کی جنس ہی ایسی ہے کہ وہ ناپاک اور پلید ہی رہے گی۔ لیکن اولیاء کی نسبت سے وہ بندے کی شکل میں جنت میں جائے گا اور جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بددعا کی تھی بلعم باعور کی شکل و جسم اس کتے کو دی جائے گی اور اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور بلعم باعور کو اس کتے کا جسم و شکل دے کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ کتے کس طرح بنتے ہیں۔ کسی پر بھونکنے سے کتے بن جاتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وہ بھونکا تو کتابن گیا اور بندے کس طرح سے بنتے ہیں کہ جو کسی ولی کے در پر بیٹھ گیا وہ بندہ بن گیا۔ یا اللہ ہمیں اولیاء اللہ کے در پر بیٹھنے کی توفیق عطا فرما۔ کسی بھی ولی کے خلاف اپنے دل میں عناد نہ رکھیں۔ سب سے بڑی مصیبت

یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے بچائے رکھے۔ مولانا روم کا ایک شعر ہے۔ جو شاید اس طرح سے ہے۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس دَرَد

طعنہ در شان پاکاں مے دہد

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کا بیڑہ غرق کرنے پر آتا ہے یا کوئی اپنے آپ اپنا بیڑہ غرق کرنا چاہتا ہے تو اس کے دل میں نیک بندوں کے خلاف جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ولی کچھ نہیں ہیں، ولایت کوئی چیز نہیں ہے۔ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کچھ نہیں۔ سرہند شریف والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کچھ نہیں۔ سلطان العارفین حق باہور رحمۃ اللہ علیہ کچھ نہیں۔ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کچھ نہیں۔ بغداد شریف والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کچھ نہیں۔ تم ان کو غوث کہتے ہو۔ غوث تو صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے اگر ایسے جذبات تیرے دل میں آئیں گے تو پھر کلمہ گو ہونے کے باوجود جہنم میں جائے گا۔ اور اگر تو ان کے در پر جا کر بوسہ دے دے گا تو جنتی بن جائے گا۔ صاحب نظر اور علماء کرام فرماتے ہیں کہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی چوکھٹ پر بوسہ دینے والا جنتی بن جاتا ہے لیکن یہ صرف اس کو ہی توفیق ملتی ہے جو ان کو داتا سمجھتا ہے اور ان کا غلام ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے ذر پر جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ کتے کا جنت میں جانا ممکن ہی نہیں ہے لیکن اولیاء کی نسبت سے وہ بھی جنت میں جا رہا ہے۔ کتے جہنم میں بھی نہیں جائیں گے لیکن بندے کتے کی شکل میں۔ بندر کی شکل میں، سور کی شکل میں اور بلیوں کی شکل میں جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ انسانی شکل و صورت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشابہہ ہے اس لئے

اللہ تعالیٰ بندوں کو اس شکل و صورت میں جہنم میں نہیں ڈالے گا۔ لیکن نسبت کی وجہ سے بعض جانور جنت میں جائیں گے۔ حضرت سیدنا عزیز علیہ السلام کا گدھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا، حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ ”قصوی“ اور آپ کا حمار شریف دلدل جو حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے اصحاب فیل کا ہاتھی۔ اصحاب کہف کا کتا۔ حضرت نونس علیہ السلام کی مچھلی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دنبہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی اور ملکہ بلقیس کا ہد ہد جنت میں جائیں گے۔ نسبت جانتے ہو کہ کیسے بنتی ہے۔ ایک ناکارہ کپڑے کو قرآن مجید کا غلاف بنا دیں تو اسے بوسہ دیں گے اور اپنے سروں پر رکھیں گے۔ اس کے دھوون کو گندی نالی یا گٹر میں نہیں جانے دیں گے۔ کیوں جی اس ناکارہ اور بے کار کپڑے کو کیا ہو گیا ہے کہ اس کی اتنی عزت ہو رہی ہے۔ اس کو قرآن مجید سے نسبت ہو گئی ہے۔ ایک اور بھی نسبت دیکھیں کہ مثال کے طور سے دال ہی پکائی تو وہ اس محفل کے لنگر میں آ گئی۔ کچھ کسی ولیمہ میں چلی گئی، کچھ کسی دعوت میں چلی گئی۔ کچھ کسی مندر یا گوردوارے میں چلی گئی۔ کچھ کلیسا میں چلی گئی اور کچھ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلا د شریف کے لنگر میں آ گئی۔ جو لنگر یہاں اس محفل کے بعد تقسیم ہوگا اس کی کیا حیثیت ہے۔ جو کپڑا قرآن مجید کا خلاف بن جائے وہ عظمت والا بن جاتا ہے۔ جو لنگر اس محفل کا بن جاتا ہے یہ نہیں کہ یہ ناصر صاحب کے گھر میں پکایا گیا ہے۔ یہ ناصر صاحب کی طرف سے لنگر نہیں ہے بلکہ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلا د شریف کا لنگر ہے جو بھی کھائے گا وہ جنتی ہوتا جائے گا۔ حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک مکھی میلا د شریف کے لنگر پر بیٹھ



جائے پھر وہ اڑ کر کسی کے چہرے پر بیٹھ جائے تو وہ بھی جنتی ہو جاتا ہے۔ یہ نسبت ہے۔ لنگر کی یہ عظمت ہے تو داتا صاحب جو لنگر بھیجنے والے ہیں کیا وہ جنت عطا نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدے کے مطابق برصغیر میں اسلام کی روشنی داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے آئی ہے۔ اجمیر شریف والی سرکار حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے داتا صاحب کے دربار پر چلہ کاٹا اور جو کچھ آپ کو وہاں حاصل ہوا وہ آپ نے ایک شعر میں بیان فرمادیا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کمالاں را راہنما

اللہ تعالیٰ وہاں سے راہنمائی لینے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے نقائص دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف کشف المحجوب میں دو جگہ مدینہ شریف کی عظمت بیان فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں معراج نصیب ہوئی تو آپ نے عرض کیا کہ یا اللہ کیا یہ سب سے اعلیٰ مقام ہے کہ جہاں میں پہنچ گیا ہوں۔ فرمایا کہ نہیں یہ اعلیٰ مقام نہیں ہے اس سے بھی اعلیٰ مقام مدینہ منورہ ہے۔ مدینہ شریف چلے جاؤ اور اس کی گلیوں کی خاک کا سرمہ بنا کر اپنی آنکھوں میں لگاؤ تو تمہیں اعلیٰ مقام نصیب ہو جائے گا۔ وَمَا عَلَيْنَا الْاَبْلَاغُ الْمَبِينِ

خطاب برہانش وقار ناصر صاحب۔ لاہور

15-1-2012